خون آشام
ایم اے راحت

ناقابلِ یقین واقعات اور شیطانی قوتوں کے لاتعداد بھیانک روپ، بدن پر لرزہ طاری کرنے والے جادوئی مناظر سے بھرپور، برسوں تک فراموش نہ کرنے والی داستان

خُون آشام

ایم اے راحت

ناشر
علی میاں پبلی کیشنز
۲۰- عزیز مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔ فون ۷۲۴۷۴۱۴

دیباچہ

علی میاں پبلی کیشنز سے میرے کئی سلسلہ وار ناول شائع ہو چکے ہیں۔ خُدا کا شکر ہے کہ اُنہیں سندِ پسندیدگی حاصل ہوئی ہے۔

زیرِ نگاہ ناول "خُون آشام" اپنے طرز کی منفرد داستان ہے۔ قدیم دکن کے ایک نوجوان کو اپنے مفاد کی خاطر دائمی زندگی دینے کی کوشش کرنے والے ایک بدکار سادھو نے تمام گُر آزمائے۔ لیکن جس کے کانوں میں وقتِ پیدائش اَللہ ربّ العزّت کا نام لے دیا جائے وہ شرِ شیطان سے لمحاتی طور پر بھٹک تو سکتا ہے۔ لیکن جب بدی کی قوتیں اُس کے ایمان پر حاوی ہونے لگیں تو آسمانوں سے اُس کی مدد ضرور ہوتی ہے۔

یہی اِس داستان کا بنیادی تصوّر ہے اور پھر اللہ کی عطا کردہ زندگی کے لیے اس کا عطیہ موت نہ ہو تو زندگی عذاب بن جاتی ہے۔

کسی نے کیا خُوب کہا ہے

ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا
نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

ایم۔ اے راحت

خوں آشام

ایک سنگ صفت، شعلہ ساماں نوجوان کی عجیب و غریب سرگزشت جس کے سر سے باپ کا سایہ اس وقت اٹھا جب تلنگانہ کے جنگلوں میں ایک سنسناتا ہوا نادیدہ تیر چلا تھا۔ اس کی عمر اس وقت صرف گیارہ سال تھی اور وہ ایک ایسے جنگل میں یکہ و تنہا پھنس گیا تھا جہاں سے نکلنے کا راستہ اسے نہیں معلوم تھا۔ ان بھیانک لمحات میں اس روز اس نے پہلی بار جانا کہ اس کا دل خوف سے نا آشنا ہے اور آنکھیں رونا نہیں جانتیں اور پھر اس کی زندگی کے اوراق تیزی سے پلٹے جانے لگے۔ انہیں پلٹنے والے ہاتھ کا مالک ایک سالخوردہ بوڑھا تھا۔ جو صدیوں سے زندہ تھا جس کی آنکھیں پاتال میں جھانک سکتی تھیں اور جس کا سینہ سحر و افسوں کا ایک گنجینہ تھا جس کے منہ سے نکلے ہوئے ایک لفظ پر زمین اپنے خزانے اگل دیتی تھی اور راند ہیرے اجھاڈوں میں بدل جاتے تھے۔ سسپنس، خوف، تحیر اور ڈرامے کے نئے کون و مکان، داستان در داستان ایک طلسم خانہ؛

میرا تعلق "رائے پور" سے ہے جو ریاست حیدر آباد دکن کا ایک مشہور مقام ہے۔ اسی کے پڑوس میں ایک اور جگہ "مدکل" کے نام سے مشہور ہے۔ میں نے اسی آبادی میں ہوش سنبھالا تھا۔

وہ محمد شاہ بہمنی کا دور تھا جو سلطان علاؤالدین کانگو کا بیٹا تھا۔ میرے والد، شاہ حسن کانگو کے نمک خوار تھے اور سلطان نے مدکل میں انہیں جاگیر سے نوازا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک تنازعہ چل گیا۔ حسن کانگو کے انتقال کے بعد محمد شاہ تاجدار دکن ہوا تو تلنگانہ کے راجا نے محمد شاہ کو پیغام بھیجا کہ قلعہ کولاس اس کے بیٹے ناگ دیو کے حوالے کردے۔ وہ اس بات پر مجھ سے باغی ہوگیا ہے۔ محمد شاہ نے اپنے مشیر سلطان علی خاں موجا سے اس بارے میں مشورہ کیا تو سلطان خان یعنی میرے باپ نے صاف انکار کردیا اور کہا کہ قلعہ کولاس ناگ دیو تلنگانہ کے حوالے نہیں کیا جاسکتا۔

اس وقت تو بات دب گئی، بعد میں کیا ہوا یہ مجھے نہیں معلوم لیکن ہماری کہانی وہیں سے شروع ہوگئی تھی۔ سلطان علی خان موجا اس انکار کی وجہ قرار دیا گیا اور والیٔ تلنگانہ کا بیٹا ناگ دیو اس کا دشمن بن گیا۔ میرے والد سلطان خان سیر و شکار کے رسیا تھے اور عموماً امرا اور روساؤں کی معیت میں شکار کھیلنے جاتے تھے۔ چونکہ میں یعنی چراغ علی خان موجا اپنے ماں باپ کا اکلوتا تھا خصوصی طور پر باپ کا چہیتا، اس لیے میرے والد مجھے شکار پر ضرور لے جاتے تھے۔ میں خود بھی دلچسپی لیتا تھا۔ اس وقت میری عمر گیارہ سال تھی جب میں زندگی کے پہلے اور پھر آخری حادثے سے دوچار ہوا۔ ہم تلنگانہ کے گھنے پہاڑی جنگلات میں شکار کھیل رہے تھے۔ یہ بھیانک جنگل اپنی نوعیت کے منفرد ہیں اور عجیب بھول بھلیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ کہیں یہ وسیع و عریض پہاڑی بلندیوں پر تاحد نگاہ چلے گئے ہیں اور کہیں ناقابل یقین گہری کھائیوں میں اتر گئے ہیں۔ لمبی گھاس اور گھنے درختوں سے لدے ہوئے۔ پہاڑیوں کے پراسرار غار گھاس میں اس طرح چھپے ہوتے ہیں کہ انسانی آنکھ انہیں دیکھ نہیں سکتی۔

ہمارے گھوڑے ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ لمبی گھاس پورے ماحول پر چھائی ہوئی تھی۔ کوئی چودہ افراد مجھ سمیت اس دشوار گزار جنگل سے گزر رہے تھے۔ اگر یہاں درخت اور گھاس نہ ہوتی تو اسے ایک پہاڑی درّہ کہا جاسکتا تھا کیونکہ دونوں سمت بلندیاں تھیں۔ ہوا رکی ہوئی تھی اور حبس کی کیفیت تھی۔ ماحول پر ایک ہیبت ناک سکوت طاری تھا۔ میرے والد کے دوست سجیت رائے نے کہا۔

"کیوں نہ واپسی کا سفر کیا جائے سلطان موجا؟"

"کیوں.....؟" میرے والد نے حیرت سے کہا۔

سجیت رائے کے چہرے پر کچھ عجیب سے تاثرات پھیلے

ہوئے تھے۔ اس نے کہا۔ "نجانے کیوں آگے بڑھنے کو من نہیں چاہتا۔ بڑی عجیب سی جگہ ہے سلطان موجا۔"

جواب میں میرے والد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تلنگانہ کے جنگلوں میں شکار کھیلنا جی داروں کا کام ہے رائے صاحب۔ برا مت ماننا۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ اس علاقے میں آنے کے لیے سوچنا پڑتا ہے۔"

سجیت رائے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "اس میں کوئی شک نہیں بڑا ہیبت ناک جنگل ہے۔ یقین کریں میرا جی الٹ رہا ہے۔"

"تم سے اچھا تو میرا شیر دل ہے۔ دیکھو بچہ ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر کیسے دلچسپی کے آثار ہیں۔"

"مان لیا بھائی' مان لیا۔ تم گوشت خور بہادر ہوتے ہو۔ ہم نے کب اس سے انکار کیا ہے۔"

سجیت رائے کسی بات کا برا بھی نہیں منا رہا تھا۔ ویسے بھی والد صاحب کے اچھے دوستوں میں شمار ہوتا تھا۔

والد صاحب نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "یہیں تو شکار کا مزہ آئے گا۔ خواہ مخواہ جی ہلکا کر رہے ہو۔ اگر آگے بڑھنے کا ارادہ نہیں تو آؤ پھر کہیں قیام کرتے ہیں۔"

"میں تو یہی سوچ رہا ہوں۔ جب سے چلے ہیں اور جنگل میں داخل ہوئے ہیں کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آئی جہاں قیام کے بارے میں سوچا جائے۔ لگتا ہے درختوں اور اس لمبی لمبی گھاس کے سوا یہاں اور کچھ ہے ہی نہیں۔"

"آؤ اونچائی پر چلتے ہیں۔ ایسا کرو۔ آج آرام کرتے ہیں۔ رات گزر جائے صبح کی روشنی میں پھر آگے بڑھیں گے۔ یہ علاقہ بے شک بہت خطرناک ہے لیکن دیکھنے کی جگہ ہے۔ دوسری بات یہاں شکار بھی بڑی مشکل سے ملتا ہے۔ یہ لمبی لمبی گھاس ہم سے زیادہ ہمارے دشمنوں کے لیے کارآمد ہوتی ہے۔ میرا مطلب ہے جنگلی جانوروں کے لیے۔ چلو اوپر کی طرف چلتے ہیں۔"

سجیت رائے نے گہری سانس لے کر گردن ہلا دی اتنی ساری باتیں کرنے کے بعد والد صاحب بھی اب اس سے کچھ نہیں کہنا چاہتے تھے۔ اسی لیے سب کے سب بلندی کی جانب بڑھنے لگے۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ لمبی لمبی گھاس نے یہاں قیام کے لیے کوئی جگہ نہیں چھوڑی تھی لیکن میرے والد ایک تجربہ کار شکاری تھے اور جانتے تھے کہ تلنگانہ کے جنگلات میں قیام گاہ بنانا پڑتی ہے۔ بنی بنائی نہیں مل جاتی۔ ہمارے ساتھ جو افراد آئے تھے ان میں کچھ تو ان جنگلوں کے لیے اجنبی تھے اور کچھ ایسے تھے جو پہلے بھی میرے والد کے ساتھ شکار کھیلنے کے لیے آچکے تھے۔ چنانچہ انتظامات بھی کر کے لائے تھے۔ والد صاحب نے تجربہ کارانہ انداز میں ایک گھنے اور چوڑے درخت کا انتخاب کیا اور اس کے بعد ساتھ آئے ہوئے آدمیوں کو اشارہ کیا۔ وہ سارے کے سارے لمبے لمبے پھرسے لے کر گھاس پر پل پڑے اور انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے لمبی لمبی گھاس کے ڈھیر لگا دیے اور درخت کے چاروں طرف ایک خاصی وسیع جگہ بنا دی۔ پھر گھاس کو پرے ہٹا کر وہاں ساز و سامان رکھ دیا گیا۔ گھوڑوں کو ایک دوسرے درخت کے پاس باندھا جانے لگا۔

سجیت رائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یہ ہوتی ہے تجربے کی بات۔ میں تو یہی سوچ رہا تھا کہ کیا ہمیں اسی گھاس کو اوڑھ کر زمین پر سونا پڑے گا۔"

اس دوران دلچسپ باتیں بھی ہوتی رہیں اور کھانے پینے کا انتظام بھی ہوتا رہا۔ سجیت رائے بھی اپنے ساتھ دو آدمی لایا تھا جو اپنے اور اس کے لیے کھانے پینے کا انتظام کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ دوستی ایک مسلمان سے ضرور تھی لیکن اپنے مذہب میں کٹر آدمی تھا۔ اسی وجہ سے اس نے برتنوں کی خوشبو تک نہ سونگھی اور اپنا کھانا اپنے آدمیوں کے ساتھ خاصی دور بیٹھ کر کھایا جبکہ یہاں گوشت کے رسیا گوشت بھون بھون کر کھا رہے تھے اور اس کی خوشبو ہوا کے ساتھ دور دور تک پھیل رہی تھی۔

سجیت رائے نے بعد میں ناک سکوڑتے ہوئے کہا۔ "تم لوگ آدھے جانور ہوتے ہو۔ بالکل جانوروں ہی کی طرح گوشت کھا جاتے ہو۔"

"اسی وجہ سے تو تم پر حکومت کر رہے ہیں۔ رائے اور تم لوگ اسی لیے ہمارے ہاتھوں میں دبے ہوئے ہو کہ جانتے ہو ذرا بھی گڑبڑ کی تو تمہیں کچا ہی چبا جائیں گے۔" والد صاحب نے جواب دیا۔

یہاں بھی کسی بات کا برا نہیں مانا گیا۔ دوستوں کی چہلیں تھیں۔ میں بھی ان کی باتوں میں دلچسپی لے رہا تھا۔

رات جنگل پر جھکی تو ایسا معلوم ہوا جیسے ہم سب قبر کی گہرائیوں میں چلے گئے ہوں۔ ایسی تاریکی کہ مثال مشکل ہو جائے۔ سارا جنگل ایک بھیانک کنوئیں کی شکل میں تبدیل ہو گیا تھا۔ ہر طرف گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ دوسروں کے بارے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن مجھے کسی قسم کا خوف نہیں تھا سب کے سب کھا پی کر آرام کرنے لیٹ گئے تھے اور کسی کے بولنے تک کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ پتا نہیں سو گئے تھے یا پھر خوفزدہ تھے اور خوف کی وجہ سے نہیں بول پا رہے تھے۔ رات اس طرح دم سادھے آگے بڑھتی رہی۔ میں جاگ رہا تھا اور نجانے کیا کیا سوچ رہا تھا۔ دفعتہ" ہی سجیت رائے کی ہلکی سی سرگوشی سنائی دی۔

"موجا..... موجا..... کیا سو گئے؟"

"نہیں۔ کیوں کیا بات ہے؟"

"یہاں کچھ ہے موجا' کئی دفعہ ایسا محسوس ہوا کہ آس پاس کوئی موجود ہے اور یقیناً اس طرف کچھ ہوا ہے۔ ہوشیار

ہو جاؤ۔"

"کہاں میرے بھائی۔ کہاں کچھ ہے۔ کیا ہے؟"

میرے والد اٹھ کر بیٹھ گئے اور ادھر ادھر آنکھیں پھاڑنے لگے۔ لیکن تاحدِ نگاہ ظلمات کی چادر چڑھی ہوئی تھی اور کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔

"واہ رائے صاحب۔ واہ آپ اچھے شکاری ہیں۔ ارے بھائی شکاری کا کلیجا تو ہاتھ بھر کا ہوتا ہے اور میں نے سنا بھی ہے کہ آپ کئی بار شکار کھیل چکے ہیں۔"

"میرا مذاق مت اڑاؤ سبھی کے بھلے کے لیے کہہ رہا ہوں۔ میرا من کہتا ہے کہ کہ...... اوہو...... ادھر۔ ادھر۔ اس درخت کے پاس۔"

اچانک ہی سجیت رائے کھڑے ہو کر ایک ایسے درخت کی جانب دیکھنے لگا جو کچھ فاصلے پر تھا اور پھر اس کے حلق سے ایک ہلکی سی آواز نکلی جیسے اس نے زوردار ہچکی سی لی ہو۔ وہ ایک ہیولے کی شکل میں نظر آرہا تھا اور یہ ہیولا اب اپنی جگہ ڈول رہا تھا۔ میرے والد کو بھی کسی بات کا احساس ہو گیا۔ جلدی سے اٹھے اور سجیت کے قریب پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔

"کیا ہوا۔ کیا بات ہے۔ ارے۔ ارے...... ارے......"

اچانک ہی والد صاحب کے منہ سے کئی آوازیں نکلیں اور پھر انہوں نے پلٹ کر جلدی سے کسی سے کہا۔ "جلدی سے روشنی کرو۔" چربی میں بھیگی ہوئی ایک مشعل روشن کی گئی۔

میں بھی اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ سجیت رائے کے سینے میں کوئی ڈھائی ہاتھ لمبا نیزہ پیوست ہے اور اس طرح کہ اس کی انی آرپار نکل گئی ہے۔ نیزہ اس کے سینے کے بالکل بیچ میں پیوست تھا لیکن اتنا ہی دیکھا تھا کہ اچانک ہی والد صاحب کی چیخ بھی سنائی دی اور اس کے بعد چیخیں ہی چیخیں۔ ایک سنسناتا ہوا تیر میری کلائی کو چھوتا ہوا اس درخت میں پیوست ہو گیا جو ہماری پشت پر موجود تھا اور میرے حلق سے بھی چیخ نکل گئی۔ میں نے تیروں سے بچنے کے لیے درخت کے عقب میں لمبی چھلانگ لگا دی لیکن مجھے معلوم نہیں تھا کہ ادھر گہرے ڈھلان بکھرے ہوئے ہیں۔ میں درخت کے پیچھے پہنچا ہی تھا کہ میرے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ میں گر پڑا اور لڑھکتا ہوا نیچے جانے لگا لیکن خوش قسمتی یہ تھی کہ یہاں بھی لمبی لمبی گھاس موجود تھی جس نے میرے بدن کو بہت زیادہ نقصان نہ پہنچنے دیا لیکن گہرائیاں تھیں کہ قیامت، لڑھکتا ہی چلا جا رہا تھا۔

ہر شے کو پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گھاس میرے ہاتھوں میں آتی لیکن اب وہ اتنی مضبوط نہیں تھی کہ میرے بوجھ کو اپنے آپ میں لٹکا لیتی۔ اس کے ٹکڑے ٹوٹ ٹوٹ کر میری مٹھیوں میں دبے رہ جاتے اور میں بدستور نیچے لڑھکتا رہتا۔ نجانے یہ سلسلہ کتنی دیر تک جاری رہا اور اس کے بعد ایک پتھر سے سر ٹکرایا اور آنکھیں بند ہو گئیں۔ ایسے موقعوں پر اس قسم کے کام بہت اچھے ہوتے ہیں۔ کم از کم تھوڑی دیر کے لیے ہر طرح کی مصیبت سے نجات دلا دیتے ہیں۔ میں بے ہوش ہو گیا اور اس کے بعد اس وقت تک بے ہوش رہا جب تک کہ آسمان سے روشنی نہ پھوٹ پڑی حالانکہ ابھی سورج نہیں نکلا تھا لیکن پرندوں کی آوازوں نے ہوش دلا دیا اور بتا دیا کہ صبح ہو گئی ہے۔ آنکھیں کھول کر دیکھا پہلے تو کچھ دیر تک ہر چیز دھندلی دھندلی نظر آتی رہی لیکن اس کے بعد مطلع صاف ہو گیا اور میں نے روشن ہوتے ہوئے آسمان کو دیکھا۔ بڑا خوشگوار ماحول تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے جی خوش کر رہے تھے لیکن پھر جب رات کا واقعہ یاد آیا تو جی واقعی خوش ہو گیا۔ میرے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور میں اچھل کر بیٹھ گیا۔ وہ سب کچھ معمولی بات نہیں تھی۔ سجیت رائے جی کا سینہ چھلنی ہو گیا تھا۔ اور والد صاحب کی چیخ بھی سنائی دی تھی۔ میں نے ان بلندیوں کو دیکھا جو گردن پوری طرح اٹھا کر بھی آخر تک نظر نہیں آتی تھیں۔ میں ان کے دامن میں پڑا ہوا تھا لیکن اوپر میرے والد اور ہمارے تمام ساتھی تھے اور میں یہاں کیسے رک سکتا تھا بڑی مشکل سے اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک نظر چاروں طرف دیکھا پھر اوپر بلندیوں کی جانب رخ کر کے چڑھنے لگا۔ بڑا مشکل سفر تھا۔ گھاس کے بیچ میں، میں بالکل چھپ جاتا تھا۔ ٹٹول ٹٹول کر ایک ایک انچ اوپر چڑھ رہا تھا۔ مشقت کرتے ہوئے پورا بدن پھوڑے کی طرح دکھنے لگا تھا۔ سر کا تو برا ہی حال تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کندھوں پر منوں وزن رکھ دیا گیا ہو لیکن ہمت تھی۔ میرے والد نے مجھے شیر دل بلاوجہ ہی نہیں کہا تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ لوگوں کا میرے بارے میں یہی خیال تھا کہ میرے سینے میں دل کی جگہ لوہے کا کوئی ٹکڑا رکھا ہوا ہے۔ زندگی میں کبھی کسی چیز سے نہیں ڈرا تھا۔ شرارتیں بھی کیں تو ایسی کہ لوگوں کے دل دہل دہل جاتے۔ سانپ کے بل میں ہاتھ ڈال کر سانپ کو منہ سے پکڑ کر کھینچنا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ میں نے یہ کام کئی بار کیا تھا۔ حالانکہ اس میں بارہا جان کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ ایک بار تو سانپ نے کاٹ بھی لیا تھا اور پیروں نے نجانے کیا کیا جتن کر کے میری جان بچائی تھی۔ اس طرح میرے بدن میں زہر کی آمیزش بھی ہو گئی تھی لیکن بہرطور یہ تمام باتیں اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ اس وقت تو میرے دل کی لگن ہی کچھ اور تھی۔ سچی بات یہ ہے کہ دوسروں سے زیادہ مجھے اپنے باپ کی فکر تھی۔ نجانے میرے باپ سلطان موجا کا کیا ہوا نجانے وہ کون لوگ تھے جنہوں نے سجیت رائے پر نیزے سے حملہ کر کے ان کا سینہ چھلنی کر دیا تھا۔ نجانے کیا قصہ تھا۔ گیارہ سال کی عمر ان تمام واقعات کا کھوج نہیں لگا سکتی لیکن بعد کے واقعات نے مجھے بتایا تھا کہ یہ سب کچھ ناگ دیو کا کیا ہوا تھا۔ جس نے میرے باپ سے اس بات کا انتقام لیا تھا کہ قلعہ کولا اس کے

حوالے نہیں کیا گیا۔ بہر حال بعد کی باتیں بعد میں سنائی جا سکتی ہیں یہی طریقہ کار ہوتا ہے۔ میں تو اس وقت اپنی وہ بپتا سنا رہا ہوں جو مجھ پر پڑی تھی۔ میں آہستہ آہستہ اوپر پہنچ رہا تھا اور میرے ساتھ ساتھ سورج کا سفر بھی جاری تھا پھر جب میں ان بلندیوں پر پہنچا جہاں سے میں نے گہرائیوں کا سفر کیا تھا تو سورج خاصا چڑھ چکا تھا۔

میرا بدن پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔ آنکھوں پر ایسا بوجھ آپڑا تھا کہ دل چاہتا تھا کہ بند کرلوں۔ بس غشی کی کیفیت طاری تھی لیکن ایک اور احساس تھا کہ اپنے باپ کو دیکھ لوں۔ کہیں وہ بھی زخمی نہ ہو گئے ہوں۔ آنکھیں بھینچ بھینچ کر کئی بار جھٹکیں۔ تب کہیں جا کر نگاہوں کی دھندلاہٹیں ختم ہوئیں۔ اس جگہ نظریں دوڑائیں جہاں رات کو موجود تھا۔ درخت کے پیچھے سے سامنے کی سمت پہنچا تو سانس بند ہو گیا۔ وہاں پوری تیرہ لاشیں تھیں جن میں سجیت رائے، سلطان موجا اور ان دونوں کے ساتھ آئے ہوئے وہ تمام افراد موجود تھے جو پچھلی رات جیتے جاگتے یہاں پہنچے تھے۔ صرف میں تھا جو ان چودہ آدمیوں میں زندہ بچ گیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے دنیا میری نگاہوں میں اندھیر ہو گئی۔ روشنی پھر سے جاتی رہی۔ زور کا چکر آیا اور میں نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ یہ لاشیں۔ یہ لاشیں میرے دل و دماغ کو بری طرح جھنجوڑ رہی تھیں یہ کیا ہو گیا۔ آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹاتے لرزتے قدموں سے سلطان علی خان موجا کے پاس پہنچا دوزانو بیٹھ گیا۔ تین تیر ان کے جسم میں پیوست تھے۔ ایک گردن میں اور دو سینے میں۔ ان کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں۔ دانت بھی ایک دوسرے پر جمے ہوئے تھے۔ بڑا جلال ظاہر ہو رہا تھا ان کے چہرے سے۔ جیسے سوچ رہے ہیں کہ حملہ آور اگر ان سے فاصلے پر نہ ہوتے تو وہ انہیں دانتوں ہی سے چبا ڈالتے۔ زندگی اور موت میرے لیے اب اس قدر اجنبی نہیں رہی تھی۔ بے شمار ایسے واقعات پیش آئے تھے لیکن سب ہی کا کہنا تھا کہ میں اپنی عمر سے کہیں آگے بڑھ چکا ہوں۔

چاروں طرف دیکھا سوچا کہ کچھ اور تیر چلیں اور میرے جسم میں پیوست ہو جائیں مجھے اس کی ذرہ برابر پروا نہیں تھی۔ میں تو بس پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس ماحول کی اور پھر اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔ جانتا تھا کہ جو جا چکا ہے اب کبھی واپس نہیں آئے گا۔ دل میں شدید غم کا طوفان تو اٹھا تھا لیکن آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی پہلے بھی کبھی نہیں آئی تھی اور اب بھی میں اس سے محروم رہا۔ دوزانو اپنے باپ کے پاس بیٹھ گیا تیر نکالتے ہوئے خوف ہوا کہ کہیں انہیں تکلیف نہ ہو لیکن میں ان کے جسم میں پیوست تیر دیکھ بھی تو نہیں سکتا تھا۔ تینوں تیر میں نے کھینچ لیے اور مجھے شدید دکھ ہونے لگا۔ حالانکہ نجانے کتنا وقت ہو چکا تھا انہیں جان دیے ہوئے لیکن کھینچے ہوئے تیروں کی جگہ بن جانے والے زخموں سے خون رس رہا تھا۔ سجیت رائے اور دوسرے لوگ بھی اسی کیفیت کا شکار تھے۔ چند لمحات یہ کیفیت طاری رہی اور اس کے بعد دوسرے احساسات نے آگھیرا۔ میں زندہ رہ گیا ہوں۔ کیا کروں۔ تیر چلانے والے بھی شاید جا چکے ہیں ورنہ بہتر یہی ہوتا کہ میں بھی ان تیروں کا شکار ہو جاتا چودہ افراد میں سے صرف میں تنہا بچا تھا۔ سامنے لق و دق جنگل تھا۔ دفعتہً ہی میری نظر اس طرف اٹھ گئی جہاں گھوڑے باندھے گئے تھے۔ ایک بھی گھوڑا موجود نہیں تھا۔ یہ اور لرزہ دینے والی بات تھی۔ کوئی جاندار اب میرا ساتھی نہیں تھا۔ اب کیا ہوگا۔ جن راستوں سے گزر کر آیا ہوں ان کے بارے میں تو کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ میں اگر اس لمبی گھاس میں داخل ہو جاؤں گا تو نظر بھی نہیں آؤں گا کسی کو۔ کیا یہ بھی کوئی سفر کرنے کی جگہ ہے۔ سازوسامان یونہی بکھرا ہوا تھا۔ اس میں ہتھیار اور کھانے پینے کی اشیا تھیں۔

لیکن یہ ساری چیزیں میرے لیے بے کار ہی تھیں میں اس بوجھ کو لاد کر کہاں جاتا۔ کس سمت کا رخ کرتا۔ یہ تو بڑی پریشانی کی بات ہے۔ باپ کی جدائی کا احساس دل کے آخری گوشوں میں چھپا ہوا تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ آنے والے وقت کی پریشانیاں بھی مجھے پورا پورا احساس دلا رہی تھیں بہت دیر تک وہاں ٹکا رہا۔ چارہ کار کچھ بھی نہیں تھا۔ جب تک چاہوں ٹکا رہوں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جنگلی جانور بھی موجود ہوں گے اور میں بھلا ان کا شکار کیا کر سکوں گا۔ جان ہی بچ جائے تو بہت بڑی بات ہے پھر میں نے صرف ایک ہی بات سوچی۔ اگر میں درخت کے عقب میں نہ چھپتا سامنے ہی رہتا تو یقینی طور پر دوسروں کی ہی طرح تیروں کے شکار ہو جاتا۔ بدقسمتی نے مجھے زندہ رکھا تھا لیکن یہ زندگی بے کار ہی ہو گئی ہے۔ یہاں رک کر کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تھوڑی سی جدوجہد کرتا ہوں۔ اگر ان تمام لوگوں کو قتل کرنے والے مجھے بھی دیکھ لیں تو زیادہ اچھا ہے یا پھر زندگی کی جدوجہد کرتے ہوئے موت آجائے تو کوئی بری بات نہیں ہے۔

یقینی طور پر یہ سوچ ایک گیارہ سالہ لڑکے کی سوچ نہیں تھی۔ بس اس میں ایک بیٹھا ہوا انسان تھا جو اپنے مستقبل سے مایوس ہو گیا تھا۔ گردن جھکائی باپ پر آخری نظر ڈالی اور اس کے بعد لمبی گھاس میں داخل ہو گیا۔ رخ وہی اختیار کیا تھا جدھر سے یہاں آیا تھا لیکن یہاں تک کہ سفر میں ساری مہارتیں شامل تھیں۔ گھوڑے خود بھی اپنا راستہ جانتے تھے کہ انہیں کس طرف قدم رکھنا ہے اور کہاں سے بچنا ہے۔ اکثر ایسی جگہیں بھی آئیں جہاں گھوڑوں نے لمبی لمبی چھلانگیں لگائی تھیں اور یہی وہ جانور تھے جنہوں نے اپنے سواروں کو بچا لیا تھا ورنہ گہری گہری دراڑیں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ اگر انسان گر جائے تو لاش تک کا پتا نہیں چلے

گا۔ شاید والد نے موت ہی کی تلاش میں تلنگانہ کے جنگلات کا رخ اختیار کیا تھا ورنہ کہیں مہم جویانہ زندگی میں ایسے پرخطر راستے بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ جن میں موت کے علاوہ اور کچھ نہ ہو۔ چلتا رہا زندگی کو جب تک ساتھ دینا ہوگا دیتی رہے گی اور جب اس کا اختتام ہوگا تو دیکھا جائے گا۔

پرخطر راستے میں ہولناک جنگل بھیانک آوازیں میری ہم سفر تھیں اور زندگی ان سب سے آنکھیں ملاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ یہاں تک کہ سورج تھک گیا اور اس نے اس تھکن سے اکتاکر گہرائیوں میں آنکھیں موندلیں شام کے بھیانک سناٹے ابھر آئے مگر میرے قدم نہ رکے۔ کسی موت کے متلاشی کے لیے دن یا رات کیا معنی رکھتے ہیں پھر جب پیروں نے جواب دے دیا تو ادھرادھر دیکھنے لگا۔ ایک درخت کے قریب پہنچ گیا۔ درخت کی جڑ کے پاس میں قیام کرنا چاہتا تھا لیکن ایک بار پھر اسی کیفیت سے دوچار ہونا پڑا۔ یعنی لمبی لمبی گھاس جو درخت سے کچھ فاصلے پر اگی ہوئی تھی۔ میں نے قدم رکھا ہی تھا کہ پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ یوں لگا جیسے کسی خلا میں جارہا ہوں اور اس خلا میں گھاس نہیں تھی چنانچہ بدن پر جگہ جگہ رگڑ لگی اگر یہ اتنی ہی گہرائیاں ہوتیں جتنی گہرائیوں پر ایک بار لڑھک چکا تھا تو یقیناً پتھروں کی یہ رگڑ زندگی کا بہ آسانی خاتمہ کردیتی لیکن یہ گہرائیاں بہت کم تھیں۔ میں ایک تاریک غار میں جاپڑا تھا اور جب میرا جسم گرنے سے رکا تو میں نے ہاتھ زمین پر ٹکاکر گردن اٹھائی اور اوپر دیکھنے لگا لیکن کہاں اوپر کہاں نیچے۔ گھاس نے اس غار کا دہانہ پوری طرح ڈھکا ہوا تھا جس میں میں گر پڑا تھا اور یہ جگہ بالکل پتھریلی تھی۔ جہاں میں گرا تھا۔ زمین کی ٹھنڈک خاصی خوشگوار محسوس ہوئی جسم کے جو حصے چھل گئے تھے وہ تکلیف دینے لگے۔

چند لمحات ہاتھ ٹکائے آنکھیں پھاڑتا رہا۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ ہوسکتا ہے کوئی شے نظر آجائے لیکن بھلا جب باہر اتنی تاریکیاں چھاجائیں تو گہرے غاروں میں تو ان تاریکیوں کا کچھ اور ہی رنگ ہوتا ہے۔ میری آنکھیں بینائی سے محروم ہوگئیں۔ تھک ہار کر پتھر پر رخسار رکھ دیا اور زمین کی ٹھنڈک سے اپنے وجود میں سلگتے شعلوں کو بجھانے لگا دماغ میں سناٹے درآئے۔ بھوک بھی شاید لگ رہی تھی لیکن بھوک کے احساس کو میں نے ایک بار بھی اپنے آپ پر حاوی نہیں ہونے دیا تھا۔ غور ہی نہیں کیا تھا۔ بس ذہنی کیفیت ہی ایسی ہورہی تو یہ آنکھوں میں غنودگی آئی تھی یا پھر یہ نقاہت یا بے ہوشی تھی۔ میں کچھ دیر کے لیے پھر دنیا سے بے خبر ہوگیا۔ کچھ دیر کا شاید میں نے اس جگہ غلط استعمال کیا ہے کیونکہ ہوش اس وقت آیا تھا جب روشنی ہوگئی تھی اور بھوک انتہائی شدت اختیار کرچکی تھی۔ زبان پر کانٹے پڑے ہوئے تھے اور یوں لگ رہا تھا کہ اب جان کھینچ کر منہ کے راستے باہر نکل جائے گی۔ نجانے کس طرح زمین پر ہاتھ ٹکائے اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ البتہ اب یہ احساس ہورہا تھا کہ غار اس قدر تاریک نہیں ہے۔ آنکھیں سب کچھ دیکھ سکتی ہیں۔ غار کی سنگین ناہموار دیواریں بھی نظر آرہی تھیں اور اس کی بے پناہ وسعتیں بھی۔ یوں لگتا تھا جیسے زمین کے نیچے ایک اور زمین بھی موجود ہے۔ میں نے بڑی ہمت کرکے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر اس سمت چل پڑا جہاں سے باہر کی مدھم مدھم روشنی اندر آرہی تھی لیکن یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ یہی ایک جگہ روشنی آنے کے لیے نہیں ہے کیونکہ یہ تو چھوٹی سی جگہ تھی۔ روشنی تو غار کی پوری وسعتوں میں پھیلی ہوئی تھی اور یہ وسعتیں نگاہ کی حد تک تھیں۔ مجھے ان سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ میں تو صرف اسی سمت بڑھنا چاہتا تھا جہاں سے نیچے گرا تھا۔ البتہ قریب پہنچ کر یہ اندازہ فوراً ہی ہوگیا کہ وہ ڈھلان مختلف تھی۔ جن سے گزر کر میں وہاں پہنچا تھا یہ تو اتنی سپاٹ ڈھلان تھی کہ اس پر ایک قدم جمانا مشکل تھا تاہم کوشش کرتا رہا۔ دو قدم بڑی مشکل سے بڑھتا اور پھسل کر پھر اپنی جگہ آجاتا کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کا سہارا لے لیا جاتا۔ حالانکہ بلندی بہت زیادہ نہیں تھی۔ وہاں تک پہنچنا ناممکن ہی رہا۔ چند قدم سے زیادہ آگے نہ بڑھ سکا۔ زمین میں انگلیاں گاڑنے سے ناخن ٹوٹ گئے تھے مگر سب کچھ بے سود رہا۔ کتنی دیر یہ جدوجہد کرتا رہا اس کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکا لیکن بعد میں یہ احساس بے شک ہوگیا کہ اوپر نہیں پہنچ پاؤں گا۔ ہوسکتا ہے ان وسعتوں میں کوئی اور ایسی جگہ موجود ہو جہاں سے باہر نکلنے کا راستہ مل سکے۔ اس خیال کے تحت وہاں سے آگے بڑھا۔ بھوک اور پیاس بے شک لگ رہی تھی لیکن جسم اس قدر بے جان نہیں تھا کہ اسے برداشت نہ کرپاتا۔ غار میں بہت دور تک نکل آیا۔ چھوٹے چھوٹے سوراخ اوپر چھت میں بنے ہوئے تھے لیکن دہانہ بس وہی تھا۔ جہاں سے میں نیچے گرا تھا۔ تھک ہار کر ایک جگہ رک گیا۔ بدن پر لرزشیں طاری تھیں۔ یہ غار بھی مجھے موت کا غار ہی محسوس ہورہا تھا۔ میری نگاہیں روشنی کے اس حصے میں پڑیں جو اوپر سے آنے والی کرنوں سے منور ہورہا تھا۔ دفعتہ" میری نگاہوں نے ایک ایسا منظر دیکھا جس نے مجھے اپنی جانب کھینچ لیا۔ روشنی کا جو دائرہ اس جگہ پر پڑ رہا تھا وہ ایک بھیانک شکل پیش کررہا تھا۔ یہ بھیانک شکل پتھروں ہی میں ترشی ہوئی تھی لیکن اس میں آنکھ' ناک' ہونٹ ہاتھ پاؤں' سب موجود تھے حالانکہ یہ اندازہ ایک لمحے میں ہوجاتا تھا کہ یہ کوئی تراشا ہوا بت نہیں ہے یا اس کی تراش میں انسانی ہاتھوں کا دخل نہیں ہے کیونکہ ساری کی ساری چیزیں بھدی اور بے ہنگم تھیں۔ ایک آنکھ دوسری آنکھ سے بہت بڑی تھی۔ اسی طرح منہ کا دہانہ بھی ٹیڑھا تھا لیکن اس وقت خوف سے میری چیخ نکل گئی جب میں نے ان دونوں چھوٹی بڑی آنکھوں کو انسانی آنکھوں کی طرح کھلتے

ہوئے دیکھا۔ گہری سیاہ پتلیاں چمکدار سفید ڈیلا وہ دیوار ہی کا ایک حصہ تھا۔ دیوار ہی میں یہ سب کچھ بنا ہوا تھا لیکن یہ جنبش کرتی ہوئی آنکھیں میری سمجھ میں نہیں آئیں۔ میں دہشت زدہ نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا پھر اچانک ہی مجھے دیواروں میں تراشے ہوئے ہاتھ لہراتے محسوس ہوئے اور میں سہمے ہوئے انداز میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ پتھریلا مجسمہ جو دیوار کا ایک حصہ تھا اپنی جگہ چھوڑ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس کے پاؤں بھی آگے بڑھے اور پھر وہ کسی ناہموار طریقے سے تراشے ہوئے بت کے مانند اپنی جگہ چھوڑ کر چند قدم آگے آگیا۔ آنکھوں کے سوا اور کوئی چیز ایسی نہیں تھی جس میں انسان کی جھلک ہو لیکن وہ خونخوار آنکھیں۔ وہ خوفناک آنکھیں۔ بھیانک طریقے سے مجھے گھور رہی تھیں اور وہ اس طرح آگے بڑھ رہا تھا جیسے مجھے پکڑلینا چاہتا ہو۔ میں نے اپنی جگہ سے پیچھے کی طرف جست لگائی اور دور تک دوڑتا چلا گیا لیکن کہاں جاتا۔ وہ اس طرح میرے پیچھے پیچھے آنے لگا جیسے ہر قیمت پر مجھے پکڑلینا چاہتا ہو۔ کمبخت کی رفتار بھی بہت تیز تھی۔ نجانے کیا شے تھی۔ دیوار سے نکلا ہوا یہ متحرک مجسمہ مجھے یوں لگا جیسے وہ مجھے گھیر رہا ہو۔ میں پیچھے ہٹتا رہا اور وہ اس طرح راستے کو گھیرے ہوئے آگے بڑھتا رہا کہ اگر میں اس کے قریب سے نکلنے کی کوشش کرتا تو وہ لپک کر مجھے پکڑلیتا۔ یہ خوفناک بلا مجھے پیچھے دھکیلتی رہی اور میں اس عجیب و غریب غار کے آخری حصے تک پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ اب ایسی کوئی جگہ نہ رہی جہاں سے میں بھاگ سکتا۔ میں دیوار سے ٹک کر کھڑا ہوگیا اور وہ ہولناک بلا میری جانب بڑھتی رہی۔ اس کے چہرے میں اور کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی۔ اس کا پورا بدن انسانوں کے ہی مانند جنبش کررہا تھا اور پتھر کا ہونے کے باوجود اس میں نہایت پھرتی تھی۔ میں اس سے مقابلہ کیا کرتا لیکن مقدور بھر کوشش کرلینا چاہتا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی وہ میرے قریب پہنچا میں نے اپنے جسم کی ٹکر اس کے جسم پر ماری۔ سر چکرا گیا تھا۔ آنکھوں کے آگے تاریکی چھاگئی تھی۔ وہ تو درحقیقت ایک سنگی چٹان تھی۔ اس پر جتنے بھی وار کیے جاتے بیکار تھے۔ اس نے آگے ہاتھ بڑھا کر میری گردن پکڑلی لیکن میں فوراً ہی جھکائی دے کر پیچھے ہٹا اور اپنی گردن کی اس کی سنگی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کی۔ میرے گلے میں ایک تعویذ پڑا ہوا تھا جو میری ماں نے بچپن ہی میں کسی بزرگ سے لے کر میری گردن میں ڈال دیا تھا۔ یہ تعویذ ایک طرح سے میرے وجود کا حصہ بن گیا تھا اور میں خود بھی اس کا اس قدر عادی ہوگیا تھا کہ غسل کرتے ہوئے اگر میں اسے اتارتا تو پہلا کام یہی کرتا تھا کہ غسل کرنے کے بعد فوراً اسے گلے میں ڈال لیتا۔ میرے اس طرح پیچھے ہٹنے سے میری گردن کا تعویذ اس کے ہاتھ میں رہ گیا اور وہ دھاگا ٹوٹ گیا جس سے تعویذ میری گردن میں بندھا ہوا تھا۔

دفعتہً ہی اس کے حلق سے ایسی چنگھاڑیں نکلیں جیسے کوئی ہاتھی چنگھاڑتا ہے۔ ہاتھیوں کی چیخیں میں نے اکثر شکار کے دوران سنی تھیں۔ وہ بالکل اسی مانند چیخا تھا اور اچانک ہی اس کے اندر ایسی ہیجانی کیفیت پیدا ہوگئی جیسے وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوگیا ہو میں چند قدم پیچھے ہٹ کر پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ اس کے ہاتھ مڑ گئے تھے۔ تعویذ مسلسل اس کے ہاتھ کی گرفت میں تھا اور وہ بری طرح تڑپ رہا تھا ایسے جیسے اس تعویذ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہو لیکن یہ چھٹکارا اسے نصیب نہ ہوسکا۔ وہ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گیا۔ میں نے ایک اور ہولناک منظر دیکھا۔ وہ یہ کہ اس کے جسم سے مٹی جھڑنے لگی تھی۔ یہ مٹی سر کے پاس سے گرنا شروع ہوئی تھی اور وہ تڑپ تڑپ کر اپنے آپ کی زمین پر کھمار رہا تھا مگر اس کا بدن جھڑتا جارہا تھا۔ میں نے اس کی آنکھیں بند ہوتی دیکھیں پھر اس کے دونوں کان جھڑ کر پسی ہوئی ریت کے مانند زمین پر جمع ہونے لگے۔ یہ منظر میرے لیے انتہائی ہولناک تھا اور اگر میں کسی کو اس بارے میں بتاتا تو وہ کبھی یقین نہ کرتا لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ سنگی مجسمہ جو انسان کے مانند متحرک تھا دوڑ بھاگ سکتا تھا چل سکتا تھا اب پسی ہوئی ریت میں تبدیل ہوتا جارہا تھا۔ بالکل ریزہ ریزہ ہوتا جارہا تھا۔ پہلے اس کا سر غائب ہوا پھر شانے اور ہاتھ اور تھوڑی دیر کے بعد میرے سامنے مٹی کے ڈھیر کے سوا کچھ نہ رہا۔ میں خوفزدہ نگاہوں سے مٹی کے اس ڈھیر کو دیکھ رہا تھا جو اس کے جسم کے جھڑنے پر جمع ہوجانے سے بن گیا تھا پھر میں نے سہمی ہوئی نظروں سے اپنے عقب میں دیکھا۔ کہیں اور کوئی بلا تو میرے تعاقب میں نہیں ہے لیکن یہ بھی ایک بے تکا عمل ہی ثابت ہوا۔ کیونکہ بلا میرے عقب میں موجود تھی اور میں اسے صاف دیکھ سکتا تھا۔ مجھے یوں لگا جیسے وہ زمین میں دفن ہو۔ ایک انسان۔ سوفیصد انسان لیکن اس کا تقریباً آدھا جسم غائب تھا اور باقی جسم زمین کے اوپر سے نظر آرہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے انہیں میں بنے ہوئے کسی گہرے گڑھے سے کوئی انسان ابھر رہا ہو۔ اس کے لمبے لمبے بال جٹاؤں کی شکل میں بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھیں بند تھیں چہرہ بڑا بھیانک تھا۔ پورے چہرے پر بال ہی بال بکھرے ہوئے تھے۔ داڑھی زمین پر لہرارہی تھی مگر نجانے اس کا باقی جسم کہاں تھا۔ میں حیران نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب یہ خوفناک انسان بھی زمین سے ابھر کر مجھ پر حملہ کرے گا لیکن ایک بات ذرا سی ڈھارس دیتی تھی کہ اس کا چہرہ پتھریلا نہیں تھا بلکہ گوشت پوست کا نظر آرہا تھا۔ میں کافی دیر تک اسے اس انداز میں دیکھتا رہا پھر ہمت کرکے آگے بڑھا سوچا ذرا قریب سے دیکھوں کوئی مردہ ہے......یا۔یا کوئی اور مصیبت۔ یہ میری بے پناہ دلیری ہی تھی کہ اس ہولناک ماحول میں کسی ایسی ہولناک چیز کی جانب قدم بڑھارہا تھا۔

پھر میں اس سے چند قدم کے فاصلے پر رک کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ سو فیصد انسان تھا۔ ابھی میں اس کے بارے میں کوئی صحیح اندازہ بھی نہیں لگا سکا تھا کہ اس نے ایک دم آنکھیں کھول دیں۔ ایک بار پھر میں شدید خوف کا شکار ہو گیا۔ یہ تو پورا غار ہی طلسمی غار ہے یہاں چاروں طرف بھیانک چیزیں بکھری پڑی ہیں اور میں یہاں بری طرح پھنس گیا ہوں۔

اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکا تھا کہ اس کی آواز سنائی دی۔ "سمم مت پاپا تلو تم بات۔"

کچھ سمجھ میں نہیں آیا مگر انسانی آواز سن کر دل کو ایک ڈھارس سی ہوئی تھی۔ میں اس سے آنکھیں ملائے کھڑا تھا وہ ایسے مجھے دیکھ رہا تھا جیسے مجھ سے اپنی بات کا جواب چاہتا ہو۔ مجھے خاموش پا کر اس نے پھر انہیں نہ سمجھ میں آنے والے الفاظ میں کچھ اور کہا اور اس بار میں نے ہمت کر کے کہا۔

"تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔" میرے ان الفاظ کا اس پر عجیب و غریب رد عمل ہوا۔ اس کی آنکھوں کا رنگ بدلنے لگا۔ پہلے وہ ہلکی سی نیلی ہوئیں، پھر سرخ، پھر سبز اور آخر میں اصلی شکل میں ہو گئیں پھر اس نے کہا۔

"کرپان سنگھ ملودھا کہاں ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم۔" میں نے جواب دیا۔

"اور ہری چند ودھان۔"

"مجھے کسی کے بارے میں نہیں معلوم۔"

"سرسوتی سرسوتیہ کے بارے میں بھی نہیں بتاؤ گے؟"

"میں ان میں سے کسی کو نہیں جانتا۔"

"کونسا یگ چل رہا ہے۔"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہی۔" میں نے پھر کہا اور وہ پھر مجھے خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس بار وہ بہت دیر تک خاموش رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"تم بھسم نہیں ہو؟"

"نہیں۔"

"بیاس ہو۔"

"میرا نام چراغ علی خاں موجا ہے۔" میں نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ترتھم رستھو۔ لگتا ہے پرتھوی کا سنکٹ ہی بدل گیا۔" وہ بے خیال لہجے میں بولا پھر اس نے اپنی جگہ سے جنبش کی۔ اس کے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکے اور آہستہ آہستہ وہ زمین سے ابھرنے لگا۔ اس کا پورا بدن برہنہ تھا۔ میں نے اسے شرم دلاتے ہوئے کہا۔

"اے۔ اے تم اتنے بڑے ہو کر بھی ننگے ہو؟"

"ایں......؟" اس نے اپنے بدن کو دیکھتے ہوئے کہا پھر بولا۔ "پر لباس گل سڑ کر مٹی بن چکا ہے۔"

"تم زمین میں کیوں گھس گئے تھے؟" میں نے طنزیہ انداز میں کہا۔ اس بار اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ چہرے کے تاثرات نرم ہو گئے۔ وہ بولا۔

"اب کیا کروں؟"

"مجھے کیا معلوم۔" میں نے کہا پھر اچانک مجھے ایک خیال آیا اور میں نے چونک کر کہا۔ "تمہیں اس غار سے نکلنے کا کوئی راستہ معلوم ہے۔"

"راستہ......؟ ہاں۔ معلوم ہے۔"

"اگر اس ڈھلان سے اوپر جانے کے بارے میں سوچ رہے ہو تو بھول جاؤ۔ اس سے باہر جانا ناممکن ہے۔ کوئی دوسرا راستہ ہو تو بتاؤ میں کپڑوں کے لیے تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔" میرے الفاظ سن کر وہ ہر بار سوچ میں ڈوب جاتا تھا جیسے انہیں سمجھ رہا ہو۔ کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

"تم میری مدد کیسے کرو گے؟"

"کچھ دور چلنا پڑے گا۔"

"پھر کیا ہوگا؟"

"وہاں کچھ لاشیں پڑی ہیں۔ جن کے بدن پر لباس موجود ہیں۔ اب وہ لباس ان کے لیے بیکار ہیں۔ تم ان میں سے کسی کا لباس پہن سکتے ہو مگر میرے باپ کا نہیں۔ اس کا خیال رکھنا۔" میں نے کہا اور میری آواز خود بخود لرز گئی، جن مصائب میں ایک دم گرفتار ہوا تھا انہوں نے باپ کی موت کے صدمے کو کافی حد تک بھلا دیا تھا لیکن معمولی بات نہیں تھی، سارے جائیں جہنم میں، میری سب سے بڑی بدقسمتی یہ تھی کہ میرا باپ بھی مجھ سے چھن گیا تھا۔ بہرحال خود کو سنبھالا۔ ابھی ایسا تو نہیں ہوا تھا کہ میں مصیبتوں سے نکل گیا ہوں، یہ سب کچھ میرے لیے سمجھ میں نہ آنے والا تھا۔ یہ عجیب و غریب شخصیت جو آدھے دھڑ سے زمین میں دھنسی ہوئی تھی میری سمجھ سے باہر تھی۔ ہاں اس کا انداز نرم تھا، وہ چند لمحات سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

"یہ ر ستھم کہاں مر گیا؟ کہاں گیا یہ......"

"یہاں تو تمہارے سوا اور کوئی نہیں تھا۔" میں نے کہا۔

"ہاں تو ٹھیک کہتا ہے۔" پھر اس کی نظریں سامنے اس دیوار کی جانب اٹھ گئیں، جہاں سے ایک بھیانک پتھر کا مجسمہ برآمد ہوا تھا اور اس نے مجھے خوف کا شکار کر دیا تھا اس شخص نے اس سادہ دیوار کو دیکھ کر کہا۔

"ر ستھم تو سچ مچ نہیں ہے، پتا نہیں کیا کیا ہو گیا لگتا ہے کہ پان سنگھ ملودھا اور ہری چند ودھان اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں، کوئی بھی یگ ہو، مجھے بھی اب جاگنا ہی پڑے گا۔ چل باہر چلیں آ۔"

اس نے میرے شانوں پر ہاتھ رکھا اور مجھے اپنے بدن سے لپٹا لیا۔ ایک عجیب سی کرختگی تھی اس کے وجود میں۔ میرا چہرہ اس

کے بدن سے لگا تو میں اوب کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا اس نے خاموشی سے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ میں نے کہا۔

"میں تمہیں بتا چکا ہوں....." لیکن میرے منہ سے اتنے ہی الفاظ نکل کر رہ گئے کیونکہ مجھے ایک دم ماحول بدلا ہوا محسوس ہوا تھا یوں لگا تھا جیسے ایک دم سے ذہن سے کوئی لہر سی گزر گئی ہو۔ یہاں تو چاروں سمت وہی منحوس لمبی لمبی گھاس کھڑی ہوئی تھی اور وہ چوڑا درخت بھی فاصلے پر نہیں تھا جس کے سامنے میرے والد اور دوسرے لوگوں کی لاشیں موجود تھیں۔ میں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھا اور سر کھجا کر رہ گیا۔ یہ ماحول ایک دم کیسے بدل گیا۔ تبھی وہ میرا ہاتھ پکڑ کر دو قدم آگے بڑھا اور ان لاشوں کو دیکھنے لگا۔ بہت غور سے دیکھ رہا تھا وہ ان لاشوں کو پھر اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یہ لاشیں ہیں نا جن کا تو بتا رہا تھا۔" میرے منہ سے آواز نہیں نکل سکی۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ایک مردہ شخص کے جسم کو ٹٹولنے لگا پھر اس نے دلچسپی سے کہا۔

"سچ مچ دھرتی کا روپ ہی بدل گیا۔ بدلنا تو تھا یگ تو بیت گئے' یہ پتا چلانا پڑے گا کہ کتنا سمے بیتا' چل کچھ ایسا کر کہ میں اپنا شریر ڈھک لوں۔" اس نے ایک زخمی شخص کا لباس اتارا اور اسے اپنے بدن پر سجا لیا۔ درمیان میں خون کا سرخ دھبا تھا اور ایک سوراخ جو تیر سے بنا تھا۔ لباس اس کے جسم پر بالکل فٹ آیا تھا۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔

"تیرا نام ھشم ہے نا۔"

"تمہارا دماغ خراب ہے۔" میں نے اس سے سوال کیا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا پھر آہستہ آہستہ ہنس پڑا۔

"اچھا چل آجا میرے ساتھ۔"

"کہاں؟"

"بڑی بڑی باتیں نہیں کرتے۔ آجا۔ تو میرا دوست بن گیا ہے' چل آجا۔" اس نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ میں نے کہا۔

"میں اپنے گھر جانا چاہتا ہوں جو کوئی بھی تھا ہمارے گھوڑے بھی لے گیا۔ تم میری اتنی مدد کر دو کہ مجھے میرے گھر پہنچا دو۔"

"ہاں ہاں وہاں بھی پہنچا دیں گے تجھے۔ چنتا کیوں کرتا ہے جہاں بھی کہے گا وہاں پہنچا دیں گے۔ اب آجا۔ یہاں رکنا بے کار ہے۔" اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑھ گیا لیکن اس نے رخ تبدیل کر لیا تھا۔ اس کا رخ اس جانب تھا' جدھر میں درخت کی دوسری سمت سے ڈھلانوں میں گر پڑا تھا۔ میں نے فوراً ہی ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا۔

"ادھر جاؤ گے تو اتنی زور سے نیچے گرو گے کہ مزہ ہی آجائے گا۔"

"اچھا۔" وہ پھر مسکرایا اور اس نے زور سے مجھے دھکا دیا لیکن میرا ہاتھ پکڑے رکھا تھا۔ میں نے حلق سے ایک آواز نکالی اور اپنے بدن کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن اچانک ہی مجھے احساس ہوا تھا کہ میں درخت کے عقب کی وہ ڈھلان طے کر چکا ہوں جن سے میں انتہائی گہرائیوں میں گرا تھا اور جن سے واپس اوپر پہنچنے میں میرا آدھا دم ہی نکل گیا تھا۔ بلندی پر وہ چوڑا درخت نظر آ رہا تھا اب تو میرے دل میں خوف کا احساس جاگ اٹھا۔ یہی بات کیا کم حیرت کی باعث تھی کہ میں اس غار سے بغیر کسی جدوجہد کے باہر نکل آیا تھا جس میں گرتے ہوئے میری کہنیاں اور گھٹنے چھل گئے تھے اور اب یہ ڈھلان بھی ایک ہلکی سی جنبش سے طے ہو گئی تھی سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آیا تھا لیکن خاموشی اختیار کرنا ضروری تھی۔ وہ میری سمت دیکھ کر بولا۔

"اور اب کچھ کہے بغیر خاموشی سے میرے پیچھے پیچھے چلا آ۔ ورنہ اپنی زندگی کا خود ہی دشمن ہو گا۔"

میں نے سوچا کہ اب اس تنہائی میں جب کہ ایک ساتھی مل گیا ہے تو کم از کم اس کی رہنمائی قبول کر لی جائے' یہی بہتر ہے۔ کوئی اور نظر آیا تو اس سے اپنی بستی کا پتا پوچھوں گا اور بالآخر مدکل پہنچ جاؤں گا۔ چنانچہ میں خاموشی سے اس کے ساتھ چلتا رہا لیکن تلنگانہ کے جنگلات کا یہ وسیع و عریض سفر اتنا مختصر نہیں تھا کہ تھوڑے سے وقت میں طے ہو جاتا گہری رات پھر جنگل پر چھائی اور میں اس کے ساتھ چلتا رہا ایک بات کا اعتراف ضرور کروں گا کہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے مجھے ذرا بھی خوف کا احساس نہیں ہوا تھا۔ یعنی جنگل کے اس خوف' تنہائی اور ماحول سے۔

پھر وہ خود ہی رک گیا اور ایک جگہ جا بیٹھا۔ میری طرف دیکھ کر وہ مسکرایا اور بولا۔

"تو تھک گیا ہو گا ھشم۔"

"میرا نام ھشم نہیں چراغ ہے۔ تم بار بار مجھے اسی نام سے پکار رہے ہو؟"

اس نے ایک گہری ٹھنڈی سانس لی اور خاموش ہو گیا میں بھوک کی شدت سے نڈھال ہو چکا تھا اور اب مجھے شدید نقاہت محسوس ہو رہی تھی اس سے کیا کہتا' بھلا یہاں کھانے پینے کی چیزیں ہی کیا تھیں۔ وہ دیوار کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور میں زمین پر لمبا لمبا لیٹ گیا۔ میرے دل میں طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے۔ دل کی نمی آنکھوں کی طرف آنا چاہتی تھی لیکن ممکن نہ ہو پا رہا تھا کہ آنکھوں سے آنسو نکل آئیں۔ دفعتہ لیٹے لیٹے میری نظر اس درخت کی جانب اٹھ گئی' جس کے نیچے میں لیٹا ہوا تھا یہ بھی چوڑے تنے والا ایک اونچا اور عجیب سا درخت تھا لیکن میں نے اس پر جو کچھ دیکھا وہ میرے لیے ناقابل

یقین تھا۔ بھیانک تاریکیوں میں بھی مجھے آسمان کی چھاؤں کے پس منظر میں وہ گول گول پھل نظر آرہے تھے جو بے پناہ تعداد میں لٹکے ہوئے تھے۔ میں اچھل کر بیٹھ گیا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"کیا بات ہے؟"

"یہ......یہ...... یہ پھل۔"

"بھوکا ہے نا؟"

"ہاں۔" میں نے سرہلایا۔

"تو سوچ کیا رہا ہے۔ کھالے۔ کھالے۔ ڈالی ہلا پھل نیچے گر پڑیں گے۔ اپنا پیٹ بھر لے تو۔"

"مم مگر یہ پھل۔"

"بہت اچھے ہیں کھانے میں تجھے کھالے۔"

میں ان پھلوں کو قدرت کا ایک تحفہ سمجھ کر ان پر ٹوٹ پڑا۔ کچھ ڈالیاں نیچے بھی جھکی ہوئی تھیں انہیں ہلایا تو گول گول پھل نیچے گر پڑے، سونگھ کر دیکھا تو سیب کی خوشبو آرہی تھی حالانکہ درخت سیب کا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اب جو کچھ بھی ہے کم از کم کچھ تو معدے میں جائے۔ یہ سوچے سمجھے بغیر کہ پھلوں کا ذائقہ کیا ہے۔ میں نے جلدی سے ایک پھل کو دانتوں سے کاٹا۔ اندر سے نرم نرم ہلکی سی مٹھاس تھوڑا سا نمک کا مزہ لیے ہوئے، برے نہیں لگے تھے۔ میں کئی پھل پیٹ میں اتار گیا اور طبیعت میں بڑی فرحت سی محسوس ہوئی، اس فرحت نے آنکھوں میں نیند کا بسیرا کردیا تھا، چنانچہ دنیا سے بے خبر ہوکر گہری نیند سوگیا اور اس وقت جاگا جب سورج کی کرنیں پلکوں کو گدگدا رہی تھیں۔ وہ پراسرار انسان درخت سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن ان آنکھوں میں پتلیوں کا نام ونشان نہیں تھا جو سفید سفید ڈھیلے نظر آرہے تھے وہ بھی بالکل سفید نہیں تھے بلکہ ان کا رنگ ہلکا سا سرخ تھا۔ وہ آنکھیں بے حد بھیانک معلوم ہورہی تھیں وہ اس طرح ساکت تھا جیسے زندگی سے محروم ہوگیا ہو۔

میں جلدی سے اٹھا اور میری نظریں درخت کی جانب اٹھ گئیں، لیکن اب وہاں کسی پھل کا نام ونشان نہیں تھا۔ رات کو میں نے پورے درخت کو پھلوں سے لدے ہوئے دیکھا تھا میرے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔ دو ناقابل یقین باتیں ہوئی تھیں اول تو پھلوں کا نام ونشان نہیں تھا اور پھر وہ شخص جس طرح پتھرایا ہوا بیٹھا تھا اس سے یہی محسوس ہورہا تھا جیسے اس میں ذرا بھی جان نہ ہو۔

درخت کے پھلوں کا تو مجھے اندازہ ہوگیا لیکن اس کے بارے میں اندازہ لگانے کے لیے میں اس کے قریب پہنچ گیا اور میں نے اسے شانوں سے جھنجوڑتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ سنو۔ کیا تم۔ کیا تم زندہ ہو؟"

وہ ایک دم چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں کی رنگت واپس آگئی۔ اب وہ انسانی آنکھیں معلوم ہوتی تھیں، اس نے مسکرا کر مجھے دیکھا اور بولا۔

"ہاں میں زندہ ہوں اور تجھ پر غور کررہا ہوں تو بڑے کام کا لڑکا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یگ یگ کے بعد تیرا مجھے ملنا بے معنی نہیں ہے، ملودھا اور وردھانی تیرے ہی شکار ہوں گے۔"

"تم ایسی عجیب وغریب باتیں کرنے لگتے ہو جو میری سمجھ میں بالکل نہیں آتیں۔"

"تھوڑا سے جارہا ہے بالک، ایک ایک بات سمجھ جائے گا چنتا کیوں کرتا ہے؟" میں نے ایک گہری سانس لے کر گردن جھکائی لیکن دوسرے لمحے میں بری طرح اچھل پڑا۔ میرا لباس خون سے سرخ ہورہا تھا سینے پر خون کے بڑے بڑے دھبے پڑے ہوئے تھے۔ میں نے حیرانی سے اپنے لباس کو پکڑ کر دیکھا تو حیرت کا دوسرا جھٹکا میرے ذہن کو لگا میرے ہاتھوں کی انگلیاں بھی خون میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ کلائی اور بازوؤں پر بھی خون لگا ہوا تھا۔ میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس خون کو دیکھنے لگا اور پھر میں نے اسے دیکھا۔ وہ ہنس پڑا اور بولا۔

"خون نہیں ہے پگلے۔ یہ ان پھلوں کا رس ہے جو تو نے کھائے تھے۔ بڑا رس تھا نا ان میں۔ ٹپک گیا تیرے کپڑوں پر یہ کوئی پریشان ہونے کی بات نہیں ہے۔"

میں نے ایک بار پھر اپنے کرتے کو ہاتھوں میں لے کر غور سے دیکھا اور نجانے کیوں میرا دل اسے ماننے کو تیار نہ ہوا، اتنی پہچان تو مجھے تھی کہ میں خون اور رس کے فرق کو جان سکتا تھا، کسی بھی پھل میں ایسا رس نہیں ہوسکتا جو جم کر سوکھ جائے اور خون ہی کے مانند اکڑ جائے۔ رنگت بھی اس کی ویسی ہی ہوجائے۔

میں نے ایک بار پھر نگاہیں اٹھا کر درخت کو دیکھا اور بولا۔

"مگر اب تو اس درخت پر پھل نہیں ہیں جبکہ رات کو تو یہ پھلوں سے لدا ہوا تھا؟"

"تیری ضرورت پوری ہوگئی بس اس کے بعد پھلوں کی کیا ضرورت تھی۔ جب بھی بھوک لگے۔ تیرے سامنے جو درخت آئے اس پر چڑھ کر اپنی مرضی کے پھل توڑ لینا اور کھالینا سب کے سب تیرے جیون کے لیے ایسے ثابت ہوں گے کہ تو سوچ بھی نہیں سکے گا۔"

"مگر تم...... تم مجھے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"بتادیں گے۔ بتادیں گے اتنی جلدی کیا ہے اب تو تو مجھے مل ہی گیا ہے ہمارا ساتھ دنوں ہفتوں یا مہینوں کا تو نہیں ہے یگ یگ کا ساتھ ہے چندن یگ یگ کا ساتھ، سمجھا ہے تو ہمارا کیا سمجھا؟"

"تو کیا تم مجھے میرے گھر نہیں پہنچاؤ گے۔" میں نے کہا اور وہ

کسی قدر حیران سا ہو گیا۔ اس نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔

"ابھی تک تیرے من سے گھر کا خیال نہیں نکلا۔ ارے پگلے، لوگ جب گھروں سے نکلتے ہیں تو پھر آگے کی سوچتے ہیں تو گھر ہی کی سوچے جا رہا ہے اب ایسا مت کرنا۔ ہو گا کوئی گھر۔ ہر وہ جگہ گھر ہے جہاں منش رات بتالے۔ سو اب تیرے ہزاروں گھر ہیں تو ہمارے کام کا ہے کیا سمجھا۔"

میں کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھتا رہا لیکن میرا دل سنبھل گیا تھا۔ دیکھا جائے گا۔ سچ ہی تو کہتا ہے جہاں رات بسر ہو وہی اپنی جگہ ہے ورنہ باقی سب کچھ بے کار ہے۔ میں نے گہری سانس لے کر گردن جھکالی۔ وہ بولا۔

"آ، اب آگے بڑھیں زیادہ دیر کرنا بے کار ہے تو نے مجھے سمجھ لیا ہے میں نے تجھے۔ ہم اپنے آگے کے جیون کا سفر کرتے ہیں۔" میں نے ست انداز میں آنکھیں بند کر کے گردن جھٹک دی اور وہ میرا بازو پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ ہم دونوں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔ درحقیقت میرے اندر کی کیفیت اب ایک لمحے میں بدل گئی تھی اور میں خود کو بڑا پراعتماد محسوس کر رہا تھا۔ ہر چند کہ میری عمر زیادہ نہیں تھی لیکن میرے شناساؤں کا خیال تھا کہ میرا ذہن اپنی عمر سے بہت آگے ہے۔ واقعات ایسے عجیب و غریب تھے کہ مجھے سوچنے کا موقع نہیں ملا تھا مگر اس انوکھے انسان کے بارے میں میرا تجسس بہت زیادہ تھا۔ اول تو اس کا ملنا ہی بڑا عجیب تھا۔ وہ پراسرار غار، دیوار کا نقش متحرک ہونا۔ اس کا زمین میں دفن ہونا۔ ناقابل عبور غار کی گہرائیوں سے اچانک باہر نکل آنا۔ بتی رات، خون سے بھرے ہوئے سیب۔ ساری باتیں سمجھ میں نہ آنے والی تھیں مگر کیا کرتا۔ اب تو اس کے رحم و کرم پر تھا۔

راستے میں، میں نے پوچھا۔ "تمہیں میرا نام معلوم ہے۔"

"بھشم۔" وہ بولا۔

"نہیں چراغ۔"

"ہوں۔ آگے بول۔"

"تمہارا کیا نام ہے؟ میں تمہیں کیا کہہ کر پکاروں۔"

"ابھی کچھ نہیں۔ ہاں جب تو بھشم بن جائے گا تو میں تجھے سب کچھ بتادوں گا۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ دیکھ۔" اس نے انگلی سے اشارہ کیا اور میری نظریں اس کے اشارے کی سمت اٹھ گئیں۔ کچھ فاصلے پر انتہائی سال خوردہ کھنڈرات نظر آ رہے تھے جو خاصی وسعتوں میں پھیلے ہوئے تھے۔

"کیا وہ آبادی ہے؟"

"ہے نہیں۔ تھی۔"

"اب وہاں کون رہتا ہے؟"

"رہنے والے۔" اس نے کہا اور ہنس پڑا۔ یہ بات بھی میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ وہ کسی بات کا سیدھا جواب ہی نہیں دیتا تھا۔ اس کے بعد میں خاموش ہو گیا۔ کھنڈرات قریب آ گئے تھے۔ عجیب طرز تعمیر تھی ان کی سرخ پتھروں کی سلوں کے ٹوٹ انبار لگے ہوئے تھے مگر اب دن کی سرخی رات کی سیاہی میں بدل گئی تھی۔ کچھ عمارتیں سالم تھیں انہیں سے ان کی اصلیت کا پتا چلتا تھا۔ ہم ان کھنڈروں میں داخل ہو گئے۔ وہ ایک مٹھ کے قریب پہنچ گیا۔

"آہ۔ یہ ویسے کا ویسا ہے۔" اس نے سرخوشی کے لہجے میں کہا۔

"اس آبادی کا کوئی نام نہیں ہے۔"

"ہے نہیں تھا۔" وہ پہلے کے سے انداز میں بولا۔

"کونڈ واڑہ۔ راجا سورج کی کھ ملتی تھی یہ! اور یہیں مہاراج اوپھراج، جیرا کھنڈ پدھارے تھے۔"

"یہ کون تھا؟"

"میرے پتا۔ کھرے برہمن۔ سورج مہاراج کی آنکھوں کا تارا۔" وہ پرخیال لہجے میں بولا پھر چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔ "بھوکا ہے؟"

"ایں۔ ہاں سفر کرنے کے بعد بھوک لگی ہے۔"

"آ.....!" اس نے کہا اور مٹھ میں داخل ہو گیا۔ بڑی سادہ سی عمارت تھی۔ باہر سے کچھ اور اندر سے کچھ۔ اس پتھروں کی پوری پوری سلوں کی دیواریں تھیں۔ جن پر اندرونی سمت نقاشی کی ہوئی تھی۔ ایسے ہی ایک کمرے میں لے جا کر اس نے مجھے بٹھالیا پھر بولا۔ "یہاں بیٹھ۔"

میرے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ کیا سوچنا، کیا سمجھنا۔ کوئی بات سمجھ میں ہی نہیں آ رہی تھی۔

کچھ دیر کے بعد وہ واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں تھال تھا جس سے چاولوں کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ بڑی سوندھی، بڑی اشتہا انگیز خوشبو تھی۔ تھال اس نے میرے سامنے رکھ دیا۔

"لے کھا!"

"یہ کہاں سے لے آئے؟"

"بتایا ہے تجھے کہ یہ میرا گھر ہے۔"

"اوہ۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ وہ واپس پلٹنے لگا تو میں نے کہا۔ "تم نہیں کھاؤ گے۔"

"تو کھا۔" اس نے کہا اور باہر نکل گیا۔ میں ٹھنڈی سانس لے کر چاولوں کے تھال کی جانب متوجہ ہو گیا، پور برابر لمبے لمبے چاول تھے جن میں شاید نمک وغیرہ ملا دیا گیا تھا، میں نے ایک نوالہ منہ میں رکھا بڑا لذیذ محسوس ہوا اور اس کے بعد میں انہیں کھاتا چلا گیا، تھال تقریباً بھرا ہوا تھا، میری خوراک ہی کتنی تھی، پاؤ

کے قریب کھایا تو پیٹ بھر گیا' اتنی دیر میں وہ پانی کا ایک گلاس لیے ہوئے اندر آگیا' پرانے طرز کا منقش چاندی کا گلاس تھا۔ جس کے اوپر سرپوش موجود تھا' میں نے گلاس اس کے ہاتھ سے لیا اور سرپوش ہٹا کر پانی پینے لگا لیکن مجھے اس کا مزہ بدلا ہوا محسوس ہوا تھا' میں نے اسے منہ سے ہٹا کر دیکھا اور پھر ایک ہلکی سی چیخ کے ساتھ اسے دور پھینک دیا' وہ پتلا سرخ خون تھا' یقینی طور پر خون تھا جو زمین پر بکھر گیا' میں نے دہشت زدہ انداز میں کہا۔

"یہ.... یہ پانی ہے۔" اس نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر ہنستا ہوا باہر چلا گیا' کوئی جواب نہیں دیا تھا اس نے مجھے' میں دہشت زدہ انداز میں اپنی جگہ سے اٹھا اور زمین پر گرے ہوئے پانی کو دیکھنے لگا' اس میں کوئی شک و شبہ نہیں تھا کہ وہ خون ہی تھا' یہ کیا چکر ہے' اس نے مجھے یہ دھوکا کیوں دیا' پانی کی جگہ خون مگر کس کا' بڑی عجیب بات تھی بہت ہی عجیب' مجھے کراہت ہونے لگی اور طبیعت اندر سے متلانے لگی' نجانے کس جنجال میں پھنس گیا ہوں' نجانے کیا چکر ہے یہ اور اب ہو گا کیا؟ میں گلاس میں سے خون کی کافی مقدار اپنے اندر اتار چکا تھا مگر کچھ دیر کے بعد طبیعت کسی قدر بہتر ہو گئی' منہ میں کوئی ذائقہ نہیں تھا میں واپس مڑا تو بدقسمتی سے اس تھال پر نظر پڑ گئی جس میں سے میں نے چاول کھائے تھے' مجھے یوں محسوس ہوا جیسے لمبے سفید چاول متحرک ہوں' ایک دوسرے میں گھستے ہوئے' لڑھکتے ہوئے جو گوشہ میرے چاول کھانے سے خالی ہو گیا تھا' وہ بھی پر ہو چکا تھا' چاولوں نے خود بخود اپنی جگہ بدل لی تھی' میری آنکھیں اتنی پھٹ گئیں کہ ان کے حلقوں میں درد ہونے لگا' گھٹنوں کے بل بیٹھ کر' زمین پر ہاتھ ٹکا کر میں نے تھال میں متحرک چاولوں کو دیکھا' آہ یہ چاول نہیں تھے یہ چاولوں کی طرح سفید سفید لمبے لمبے کیڑے تھے' جن کا آگے کا منہ سیاہ تھا ننھے سے نقطے کی شکل میں' یہ کیڑے اتنی ہی تعداد میں تھے' جتنی تعداد میں' میں نے تھال میں چاولوں کو چھوڑا تھا۔ میرے اندر وحشت ابھر آئی' میرے حلق سے ایک چیخ دہاڑ کی شکل میں نکلی اور میں دروازے کی جانب بھاگا' میں نے دروازے سے باہر نکل کر ادھر ادھر دوڑنا شروع کر دیا لیکن مٹھ کے دروازے سے باہر نہیں نکل پایا' ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں' دوسرے سے تیسرے کمرے میں' کوئی سات یا آٹھ کمرے تھے اور میں آخری کمرے میں پہنچا تو وہ مجھے نظر آ گیا زمین پر پالتی مارے ایک خاص قسم کے آسن میں بیٹھا ہوا تھا' میں چیختا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

"تھال میں کیا تھا' تھال میں کیا تھا؟" وہ ایک دم چونکا اور اس نے آنکھیں کھول دیں پھر دونوں ہاتھ سیدھے کر کے مجھے منع کا اشارہ کرتے ہوئے کرخت لہجے میں بولا۔

"باؤلوں جیسی باتیں مت کر' خبردار اس پوتھی کے اندر مت آنا' ورنہ جل کر راکھ ہو جائے گا۔" میں نے اب زمین پر دیکھا اس کے سامنے سفید لکیریں بنی ہوئی تھیں' چوخانے کی شکل کی اور ان لکیروں میں خانے بنے ہوئے تھے اور ان خانوں میں چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے ہوئے تھے جو ایک مخصوص زاویہ اختیار کیے ہوئے تھے' اس نے گھور کر مجھے دیکھا میں ٹھٹک کر رک گیا تھا میں نے آہستہ سے کہا۔

"میرا دماغ پھٹ جائے گا میں پاگل ہو جاؤں گا' مجھے بتا دو تھال میں کیا تھا؟"

"تو نے کیا کھایا؟" اس نے سوال کیا۔

"وہ تو چاول تھے۔"

"اور اب کیا ہے؟"

"اس میں لمبے لمبے کیڑے کلبلا رہے ہیں۔"

"باؤلا ہے تو جا واپس جا کر دیکھ' آنکھیں ہی کام نہیں کر رہیں تیری تو میں کیا کروں۔"

"کک کیا مطلب؟"

"جا' کہا نا تجھ سے کہ واپس جا کر دیکھ' بیکار باتیں کرتا پھر رہا ہے۔" میں اسے گھورتا ہوا واپس پلٹ پڑا اور پھر اس کمرے کو تلاش کرتا ہوا اس میں داخل ہو گیا' جہاں میں پہلے موجود تھا لیکن شاید وہ کمرا نہیں تھا یا پھر یہاں سے تھال ہٹا لیا گیا تھا' زمین پر وہ گلاس بھی نہیں پڑا ہوا تھا جس میں خون بھر کر اس نے مجھے پیش کیا تھا' پہچاننے کے لیے دیواروں کے نقش تھے' جنہیں میں نے بخوبی پہچان لیا' تھال کہاں غائب ہو گیا' یہاں اس مٹھ نما عمارت میں تو اور کوئی ذی روح موجود بھی نہیں ہے پھر تھال کون اٹھا لے گیا' آہ یقینی طور پر میں بہت بڑے طلسم میں پھنس چکا ہوں' میرا اپنے گھر سے نکلنا بڑا ہی منحوس ثابت ہوا تھا' باپ سے ہاتھ دھو بیٹھا اور اس کے بعد اس جنجال میں پھنس گیا' نجانے اب کیا ہو گا' کیا کرنا چاہیے مجھے۔ زمین پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں اور چکراتے ہوئے دماغ کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کام میں بڑی دیر کے بعد کامیابی حاصل ہوئی تھی لیکن میں اس مشکل میں گہری نیند سو گیا تھا۔

جاگنا تو تھا۔ ظاہر ہے موت نہیں آگئی تھی۔ آنکھیں کھول کر ماحول کو دیکھا۔ سب کچھ وہی تھا۔ وہی منقش کمرا جس کی دیواروں پر خوب صورت نقش و نگار تھے۔ شاید رات ہو گئی تھی مگر کمرے میں مدھم مدھم روشنی بکھری ہوئی تھی۔ یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے۔ میں نے سوچا اور میری آنکھوں نے جواب حاصل کر لیا۔ دیواروں کے نقش چمک رہے تھے۔ ان سے ایک غیر محسوس سی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ اب تک میں نے سرسری نظروں سے یہ نقش دیکھے تھے اور بس انہیں تصویریں سمجھا تھا لیکن اب ان سے پھوٹنے والی روشنی نے مجھے خصوصی طور پر ان کی طرف متوجہ کیا۔ میں اپنی جگہ سے کھسک کر آگے بڑھا اور ایک دیوار پر بنی

تصویر کو غور سے دیکھنے لگا۔ عجیب سے نقوش تھے۔ بے شمار افراد جمع تھے۔ ایک رتھ نظر آرہا تھا جس پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ رتھ میں ہلکی ہلکی جنبش ہو رہی ہے پھر میں نے دیکھا کہ بہت سے اوپری بدن سے برہنہ گھٹے ہوئے سر والوں نے رتھ اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور آگے بڑھنے لگے۔ لوگ انہیں راستہ دے رہے تھے اور رتھ آہستہ آہستہ بڑھتا چلا آرہا تھا۔ ہر جگہ لوگوں کے ازدحام تھے پھر رتھ ایک بڑے چوک پر آگیا۔ وہاں اسے نیچے رکھ دیا گیا۔ رتھ کا پردہ ہٹا کر ایک جٹا دھاری سادھو جیسا شخص نیچے اترا۔ اس کے گلے میں سات مالائیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے بڑھا اور چوک کے بیچوں بیچ بنے چبوترے پر بیٹھ گیا۔ چاروں طرف سے خلقت آگے بڑھ آئی۔ لوگوں کی مدھم مدھم آوازیں میرے کانوں میں ابھر رہی تھیں۔ سادھو جیسا شخص چبوترے پر کھڑے ہو کر انہیں دیکھنے لگا پھر اس نے دونوں ہاتھ بلند کیے اور ہر سمت خاموشی چھاگئی۔ اس کے بعد بوڑھے سادھو کی آواز ابھری۔

"کور کھیت۔ بالیو۔ شانت ہو جاؤ۔ شانت ہو جاؤ۔ فیصلہ ہوگا۔ راش ہوگا۔ تم جانتے ہو۔ "ہستنا پور" کے مہاراج بھرت کی آٹھویں نسل کے راجا کور کی چھٹی نسل چل رہی ہے۔ مہاراج چتربرج کے دونوں بیٹے۔ وتر آشتر' اور پنڈا جوان ہو چکے ہیں اور مجھے ادھیکار دیا گیا ہے کہ حکومت کے حق دار کا اعلان کردوں۔ سو میں تمہارے سامنے اعلان کرنے آیا ہوں۔ دونوں بھائیوں کو سامنے لایا جائے۔ دو جوان آگے بڑھے۔ ایک اپنے قدموں سے چل کر چبوترے پر پہنچا تھا۔ جبکہ دوسرے کو دو آدمی سنبھالا دے کر لائے تھے۔ وہ آنکھوں سے اندھا تھا۔ دونوں بوڑھے شخص کے دائیں بائیں کھڑے ہوگئے تو بوڑھے نے کہا۔

"نگر باسیو! مہاراج چتر برج کے دونوں بیٹے سمجھدار ہیں اور حکومت چلا سکتے ہیں۔ گدی کا حقدار بڑا بھائی وہتر آشتر ہے مگر وہ آنکھوں سے اندھا ہے اور راج پاٹ کے کاموں کو ٹھیک سے نہیں چلا سکتا۔ اس لیے مجبوری ہے۔ راج پاٹ اب پنڈا سنبھالے گا۔ اس لیے میں پنڈا کے نیا مہاراج ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ بہت بڑا راجا ہوگا اور اس کا راج سنسار کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک ہوگا!"

شور برپا ہوگیا۔ اندھا وہتر آشتر ساکت کھڑا ہوا تھا اور اس کے چہرے سے بے بسی عیاں تھیں۔ پنڈا کو خلقت نے اٹھالیا اور اس کے نام کی جے جے کار کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ سب چلے گئے اور وہتر آشتر چبوترے پر کھڑا ہوگیا۔ اب وہ بالکل تنہا تھا مگر کچھ ہی دیر کے بعد چبوترے کے پیچھے سے کسی نے سر ابھارا۔ یہ ایک دبلی پتلی چڑیل جیسی عورت تھی جس نے گول گول دیدوں سے چاروں طرف دیکھا اور کسی کو نہ پا کر چبوترے پر چڑھ آئی۔

"اکیلا رہ گیا وہتر۔"

"کون ہے۔ کون ہے۔ وہتر آشتر کی آواز ابھری۔

"من نہ مار' راج پاٹ پنڈا کو مل گیا۔ اس کی جے جے کار ہوگئی۔ اس کا راج پاٹ خوب بڑھے گا۔ پانچ بیٹے ہوں گے جن کے نام ا۔ خد ہنر ۲۔ بھیم سین' ۳۔ ارجن' ۴۔ نکل' ۵۔ سدیو' ہوں گے۔ یہ پانڈو کہلائیں گے مگر پنڈا زیادہ نہ جئے گا اور راج پاٹ پھر تجھے مل جائے گا۔

"مجھے" وہتر آشتر نے بے صبری سے کہا۔

"ہاں۔ پرم پرا کہتی ہے۔"

"مگر میں تو اندھا ہوں۔"

"تیرا بیٹا دریودھن راج سنبھالے گا۔ دریودھن بہت چالاک ہوگا مگر پانڈو راج حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو انہیں راجدھانی سے ضرور نکال دینا اور ان پر نگاہ رکھنا۔ تیرے ایک سو ایک بیٹے جو کورو کہلائیں گے اپنے بھائی کی مدد کریں گے اس طرح کورو' پانڈوں پر بھاری پڑیں گے۔"

"آگے کیا ہوگا؟" وہتر آشتر نے پوچھا۔

"یہ یدو' مہایدو۔ جو مہا بھارت کہلائے گا!" اس چڑیل جیسی عورت کی ہنسی بہت طویل تھی۔ انتہائی خوفناک۔ میں جھرجھری لے کر پیچھے ہٹ گیا اور میرے پیچھے ہٹتے ہی تصویریں ساکت ہوگئیں۔ میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اب ان تصویروں میں کوئی جنبش نہیں تھی لیکن جو کچھ میں نے دیکھا تھا وہ میرے لیے انتہائی حیرت ناک تھا۔ آہ میں کس بری طرح اس طلسم میں پھنسا ہوں۔ نجانے کیا کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔ وقت گزرتا رہا اور میں غور کرتا رہا کہ اب آخر میرا بنے گا کیا؟ کیا ہوگا۔ وہ شخص کون ہے جو کبھی نہایت مہربان نظر آتا ہے اور کبھی ایک ایسی عجیب و غریب شخصیت کہ میرے لیے اس کو سمجھنا ناممکن ہو جائے البتہ میں یہ اندازہ ضرور لگا چکا تھا کہ اس کے چنگل سے نکلنا بہت مشکل کام ہے۔ نجانے کیا کیا کھلا رہا ہے مجھے اور اس کا نتیجہ نجانے کیا نکلے گا۔ دوسرے دن صبح میں اکتا کر اپنی اس جگہ سے باہر نکل آیا اور اسے تلاش کرنے لگا لیکن جہاں میں نے اسے چھوڑا تھا وہاں وہ موجود نہیں تھا اور قرب و جوار بھی سنسان پڑے ہوئے تھے پھر میں نے اسے ان کھنڈرات کے دوسرے حصوں میں تلاش کرنا شروع کر دیا اور ٹہلتا ہوا بہت دور تک نکل آیا۔ کھنڈرات ویران سنسان پڑے ہوئے تھے۔ عمارتوں کے بارے میں' میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میرے لیے سمجھ میں نہ آنے والی تھیں۔ شاید جس دور میں یہ شہر آباد تھا اس دور میں ایسی ہی عمارتیں تعمیر ہوتی ہوں۔ تاحدِ نگاہ ویرانی اور سناٹے کا راج تھا۔ اس کھنڈر میں تبدیل ہو جانے والی آبادی میں اب کوئی ذی روح موجود نہیں تھا لیکن اچانک ہی ایک عمارت نظر آئی دور سے بالکل گول محسوس ہوتی تھی۔ اس کی چھت سے دھوا

نکل رہا تھا۔ کالے کالے دھوئیں کی لکیریں فضا میں بلند ہو رہی تھیں۔ میں تیزی سے اس سمت میں چل پڑا۔ یہ سوچ کر کہ شاید وہ اس عمارت میں موجود ہو۔ وسیع و عریض عمارت کسی گنبد کے مانند تھی اور اس میں ایک چھوٹا سا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں نے دروازے کے باہر کھڑے ہو کر زور سے پکارا۔

"کوئی ہے۔ کوئی ہے یہاں۔" جواب میں اندر سے اس کی آواز سنائی دی۔

"آجا۔ اندر آجا۔" اس کی آواز پہچان کر میں اس چھوٹے سے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ مجھے اندر داخل ہو کر یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ عمارت کی چھت سے دھواں کیسے نکل رہا ہے لیکن باہر کھڑے ہو کر میں نے یہ دھواں دیکھا تھا۔ اس کے جسم پر اس وقت ایک سفید ڈھیلا ڈھالا لباس تھا۔ یہ لباس وہ نہیں تھا جو اس نے ہمارے ساتھ آنے والوں میں سے ایک کے جسم سے اتار کر پہنا تھا بلکہ یہ بالکل نیا لباس تھا۔ شاید یہیں کہیں کھنڈرات سے اسے دستیاب ہوا ہوگا۔ اس کا چہرہ بھی صاف ستھرا نظر آ رہا تھا۔ بال اور داڑھی پہلے جس طرح مٹی اور دھول میں اٹ کر چپک گئے تھے، اب الگ الگ نظر آ رہے تھے اور اس کا چہرہ بھی روشن روشن تھا۔ میں نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھا تو وہ مسکرا کر بولا۔

"بیٹھ جا۔ جوں جوں سمے گزرتا جا رہا ہے میرے من میں تیرا پریم پیدا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تو وہ ہے جس نے مجھے جگایا اور تو وہ بھی ہے جس نے رہتیم کو تباہ کر دیا۔ رہتیم کی کہانی لمبی ہے اور تیرے لیے بیکار۔ یوں سمجھ لے وہ میرا محافظ تھا۔ میں تجھے بتا چکا ہوں مگر جب تک وہ میری حفاظت کرتا رہتا میری آنکھ نہ کھلتی۔ یہ بات بھی تیری سمجھ میں نہ آئی ہوگی لیکن آ جائے گی۔ بہت سی باتیں زبان سے نہیں سمجھائی جاتیں بلکہ سمے ان باتوں کو سمجھاتا ہے۔ خیر چھوڑ بیٹھ جا۔ بھوکا ہے۔"

"اگر بھوکا بھی ہوں تو کم از کم وہ نہیں کھاؤں جو تم مجھے کھلاؤ گے۔"

"کیوں؟"

"وہ سب کچھ انتہائی گھناؤنا ہوتا ہے۔ تم نے جو پھل کھلائے تھے۔ ان سے خون ٹپکتا تھا۔ تم نے مجھے پانی پلایا۔ وہ پانی نہیں، خون تھا اور جو چیز تم نے مجھے چاول کہہ کر کھلائی۔ وہ چاول نہیں تھے۔ لمبے لمبے کیڑے تھے۔" وہ بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے کہا۔

"باؤلے سارا سنسار دے کر بھی تو وہ شکتی نہیں حاصل کر سکتا تھا جو میں تجھے دے رہا ہوں۔ امر شکتی۔ امر شکتی۔"

"یہ کیا ہوتا ہے؟"

"سمے بتائے گا۔ بہت چھوٹا ہے تو جسے امر شکتی مل جائے وہ کیا ہو جاتا ہے۔ تیرے خیال میں بھی نہیں آ سکتا مگر کیا کیا جائے تو نہ بھسم ہے نہ بیاس مگر تجھے بھسم کا جیسا شریر مل رہا ہے اور بیاس جیسی عقل۔ یہ تیرے بھاگ میں ہے۔ کون کیا کر سکتا ہے اور میں نے تجھے اپنی آنکھ بنا لیا ہے کیونکہ میرا علم یہی کہتا ہے کہ میری آنکھ بن کر تو میرے لیے بڑا فائدہ مند ہوگا اور میں سنسار کو بہت دور تک دیکھ سکوں گا یہی عمل کر رہا تھا اور مجھے میری کوششوں کا جواب مل گیا ہے۔"

"دیکھو، تم اچھی طرح جانتے ہو میں کون ہوں۔ میں جن مصیبتوں کا شکار ہوا ہوں تم نے ان کی تفصیل نہیں پوچھی مجھ سے۔ کچھ بھی ہو، میں ان لوگوں کو نہیں بھلا سکتا جن کا تعلق میری زندگی سے ہے۔ میرے والد اس جنگل میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ میں ان کی لاش کو دفن بھی نہیں کر سکتا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان ساری باتوں میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے لیکن اگر تم میرے ساتھ مہربانی کرو تو کم از کم مجھے میرے گھر تک جانے کا موقع تو دو۔"

"پھر گھر یاد آ گیا تجھے۔ ٹھیک ہے نہیں آئے گا۔ چنتا مت کر، نہیں آئے گا۔ جہاں تک تو کھانے پینے کی بات کرتا ہے تو میں نے ابھی تجھے تین چیزیں کھلائی ہیں اور تیرے اندر وہ چیز پیدا ہو گئی ہے جو صدیوں کی محنت سے پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔ ارے باؤلے امر شکتی حاصل کرنے کے لیے شریر کا بلوان ہونا ضروری ہے اور شریر ایسے ہی بلوان نہیں ہو جاتا۔ اس کے لیے بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ تو نے اپنی آنکھوں کی روشنی دیکھی ہے اس روشنی نے ان تصویروں کو زندہ کر دیا۔ جنہیں کوئی بھی زندہ نہیں کر سکتا تھا۔ دیکھی ہیں تو نے وہ تصویریں، دیکھی تھیں نا؟ وہ کہانی جو صرف کتابوں میں پائی جا سکتی ہے مگر تیری آنکھوں کے سامنے وہ سب کچھ جیتا جاگتا ہو گیا تھا۔ آگے کی کہانی میں سناؤں تجھے، جب راجا پنڈا کا انتقال ہوا تو راج پاٹ دھترآشتر کے ہاتھ آ گیا۔ کیا سمجھا۔ یہیں سے اس کہانی کا خاتمہ ہوا تھا نا۔ اندھے آشتر کا بیٹا دریودھن آگے ہی آگے تھا۔ جیسا کہ تو نے سنا اور پھر بڑی آگے پیچھے کی چلی۔ دریودھن سچ مچ چالاک تھا۔ اس نے پانڈوں کو ایسا پیچھے ہٹایا کہ انہیں دیس نکالا ہی دے دیا۔ حالانکہ پانڈے چوکنے ہو گئے تھے اور جو مکان دریودھن نے انہیں رہنے کے لیے دیا تھا انہوں نے اسے اپنے ہی ہاتھوں جلا دیا اور اپنی ماں کو لے کر جنگل کی طرف چل پڑے اس سے آگے بھی بہت کچھ ہوا۔ کوروں اور پانڈوں کی چکربازیاں چلتی رہیں۔ یہاں تک کہ بات مہابھارت تک پہنچ گئی۔ پانڈے اپنا سب کچھ جوئے میں ہار بیٹھے اور جب اور کچھ نہ ہوا تو پھر مہابھارت شروع ہو گئی پھر بہت سا سمے بیت گیا۔ راج پاٹ بدلتے رہے۔ مہاراج کیشوراج کی حکومت ہوئی اور بات راجا سورج تک پہنچ گئی اور راجا سورج ہی کے دور کی بات ہے کہ چار کھنڈ کے کوہستان کا ایک برہمن جو بہت بڑا

جادوگر تھا راجا سورج کے دربار میں آیا اور راجا سورج نے اسے
پہچان کر بہت بڑا مان بخشا اسے۔ سارے کام کاج اس کے
مشورے سے کرنے لگا۔ میں اسی برہمن لہراج کھنڈ کا بیٹا چندا کھنڈ
ہوں۔ میرا پتا راجا سورج کے لیے ہر وہ کام آسان کرتا رہا جس
میں اسے مشکل ہو مگر دشمن ہر جگہ ہوتے ہیں۔ دو آدمی جن میں
سے ایک کا نام کرپان سنگھ ملودھا اور دوسرے کا ہری چندور رھان
تھا میرے ساتھ ساتھ چل کر جوان ہوئے اور جس طرح لہراج
کھنڈ میری قوتیں بڑھاتا رہا ان دونوں نے بھی اپنے اپنے طور پر
امرشکتی حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ لہراج کھنڈ مجھے
امر بنا کر سنسار میں بہت کچھ تبدیلیاں کرنا چاہتا تھا لیکن دشمنوں
نے آخر کار اسے ہلاک کر دیا اور میرے پیچھے پڑ گئے۔ میں نے اپنا
گھر چھوڑ دیا اور جنگلوں بیابانوں میں مارا مارا پھرتا رہا۔ میرا پتا
مجھے کچھ ایسی چیزیں بتا گیا تھا کہ جن تک مجھے پہنچنا تھا اور وہاں
پہنچ کر مجھے امرشکتی حاصل کرنا تھی مگر میرے دشمن بھی میرے
پیچھے پیچھے ہی چل پڑے۔ وہ بھشم تھا جو مجھے ہر جگہ ہوشیار کرتا
رہتا تھا اور میں ان لوگوں سے بچتا رہتا تھا پھر مجھے وہ نو چیزیں مل
گئیں جن کا نشان مجھے میرے پتا نے بتایا تھا مگر ان کی تعداد نو
سے زیادہ تھی۔ اگر ہم آخری چیز تک پہنچ جاتے تو پھر کرپان سنگھ
اور ہری چند میری برابری نہیں کر پاتے۔ سو یوں ہوا کہ انہوں
نے مجھے اس جگہ گھیر لیا جہاں میں نے تجھے دیکھا اور پھر ایک ہی
طریقہ تھا ان سے بچنے کا کہ میں اپنا جیون ختم کر دوں۔ اس وقت
تک کے لیے جب تک مجھے دوبارہ جاگنے کا موقع نہ ملے۔ سو
رشیم کو اپنی حفاظت پر لگا کر میں نے مائی کا روپ اپنا لیا اور مائی
میری معاون ثابت ہوئی۔ اس نے مجھے پتھر میں بدل کر اپنا کام
کر لیا اور پھر میں تیرے سامنے جاگا۔ کیا سمجھا۔ بالک میرے
وچار بہت بڑے ہیں۔ سنسار نجانے کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہے۔
میں نے صدیاں مائی کے پیٹ میں بتائی ہیں اور مائی کا تحفظ
حاصل کر کے ایک بار پھر میں سنسار میں آگیا ہوں۔ میرا علم مجھے
بتاتا ہے کہ ملودھا اور وردھانی بھی زندہ ہیں۔ وہ خود بھی امرشکتی
نہیں حاصل کر سکے اور سنسار میں ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں۔ میں
ان سے پہلے امرشکتی حاصل کر لوں گا اور پھر انہیں میرے
ہاتھوں مرنا پڑے گا مگر اب بھشم نہیں ہے۔ بیاس نہیں ہے۔
اگر یہ دونوں ہوتے تو میرا کام آسان ہو جاتا مگر میری آتما نے
مجھے بتایا ہے کہ تو میرے لیے بھشم ہی ثابت ہوگا۔ تو میرا دماغ
میرا شریر میرا ہاتھ بنے گا اور تیرے ہی ذریعے کرپان سنگھ ملودھا
اور ہری چندور رھان میرے قابو میں آئیں گے تو بالک یہ جو تین
چیزیں میں نے تجھے کھلائی ہیں تیرے اس شریر کو امر بنا چکی ہیں
اور ابھی میرا یہ بتانا ضروری نہیں ہے مگر تو دیکھے گا کہ میرے
ہاتھوں تجھے کیا کیا ملتا ہے۔ میں نے اتنا سے ایسے ہی نہیں بتایا'
سوچتا رہا ہوں کہ ان دوسروں کے مقابلے کے لیے مجھے کیا کرنا
چاہیے۔ سو یہ بتایا ہے میرے علم نے کہ تو اگر میری آنکھ بن
جائے تو یوں سمجھ لے کہ امرشکتی نہ تجھ سے دور ہے اور نہ مجھ
سے اور تو سب سے انوکھا بھشم ہوگا۔ کیا سمجھا۔"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں بالکل نہیں آئیں۔" میں نے
کہا۔"

"ہر بات آہستہ آہستہ سمجھ میں آتی ہے بالک۔" پتر دیہ گنپتی
ککشا یہ ساری کی ساری تیرے شریر میں اتر جائیں گی تو سنسار کی
ہر بات جان لے گا۔ وہ جو گزر چکی ہے لیکن وہ نہیں جو آنے والی
ہے اور اگر گزری باتیں ہی معلوم ہو جائیں تو تیرا من شانت
ہو جائے گا۔ ہمیں سمے کا پیچھا کرنا ہے۔ کیا سمجھا۔ ہم سمے کے
ساتھ ساتھ آگے بڑھیں گے۔ اس سمے تک جب تک امرشکتی نہ
مل جائے ہمیں اور ہمارے دو دشمن سنسار سے ختم نہ ہو جائیں۔
وہ سب اسی سنسار میں ہیں۔ میں تجھے اپنی آنکھ بنا کر انہیں دیکھوں
گا۔ کیونکہ اگر میں آگے بڑھوں گا تو وہ مجھے پہچان لیں گے لیکن
میں پیچھے رہوں گا۔ میرے پتا لہراج کھنڈ نے مجھے جو کچھ سکھایا ہے
وہ اتنا ہے کہ اس سنسار میں دوسروں کو اتنا نہ ملا ہوگا۔" میں نے
دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ وہ ہنسنے لگا پھر بولا۔

"بیٹھ تو جا۔ لے اچھا یہ پی لے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے
جس سے تجھے کوئی مشکل پیش آئے۔" اس نے اپنے عقب میں
رکھے ہوئے ایک عجیب سے برتن سے ایک پیالہ بھرا اور میرے
سامنے پیش کر دیا۔ اس پیالہ سے بڑی اچھی خوشبو اٹھ رہی تھی'
اور بڑا خوش رنگ مشروب تھا۔ میں نے مشکوک نگاہوں سے
اسے دیکھا اور جب اسے بہتر پایا تو ہونٹوں سے لگا لیا۔ اتنا پرلطف
اور مزے دار تھا وہ کہ ایک ہی سانس میں' میں اسے پی گیا لیکن
اچانک ہی مجھے محسوس ہوا جیسے میرے سینے میں آگ جل اٹھی ہو
میں نے دونوں ہاتھوں سے سینہ ملنا شروع کر دیا اور میرے پورے
بدن نے پسینا چھوڑ دیا۔ میرا پورا جسم جیسے شعلوں کی نذر ہو گیا
تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنی جگہ چھوڑتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ کیا۔ یہ کیا پلا دیا تو نے مجھے۔ یہ کیا پلا دیا۔"

"ایک لمحہ۔ بس ایک لمحہ صبر کر لے سب ٹھیک ہو جائے گا۔
جو کچھ تیرے لیے ضروری ہے وہ تیرے شریر میں پہنچنا چاہیے۔"
میں زمین پر لوٹنے لگا۔ میں بری طرح تڑپ رہا تھا اور وہ پرسکون
نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا لیکن اچانک ہی وہ کیفیت ختم ہو گئی
اور مجھے محسوس ہوا جیسے میں اندر سے بالکل پرسکون ہوں۔ میں
آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میرے چہرے پر حیرانی کے نقش تھے۔
اس نے ایک قہقہہ لگا کر کہا۔

"ہر وہ چیز جس میں کچھ ہوتا ہے وہ نظر نہیں آتی جو وہ ہوتی
ہے اور جو ہوتا ہے اور اندر سے کچھ نہیں ہوتا تو وہ اوپر سے کچھ
زیادہ نظر آتا ہے۔ آجائے گا آہستہ آہستہ تیری سمجھ میں سب کچھ
آجائے گا۔ سنسار میں منش کو اگر پانچ جوہر حاصل ہو جائیں تو

یوں سمجھ لے کہ پھر اس کا شریر کبھی خراب نہیں ہوتا۔ جانتا ہے یہ پانچ جوہر کیا ہوتے ہیں۔ ماٹی' اگنی' پانی' روشنی اور اندھیرا۔ میں تیرے پورے شریر کو ان پانچ جوہروں سے بھردوں گا اور جب تجھے یہ پانچ جوہر مل جائیں گے تو' تو دیکھے گا کہ تو کیا بن گیا ہے۔"

"دیکھو۔ مجھ پر رحم کرو۔ رحم کرو مجھ پر۔ میں امر شکتی نہیں چاہتا۔ مجھے میرے گھر پہنچادو۔ بس اتنا احسان کردو مجھ پر۔"

"جھوٹ نہیں بولوں گا تجھ سے بالک۔ جھوٹ بالکل نہیں بولوں گا تو اب اپنے گھر کا نہیں رہا تو بھسم بن چکا ہے میرے لیے' بھسم اور مستقبل میں بیاس۔ بھسم طاقت کا دیوتا ہوگا اور بیاس عقل کا اور جب یہ دونوں چیزیں ایک میں سما جائیں تو پھر بھلا سنسار میں کون اس کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھوں کرپان سنگھ ملودھا اور ہری چند وردھان جیون کھو دیں گے۔ یہ میرا عزم ہے یہ میرا مان ہے اور اس کے لیے میں سب کچھ داؤ پر لگادوں گا۔ سب کچھ۔ سمجھا' سب کچھ۔"

"اور اگر میں یہ بننا نہ چاہوں تب بھی' میں نے سوال کیا۔ اور وہ مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"چاہتا تو یہی ہوں کہ تو من سے میرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوجائے لیکن اگر تو نے میری بات نہ مانی تو پھر میں نہیں جانتا کہ کیا ہوگا۔"

"میں کسی بھی طرح اپنی اصلیت کو نہیں بھول سکتا۔ میں تیری ان باتوں کو صرف اس لیے سن رہا ہوں کہ میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ تجھ سے رحم ہی کی بھیک مانگ سکتا ہوں اور کیا کہوں۔"

"تو بھیک مانگنے والوں میں سے ہوتا تو سوگند کھاتا ہوں سورج دیوتا کی میں تیری طرف رخ بھی نہ کرتا اپنے آپ سے جھوٹ نہ بول۔ تیری آنکھیں وہ ہیں جن میں کبھی آنسو نہیں آتے۔ میں نے تجھے پہچاننے میں غلطی تو نہیں کی ہے۔ کیا چاہتا ہے تو سنسار میں۔ گھر واپس جاتا۔ ماتا پتا کے ساتھ رہتا تو کیا ملتا تجھے۔ چھوٹی سی جاگیر میں جیون بتا دیتا۔ ارے بگلے۔ میں تیرے سامنے ایک لمبا سنسار لا رہا ہوں۔ اتنی لمبی زندگی دے رہا ہوں تجھے کہ تو زندگی سے اکتا جائے اور تو ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ کیا خواہش ہوتی ہے منش کی اس سنسار میں۔ دھن دولت' ہیرے' جواہرات یہی نا۔ آ' میرے ساتھ آ۔" ذرا میرے ساتھ آ۔ اس نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ ظاہر ہے اس کے ساتھ ساتھ چلنے کے علاوہ میں اور کیا کرسکتا تھا۔ وہ مجھے لے کر کھنڈرات میں ٹیڑھے میڑھے راستوں سے آگے بڑھنے لگا اور پھر اس نے مجھے ایک اندھا کنواں دکھایا اور مجھ سے بولا۔

"جھانک' اس میں جھانک۔" میں نے بے خوفی سے کنوئیں میں جھانکا گہرائیوں میں تاریکیاں بکھری ہوئی تھیں اور کچھ نہیں تھا۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ واپس پلٹتا ہوا بولا۔

"اب آجا میرے ساتھ۔ آ۔" ہمیں زیادہ فاصلے تک نہ جانا پڑا۔ کھنڈر ہی میں ایک ایسا بوسیدہ مکان نظر آیا جس کا دروازہ آدھا لگا ہوا تھا اور آدھا گل سڑ چکا تھا۔ وہ اس دروازے سے اندر داخل ہوگیا۔ چھوٹا سا ویران صحن جس میں ایک سوکھا ہوا درخت کھڑا تھا۔ ایک دوسرا دروازہ نظر آرہا تھا صحن کے بعد۔ اس نے یہ دروازہ کھولا اور اندر گھس گیا۔ اندر اندھیرا تھا۔ نجانے کہاں سے تلاش کرکے اس نے ایک مشعل نکالی اور اسے روشن کردیا لیکن مشعل روشن کرتے ہی جیسے رنگین روشنیوں کا طوفان آگیا۔ وہاں نجانے کیا کیا بھرا پڑا ہوا تھا۔ ہیرے' جواہرات' سونے کے زیورات' اتنے زیورات اتنے جواہرات میں نے کبھی ایک ساتھ نہیں دیکھے تھے۔ اس نے کہیں سے ایک چادر نکالی اسے زمین پر بچھایا اور کہنے لگا۔

"بھر لے یہ سب اس میں بھر لے۔"

"لل۔ لیکن میں ان کا کیا کروں گا؟"

"سوال مت کیا کر ہر بات پر۔ مجھے غصہ کبھی نہیں آتا لیکن اگر آجائے تو سمجھ لے کہ بہت برا ہوجائے گا۔ بس جو میں کہہ رہا ہوں وہ کر۔" میں نے نفرت سے منہ ٹیڑھا کرکے چمکدار قیمتی پتھروں کو چادر پر ڈالنا شروع کردیا۔ سونے کے زیور اتنے بھرے اس چادر میں کہ وہ بے حد وزنی ہوگئی اور اس میں گنجائش نہ رہی' تب اس نے کہا۔

"لپیٹ لے انہیں' لپیٹ لے' اگر میں تجھے تیرے گھر پہنچادوں اور یہ سب کچھ تیرے ساتھ ہو تو کیا تیرے گھر والوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانا ہوگا۔"

"میرے گھر والے یہ زیور دیکھ کر خوش نہیں ہوں گے۔ چندر کھنڈ' کیونکہ میں اپنا سب سے قیمتی سرمایہ کھو چکا ہوں۔ اپنا باپ۔"

"ارے چھوڑ۔ چھوڑ پاپی' اسے تو ایک دن مرنا ہی تھا جانا ہی تھا اس نے سنسار سے۔ یہ سب کچھ تیرے پاس ہو تو سنسار والے تیرے پیروں کو اپنی زبانوں سے چاٹیں گے۔ سنسار میں دھن دولت کا ایسے ہی راج رہا ہے۔ چل لپیٹ اس چادر کو۔" میں نے اس کے کہنے کے مطابق وہ سب کچھ لپیٹ لیا۔

"اب اسے اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لے۔"

"اس کا وزن تو بہت زیادہ ہے۔"

"تو پھر اسے گھسیٹتا ہوا لے چل۔" اس نے کہا اور میں نے ناچار اس کی اس ہدایت پر عمل کیا۔ اتنے قیمتی خزانے کو میں بے دردی سے گھسیٹتا ہوا باہر لے آیا۔ بڑی مشکل پیش آرہی تھی اسے گھسیٹتے ہوئے۔ اندھے کنوئیں کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا اور ہنس کر مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"اب تو ہٹ جا۔ ہٹ یہاں سے۔" میں اس گٹھڑی کے پاس سے ہٹ گیا۔ اس نے زمین پر بیٹھ کر دونوں پیروں سے زور لگایا اور پوری گٹھڑی اس اندھے کنوئیں میں دھکیل دی۔ میرے منہ سے ایک آواز سی نکل گئی تھی اور اس کے حلق سے قہقہہ۔

"کیا سمجھا؟ بات کچھ سمجھ میں آئی۔"

"یہ۔ یہ کیا کیا تو نے چندر کھنڈ۔"

"خزانہ اندھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ اب سنسار کا کوئی جیتا انسان اسے نہیں پا سکتا۔"

"مگر کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"تجھے بتانا چاہتا تھا کہ یہ ساری چیزیں کچھ نہیں ہوں گی تیرے سامنے۔ کچھ بھی نہیں ہوں گی تو ان سے کہیں زیادہ قیمتی چیزوں کا مالک بنے گا۔ میں تو یہی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں جو کچھ میں تجھے دے رہا ہوں یا جو مستقبل میں تجھے دوں گا وہ ان تمام سے کہیں طاقتور ہو گا۔ کیا سمجھا۔"

"مگر میں یہ سب کچھ نہیں چاہتا۔" میں نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے پھر وہ آہستہ سے بولا"

"گنپتی شکشا سیکھنا بہت مشکل ہو گا تیرے لیے۔ اگر تو سب کچھ نہیں چاہتا تو پھر میرا تیرا کیا ساتھ۔ ٹھیک ہے اب تو اپنے من کا کام کر۔ میری بات نہیں مانتا تو مجھ کو تجھ سے کوئی غرض نہیں ہے۔"

"ہاں میں تیری بات نہیں مانوں گا چندر کھنڈ' میں' میں وہ سب کچھ نہیں کروں گا جو تو چاہتا ہے۔"

"مت کر۔ میں تجھے مجبور نہیں کروں گا۔ میرا تیرا ساتھ سختی پر نہیں پریم پر ہو گا۔ اگر تیرے من میں میرا پریم نہیں جاگتا تو پھر تیری مرضی جو تیرا من چاہے سو کر۔" وہ مڑا اور تیز تیز قدموں سے آگے بڑھ گیا۔ میں حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ میرا خیال تھا وہ میرے ساتھ سختی کرے گا لیکن اس طرح مجھے چھوڑ کر اس کا چلے جانا میرے لیے ایک حیران کن واقعہ تھا۔ میں اسے دور تک دیکھتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد وہ ان کھنڈرات میں غائب ہو گیا اور میں یہ محسوس کر کے چونک پڑا کہ ایک بار پھر میں تنہا رہ گیا ہوں۔ اب کیا کروں! کہاں جاؤں؟ میں اپنے گھر جانا چاہتا تھا۔ اپنی ماں کو اپنے والد کی موت کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ میرے ذہن میں بار بار میرا گزرا ہوا وقت تازہ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ میں برق رفتاری سے چل پڑا اور کچھ دیر کے بعد کھنڈرات سے بہت دور نکل آیا تاحدِ نگاہ اونچے نیچے پتھریلے ٹیلے بکھرے ہوئے تھے تلنگانہ کے جنگلات سے ہم نجانے کتنے فاصلے پر نکل آئے تھے اور اب ان جنگلات کا نام و نشان بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ جس طرح وہ مجھے یہاں تک لایا تھا وہ مجھے یاد تھا لیکن واپسی کے لیے میں وہ طریقہ کار تو استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ تلنگانہ کے جنگلات تک بھی پہنچ جاتا تو اس کے بعد اپنے گھر تک پہنچنا کتنا مشکل تھا اس کا اندازہ میرے دل و دماغ کو ضرور تھا لیکن بس مدہوشی میں چلتا رہا۔ شام ہو گئی۔ چاند نکل آیا۔ رات گزر گئی۔ سورج کی کرنوں نے سر ابھارا اور میں نے اپنا سفر ختم کیا لیکن کیفیت یہ تھی کہ میرے پاؤں پنڈلیاں سب کچھ سوج گئے تھے۔ بھوک سے میرا برا حال ہو گیا تھا لیکن جہاں بھی نظر ڈالتا بے آب و گیاہ پتھر کے ٹیلے نظر آتے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اب میں زیادہ آگے نہیں بڑھ سکوں گا۔ زبان سوکھ کر کانٹا ہو گئی تھی۔ سینے کے اندر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کلیجا منہ کے راستے باہر نکل آئے گا بار بار ابکائیاں آجاتی تھیں لیکن پیٹ سے نکلتا کیا! بھوک نے مجھے موت کے قریب کر دیا اور جب بالکل ہی طاقت اور ہمت جواب دے گئی تو میں ایک ٹیلے کے دامن میں بیٹھ گیا۔ سر چکرا رہا تھا۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ماحول کو دیکھنے کی کوششیں کرتا لیکن آنکھوں کے آگے تارے ناچ کر رہ جاتے۔ تبھی مجھے اس کی آواز سنائی دی۔

"ضد منش کے جیون کے لیے قاتل ہوتی ہے۔ کوئی اور ہوتا تو اب تک بیس دفعہ مر چکا ہوتا۔ یہ وہ کچھ تھا جس نے تجھے ابھی تک جیتا رکھا اور تجھے مرنے نہ دیا جو میں تیرے شریر میں اتار چکا ہوں۔ کیا سمجھا۔" میں نے آنکھوں کی تمام قوت جمع کر کے اسے دیکھنا چاہا اور اس میں مجھے تھوڑی سی کامیابی حاصل ہو گئی۔ پتھر کا ایک بڑا سا ٹکڑا اس کے ہاتھوں میں دبا ہوا تھا اور وہ آہستہ آہستہ اپنے دونوں ہاتھوں کو میرے چہرے کے سامنے کر رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"منہ کھول۔" اور انتہائی بے بسی کے عالم میں' میں نے منہ کھول دیا۔ اس نے دونوں ہاتھ میں پکڑے ہوئے پتھر کو اپنی ہتھیلی کی قوت سے دبایا اور ایک ناقابل یقین منظر میں نے اپنی دھندلاتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا۔ پتھر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ نجانے یہ کیسا پانی تھا جو پتھر سے نکل رہا تھا لیکن یہ قطرے میرے لیے آب حیات ہی ثابت ہوئے تھے۔ چند ہی قطرے میرے منہ میں گئے تھے کہ طبیعت بحال ہونے لگی۔ آنکھوں کی روشنی واپس آگئی۔ پتھر اس کے ہاتھوں میں ریزہ ریزہ ہو گیا تھا لیکن یہ سب کچھ تو میں نے کبھی سنا بھی نہیں تھا پتھروں سے بھلا پانی نکل سکتا ہے۔

"یہ پتھر کا جوہر تھا۔ ماٹی کا جوہر۔ سمجھا۔ جس نے ایک لمحے میں تجھے اٹھا کر بٹھا دیا۔ باؤلے وہ کچھ دوں گا تجھے جو سنسار میں کسی انسان نے سوچا بھی نہ ہو۔"

"مگر پتھر سے پانی کیسے نکلا؟"

"میں نے نکالا۔ یہ کام کسی کے بس کا نہیں ہے۔"

"میں۔ میں بھوکا ہوں۔"

"جو کچھ میں دوں گا تجھے کھانا پڑے گا۔ جو کچھ میں دوں گا تجھے پینا پڑے گا وہی تیرے شریر میں قوت پیدا کر سکتا ہے۔" اور

اس نے جو کچھ مجھے دیا اسے میں نے ایک نگاہ میں پہچان لیا۔ یقینی طور پر خون تھا۔ سرخ سرخ گاڑھا گاڑھا خون جس سے کوئی بدبو نہیں اٹھ رہی تھی بالکل تازہ خون تھا کسی جانور کا.. مگر اس سے آگے میں نہیں سوچ سکتا تھا۔ اس نے وہ پیالہ میری طرف بڑھادیا اور کہنے لگا۔

"یہ میری آخری پیشکش ہے۔ اگر اسے بھی تو نے قبول نہیں کیا تو دوبارہ تیرے پاس نہیں آؤں گا۔"

میں نے دانت کچکچا کر پیالہ اس کے ہاتھ سے لیا۔ آنکھیں بند کیں اور پیالے کو منہ سے لگالیا۔ میرے پورے وجود میں جیسے زندگی اتر گئی۔ حالانکہ یہ زندگی میرے لیے بڑی کربناک تھی لیکن بہرطور میں نے اسے اپنے بدن میں اتارلیا اور میرا بدن پھر پہلے جیسی توانائی کا حامل ہوگیا۔ وہ مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"بھشم۔"

"مم۔ میرا نام۔ مم۔ میرا نام۔"

"ہاں۔ ہاں کیا ہے تیرا نام۔" اس نے سوال کیا اور میں اپنے نام پر غور کرنے لگا لیکن مجھے اپنے نام یاد نہیں آسکا۔ جب دیر ہوگئی تو اس نے ہنس کر کہا۔

"سو اب تیرا نام بھشم ہے۔ تیرے اندر وہ ساری قوتیں پیدا ہوتی جارہی ہیں جو تجھے جسمانی طور پر بھشم اور روحانی طور پر بیاس بنادیں۔ اچھا ہے۔ اچھا ہے۔ تیرا بھی کام ہوجائے گا میرا بھی۔"

میں نے اپنے آپ پر غور کیا۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ اب میں اسی کے سہارے جیوں۔ اپنے طور پر تو میں کچھ نہیں کرسکا تھا۔ ہار مان لی تھی شاید اس سے کیونکہ جب وہ وہاں سے اٹھ کر چلا تو میرے قدم خود بخود اس کے ساتھ اٹھنے لگے اور پھر زندگی کا ایک طویل سفر شروع ہوگیا۔ بہت طویل بہت زیادہ طویل مجھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دنیا ویران ہوگئی ہو۔ اس کائنات میں اس کے علاوہ یا میرے کسی تیسرے فرد کا وجود نہ ہو۔ سورج چمکتا۔ چاند نکل آتا۔ تیز روشنی۔ خوب صورت چاندنی اور کبھی کبھی گہرا اندھیرا۔ میں بس انہی چیزوں کے درمیان سفر کررہا تھا۔ تاحد نگاہ ویرانی پہاڑیاں' اجڑے ہوئے باغات اور سوکھے ہوئے درخت دنیا انہی میں سمٹ کر رہ گئی تھی اور ہم دونوں ان کے درمیان سفر کررہے تھے۔ اس دوران لاتعداد دوسرے واقعات بھی پیش آئے تھے۔ جیسے میرے سوچنے سمجھنے کی قوتیں ہی ختم ہوگئی تھیں۔ اب تو آہستہ آہستہ یادداشت بھی ساتھ چھوڑتی جارہی تھی۔ بس وہ ہوتا اور میں اور اب مجھے وہ نجانے کہاں کہاں کی کہانیاں سناتا۔ تین ہزار آٹھ سو پینسٹھ دیویوں اور دیوتاؤں کی کہانیاں۔ نجانے کیسے کیسے انوکھے تھے جو مجھے یاد رہ گئے تھے اور اس کے علاوہ کوئی اور بات یاد نہ

نہیں آتی تھی۔ بس میں اسی کے سہارے چل رہا تھا اور وہ مجھے اپنی کہانیاں سناتا رہتا تھا پھر ایک رات میں گہری نیند سوگیا۔ بہت دیر تک سوتا رہا۔ آنکھ کھلی تو حد نگاہ گہری تاریکی بکھری ہوئی تھی لیکن نگاہوں کی حد ہی کہاں تھی۔ دم گھٹ رہا تھا۔ میں نے اس تاریکی میں آنکھیں پھاڑیں تو میرے ہاتھ بندھے ہوئے محسوس ہوتے۔ میں نے پیروں کو جنبش دینا چاہی تو ان میں بھی جنبش نہ ہوتی۔ آہ یہ کیا ہے۔ سہلایا تو سر بھی اپنی جگہ ساکت تھا۔ مجھے یوں لگا جیسے میرے اردگرد نم مٹی بکھری ہوئی ہو۔ میں نے اس مٹی کو دونوں ہاتھوں سے کریدنا چاہا اور وہ جھڑنے لگی۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں ایک گہری قبر میں دفن ہوں۔ یہ قبر ہی تھی۔ میرے ہوش و حواس گم ہوگئے۔ بے اختیار میرے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں لیکن یہ چیخیں میرے کانوں ہی تک گھٹ کر رہ گئی تھیں۔ آہ مجھے کسی قبر میں دفن کردیا گیا تھا۔ میں نے جسم کی پوری قوت سے اپنے آپ کو اس جگہ سے ہٹانے کی کوشش کی تو مجھے اپنے اوپر سے مٹی کے تودے سرکتے ہوئے محسوس ہوئے میں دیوانہ وار کوششیں کرنے لگا اور میں نے تھوڑی سی جگہ اپنے لیے بنالی۔ پاگلوں کی طرح اپنی زندگی بچانے کی کوشش کررہا تھا میں' پھر ایک دھماکے کے ساتھ روشنی کا ایک طوفان اندر گھس آیا۔ میں نے اوپر سے جمی ہوئی مٹی ہٹادی تھی اور اپنے آپ کو روشنی میں لے آیا تھا۔ تیز روشنی اچانک ہی داخل ہوئی تھی لیکن میری آنکھوں نے اس روشنی کو قبول کرلیا۔ میں سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔ بلاشبہ وہ ایک گہری قبر تھی۔ میں نے مٹی کے جس ڈھیر کو اپنے اوپر سے ہٹایا تھا وہ اتنا تھا کہ اسے ہٹانا کسی انسان جسم کے بس کی بات نہیں تھی پھر میں نے اسے دیکھا وہ سامنے آسن جمائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ میری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ میں چیختا ہوا اپنی اس قبر سے نکل آیا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا اور کہا۔

"یہ ماٹی تھی۔ سمجھا۔ یہ ماٹی تھی۔"

"مم۔ مگر۔"

"کچھ نہیں۔ بس گزرتا رہ۔" اس نے سکون سے کہا اور خاموش ہوگیا۔ اب جیسے میں نے کہنا ماننا شروع کردیا تھا نت نئے تجربوں سے میری زندگی دوچار ہونی شروع ہوگئی تھی۔ اس نے پھر مجھے ایسی جگہ دھکیل دیا جہاں پتھر سلگ رہے تھے۔ غالباً کسی آتش فشاں کا لاوا ابلا تھا اور پتھروں کو جلاتا ہوا گزر گیا تھا۔ ہم دو۔ ہی سے تپش محسوس کررہے تھے۔ میں نے اسے اس کا احساس دلایا تو اس نے خاموشی سے میری جانب دیکھا اور آگے بڑھتا رہا۔ وہ منظر بے حد ہولناک تھا سلگتے ہوئے پتھروں سے آگ اور ہم اس کے پاس سے گزرتے ہوئے شدید تپش محسوس کررہے تھے مگر میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس طرح مجھے

لات مار کر اس آگ میں دھکیل دے گا۔ میں آگ پر گر پڑا۔ ایک لمحے کے لیے میرے جسم نے شدید گرمی محسوس کی۔ میرا بدن جلنے لگا۔ میرے حلق سے بھیانک چیخیں نکل گئیں لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھال کر اس آگ پر دوڑنا شروع کر دیا۔ بار بار میں اس میں گرتا رہا۔ میں اس گڑھے سے نکلنا چاہتا تھا جس کی گہرائیاں خاصی تھیں۔ اوپر وہ موجود تھا لیکن مجھے اوپر جانے کا راستہ نہیں مل رہا تھا۔ میں نجانے کتنی دیر تک اس آگ میں دوڑتا رہا۔ اس پر گرتا رہا۔ میرا جسم اب اس آگ کو برداشت کرنے کی قوت حاصل کر چکا تھا۔ جگہ جگہ آبلے پڑ گئے۔ گہرے گہرے سوراخ ہو گئے تھے لیکن میں زندہ تھا اور نجانے کب تک میں زندہ رہا۔ بس دل و دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ ذہنی قوتیں ماؤف ہو گئی تھیں۔ میں اس آگ سے بچنے کی کوششیں کر رہا تھا اور پھر جب میں اس کوشش میں ناکام ہو تھا رک گیا۔ میں نے ہوش و حواس سے آنکھیں کھول کر ان بلندیوں کو دیکھا جن تک مجھے پہنچنا تھا۔ سلگتے ہوئے پتھر میرے اردگرد بکھرے ہوئے تھے لیکن اب مجھے ان کی قوت بے حقیقت معلوم ہو رہی تھی۔ میں نے انہی ابھرے ہوئے پتھروں کو پکڑ کر اوپر چڑھنا شروع کر دیا جو خود بھی شعلہ ہو رہے تھے لیکن میرے ہاتھ ان شعلوں کو برداشت کرنے کی قوت رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ میں کنارے تک پہنچا تو کنارے پر اسے کھڑے ہوئے پایا۔ اس نے اپنا ہاتھ سہارے کے لیے آگے بڑھا دیا۔

جب میں اوپر پہنچا تو اس نے مدھم لہجے میں کہا۔

"یہ اگنی تھی۔" میں کوئی احتجاج نہیں کر سکا۔ مٹی، آگ، پانی، روشنی، اندھیرا نجانے کب تک یہ چیزیں مجھ پر سے گزرتی رہیں اور جب ہوش و حواس کی دنیا مکمل طور پر قائم ہوئی تو شاید بہت سے برس بیت چکے تھے کیونکہ میری جسمانی قوت میں اور جسمانی ساخت میں تبدیلیاں رونما ہو گئی تھیں۔ میں نے ایک چشمے کے کنارے اپنا چہرہ دھوتے ہوئے اپنے آپ کو دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ میری جگہ ایک خوب صورت جوان کھڑا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ زندگی کی سرخی سے بھرپور تھا جو حسین ترین خد و خال کا مالک تھا۔ یہ میں ہی تھا۔ اپنا چہرہ تو میں اچھی طرح پہچان سکتا تھا لیکن میرا جسم میرا جسم واقعی بہت بڑا ہو چکا تھا۔ غالباً میری عمر کئی سال آگے بڑھ چکی تھی اور ماضی کے وہ نقش جو آج بھی میرے ذہن میں دھندلے دھندلے موجود تھے اب میرے لیے بے حقیقت بن چکے تھے۔ نہ مجھے مدکل یاد تھا نہ رائے پور۔ بلکہ اب یہ علاقہ میری نگاہوں کے سامنے تھا جو معمول کے مطابق ویران اور سنسان پڑا ہوا تھا۔ ماضی بہت پیچھے رہ گیا تھا اور اب میں ایک تندرست و طاقتور اور توانا نوجوان کی حیثیت سے پانی کے اس چشمے کے کنارے اپنا چہرہ دھو رہا تھا۔ اپنے آپ کو میں نے خوب غور سے دیکھا۔ بہت غور سے دیکھا اور میرے اندر سرور کی ایک لہر بیدار ہو گئی پھر جب عقب سے اس نے مجھے بھشم کہہ کر آواز دی تو میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور میرے دونوں ہاتھ جڑ گئے۔

"گرودیو۔ مہاراج چندر کھنڈ۔"

اس کا داہنا ہاتھ سیدھا ہوا اور اس نے اپنا چوڑا پنجہ پھیلا کر کہا۔

"بھشم۔ امر شکتی کا مالک بھشم، ابھی تجھے بیاس بننا باقی ہے۔ کٹھناؤں کا سمے بیت گیا۔ اب عقل کا دور شروع ہو گا۔ کیا سمجھا؟ کیا تو اپنے آپ کو مختلف نہیں پاتا۔"

"کیوں نہیں مہاراج۔ میں اپنے آپ کو حیران کن طور پر بدلا ہوا محسوس کر رہا ہوں۔"

"بھشم کا روپ حاصل ہو چکا ہے تجھے۔ آ چل آگے بڑھتے ہیں۔ اب میں تجھے پرتھوی کا دوسرا پرت دکھاتا ہوں۔"

میں خوشی خوشی اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ وہی سب کچھ تھا۔ پتھریلے ٹیلے، چٹانیں اونچے اونچے پہاڑ۔ ہمارا یہ سفر کئی راتیں کئی دن جاری رہا پھر ہم ایک عظیم الشان پہاڑ کے سوراخ میں داخل ہو گئے۔ بڑی عجیب جگہ تھی۔ سر پر پہاڑی چھت اس طرح پھیلی ہوئی تھی جیسے آسمان تلے ہوں مگر گھپ اندھیرا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس اندھیرے میں مجھے سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ اس وسیع پہاڑی سلسلے کے دوسرے سرے پر میں نے ڈھلان دیکھے جو اوپر نجانے کہاں تک گئے تھے۔ چندر کھنڈ یہ ڈھلان عبور کرنے لگا۔ اس کے ساتھ میں بھی تھا۔

"اب ہم پاتال سے اوپر جا رہے ہیں بیاس۔"

"میرا نام بھشم ہے۔"

"اب بیاس ہے کیونکہ تو عقل سیکھنے جا رہا ہے۔"

"ہم پاتال میں ہیں؟"

"ہاں۔"

"اوپر کیا ہے۔"

"سنسار۔"

"مگر ہم تو سنسار میں ہی تھے۔"

"عقل سیکھے گا تو بہت سی باتوں کا خود پتا چل جائے گا۔ میں نے تجھے اس قابل بنا دیا ہے کہ اب تو سنسار سے جیت سکے گا۔ میرے دشمن اسی سنسار میں موجود ہیں۔ میں تیری آنکھوں سے انہیں تلاش کروں گا۔ خود ان کے سامنے آ کر میں نقصان بھی اٹھا سکتا ہوں۔ اسی لیے تیرا ساتھ نہیں دے سکوں گا مگر خیانت مت کرنا۔ تیری طاقت تیری رکھشا کرے گی۔ مجھے پورا یقین ہے۔"

"تو کہاں جائے گا چندر کھنڈ؟"

"یہ میرے من میں رہنے دے۔"

"اور اگر مجھ سے کوئی بھول ہو گئی تو۔"

"جب تو پانی کے نیچے دبا ہوا تھا تو تو نے کیا کیا تھا۔"
"کچھ بھی نہیں۔"
"کچھ تو کیا ہوگا؟"
"بس اس کالی قبر سے نکلنے کی کوشش کی تھی۔"
"پانی میں بھی یہی ہوا تھا۔"
"ہاں!"
"اس سے کیا سیکھا تو نے؟" چندر کھنڈ نے سوال کیا اور میں سوچ میں ڈوب گیا پھر میں نے کہا۔
"میں سمجھ گیا۔"
"مجھے بھی سمجھا۔"
"سنسار میں کوئی بھول ہوجائے تو اس کا بدل نکالنے کی کوشش کی جائے۔" میں نے جواب دیا۔
"بالکل یہی۔ میں نے تجھے امرشکتی کے راستے پر چلا دیا ہے۔ اب باقی کام تیرا ہے۔ میرا کام صرف یہ ہے کہ میں تیری آنکھوں سے سنسار میں اپنے دشمنوں کو تلاش کروں۔ ابھی میں نے کچھ "راز" اپنے پاس رکھے ہیں، سمے سے پہلے تجھے ان کے بارے میں بتادیا تو کھیل بگڑ سکتا ہے۔ اس لیے تجھے وہ راز نہیں بتاؤں گا۔ یہاں میرے دشمن میرے ہاتھوں مارے گئے تو پھر سارے راز کھل جائیں گے۔ کچھ خاص باتیں گرہ میں باندھ لے۔"
"جی گرودیو۔"
"جب چودھویں کا چندرما آکاش پر چمکے تو تیرے جیون کے لیے خون ضروری ہوگا۔ اگر اس مدت تو نے خون نہ پیا تو تیری طاقت ختم ہوجائے گی اور تو کچھ نہ رہے گا۔ اس مدت کا خاص خیال رکھنا۔"
"ٹھیک ہے گرودیو۔"
"سنسار میں جو کچھ ہے منش کے لیے ہے۔ ضرورت کمزوری ہے اور جہاں ضرورت پیش آجائے وہاں اسے پوری کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے بھید بھاؤ کا پھیر غیر ضروری ہے۔ کیا سمجھا؟"
"نہیں سمجھا گرودیو۔"
"سمے سمجھا دے گا بالک سمے خود سمجھا دے گا۔" اس نے پراسرار انداز میں کہا اور ہم ڈھلان کے آخری سرے تک پہنچ گئے۔ میں نے باہر کی زمین پر قدم رکھا اور اس کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا لیکن وہ باہر نہ آیا۔
"چندر کھنڈ مہاراج!" میں نے اسے آواز دی۔ لیکن مجھے جواب نہیں ملا۔ کئی آوازوں پر بھی جواب نہیں ملا تو میں نے پیچھے جھانک کر دیکھا۔ اس کا کوئی پتا نہیں تھا۔
اچانک مجھے اس کی باتیں یاد آگئیں اور میں ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب میں تنہا رہ گیا ہوں۔ کچھ دیر تک دل پر سہم سوار رہا۔ دنیا کو بھول گیا ہوں۔ یہ دنیا دوبارہ میرے سامنے آئے تو کیا کروں گا مگر دنیا سامنے آگئی تھی۔ وہ سب کچھ تھا جو بچپن میں دیکھ چکا تھا مگر اس کے بعد طلسمی جال میں پھنس کر اس دنیا سے کنارہ کش ہوگیا تھا۔ بوجھل قدموں سے آگے بڑھ گیا۔ وہی زمین تھی۔ سب کچھ جانا پہچانا تھا مگر میں خود اس سے اجنبی تھا۔ نجانے کیوں خود پر اعتماد نہیں قائم ہو پارہا تھا حالانکہ چندر کھنڈ نے مجھے بہت سے علم دیے تھے۔ وہ بہت بڑا جادوگر تھا اس نے اپنے سارے جادو مجھے سکھادیے تھے مگر ذہنی طور پر میں ابھی کچھ نہیں تھا۔ علم روشنی دیتا ہے اور عمر تجربہ۔ علم کی روشنی تھی میرے پاس لیکن عمر کا تجربہ نہیں تھا۔
بہت دور نکل آیا۔ درخت، جنگل، پہاڑ، دریا، ندی، نالے، طویل فاصلہ طے کرلیا میں نے پھر بھوک لگی اور میں نے خوراک کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ ایک متحرک خوراک مجھے نظر آگئی۔ یہ تیندوا تھا جو شاید خود بھی خوراک کی تلاش میں تھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے شکار تھے۔ یہ افسوس کی بات تھی کہ پاتال سے باہر میری اپنی زمین پر مجھے پہلا جاندار نظر آیا تھا مگر میں اس سے دوستی نہیں کرسکتا تھا بلکہ وہ میری ضرورت تھا۔ میرے لیے اسے زندگی سے محروم کردینا ضروری تھا۔
"میں مجبور ہوں میرے دوست۔" میں نے کہا اور اس کی طرف چھلانگ لگادی۔ اس نے بھی عین اس وقت یہ فیصلہ کیا تھا اس طرح ہم دونوں کے فاصلے ایک دم کم ہوگئے۔ تیندوے کو اس سے پہلے ایسے کسی شکار سے واسطہ نہیں پڑا تھا۔ اس نے اپنے مخصوص انداز میں ابتدا کی تھی مگر میرے جسم پر اس کے ناخن ٹیڑھے ہوگئے۔ اس کے دانت میرے گوشت میں پیوست نہ ہوسکے۔ میں بھوکا تھا اس سے طاقت کا کھیل نہیں کھیل سکتا تھا چنانچہ میں نے اپنے دانت اس کے نرخرے میں پیوست کردیے اس نے بچنے کی جدوجہد کی تو میں نے اسے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر زمین پر دے پٹخا اور پھر اس سے لپٹ کر اس کا نرخرہ ادھیڑ ڈالا میرے ہونٹ اس کے خون میں ڈوب گئے۔ آہ! خون میری مرغوب غذا۔ جسے پی کر میں بدمست ہوجاتا تھا۔ تڑپ تڑپ کر زندگی کی جدوجہد کرنے والے تیندوے کو بالآخر ساکت ہونا پڑا۔ اس کا دھاروں کی شکل میں اچھلتا ہوا خون میری شکم پُری کررہا تھا اور میں نے اس کے جسم کے سب سے نرم، سب سے پسندیدہ حصے چبا چبا کر اپنے معدے میں اتار لیے تھے۔ میں نے خود کبھی نہیں دیکھا تھا کیونکہ خود کو دیکھنے کے لیے میرے پاس کچھ نہ ہوتا تھا لیکن چندر کھنڈ نے مجھے بتایا تھا کہ جب میں اپنے شکار کو بھنبھوڑ رہا ہوتا ہوں تو میرے دانت انچ انچ بھر لمبے ہوجاتے ہیں۔ تیز اور خنجر جیسی کاٹ اختیار کرلیتے ہیں۔ میری آنکھوں میں خونخوار درندوں جیسی وحشت ہوتی ہے ایسے لمحات میں میری شکل دنیا کے سب سے خونخوار درندے جیسی ہوتی ہے۔ مجھے ان باتوں

سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ یہ سب تو ضرورت کی چیزیں تھیں۔

تیندوے کی لاش چھوڑ کر میں وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ اب مجھے آرام کرنے کے لیے کوئی اچھی جگہ درکار تھی۔ ایک نہایت گھنا اور شاداب درخت مجھے پسند آیا۔ اس کی گھنی چھاؤں کے نیچے میں دراز ہو گیا۔ پیٹ کا بوجھ آنکھوں پر آپڑا اور وہ اس کا وزن نہ سہار کر بوجھل ہو گئیں۔

آرام دہ پر سکون نیند۔ جب تک دل چاہا سوتا رہا۔ جاگا تو چاند چمک رہا تھا۔ سفید چاندنی درخت کے پتوں سے چھن رہی تھی اور زمین پر سفید دھبے نظر آرہے تھے جبکہ درخت کے آگے کی زمین سفید ہو رہی تھی۔ ٹھنڈی اور نجانے کہاں کہاں کی خوشبو سمیٹے ہوئے ہوائیں ماحول سے کھیل رہی تھیں۔ میں انگڑائی لے کر اٹھ گیا۔ بدن آتش ہو رہا تھا۔ روشن چاند کی چاندنی بتاتی تھی کہ آج چودھویں کی رات ہے اور یہ اتفاق ہی تھا کہ مجھے بروقت میرا شکار مل گیا تھا جس کی وجہ سے میری کیفیت نہایت بہتر ہو گئی تھی۔ چندر کھنڈ مہاراج نے یہی کہا تھا مجھ سے مہینے کی چودہ تاریخ میرے لیے نہایت ضروری ہوتی ہے اور اگر میں اسے اپنے ذہن میں رکھوں تو میری جسمانی کیفیت بہتر رہے گی۔ بہرطور میں جن حالات سے دوچار ہوا تھا ان میں یہ میری پہلی تنہائی تھی اپنی جگہ سے اٹھا آگے بڑھ گیا۔ چاند کی چاندنی میں نہانا چاہتا تھا لیکن پھر نئی دنیا۔ آہ میں اسے نئی دنیا ہی کہہ سکتا تھا کہ دوسرا جاندار مجھے نظر آیا۔ یعنی مجھ جیسا جس درخت کے سائے میں میں نے یہ وقت گزارا تھا۔ اس کے عقب میں ہی تھوڑے فاصلے پر موجود تھا۔ ایک چھوٹا سا برساتی جوہڑ وہاں نظر آرہا تھا۔ کنارے کنارے گھاس لگی ہوئی تھی اور جوہڑ کے عقب میں درخت کے ساتھ ساتھ لکڑیوں کے ٹکڑے جوڑ کر ایک ایسی رہائش گاہ بنالی گئی تھی جس میں عارضی طور پر وقت گزارا جاسکے۔ یہ رہائش گاہ لکڑی کے تختوں اور گھاس پھوس کی چھت پر مشتمل تھی۔ میں اس جاندار کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے بارے میں مجھے اندازہ تھا کہ گہری نیند سو رہا ہے۔ چند ہی لمحوں میں، میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ میرے قدموں کی آہٹ پر بھی اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی تو میں کسی قدر حیران سا اس کے نزدیک بیٹھ گیا مجھے اچانک ہی شبہ ہوا تھا کہ وہ بے جان ہے اور اس کے جسم میں زندگی کی رمق نہیں ہے۔ بیٹھ کر دیکھنے سے اس بات کی تصدیق ہو گئی لیکن ساتھ ہی ساتھ ایک اور انکشاف بھی ہوا۔ اس کے جسم کی نیلاہٹیں بتاتی تھیں کہ وہ کسی زہریلے حادثے کا شکار ہوا ہے۔ میں نے اسے بہت قریب سے دیکھا۔ ادھیڑ عمر کا آدمی تھا۔ چہرے مہرے سے اور جسم سے کافی جاندار معلوم ہوتا تھا۔ ٹھوس بدن کا مالک۔ اگر اس کی موت زہر کی وجہ سے بھی ہوئی ہے تو اسے زیادہ عرصہ نہیں گزرا، میں اسے ہلا جلا کر دیکھنے لگا۔ بدن پر میلا کچیلا سا لباس تھا اور خاصا قدیم معلوم ہوتا تھا۔ لباس کا تھوڑا سا حصہ اٹھا کر میں نے اس کے بدن کو دیکھنا شروع کیا تو سانپ کے دانتوں کا نشان مجھے صاف نظر آگیا۔ داہنی پنڈلی پر تھا ایک لمحے تک سوچتا رہا اور اس کے بعد جھک کر میں نے پنڈلی کے اس زخم پر اپنے ہونٹ رکھ دیے پھر پوری قوت سے اس کے جسم کا زہر چوسنے لگا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ زہر چوسنے کے ماہر کس طریقے سے سانپ کا زہر انسانی جسم سے نکال دیتے ہیں لیکن جو رہنمائی اس دوران کی گئی تھی اس نے مجھے بہت سی حقیقتوں سے روشناس کردیا تھا۔ زہر نے میرے زبان کے ذائقے میں کوئی تبدیلی نہ پیدا کی نہ ہی مجھے اس کے تھوکنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔ میں اس کے زخم سے ہونٹ لگائے زہر چوستا رہا اور جب اس کا خون میرے منہ میں رسنے لگا تو اس کا نمکین ذائقہ محسوس کر کے میں نے اپنا کام ختم کردیا۔ زہر کا مزہ کچھ اور ہوتا ہے۔ خون کا کچھ اور۔ اگر میں خون سے سیراب نہ ہو چکا ہوتا تو یقینی طور پر اس شخص کے زخم سے ہونٹ لگا کر یہ خون چوسنا میرے لیے ایک دلچسپ مشغلہ ہوتا اور شاید میں اسے اس وقت تک نہ چھوڑتا جب تک کہ اس کے تمام جسم کا خون میرے معدے میں نہ پہنچ چکا ہوتا۔ میں نے گردن اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا وہ نیلاہٹیں اس طرح گم ہو گئی تھیں جیسے کبھی ان کا وجود ہی نہ ہو اور میں اس کے چہرے پر صاف اور تازہ خون کی بحال دیکھ رہا تھا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں چند لمحات انتظار کرتا رہا پھر اس کے جسم کے لباس کا ایک حصہ لے کر پانی کی جانب بڑھ گیا۔ جوہڑ کا پانی ٹھہرا ہوا تھا۔ نیچے سے بے شک وہ گندہ اور گدلا ہوگا لیکن اب اس کی سطح ساکن تھی چنانچہ اس کپڑے کو پانی میں بھگو کر میں اس کے قریب آیا اور جب میں نے کپڑا اس کے چہرے پر نچوڑا تو اس کی آنکھوں میں پھچاہٹ پیدا ہونے لگی۔ چند لمحات کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ابتدا میں یوں محسوس ہوا جیسے وہ بینائی سے محروم ہو گیا ہو لیکن رفتہ رفتہ اس کی بینائی بھی بحال ہو گئی۔ اس کے منہ سے ایک عجیب سی آواز نکلی اور اس نے زمین پر دونوں ہاتھ ٹکا کر اٹھنے کی کوشش کی۔ بس تھوڑا سا پیچھے ہٹ گیا تھا۔ وہ سہمے ہوئے انداز میں مجھ سے کئی قدم دور ہٹ گیا۔ گہری نگاہوں سے وہ میرا جائزہ لے رہا تھا اور میرا چہرہ ساکت تھا۔ تب اس کے منہ سے بھرائی ہوئی آواز نکلی۔"

"کک۔ کون ہو تم۔ کون ہو بھائی۔ کون ہو تم۔"

"کوئی نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"ہم۔ گر۔ تم۔ تم۔ سپیرے تو نہیں معلوم ہوتے۔ کیا تم۔ کیا تم سپیرے ہو؟"

"نہیں۔"

"تت۔ تو تو کون ہو۔ وہ۔ وہ۔ چلے گئے۔ کتنے دور چلے گئے وہ" اس نے گہری سانس لے کر گردن ہلائی اور پھر زمین پر نیم

دراز ہوتا ہوا بولا۔
"اور اس کے بعد تم مجھے اپنی کہانی سناؤ گے۔ کون چلا گیا۔
میں نہیں جانتا۔ نہ میں سپیرا ہوں۔ میں کون ہوں یہ تمہیں جاننے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اتنا بتادوں گا تمہیں، تمہارا گزرا ہوا وقت یاد دلانے کے لیے کہ تم سانپ کے زہر کا شکار تھے اور اس زہر نے عارضی طور پر تمہیں زندگی سے محروم کردیا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اگر زیادہ وقت گزر جاتا تو تمہارے اعصاب کام کرنا ختم کردیتے۔ دل کی حرکت بند ہوجاتی اور تم موت کی آغوش میں جاسوتے لیکن شاید تمہاری زندگی باقی تھی کہ میں وقت سے پہلے یہاں پہنچ گیا۔ اب تمہیں یقیناً اپنی کہانی یاد آگئی ہوگی۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ ادھر ادھر دیکھا پھر خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن شاید جسم ابھی کام کرنے کے قابل نہیں ہوا تھا۔ اس کوشش میں اسے ناکامی ہوئی تو میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے سہارا دیا اور میرے سہارے پر وہ کھڑا ہوگیا۔ اس کے چہرے پر ممنونیت کے آثار پیدا ہوگئے۔ اس نے کہا۔
"مجھے تلیا تک لے چلو۔" یہ تلیا وہی جوہڑ تھا جس میں سے میں پانی لے کر آیا تھا۔ میں اسے وہاں لے گیا۔ اس نے جوہڑ کے کنارے بیٹھ کر اپنا آدھا جسم پانی میں ڈال دیا۔ زہر جب جسم میں گردش کرتا ہے تو تپش پیدا ہوجاتی ہے۔ ہرچند کہ زہر کا کوئی قطرہ اب اس کے جسم میں باقی نہیں رہا تھا لیکن اس نے اپنے اثرات بے شک چھوڑے تھے۔ وہ شخص پانی میں پڑا رہا اور اس کے بعد اپنے قدموں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے آثار نظر آرہے تھے۔ اس نے کہا۔
"اس سے تمہارا آجانا میری زندگی کا باعث بن گیا ہے۔ کیسے شکریہ ادا کروں تمہارا۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے ساتھ چلتا ہوا اس جگہ آبیٹھا جہاں تھوڑی دیر پہلے ہم لوگ موجود تھے۔ اس نے کہا۔
"کیا نام ہے بھائی تمہارا۔ نام تو بتادو اپنا۔"
"بیاس۔" میں نے جواب دیا۔
"میرا نام کرم چند لاکھو ہے۔ یہیں رہتا ہوں۔ وہ کٹیا جو سامنے نظر آرہی ہے اس میں۔"
"تمہاری حالت اب کیسی ہے؟"
"اگر میرے ساتھ اس کٹیا تک چلو تو میں تمہیں کھانے پینے کی کچھ چیزیں دوں۔"
"کیا تمہیں کسی چیز کی ضرورت محسوس ہورہی ہے؟"
"نہیں۔ تمہارے لیے کہہ رہا تھا۔"
"تو پھر اطمینان سے بیٹھو۔ میں کوئی چیز نہیں کھاؤں گا۔ تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔ یہاں تم نے اپنی کٹیا کیوں آباد کر رکھی ہے۔ کیا یہاں آس پاس کوئی بڑی انسانی آبادی ہے یا پھر تم آبادیوں سے دور اس جگہ کو آباد کیے ہوئے ہو۔"
"نہیں۔ یہاں سے کوسوں دور ایسی کوئی جگہ نہیں ہے۔ جہاں انسان رہتے ہوں بلکہ یہ جگہ تو اس راستے سے بھی ہٹ کر ہے جو ہری پور سے دوارکا جاتا ہے بہت فاصلہ ہے اس راستے کا یہاں سے۔"
"ہری پور۔ دوارکا۔"
"ہاں۔ دوار سے ناتھ کا دوارکا۔" اس نے جواب دیا۔
"خیر چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیوں رہتے ہو۔"
"لمبی کہانی ہے۔ یہاں تمہیں آس پاس کوئی نظر تو نہیں آیا۔ کوئی قافلہ جاتے ہوئے تو نہیں دیکھا تم نے......؟"
"کیوں کون لوگ ہیں وہ......"
"ذرا دیکھو۔ تمہارا احسان ہوگا۔ کسی اونچی جگہ سے دیکھو۔ کچھ لوگ جاتے تو نہیں نظر آتے۔"
"وہ کون ہیں؟" میں نے پھر پوچھا۔
"میری بات مان لو۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ کیا کچھ لوگ کہیں جاتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہم ان کا پیچھا کریں گے بیاس۔ تمہارا بہت بڑا احسان ہے مجھ پر کہ تم نے مجھے بچالیا مگر اس سے بھی بڑا احسان اس وقت ہوگا مجھ پر جب تم ان کے چنگل سے کمل راج کو نکال دو۔" میں ایک لمحے اسے دیکھتا رہا پھر میں نے گردن ہلائی اور اس درخت کی جانب بڑھ گیا جو چند قدم کے فاصلے پر تھا۔ درخت کی سب سے اونچی شاخ پر پہنچ کر میں نے تاحد نگاہ پھیلی ہوئی چاندنی میں نظریں دوڑائیں لیکن کوئی تحریک نظر نہیں آئی۔ زندگی کا یہاں نام ونشان نہیں تھا۔ کچھ دیر کے بعد میں درخت سے نیچے اتر آیا اور میں نے کہا۔
"نہیں کرم چند۔ یہاں ہم دونوں کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔"
"آہ! اس کا مطلب ہے کہ بہت دور نکل گئے وہ۔ بہت دور نکل گئے۔" اس نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا پھر بولا۔
"اور میں اپنے جیون کے سولہ سال بیکار کر بیٹھا۔ پورے سولہ سال آہ...... پورے سولہ سال۔"
"میں تم سے تمہارے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"
کرم چند لاکھو میرا چہرہ دیکھتا رہا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔
"میرا تعلق ہری پور سے ہے۔ ہری پور کے مہاراج رام راج کا وفادار ہوں۔ یوں سمجھ لو ہری پور ہی میں پیدا ہوا۔ مہاراج کے چرنوں ہی میں پلا بڑھا اور ان کا جانثار کہلایا لیکن ہری پور میں سازش ہوگئی۔ دھرم کیدی۔ ہاں دھرم کیدی مہاراج کا پھوپی زاد بھائی۔ مہاراج رام راج کا دشمن بن گیا۔ بڑی لمبی کہانی ہے۔ یہ بتاؤ بیاس مہاراج اگر میں تم سے کچھ مدد مانگوں تو کیا تم میری مدد کروگے۔ تم کہاں جارہے تھے۔ اس طرف کیسے آگئے۔"
میری ہنسی نکل گئی۔ اپنی کہانی سناتے سناتے وہ ایک بار پھر میری طرف مڑ گیا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"میں نے تمہیں اپنا نام بتا دیا ہے لاکھو۔ تم اس چکر میں نہ پڑو میں کون ہوں' کہاں سے آیا ہوں بلکہ صرف یہ بتاؤ کہ تمہاری کہانی کیا ہے۔ مجھے اس سے دلچسپی ہے۔ اگر مدد کی کوئی ضرورت پیش آئی تو میں بے شک تمہاری مدد کروں گا۔"

کرم چند لاکھو سوچ میں ڈوب گیا تھا اس نے آہستہ سے کہا۔"

"پوری کہانی یوں ہے کہ ہری پور کے مہاراج رام راج ایک بہت اچھے انسان ہیں۔ میں سولہ سال سے ان سے دور ہوں مگر میرا من کہتا ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ ان کے دشمنوں کی یہ ہمت نہیں ہو سکتی کہ ان کا جیون لے سکیں لیکن دھرم کیدی۔ دھرم کیدی۔ جو ان کی پھوپی کا بیٹا ہے شروع ہی سے راج پاٹ پر نظر لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ خود اس کا بیٹا راج کیدی بھی اس کے نقش قدم پر چل رہا تھا۔ عمر کچھ نہیں تھی اس کی مگر آنکھوں میں مکاری ایسی رچی ہوئی تھی کہ آدمی دیکھے تو حیران رہ جائے کہ اس چھوٹی سی عمر کے لڑکے کی آنکھیں کتنی مکار ہیں۔ دھرم کیدی کا خیال تھا کہ مہاراج رام راج کی موت کے بعد راج گدی راج کیدی کو دی جائے مگر اس کی آڑ میں مہاراج دھرم راج کا بیٹا کمل راج موجود تھا۔ پھر جب ایک رات کمل راج پر حملہ ہوا تو مہاراج سنبھل گئے۔ دوسرا حملہ ہوا۔ تیسرا حملہ ہوا تو مہاراج رام راج پریشان ہو گئے اور انہوں نے بڑے بڑے وزیروں سے مشورے کیے۔ کسی نے کوئی مشورہ دیا۔ کسی نے کوئی۔ میں تو ایک معمولی قسم کا داس تھا ان کا۔ میں بھلا اس معاملے میں کیا بولتا لیکن اس سے جب مہاراج اکیلے تھے پریشان تھے میں نے ان سے بات کرنے کی ہمت کی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مہاراج یہ بار بار حملے بلاوجہ نہیں ہو رہے۔ یہ اتفاقات نہیں ہیں بلکہ کمل راج کو جان سے مارنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔"

"میں یہ بات جانتا ہوں لاکھو لیکن سمجھ میں نہیں آتا کون لوگ ہیں جو میرے بیٹے کے دشمن ہو گئے ہیں۔"

"کیا کہہ سکتا ہوں مہاراج لیکن اگر آپ جان بخشی کر دیں اور حکم دیں کہ اس سلسلے میں تحقیقات کروں تو پھر میں یہ کام کرنے پر تیار ہوں جو بھی اس کے پیچھے ہے وہ یہ تو بیشک سوچے گا کہ بڑے بڑے لوگ اس کی کھوج میں پڑ گئے ہوں گے لیکن ایک چھوٹے سے آدمی کے بارے میں کوئی نہیں سوچے گا۔ میں یہ کام کر سکتا ہوں مہاراج۔"

"تو پھر مجھ سے پوچھتا کیوں ہے لاکھو تو ہمارا پرکھوں کا آدمی ہے۔ ہمیشہ تیرے پرکھے ہماری وفاداری کرتے رہے ہیں۔ بھلا تجھ سے زیادہ قابل اعتماد شخص کون ہو گا ہمارے لیے تو اس کی کھوج لگا کہ حملہ کرنے والے کون ہیں ویسے تو میں نے کمل راج کی نگرانی کا پورا پورا بندوبست کر لیا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ حملہ کرنے والے ہمارے محل ہی میں پوشیدہ ہیں۔ باہر سے آنے والوں کی اتنی ہمت نہیں پڑ سکتی کہ کمل راج کی خواب گاہ تک پہنچ جائیں۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا اور پھر میں اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ راج محل کی باندیاں اور دوسرے نوکر سب کے سب میرے دوست تھے۔ سب لوگوں نے آپس میں اس طرح بات چیت کی کہ کسی سے بھی اس بارے میں کچھ معلوم ہو جائے۔ ایک عورت تھی مہاراج۔ پریم کرتا تھا میں اس سے۔ نام تھا اس کا پدمنی۔ وہ میرے لیے کچھ معلومات کا باعث بن گئی۔ پدمنی نے مجھے بتایا کہ دھرم کیدی مہاراج کا اکثر مہاراج کمل راج کو گھورتے ہوئے پایا ہے اس نے اور کئی بار وہ مشکوک انداز میں مہاراج کمل راج کا پیچھا کرتے ہوئے پائے گئے ہیں۔ دھرم کیدی مجھے بہت پسند کرتے تھے بلکہ مجھ پر اعتبار کرتے تھے۔ میں بھی ان کے کام کاج دل سے کیا کرتا تھا اور وہ مجھے انعام سے نوازتے رہتے تھے' تو مہاراج جب مجھے یہ شبہ ہوا تو میں نے دھرم کیدی مہاراج کی اتنی خدمت کرنا شروع کر دی کہ وہ مجھ سے اور بھی زیادہ خوش ہو گئے۔ ہر کام بھاگ دوڑ کر کرتا تھا اور انہیں اس بات کا یقین دلاتا تھا کہ ان کا سب سے بڑا اور سب سے سچا وفادار ہوں بلکہ ان کے مقابلے میں میں رام راج کو بھی کوئی حیثیت نہیں دیتا۔ دھرم کیدی مہاراج ان دنوں مجھے گہری نگاہوں سے دیکھنے لگے تھے اور میں یہی سب کچھ چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے دھرم کیدی مہاراج مجھ پر پورا پورا اعتماد کر لیں اور اگر پدمنی کی بات درست ہے تو وہ اس سلسلے میں مجھ سے زبان کھولیں اور پھر ایک دن میری آرزو پوری ہو گئی مہاراج دھرم کیدی مہاراج نے میری صورت دیکھتے ہوئے کہا۔

"لاکھو تو آدمی تو بہت اچھا ہے مگر میرا خیال ہے جتنی خدمت تو نے ہم سب کی ہے تجھے اس کا کوئی بدلہ نہیں ملا۔"

"مہاراج آپ پریم سے مجھے دیکھتے ہیں مجھے اپنا دوست سمجھتے ہیں اس سے بڑا بدلہ مجھے اور کیا چاہیے۔"

"میں سوچتا ہوں کہ تجھے کچھ ملنا چاہیے کم از کم اتنا ملنا چاہیے کہ تیرا اپنا ایک الگ نام ہو۔ شادی بیاہ کرے' بچے ہوں' جاگیر ہو اور تو بھی عزت دار کہلائے۔"

"مہاراج آپ کے چرنوں میں مجھے یہ سب کچھ ملا ہوا ہے۔"

"مگر خطرہ یہ ہے کہ تو ٹھہرا مہاراج رام راج کا وفادار کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تجھ سے کوئی بات کہوں اور تو مہاراج رام راج کے کانوں تک پہنچا دے۔" میرا دل دھک سے ہو گیا تھا۔ یہاں میں کامیابی کے قریب پہنچ رہا تھا۔ میں نے چہرے پر افسوس کے آثار پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"سچی بات تو یہ ہے مہاراج کہ سورگباشی مہارانی جیوتی نے ہمیشہ مجھے اپنے چرنوں میں رکھا۔ رانی جی کے احسانات کو تو میں

مرتے دم تک نہیں بھول سکوں گا اور انہی کے حوالے سے مہاراج میں رام راج سے زیادہ آپ سے پریم کرتا ہوں۔ میرے من میں آپ کے لیے کیا ہے کیدی مہاراج میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔" مہارانی جیوتی دراصل دھرم کیدی کی ماں تھیں اور مہاراج رام راج کی پھوپی۔ ساتھ ہی محل میں رہتی تھیں اور بچپن سے میں نے انہیں دیکھا تھا لیکن یہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ جھوٹ تھا اور صرف ایک چالاکی' لیکن دھرم کیدی مہاراج میری اس چالاکی میں آگئے اور مجھے بغور دیکھتے ہوئے بولے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تو رام راج سے زیادہ ہمارا وفادار ہے۔"

"کبھی آزما کر دیکھیں مہاراج۔ یہ خنجر نکالیں اور میرے سینے میں بھونک دیں یا میرے ہاتھ میں دیں اور مجھ سے کہیں کہ میں اپنی آنکھیں نکال کر آپ کے چرنوں میں ڈال دوں۔"

"نہیں۔ نہیں۔ اگر یہ بات ہے تو پھر تو یہ سمجھ لا کھو کہ ہم بھی تجھے اتنا ہی چاہتے ہیں۔ اگر ماتا جی تجھے اتنا چاہتی تھیں تو میں انہی ماتا کا بیٹا تو ہوں۔ راج کیدی بھی تیرا اپنا ہے۔ سارے کے سارے اپنے ہی ہیں لیکن تو نے دیکھا۔ تو نے دیکھا کہ رام راج کا رویہ ہمارے ساتھ کیسا ہے۔ یہ بات میں جانتا تھا یا اس کہ رام راج کا رویہ تو دھرم کیدی کے ساتھ بہت ہی اچھا تھا لیکن زبان تو کھولنا ہی تھی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں مہاراج۔ ہم آنکھیں اٹھا کر دیکھنے کی مجال نہیں رکھتے ہمیں کیا معلوم۔"

"مگر مجھے معلوم ہے کہ رام راج ہمیں کتا سمجھتا ہے وہ ہمیں اس طرح کھلاتا پلاتا ہے جیسے کتوں کو دیا جاتا ہے۔ لاکھو رام راج نے ہمیں بہت برا سمجھ رکھا ہے۔ میرے من میں اس کے لیے کھوٹ پیدا ہو گئی ہے۔"

"میں آپ کا داس ہوں۔ دھرم کیدی مہاراج مجھے حکم دیجیے کہ میں کیا کروں۔"

"ڈرتا ہوں کہ تو کہیں کوئی ایسا قدم نہ اٹھا بیٹھے جو ہم سب کے لیے موت بن جائے۔"

"اس سے پہلے اپنا جیون وار دوں گا آپ پر مہاراج۔ آپ حکم دے کر دیکھیں۔"

"تو پھر ایک کام کر جس طرح بھی بن پڑے کمل راج کو یہاں سے کہیں نکال لے جا۔ کیا سمجھا۔" میں حیرت سے دھرم کیدی مہاراج کی صورت دیکھنے لگا پھر میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کہاں نکال لے جاؤں مہاراج۔"

"میں تجھے ساری ترکیب بتا دوں گا۔ اگر تو سچے من سے وعدہ کرے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہی کرے گا۔ دیکھ کرم چند لاکھو اس کے صلے میں تجھے اتنا ملے گا کہ تو سوچ بھی نہیں سکتا۔ مالا مال کر دوں گا تجھے۔ اتنی بڑی کہ تیری سات پشتوں کے لیے کوئی پریشانی نہ رہے۔ بیاہ کرنا اپنا۔ اپنے بچوں کے ساتھ عیش کا جیون بتانا لیکن شرط یہی ہے کہ مجھ سے وفاداری کرے گا۔"

"اب بھی آپ کو کوئی شک ہے مہاراج۔"

"نہیں۔ تو سن تجھے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ کرنا ہے۔ یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کمل راج تجھ پر بہت زیادہ بھروسا کرتا ہے اور اکثر تو ہی اسے گھوڑے پر سیر کرانے لے جاتا ہے۔"

"جی مہاراج۔"

"تو پھر تو یوں کر کسی بھی دن پہلے سے مجھے بتا دے کمل راج کو لے کر یہاں سے نکل اور گھوڑے کی سیر کے بہانے اسے بستی سے باہر لے جا۔ بستی سے باہر میرے آدمی تیرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ کمل راج کو تو ان کے حوالے کر دینا اور اس کے بعد تو اگر چاہے تو خود بھی کہیں غائب ہو جانا بلکہ میرے آدمی تجھے یہ بات بتا دیں گے کہ تجھے کہاں جانا ہے۔ چنتا مت کرنا کسی بات کی۔ تیرا آگے پیچھے کون ہے۔ یوں سمجھ لے کہ اس کے بعد تجھے ایسی جگہ چھپا دوں گا میں' جہاں کوئی تیرا پتا نہ چلا سکے پھر جب میں اپنا کام پورا کر لوں گا تو تجھے بھی منظر عام پر لے آؤں گا۔" میں نے ایک لمحے کے لیے خوف کا اظہار کیا مہاراج اور اس کے بعد اس کام کے لیے تیار ہو گیا۔ دھرم کیدی مہاراج نے مجھے سینے سے لگا لیا اور کہنے لگا۔

"اگر تیرے ذریعے میرا یہ کام ہو جائے گا کرم چند لاکھو تو میں جیون بھر تیرا یہ احسان نہیں بھولوں گا۔"

"آپ چنتا نہ کریں مہاراج۔ جیسا آپ کہہ رہے ہیں ویسا تو میں کر لوں گا مگر۔"

"مگر کیا۔"

"کمل راج مہاراج کو نقصان پہنچانا میرے بس کی بات نہیں ہوگی۔ کیونکہ بہر طور میں نے ان کے پتا کا بھی نمک کھایا ہے۔"

"ارے تو اس کے لیے کون کہتا ہے تجھ سے اور کمل راج مہاراج کو نقصان کون پہنچائے گا میں۔ میں تو اس کا پھوپا ہوں۔ بھلا میں کیا نقصان پہنچاؤں گا اسے۔ تو اس کی چنتا مت کر بس ہم انہیں کچھ دن کے لیے راج پاٹ سے دور رکھیں گے اور پھر اس کے بعد جب راج کیدی اتنا بڑا ہو جائے گا کہ راج گدی اس کے حوالے کر دی جائے تو پھر کمل راج کا کوئی مسئلہ نہیں رہے گا۔ وہ سارے کام ہم دیکھ لیں گے بس اتنا کر جتنا تجھ سے کہا جا رہا ہے۔"

"اس کے لیے میں تیار ہوں مہاراج۔"

"تو پھر کب یہ کام کرے گا۔"

"ہم تو روز ہی سیر کو جاتے ہیں مہاراج اور میں ہی ہوتا ہوں مہاراج کمل راج کے ساتھ۔"

"تو پھر کل ہی کیوں نہ یہ کام کر لیا جائے۔"

"ہو جائے گا مہاراج۔ مجھے ساری جگہ بتا دیجئے۔"
"تو پھر تو یوں کرنا کہ پان والے باغ کی طرف نکل جانا کل صبح کو۔ جہاں باغ کا سلسلہ ختم ہوتا ہے اور اندھیرا کنواں آتا ہے میرے آدمی تجھے مل جائیں گے اور اس کے بعد تو کمل راج کو لے کر ان کے پاس چلے جانا۔"
"اور اگر مہاراج کمل راج نے اس سلسلے میں منع کیا تو۔"
"اس کی تو چنتا مت کر۔ یہ کام میرے آدمی سنبھال لیں گے۔" دھرم کیدی نے کہا اور میں نے اقرار میں گردن ہلا دی لیکن میرے من میں سنکھے لگ گئے تھے بیاس مہاراج۔ میں نے سوچا کہ فوری طور پر یہ اطلاع مہاراج رام راج کو ملنی چاہیے اور میں انتظار کرنے لگا۔ دھرم کیدی مجھ سے بہت دیر تک باتیں کرتا رہا اور مجھے پکا کرتا رہا۔ میں نے کہیں کمزوری کا احساس نہیں ہونے دیا تھا۔ اس نے مجھے دھمکیاں بھی دی تھیں اور کہا تھا کہ اگر یہ بات کسی کے کانوں تک پہنچ گئی تو پھر تیرے جیون کی خیر نہیں ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ جیون تو ان کے لیے اب بھی حاضر ہے بعد کی کیا بات ہے۔ اگر انہیں یہ خطرہ ہے کہ یہ بات میری زبان سے باہر نکل جائے گی تو اسی وقت میری زبان کاٹ کر باہر پھینک دیں۔ بہرطور کیدی مہاراج کو مجھ پر اعتبار آگیا تھا اور جونہی مجھے موقع ملا میں سیدھا مہاراج کے پاس پہنچا اور انہیں ساری صورت حال بتا دی۔"

مہاراج رام راج کے چہرے پر غصے کے آثار پھیل گئے۔ بہت دیر تک وہ غصے میں ڈوبے رہے پھر آہستہ آہستہ ان کی حالت ٹھیک ہوگئی۔ انہوں نے کہا۔
"یہ بہت بڑی سازش ہے اور بھگوان کی دیا ہے کہ وقت سے پہلے ہمیں اس سازش کا پتا چل گیا۔ دھرم کیدی کے بارے میں میں یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کمینہ انسان ہے جس تھالی میں کھاتا ہے اسی میں چھید کرتا ہے لیکن یہ نہیں معلوم تھا مجھے کہ وہ میرے بیٹے کمل راج کا دشمن بھی اس طرح بن جائے گا کہ اس کا جیون ہی چھین لینا چاہتا ہو۔ میں دعوے سے یہ بات کہتا ہوں کہ پان والے باغ کے پاس جب وہ لوگ کمل راج کو پائیں گے تو جیتا نہیں چھوڑیں گے اور میں یہ بات بھی تجھے بتائے دیتا ہوں لاکھو کہ تو دھرم کیدی کو اپنا دوست نہ سمجھ۔ وہ تیرے ساتھ دوستی نہیں کرے گا کیونکہ تو ہی اس بات کا رازدار ہوگا کہ کمل راج کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے۔ اس طرح وہ اس راز کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کے لیے تجھے بھی ختم کردیں گے۔"
بھگوان کی سوگند مہاراج مجھے اپنے جیون کی بالکل چنتا نہیں ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں کوئی ایسا قدم اٹھائیں کہ دشمن سامنے آجائے۔"
"آہ! یہی تو سوچ رہا تھا۔ ابھی میں دھرم کیدی اور اس کے بیٹے راج کیدی کو گرفتار کرکے قید میں ڈال سکتا ہوں مگر کیا کروں سورگباشی پھوپی مجھ سے بہت پریم کرتی تھیں۔ انہوں نے کبھی ہم دونوں میں کوئی فرق نہیں کیا۔ جس نگاہ سے وہ دھرم کیدی کو دیکھا کرتی تھیں اس نگاہ سے مجھے دیکھتی تھیں۔ میں ان کے احسانات کو کبھی نہیں بھول سکتا میں ان کی آتما کو دکھ نہیں پہنچا سکتا۔ یہ ایک افسوس کی بات ہے کہ دھرم کیدی ان کا بیٹا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ بس ایک ہی ترکیب میرے من میں آرہی ہے۔"
"کیا مہاراج کیا۔ اس میں میرا کوئی کام ہے۔"
"سارا کام تیرا ہی ہے۔ میں یہ بات جانتا ہوں کہ دھرم کیدی اپنی سازشوں سے باز نہیں آئے گا۔ اگر میں ان کی سازشوں کو کھول دیتا ہوں تو میرے ہی خاندان کی بدنامی ہوگی۔ دنیا ہم پر انگلیاں اٹھائے گی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا کام کرلیا جائے جس سے سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ رام راج بہت ذہین آدمی تھا مہاراج۔ میرا مالک۔ وہ ہمیشہ دوسروں کے ساتھ نیائے کرتا تھا۔ کبھی اس نے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ اس کے راج پاٹ میں ہر آدمی خوش تھا۔ وہ کسی کو دکھ میں دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ بہت دیر تک وہ سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔"
"ایک ہی کام ہو سکتا ہے اور یہ کام بھی تو ہی کرے گا۔ کرم چند لاکھو۔ یہ کام بھی تو ہی کرے گا۔"
"حکم دیں مہاراج۔ میں آپ کا داس ہوں۔"
"کل تو معمول کے مطابق کمل راج کو گھوڑے پر لے کر نکلے گا مگر پان والے باغ کی طرف جانے کے بجائے دوسرے راستے سے تجھے گزرنا ہوگا۔ جس طرح بھی ممکن ہوسکے کمل راج کو لے کر نکل جانا اور پھر اس کے بعد کھنوتی پہنچ جانا کھنوتی میں میرا دوست جیون سنگھ موجود ہے اور تو جانتا ہے کہ جیون سنگھ میرا کیسا دوست ہے۔ جیون سنگھ کے نام میں تجھے ایک پتر لکھ کر دے دوں گا۔ وہ پتر تو جیون سنگھ کو دے دینا۔ وہاں تم لوگوں کو پناہ ملے گی۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوگی۔ جیون سنگھ کے نام جو پتر لکھوں گا اس میں ساری باتیں لکھ دوں گا۔ چند باتیں میں تجھے بتائے دیتا ہوں۔ اپنے بچے کی زندگی کے لیے اپنے راج پاٹ کے راج کمار کے لیے میں دل پر پتھر رکھنے کے لیے تیار ہوں۔ تو اسے اس وقت تک جب تک وہ جوان نہ ہوجائے جیون سنگھ کے پاس ہی رکھنا جیون سنگھ تم لوگوں کے لیے ہر طرح کا بندوبست کردے گا۔ کرم چند لاکھو یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو ایک بہترین سپاہی ہے اور ایک اچھا استاد بھی تو ایسا ہی کرنا جس طرح بھی بن پڑے۔ جیسے بھی بن پڑے جیون سنگھ خود بھی اس بات کا پورا پورا خیال رکھے گا کیونکہ پتر میں میں اسے ساری کہانی لکھ کر دے دوں گا پھر جس طرح بھی وہ کہے ویسے ہی کرنا۔ میں اس دوران کوشش کروں گا کہ جیسے ہی مجھے موقع ملے جیون سنگھ کے

پاس پہنچ کر تجھ سے ملوں۔"

"جی مہاراج۔ میں یہ کام ضرور کروں گا اور آپ چنتا نہ کریں۔ میں اس کے لیے جیون کی بازی لگا دوں گا۔"

"بس تو پھر تو کل صبح معمول کے مطابق نکل جانا۔ میں رات ہی کو تجھے پتر لکھ کر دے دوں گا۔" اور مہاراج رام راج نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑا سا انتظام کر دیا تھا انہوں نے ہمارے لیے۔ اپنے دوست جیون سنگھ کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ میں بھی مہاراج جیون سنگھ کو جانتا تھا۔ دونوں بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کو چاہتے تھے۔ مجھے یقین تھا کہ کھنوتی میں مہاراج جیون سنگھ ہم لوگوں کو بہترین پناہ دیں گے اور ہمیں کوئی دقت نہیں ہوگی مگر اب مسئلہ یہ تھا کہ دھرم کیدی کو دھوکا کیسے دیا جائے۔ پان والے باغ کے ساتھ ساتھ ایک اور راستہ بھی آبادی سے باہر نکلتا تھا لیکن تھوڑا سا آگے جانے کے بعد وہ ایک ہی ہو جاتا تھا۔ چنانچہ مجھے خطرہ تھا کہ اگر پان والے باغ کے پاس دھرم کیدی کے آدمی موجود ہوں گے، تو میرے اس راستے سے نکلتے ہوئے وہ ہوشیار ہو جائیں گے لیکن یہ خطرہ مجھے مول لینا ہی تھا۔ کیونکہ رام راج مہاراج خاموشی سے یہ کام سرانجام دینا چاہتے تھے اس لیے اپنے دوسرے آدمیوں کو بھی میرے ساتھ نہیں بھیج سکتے تھے۔ بہرطور میں تیار ہو گیا۔ صبح کو میں نے کمل راج کو تیار کرایا۔ یہ کام میرا ہی ہوتا تھا اور اس کے بعد معمول کے مطابق میں انہیں گھڑ پر بٹھا کر اور دوسرے گھوڑے پر خود بیٹھ کر وہاں سے باہر نکلا۔ میں احتیاط سے اس راستے کی جانب چل پڑا جو پان والے باغ کے دوسرے حصے کی سمت سے جاتا تھا لیکن میں تھوڑے ہی فاصلے پر چلا تھا کہ میں نے اپنے عقب میں ایک گھوڑے سوار کو آتے ہوئے دیکھا۔

دھرم کیدی معمولی آدمی نہ تھا۔ اس نے بے شک مجھ پر پورا پورا اعتبار کر لیا تھا مگر میری طرف سے بھی وہ ہوشیار ہی تھا۔ میں نے اس کے آدمی کو صاف پہچان لیا۔ ہرچند کہ وہ میرے قریب نہیں پہنچا تھا لیکن پھر بھی میں یہ دیکھ رہا تھا کہ وہ مسلسل میرا پیچھا کر رہا ہے اور اس نے مجھ سے آگے نکلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میرا خون خشک تو ہو رہا تھا لیکن اب اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ کھلے راستے پر پہنچنے کے بعد میں گھوڑوں کو دوڑا دوں۔ میں نے کمل راج مہاراج کو ہوشیار کیا۔ کمل راج چھوٹی ہی عمر میں گھڑ سواری کے بہت ماہر ہو گئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ مہاراج کمل راج آج ہمارے اور آپ کے گھوڑے کی دوڑ ہو جائے۔ کمل راج مہاراج خوشی سے تیار ہو گئے میں نے کہا کہ اگر وہ ہار گئے تو انہیں مجھے سونے کا تاج پہنانا پڑے گا۔ کمل راج مہاراج نے سینہ تان کر کہا کہ وہ گھوڑے کی سواری میں کبھی کسی سے نہیں ہار سکتے اس طرح میں نے انہیں پکا کر لیا۔ ویسے میں پوری طرح ہوشیار تھا۔ دھرم کیدی کا آدمی میرے پیچھے پیچھے تک اس راستے پر آ گیا اور اس کے بعد اسے یہ اندازہ ہو گیا کہ میں بدعہدی کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے ان لوگوں کو بھی اشارہ کر دیا جو پان والے باغ کے پاس ہمارا انتظار کر رہے تھے اور انہوں نے اپنے گھوڑے ہمارے پیچھے دوڑا دیئے یہی سے تھا یا اس مہاراج کہ میں جان کی بازی لگا دوں میں نے گھوڑوں کو بری طرح مارنا شروع کر دیا۔ کمل راج کا گھوڑا بھی زمین سے پیٹ لگا کر دوڑ رہا تھا اور میرے گھوڑے کی بھی رفتار یہی تھی۔ وہ لوگ ہمارے پیچھے جان توڑ کر آ رہے تھے۔ انہوں نے اپنے لمبے لمبے بھالے بھی ہم پر پھینکے تھے۔ یہ بات کھل کر سامنے آ گئی تھی کہ میں نے دھرم کیدی سے غداری کی ہے مگر وہ پاپی کیا جانتے تھے کہ میں کمل راج مہاراج کو اپنی اولاد ہی کی طرح چاہتا ہوں اور میرا رواں رواں رام راج مہاراج کا وفادار ہے۔ گھوڑے جان توڑ کر دوڑتے رہے۔ کمل مہاراج کسی بھی طرح مجھ سے نہیں ہارنا چاہتے تھے۔ اس لیے وہ بھی اپنے گھوڑے کو بڑی مہارت سے دوڑا رہے تھے۔ مجھے خطرہ تو بس یہی تھا کہ کہیں گھوڑے کی پیٹھ سے گر نہ جائیں۔ ادھر پیچھے سے آنے والے لمحہ لمحہ ہم سے دور ہوتے چلے جا رہے تھے مگر اس کوشش میں ایک برائی ہو گئی۔ وہ یہ کہ کھنوتی کا رخ اختیار کرنے کے لیے ہمیں ایک لمبا راستہ کاٹنا پڑتا لیکن جو لوگ ہمارے پیچھے آ رہے تھے اگر انہیں ذرا بھی موقع مل جاتا تو آن کی آن میں ہمارے سر پر پہنچ جاتے اور میں ان سے بچنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں جنگلوں کی جانب چل پڑا۔ میں نے سوچا تھا کہ جب یہ لوگ ہمارا پیچھا کرنے سے تھک جائیں گے تو پھر میں راستہ بدل دوں گا اور کھنوتی کی جانب رخ کر لوں گا لیکن شاید ان لوگوں کو بھی یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ جب تک وہ ہمیں موت کے گھاٹ نہ اتار دیں یا گرفتار نہ کر لیں کسی بھی طرح ہمارا پیچھا نہ چھوڑ دیں۔ کیدی بہت سنگدل آدمی تھا اور اس کے ساتھی اس کا کہا پورا نہ کر پاتے تو ان کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی۔ چنانچہ جنگلوں میں بھی ہمارا پیچھا نہ چھوڑا۔ صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام ہو گئی۔ ہمارے گھوڑوں کے پورے بدن سے پسینا ابل رہا تھا۔ وہ جان توڑ کر دوڑ رہے تھے لیکن اب ان کی رفتار میں سستی آتی جا رہی تھی۔ ادھر میں نے بلندیوں سے ان لوگوں کے گھوڑوں کو بھی پیچھا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ بہرطور میں جانتا تھا کہ جس طرح ہمارے گھوڑے تھک گئے ہیں اسی طرح ان کے گھوڑے بھی تھک گئے ہوں گے یہ میری دلی آرزو تھی کہ ان کے گھوڑے تھک کر آگے بڑھنے سے رک جائیں مگر وہ بھی کمبخت پیچھا کیے ہی جا رہے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے گھوڑوں کو نہیں روکا۔

اور پھر رات ہو گئی۔ رات کی تاریکی میں ہم ایک سنگلاخ میدان میں دوڑ رہے تھے اور اتنی دور نکل آئے تھے کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس سنگلاخ میدان میں بھی ہمارے گھوڑے بہت دیر تک ہمارا ساتھ دیتے رہے۔ چاند کے ساتھ ساتھ ان کا

سفر جاری رہا پھر جب چاند ڈوبنے لگا اور صبح کے آثار نمودار ہوگئے تو اچانک ہی ہمارے گھوڑوں کی رفتار میں سستی آتی گئی اور اس کے بعد وہ دونوں اوندھے منہ گر پڑے۔

گھوڑوں نے ہمارے سامنے ہی دم توڑ دیا۔ دوڑ دوڑ کر وہ مر گئے تھے لیکن اس سے ایک فائدہ ہوا تھا کہ اب ہمارا پیچھا کرنے والے ہم سے اتنی دور رہ گئے تھے کہ ہم ان کا نشان بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ یہی شکر تھا کہ ہمارے گھوڑوں کی رفتار سست ہوگئی تھی ورنہ جس وقت وہ اوندھے منہ گرے اگر ہم ان کی پیٹھ سے گر جاتے تو ہمارا بھیجہ بھی باہر نکل پڑے ہوتے۔ مہاراجا کمل راج کو بھی یہ احساس ہوگیا تھا کہ کون پیچھا کر رہا ہے۔ اب بات ہار جیت کی نہیں تھی۔ ویسے بھی اتنی دیر تک گھوڑے کی پشت پر جمے رہنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ چلیں میں تو مہاراج ایک جوان آدمی تھا لیکن کمل راج چھوٹی عمر کے تھے مگر جس طرح جواں مردی سے میرا ساتھ دیا تھا وہ قابل تحسین تھا۔ میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا۔ تھوڑا بہت سامان جو ہم اپنے ساتھ لائے تھے وہ ہم نے اپنے کندھوں پر اٹھالیا تھا۔ کمل راج مہاراج کہنے لگے۔

"اور یہ بات میں جانتا ہوں کرم چند لاکھو کہ ہمارا پیچھا کرنے والے ہمیں جان سے مارنا چاہتے تھے مگر وہ کون لوگ تھے؟"

"پہلے ہمیں اپنے چھپنے کے لیے ٹھکانا کرلینا چاہیے مہاراج۔ اس کے بعد میں آپ کو ان کے بارے میں بتاؤں گا۔" میں نے کمل راج مہاراج سے کہا۔ ایک چھوٹی سی عمر کے بچے کی یہ بات بڑی سمجھداری کی بات تھی لیکن یہ بات مجھ سے زیادہ اور کون جان سکتا تھا کہ مہاراج کمل راج اپنی چھوٹی سی عمر میں بہت زیادہ ذہین تھے۔ بہرطور میں نے وہاں بھی قیام نہیں کیا اور راتوں رات جس حد تک دور ہو سکتے تھے ہم لوگ دور نکل آئے۔ دراصل مجھے کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی۔ جہاں میں پیچھا کرنے والوں کی نظروں سے چھپ سکوں۔ کون جانے وہ پاپی کب تک ہمارا پیچھا کریں۔ میں بھٹکتا رہا مہاراج۔ رات کی تاریکیوں میں سفر کرتا رہا۔ بہت سے بیت گیا اور جب ہمیں یہ اطمینان ہوگیا کہ اب وہ ہمیں نہ کھوج پائیں گے تو ہم ایک جگہ تک گئے۔ طے یہ کیا گیا کہ اب کھنوتی تلاش کریں گے اور جیون ورس مہاراج کے پاس چلے جائیں گے۔ گھاس پھوس ترکاری کھا کھا کر جنگلوں میں گزارہ کرتے رہے مگر اب راستہ نہیں مل رہا تھا۔ تب ہمیں یہ جگہ نظر آئی۔ بھوم چند مہاراج نے یہ کٹیا بنائی ہوئی تھی اور سنسار تیاگ کر یہاں سے تارہے تھے۔ بڑے مہان گیانی تھے وہ۔ انہوں نے ہمیں پناہ دی اور جیوتش ودیا سے ہمیں بتایا کہ ہمارا کھنوتی یا ہری پور جانا ہمارے اور مہاراج رام راج کے حق میں اچھا نہیں رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ایک لمبا سے یہاں بتانا ہوگا اور جب کمل راج بھرپور جوان ہوجائے تب ادھر کا رخ کریں انہوں نے ہم پر ایسا اثر ڈالا کہ ہم تیار ہوگئے اور یہیں رہ پڑے۔ کچھ دن کے بعد بھوم چند مہاراج مرگئے اور ہم نے یہ کٹیا بسالی۔ آپ ہماری کہانی سنتے سنتے تھک گئے ہوں گے مہاراج۔" کرم چند بولا اور میں مسکرایا۔

"کہانی جاری رکھو کرم چند۔ میں تو انسانوں کی کہانیاں بھول ہی گیا تھا۔ آج پھر سے انسانوں کی کہانی سن رہا ہوں۔ بہت عجیب لگ رہا ہے۔ کہانی جاری رکھو۔"

کرم چند لاکھو نے میری دلچسپی محسوس کرکے کہا۔

"کمل راج بہت سمجھدار تھا۔ وہ میری ہر بات مانتا تھا۔ مجھ سے زیادہ یہ بات اس کے من میں بیٹھ گئی تھی کہ بھوم چند مہاراج نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے۔ اسے یہیں سے بتانا چاہیے اور یہیں رہ کر اپنے ماتا پتا کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔ وہ مجھ سے کہتا تھا۔

"لاکھو چاچا' دھرم کیدی میرے پتا اور ماتا کے خلاف بہت کچھ کر ڈالے گا۔ ہمیں وہاں جا کر اپنے ماتا پتا کو دھرم کیدی سے بچانا ہوگا اور اس کے لیے طاقتور ہونا ضروری ہے۔ ابھی ہمارے ہاتھ پاؤں کچے ہیں۔ اگر ہم جوش میں آکر ادھر چل پڑے تو اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ پائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں بلوان بنوں تاکہ میں جب ہری پور پہنچوں تو دھرم کیدی کے آدمی میرا مقابلہ نہ کر سکیں۔ اس کے لیے لاکھو چاچا مجھے لڑنے کے گر سکھاؤ۔

"اور بھلا میرے لیے اس سے بڑا کام اور کون سا ہو سکتا تھا مہاراج ہمارے پاس ہتھیار نہیں تھے۔ گھوڑے بھی نہیں تھے لیکن جنگل کی لکڑیوں کو تلوار بنا کر ان سے کام لیا جا سکتا تھا۔ ان کے نیزے بھی بنائے جا سکتے تھے اور ہم دونوں نے ایسے بہت سے ہتھیار جمع کرلیے۔ سمے عمریں آگے بڑھاتا رہا اور کمل راج جنگل کے ماحول میں پرورش پا کر طاقتور سے طاقتور ہوتا چلا گیا۔ جوانی اس پر بڑی تیزی سے آرہی تھی اور وہ جنگلی شیر کی طرح پروان چڑھ رہا تھا۔ میں اسے نظر بھر کر دیکھتا بھی نہیں تھا کہ کہیں میری نظر اسے نہ لگ جائے۔ دیکھنے کے قابل جوان نکل رہا تھا وہ۔ مسیں بھیگیں اور پھر ہونٹوں پر کالی مونچھیں آگئیں۔ آنکھیں ایسی جیسے جھیل میں کنول کھلے ہوں۔ مسکان ایسی مہاراج کہ دیکھنے والے کا دل موہ لے۔ یہ الگ تھلگ جگہ تھی اور ادھر سے انسانوں کا گزر نہیں ہوتا تھا اس لیے ہمیں اور بھی اطمینان تھا۔ مہاراج جیون کے سولہ سال بتا دیے میں نے۔ ایک ایک پل گن رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب میرا کام پورا ہونے والا ہے۔ کمل راج کی عمر ستائیسویں سال میں تھی اور میں دن اور رات کا حساب لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ ایک ایسا جوان میرے سامنے تھا جس میں اتنی شکتی آچکی تھی کہ وہ اپنے ماتا پتا کے دشمنوں سے بدلہ

لے سکے۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ بیساکھ نکل جائے تو اس کے بعد میں آبادیوں کا رخ کروں۔ پہلے کھنوتی جاؤں اور دیکھوں کہ جیون داس مہاراج جیتے ہیں یا مر گئے۔ اب میرے پاس ایک طاقتور جوان تھا مگر نجانے کیوں بھگوان کو یہ منظور نہ تھا۔ اس رات ہلکی ہلکی بوندیں پڑ رہی تھیں اور ہم لوگ ایک بلند ٹیلے پر بیٹھے ہوئے جنگلی پھل کھا رہے تھے کہ کمل راج نے کچھ دور روشنیاں دیکھیں۔ مجھے اشارہ کیا' میں بھی ان روشنیوں کو دیکھنے لگا۔ بنجاروں کا ایک گروہ تھا جو قافلے کی شکل میں اسی طرف آ رہا تھا۔ بہت عرصے کے بعد انسانی سائے دیکھے تھے۔ میرے من میں بہت سی باتیں آئیں۔ میں نے سوچا کہ اور کچھ ہو یا نہ ہو ان بنجاروں سے راستوں کا تو پتا چل سکے گا۔ ویسے یہ انہونی تھی کیونکہ اس سولہ سال کے بیچ اس طرف سے کوئی نہیں گزرا تھا۔ یا تو بنجاروں کا یہ قافلہ راستہ بھٹک کر اس طرف آ گیا تھا یا پھر وہ جان بوجھ کر نئے راستوں سے گزر رہے تھے۔ پھر انہوں نے ایک جگہ پڑاؤ کر لیا۔

"خود کمل راج بھی ان سے ملنے کے لیے بے چین تھا۔ سنسار سے اسے بہت کم واقفیت تھی حالانکہ گیارہ سال کی عمر میں نکلا تھا لیکن سولہ سال ویرانوں میں بتا چکا تھا۔ ساری رات ہی وہ مجھے جگا جگا کر یہ پوچھتا رہا کہ ان بنجاروں سے ملنا ٹھیک ہو گا یا نہیں۔ بڑا بے چین تھا وہ۔ سورج نکلتے ہی اس نے مجھے تیار کر لیا کہ میں بنجاروں کے پاس چلوں اور ان سے بات کروں' میں نے بھی سوچا کہ اگر صحیح راستہ معلوم ہو جاتا ہے تو بنجاروں کے اس قافلے کے ساتھ ہی نکل چلوں۔ آگے جب انسانوں کی آبادیاں ملیں گی تو کھنوتی کے راستے بھی پتا چل جائے گا۔ میں نے کمل راج کو سمجھایا کہ اپنے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتائے اور اس نے ہنس کر کہا کہ وہ بیوقوف تو نہیں ہے۔ بہرحال مہاراج ہم بنجاروں کی طرف چل پڑے۔ میں ان خانہ بدوشوں کے بارے میں پہلے سے جانتا تھا اچھے بھی ہوتے تھے اور برے بھی۔ لوٹ مار بھی کر لیا کرتے ہیں اور دوسرے کام بھی بنجاروں نے ہمیں دیکھا۔ انہی میں ایک سردار بھی تھا۔ بوڑھا' چوڑے چکلے بدن کا مالک۔ ہم نے اسے جا کر پرنام کیا تو اس نے شبہے کی نظر سے ہمیں دیکھتے ہوئے کہا کہ ہم کون ہیں؟

"ہم اسی جنگل کے باسی ہیں مہاراج' آپ لوگوں کو دیکھا تو اس طرف چلے آئے۔ وہاں ہماری کٹیا ہے آپ چاہیں تو دیکھ لیں۔ ہم تو آپ سے یہ پوچھنے آئے تھے کہ کہاں سے آ رہے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں؟"

"ہم سپیرے ہیں جس بستی میں رہتی ہیں وہاں باڑھ آ گئی اور اب ہم نئی بستی کی تلاش میں نکل رہے ہیں۔ ہمارا کام سانپوں کو پکڑ کر ان کا زہر نکالنا اور بیچنا ہے۔ مگر ہم اپنے بیچ کسی کا آنا پسند نہیں کرتے اور نہ ہی یہ چاہتے ہیں کہ کوئی ہمارے پاس آئے۔ تم اپنی کٹیا میں واپس چلے جاؤ اور خبردار دوبارہ ادھر کا رخ نہ کرنا۔"

"ٹھیک ہے مہاراج ہم تو راستہ پوچھنے آئے تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ اگر آپ یہاں سے آگے بڑھیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ آبادیوں کی طرف چل پڑیں۔"

"راستہ معلوم کرنا چاہتے ہو تو جدھر سے ہم آئے ہیں ادھر چلے جاؤ' آگے لکھن پور ہے مگر وہ بہت دور ہو جاتا ہے اور سیدھے چلے جاؤ تو کھنوتی کا راستہ آ جاتا ہے لیکن اس کے لیے تمہیں دور کے پہاڑوں کا چکر کاٹنا ہو گا۔"

میری تو یہ سن کر خوشی سے چیخ ہی نکل گئی تھی۔ کھنوتی ہی تو جانا چاہتا تھا میں۔ ان کا شکریہ ادا کر کے واپس پلٹا۔ بنجارے چاروں طرف بکھر گئے تھے اور انہوں نے یہیں اپنا پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ آس پاس درخت بھی تھے مہاراج' میں اور کمل راج باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ کمل راج کہہ رہا تھا کہ یہ بنجارے بڑے بددماغ ہیں۔ بوڑھے کی بات سن کر اسے تو غصہ آ گیا لیکن یہ سوچ کر خاموش رہا کہ چلو بوڑھا آدمی ہے۔ میں نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ تو دیکھو اس نے ہمیں کھنوتی کے راستے کا پتا دے دیا ہے جس کا ہمیں علم نہ تھا۔"

"اب تو ہمیں جلدی کرنا ہو گی مہاراج' اب انتظار کس بات کا۔ بھگوان نے راستہ دکھا دیا ہے تو اب دیر نہیں کریں گے۔"

ہم لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ ہم نے سامنے سے ایک لڑکی کو آتے ہوئے دیکھا۔ درخت کے پیچھے سے نکلی تھی۔ ہاتھ میں اس نے درخت کی ایک ٹہنی پکڑ رکھی تھی اور اسے فضا میں لہراتی ہوئی اسی سمت آ رہی تھی۔ پہلے تو اس نے ہم پر توجہ نہیں دی مگر اس کے بعد اچانک ہی اس کی نظر کمل راج پر پڑی اور وہ ٹھٹک کر رک گئی وہ پھر آہستہ آہستہ ہمارے قریب آ گئی۔ مجھے نظر انداز کر کے اس نے کمل راج کو دیکھا اس کی آنکھوں میں ساحرانہ چمک تھی۔ مہاراج جادو بھری آنکھیں تھیں اس کی اور ایسا ہی حسین اس کا چہرہ تھا۔ بہت خوبصورت تھی وہ۔ کمل راج کو آنکھیں بھر کے دیکھتی رہی مجھے عجیب سا لگا تو میں نے آگے بڑھ کر کہا۔

"اے لڑکی کون ہے تو کیا بنجارن ہے؟"

اس نے مسکرا کر مجھے دیکھا پھر آہستہ سے بولی۔ "یہ کون ہے؟" انداز میں بڑا تیکھا پن تھا۔

"اس کا نام کمل راج ہے اور یہ میرا بیٹا ہے۔"

"مہاراج کمل راج ادھر کہاں سے آ گئے۔"

کمل راج خود میٹھی نظروں سے اس جوان لڑکی کو دیکھ رہا تھا اور ایک لمحے میں مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کھیل کچھ بگڑ رہا ہو۔ مہاراج جوانیاں جب ایک دوسرے سے الجھ جاتی ہیں تو پھر انہیں

سنبھالنا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔ کمل راج اس سے بولا۔

"سنتا۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"بنجارن ہے؟"

"یہی سمجھ لو۔"

"بڑی سندر ہے تو۔"

"اور تم بھی تو اندر کے اکھاڑے سے اترے ہوئے لگتے ہو۔"

"چلو کمل راج چلیں ہمیں بہت سے کام ہیں۔" میں نے کہا اور کمل راج میری طرف رخ کر کے کسی قدر ناگواری سے بولا۔

"تم کٹیا میں جاؤ لاکھو چاچا۔ میں ذرا اس لڑکی سے کچھ باتیں کروں گا۔"

"اچھا نہیں ہو گا۔ ہو سکتا ہے بنجارے اس بات کو ناپسند کریں۔"

"چاچا تم کٹیا میں جاؤ' ہمارا ساتھ نہیں دے سکو گے ہم لوگ اپنی رکھشا خود کر لیں گے باتیں کرنے دو ہمیں۔ تمہاری موجودگی ہمیں اچھی نہیں لگ رہی ہے۔ آؤ کمل راج جی اس طرف چلیں۔"

کمل راج اتنے عرصے میں کبھی میری طرف سے غافل نہیں ہوا تھا مہاراج مگر جوانی کا سبھاؤ ایسا ہی ہوتا ہے مجھ سے پوچھے بنا ہی چل پڑا۔ غصہ تو بہت آیا مجھے مگر کیا کرتا اپنی اوقات کبھی نہیں بھولی تھی میں نے' ہمیشہ اس سے ادب سے ہی پیش آتا رہا تھا۔ کیسے ٹوکتا' دونوں ہی آگے بڑھ گئے اور پھر میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے میں گردن جھکا کر کٹیا میں آگیا تھا مگر میرے من کو یہ احساس ہو رہا تھا کہ گڑبڑ ہو گئی ہے۔ کہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ رات گئے جب نیند میری آنکھوں سے چپکی جا رہی تھی۔ کمل راج خاموشی سے واپس آیا اور اپنی جگہ لیٹ گیا۔ میں جاگ رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"کمل راج بنجارے اچھے لوگ نہیں ہوتے اور پھر لڑکی کا معاملہ ہے' کہیں ہماری دشمنی نہ پڑ جائے۔"

کمل راج نے آہستہ سے کہا۔ "لاکھو چاچا' جیون میں تم سے کبھی جھوٹ نہیں بولا اب بھی نہیں بولوں گا مجھے سنتا سے پیار ہو گیا ہے۔"

میں بے چینی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے اس سے کہا۔

"کمل مہاراج' داس ہوں تمہارا' لیکن کیا کروں جیون کے سولہ سال تمہیں سونپ دیئے ہیں۔ جوانی بتا دی ہے تمہیں جوان کرنے کے لیے' ہمارے من میں ایک آدرش ہے۔ اسے پورے کرنے کے بجائے تم کسی دوسری اور نکل رہے ہو۔ مہاراج سنسار میں عورت ہی ایک ایسی چیز ہے جس نے بڑے بڑوں کو ان کے راستے بھلا دیئے ہیں۔ تمہیں جیون میں ایک بہت بڑا کام کرنا ہے۔ اگر تم عورت کے چکر میں پھنس گئے تو پھر تم اپنا کام نہیں کر سکو گے۔"

میرے ان الفاظ پر کمل راج اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پریشان نظر آنے لگا تھا۔ بہت دیر تک وہ سوچوں میں ڈوبا رہا اس کے بعد آہستہ سے بولا۔

"ہاں' میں اپنے ماتا پتا کو نہیں بھلا سکتا۔ میں اپنا آدرش نہیں بھلا سکتا۔ مجھے پریم جال میں نہیں پھنسنا چاہیے۔ سنسار میں میرا کام تو کچھ اور ہی ہے۔ لاکھو چاچا بس میں کیا بتاؤں وہ بہت اچھی ہے۔ بڑی اچھی اچھی باتیں کرتی ہے اور میں چونکہ جیون میں انسانوں سے بہت دور رہا ہوں اس لیے جب وہ مجھے ملی اور اس نے مجھ سے انوکھی باتیں کیں تو مجھے عجیب سا لگا۔ ٹھیک کہتے ہو تم لاکھو چاچا کل میں اس سے نہیں ملوں گا۔"

میرا دل خوش ہو گیا۔ بہت خوشی کی بات تھی یہ ورنہ مجھے تو اپنی محنت اکارت جاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ سمے بیت گیا دن نکل آیا۔ بنجارے اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ میں نے کمل راج کو شدید اضطراب میں مبتلا دیکھا۔ اس کے اندر جنگ ہو رہی تھی۔ میں جانتا تھا جوانی کی یہ عمر ایسی ہی ہوتی ہے وہ اپنے آپ سے لڑ رہا تھا اور مجھے اس لڑائی کے نتیجے کا انتظار تھا۔ سورج نکل آیا۔ پھر ڈھل گیا اور اس کے بعد رات کے سناٹے دھرتی پر اتر آئے۔ بنجاروں کے قافلے میں روشنی ہو گئی تھی۔ میں بھگوان سے من ہی من میں یہ دعائیں مانگ رہا تھا کہ جلد ہی وہ یہاں سے اپنا پڑاؤ اٹھائیں اور دفع ہو جائیں۔ بلا وجہ ہمیں الجھن میں مبتلا کر دیا تھا۔ اگر وہ یہاں سے چلے جائیں تو کمل راج بھول جائے گا اس لڑکی کو لیکن مہاراج چاند نکلا ہی تھا اور کمل راج اس جوہڑ کے اس طرف خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ میں دور سے اسے دیکھ رہا تھا کہ اچانک ہی مجھے سنتا نظر آئی۔ بال بال موتی پروئے۔ چاند کی طرح ہی چمکتی ہوئی اس طرف آ رہی تھی۔ میرا من دھک سے ہو گیا۔ اب دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ قریب تو نہیں گیا اس کے دور ہی سے دیکھتا رہا۔ سنتا کمل راج کے پاس آ بیٹھی تھی۔ کمل راج نے بے چین ہو کر میری طرف دیکھا مگر میں اوٹ میں تھا اور اسے نظر نہیں آ رہا تھا پھر میں نے دیکھا کہ وہ خاموشی سے اٹھا اور سنتا کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔ ساری رات کمل راج واپس نہیں آیا۔ میں صبح کو اس سے بھی جاگ رہا تھا جب وہ واپس آیا اور چپ چاپ اپنی جگہ لیٹ گیا۔ دن میں' میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا' کہتا بھی کیا؟ بات اس کے من میں بھی تھی۔ میں اسے سختی سے تو روک نہیں سکتا تھا کیونکہ کتنی ہی محنت کی ہوئیں نے اس پر پھر بھی اس کا نمک کھانے والا تھا اسے خود ہی سمجھتا تھا جو کچھ بھی سمجھتا تھا۔ میرے روکنے سے کچھ نہ ہوتا بس میں پریشانیوں میں ڈوبا رہا۔

پھر دوسری رات بھی میں نے اسے سنتا کے ساتھ ہی پایا اور مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ عورت کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔

اب کچھ کہنے کی ہمت بھی نہیں رہی تھی۔ اس کو سمجھاتا تو برا بھی مان سکتا تھا اور میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ میرے اور اس کے بیچ کوئی ایسی بات آجائے مہاراج جو دو تین دن تک تو میں برداشت کرتا رہا اور اس کے بعد ایک دن اس سے بے جب کمل راج سنتھا کے ساتھ کہیں گیا ہوا تھا۔ میں بنجاروں کے ڈیرے پر پہنچ گیا۔ سردار نے مجھے پہچان لیا تھا کہنے لگا۔

"کہو اب کیسے ادھر آنا ہوا؟"

"کچھ باتیں کرنا چاہتا تھا تم سے مہاراج اکیلے میں۔"

"کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں مہاراج۔"

بنجاروں کا سردار مجھے ایک طرف لے گیا۔ اس نے مجھے بٹھاتے ہوئے کہا۔

"کہو کیا بات ہے؟"

"مہاراج کتنے سمے یہاں وقت گزارنا ہے آپ کو؟"

"ہم نے ایک طویل سفر کیا ہے اور تھک گئے ہیں۔ ہفتہ پندرہ دن یہاں رکیں گے اور ستا کر آگے بڑھ جائیں گے۔ تمہیں ہمارے یہاں رہنے سے کوئی تکلیف ہے کیا؟"

"نہیں مہاراج' ایک اور ہی بات کہنا چاہتا ہوں اور ہاتھ جوڑ کر بنتی کرتا ہوں کہ برا نہ مانیں بلکہ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں۔"

"کیا بات ہے؟"

"آپ کے قبیلے میں ایک لڑکی ہے جس کا نام سنتھا ہے۔ وہ میرے بیٹے کمل راج سے ملتی جلتی ہے اور وہ دونوں اکیلے میں نجانے کہاں کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا مہاراج کہ کوئی ایسی ویسی بات ہو جو آپ کو ہمارا دشمن بنا دے۔ میں تو غریب آدمی ہوں خاموشی سے ایک گوشے میں پڑا ہوا۔ میں ایسا کوئی کام نہیں کر سکتا آپ کو ہوشیار کر دینا ضروری ہے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو ہمارے قبیلے کی لڑکی کو تم نے کہیں اِدھر اُدھر بھٹکتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہم لوگوں نے ایک دائرہ بنا دیا ہے۔ عورتیں لڑکیاں بالیاں سب اسی دائرے میں رہتی ہیں اور اس سے باہر کوئی لڑکی نہیں جاتی اور پھر سنتھا نامی کوئی لڑکی ہمارے قبیلے میں نہیں ہے تم چاہو تو دیکھ سکتے ہو۔"

"مگر مہاراج اس نے اپنا نام سنتھا ہی بتایا ہے اور اس سے بھی وہ کمل راج کے ساتھ کہیں بھٹک رہی ہے۔"

"کوئی لڑکی سنتھا نامی نہیں ہے ہمارے قبیلے میں۔ تم ذرا رکو میں دیکھتا ہوں۔" سردار غصیلے لہجے میں بولا اور پھر مجھے وہیں بیٹھا چھوڑ کر ڈیرے کے دوسرے حصے میں پہنچ گیا۔ میں پریشانی سے بیٹھا انتظار کرتا رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آیا اور اسی انداز میں بولا۔

"ساری لڑکیاں اپنی اپنی جگہ موجود ہیں اور میں ایسی کوئی بیکار بات دوبارہ نہیں سننا چاہتا۔ خیال رکھنا آئندہ میرے پاس ایسی کوئی بات لے کر نہ آنا۔ کل رات کو پورن ماشی ہے اور ہم جشن مناتے ہیں۔ تم اور کمل راج اگر آنا چاہو تو ہمارے جشن میں آسکتے ہو۔ اس وقت اپنی آنکھوں سے ساری لڑکیوں بالیوں کو دیکھ لینا اور اگر ان میں سے کوئی سنتھا ہو تو مجھے بتا دینا حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اس نام کی کوئی لڑکی ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ بس اب جاؤ اس سے زیادہ اس بارے میں تم سے اور کوئی بات نہیں کر سکتا۔"

میں حیران و پریشان واپس آگیا تھا۔ بھلا میں کیسے مانتا کہ وہ لڑکی بنجارن نہیں ہے۔ سولہ سال میں تو ادھر کوئی اور آیا نہیں تھا پھر وہ کہاں سے آگئی۔ بنجاروں کا سردار یقیناً جھوٹ بول رہا ہے یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس لڑکی نے کمل راج کو اپنا نام غلط بتایا ہو اور یہاں قبیلے میں اس کا نام سنتھا نہ ہو۔ ہر حال میں واپس آگیا تھا' کمل راج ایک منہ زور گھوڑے کے مانند سنتھا کے پریم میں ڈوبا ہوا تھا اور اسے لگام دینا مشکل ہی نظر آرہا تھا۔ بہرحال میں نے جشن میں جانا بھی ضروری ہی سمجھا' کمل راج سے تو کچھ کہنا بیکار ہی تھا اگر جشن میں وہ لڑکی نظر آجائے تو سردار کو اس سے آگاہ کر دوں۔ خطرہ تو یہی تھا کہ بددماغ سردار جو اپنے درمیان کسی دوسرے کو برداشت نہیں کر سکتا تھا' کہیں یہ سب کچھ معلوم ہونے کے بعد ہمارا دشمن نہ بن جائے۔ بنجاروں کو پورا قبیلہ تھا۔ سارے کے سارے جنگجو اور خونخوار تھے ہم دو آدمی ان کا کیا بگاڑ لیتے۔ بہتر یہ تھا کہ بات کسی طرح ٹل جائے۔ سردار خود ہی اس لڑکی کو سنبھال لے میں کمل راج کے لیے کوشش کروں۔

پورن ماشی کی شام میں نے کمل راج سے کہا۔

"مہاراج' بنجاروں کے قبیلے میں جشن منایا جا رہا ہے پورن ماشی کا' بنجاروں کے یہ جشن بڑے خوبصورت ہوا کرتے اور پھر بنجاروں کے سردار نے مجھ سے کہا بھی ہے کہ اگر میں چاہوں تو جشن میں آسکتا ہوں آپ چلیں گے۔"

کمل راج خوشی سے مسکرا دیا کہنے لگا۔ "لاکھو چاچا میں تو آپ سے کہہ نہیں پا رہا تھا۔ سنتھا نے مجھے جشن میں آنے کی دعوت دی ہے اور میں نے اس سے وعدہ بھی کر لیا ہے۔ اگر آپ چلیں گے تو مجھے اور خوشی ہوگی۔"

"میں چلوں گا۔" میں نے جواب دیا۔

اس دوران بارہا میں نے محسوس کیا تھا کہ کمل راج مجھ سے شرمندہ شرمندہ رہنے لگا ہے۔ وہ میری بات نہیں مان سکا تھا اور اسے یہ احساس تھا کہ وہ برا کر رہا ہے لیکن دل کے ہاتھوں مجبور بھی ہو گیا تھا۔ وہ جشن میں جانے کی خوب تیاریاں کیں اس نے۔ اپنے آپ کو بنایا سنوارا' تریا جال ایسا ہی ہوتا ہے مہاراج ورنہ

اس سے پہلے سے کمل راج نے کبھی اپنے آپ پر توجہ نہیں دی تھی۔ اس شام وہ ایسا نکلا کہ دیوتا معلوم ہونے لگا ویسے بھی خوبصورت جوان تھا۔ دیکھنے دکھانے کا قابل لیکن جشن میں اسے سنتھا نے بلایا تھا اس لیے اس نے بڑی تیاریاں کی تھیں۔ میں نے اسے نظر کا کالا ٹیکا لگا دیا اور اس کے بعد جب آسمان پر چاند نمودار ہوا اور بنجاروں کے ڈیرے سے ڈھول تاشے کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو ہم دونوں بھی اس طرف چل پڑے۔

بنجاروں نے ایک دائرہ بنایا ہوا تھا اور سارے کے سارے بیٹھے ہوئے رقص و موسیقی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ درمیان میں کچھ بنجارے سوانگ بھر بھر کر اچھل کود رہے تھے۔ کوئی ناگ دیوتا بنا ہوا تھا تو کوئی پنچم دیوتا۔ عجیب عجیب روپ دھارے ہوئے تھے انہوں نے اور بڑا خوبصورت رقص کر رہے تھے۔ مجھے چونکہ سردار نے بلایا تھا اس لیے انہوں نے مجھے اپنے بیچ جگہ دے دی۔ سردار بھی اپنے آپ کو بہت سے رنگوں میں رنگے ہوئے بیچوں بیچ بیٹھا ہوا تھا' مجھے اور کمل راج کو اس نے گہری نگاہوں سے دیکھا اور پھر اپنے پاس ہی بلا کر بٹھالیا' اس نے کہا۔

"میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ ہم اپنے بیچ کسی اجنبی کو جگہ نہیں دیتے اور ہمارے اس رقص میں باہر کا کوئی آدمی بھی نہیں آتا لیکن تم نے بات ہی ایسی کہی ہے کہ مجھے تمہیں بلانے کے لیے مجبور ہونا پڑا ہے۔ پہلی اور آخری بات تم ہمارے بیچ شریک ہوئے ہو ابھی تھوڑی دیر میں لڑکیاں بالیاں تیار ہو کر آئیں گی اور رقص کریں گی تم انہیں دیکھنا اور مجھے بتانا کہ سنتھا کون سی ہے۔ بس اس کے بعد تمہارا یہاں رکنا ٹھیک نہیں ہو گا اور تمہیں واپس چلا جانا ہو گا۔"

"سردار میں خود بھی یہی چاہتا ہوں کہ اگر کوئی بات ہے تو آگے نہ بڑھنے پائے۔ دل کی بات تمہیں بتا چکا ہوں سمجھداری اور ہوشیاری سے کام لینا ہو گا۔ ایک طرف کی بات ہی نہیں ہے۔ میں بوڑھا آدمی ہوں اور تم سے جھوٹ نہیں بول رہا میں نے اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا ہے اس لیے یہ بات کہہ رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے خاموش بیٹھو اور احتیاط سے اس پر نگاہ ڈال کر مجھے بتانا۔"

میں نے گردن ہلا دی۔ دل عجیب سی کیفیت کا شکار تھا۔ روپ بہروپ بھرے جاتے رہے اس کے بعد چھم چھم کرتی ہوئی نوجوان لڑکیاں جو بنجارنیں تھیں ایک ایک کرکے اس رقص میں شامل ہوتی رہیں اور طرح طرح کے رقص پیش کیے گئے۔ میں اضطراب کے عالم میں انہیں دیکھ رہا تھا۔ خود کمل راج بھی حیرانی سے لڑکیوں کو ناچتے دیکھ رہا تھا۔ سردار کی نگاہیں بار بار میری جانب اٹھ جاتی تھیں۔ میں مایوس ہو گیا تھا کہ اچانک ہی وہ نمودار ہوئی اور جیسے ہی وہ رقص کرنے والوں کے بیچ آئی رقاص لڑکیاں اور لڑکے ایک سمت ہٹ گئے۔ اسے درمیان میں جگہ دے دی گئی وہ ایک چمکدار لباس پہنے ہوئے تھی اور صحیح معنوں میں آگ سے بنی محسوس ہو رہی تھی۔ بہت خوبصورت نظر آرہی تھی وہ اس کے بعد اس نے رقص شروع کیا تو دیکھنے والے جھوم جھوم گئے۔ مانو اس کے بدن میں ہڈی ہی نہ تھی۔ ایسے لہریں لے رہی تھی کہ مجھ جیسا بوڑھا آدمی بھی حیران رہ گیا تھا۔ کمل راج تو سحر زدہ تھا لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد میں چونکا۔ رقص دیکھنے کے بجائے مجھے سردار کو اس لڑکی سے آگاہ کرنا تھا اور میں نے سردار کا شانہ ہلایا۔ وہ خود بھی رقص میں گم ہو گیا تھا۔ چونک کر مجھے دیکھنے لگا تو میں نے آہستہ سے کہا۔

"سردار اب تم نے پہچان لیا سنتھا کو' وہ جوان سب کے بیچ میں ناچ رہی ہے وہ سنتھا ہے۔"

سردار کے چہرے پر شدید حیرت کے نقوش پھیل گئے۔ اس نے مجھے گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا تم سٹھیا گئے ہو وہ سنتھا نہیں۔ وہ تو اشیش بھگونت ہے اشیش بھگونت۔"

"میں کچھ نہیں جانتا سردار' اسی لڑکی کی بات کر رہا تھا میں تم سے۔"

اب سردار کے چہرے کے خدوخال نرم پڑنے لگے اس نے مجھے دیکھ کر سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو اور اس سچ میں کوئی کھوٹ نہیں؟"

"بھگوان کی سوگند کھا کر کہتا ہوں ایک لفظ جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔"

"اشیش بھگونت تمہارے بیٹے کو پسند کرتی ہے۔ جے ہو مہاراج' جے ہو تمہاری اگر ایسا ہے تو سمجھو کہ تمہارے بھاگ کھل گئے اور تم بہت بڑے انسان بن گئے۔ جانتے ہو اشیش بھگونت کون ہے؟"

"میں کیا جانوں' میں تو اسے سنتھا کے نام سے جانتا ہوں۔"

"وہ ہماری دیوی ہے۔ وہ ہمارے بیچ نہیں رہتی۔ ہمارے ساتھ رہتی ہے' ہمارے لیے برکتیں لے کر چلتی ہے' اگر وہ ہمارے بیچ سے چلی جائے تو ہمارے قبیلے پر تباہی آجائے وہ دیوی ہے ہم پر مہربان ہے کوئی نہیں جانتا کہ اس کا استھان کہاں ہے وہ کہاں اور کس جگہ نمودار ہو سکتی ہے۔ وہ زمین کی گہرائیوں میں رہتی ہے۔ زمین کے نیچے نیچے چلتی ہے اور زمین اسے اپنے بیچ راستہ دیتی ہے۔ مہان دیوی ہے وہ اور اگر ہماری یہ مہان دیوی تمہارے بیٹے کو پسند کرنے لگی ہے تو تم بھی ہمارے لیے مہان ہو۔ جے ہو مہاراج جے ہو تمہاری اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو۔"

میں پریشانی سے سردار کی صورت دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"لیکن سردار میں نہیں چاہتا کہ ایسی کوئی بات ہو۔" سردار

مسکرایا اور پھر بولا۔

"تمہارے چاہنے نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ سنو! اگر ایسی بات ہے تو ابھی اس کا اظہار ہو جائے گا۔ اشیش بھگونت تمہارے بیٹے کو ناچنے والوں کے بیچ بلائے گی اور یہ اظہار کر دے گی کہ اس نے اپنے لیے اپنا نر چن لیا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں سردار۔" میں نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اشیش بھگونت کی کہانی بڑی لمبی ہے۔ بس یوں سمجھ لو وہ دیوی ہے۔ برکتوں کی دیوی اور جب وہ اپنے لیے نر کا انتخاب کر لیتی ہے تو پھر انسانوں کے بیچ آجاتی ہے اور آور اس کے بعد اس کے بعد وہ دونوں ہمارے بیچ رہنے لگتے ہیں۔ قبیلے والے پھلتے پھولتے ہیں۔ پرنتو برس ہا برس میں کہیں ایسا ہوتا ہے اور ہم میں سے ہر سردار کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اشیش بھگونت اپنا نر چن لے پھر ہوتا یہ ہے کہ بوڑھا جوڑا کہیں نکل جاتا ہے اور نئی اشیش بھگونت کو قبیلے کے بیچ چھوڑ جاتا ہے۔ یہ لمبی کہانیاں ہیں جو تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی لیکن ہمارے پرکھے انہی کہانیوں میں جیتے اور مرتے رہے ہیں۔"

"مگر یہ تو زیادتی ہے سردار۔"

"کیا مہاراج؟"

"یہی کہ میں، میں تو نہیں چاہتا کہ میرا بیٹا کسی سپیرن کے ساتھ رہے۔"

"بھاگ کے کھوٹے ہو جو ایسی بری بات سوچ رہے ہو کہہ چکا ہوں کہ وہ سپیرن نہیں ہم میں سے کسی کی اولاد نہیں وہ دیوی ہے۔ دیوتاؤں کی اولاد ہے۔"

میں پریشانی سے گردن ہلانے لگا۔ کوئی اور بری بات منہ سے نکالتا تو یہیں دشمنی کا آغاز ہو جاتا۔ کم بخت سردار اپنی ساری غیرت بھول گیا تھا اور اوٹ پٹانگ باتیں کر رہا تھا۔ بہر طور خاموش ہی رہنا پڑا۔ اب کوئی دوسرا ہی حل سوچنا ہو گا۔ اچانک ہی میں نے کمل راج کو اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے دیکھا۔ سنتھا ساکت ہو کر کمل راج کا چہرہ دیکھ رہی تھی اور شاید اسے اس نے اپنی آنکھوں کے سحر میں گرفتار کر لیا تھا۔ اس کی بڑی بڑی حسین آنکھوں میں بجلیاں تڑپ رہی تھیں اور کمل راج بے اختیار ہو کر اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔ بنجاروں نے خوشی کے نعرے لگائے۔ رقص رک گیا اور کمل راج سنتھا کے پاس پہنچ گیا۔

بنجارے سحر زدہ سے تھے اور اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔

تب سنتھا نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے اور کمل راج کے ہاتھ بھی آگے بڑھ گئے۔ سنتھا نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں میں لے کر رقص کرنا شروع کر دیا۔ ڈھول اور تاشوں پر زوردار ضربیں پڑیں بنجاروں نے خوشی کا اظہار کیا اور اس کے بعد انہوں نے ایک ہیجانی رقص شروع کر دیا پہلے یہ رقص صرف جشن کے رقص کے طور پر تھا لیکن اب اس رقص میں ایک خاص بات پیدا ہو گئی تھی اور بنجارے خوشی سے چیختے چلاتے بری طرح اچھل کود رہے تھے۔ خود سردار بھی بہت خوش نظر آرہا اور دو تین بار اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر اس نے محبت سے میرا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"تم سچ کہہ رہے تھے مہاراج، بالکل سچ کہہ رہے تھے تم، اشیش بھگونت نے سنتھا کے نام سے تمہارے بیٹے کو سویکار کر لیا ہے۔ ارے بھاگ کھل گئے تمہارے۔ یوں سمجھ لو سنسار کے بہت بڑے آدمی بن گئے تم۔ کیا کچھ نہیں ہے اس کے قبضے میں، دیوی ہے وہ ناگ دیوی۔"

میں بری طرح بجھ گیا تھا۔ یہ تو بات اور بگڑ گئی اب کیا کروں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ کمل راج اپنا اصل مقصد بھول کر اس طرح دیوی دیوتاؤں کے جال میں پھنسے۔ یہ سب تو تباہی کے راستے تھے لیکن کرنے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں تھا سوائے اس کے کہ اب کمل راج ہی کو سمجھاؤں۔ یہاں کچھ بولنے کا مقصد زندگی کو خطرے میں ڈالنا تھا۔ بھلا میں ان لوگوں کو کیسے روک سکتا تھا۔

یہ طوفانی رقص جاری رہا میں مجبور ہو کر وہاں سے اٹھ گیا۔ رقص و موسیقی سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ میں نے تو اپنا سارا جیون تیاگ دیا تھا مہاراج، اپنے بڑے مہاراج کے لیے اور یہاں یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔ سارا منصوبہ خاک میں مل گیا تھا میرا۔ کیا کرتا کیا نہ کرتا وہاں سے نکل کر اپنی کٹیا میں آپڑا میری آنکھوں سے آنسو بہتے رہے۔

صبح تک ڈھول تاشوں کی آوازیں آتی رہیں اور کمل راج ان کے بیچ اچھلتا کودتا رہا۔ پھر جب سورج نکلا تو وہ نشے میں جھومتا ہوا واپس پہنچ گیا اور لیٹ کر سو گیا۔ بڑا مشکل وقت آپڑا تھا مجھ پر۔ کوئی فیصلہ کرنا اب مشکل ہو رہا تھا۔ بس یہ لگ رہا تھا کہ اب کچھ بھی نہ کر پاؤں گا۔ سارا دن کمل راج سوتا رہا۔ شام ہو گئی اس نے کچھ کھایا پیا بھی نہیں تھا۔ مجھے اس سے بہت محبت تھی لیکن اب میں غصے میں تھا۔ شام کو وہ جاگا اور اس نے مجھ سے کچھ کھانے کے لیے مانگا۔ کھانا میں نے تیار کر لیا تھا۔ میں نے اسے کھانے کی جانب متوجہ کر دیا وہ محسوس کر رہا تھا کہ میں اس سے روٹھا ہوا ہوں لیکن اس کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی مجھ سے کچھ کہنے کی اور پھر مجھے کہنے کا موقع بھی نہ ملا کیونکہ تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے بنجاروں کو دیکھا نجانے کیا کیا الٹی سیدھی چیزیں لیے ہوئے اسی جانب آرہے تھے۔ کمل راج بھی حیرانی سے انہیں دیکھتا رہا۔ آگے آگے بنجاروں کا سردار تھا۔ ہمارے قریب پہنچ کر اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور انہوں نے وہ تھال زمین پر رکھ دیے۔ بنجاروں کا سردار آگے بڑھ کر کہنے لگا۔

"جے بھگونتی جے بھگونتی، اشیش بھگونت نے مہاراج کمل

راج کو سوئیکار کر لیا ہے ہم بھینٹ دینے آئے ہیں۔ مہاراج کمل راج، دیوی سنتھا آپ پر مہربان ہو گئی ہے اب آپ ہمارے لیے اوتار کا درجہ رکھتے ہیں۔" کمل راج یہ سن کر حیران بھی ہوا اور خوش بھی نظر آنے لگا لیکن میرا چہرہ تاریک ہو گیا تھا۔ میں بھلا اس معاملے میں کیا بولتا۔ بنجاروں نے الٹی سیدھی رسمیں ادا کیں۔ کمل راج کو تلک لگائے۔ مالائیں پہنائیں اور جو بھینٹ لائے تھے وہ اس کے قدموں میں رکھ دی۔ کمل راج ساکت و جامد کھڑا ہوا تھا اور خوش نظر آرہا تھا۔ بنجاروں کے سردار نے کہا۔

"مہاراج آپ چاہیں تو اب اپنی یہ کٹیا چھوڑ کر ہمارے ساتھ ہی رہیں۔ دیوی اشیش آپ کو اب اپنے آپ سے دور نہیں رہنے دی گی ہم اس کے کہنے پر جشن منائیں گے پھر اس کو اور آپ کو ایک کر دیں گے۔"

میرا تن بدن جل رہا تھا میں کمل راج ہی کی طرف سے کچھ کہنے کا منتظر تھا۔ بنجاروں کا سردار انتظار میں کھڑا ہوا تھا کہ کمل راج کوئی جواب دے، کمل راج جھجکتا ہوا میرے پاس آیا اور اس نے کہا۔

"لاکھو چاچا، اب آپ بتائیں مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"ابھی ان لوگوں کو جانے دو بعد میں ہم کوئی فیصلہ کر کے انہیں خبر کر دیں گے۔" میں نے کہا۔ بنجاروں کا سردار آدھا جھک کر بولا۔

"ہاں مہاراج کوئی جلدی نہیں ہے، ہم تو اپنی طرف سے آئے ہیں باقی سارے کام تو دیوی ہی کرے گی۔" اور اس کے بعد وہ واپس چلے گئے۔

میں نے سنجیدگی سے کمل راج کو دیکھا تو وہ آہستہ سے بولا۔

"چھما چاہتا ہوں لاکھو چاچا چھما چاہتا ہوں مگر اب مجھے یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ میں سنتھا سے دور نہیں رہ سکتا۔"

"ٹھیک ہے کمل راج جو کچھ تم نے سوچا میں تمہیں وہ کرنے سے کیسے روک سکتا ہوں لیکن بھگوان کی سوگند جیون بھر دکھی رہوں گا اس بات پر کہ میں نے اپنا جیون بلاوجہ تمہارے لیے خراب کیا اگر سب یہی کچھ کرنا تھا تو تم کہیں بھی رہ کر کرتے۔ ارے یہ تو سوچو کمل راج کہ میں نے بھی اپنی جوانی تیاگ دی ہے۔ میں بھی پریم کرتا تھا کسی سے اور اس کے ساتھ جیون بتانے کا خواہش مند تھا۔ میں نے صرف نمک کے پھیر میں پڑ کر اپنا جیون برباد کر لیا۔ مجھے اس کا ہمیشہ ہمیشہ افسوس رہے گا اور مہاراج رام راج وہ تو بھاگ کے کالے ہیں کہ انہوں نے جس پر بھروسا کیا اس نے ان کے منہ پر پھن مارا۔"

"مگر لاکھو چاچا ہم یہ کام بعد میں بھی کر سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے جو تمہارے اور میرے من میں ہے ہم اس سے دور تو نہیں بھاگ رہے جو کچھ ہمیں کرنا ہے وہ کر ڈالیں گے۔"

"ارے چھوڑو کمل راج۔ جس پھیر میں پڑے ہو اس کے بعد اچھے اچھے سدھ بدھ کھو بیٹھتے ہیں بھلا تمہیں کہاں سے ملے گا اپنے ماتا پتا کے بارے میں سوچنے کا۔ میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ اب میں کیا کروں، کیا منہ لے کر جاؤں گا رام راج مہاراج کے پاس کہ یہ کیا ہے میں نے، میں تمہاری حفاظت نہیں کر سکا کمل راج مجھے اس کا دکھ ہے۔"

"مگر لاکھو چاچا۔"

"اب اگر مگر سے کچھ نہیں ہوتا جو تمہارے من میں آئے سو کرو میں بھی اب کہیں نکل جاؤں گا جنگل بیابانوں میں۔"

"آپ ہمارے ساتھ چلئے لاکھو چاچا۔"

"دیکھو میری زبان سے کوئی بری بات مت نکلواؤ۔ میں داس ہوں تمہارا۔ تمہارے نمک پر پلا ہوا لیکن میں نے بچوں کی طرح تمہیں پالا ہے گیارہ سال کی عمر سے میرے ساتھ ہو اب جوان ہو گئے ہو تو میرا بس نہیں چلے گا تم پر جو تمہارے من میں آئے کرو، میں تمہیں نہیں روکوں گا۔"

"مم.... مجھے بنجاروں کے پاس جانا ہو گا۔"

"ہاں چلے جاؤ تمہاری مرضی ہے۔" میں نے دکھی دل سے جواب دیا اور کمل راج پریشان ہو گیا۔ وہ گیا نہیں تھا بلکہ وہیں بیٹھا رہا تھا۔ بہت سے گزر گیا پھر جب رات ہوئی تو وہ ناگن ہمارے پاس پہنچ گئی اور اس نے کمل راج کو رجھانا شروع کر دیا اسے دیکھ کر کمل راج کو ہوش ہی نہیں رہتا تھا ساری سدھ بدھ کھو بیٹھتا تھا۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے دور لے گئی اور پھر نجانے کہاں کہاں بھٹکتے رہے وہ۔ کئی دن اسی طرح گزر گئے مہاراج اور پھر ایک دن بنجاروں نے اپنے ڈیرے اکھاڑ لیے وہ یہاں سے آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ بنجاروں کا سردار ایک بار پھر میرے پاس آیا اور اس نے کہا۔

"اس بیچ تم ایک بار بھی ہمارے پاس نہیں آئے لاکھو رام آخر کیوں؟"

"میرا تمہارا ساتھ نہیں ہے بھائی، میں انہی جنگلوں کا باسی ہوں۔ یہاں سے کہیں نہیں جا سکتا۔"

"تو کیا تم اپنے بیٹے کو چھوڑ دو گے؟"

"بھگوان ہی جانے، میں کیا کہہ سکتا ہوں اس سلسلے میں۔"

پھر جب بنجارے ہمارے پاس سے گزرنے لگے تو کمل راج نے مجھ سے کہا۔

"لاکھو چاچا چلو میرے ساتھ، تمہیں بھگوان کی سوگند تمہیں میری سوگند میرے ساتھ چلو۔"

"سن کمل راج میں تجھے شراپ دیتا ہوں جو کچھ تو کر رہا ہے اسے کر کے سکھی نہیں رہے گا۔ تجھے پچھتانا پڑے گا ایک دن تجھے خیال کرنا پڑے گا کہ تیرے ماتا پتا جنہوں نے تیرے لیے جیون وار دیا تیرا انتظار کرتے کرتے مر گئے ہیں تو سکھی نہیں رہے گا۔ میری

بات لکھ لے کمل راج میری بات لکھ لے۔"

"ایسا نہ کہو لاکھو چاچا' میں تو تمہیں بھی نہیں چھوڑ سکتا' چلو میرے ساتھ' دیکھو تم جو کچھ کہہ رہے ہو۔ جو ہمیں کرنا ہے وہ ہم کریں گے۔ بس سنتھا کا ساتھ ہو جائے گا اس میں حرج ہی کیا ہے؟"

"نہیں کمل راج تو جا مجھے بھول جا' ماتا پتا کو بھول جا اپنوں کو اس سے تک جب تک کہ وہ خود تیرے دل میں زخم بن کر نہ کسکنے لگیں۔"

کمل راج بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ "تم نہیں جاؤ گے تو میں بھی نہیں جاؤں گا۔"

سنتھا اس وقت بھی بنجاروں کے بیچ موجود نہیں تھی۔ بس سردار ہی سارے معاملات کی نگرانی کر رہا تھا۔ سردار نے کہا۔

"دیکھو لاکھو ایسا نہ کرو' ایسا نہ کرو ورنہ تمہیں نقصان پہنچ جائے گا۔ اشیش بھگونت یہ پسند نہیں کرے گی کہ کمل راج کسی ذہنی مشکل کا شکار رہے۔"

"تو جاؤ بھائی اپنا راستہ ناپو تمہاری اشیش بھگونت' کمل راج کو پسند کرتی ہے۔ میرا اس سے کیا واسطہ؟"

"تمہاری مرضی ہے۔" بنجاروں نے کہا اور اس کے بعد انہوں نے اپنے قدم آگے بڑھا دیئے لیکن کمل راج رک گیا تھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مان لو چاچا مان لو۔"

"نہیں کمل راج تو جا' بس تو جا' میرا شراپ لے کر جا' سکھی نہیں رہے گا تو' سمجھا تو سکھی نہیں رہے گا اور میں' میں دیکھوں گا تجھے' دیکھوں گا کمل راج' سوچوں گا میں تیرے بارے میں' بہت بڑا نقصان ہوا ہے میرا۔"

"تمہاری مرضی ہے۔" کمل راج آگے بڑھ گیا۔

میں اسے جاتے دیکھتا رہا اور پھر میں نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بنجاروں کے اس قبیلے کو اگر آگ میں نہ جلا دوں تو میرا نام بھی لاکھو رام نہیں ہے۔ بہت کچھ کھویا ہے میں نے کمل راج کے لیے بہت کچھ کھویا ہے۔ اسے آسانی سے نہیں جانے دوں گا۔"

میں اسی درخت کے پاس کھڑا ہوا تھا مہاراج کہ اچانک مجھے ایک ناگ نظر آیا۔ کالا لمبا ناگ جو ایک درخت سے مجھ پر کودا تھا اور پھر اس ناگ نے مجھے ڈس لیا۔ یہ سنتھا تھی بھگوان کی سوگند یہ سنتھا ہی تھا' ان کی دیوی' ناگ دیوی جس نے اپنا راستہ صاف کرنے کے لیے مجھے راستے سے ہٹا دیا تھا بس مہاراج میرے پورے شریر میں آگ لگ گئی۔ آہستہ آہستہ میرے ہوش و حواس گم ہو گئے اور میں بے ہوش ہو گیا اور اس کے بعد مہاراج تم مجھے ہوش میں لائے' یہ ہے میری کہانی مجھے اس سنسار میں اب کچھ نہیں چاہیے اگر وہ نکل گیا ہے تو پھر مجھے بھی جی کر کیا کرنا ہے۔ تم نے مجھے بچا لیا ہے مہاراج۔ یہ تمہاری مہربانی ہے لیکن اگر میرا جیون چاہتے ہو تو بھگوان کے لیے مجھے کوئی اپائے بتاؤ میں کمل راج کو اس ناگن کے چنگل سے نکالنا چاہتا ہوں۔"

میں خاموشی سے یہ دلچسپ داستان سن رہا تھا اور میری مسرتوں کی انتہا نہیں تھی۔ نجانے کب سے ان داستانوں کو کھوئے بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے تو انسانوں کی کہانیاں ہی یاد نہیں رہی تھیں۔ جنگلوں بیابانوں میں بھٹکتے ہوئے درندے' فضا میں اڑتے ہوئے پرندے' بس انہی سے میرا واسطہ تھا حالانکہ میں ان تھا۔ ماضی کے بہت سے نقوش اب بھی میرے ذہن میں محفوظ تھے لیکن ان سے اتنا فاصلہ ہو چکا تھا کہ اب وہ مجھے کبھی یاد نہیں آئے تھے اور اب اتنے عرصے کے بعد میں نے انسانوں کی ایک کہانی سنی تھی اور اس میں مجھے پوری پوری دلچسپی محسوس ہوئی تھی۔ بہت دیر تک میں سوچتا رہا پھر میں نے اس سے کہا۔

"لیکن تجھے تو یہ اندازہ بھی نہیں ہے کہ لاکھو رام کہ بنجارے کس سمت گئے ہیں۔"

"نہیں مہاراج مجھے اس کا اندازہ ہے۔ میں نے انہیں سامنے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ جنگل بیابان ہیں ہی کتنے وسیع' ہم اگر ان کا پیچھا کریں گے تو ان تک پہنچ جائیں گے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے مہاراج کہ ہم ان کا پیچھا کر کے کریں گے کیا؟"

میں کسی سوچ میں ڈوب گیا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں لاکھو رام' میں تیرے مقصد میں تیرا ساتھ دوں گا۔ چل ان کا پیچھا کرتے ہیں' کیا تیرے اندر ان کا پیچھا کرنے کی ہمت ہے۔"

"بھگوان کی سوگند مہاراج! اپنے مہاراج رام راج کے لیے میں سارا جیون سفر کر سکتا ہوں۔ اس وقت تک جب تک کہ میرے پاؤں گل کر میرے بدن سے علیحدہ نہ ہو جائیں۔" اس نے ایک جذبے کے تحت کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

درحقیقت بیچارے لاکھو رام کے لیے اس دنیا میں اور کچھ نہیں رہ گیا تھا۔ اس نے ایک مقصد کے لیے اپنی زندگی تج دی تھی۔ جب وہ مقصد ہی ختم ہو گیا تو اس کے جیون بیکار ہو گیا اس لیے وہ اس جیون کو اپنے مقصد کے لیے صرف کر دینا چاہتا تھا اور میں تو مست مولا تھا جسے زندگی میں کوئی کام ہی نہیں تھا کہ اسے کرنا کیا ہے بہرطور ہم لوگ چل پڑے۔ بنجاروں کے قدموں کے نشانات ہمیں جا بجا مل رہے تھے اور ہم اپنے اس لمبے سفر میں ان کے نشانات پا رہے تھے۔ دو تین جگہ ہمیں زمین پر بجھی ہوئی راکھ ملی جس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ بنجاروں نے یہاں رات کو قیام

کیا اور اس کے بعد چل پڑے۔ یوں دن اور رات کا سفر جاری رہا۔ لاکھو رام کو اگر بنجاروں کے نشانات نہ ملتے تو وہ بددل ہو جاتا اور سوچتا کہ شاید وہ راستہ بھٹک گیا ہے لیکن یہ نشانات اس کے اندر لگن پیدا کر رہے تھے حالانکہ چلتے چلتے اس کے پاؤں سوج گئے تھے اور کئی دفعہ اس کی حالت بگڑ گئی تھی لیکن اس کے باوجود اس نے ہمت نہیں ہاری تھی۔ اپنے مالکوں کا وفادار آدمی تھا اور مجھے اس کی یہ بات پسند آئی تھی۔ میں بھی حتی الامکان اس کی مدد کر رہا تھا۔ پھر ایک دن ہم ایک بلندی پر رات کے قیام کے لیے رکے۔ مجھے تو خیر کوئی فرق نہیں پڑتا تھا چلنے پھرنے میں لیکن لاکھو رام کے لیے مجھے بھی قیام کرنا پڑتا تھا تاکہ کم از کم وہ رات بھر ستا لے۔ ان بلندیوں سے ہم نے گہرائیوں کی جانب دیکھا تو خانہ بدوشوں کا قافلہ ایک جگہ فروکش نظر آیا۔ لاکھو رام خوشی سے اچھل پڑا۔

"مہاراج ہم نے انہیں پا لیا ہے۔ بھگوان کی سوگند! ہم نے نہیں پالیا ہے۔ یہ وہی ہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔"

میں خود بھی بلندی سے ان خانہ بدوشوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ بنجاروں نے ایک مخصوص انداز میں ڈیرا ڈالا ہوا تھا اور اس سے یہ پتا چلتا تھا کہ وہ یہاں خاصے وقت قیام کا ارادہ رکھتے ہیں جگہ جگہ آگ روشن تھی۔ اطراف میں پتھریلے ٹیلے بکھرے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ جھاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ علاقہ دیکھنے میں کافی خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ بنجاروں نے یہاں قیام کا فیصلہ اس لیے کیا تھا کہ ان کی قیام گاہ سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک بلندی سے ایک آبشار گر رہا تھا گو یہ آبشار بہت زیادہ بڑا نہیں تھا لیکن اس کے گرنے والے پانی نے ایک جھیل جیسی شکل اختیار کر لی تھی اور آگے چل کر وہ نالے جیسی شکل میں بہتا ہوا نجانے کہاں سے کہاں نکل گیا تھا۔ آبشار کے کنارے خود رو درختوں کی بہتات تھی اور تاحد نظر گھاس بکھری ہوئی تھی۔ قیام کے لیے اس سے بہتر اور کوئی جگہ نہیں ہو سکتی تھی۔ میں نے لاکھو رام سے کہا۔

"دن کی روشنی میں تو یہ جائزہ لینا کہ بنجاروں کا وہی گروہ ہے یہ کہیں کوئی اور تو نہیں۔"

"نہیں مہاراج میری آنکھیں دھوکا نہیں کھا رہیں۔ میں نے پہلے بھی انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے اور اب بھی انہیں دیکھ رہا ہوں یہ وہی ہیں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے لاکھو رام چلو ہماری محنت تو سوارت ہوئی لیکن اب ہمیں کیا کرنا چاہیے' کیا ہم سیدھے ان کے سر پر پہنچ جائیں۔ اس سے کوئی خاص فائدہ تو نہیں ہو گا' کمل راج آج بھی سنتا کے جال میں پھنسا ہوا ہو گا کوئی ایسی تدبیر ہونی چاہیے جس سے ہمیں کچھ کام کرنے کا موقع ملے۔"

"مہاراج میں تو اس سے بھی کچھ نہیں کر سکا تھا بھلا کیا کرتا جبکہ کمل راج ہی ان کی جانب متوجہ تھا۔ اب اس سلسلے میں جو بھی فیصلہ کریں گے۔ آپ ہی کریں گے۔"

میں پرُخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ میرا ذہن اب اس سلسلے میں کوئی مناسب تدبیر سوچ رہا تھا۔ انسانوں کے اس پہلے گروہ کے بارے میں' میں سوچ سمجھ کر ہر قدم اٹھانا چاہتا تھا۔ طویل عرصے کے بعد انسانوں سے واقفیت بھی مقصود تھی اور پھر یہ سب کچھ دلچسپ لگ رہا تھا۔ میں بہت عرصے کے بعد انسانی دلچسپیوں میں دوبارہ داخل ہوا تھا تو اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ رات آہستہ آہستہ گزرتی رہی اور میرا ذہن سوچوں میں ڈوبا رہا۔ لاکھو رام خاموش تھا۔ وہ بیچارہ ملازم اور سپاہی قسم کا آدمی تھا۔ اس کا دماغ اس معاملے میں زیادہ کارآمد نہیں تھا۔ میں نے کافی غور کرنے کے بعد اس سے کہا۔

"اور کل دن کی روشنی میں تو بنجاروں کی بستی میں پہنچ جائے گا۔" میرے ان الفاظ پر لاکھو رام چونک اٹھا اس نے کہا۔

"م... میں مہاراج۔"

"ہاں لاکھو رام دیکھنا ہے تجھے کہ تیرا پالا ہوا لڑکا تجھ سے کتنا مانوس ہے۔ وہ تیرے لیے مضطرب ہے یا نہیں' اس کا دماغ کس حد تک ماؤف ہوا ہے۔ اسے تجھ سے محبت ہونی چاہیے۔"

"اب اور بھی دیکھنا ہے مہاراج وہ اپنی رنگ رلیوں میں مگن ہے۔ عورت مل گئی ہے اسے اور وہ بھول گیا ہے مجھے اگر میں اسے یاد ہوتا تو پلٹتا نا پاپی دیکھتا تو سہی کہ لاکھو پر کیا گزری۔ لاکھو چاچا کس حال میں ہے۔ خاموشی سے چلا آیا ان لوگوں کے ساتھ اب اس کے بیچ کیا جانا۔"

"بات اس کی محبت یا لگن کی نہیں ہے لاکھو رام تو نے جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے تجھے اس کی تکمیل کرنی ہے۔ یہاں محبتوں کا معاملہ نہیں ہے بلکہ تیرا ایک مقصد ہے جس کی تو تکمیل کرنا چاہتا ہے اسے خیر و عافیت کے ساتھ ہری پور پہنچا دے۔ اس کے باپ کے حوالے کر دے تیرا کام ختم ہو جاتا ہے۔"

لاکھو رام رونے لگا اس نے کہا۔ "اور میں نے جو سارا جیون بتا دیا مہاراج' محبت ہی میں تو بتا دیا ہے وفاداری ایک چیز بے شک ہوتی ہے مگر اس کے لیے جیون دان نہیں کیا جاتا میں نے تو اپنا سب کچھ چھوڑ دیا۔ اب ان بوڑھی ہڈیوں کو لے کر کسی کے پاس کیا جاؤں گا اور کیا کہوں گا۔"

"تیری مرضی ہے لاکھو رام تیرے معاملے سے بس میں اسی حد تک دلچسپی لے سکتا ہوں کہ تجھے تدبیریں بتاتا رہوں تیرا دل اگر ان باتوں کو قبول نہیں کرتا تو تیری مرضی ہے یہ تیرا کام ہے میرا نہیں۔"

لاکھو رام گردن جھکا کر سوچنے لگا اس کے اندر کشمکش ہو رہی تھی اور میں اس کشمکش کو فطری چیز سمجھتا تھا۔ درحقیقت کسی کے لیے اپنے آپ کو ختم کر لینا بہت مشکل کام تھا۔ انسانوں میں

وفاداریوں کا ایسا تصور بھی ہوتا ہے بہرحال تجزیے کی شکل میں سامنے آرہا تھا اور میری نئی کتاب میں پہلے صفحے کی تحریر یہی تھی ورنہ سچی بات ہے انسانوں کا رہن سہن ان کا طرز زندگی ان کا انداز فکر سب کچھ ہی بھول گیا تھا۔ لاکھو رام نے کچھ دیر کے بعد کہا۔

"ہم جائیں گے مہاراج، ضرور جائیں گے ان بیکار سانسوں کو لیے پھرنا ہمارے کس کام کا۔ جب سارا جیون دان کر دیا تو پھر یہ تھوڑی سی زندگی کا بوجھ اپنے لیے رکھنے سے کیا ملے گا ہمیں، کوئی بھی تو نہیں رہا ہے اب سنسار میں ہمارا، ٹھیک ہے، اسی کوشش میں موت آجانی چاہیے۔ پر اتنی سی آرزو ہے مہاراج کہ مریں تو اپنے مالک رام راج کے چرنوں میں، یہ بتا کر، دیکھو مالک ہم نے تمہارے نمک سے وفاداری کی ہے۔ ہم نے نمک حرامی نہیں کی، مالک، مالک ہے بگڑ گیا ہم کیا کریں؟"

"تجھے فائدہ ہو گا لاکھو رام، یہ مت سوچ کہ تو اپنی ان کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔"

"ہمارا کلیجا بڑھ گیا ہے مہاراج، کوئی چنتا نہیں ہے اب ہمیں اپنے جیون کی، اس بیکار جیون کے آخری سانس بھی ان لوگوں کے حوالے کر دیے جائیں تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے کم از کم اپنا کام پورا کر دیا۔ بتاؤ ہمیں کیا کرنا ہے؟"

"کل دن کی روشنی میں تو بنجاروں کی بستی کی جانب چلا جائے گا۔ وہاں جا کر تو سردار سے ملے گا۔ کہے گا کہ تو نے سارا جیون اپنے بیٹے کے ساتھ گزارا ہے اب یہ آخری سانس بھی اس کے ساتھ ہی گزارنا چاہتا ہے۔ میرا خیال ہے کمل راج تجھے اس حد تک نظر انداز نہیں کرے گا اور اگر کرتا ہے تو پھر دیکھیں گے کہ بعد میں کیا کیا جا سکتا ہے۔"

"تو پھر میں ان لوگوں کے بیچ پہنچ جاؤں؟"

"ہاں۔"

"اس کے بعد کیا کروں مہاراج؟"

"کچھ نہیں اس کے بعد جو کچھ کروں گا میں کروں گا، تجھے وہاں پہنچ جانا چاہیے۔"

"اور تم میرے ساتھ نہیں چلو گے۔"

"نہیں مناسب نہیں ہو گا، میں ذرا دور رہ کر ہی دیکھوں گا کہ کمل راج کو سنتھا یا اشیش بھگونت کے جال سے کیسے نکالا جا سکتا ہے۔"

"جو آگیا مہاراج، کل ہم روتے پیٹتے وہاں پہنچ جائیں گے اور کہیں گے ہم سے اپنے بیٹے کی جدائی برداشت نہیں ہو سکی ہم ان سے کہیں گے کہ ہم ان کے معاملات میں ٹانگ نہیں اڑائیں گے۔ وہ ہمیں بنجاروں ہی میں شامل کر لیں جیسے وہ رہتے سہتے ہیں ایسے ہی ہم ان کے ساتھ رہیں گے۔"

میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔

اور پھر دوسری صبح میں نے لاکھو رام کو بنجاروں کے گروہ کی جانب روانہ کر دیا۔ میں دور سے کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ تبھی مجھے چندر بھان کی آواز سنائی دی۔

"تا... تا.... بیاس نا تو نے اس عقل سے کام نہیں لیا جو بیاس کی عقل ہے، اب تک جو کچھ کیا ٹھیک کیا پر تو یہ سوچ کہ وہ بیچارہ سیدھا سادا سا ہی بنجاروں کے بیچ پہنچے گا تو کون جانے اس پر کیا بیتے۔ اشیش بھگونت اس کی دشمن ہو گئی ہے۔ ایسا نہ ہوتا تو وہ اسے کاٹ کر کیوں چھوڑ جاتی اور جہاں تک رہا معاملہ کمل راج کا تو وہ اس کے پھیر میں ہے ہی۔ ایسے سے اگر بنجاروں کے گروہ میں لاکھو رام کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو کیا فائدہ ہوتا تیری اس کوشش سے۔"

نجانے کتنے عرصے کے بعد چندر بھان کی آواز میرے کانوں میں پڑی تھی۔ میں چونک پڑا۔ بھلا اسے بھولنے کا کیا تصور میرے ذہن میں بیدار ہو سکتا تھا۔ میرے اندر عقیدت پیدا ہو گئی۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"جے گرو مہاراج، بھول ہو گئی مجھ سے، مگر کیا میں ان کے ساتھ چلا جاتا؟"

"ارے باؤلے ابھی تو سے آیا ہے کہ انسانوں کے بیچ تو اپنے آپ کو پرکھ، بیاس کی عقل اتنی کچی نہیں ہے، تو بھول گیا۔ میں نے تجھے شریر کو آتما سے علیحدہ کرنے کا منتر سکھایا تھا۔ ارے باؤلے آتما شریر سے الگ بھی تو ہو سکتی ہے۔ شریر کو کہیں چھپا دے، آتما کو لے جا اس کے پیچھے اور دیکھ وہاں کیا ہو رہا ہے، جب شریر کی ضرورت ہو تجھے تو شریر حاصل کر لینا بھلا تجھے اس میں کیا پریشانی ہو گی۔" مجھے گرو مہاراج کے سکھائے ہوئے سارے منتر یاد آگئے اور میں نے گردن ہلا کر کہا۔

"بیاس تجھ سے بھول نہیں ہونی چاہیے۔ بھشٹم تو تو بن چکا ہے پورا پورا بیاس بن جا، تبھی تو اصل کام شروع ہو گا۔"

"جے مہاراج، جے گرو مہاراج۔" میں نے کہا اور چندر بھان کی آواز بند ہو گئی۔ چندر بھان نے سچ ہی کہا تھا۔ میں نے ایک مناسب جگہ تلاش کی اور اپنے جسم کو وہاں چھپا دیا۔ شریر سے آتما کو دور کرنا میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ چنانچہ میرے اپنے بدن میں سے ایک اور بدن باہر نکلا اور اس کے بعد میں نے برق رفتاری سے لاکھو رام کا پیچھا شروع کر دیا۔ بھلا وہ مجھ سے زیادہ تیز رفتار کہاں ہو سکتا تھا۔ ہاں اترائیاں اترتے ہوئے بنجاروں نے اسے ضرور دیکھ لیا تھا اور چند ہی لمحات کے بعد کمل راج کو بھی اطلاع کر دی تھی کہ اس کا چاچا لاکھو رام اس کے پاس پہنچ چکا ہے۔ مجھے دور ہی سے یہ اندازہ ہو گیا کہ کمل راج کے دل میں ابھی لاکھو رام کے لیے جگہ موجود ہے کیونکہ وہ تیزی

سے لاکھو رام کی جانب بڑھ آیا تھا۔ البتہ سنتھا کا کہیں پتا نہیں تھا۔ ویسے بھی وہ دیوی تھی اور ان لوگوں کے بیچ نہیں رہتی تھی۔ جس کا اعتراف خود بنجاروں کے سردار نے بھی کیا تھا اور اندازہ بھی ہو گیا تھا۔ بہرحال لاکھوں رام کمل راج کے پاس پہنچ گیا اور اس کے بعد وہ بے اختیار ہو گیا۔ وہ لپٹ لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا' کمل راج بھی متاثر نظر آرہا تھا۔ بنجارے خاموش کھڑے ہوئے۔ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ پھر کمل راج سے کہا۔

"ارے باؤلے کس لیے چھوڑ آیا تھا تو مجھے ارے ذرا دیکھ تو لیتا کہ جیتا ہوں یا مرگیا۔ ایک پتھر اٹھاتا اور میرا سر کچل دیتا تاکہ جیون کی کوئی آس نہ رہتی۔ اس کے بعد بھلا میں تیرا پیچھا کیسے کرتا پر کیا کروں اب بدنصیب سانسوں کو کہ شریر میں پھنسی رہ گئی ہیں اور محبت سے مجھے مجبور کر رہی ہیں کہ تیرے ساتھ ہی رہوں مہاراج! میں داس ہوں تمہارا' تم بنجارے ہو نگر نگر پھرتے ہو' مجھے بھی اپنے ساتھ رکھ لو' سیوا کروں گا تم سب کی' جو کام دو گے مجھے' وہ میں کرتا رہوں گا کبھی سر نہیں اٹھاؤں گا۔ یہ نہیں کہوں گا کہ میں کمل راج کا چاچا ہوں۔ مجھے ایک غریب آدمی کی حیثیت سے اپنے بیچ جگہ دے دو مہاراج اتنا کام کروں گا تمہارا کہ تم لوگوں کو یہ احساس نہیں رہے گا کہ میری دو روٹیاں تم پر بھاری ہیں۔" بنجاروں کے سردار نے کمل راج کی طرف دیکھا تو کمل راج نے کہا۔

"ہاں سردار لاکھو چاچا کا ہمارے ساتھ رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جب یہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بیچ ٹانگ نہیں اڑائیں گے تو پھر تم انہیں اپنے درمیان جگہ دے دو۔"

"جو حکم مہاراج ہم بھلا آپ سے الگ ہیں' آپ نے اگر فیصلہ کیا تو ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں گے ویسا ہی ہوگا۔"

میں مسکراتی نگاہوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا بہرحال
ہر کار گر ہو گئی۔ کم از کم لاکھو رام کو کمل راج کے پاس
دقع مل گیا تھا۔ اب اس سے آگے مجھے دیکھنا تھا کہ
ہے لاکھو رام بیچارہ بہرحال کمل راج کے پاس پہنچ گیا
ناروں کی بستی میں آکر خاصی دلچسپی محسوس کر رہا
کے بعد ایک انسان سے ملاقات ہوئی تھی اور
گاہوں کے سامنے آئے تھے۔ اب یہاں
۔ ان کا رہن سہن' ان کے جینے کا انداز'
سیان رہا ہی کتنے دن تھا وہ بھی بے
سنبھالا ہی تھا کہ آبادیاں دور ہو گئی
و غریب زندگی گزاری تھی۔
ں کو دیکھ رہا تھا۔ عورتیں
' رہن سہن' یہ سب بڑا
ہی چکا تھا اور یوں

ایک نئ
رہنے کا
مجھے کیا کرنا
تھا۔ میں ' بھی
تھا۔ طویل رہے
اس کے مس کھڑا ر
بنجاروں کا پورا گرد تھا
ماضی میں انسانوں اپنے در
حواس کے عالم میں ابر ہوش
تھیں اور اس کے بعد ر ایک عجیب
اب میں بے جسی کی حالت ان لو
مرد' بچے' ضرورتیں' محبت تیں' انداز فکر
انوکھا انوکھا لگ رہا تھا۔ ما نی تقریباً' بھول

لگ رہا تھا جیسے کسی نئی دنیا میں آگیا ہوں۔ جسم کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی کرتا بھی کیا تھا اس کا جب ضرورت ہوگی جا کر اٹھا لاؤں گا۔ کون سا مشکل کام تھا۔ بنجارن عورتیں بہت خوبصورت تھیں۔ ان میں ایک وحشت پائی جاتی تھی اور مجھے یہ وحشت کافی دلکش لگ رہی تھی۔ مردوں نے عورتوں کے تحفظ کا خاص بندوبست کیا ہوا تھا اور انہیں ایک مخصوص حصے ہی میں رہنے کے لیے جگہ دی جاتی تھی۔ بڑے دلچسپ اور عجیب معاملات تھے ان کے۔

پھر اس رات میں نے بنجاروں کے ڈیرے سے دور سنتھا کو دیکھا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اپنی نوعیت کی انوکھی ہی عورت تھی۔ حسن و جمال کا ایسا دلکش مرقع کہ نگاہیں اس پر جم کر رہ جائیں' میں تو گویا جوان ہی نہیں ہوا تھا۔ بچپن مرا تھا کہ چندر بھان سے واسطہ پڑ گیا تھا اور اس کے بعد اس نے مجھے کیا کیا سکھانے ہی میں وقت صرف کیا۔ وہ جذبات جو جوانی کا حصہ ہوتے ہیں۔ میرے سینے میں موجزن نہیں ہوئے تھے۔ بنجارن عورتوں کو دیکھا تھا۔ اچھی لگی تھیں لیکن ان کے حصول کا یا ان کی قربت کا کوئی تصور دل میں نہیں جاگا تھا۔ غالباً" ابھی تک میں اس تصور میں کچا تھا اور اس مانگ سے ناآشنا بھی لیکن سنتھا کو دیکھ کر میری نگاہیں بھی اس پر جم گئی تھیں۔ وہ بے چینی سے ٹہل رہی تھی اور اس کی چال میں ایک انوکھا بانکپن تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے روشنی کا ایک ہالہ اس کے ساتھ ساتھ گردش کر رہا ہو۔ وہ بنجاروں کی دیوی تھی۔ نجانے کیا چیز ہے وہ" ابھی میں اس پر غور ہی کر رہا تھا کہ میں نے کمل راج کو دیکھا جو اس کی جانب آرہا تھا۔

یہ نوجوان بھی خوبصورت جوان تھا۔ ظاہر ہے ایک ریاست کے والی کا بیٹا تھا۔ اس کے اندر بھی کچھ خوبیاں تھیں جنہیں نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ سنتھا رک گئی اور کمل راج کے قریب آنے کا انتظار کرتی رہی پھر کمل راج اس کے قریب پہنچ گیا۔ سنتھا کے انداز میں کچھ بے رخی سی تھی۔ جسے میں نے بھی محسوس کرلیا تو کمل راج کیوں نہ محسوس کرتا اس نے محبت بھرے انداز میں سنتھا کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے سنتھا کچھ چپ سی ہو کوئی بھول ہو گئی مجھ سے؟"

"آؤ بیٹھو' بیٹھتے ہیں۔" کمل راج نے اسے اپنی آغوش میں کھینچ لیا۔ سنتھا نے اس کی کلائیاں پکڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں مجھے بتاؤ' میں حیران ہوں اور مجھے غصہ بھی ہے۔"

"وہ ایک بیکار شخصیت ہے سنتھا' نہ تمہارے لیے نقصان دہ نہ میرے لیے' ہم اسے وہاں چھوڑ آئے تھے' وہ میری محبت میں کھنچا ہوا پھر یہاں تک آگیا اور اس نے سردار سے درخواست کی ہے کہ اسے بنجاروں کے گروہ میں سیوک کی حیثیت سے پڑا رہنے

دیا جائے۔ پڑا رہنے دو سنتھا' نہ ہمارا کچھ نقصان کر سکے گا نہ تمہارا۔"

"مگر میں نے اسے جیون سے دور کر دیا تھا۔ میں اس بات پر حیران ہوں کہ وہ جیتا کیسے بچ گیا۔ میرا وش کسی کے شریر میں داخل ہو جائے اور وہ جیون پا لے' میرے لیے سب سے زیادہ حیرانی کی بات یہی ہے۔"

"بھگوان جسے جیون دینا چاہتا ہے سنتھا کسی نہ کسی طرح دے دیتا ہے۔ یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔"

"مگر میرا اپمان ہے یہ' ایسا ہوا کیسے؟"

"چھوڑو' دیکھو موسم کتنا خوبصورت ہے' بادل چھائے ہوئے ہیں' چاند نکلتا ہے اور چھپ جاتا ہے' یوں لگتا ہے جیسے چندرما ہم سے کھیل رہا ہے۔ آؤ ہم ایک دوسرے سے کھیلیں۔" کمل راج جوانی کے جوش میں ڈوبا ہوا تھا۔ سنتھا اسے دیکھ کر مسکرا دی اور اس کے بعد وہاں کچھ ایسے مناظر پیدا ہو گئے جو میرے لیے اجنبی تھے۔ میں حیرت و دلچسپی سے ان مناظر کو دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ انسانیت کا یہ بھی ایک روپ ہے۔ یہ بھی ایک انداز ہے' اس طرح بھی ہوتا ہے۔ چاند بادلوں میں اٹکھیلیاں کرتا رہا پھر میں اس منظر سے اکتا گیا اور وہاں سے واپس پلٹ آیا۔ ایک پرسکون جگہ دیکھ کر میں نے بھی آرام کی ٹھانی اور دوسرا دن شروع ہو گیا۔

میں بنجاروں کی کارکردگی دیکھتا رہا۔ کس طرح صبح کا آغاز ہوتا ہے' کس طرح وہ اپنی اپنی ذمے داریاں پوری کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ سوکھی لکڑیاں چن کر لاتے ہیں ان پر کھانا پکاتے ہیں' جانوروں کو شکار کر کے ان کا گوشت حاصل کرتے ہیں اور اسے معدے میں اتارتے ہیں۔ پانی سے مچھلیاں پکڑتے ہیں۔ یہ ... زندگی' جنگل کے بیل بوٹے' گھاس پتیاں بھی ان کی خوراک ہیں۔ بڑا اچھا لگ رہا تھا مجھے یہ سب کچھ اور میں اس میں پوری دلچسپی لے رہا تھا۔ بہت کچھ معلوم ہوا تھا مجھے۔ کمل راج کو بھی دیکھا تھا اور بوڑھے لاکھو رام کو بھی' لاکھو بنجاروں کے بیلوں کی لاشوں کی غلاظت اٹھا رہا تھا۔ مجھے اسے دیکھ کر بہت دکھ ہو رہا تھا۔ ان ... میں نے دوبارہ اس سے ملاقات نہیں کی تھی۔ ابھی تک ... حالت میں اس کے سامنے جاتا تو ذرا غلط ہی ہو جاتا اپنے آپ بہرحال ہر طرح سے دوسروں کی آنکھوں سے محفوظ رکھنا تھا۔ کیا فائدہ کوئی میرے بارے میں سب کچھ جانے پھر شام جھک آئی۔ لگتا تھا بنجارے یہاں بھی لمبا ہی قیام کریں گے۔ مجھے اپنا بدن یاد آیا اور میں آہستہ آہستہ اس کی جانب چل پڑا۔

چاند نکل آیا تھا اور آج آسمان بھی روشن تھا۔ کالے آسمان پر ستارے جڑے ہوئے تھے اور ان کے بیچوں بیچ چاند بے حد حسین لگ رہا تھا۔ میں ابھی ماحول کی رنگینیوں سے نا آشنا تھا۔ اگر سمجھتا ہوتا تو اس موسم کا کوئی تاثر میرے ذہن میں ضرور ابھرتا۔ اپنے جسم کے پاس آ گیا جو بے جان پڑا ہوا تھا لیکن پھر مجھے چونکنا پڑا۔ میرے بدن سے کچھ فاصلے پر چکی پاٹ جیسا پھن پھیلائے ہوئے ایک سانپ کھڑا ہوا تھا اس کا چمکدار سیاہ جسم کنڈلی مارے ہوئے تھا اور اس کا چوڑا پھن پھیلا ہوا تھا۔ اس کی ننھی ننھی چمکدار آنکھیں میرے بدن کو دیکھ رہی تھیں۔ میں حیرت اور دلچسپی سے سانپ کی یہ کارروائی دیکھنے لگا۔ نجانے اسے میرے بدن سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی تھی پھر میں نے اپنے جسم میں داخل ہونا مناسب سمجھا اور خاموشی سے اپنے جسم میں داخل ہو گیا۔ میں نے ایک ہاتھ اٹھا کر اپنا چہرہ صاف کیا جس پر گرد کی ہلکی سی تہ آ گئی تھی اور میرے بدن کی جنبش محسوس کرتے ہی سانپ نے اپنا پھن ڈالا اور برق رفتاری سے ایک جانب نکل گیا میں اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ سانپ سے میری دلچسپی بڑھ گئی تھی۔

چنانچہ میں ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور اس ٹیلے کی اوٹ سے نکل آیا۔ جہاں میں نے اپنا بدن چھوڑا تھا۔ ٹیلے کے دوسری طرف کسی کو موجود پا کر میں ایک دم چونک پڑا۔ میں نے غور سے دیکھا تو سنتھا تھی جو حیران حیران سی کھڑی ہوئی تھی۔ میں اسے دیکھ کر چونکا لیکن ظاہر ہے میرا اس کا کوئی تعارف نہیں تھا۔ وہ مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر وہ چند قدم آگے بڑھی اور اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر ماتھے سے لگائے۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ تب سنتھا کی چاندی کے گھنگھرو جیسی مترنم آواز ابھری۔

"جے بھگوان! جے مہاریو کون ہو تم یہاں کیسے آ گئے' کیا کر رہے ہو' کون سے قبیلے سے تعلق ہے تمہارا' کہاں سے چل کر آ رہے ہو اور یہاں دھرتی پر کیسے سو گئے تھے؟"

بہت سے سوال اس نے ایک ساتھ ہی کر ڈالے۔ میں اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اور میرا علم مجھے بتا رہا تھا کہ سنتھا کی آنکھوں میں میرے لیے کچھ عجیب سے چاہت کے جذبات ہیں۔ تب ہی بیاس کے ذہن سے میں نے سوچا اور اچانک ہی میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ ایک منصوبہ ایک خیال میرے ذہن میں آ گیا تھا اور میں نے فوراً ہی اس پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی چہرے پر دلچسپی اور پسند کے تاثرات پیدا کر لیے۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے دیکھا اور کہا۔

"یہی سوال میں تم سے بھی کر سکتا ہوں' آکاش سے اتری ہو دھرتی سے اگی ہو۔ حسن و جمال کا ایسا پیکر ہو کہ آدمی کو اپنے قابو پانا مشکل ہو جائے کون ہو تم؟"

... ہنس پڑی اور آہستہ سے بولی۔ "سنتھا ہے میرا نام' تمہارا کیا نام ہے؟" ... نے جواب دیا۔

"بیاس۔"

"جوگی؟"

"نہیں۔"

"پھر کون؟"

"آدمی ہوں صرف ایک آدمی۔"

"تم منش نہیں ہو سکتے' مجھے تو آکاش سے اترے ہوئے کوئی دیوتا لگتے ہو۔ میں نے کسی منش کو اس روپ میں کبھی نہیں دیکھا۔"

"میں تمہیں آدمی نہیں لگتا؟"

"نہیں اندر معلوم ہوتے ہو۔ سچ مچ کے اندر' اتنے سندر کہ من پگھل کر دھرتی پر بہہ جائے۔ میں نے تم جیسا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

میں ایک بار پھر مسکرا دیا۔ یہی تو میرا منصوبہ تھا اور خود بخود ہی یہ منصوبہ کارگر ہو رہا تھا۔ میں نے اس کہا۔

"بنا رہی ہو مجھے۔"

"جسے دیوتاؤں نے بنایا ہو اسے مجھ جیسی معمولی عورت کیسے بنا سکتی ہے۔"

"تم معمولی عورت تو نہیں ہو۔"

"پھر کون ہوں؟"

"اپسرا ہو' اگر تم مجھے اندر کہتی ہو تو یوں سمجھ لو کہ اندر مہاراج صرف تم جیسی اپسرا کے لیے جی رہے ہوں گے۔"

"ہائے رام کیسی سندر باتیں کرتے ہو۔"

"سنتھا تمہارا کیا خیال ہے تمہیں دیکھ کر کوئی اپنے من پر قابو پا سکتا ہے؟"

"یہ تم کہہ رہے ہو تو مانے لیتی ہوں۔ ورنہ تمہارے سامنے تو کچھ بھی نہیں ہوں میں۔ اچھا یہ بتاؤ کہاں رہتے ہو۔ یہاں کوئی جگہ بنا رکھی ہے اپنے لیے' یا کہیں سے چل کر آ رہے ہو۔"

"جوگی نہیں ہوں کہہ چکا ہوں تم سے لیکن یوں سمجھ لو سنسار سے دور رہتا ہوں۔ ان جنگلوں میں بھٹک رہا ہوں۔"

"تو آؤ میرے ساتھ' میں تمہیں شانت کر دوں۔"

"کہاں؟"

"وہ تھوڑے فاصلے پر ایک جھرنا ہے اس کے پیچھے درخت اُگے ہوئے ہیں۔ بڑی سندر جگہ ہے' آؤ وہیں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

میں اس کے ساتھ چل پڑا' وہ مجھے ایک ایسے راستے سے لے کر مجھے وہاں تک پہنچی جس سے بنجاروں کا سامنا نہ ہو سکے یہ وہ جگہ نہیں تھی جہاں پچھلی رات میں نے اسے کمل راج کے ساتھ دیکھا تھا بلکہ جھرنے کے پیچھے یہ ایک واقعی بہت خوبصورت جگہ تھی جو اب تک میری نگاہوں سے اوجھل رہی تھی۔ نیلے آسمان کے نیچے بکھری ہوئی چاندنی میں ہم لوگ گھاس پر بیٹھ گئے۔ سنتھا نے آہستہ سے کہا۔

"تمہیں دیکھ کر تو سارا سنسار کھو دینے کو من چاہتا ہے۔ بھگوان کی سوگند تم کوئی اوتار ہو مان لو میری بات اقرار کیوں نہیں کر لیتے۔"

"اوتار ہو تا مان لیتا منش ہی سمجھو' مگر تم اپنی سندرتا کے بارے میں کیا کہتی ہو؟"

"بس یہی کہ یہ آج میرے کام آ گئی کیونکہ تم نے اسے پسند کر لیا۔"

وہ ایسی باتیں کر کے انسانوں کو رجھانے میں کمال رکھتی تھی مگر میں انسان ہوتا تب ناں' میں تو صرف ایک منصوبہ تھا۔ بیاس تھا میں جس کے بارے میں مہاراج چندر بھان کا کہنا تھا کہ وہ عقل کا دیوتا ہے۔ بھشم طاقت کا دیوتا ہے اور بیاس عقل کا' بھشم بننے کے بعد مجھے عقل کا دیوتا بننا تھا اور اس وقت میری عقل ہی کام کر رہی تھی۔ میں نے اس سے کچھ ایسے شبد کہے کہ وہ بھی سرشار سی ہو گئی اور اس کے بعد مجھ سے اٹھکیلیاں کرنے لگی۔ میرا سینہ بہت چوڑا تھا اس نے اپنے رخسار اپنے ہونٹ میرے سینے پر رگڑے اور میں سچ مچ کچھ عجیب سی کیفیت محسوس کرنے لگا۔ پھر اچانک ہی ہمیں دور سے کمل راج کی آواز سنائی دی وہ سنتھا سنتھا پکارتا پھر رہا تھا۔ میں نے چونک کر اس سے کہا۔

"یہ کون ہے' تمہیں آواز دے رہا ہے؟"

"باؤلا ہے سسرا میرے پیچھے پڑا ہوا ہے لیکن جو تمہیں دیکھ لے اس کے من میں پھر کوئی اور کبھی نہیں سما سکتا۔" میں مسکرا دیا۔

سنتھا میری قربت میں رہی اور میں نے اسے رجھانے کے لیے اپنے گُر استعمال کرنا شروع کر دیے۔ سچ مچ میں اس سے زیادہ طاقتور ثابت ہوا تھا۔ وہ میرے سامنے بالکل ہی نڈھال ہو گئی۔

راج کمل نجانے کہاں کہاں بھٹکتا پھرا' ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس طرف بھی آ جائے گا۔ ہم دونوں ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے اور پھر جب ہمارا ذہن جاگا تو ہم نے کمل راج کو اپنے سامنے کھڑے ہوئے پایا۔ سنتھا ایک دم بوکھلا سی گئی تھی لیکن میں پُرسکون نگاہوں سے کمل راج کو دیکھ رہا تھا۔ سنتھا اٹھ کھڑی ہوئی اس نے آہستہ سے کہا۔

"کمل کمل میں میں۔۔۔" لیکن کمل راج مڑا اور واپس چل پڑا۔ سنتھا ایک لمحے کے لیے پریشان ہوئی اور پھر اس کے چہرے کے نقوش پتھرا گئے۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"جاتا ہے تو جائے نرکھی مجھے اس کا کیا کرنا ہے۔" میں مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"مجھے اس کے بارے میں کچھ اور بتاؤ سنتھا۔"

"باؤلا ہے۔ مجھ سے پریم کرتا ہے۔ میرا نر بننا چاہتا ہے مگر تمہارے سامنے کچھ نہیں ہے۔"

"اب اس کا کیا ہو گا۔"

"ہونہہ' کچھ نہیں ہو گا۔" وہ بے پروائی سے بولی۔ پھر

خاموش ہو کر کچھ سوچتی رہی اس کے بعد اس نے کہا۔ "بنجارے اب اسے اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے۔"

"وہ کیسے؟"

"میں اس کا اپائے جانتی ہوں۔"

میں نے اس کے بعد کچھ نہ کہا۔ یہی میں چاہتا بھی تھا۔ کوئی محنت نہیں کرنی پڑی تھی۔ سب کچھ خود ہی ہو گیا تھا۔ اس نے کہا۔

"اب تم یہاں سے نہیں جانا۔ میں کچھ نہ کچھ کرلوں گی۔ تم انہی علاقوں میں رہو۔ میرے لیے تمہیں تلاش کرنا مشکل نہیں ہوگا۔"

"ٹھیک ہے سنتھا۔"

پھر ہم جدا ہو گئے۔ میں دل میں خوش تھا پھر بھی مجھے گرو دیو یاد آئے۔ ابھی آغاز ہے۔ خود اعتمادی کو حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔ گرو سے مشورہ ضروری ہے۔ تنہائی میں چندر بھان کو پکارو۔ مجھے باہر سے کیوں پکارتا ہے۔ بھیتر سے آواز دے، میں تو تیرے من میں ہوں۔"

"گرو دیو مہاراج جو کچھ میں نے کہا ہے آپ جانتے ہوں گے کیا یہ ٹھیک ہے؟" جواب میں چندر بھان کا ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا اس نے کہا۔

"تو اس بات کی چنتا ہی نہ کیا کر، جہاں غلط سوچے گا میں راستہ کاٹ دوں گا، بس جو میں نے کہا وہی کرتا رہ۔ بیاس بن کر سوچے گا تو کبھی غلط نہیں سوچے گا، ٹھیک ہے، جو کر رہا ہے کرتا رہ غلط نہیں ہے۔" میں مطمئن ہو گیا۔ آگے کی سوچنا میرا کام تھا اور میں نے سوچا۔ رات تو گزر گئی تھی، دوسرے دن لاکھو رام کو تلاش کیا اس آدمی سے میں متاثر تھا اور انسانوں کا ایک عمل میرے علم میں آیا تھا کہ جب یہ وفا کرتے ہیں تو اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں اور بہت بڑی بات ہے یہ۔ ورنہ سب سے پہلے اپنے ہی بارے میں سوچا جاتا ہے۔ پتا نہیں سارے ہی ایسے ہوتے ہیں یا ان میں سے کچھ۔ ان سب کو سمجھنا ضروری تھا میرے لیے، کیوں کہ آگے چل کر انہی کے بیچ جیون بتانا تھا اور میرا کام بحسن و خوبی ہو رہا تھا، لاکھو رام بنجاروں کی خدمت کرتا تھا۔ حالانکہ کمل راج سے اس کا تعلق کم ہی رہتا تھا لیکن بس اپنی محبت میں سب کچھ کر رہا تھا بمشکل تمام میں نے اسے تنہائی میں پایا تو لاکھو رام مجھے دیکھ کر خوش ہو گیا۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر جھک گیا اور بولا۔

"مہاراج آپ نے نیا جیون دے دیا ہے مجھے بھگوان کرے میرا مقصد آپ ہی کے ذریعے پورا ہو۔"

"تیرا کام تو میں کر رہا ہوں لاکھو رام۔ یہ بتا کمل راج سے ملا؟"

"سامنے ہی رہتا ہوں اس کے۔ اولاد جیسا پیار ہو گیا ہے مجھے اس سے۔ پر ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"کیا؟"

"آج وہ بڑا اداس ہے، صبح کا بھوجن بھی نہیں کیا ہے اس نے۔ منہ اترا ہوا ہے، لگ رہا ہے جیسے کوئی بات ہو گئی ہو؟"

"ہاں لاکھو رام بات ہو گئی ہے؟"

"کیا مہاراج؟"

"میں نے اپنا بیج ڈال دیا ہے اور اس کی کونپل نکلنے میں دیر نہ لگے گی۔"

"وہ کیسے مہاراج؟"

"سنتھا اب کمل راج پر توجہ نہیں دے گی، کیونکہ اب وہ میرے پریم جال میں پھنس چکی ہے۔"

"ہیں۔" لاکھو رام نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"یہ بڑا ضروری تھا کیونکہ وہ ناگ رانی ہے، ناگن ہے اسے پھیر میں ڈالنے کے لیے بڑے پھیروں کی ضرورت ہے لاکھو رام۔ میں نے اپنا جال اس پر ڈال دیا ہے۔ اب وہ کمل راج کے بجائے میری طرف متوجہ ہے اور رات کو کمل راج نے اسے میری آغوش میں دیکھ لیا ہے پریم کرنے والے کے من پر اس سے بڑی چوٹ اور کوئی نہیں پڑ سکتی۔ وہ رقابت کی بیماری کا شکار ہو گیا ہے، اداس نہ ہوگا تو کیا ہوگا۔" لاکھو رام پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"اس سے بڑھیا بات تو اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی مہاراج اگر اسے سنتھا کی بے وفائی کا احساس ہو جائے تو پھر تو اس کے پاس کچھ رہتا ہی نہیں ہے، ویسے مہاراج وہ حسین ناگن کیا آپ کے پھیر میں آگئی؟"

جواب میں میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں نے کہا۔

"بس تو دیکھتا رہ۔" لاکھو رام کے چہرے سے خوشی ٹپکنے لگی تھی پھر وہ بولا۔

"پہلے کہہ چکا ہوں مہاراج۔ جوانی اندھی ہوتی ہے، نہ دیکھے نہ بھالے بس دوڑ پڑے۔ ہر چمکتی چیز سونا لگے پر مہاراج اب بھی یہی کہوں گا کہ تم آکاش سے اترے ہوئے ہو اور شاید بھگوان کو میری تپسیا پسند آگئی ہے ورنہ میرا سارا کام ہی خراب ہو گیا تھا۔"

"میں تجھ سے ملاقات کرتا رہوں گا۔ ویسے اب زیادہ سے باقی نہیں ہے کہ کمل راج راستے پر آجائے گا۔"

"اب تو مجھے بھی وشواش ہو گیا ہے مہاراج!" لاکھو رام نے کہا اور میں اس کے پاس سے ہٹ گیا۔ ابھی کسی پر اپنی حیثیت ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

رات کو معمول کے مطابق سنتھا نے مجھے تلاش کر لیا۔ بہت
حسین بن کر آئی تھی وہ میرے سامنے‘ مجھے یہ احساس ہوا تھا کہ
انسانی فطرت میں حسن پسندی کا ایک عنصر بہت بڑی حیثیت رکھتا
ہے اور حسین چیز کسی بھی شکل میں ہو چاہے اس کے بارے میں
یہ بھی معلوم ہو کہ وہ زہر کی پوٹ ہے تب بھی اسے نظر انداز
نہیں کیا جا سکتا۔ سنتھا کی قربت ہو سکتا ہے ذی روحوں کے لیے
نقصان دہ ہو لیکن یہاں معاملہ الٹا ہی تھا‘ سنتھا اپنا تمام زہر
بھی مجھ میں اتار دیتی تب بھی اس کے بعد اس کو مرنا پڑتا۔ میری
قربت میں وہ دیوانی ہو جاتی تھی اور یہ دیوانگی اب بھی اس پر
طاری تھی۔ اپنا سب کچھ بھول کر میرے قدم چاٹتی رہی اور اگر
اتنا بھی نہ ہوتا تو سب کچھ بے کار تھا‘ پھر اس نے کہا۔
"کل سب ٹھیک ہو جائے گا‘ میں نے آج آغاز کر دیا ہے۔"
میں نے چونک کر سنتھا کو دیکھا تو وہ بولی۔ "ہاں اب میں
چاہتی ہوں کہ دوسری باتوں سے چھٹکارا حاصل کر لوں اور تیری ہو
جاؤں ان بنجاروں کو بھی چین مل جائے گا‘ اصل میں اب کمل
راج کا یہاں رہنا مجھے پسند نہیں‘ وہ روٹھا ہوا ہے مجھ سے‘ میں
اسے اس کی اوقات بتا دینا چاہتی ہوں اور ویسے بھی اچھا ہے
اب اس کا یہاں رہنے سے کیا فائدہ۔"
"کیا کرے گی تو سنتھا؟"
"کل میں نے سردار سے کہہ دیا ہے کہ سوئمبر رچائے سوئمبر
میں لڑکیاں اپنا اپنا (ور) چن لیتی ہیں‘ یہ کام ویسے بھی ہوتا رہتا
ہے‘ ہمارے ساتھ دوسروں کا بھی فائدہ ہو جائے گا۔ وہ سوئمبر
کرے‘ میں تمہارا چناؤ کروں گی اور اس کے بعد کمل راج کا
بنجاروں کے ساتھ رہنا بے کار ہی ہوگا۔ خود ہی چلا جائے گا۔"
"ہوں۔ وہ تمہارے خلاف انتقامی کارروائی بھی کر سکتا
ہے۔" میں نے کہا۔
"جیون کھو بیٹھے گا۔ اس سے زیادہ اور کیا کرے گا۔"
کم از کم ان الفاظ سے مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ اگر کمل راج
کوئی جدوجہد کرے تو اس کی زندگی کو خطرہ درپیش ہو سکتا ہے‘
مجھے اسے اس خطرے سے بھی بچانا تھا۔
صبح کا اجالا پھوٹا تو وہ چلی گئی اور اس کے جانے کے بعد میں
معمول کے مطابق سوچوں میں ڈوب گیا۔ لاکھو رام سے اب اس
سلسلے میں کچھ اور کہنا غیر مناسب تھا‘ یہ سب بعد کی باتیں تھیں
کہ بعد کے حالات کیا ہوتے ہیں۔
دن پلک جھپکتے گزر گیا۔ بنجاروں نے سر شام ہی تیاریاں
شروع کر دی تھیں۔ ان کے اندر ایک جولانی پائی جاتی تھی۔ وہ
خوش تھے یہاں تو سب دیوی کی ہدایت کے مطابق ہو رہا تھا۔
شام ہوئی تو مشعلیں روشن ہوئیں اور ایک دائرہ سا بنا لیا
گیا‘ لڑکیوں بالیوں نے سولہ سنگھار کیے‘ ڈھولچیوں نے ڈھول
بجانا شروع کر دیے‘ ور مالائیں تیار کی گئیں اور اس کے بعد
سردار رنگین کپڑوں میں ایک جگہ آکر براجمان ہو گیا۔ نوجوانوں
کے چہرے کھلے ہوئے تھے‘ من پسند ملکائیں ملنے والی تھیں جس
کی نگاہوں میں جس کے لیے محبت کے پیغام تھے وہ ایک دوسرے
کو اشارے بازی کر رہے تھے۔ مجھے سوئمبر کے بارے میں کچھ بھی
نہیں معلوم تھا۔ یہ بھی ایک رسم ہے دنیا میں رہنے والوں کی۔
بہر حال اس میں شگفتگی تھی اور پھر کمل راج کو بھی بنا سجا کر لے
آیا گیا۔ سردار اور اس کے ساتھی یہی جانتے تھے کہ اشیش دیوی
نے اپنا ور منتخب کر لیا ہے اور وہ کمل راج ہی کو ورمالا پہنائے
گی۔ دیوی کا کام دیوی ہی جانے۔ میرے لیے البتہ تھوڑا سا
مشکل مرحلہ تھا کیونکہ ابھی میں بنجاروں سے روشناس نہیں ہوا
تھا اور نا ہی وہ مجھ سے۔ چھپا چھپا ہی رہا تھا میں ان سے۔ بس
مخصوص وقت پر اپنے آپ کو ظاہر کرتا تھا اور اس کی تمام تر ذمے
داری سنتھا پر ہی تھی۔
کمل راج کی عجیب سی کیفیت تھی‘ سنتھا سے روٹھا ہوا تھا
وہ‘ لیکن اب بھی امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا‘
سنتھا نے یہ نہیں کہا تھا ابھی تک کہ کمل راج نے اس سے مل
کر اس سے کوئی شکایت کی ہے۔ نا ہی کمل راج کے انداز سے
ایسا احساس ہوا تھا جیسے وہ مجھے تلاش کر رہا ہو لیکن اس وقت
بھی اس کے چہرے پر عجیب سی کیفیت چھائی ہوئی تھی‘ وہ
امید و بیم کی کیفیت کا شکار تھا۔ تب ہی سنتھا ان کے درمیان آئی
اور دیکھنے والی آنکھ اسے دیکھ کر جھپکے بغیر نہ رہ سکی۔
بنجارے اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے
طرح طرح کے اشلوک پڑھے پھر سردار نے کہا۔
"برکتوں کی دیوی ہمارے بیچ ہے اور آج کا دن بڑا یوں بھی
ہے کہ آج وہ اپنا ور چن لے گی‘ اور اس کے بعد ہمارے لیے
آسانیوں میں اضافہ ہو جائے گا‘ اشیش بھگونت اپنا "ور" چن رہی
ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری لڑکیاں بالیاں بھی۔ سوئمبر
کے لیے ہار لے آئے جائیں۔ بڑا ہار اشیش بھگونت کے لیے
ہے۔" یہ ہار مختلف پتوں اور پھولوں سے بنتے تھے ان میں موتیوں
کی لڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور بنجاروں نے اپنے طور پر ان کے لیے
کافی اہتمام کیا تھا۔ سردار نے کھڑے ہو کر کہا۔
"اشیش بھگونت سے سوئمبر کی مہورت ہوتی ہے کہ دیوی کا
نام بڑا ہے اور اس سے آغاز سچا‘ ہمیں جہاں تک معلوم ہے‘
اشیش بھگونت نے مہاراج کمل راج کو چن لیا ہے اور ہمیں بھلا
کیا اعتراض کہ اس کا چناؤ غلط تو نہیں ہو سکتا۔"
سنتھا آگے بڑھی اور اس نے کہا۔ "میرے نگر کے باسیو‘
میری مملکت میں رہنے والو‘ میرے سائے میں پلنے والوں جھوٹا
خیال ہے تمہارا کہ میں نے کمل راج کو اپنا ور مانا ہے۔ تمہیں پتا
ہے کہ اشیش بھگونت اپنے کھیل نیارے رکھتی ہے‘ کمل راج کو
تمہارے بیچ جس لیے لایا گیا تھا اس کا ایک اور مقصد تھا جو تمہیں

بتانا ضروری نہیں ہے میرا چناؤ کمل راج نہیں ہے' بلکہ جو ہے میں اسے آواز دیتی ہوں اور تم سامنے آجاؤ تاکہ میرے نگر کے باسی تمہیں دیکھ لیں۔ آؤ سامنے آجاؤ۔" میں جو اپنے آپ کو ایک ایسی جگہ محفوظ کیے ہوئے تھا کہ بنجاروں کی نگاہیں مجھ پر نہ پڑیں اور کوئی مجھے نہ دیکھ پائے آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔

بنجارے گردنیں موڑ موڑ کر مجھے دیکھ رہے تھے ان کی آنکھوں میں حیرت و دلچسپی کے اثرات تھے اور کمل راج کا چہرہ تاریک ہو گیا تھا۔

لاکھو رام ایک طرف غمزدہ اور دوسری طرف خوش نظر آرہا تھا۔ دوہری کیفیت کا شکار تھا وہ۔ کمل راج پتھر کے بت کی طرح ساکت تھا میں آگے بڑھا اور بنجاروں کے بیچ میں پہنچ گیا۔

"تتھا استو" میں نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اور بنجاروں کی گردنیں خم ہو گئیں۔

سردار نے خوشی بھرے لہجہ میں کہا۔ "ہے بھگونت ہم تو دھوکے ہی میں رہے بلکہ حیران تھے ہم کہ دیوی نے ایک ایسا ور چنا ہے جو نرم و نازک اور عام انسانوں جیسا ہے اس سے پہلے سنا ہے ایسا نہیں ہوتا تھا۔ دیوی کے لیے آکاش سے دیوتا ہی اترتے تھے' سو اس بار بھی ایسا ہی ہوا ہے' یہ دھرتی کا منش نہیں ہے ہم تجھے اپنے بیچ سوئیکار کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں تجھ سے کہ تیرا نام کیا ہے؟"

"چتر پتمبر۔ میرے دیوتا کا نام چتر پتمبر ہے۔ کمل راج کو اس کی جگہ سے ہٹا دو۔ ورمالا میرے ہاتھ میں دے دو۔"

اور کمل راج خود ہی اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور عام مجمع میں جا کھڑا ہوا' پھر اور پیچھے ہٹا اور لاکھو رام کے پاس پہنچ گیا۔ اب وہ بس ایک عام آدمی تھا ادھر سنتا نے میرا ایک نام منتخب کر کے مجھے چتر پتمبر بنا دیا اور اس کے بعد "ورمالا" میرے گلے میں ڈال دی۔ بنجارے رقص کرنے لگے' خوشی کا اظہار کیا گیا اور پھر طرح طرح کے نذرانے پیش کیے جانے لگے۔ ہم دونوں مجمع کے بیچوں بیچ کھڑے ہوئے تھے اور میری توجہ کمل راج کی جانب سے ہٹ گئی تھی۔ بہت دیر تک یہ شور شرابا جاری رہا پھر بنجاروں نے ہم دونوں کو لے جا کر ایک تخت پر بٹھا دیا اور اس کے بعد سوئمبر کی دوسری رسومات ادا کی جانے لگیں۔ لڑکیوں نے ور چنے۔ آدھی رات سے زیادہ تک یہ جشن جاری رہا۔ خوب ڈھول تاشے بجے۔ رقص ہوا پھر سنتا نے میرا ہاتھ پکڑا اور پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔

"انہیں ناچ گانے میں مست رہنے دو آؤ ہم کسی سنسان گوشے میں چلیں۔"

میں مسکراتا ہوا اس کے ساتھ چل پڑا تھا۔ دیوی تھی یہ بنجاروں کی۔ اشیش بھگونت' مار کھا گئی تھی میرے ہاتھوں اور اندر سے چندر بھان خاموش تھا گویا سب کچھ اس کی پسند کے مطابق ہے۔ بیاس کی عقل کام کر رہی تھی۔

دوسرا دن ہوا۔ میں نے لاکھو رام کو تلاش کیا' اب بنجاروں میں مجھے ایک بہتر جگہ حاصل تھی اور ہمارے رہنے کے لیے معقول بندوبست کیا گیا تھا۔ اس لیے سنبھل کر کام کرنا پڑا۔ لاکھو رام بوریا بستر باندھ رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"کہاں جا رہے ہو لاکھو رام؟"

"بنجاروں کے سردار نے کہہ دیا کہ اب یہاں ہمارا رہنا ممکن نہیں ہے' بنجاروں میں غیر بنجارے شامل نہیں کیے جا سکتے ان کا اپنا ایک قبیلہ ہے اور پھر ویسے بھی مہاراج ہمارا کام ہو گیا ہے۔"

"کمل راج کی کیا حالت ہے؟"

"دیکھ دیکھ کر کلیجا منہ کو آرہا ہے' رات کو تو خوب رویا تھا۔"

"اسے سمجھاؤ اسے سنبھالو۔ بلکہ ٹھہرو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ آج شام سورج چھپے وہ جو کونے پر دو پہاڑی ٹیلے آپس میں ملے ہوئے ہیں ان کے پیچھے آجانا میں کچھ کروں گا۔"

"وہ اب یہاں نہیں رکنا چاہتا مہاراج۔"

"جس طرح بھی بن پڑے اسے روکو' جو میں نے کہا ہے وہ بھی ضروری ہے۔"

"ٹھیک ہے مہاراج۔"

اور اس کے بعد میں نے کچھ انتظامات کیے حالانکہ اس ویرانے میں انسانی گزر مشکل ہی سے ہوتا ہو گا لیکن مہادیو کا ایک مجسمہ ٹیلوں کے پاس نصب ہو جانا میرے لیے تو کوئی مشکل بات نہیں تھی' کمل راج بنجانے کیسے رکا تھا اور اس کے لیے لاکھو رام نے نجانے کیا کیا تھا پھر جب سورج نے دور کے پہاڑوں کے پیچھے منہ چھپایا تو میں نے کمل راج اور لاکھو رام کو آتے ہوئے دیکھا اور میں اپنے کام کے لیے مستعد ہو گیا۔ میں نے اپنا بدن ایک دور کے پہاڑی ٹیلے میں چھپا دیا تھا اور خود مہادیو کے مجسمے کے پاس بے جسمی کے عالم میں موجود تھا۔ لاکھو رام خود بھی چاروں طرف نگاہیں دوڑاتا ہوا اس طرف آرہا تھا۔ اصل میں وہ نہیں جانتا تھا کہ میں نے اسے کیوں بلایا ہے ضروری بھی نہیں تھا اسے بتانا' بس ایک بات میرے ذہن میں آئی تھی اور میں نے اس پر عمل کر ڈالا تھا۔

لاکھو رام ٹیلوں کے عقب میں پہنچ گیا۔ مذہبا" وہ بھی کٹر تھا' جیسے ہی مہادیو کے مجسمے پر اس کی نظر پڑی وہ ٹھٹک کر رک گیا اور پھر ڈنڈوت کرنے لگا۔ کمل راج نے بھی مہادیو کے مجسمے کے سامنے ہاتھ جوڑ کر گردن جھکا دی اور جے مہادیو کی گردان کرنے لگا۔

لاکھو رام ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اور اس سے پہلے کہ اس کا ذہن کسی اور جانب بھٹکتا۔ میں نے بھاری آواز میں کہا۔

"کیا ہمارے سوا اور کوئی بھی ایسا ہے لاکھو رام جو تیرے اور کمل راج کے من کو شانت کر سکے۔"

دونوں شدت حیرت سے اچھل پڑے۔ انہوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا اور پھر ان کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی۔ لاکھو رام تو اوندھے منہ گر پڑا اور جے مہادیو جے مہادیو کی گردان کرتا ہوا کپکپاتا رہا' لیکن کمل راج گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا اور اس کی عقیدت بھری نگاہیں مجسمے پر جمی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا۔

"کمل راج کیا تو اس بات پر شکر ادا نہ کرے گا کہ ہم نے تیری رکھشا کی ہے' تجھے آنے والی کٹھنائیوں سے بچا لیا۔ ارے باؤلے تیرا تعلق ہندو دھرم سے ہے' کیا تو ایک ایسی ناگن کو اپنے جیون میں شامل کر کے اپنا دھرم بھرشٹ کرنا چاہتا تھا جس کا کوئی دھرم نہیں ہے جو صرف ناگ رانی ہے۔ ایک ایسی ناگن جو ہزاروں سال کے بعد منش کے بھیس میں سنسار میں آجاتی ہے اور پھر جو روح چاہے حاصل کر کے سنسار باسیوں کو اپنے پھیر میں لے آتی ہے' اشیش بھگونت بنجاروں کی دیوی ہے پرنتو اس کا تعلق ناگوں کے قبیلے سے ہے تو اس کے ساتھ جیون کے کچھ سال بھی نہ بتا سکتا تیرا شریر سوکھتا چلا جاتا اور اس کے بعد تجھے شمشان گھاٹ پہنچا دیا جاتا۔ ہم نے تیری رکھشا اس لیے کی ہے کہ تیرے جیون کا مقصد کچھ اور ہے' تو یہ بات کیوں بھول جاتا ہے کہ تیرا بے بس پتا تیرے انتظار میں جی رہا ہے' تجھے اپنی راجدھانی واپس جا کر اپنے پتا کی سہائتا کرنی ہے۔ تیرا یہ داس جس نے سارا جیون تیرے لیے دان کر دیا ہے اسی لیے جی رہا ہے کہ اپنے مہاراج کی راجدھانی انہیں واپس دلائے۔ کمل راج تیرے من کو شانتی ملے گی۔ تیرا من تیرے ہی جیسی ایک اپسرا شانت کرے گی' پر اس سے جب تو اپنی راجدھانی کا راجا ہو گا۔ اپنے جیون کے سارے راستے اسی طرف موڑ دے اور اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے اپنے اس داس کی کہی ہوئی باتوں سے اتفاق کر۔ تو نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ہم منش کی آواز میں بولیں' تو سمجھ گیا ہو گا کہ ہمیں کیوں یہ روپ دھارن کرنا پڑا۔"

اس کے بعد میں خاموش ہو گیا۔ میں نے کمل راج کے چہرے پر نمایاں تبدیلیاں دیکھیں اور محسوس کیا کہ آہستہ آہستہ اس کے چہرے کی اڑی رنگت واپس آرہی ہے اور وہ بحال ہوتا جا رہا ہے۔ لاکھو رام کے بدن کی کپکپاہٹ بھی دور ہو گئی تھی' لیکن جے مہادیو کی گردان مسلسل جاری تھی' وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مہادیو مہاراج اس طرح ان کے من کو شانت کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے بعد میرا وہاں رکنا بے مقصد ہی تھا۔ میں واپس بنجاروں میں آگیا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ لاکھو رام اور کمل راج بھی وہاں پہنچ گئے۔ بنجاروں کی بستی میں اب انہیں اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا تھا' چنانچہ بنجاروں کے سردار نے کچھ کہنا چاہا لیکن لاکھو رام نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"نہیں مہاراج ہم آپ کے بیچ رکنے نہیں آئے ہیں چتر پتمبر مہاراج کے چرن چھونے آئے ہیں' ہمیں چتر پتمبر جی کے چرن چھو لینے دیں واپس چلے جائیں گے۔"

میں خود ہی ان کے سامنے آگیا تھا۔ کمل راج ہاتھ جوڑ کر میرے پیروں پر جھکا تو میں نے اسے شانوں سے پکڑ کر سیدھا کر دیا۔

"اور میں تو اس بات پر شرمندہ ہوں مہاراج کہ آپ کو وہ سبھاؤ نہ دے سکا جو آپ کا حق تھا۔ لگتے تو آپ شروع ہی سے مجھے مہاتما تھے' لیکن آپ مجھ پر اتنا بڑا احسان کریں گے سپنے میں بھی نہیں سوچا تھا۔ جے ہو آپ کی مہاراج۔ بھگوان آپ کو سکھی رکھے۔" اس کے بعد وہ کمل راج کا ہاتھ پکڑ کے بنجاروں کی اس آبادی سے باہر نکل گیا۔ اس سے زیادہ اس کا پیچھا کرنا میرے لیے بے کار تھا' بس اور کچھ نہیں کر سکتا تھا میں۔ بنجاروں میں رہ کر ذرا انسانوں کو سمجھنا تھا۔ یہ کام کافی حد تک تو ہو گیا تھا' تھوڑا بہت اور کرنا چاہتا تھا اور اس کے بعد یہ جھوٹی دیوی' جو سنتھا کے نام سے مشہور تھی' ذرا اسے بھی دیکھنا تھا۔ غرض کہ میں ان لوگوں کے جانے کے بعد سنتھا کی تلاش میں بھٹکنے لگا۔ دن کی روشنی میں وہ کبھی کبھی ہی بنجاروں کے بیچ نظر آتی تھی' میں جانتا تھا کہ وہ کہاں رہتی ہو گی اب اتنا بھی باؤلا نہیں تھا کہ اس کی اصلیت نہ سمجھ پاتا۔

ناگ رانی یا تو ناگوں کے درمیان رہتی ہو گی یا پھر کسی ایسے بل میں آرام کرتی ہو گی جو انسانی نگاہوں سے دور ہو۔ اپنی دانست میں اس نے مجھ پر قبضہ جما لیا تھا لیکن میں نے بس اسے دلچسپی کی خاطر ہی اپنا ساتھ دیا ہوا تھا بنجاروں کے درمیان میری اس طرح خاطر مدارات ہوتی تھی کہ مجھے کوئی پروا نہیں تھی۔ وقت بخیر و خوبی گزر رہا تھا اور میں خوش تھا پھر بنجاروں نے یہاں سے ڈیرے اکھاڑ دیے۔ میں نے سنتھا سے کہا۔

"یہ بنجارے یہاں سے کہاں جائیں گے؟"

"سارا سنسار ان کا ہے دھرتی کا کوئی بھی ٹکڑا ان کے ڈیرے کے لیے کافی ہے۔ بھٹکتے رہتے ہیں یہ' جب ان کے پاس کھانے پینے کی اشیا ختم ہو جاتی ہیں تب یہ بستیوں میں جاتے ہیں ناچ گانے کرتے ہیں کھیل تماشے دکھاتے ہیں' پیسے بٹورتے ہیں' چیزیں خریدتے ہیں اور پھر وہاں سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ یہی ان کا جیون ہے' اب ضرور یہ کسی آبادی کا ہی رخ کریں گے۔"

"ٹھیک ہے' مگر تو ان کے ساتھ کیوں لگی رہتی ہے تیرے لیے تو سنسار میں اور بھی بہت کچھ ہے؟"

"ہاں ہے' لیکن میں انہی کے نام سے منسوب ہوں انہی میں دیویوں کی طرح پوجی جاتی ہوں اور میرا پورا پریوار انہی سے منسوب رہا ہے۔ میں نے کبھی کہیں اور جانے کے بارے میں سوچا

ہی نہیں۔"

"پریوار کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" میں نے کہا۔

"میرے قبیلے کے لوگ' انہی کے بیچ رہتے چلے آئے ہیں ان کے اپنے رسم و رواج ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ دیوی "پرگھٹ" ہوتی ہے اس کا ملاپ کسی منش سے ہو جاتا ہے اور اس کے بیچ کوئی دوسری دیوی آجاتی ہے' پر ایسا نہیں ہوتا' ہزاروں سال سے میں ہی یہ کھیل کھیل رہی ہوں۔ بنجاروں کے کٹم بدلتے رہتے ہیں اور وہ بے وقوف یہی سمجھتے ہیں کہ دیوی بھی بدل گئی۔ ایسا نہ ہو تو پھر ان کا خیال بدلنے لگ جائے' سو میں یہ کرتی ہوں۔"

"بڑی چلتر ہے تو۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جو کچھ بھی ہوں تمہاری داسی ہوں' تم نے میرا جیون اپنی مٹھی میں بھر لیا ہے۔" وہ دلربائی کے انداز میں بولی۔

کم بخت نے حسن و جمال تو ایسا اختیار کیا ہوا تھا کہ حسن و جمال سے نا آشنا ہونے کے باوجود میں اسے پسند کرنے لگا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"پر ایک بات تو بتا۔ جیسا کہ تو نے کہا کہ تیرا جیون تو ہزاروں برس کا ہے' پر وہ منش جو تیرے من پسند ہوتے ہیں تیرے ساتھ کتنا جیون بتا لیتے ہیں۔"

"بس جتنا ان کا جیون ہوتا ہے۔ پر تم اس کی چنتا کیوں کرتے ہو' تم میرے ساتھ ہمیشہ ہی رہو گے۔"

"وہ کیسے؟" میں نے سوال کیا۔

"اس کا جواب میں تمہیں ابھی نہیں دوں گی اور جلدی بھی نہیں ہے۔" وہ گول مول سے انداز میں بولی' مگر میں اس کا مطلب سمجھ گیا تھا وہ ناگن بس اس طرح اپنے حسن پسندوں کے ساتھ وقت گزارتی ہو گی اور جب وہ قدرتی طور پر زندگی سے محروم ہو جاتے ہوں گے تو پھر یہ کوئی نیا کھیل شروع کر دیتی ہو گی لیکن اس بار یہ کھیل اسے مہنگا پڑا تھا۔ میں تو خود طویل عمر رکھتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ یہ عمر کتنی ہے۔ یہ حقیری ناگن بھلا میرا کیا ساتھ دے سکتی تھی لیکن اس کے ساتھ وقت گزارا جا سکتا تھا' میری زندگی میں اور کوئی مشغلہ تو تھا نہیں' نجانے کتنا وقت چندر بھان کے اشاروں پر گزارا تھا' بس عقل اور طاقت کے حصول میں اب انسانوں سے شناسائی ہوئی تھی۔ ان انسانوں سے جنہیں طویل عرصے سے بھول چکا تھا۔ سنیتا بھلا میرے لیے کیا اہمیت رکھتی تھی' سنیتا جیسی لاکھوں ملیں گی آنے والے وقت میں' لیکن ماحول سے تھوڑی سی واقفیت ہو جانی چاہیے اور اس دوران میرا زیادہ تر وقت اسی میں گزر رہا تھا' بنجاروں کا ٹولا محدود تھا اور ان کے مزاج بھی محدود بس ایک ہی انداز میں سوچنے اور جینے کے قائل' اب یہ ان کا اپنا معاملہ تھا کہ وہ کس کی پوجا کرتے ہیں' مجھے بھلا کیا پڑی تھی کہ انہیں کوئی مذہب بتانے کی کوشش کرتا یا یہ کہتا کہ یہ خوبصورت ناگن جسے وہ دیوی جانتے ہیں اور اشیش بھگونت کہتے ہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ میرے دو ہاتھوں کی جنبش اس کی گردن مروڑ کر اسے ہمیشہ کے لیے ختم کر سکتی ہے' لیکن بھلا مجھے کیا پڑی تھی کہ ان تمام فضولیات میں پڑتا' وقت گزرتا رہا' بنجاروں نے یہاں سے بھی ڈیرے اٹھا دیے تھے' لاکھو رام اور کمل راج اپنے راستے پر چل پڑے تھے اور جیسا کہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ مجھے اس سے بھی دلچسپی نہیں تھی کہ کمل راج کو اس کا راج کیسے واپس ملتا ہے' وہ اپنے باپ کی گدی کیسے حاصل کرتا ہے' یہ دنیا والوں کے کھیل تھے اور ابھی مجھے ایسے کھیل دور دور تک نہیں کھیلنے چاہییں تھے۔ میں تو ذرا اس کھوئے ہوئے وقت کو تلاش کر لوں جو میری زندگی سے دور ہٹ گیا تھا' سو میں اس میں مصروف رہا' لیکن یہ جانتا تھا کہ انسانوں کی بستیاں تلاش کرنے کے لیے انسانوں ہی کا سہارا درکار ہے مجھے' اور اس وقت یہ بنجارے میرے لیے تھوڑے سے رہبر بن سکتے تھے' سو میں انہی کے ساتھ چل پڑا' عزت و احترام' عیش و آسائش' بھلا اس سے زیادہ اور کیا درکار ہوتا ہے کسی ذی روح کو اور میں اس سے منحرف نہیں تھا کہ جو کچھ بھی بن چکا ہوں اس کے باوجود اسی دنیا میں رہنے والا ایک انسان ہوں اور انسانی ضروریات میری زندگی سے وابستہ ہیں۔ بنجاروں کا یہ سفر جاری ہو گیا اور اس کے بعد ایک بار پھر انہوں نے ایک جگہ قیام کر لیا۔ میں نے ان بلندیوں سے اس آبادی کو دیکھا جو بہت وسیع و عریض تھی۔ اس کے بارے میں میرے دل میں تجسس پیدا ہو گیا تھا۔ میں نے پہلے دور ہی دور سے اس کا جائزہ لیا' بنجاروں نے اپنے ڈیرے لگا لیے تھے اور بستی میں کھیل تماشے شروع کر دیے تھے۔ یہی ان کا ذریعہ معاش تھا اور اسی سے وہ مستقبل کے لیے اپنی ضروریات حاصل کرتے تھے۔ سو یہی ہوتا بنجاروں کے ڈیروں میں' بوڑھے آدمی اور کچھ جوان عورتوں کی خبر گیری کرتے اور باقی طرح طرح کے کھیل تماشے دکھانے کے لیے نکل جاتے' کچھ بھیک مانگتے' کچھ جادو منتر کا کام دکھاتے' کچھ ایسی چیزیں فروخت کرتے جو انہوں نے جنگلوں سے حاصل کی ہوئی ہوتی تھیں' بانس کے ٹکڑوں سے اور گھاس پھوس سے وہ ایسے کھلونے بناتے یا سجاوٹ کی وہ اشیاء جو آبادی میں مقبول ہوا کرتی تھیں اور اس کے بعد انہیں فروخت کر کے ان سے اپنی زندگی کی ضروریات حاصل کرتے تھے۔

میری بات ہی الگ تھی' بھلا چتر چتمبر دیوتا جو ان کے مستقبل کی رکھشا کرتا ہے ان چکروں میں تھوڑی ڈالا جا سکتا تھا۔ میرے لیے تو تحفے تحائف آ رہے تھے اور میں دل ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ یہ جو کچھ میرے لیے لا رہے ہیں میرے ایک اشارے پر میرے قدموں میں ڈھیر ہو سکتا ہے' لیکن اپنی برتری کا اظہار ان معصوم بنجاروں پر کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا' چنانچہ میں ان کی بھینٹ سویکار کر رہا تھا' پھر مجھے اس بستی کے بارے میں معلومات

حاصل کرنے کی سوجھی اور میں بھی بستی کے جانب چل پڑا۔

بستی میں عام انسانوں کی طرح داخل ہوا تھا' بہت وسیع و عریض آبادی تھی' چاروں طرف مخصوص قسم کے گھر بنے ہوئے تھے' گلیاں' سڑکیں' بازار پر رونق تھے ہاتھیوں پر سواریاں گزر رہی تھیں' گھوڑے سوار بھی شان و شوکت سے گلی کوچوں اور بازاروں میں سفر کرتے نظر آ رہے تھے' طویل عرصے کے بعد یہ منظر دیکھا تھا' ماضی کے مناظر تو بھول ہی گیا تھا' حالانکہ زندگی کا ایک حصہ جس میں ہوش بھی شامل تھا انہی مناظر میں گزرا تھا' لیکن اب یوں لگتا تھا جیسے کسی نئی دنیا میں آگیا ہوں اور اس دنیا سے کوئی واقفیت نہ ہو مجھے' پھر بھی دلچسپی کی خاطر معلومات حاصل کرنا تو ضروری تھا۔

چنانچہ میں مختلف لوگوں سے یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگا' پتا چلا کہ یہ ریاست بیجانگر ہے' اس کا جغرافیہ تو ان لوگوں کے بتانے سے کچھ سمجھ میں نہیں آیا تھا' لیکن ریاست بیجانگر کے بارے میں خاصی تفصیلات معلوم ہو چکی تھیں' میں انسانوں کے اس رہن سہن میں کافی دلچسپی لے رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب مجھے بھی ان میں ضم ہو جانا چاہیے' اپنی زندگی کس طرح گزاروں میں' اس کا فیصلہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا' لیکن بہرحال انسانوں کے اس عظیم الشان گروہ میں میرا بھی حصہ ہونا چاہیے پھر ایک بڑے چوک سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص کو دیکھا۔ جسے گدھے پر بٹھایا گیا تھا اور اس کا منہ کالا کر دیا گیا تھا۔ بہت سے لوگ اس گدھے کی رسیاں پکڑے ہوئے تھے' آگے آگے ایک شخص تاشہ بجاتا جا رہا تھا اور لوگ قہقہے لگا رہے تھے' تاشہ بجانے والا شخص تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد رکتا اور کچھ بات کرتا اور اس کے بعد گدھے کی یہ سواری آگے بڑھ جاتی' اس بار جب تاشہ بجانے والا رکا اور اس نے جو کہا وہ میں نے بغور سنا' اس نے کہا۔

"نگر باسیو' یہ سسرا محمد شاہ بہمن کا ہرکارہ ہے' محمد شاہ بہمن کا سندیس لے کر مہاراجا بیجانگر کے پاس پہنچا تھا' ارے سسرا بہمن سمجھتا کیا ہے اپنے آپ کو' مہاراجہ بیجانگر نے اس کے اس سندیس کو بیجانگر کی گلیوں میں منہ کالا کر کے گھمایا ہے یہ ہمارا جواب ہے بہمن کے لیے۔"

وہ پھر تاشہ بجانا شروع کر دیتا' میں نے بغور اس گفتگو کو سنا اور مجھے اس سے خاصی دلچسپی محسوس ہوئی' یہ محمد شاہ بہمن کون ہے اور راجا بیجانگر کون ہے۔ اس کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہونی چاہئیں۔ بہرحال واپس بنجاروں کی بستی میں آگیا۔ ابھی یہیں سے رابطہ رکھا جا سکتا تھا۔ انسانی گروہوں میں اپنے لیے کوئی جگہ حاصل کرنے کے لیے مجھے انہی جیسا روپ دھارے رکھنا تھا اور اب مجھے اس کے بارے میں سوچنا تھا۔

ڈیرے میں واپس آکر آرام کرنے لیٹ گیا' آج طبیعت کچھ مضمحل سی ہو رہی تھی۔ بدن پر ایک تھکن سی طاری تھی' اس دوران بیماری کا تو میں نے کوئی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ ہو سکتا ہے اس بستی میں گھومتے ہوئے مجھے ایسی ہواؤں کا سامنا کرنا پڑا ہو جو انسانی صحت کے لیے بہتر نہ ہوں یا پھر یہ کہ ہو سکتا ہے کھلی آبادیوں میں زندگی کا اتنا بڑا سفر کرنے کے بعد اتنے سارے انسانوں کی سانسوں نے مجھے نقصان پہنچایا ہو۔

شام ڈھل گئی اور پھر جب تاریکیاں پھیل گئیں اور چراغ روشن ہوئے تو سنتھا میرے پاس آگئی' وہی سولہ سنگھار کیے بال بال میں موتی پروئے' ہونٹوں پر مسکان' آنکھوں میں چمک' بدن میں بجلیاں چال میں لچک چھم چھم کرتی ہوئی میرے پاس پہنچی اور میرے ہاتھ پکڑتی ہوئی بولی۔

"رات ہو گئی ہے مہاراج' کیا یہیں سے بتائیں گے؟"

"نہیں' اٹھو میں تمہارا انتظار کر رہا تھا۔" میں نے کہا اور اس کے ساتھ ڈیرے سے باہر نکل آیا' اس نے کہا۔

"دور پرے ایک باغ لگا ہے' آموں کی فصل ہے' آم مہک رہے ہیں' ان کے نیچے ناگ پھنکے اپنی خوشبو بکھیرے ہوئے ہیں' یہ انسانوں کے ہاتھوں لگایا ہوا باغ ہے وہاں ایک ایسی جگہ دیکھ کر آئی ہوں جہاں تم بڑی خوشی محسوس کرو گے۔"

میں نے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا اور وہ مجھے ساتھ لے کر چل پڑی۔ بنجاروں نے ہمیں احترام دیا۔ قدرت کے لگائے ہوئے باغ تو بے شمار دیکھے تھے جن کی ترتیب کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی کیونکہ وہ قدرتی ترتیب ہوا کرتی تھی' لیکن اب میں نے اس انسانی باغ کو دیکھا جس میں وہی ترتیب روا رکھی گئی تھی۔ مہاراجا بیجانگر کا باغ تھا اور مہاراجا بیجانگر کبھی کبھی وہاں سیر کرنے کو آیا کرتا تھا چنانچہ ایسی آرام گاہیں بھی بنائی گئی تھیں جہاں مہاراجا بیجانگر قیام کرے' غرض کہ مجھے وہ حسین جگہ بہت پسند آئی تھی اور جس جگہ سنتھا مجھے لے گئی تھی' وہاں سفید پتھروں کا ایک حوض بنا ہوا تھا جس کے پانی میں رنگین مچھلیاں تیر رہی تھیں' میں نے ان رنگ برنگی مچھلیوں کو زندگی کے معمولات میں مصروف دیکھا اور مجھے یہ بہت پسند آئیں' یہ بڑا دلکش اور دلچسپ منظر تھا میرے لیے' غالباً" انسان کی ذات میں جو بچپن چھپا ہوا ہوتا ہے اور یہ بچپن ہر حسین چیز کو خوشگوار محسوس کرتا ہے اس وقت میرے اندر بھی وہی کیفیت بیدار ہو گئی تھی۔ سنتھا کی قربت اس حسین منظر کو مزید حسین بنا رہی تھی۔ وہ حسب عادت مجھ پر نثار ہو رہی تھی۔ عجیب عورت تھی لیکن عورت تھی کہاں؟ کہنے لگی۔

"کھو چتر چتمبر! میں نے غلط تو نہیں کہا تھا کتنی سندر ہے یہ جگہ' راجا بیجانگر کا اپنا باغ ہے اور یہاں بڑی رنگ رلیاں ہوتی ہیں۔ حالانکہ آج پورن ماشی ہے' چاند کی چودھویں کو راجا بیجانگر یہاں نہیں ہے تعجب کی بات ہے یا تو اس سے بھی خوبصورت کوئی

جگہ اس نے یہ رات بتانے کے لیے بنا رکھی ہے یا پھر وہ ادھر آیا نہیں ہے۔"

اس کے لیے ان الفاظ نے اچانک ہی میرے دل میں ایک احساس جگا دیا اور مجھے ہنسی آ گئی۔ میرے اوپر جو تھکن سی سوار ہوئی تھی اس کی اصل وجہ مجھے یاد نہیں رہی تھی' اگر آج پورن ماشی ہے تو چاند کی کرنوں میں رسا ہوا سرخ خون میری ضرورت ہے۔ یہ سرخی میرے وجود میں زندگی پیدا کرتی ہے اور میرا اضمحلال اسی وجہ سے ہے۔ میں نے گردن اٹھا کر آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھا اور اس سے معذرت کرنے لگا کہ میں نے اس کی پذیرائی کے لیے کوئی انتظام نہیں کیا۔ میں اپنی سوچوں میں گم تھا اور سنیتا باتیں کیے جا رہی تھی لیکن اب اس کی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ میرے اندر پیدا ہونے والا ہیجان بڑھتا جا رہا تھا۔ ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔ پورے وجود میں پیاس کی دوڑتی محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے گرسنہ نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھا' کوئی کم بخت نظر آ جائے جو میری ضرورت پوری کر دے لیکن اطراف اس طرح سنسان پڑے تھے جیسے وہاں کسی انسان کا گزر ہی نہ ہو۔ میں نے بے چینی سے سنیتا کی طرف دیکھا تو سنیتا مسکرا کر بولی۔

"میں سمجھ رہی ہوں تمہارے من میں کیسے جوار بھاٹے اُٹھ رہے ہیں۔ میں بھی تمہارے لیے اتنی ہی بے چین ہوں چتر پتمبر آؤ چندرما کے سائے تلے جیون کی سب سے بڑی خوشی سے لطف اندوز ہوں۔"

وہ میرے نزدیک آ گئی۔ چاند کی طرح چمکتی ہوئی عورت لیکن اس وقت وہ میری طلب نہیں تھی۔ میرے وجود میں امنڈتی ہوئی پیاس دنیا کی ہر شے کو نظرانداز کر رہی تھی۔ میری نگاہ اس کی سفید صراحی دار گردن پر پڑی۔ موم جیسی جلد کے نیچے سرخ خون کی روانی' آہ کتنی سرخی ہے اس خون میں اور کیسا دلکش میٹھا اور لذیذ خون ہو گا اس کا۔ سنیتا میری نگاہوں کے مفہوم کو کچھ اور ہی سمجھی اور اس نے وہی عمل دہرایا جس سے وہ میری توجہ حاصل کر سکتی تھی۔ میں اس کے وجود کی سفیدی کو اپنے نقطہ نگاہ سے دیکھنے لگا۔ اس بدن میں خون کی کتنی مقدار ہو گی۔ میرا زاویہ بالکل ہی مختلف تھا پھر جب وہ شدت جذبات سے مغلوب ہو کر میرے بہت قریب آ گئی تو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے شانوں کو گرفت میں لے لیا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں' وہ میرے ہونٹوں کے لمس کو اپنی گردن پر محسوس کر کے سرشار ہو گئی اور اس کی تیز تیز سانسیں ابھرنے لگیں لیکن اب میرا چہرہ چتر پتمبر کے چہرے سے مختلف ہوتا جا رہا تھا اگر اس کی آنکھیں کھلی ہوتیں تو یقیناً وہ اپنے بچاؤ کے لیے کوئی عمل کرتی لیکن میرے مڑے ہوئے ہونٹ اور نکیلے دانت اس کی آنکھوں میں نہ آ سکے۔ ہاں جب میرے دانتوں کی چبھن اس نے اپنی گردن پر محسوس کی تو چونک کر آنکھیں کھول دیں لیکن اس کے ساتھ ہی میرے تیز کیلوں جیسے دانت اس کی گردن کی گہرائیوں میں اتر گئے تھے۔ اس کے حلق سے دلخراش چیخ نکلی اور اس نے تڑپ کر میری گرفت سے آزاد ہو جانا چاہا لیکن اب بھلا یہ کیسے ممکن تھا۔ اسے اپنی جون بدلنے کے لیے بھی کوئی مخصوص ہی طریقہ کار استعمال کرنا ہوتا ہو گا اور اسے اس کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ اس حسین ناگن کو انسانی بھیس میں آنے کی اس سے بڑی سزا اور کوئی نہیں مل سکتی تھی۔ اس کے حلق سے خرخراہٹیں نکل رہی تھیں۔ وہ دانت بھینچ بھینچ کر چیخ رہی تھی۔ اپنے ہاتھوں کے نوکیلے ناخنوں سے میرے بدن کو جگہ جگہ سے کھرچ رہی تھی لیکن خون کی وہ لذت جو اب میری زندگی کا سب سے اہم حصہ تھی مجھے ہر تصور سے بے نیاز کیے ہوئے تھی اور میرے دانتوں نے اس کی گردن میں اتنا بڑا سوراخ بنا لیا تھا کہ وہاں سے میں اس کا خون چوس سکوں۔ خون کے بڑے بڑے گھونٹ میرے حلق کی نالی سے ہوتے ہوئے معدے تک پہنچ رہے تھے اور اس کے بدن میں سفیدی دوڑتی جا رہی تھی۔ وہ اپنی ہر کوشش میں ناکام ہو چکی تھی لیکن اب بھی ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ وقت نکل چکا تھا اور میری اپنی خواہش پوری ہوتی جا رہی تھی۔ میرے وجود میں توانائیاں دوڑ رہی تھیں اور ایک نشے کی سی کیفیت مجھ پر طاری تھی لیکن جوش میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی میرے' پھر جب میں نے اس کی گردن سے ہاتھ ہٹائے تو میری پیاس بجھ چکی تھی۔

اس میں البتہ زندگی باقی تھی چنانچہ میرے ہٹنے کے بعد وہ اپنے بدن کی باقی قوت کو استعمال کرتے ہوئے زمین پر لوٹنے لگی۔ اس نے کئی کروٹیں بدلیں غالباً" اس کا دماغ اب بھی کام کر رہا تھا۔ تب میں نے اس کے بدن کو پتلا ہوتا ہوا محسوس کیا۔ اس کے جسم سے خارج ہونے والا دھواں اس کے بدن کے حجم کو کم کرتا جا رہا تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے وہ عجیب منظر دیکھا جو ایک انسان کو ایک سیاہ ناگن میں تبدیل کر دے۔ سنیتا ناگن بن گئی تھی اس نے اپنے حواس کی آخری کوشش سے اپنے چوڑے پھن کو پھیلایا۔ اٹھی میری جانب لپکی لیکن پھر ایک قدم آگے بڑھ کر نڈھال ہو گئی۔ بے خون کا جسم بھلا اب اتنی قوت کہاں رکھتا تھا کہ وہ لپک کر مجھے کاٹ لے اور پاگل تھی وہ۔ حیران تھی اس بات پر کہ لاکھو رام کا زہر کس نے چوسا اور وہ جس کی سانسوں میں زہر تھا۔ اسے ختم کرنے میں ناکام کیسے ہوئی۔ اب اگر اسے

یہ پتا چل جاتا کہ وہ زہر چوسنے والا ہی اس وقت اس کے سامنے ہے تو ظاہر ہے اسے اپنی ناکامی کا احساس ہو جاتا لیکن وقت نے اسے تمام احساسات سے بے نیاز کر دیا تھا۔ اس کا چوڑا پھن سکڑنے لگا اور پھر وہ اپنے آپ ہی میں لپٹ کر گومڑی بن گئی جیسے شدید اذیت کا شکار ہو پھر چند لمحات کے بعد چمکیلے سیاہ خوفناک ناگ کا مڑا تڑا بدن میرے سامنے پڑا ہوا تھا۔

میں نے کھڑے ہو کر پلکیں جھپکائیں آنکھوں کو بند کر کے دو چار جھٹکے دیے اور اپنے بدن میں توانائیوں کا ذخیرہ لیے ایک قدم آگے بڑھا۔ ایک زوردار ٹھوکر مار کر اس کے جسم کو بہت دور پھینک دیا اور پھر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ اس حسین جگہ تنہائی میں کوئی لطف نہیں تھا۔ اب مجھے بنجاروں کا ساتھ چھوڑنا پڑے گا اور ویسے بھی میں ان سے بد دل ہو گیا تھا۔ باغ کا ایک دوسرا گوشہ منتخب کر کے میں ایک درخت کے نیچے جا لیٹا۔ وہ انوکھا کیف و سرور وہ حسین نشہ جو اس وقت میرے وجود کو سرشار کیے ہوئے تھا مجھے سو جانے پر مجبور کر رہا تھا۔ سو میں آنکھیں بند کر کے گہری نیند سو گیا۔

اس عمل سے گزرنے کے بعد دل و دماغ کی کیفیت ہی مختلف ہو جاتی تھی۔ بالکل ایسا لگتا تھا جیسے نیا جنم لیا ہو۔ جاگا اور اس کے بعد بستی کی طرف چل پڑا۔ آبادیوں میں زندگی معمول کے مطابق تھی لوگ اپنے اپنے معمولات میں مصروف تھے۔ ایک ایسے شخص سے واسطہ پڑا جو بہت چرب زبان تھا اور معلومات بھی رکھتا تھا۔ میرے لیے اس سے دوستی کر لینا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ میں اس سے باتیں کرنے لگا اور اس نے تمام تفصیلات مجھے بتائیں' ذکر اس گدھے سوار کا آگیا تھا جسے میں نے پچھلے دن کالے منہ کے ساتھ آبادی کے چوک پر دیکھا تھا اس نے مجھے بتایا۔

"وہ محمد شاہ بہمنی کا ایلچی تھا اور محمد شاہ کا ایک سندیس لے کر یہاں پہنچا تھا لیکن ہمارے راجا نے اسے اپنی توہین سمجھا اور ایلچی کا کالا منہ کر کے شہر میں گھمایا گیا۔ محمد شاہ سمجھتا ہے کہ وہ مہاراجا بیجا نگر کو بھی اپنا غلام بنا لے لیکن یہ بات ہی مہاراجا کے لیے ذلت کا باعث ہے اگر وہ تخت فیروزہ کا مالک ہے تو ہمارے مہاراجا کے پاس بھی ہیرے جواہرات کی کمی نہیں۔"

"تخت فیروزہ؟" میں نے معلومات کی غرض سے پوچھا۔

"ہاں' تخت فیروزہ بہت بڑی قیمت کا ہے۔ یہ تین گز لمبا ڈھائی گز چوڑا آبنوس کی لکڑی کا بنا ہوا ہے اور اس میں ہیرے جواہرات اور سونے کے تختے اس طرح لگائے گئے ہیں کہ تخت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لانے اور لے جانے میں دقت نہ ہو۔ ان ہیرے اور جواہرات میں ہمیشہ اضافہ کیا جاتا رہا ہے اور یہ روایت ہے کہ اگر اس میں یہ اضافہ نہ ہو تو پھر نحوست شروع ہو جائے گی۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ جس سال محمد شاہ بہمنی اس تخت پر بیٹھا تھا اس سال چالیس روز تک وہاں جشن منایا جاتا رہا تھا۔ وہاں کے رہنے والوں کو اختیار دے دیا گیا تھا کہ جس کا جو دل چاہے کرے۔ چالیس دن تک وہاں گانے بجانے کی محفل لگائی گئی تھی اور اسی میں محمد شاہ نے حکم دیا تھا کہ جب چاروں طرف میری اس حکمرانی کا سکہ چل رہا ہے تو ایک فرمان لکھ کر بیجا نگر کے راجا کے پاس روانہ کر دو۔ اس فرمان میں راجا کو ہدایت کی گئی تھی کہ تین سو قوالوں کے وظیفے جاری کرے۔ یہ ہمارے راجا سے خراج مانگا گیا تھا جسے راجا نے مسترد کر دیا۔"

"تو اب کیا ہو گا؟"

"مسلمانوں کی ہمت بہت بڑھی ہوئی ہے مگر ہمارا راجا بھی کسی سے کم نہیں ہے۔ وہ محمد شاہ بہمنی سے یقینی طور پر اس سلسلے میں بات کرے گا اور اگر معافی نہ مانگی گئی تو پھر کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کیا ہو؟"

میں نے خاموشی اختیار کی لیکن راجا بیجا نگر کے محل کو دیکھنے کا خیال میرے دل میں جڑ پکڑ گیا۔ ذرا یہ بھی تو دیکھنا چاہیے کہ یہ راجے مہاراجے کس طرح رہتے ہیں اور محل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد میں اس عظیم الشان محل کے قریب پہنچ گیا۔ یہاں سے اندر داخل ہونے کے لیے بڑے دروازے کے سوا اور کوئی دروازہ نہیں تھا لیکن میں جانتا تھا کہ سرعام اس محل میں داخل نہیں ہوا جا سکتا سو میں نے ایک ایسی چور جگہ دریافت کی جو محل کے اندرونی حصے میں نکلتی تھی اور یہاں سے مجھے اندر پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ انسان اس طرح بھی اس دنیا میں رہتے ہیں یہ میں نے پہلی بار دیکھا تھا اتنا عالیشان محل تھا اور اتنی خوبصورت چیزیں یہاں موجود تھیں کہ دیکھ کر آنکھیں حیرت سے کھل جائیں۔ حسین باندیاں زرق برق لباسوں میں ادھر سے ادھر گھوم رہی تھیں۔ کچھ ایسے بھی نظر آئے جن کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ مرد ہیں یا عورت یہ غالباً" مہاراجا بیجا نگر کا زنان خانہ تھا۔ ایک جگہ سپاہیوں کی فوج لگی ہوئی تھی جو یہاں آنے والوں کو روک رہی تھی لیکن یہ اندرونی جگہ تھی جہاں میں موجود تھا۔ یہاں راجا کی ملکہ اور اس کی دوسری رشتے دار خواتین رہا کرتی تھیں۔ بہرحال میں نے آج کا وقت یہیں گزارنے کا فیصلہ کیا۔ محل کے عقبی حصے میں درختوں میں جھولے پڑے ہوئے تھے لیکن اس وقت وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ موسم بھی جھولے والا نہیں تھا۔

پھر آہستہ آہستہ شام ہوئی اور رات کو میں نے مہارانی بیجا نگر کو باغ میں چہل قدمی کرتے ہوئے دیکھا۔ میں ایک درخت کی آڑ میں چھپ گیا تھا۔ حسین عورت تھی اور پریوں کے جھرمٹ میں خراماں خراماں چلی آرہی تھی حالانکہ اس کی عمر اچھی خاصی تھی اس کے باوجود وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کی باندیاں بھی کم خوبصورت نہیں تھیں۔ بہت دیر تک وہ

چہل قدمی کرتی رہیں۔ پندرھویں رات کا چاند تھا جو آسمان پر پورے کا پورا آگیا لیکن مہارانی چاندنی رات میں یہاں نہ رکی اور واپس وہیں چلی گئی۔ میں حیرت و دلچسپی سے یہ تمام تماشے دیکھ رہا تھا۔ مختصر عمریں لے کر آنے والے اپنی مختصری عمر کے لیے کس قدر اہتمام کرتے ہیں۔ انسان انسانوں پر حکمراں ہیں اور انسان انسان کے غلام ہیں کیسی عجیب بات تھی یہ۔

میں چہل قدمی کرتا ہوا آگے بڑھ آیا اور مجھے یہ احساس نہ ہو سکا کہ میرے عقب میں کوئی موجود ہے۔ پھر جب مجھے آہٹ محسوس ہوئی تو میں چونک کر پلٹا۔ میں نے ایک باندی کو حیرت سے اپنی جانب دیکھتے ہوئے پایا۔ اس کے چہرے پر تعجب کے نقوش تھے جو مجھے دیکھتے ہوئے محبت اور پسندیدگی کے نقوش میں ڈھل گئے۔ اس کی آنکھوں میں خمار سا اتر آیا۔ نوخیز لڑکی تھی۔ سانولی سلونی رنگت کی مالک' بڑی بڑی حسین آنکھوں والی۔ عمر سترہ سال سے زیادہ نہیں ہوگی' جوانی کا آغاز تھا اور جوانی کے تقاضوں سے پریشان تھی۔ ایک لمحے کے اندر اس کی کیفیات بدلنے لگیں' یوں لگا جیسے وہ نڈھال ہوئی جا رہی ہو۔ مغلوب ہوتی جا رہی ہو' اس کے اندر ایک مدوجزر کی سی کیفیت ابھر رہی تھی۔ میں اسے کھلی کتاب کے مانند پڑھ رہا تھا پھر اس نے جھرجھری سی لی ایک قدم آگے بڑھی اور ہلکی سی لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔

"کون ہے تو' کون ہے رے۔"

"بیاس ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"باورا ہے کیا؟"

"پتا نہیں۔"

"ارے پاپی یہاں کیسے آگیا۔ کیا اس دیس کا نہیں ہے۔"

"نہیں۔"

"تب ہی تو مگر تو یہاں آکیسے گیا' سپاہیوں نے تجھے روکا نہیں۔ کدھر سے آیا ہے رے تو۔"

آہستہ آہستہ وہ اپنی آواز کی لرزش پر قابو پاتی جا رہی تھی۔ اب اندرونی کیفیت ہونٹوں کی مسکان میں ڈھل گئی تھی لیکن اسی کے ہونٹ آہستہ آہستہ کانپ رہے تھے۔

"اس طرف سے آیا ہوں دیوار پھاند کر۔"

"ہائے رام بڑا نڈر لگتا ہے جیون کا ڈر نہیں ہے تجھے۔"

"ہے مگر میرے جیون کو کیا ہو رہا ہے۔"

"ہٹ تیرے کی سچ مچ باؤلا ہی لگتا ہے ارے باورے یہاں کوئی مرد کبھی نہیں آتا سوائے مہاراج کے۔ یہ رانی انجناوتی کا محل ہے اور انجناوتی کبھی کسی مرد کی صورت نہیں دیکھتی۔ یہ اس کا وچار ہے اس نے سوگند کھائی تھی کہ اپنے پتی کو دیکھنے کے بعد سنسار کے کسی دوسرے مرد کا منہ نہیں دیکھے گی۔ چاہے وہ اس کے بھائی اور پتا ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وچار ہے اس کا' اسے کسی جیوتشی نے بتایا تھا کہ اگر ایسا ہو گیا تو اس کے پتی کی جیون رکھشا ہو گی اور وہ سنسار کے ہر دکھ سے بچا رہے گا۔ تو مہاراج' بیچا مگر کے لیے اس نے ایسا کیا ہے اور لمبا جیون کسی مرد کی صورت دیکھے بنا بتا دیا ہے یہاں کسی مرد کا آنا بہت بڑا پاپ ہے اور پاپی کو کبھی معاف نہیں کیا جاتا۔ اس کی گردن ماردی جاتی ہے۔"

"ابھی تھوڑی دیر پہلے جو یہاں ٹہل رہی تھی کیا وہ رانی انجنا ہی تھی۔"

"ہائے رام تو نے اسے دیکھ لیا کیا؟"

"ہاں۔ یہاں پتوں میں چھپ کر۔"

"ارے اب کیا ہوگا۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ رانی کا تو وچن ٹوٹ گیا۔"

"مگر رانی نے تو مجھے نہیں دیکھا تھا۔"

"ہاں یہ تو ہے۔ بات رانی کے کسی کو دیکھنے کی تھی۔ اگر کوئی رانی انجناوتی کو دیکھ لے تو پھر شاید ایسی بات نہ ہو ارے بابا مگر تو یہاں آیا کیوں ہے؟"

"بس پردیسی ہوں۔ من چاہا کہ محل کو اندر سے دیکھوں پر نہ دیکھ پایا سو چھپ کر یہاں چلا آیا۔"

"ہائے رام دودھ پیتا بچہ ہے لگتا ہے جیسے ابھی ابھی سنسار میں آنکھ کھولی ہو۔ اب بھاگ یہاں سے اگر کسی نے دیکھ لیا تو تیری تکا بوٹی ہو جائے گی۔"

"مگر میں ابھی محل کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ابھی سے کیسے بھاگوں' یہاں سے چلا جاتا ہوں مگر محل دیکھوں گا ضرور۔"

"میرا من کب چاہتا ہے کہ تو یہاں سے جائے۔ پر میں کیا کروں۔ میں بھی تو باندی ہوں یہاں کی۔"

"کیا نام ہے تیرا؟" میں نے پوچھا۔

"سیتا۔ سیتا پر بھل۔"

"تو پھر مجھے بتا سیتا کہ میں کیا کروں۔"

"میری مانے تو کہوں۔"

"مانوں گا تو بول۔"

اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر بولی۔ "آ جا میرے ساتھ پر تجھے بھگوان کی سوگند جیسا میں کہوں ویسا ہی کریو' ورنہ تیرا بھی جیون چلا جائے گا اور میرا بھی' تجھے یہاں دیکھنے کے بعد مجھ پر یہ فرض ہے کہ میں تیرے بارے میں باہر کھڑے ہوئے داروغہ کو بتاؤں پر وہی ہو گا جو میں نے تجھے بتایا اور یہ میں نہیں چاہتی' سن بھگوان کی سوگند دے چکی ہوں جیسے میں کہوں ویسا ہی کرنا۔"

"مگر میں یہاں سے جاؤں گا نہیں جب تک محل اچھی طرح نہ دیکھ لوں۔"

"ارے جلدی سے آ جا۔ ورنہ سپاہیوں نے کہیں تجھے دیکھ لیا تو تجھے محل ہی نہیں پرلوک بھی دکھا دیں گے۔ آ جا میرے ساتھ۔" اس نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کا ہاتھ نم ہو رہا تھا اور اس نمی میں ایک عجیب سی گرمی تھی۔ وہ مجھے ساتھ لیے

ہوئے آہستہ آہستہ آگے بڑھی۔ پھر پیڑوں اور پتوں کی آڑ میں چھپتی چھپاتی ایک ایسی جگہ آگئی جہاں بہت سے کمرے بنے ہوئے تھے۔ ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے مجھے زور سے دھکا دیا اور پھر خود بھی غڑاپ سے اندر آگئی۔ اندر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ وہ اندر پہنچی تو سیدھی مجھ سے ٹکرا گئی۔ میرا تو خیال تھا کہ جان بوجھ کر اس نے اپنے بدن کو بوجھ مجھ پر ڈالا تھا میں نے اس کا بوجھ سنبھال لیا تو اس کے تیز تیز سانس اور تیز ہو گئے۔ چند لمحے تو وہ کچھ کہنا ہی بھول گئی اور اس کے بعد ہانپتی ہوئی بولی۔

"ابھی اجالا نہیں کروں گی تھوڑی دیر میں تو یہاں دیکھنے کے قابل ہو جائے گا۔ بس چھپا رہنا نہ باہر نکلنا نہ کسی سے کچھ بولنا نہ بات کرنا۔ آج رات بھر میں مہارانی کی سیوا میں ہوں' صبح چھٹی ہو جائے گی تو آؤں گی تیرے پاس اور اس سے بتاؤں گی کہ تجھے کیا کرنا ہے۔ بول وچن دے مجھے کہ اس سے الگ نہیں کرے گا۔"

"نہیں کروں گا۔ وچن دیتا ہوں۔"

"میں جاؤں۔" وہ عجیب سے لہجے میں بولی اور میں ہنسنے لگا۔ میں نے کہا۔

"باوری تو ہے کہتی ہے کہ رات بھر انجناوتی کی سیوا میں ہوں اور پھر مجھ سے پوچھ رہی ہے کہ جاؤں؟"

"ہاں اس سے تو میں سچ مچ باوری ہو گئی ہوں اچھا تو دروازہ اندر سے بند کر لے۔" وہ باہر نکلتی ہوئی بولی اور پھر میری نگاہوں سے غائب ہو گئی۔ میں نے اس چھوٹے سے کمرے کا جائزہ لیا۔

معمولی سی جگہ تھی ایک طرف پلنگ پڑا ہوا تھا۔ ضروریات زندگی کی چند چیزیں یہاں موجود تھیں۔ میں سمجھ گیا کہ یہ اسی کی رہائش گاہ ہے۔ پھر میں پلنگ پر بیٹھ کر اس کے بارے میں سوچنے لگا۔ بہت نوخیز اور معصوم سی لڑکی تھی۔ بہرحال یہاں اس کا سہارا حاصل ہوا تھا۔ بیجانگر کے مہاراج اور ان کے محل کے بارے میں پوری طرح معلومات کرنا چاہتا تھا۔ میرا بھلا کوئی کیا بگاڑ لیتا لیکن سیتا کے جیون کے لیے وہی کرنا تھا جو اس نے کہا تھا۔ سو آرام کرنے پلنگ پر لیٹ گیا۔ لیٹنے سے پہلے میں نے دروازہ کھول دیا تھا تاکہ صبح کو سیتا آئے تو اسے اندر داخل ہونے میں دقت نہ ہو۔ صبح کی روشنی میں سیتا نے ہی مجھے جگایا تھا۔ رات بھر کی جگار نے اس کی بڑی بڑی آنکھوں کی سفیدیوں میں سرخ ڈورے دوڑا دیے تھے۔ بہت حسین تھی اور دن کی روشنی میں رات کی پھیلی ہوئی چاندنی سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی کہنے لگی۔

"میں تو ڈر ہی گئی تھی کہ اگر دروازہ اندر سے بند ہوا تو میں اسے بجا سکتی ہوں اور نہ ہی اندر آسکتی ہوں۔ دروازہ بجاؤں گی تو آس پاس والیاں پوچھیں گی کہ اندر کون ہے۔ ابھی تیرے بارے میں کسی کو کچھ بتا تو نہیں سکتی نا۔ اچھا اٹھ 'بیاس بتایا ہے نا تو نے اپنا نام دیکھ تیرے لیے بھوجن لائی ہوں اور یہ کپڑے بھی

تلوار نہیں مل سکی۔ پر نہ سہی' یہ کام بعد میں ہو جائے گا۔ کپڑے سپاہی کے ہیں۔ میں نے تیرے شریر کو اپنی آنکھوں سے ناپ لیا تھا اور اسی کے برابر کپڑے لائی ہوں۔"

"مگر میں سپاہی کے کپڑوں کا کیا کروں گا؟"

"تو اور کیسے رہے گا محل میں۔ کہتا بھی ہے کہ محل دیکھنا چاہتا ہے اور من مانی بھی کرے گا۔ لے پانی سے منہ دھو لے۔"

میں نے اس کی ہدایات پر عمل کیا۔ منہ دھو کر سپاہیوں کا لباس پہنا اور اس کے بعد اس کا لایا ہوا بھوجن کرنے لگا وہ محبت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اب کم از کم مجھے نگاہوں کا تجربہ ضرور ہو گیا تھا۔ ویسے تو بیاس کی عقل ہر چیز کا اندازہ لگا لیتی تھی لیکن بہرحال ذاتی تجربہ بھی ایک اہمیت رکھتا ہے۔ بیچاری سیتا عورت پن کا شکار ہو گئی تھی لیکن نوخیز اور نوعمر تھی۔ اپنے جذبوں کا صحیح طور اظہار نہیں کر پا رہی تھی۔ تمام کاموں سے فارغ ہو کر میں نے اپنا جائزہ لیا اور ہنس کر بولا۔

"تو نے مجھے خوب سپاہی بنا دیا سیتا۔"

"حالانکہ تو ان کپڑوں میں بھی سپاہی نہیں لگتا۔"

"پھر کیا لگتا ہوں؟" میں نے سوال کیا اور وہ مجھے دیکھتی رہی پھر شرما کر مسکرا دی۔

"پتا نہیں۔"

میں کچھ دیر سوچتا رہا پھر میں نے کہا۔ "اچھا تو یہ بتا اب میں کیا کروں؟"

"مجھے کیا معلوم؟"

"میرا مطلب ہے محل دیکھنے آیا تھا اور محل دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"کیا دیکھے گا ان محلوں میں بس راجے مہاراجے رہتے ہیں۔ ان کا اپنا جیون ہوتا ہے سنسار ان سے نیچا لگتا ہے حکومت کرتے ہیں۔ من مانی کرتے ہیں رانیاں ہوتی ہیں۔ بھلا کچھ بھی ہو جائے ہوتی تو استری ہی ہیں ناں' ان کے بھاگ میں بھی کشٹ اٹھانا ہی ہوتا ہے۔ شریر کی شانتی سب کچھ تو نہیں ہوتی۔ اصل چیز تو من کی شانتی ہوتی ہے' کسی کو من کا میت مل جائے مانو اسے سلطنت مل جاتی ہے اور کسی کو تن کی شانتی مل جائے اور من کی پیاس باقی رہے تو جیون بھر اس کی پیاس کہاں بجھتی ہے۔"

"ارے واہ' اتنی چھوٹی سی عمر میں اتنی ساری باتیں۔"

"آنکھیں بھی رکھتی ہوں اور عقل بھی' دیکھتی بھی ہوں اور سوچتی بھی ہوں۔ جب دونوں کام کیے جائیں تو بات سمجھ میں کیوں نہ آئے۔"

"کہنا کیا چاہتی ہے؟"

"ناں رے ناں' جتنا کہہ گئی ہوں اتنا ہی کافی ہے۔ جس کا نمک کھایا جائے اس کی برائی تھوڑی کی جاتی ہے۔ پتا نہیں تجھ سے اتنی باتیں کیوں کر گئی۔ ہے بھگوان اگر تیرے منہ سے کہیں یہ

باتیں نکل گئیں تو میرا کیا ہو گا؟"

"اب تیرے منہ سے تو نکل گئی ہیں اس کا کیا کیا جا سکتا ہے۔"

"بنتی تو کر سکتی ہوں تیری کہ میری لاج رکھنا۔ یہاں اگر ایسی کوئی بات منہ سے نکل جائے تو برا بھلا کہہ کر نہیں چھوڑ دیا جاتا بلکہ جیون خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ تو کسی سے کیوں کہے گا میرے بارے میں یہ باتیں۔ میں نے تیرا کچھ بگاڑا تو نہیں ہے۔"

"نہیں سیتا، ہنسی میں کہہ رہا تھا میں یہ 'تو تو بہت اچھی ہے' تو نے میری مدد کی ہے' میں بھلا تجھے کوئی نقصان پہنچاؤں گا۔"

"جانتی ہوں نا یہ بات کیوں کہہ رہا ہے۔" اس نے عجیب انداز سے کہا اور میں خاموش ہو گیا پھر میں نے کہا۔

"اچھا یہ بتا میں باہر گھوم پھر تو سکتا ہوں نا۔"

"ہاں' یہاں سے میں تجھے راستہ بتائے دیتی ہوں چپ چاپ نکل جانا اور اس کے بعد محل میں گھومتے رہنا اور ایک بات اور کہوں تجھ سے' محل سے باہر مت جانا' باہر نکل گیا تو اندر آتے ہوئے دقت ہو گی تجھے اور ویسے بھی تجھے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے' دیکھنا تو یہیں ہے ناں سب کچھ باہر جا کر دوبارہ آنے میں کافی پریشانی اٹھانی پڑے گی۔"

"ٹھیک ہے لیکن اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ میں کون ہوں تو کیا بتاؤں؟"

"تیرے کپڑے بتا دیتے ہیں کہ تو سپاہی ہے۔"

"تو کیا یہاں محل میں بس کپڑوں ہی سے سپاہی تسلیم کر لیا جاتا ہے' کوئی کسی کو جانتا نہیں ہے۔"

"جانتے ہیں سب ایک دوسرے کو' مگر نئے بھی آجاتے ہیں اصل میں یہاں محل میں جن لوگوں کو کام پر لگایا جاتا ہے۔ انہیں کام پر لگانے والے راجدوت مہاراج ہیں کوئی اگر تجھ سے پوچھ ہی بیٹھے کہ تو کون ہے اور یہاں کب کام پر لگایا گیا تو کہہ دینا کہ راجدوت مہاراج نے بھیجا تھا کام کر رہا ہوں۔"

"اور اگر خود مہاراج راجدوت ہی پوچھ بیٹھے تو؟"

"نہیں وہ یہاں کم ہی کم آتے ہیں اور آتے بھی ہیں تو زیادہ سے زیادہ مہاراج کے پاس سارے انتظامات وہی کرتے ہیں لیکن محل میں رہ کر نہیں ان کی جگہ الگ ہے۔"

"خیر دیکھا جائے گا۔"

"ایک بات اور کہوں۔"

"ہاں ہاں ضرور۔"

"رات کو تو یہیں واپس آجائے گا ناں۔"

"ہاں مگر تیری تو آج دن کی چھٹی ہے۔"

"تو اس سے کیا ہوتا ہے؟"

"اچھا اچھا تیرا مطلب ہے کہ میں یہیں آجایا کروں۔"

"ہاں ہاں اور کہاں رہے گا تو تو چلا ہی جائے گا ناں یہاں سے بابا۔"

"یہ تو سب بعد کی باتیں ہیں۔"

"بس من نہیں چاہتا کہ تو یہاں سے جائے۔" اس نے اداس لہجے میں کہا۔

"تو میں کب جا رہا ہوں اور اگر جانا بھی ہوا تو اتنی جلدی نہیں جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے اچھا اب یہ بتا باہر جانے کا ارادہ ہے یا آرام کرے گا۔"

"تو کیا کرے گی؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔"

"ساری رات جاگتی ہی رہی ہو گی۔"

"ہاں تھوڑی تھوڑی۔"

"تو پھر تو آرام سے سو جا میں چلتا ہوں۔" اس نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور ان نگاہوں کا مفہوم میرے ذہن سے دور نہیں تھا لیکن دن کا وقت اور وہ بھی ایسا ماحول مجھے اس سے زیادہ محل کے بارے میں جاننے سے دلچسپی تھی چنانچہ کچھ دیر کے بعد میں وہاں سے نکل آیا اور محتاط انداز میں محل کے مختلف گوشوں میں چکراتا رہا۔

میں نے یہاں کی زندگی دیکھی' بنجاروں کے گروہوں میں نظر آنے والی زندگی سے بالکل مختلف تھی۔ ہر طرف شان و شوکت' ہر طرف مہاراج بیجانگر کے گن گائے جا رہے تھے' کوئی کچھ کر رہا ہے کوئی کچھ کر رہا ہے۔ البتہ مہاراج مجھے سارا دن نظر نہیں آئے تھے۔ رات کو میں جب خوب دیر سے واپس سیتا کے اس گھر پر پہنچا تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر دیا بھی جل رہا تھا۔

غالباً" سیتا اپنے کام پر جانے سے پہلے دیا جلا گئی تھی لیکن جب کھلے دروازے سے میں اندر داخل ہوا تو میں نے سیتا کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اسے میری آمد کا علم ہو گیا تھا اس کے چہرے پر شرماہٹیں تھیں اور آنکھوں میں عجیب سا خمار میں نے اسے دیکھ کر حیرانی سے کہا۔

"ارے سیتا تو اپنے کام پر نہیں گئی۔"

"نہیں۔" اس نے کہا اور ایک دم ہنس پڑی۔

"کیوں؟"

"بس نہیں گئی مگر ہنسی کیوں؟" میں نے پوچھا اور وہ زور زور سے ہنسنے لگی پھر بولی۔

"میرے پیٹ میں درد جو تھا۔ ایسی ہائے دیا مچائی وہاں جا کر کہ سب نے یہی کہا کہ جا سیتا اپنے گھر آرام کر کوئی بات نہیں ہے ایک رات کی۔ تیری جگہ ہم سنبھال لیں گے۔"

مجھے بھی اس کی شرارت پر ہنسی آگئی پھر میں نے کہا۔

"لیکن تو نے ایسا کیوں کیا؟"

"من جو نہیں لگتا تھا تیرے بغیر۔" اس نے آخر دل کی

بات کہہ ہی دی۔

میں اس دوران تھوڑا سا تجربہ سنتا سے حاصل کر ہی چکا تھا اور مجھے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ زندگی کے کچھ خوشگوار لمحے یہ بھی ہوتے ہیں ہر چند کہ یہ زندگی کا مقصد نہیں ہو سکتے تھے میرے لیے لیکن بہرطور انسانوں کی سرشت سمجھنے کے لیے انسانوں سے قریب رہنا بھی بہت ضروری تھا اور نوخیز سیتا کے بارے میں مجھے یہ اندازہ ہوا کہ اس کی یہ نوخیزیت اس کے چہرے تک ہی محدود ہے اور بات اس سے آگے بڑھ گئی ہے لیکن میرا یہ سوال بالکل بے معنی ہوتا کہ میں اس کی زندگی میں آنے والے دوسرے مردوں کے بارے میں سوالات کرتا۔ یہ اس کا اپنا فعل تھا ویسے اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ وہ ذہنی طور پر بچی ہی تھی۔

دوسری صبح اس نے اپنے کام پر جانے کا ارادہ ظاہر کر دیا مجھے کھلا پلا کر روانہ ہو گئی اور دوسری رات آنے کے لیے کہہ گئی۔ میں معمول کے مطابق' یہیں کے معمولات جاننے میں معروف ہو گیا۔ آج میں نے محل میں ایک سپاہی کی حیثیت سے دربار دیکھا۔ جس میں راجا بیجا نگر مجھے نظر آیا تھا۔ بلند و بالا قد و قامت کا مالک یہ شخص بڑی بڑی مونچھوں اور بڑی بڑی آنکھوں کے ساتھ خاصا پُررعب لگتا تھا۔ آج اس نے خاص اجلاس بلایا تھا جس میں وہ یہ فیصلہ کر رہا تھا کہ محمد شاہ بہمنی کے قاصد کی جو بے عزتی کی گئی ہے اور جو قدم اس نے اٹھایا ہے اس کے نتیجے میں محمد شاہ یقینی طور پر کوئی جوابی قدم اٹھائے گا لیکن اس کے جوابی قدم اٹھانے سے پہلے اگر اس پر حملہ کر دیا جائے تو کیا یہ بہتر نہیں رہے گا۔ اسی سلسلے میں درباریوں سے مشورہ کیا جا رہا تھا۔ بہادر سورما محمد شاہ بہمنی کے مقابلے میں مہاراجا بیجا نگر کو لشکر کشی کی ترغیب دے رہے تھے اور اسے بتا رہے تھے کہ وہ اپنے اپنے طور پر کتنا لشکر جمع کر سکتے ہیں۔ یہ بھی ایک دلچسپ مشغلہ تھا میرے لیے اور میں انسانوں کی انسانوں سے دشمنی کا ایک انداز دیکھ رہا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ان میں سے ہر شخص محمد شاہ بہمنی کے مقابلے پر نکل جانا چاہتا ہو۔ میں نے دربار عام میں یہ ساری کارروائی بغور سنی اور یہ اندازہ لگایا کہ مہاراجا بیجا نگر کتنے عرصے میں اس سلسلے میں حملے کا ارادہ رکھتا ہے۔ یہاں یہ طے ہوا تھا کہ بیس ہزار سوار' نولاکھ پیدل اور تین ہزار ہاتھیوں کا لشکر لے کر راجا بیجا نگر دکن کی سرحد کی جانب بڑھے گا۔ طے یہ ہوا تھا کہ وہ قلعہ اودنی میں اپنے خیمے لگائے گا اور اپنے آدمیوں کو مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا حکم دے گا۔ بہرطور یہ اس کا منصوبہ تھا جو میں نے بھی سن لیا تھا۔ میں اس سلسلے میں دیر تک سوچتا اور غور کرتا رہا پھر ایک اور دلچسپ واقعہ پیش آیا۔

میں دن بھر سپاہی کی حیثیت سے ٹانگ ٹوئیاں مارتا رہا تھا۔ مختلف لوگوں نے چھوٹے موٹے کام میرے سپرد کیے تھے۔ دلچسپی کی بات یہ تھی کہ کسی نے مجھ سے میرے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا لیکن اس وقت اچانک ایک شخص میرے سامنے آ گیا۔ دوسرے چند سپاہی اس کے ساتھ تھے۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا اور میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے میری شکل و صورت پر غور بھی نہیں کیا تھا۔ کہنے لگا۔

"سن تجھے رات کو چندن کنٹھ پر پہرے داری کرنی ہے ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جا۔ چلو تم سب لوگ چندن کنٹھ چلے جاؤ۔" میں نے خاموشی سے گردن ہلا دی۔ میرے خواب و خیال میں بھی چندن کنٹھ نہیں تھا۔ نجانے کیا ہے بہرطور بات دلچسپ تھی۔ میرے باقی پانچوں ساتھی مجھے ساتھ لے کر چل پڑے۔ وہ آپس میں باتیں کرتے جا رہے تھے۔ چندن کنٹھ کی پہرے داری انہیں مسرور کیے ہوئے تھی۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔

"پورن لعل مہاراج کی سیوا کرتے رہے تو ابھی تک ہی پہرا ملتا ہے اور یہ بھی اچھے بھاگ والا ہے کہ سامنے آ گیا اور چھٹا تو ہی یہ ہو گیا۔"

میں خاموشی سے ان کی باتیں سنتا رہا تھا۔ وہ سب محل کے ایک انتہائی خوبصورت گوشے میں پہنچ گئے۔ اس طرف میں ابھی تک نہیں آیا تھا۔ پھولوں کا ایک دائرہ بنا ہوا تھا جو خاصی وسعت رکھتا تھا۔ اس کے اطراف میں سفیدے کے درختوں کا احاطہ تھا اور پھولوں کے کنج انہی درختوں کی جڑ میں بڑی خوبصورتی سے تراش دیے گئے تھے اور وہ کافی اونچے ہو گئے تھے۔ درمیان میں گھاس اس طرح تراش دی گئی تھی جیسے مخمل کا فرش بچھا دیا گیا ہو۔ ایسی گھنی گھاس بہت کم ہی نظر آتی ہے۔ ایک گوشے میں سفید چمکدار پتھروں کا سنگھاسن بنا ہوا تھا جس پر بہت ہی خوبصورت گدیاں ڈھیر کی گئی تھیں۔ نیچے بھی گدیاں تھیں۔ سنگ مرمر کی سفید میزیں بچھا دی گئی تھیں۔ بڑا اہتمام ہو رہا تھا۔ صفائی والے صفائی کر چکے تھے۔ پودوں کو نئے سرے سے تراش دیا گیا تھا۔ یہ تھا چندن کنٹھ ہم لوگ یہاں پہنچے اور سپاہی دوسروں سے تیاریوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگے۔

"بس تم لوگ اب یہیں رکو اور یہاں سے جانے کی کوشش نہ کرنا۔" ایک شخص نے ہمیں ہدایت دی اور ہم سب نے گردنیں خم کر دیں۔ میں دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔ ہماری سیتا میرا انتظار کرے گی لیکن میں چندن کنٹھ کے مزے لے رہا ہوں گا۔ اندازہ ہو گیا تھا کہ یہاں کیا ہونے والا ہے اور یہ اندازہ بالکل درست نکلا۔

رات ہوئی تو چندن کنٹھ میں حسین روشنیاں جگمگانے لگیں۔ رنگین شیشوں کے چراغ تھے۔ جن میں رنگ برنگی روشنیاں چھوٹ رہی تھیں۔ یہ چراغ چندن کنٹھ میں پھولوں کے کنج میں چھپا دیے گئے اور ان سے جو روشنی خارج ہوئی اس کی کوئی مثال ممکن نہیں تھی۔ اتنی روشنیاں تھیں کہ سارا چندن

کسنٹھ جگمگا رہا تھا اور پھر مہاراج پدھارے ان کے جلو میں کنیزوں کا جھرمٹ تھا اور ان کے ساتھ میں نے ایک ایسی حسین عورت کو دیکھا کہ بس دیکھتے ہی رہو۔ چاند جیسا روپ لیے اتنا خوبصورت موتیوں لگا لباس پہنے ہوئے تھی کہ بس بجلیاں ہی بجلیاں تڑپ رہی تھیں۔ وہ ہنستی مسکراتی مہاراج بیجانگر کے ساتھ ساتھ چلی آ رہی تھی۔ مہاراج اس سنگھاسن پر بیٹھ گئے جو ان کے لیے تھا اور کنیزیں ان کے اطراف میں نیم دراز ہو گئیں۔ دو کنیزیں مور چھل ہلانے لگیں۔ ماحول بہت خوشگوار تھا۔ فضا شبنمی سی تھی جس سے موسم میں بھیگی بھیگی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ پھر اس حسین موسم میں سازندوں کی آمد ہوئی اور وہ بھی قرینے سے بیٹھ گئے۔ رقص و موسیقی کا منظر سامنے آگیا تھا اور اندازہ ہو گیا تھا کہ مہاراجا یہاں رنگ رلیاں منانے آئے ہیں۔ وہ شعلہ جوالا مدھم مدھم مسکراہٹیں بکھیر رہی تھی۔ غالباً" مہاراجا کی کوئی خاص ہی منظور نظر تھی۔ پھر بڑے بڑے سونے کے برتن آگئے۔ ان کے اطراف میں سونے کے کٹورے سجا دیے گئے۔ سامنے رکھی سنگ مرمر کی میز پر مہاراجا کے لیے برتن سجے ہوئے تھے۔ مہاراجا کو پہلا جام پیش کیا گیا اور اس جام کے ساتھ ہی سازندوں نے سازوں کی دھنیں درست کرنا شروع کر دیں۔ دو لڑکیاں جو زرق برق لباس پہنے ہوئے تھیں کھڑی ہو گئیں اور انہوں نے ایک گیت شروع کر دیا جو مہاراجا کی شان میں تھا۔ اس کے ساتھ ہی رقص بھی ہونے لگا تھا۔ ہم چھ سپاہی اپنی جگہ مستعد تھے اور راگ و رنگ کی یہ محفل آہستہ آہستہ جولانی پر پہنچتی جا رہی تھی۔ رات بیتی چلی گئی اور تمام کنیزوں کے سامنے سجے ہوئے برتنوں سے رنگین آتش منتقل ہونے لگی۔ وہ سب آہستہ آہستہ مستیوں میں ڈوبتی جا رہی تھیں اور ان کی حرکات بہت عجیب ہو گئی تھیں۔ جس کی توقع عام لڑکیوں سے نہیں کی جا سکتی تھی۔ پھر اس کے بعد وہ قتالہ عالم کھڑی ہوئی اور جیسے ماحول میں سحر اتر آیا۔ اس کے بدن کی جنبشیں پاگل کر دینے والی تھیں۔ آہستہ آہستہ سازوں کی دھنیں بھی تیز ہو رہی تھیں اور رقاصہ رقص کر رہی تھی۔ میں بھی اس رقاصہ کو دیکھ کر بے خود ہو گیا۔ بھیگا ہوا موسم' چاند کی مدھم چاندنی رنگین شیشوں سے منتشر ہوتی ہوئی رنگین روشنیاں درمیان میں تھرکتا ہوا سلگتا ہوا وجود جو قہر برسا رہا تھا۔ مہاراجا کی بے خودی اور اس کے بعد کنیزوں کی جہلیں تمام سپاہی ساکت و جامد کھڑے تھے۔ ان کے وجود جیسے پتھرا گئے تھے۔ وہ بے بسی کی نگاہوں سے ان کی سرمستیوں کو دیکھ رہے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے وہ بھی ہوش و حواس سے عاری ہوتے جا رہے ہوں۔ ایک میں تھا جو اپنے پورے حواس میں تھا اور ان تمام حرکات سے انسانوں کی فطرت کا تجزیہ کر رہا تھا۔ یوں بھی ہوتا ہے۔ پھر یہ بدمستیاں عروج کو پہنچ گئیں۔ مہاراجا نے آہستہ سے کچھ کہا۔ سازندوں کے ساز رک گئے۔ ایک شخص نے مہاراجا کی بات دوسروں تک پہنچائی۔ اس نے کہا۔

"بے وقوفو! یہ موسم نہ خاموش کھڑے رہنے کا ہے نہ ہوش و حواس میں رہنے کا۔ مہاراجا کا حکم ہے کہ تم سب بھی جام لنڈھاؤ' اب کسی پر کوئی پابندی نہیں ہے" سازندوں نے ساز پھینک دیے اور شراب کے برتنوں پر ٹوٹ پڑے۔ یہی حکم سپاہیوں کے لیے بھی تھا۔ سو میرے پانچوں ساتھی بھلا پیچھے کیوں رہتے۔ نہ انہیں یہ غرض تھی کہ وہ مجھے بھی اس دعوت میں شریک کرتے۔ یہاں تو نفسا نفسی کا عالم تھا اور میں ان کی دیوانگی دیکھ رہا تھا۔ بڑا لطف آ رہا تھا اس ماحول میں' اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان ذہنی طور پر اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ مجھ جیسے دوسرے تو نہ تھے۔ وہ تو عام انسان تھے وہ بھلا خود کو کیسے باز رکھ سکتے تھے۔ سو یہ سرمستیاں جاری رہیں اور سب ایک دوسرے پر لڑھکنے لگے۔ خود مہاراجا سنگھاسن پر اس طرح نیم دراز ہو گئے تھے جیسے اب ہوش و حواس سے ان کا کوئی تعلق نہ ہو۔ کنیزیں ان پر لدی ہوئی تھیں۔ ہاں میرے علاوہ یہاں اگر کوئی ہوش مند تھا تو وہ وہی قاتل رقاصہ جو ایک سمت سمٹی ہوئی اس منظر کو دیکھ رہی تھی اور اس نے غالباً" اس سیال آتش کا ذائقہ نہیں چکھا تھا۔ وہ ان سرمستیوں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ بہت دیر ہو گئی۔ رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی۔ تب وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر آہستہ سے بولی۔

"ارے کبھو! کوئی ہوش میں بھی ہے" اس کی نگاہیں مجھ پر پڑیں۔ میں ایک سمت کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے نقوش ابھر آئے پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور میرے قریب پہنچ گئی۔

"تم نے ان رنگ رلیوں میں حصہ نہیں لیا؟؟"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

"بس میں مہاراج کا داس ہوں۔ ان کی شان میں یہ گستاخی نہیں کر سکتا تھا۔"

"ارے ارے' مہاراج نے تو سب کو خود آگیا دے دی تھی۔"

"ہمیں اپنا سبھاؤ معلوم ہے۔"

"باؤلے ہو پورے کے پورے باؤلے' ارے پاگل جب مہاراج نے سب کو حکم دے دیا تو تجھے بھی اس میں شریک ہو جانا چاہیے تھا مگر تو تو کچھ عجیب سا نہیں۔ کون ہے تو' اب تک کہاں تھا؟"

"یہیں تھا دیوی آپ کی سیوا میں۔"

"تو سپاہی ہے؟"

"ہاں دیوی۔"

"کیا نام ہے تیرا؟"

"بیاس۔"

"نام بھی سندر ہے اور صورت اور قد کاٹھ' ناں رے ناں اگر تیرے سپاہیوں کے کپڑے اتار لیے جائیں اور تجھے راجکماروں کے کپڑے پہنا دیے جائیں تو کوئی آنکھ کا اندھا بھی تجھے راجکمار سمجھ سکتا ہے۔ عجیب سا لگ رہا ہے تو؟"

"میرا دوش تو نہیں ہے اس میں دیوی جی۔"

"دھت تیرے کی' یہ دوش کی بات ہے ایسا سندر ایسا من موہن ارے تو میرے ساتھ آ' اچھا ہوا تو ان سب کی طرح بے ہوش نہیں ہوا ورنہ ورنہ میرا ساتھ کون دیتا؟"

"ہوش میں تو آپ بھی ہیں دیوی جی۔" میں نے کہا اور وہ ہنس پڑی۔

"ہاں' ہم دو ہی ہوش میں ہیں' باقی سارے کے سارے بے ہوش' آجا' میرے ساتھ آجا' باولا ہے رے تو بالکل ارے تو نے کبھی اپنے آپ پر غور نہیں کیا' کسی دیکھنے والی آنکھ نے تجھے نہیں دیکھا؟"

"میں کیا جانوں دیوی جی؟"

"اچھا! آ اب چل تو میرے ساتھ' مجھے تو جانا ہے ناں۔"

"نہیں دیوی جی' مجھے تو مہاراجا راجدوت نے یہاں بھیج دیا تھا۔"

"ہوں تبھی تو باہر سے آیا ہے کہیں سے۔"

"ہاں دیوی جی۔"

"ناں رے ناں' زیادتی ہوئی یہ تیرے ساتھ۔ یہ بھگوان امرت جل ہے تو' جلتی ہوئی جیون کی چتا میں امرت جل کے قطرے ٹپکاتا ہے۔ میں نند اکشی ہوں۔ میرا نام نند اکشی ہے آتو میرے ساتھ آ۔"

میں اس کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ نند اکشی ایک لمبا سفر طے کر کے اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوئی تھی۔ جس کے بارے میں بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ جو مہاراج کا منظور نظر ہو اس کے عیش ہی عیش اور یہ عیش نند اکشی کی رہائش گاہ میں موجود تھے۔ میں بدھو بنا ہوا تھا اور احمقوں کی طرح اس کی ہر ہدایت پر عمل کر رہا تھا۔ نند اکشی کو اس کیفیت سے بہت لطف آ رہا تھا۔ اس طرح کی عورتیں شاید ایسے لوگوں کو پسند کرتی ہیں جو ان کے اشاروں پر ناچتے ہوں۔ جب نند اکشی نے مجھ پر اپنی برتری کی ہر آرزو کی تکمیل کر لی تو میں نے اس سے پوچھا۔

"تو کون ہے؟"

"کیسی ہوں۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"سنسار باسی نہیں معلوم ہوتی۔"

"پھر؟"

"آکاش کا کوئی ستارہ ہے جو ٹوٹ کر دھرتی پر آ پڑا ہے۔"

"تمہارے منش کا روپ کہاں ہوتے ہیں۔"

"کون جانے۔"

"ناں رے! بہت کچھ ہوں مگر پھر بھی نہیں ہوں۔ مہاراج کی ایک معمولی سی داسی ہوں۔"

"لگتا تو یوں ہے جیسے وہ تجھے بہت چاہتے ہوں۔"

"ہاں بہت چاہتے ہیں مجھے۔ یہ مجھ سے پہلے بہت سی اہلاؤں کو اتنا ہی چاہتے رہے ہیں۔"

"اس کے بعد؟"

"اس کے بعد ان کی کوئی پوچھ نہیں رہتی۔ بس وہ اصل جاتی ہے سورج کی دھوپ کی طرح۔ ایک بات کہوں۔"

"ہوں۔" میں نے کہا۔

"تو مہاراج سے ہزار گنا زیادہ سندر ہے۔ ان سے کہیں زیادہ کڑیل ہے۔ تیرے ساتھ جیون کی آخری سانس تک بتائی جا سکتی ہے۔ میری ایک بات مانے گا۔"

"کہو۔"

"میرا ساتھ دے گا۔"

"کیسے؟"

"میرے ساتھ رہ۔ میں ان کی طرح جیون نہیں گزارنا چاہتی جو مہاراج کی نظروں سے گر کر کسی کام کی نہیں رہتیں۔ تیرا میرا ساتھ رہے گا۔ مہاراج اس سے جی بھر کر مجھ پر دھن لٹا رہے ہیں۔ ایک پل میرا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہتے۔ میں ان سے خوب فائدہ اٹھاؤں گی۔ تجھے من کا میت بنائے رکھوں گی۔ جو کچھ کروں گی تیرے لیے کروں گی دولت جمع کروں گی اور اس سے کا انتظار کروں گی جب مہاراج مجھے چھوڑ دیں پھر تو ہو گا اور میں۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔

"تجھے اعتراض تو نہیں۔"

"نہیں۔" میں نے کہا اور وہ بہت خوش ہو گئی۔ رات اس کی عیش گاہ میں بتا کر میں صبح کو باہر نکل آیا۔ بڑا لطف آ رہا تھا۔ ان سب کو سمجھ رہا تھا میں اور میری خوب نبھ گئی تھی۔ سارا دن کمرے میں گزارا کسی کو مجھ پر شبہ تک نہیں ہوا تھا لیکن رات دلچسپی لے رہی تھی۔ سیتا نے مجھے خوش کر دیا تھا۔

"کہاں رہے پچھلی رات؟"

"چندن کنٹھ میں پہرے پر بٹھا دیا گیا تھا۔"

"ارے ارے وہاں پھنس گئے تھے۔ تبھی تو۔ آج تو کہیں نہیں جانا؟"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا اور وہ خوش ہو گئی پھر ہم خوب باتیں کرتے رہے۔ کھانا وغیرہ کھایا۔ رات ہوئی تو سیتا کی آنکھوں میں مستیاں اترنے لگیں۔ عین اسی وقت نند اکشی اندر گھس آئی اور ہم اسے دیکھ کر چونک پڑے۔

"تو یہاں کیا کر رہا ہے؟" اس نے سرد لہجے میں پوچھا۔ سیتا اسے دیکھ کر مؤدب ہو گئی تھی۔

"میں یہیں رہتا ہوں۔"

"اس کے ساتھ۔"

"ہاں۔"

"مگر کیوں۔ چل میرے ساتھ چل عجیب پاگل ہے تو۔ میں نے سوچا تو خود میرے پاس آ جائے گا۔ بڑی مشکل سے تیری خبر ملی۔"

"مہان دیوی یہ میرا مرد ہے۔ اسے کہاں لے جاؤ گی۔" سیتا نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"تیرا مرد۔"

"ہاں دیوی۔ ۔ ۔ اسی سے پوچھو۔"

"کیوں رے تو نے تو مجھے کچھ نہیں بتایا۔"

"میں تو صرف مرد ہوں۔ کس کا ہوں مجھے نہیں معلوم۔" میں نے کہا۔

"کیا یہ تیرے ساتھ رہ چکا ہے؟" ندا نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"کتنے سمے۔"

"بس دو دن گزرے ہیں۔"

"دھت تیرے کی! اور تو نے اس پر قبضہ کر لیا۔ ناں ری! ایسا بھی ہوتا ہے۔ یہ اب سدا کے لیے میرا ہے۔"

"نہیں دیوی۔ ایسا نہ کرو۔ انصاف کرو۔ تم مہان ہو۔ ہم تو تمہاری داسیاں ہیں۔ ہماری چیز ہمیں دو۔"

"انصاف کرتا ہے مجھے' چل ٹھیک ہے۔ تو نے نیائے مانگا ہے تو ہم نیائے کیے دیتے ہیں اور قانون یہ ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ لاٹھی ہماری ہے۔ بس 'ہماری'" اچانک ندا کشی نے کمر سے پیش قبض نکالی اور بے حد پھرتی سے سیتا کے سینے میں بھونک دی۔ میں دنگ رہ گیا تھا۔ سیتا پوری طرح چیخ بھی نہ سکی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں کے پیش قبض پکڑی اور لڑکھڑانے لگی۔

"باندیاں مالک کے مال پر قبضہ کرنے لگیں تو انہیں جیتا نہیں رہنا چاہیے۔" مجھے ایک دم غصہ آگیا۔ مجھے سیتا سے ہمدردی ہو گئی تھی۔ انسان تو وہ بھی تھی۔ میری آنکھوں کا رنگ بدلنے لگا۔ مگر اسی وقت میرے کانوں میں چندر بھان کی آواز ابھری۔

"نا۔ بیاس نا۔ یہ قتل تیرے لیے ہوا ہے۔ یہ پہلا قتل ہے تیرے لیے۔ تو بہت بڑا بیاس۔ تیرے لیے تو ہزار مریں گے۔ یہ تو پہلی ہے۔ ندا کا ساتھ دے۔ بیاس کی عقل سے سوچ۔ ندا طاقتور ہے ابھی۔ جب اس کی طاقت ختم ہو جائے گی تو وہ خود مر جائے گی۔ یہی انسانوں کی ریت ہے۔"

"چل بیاس۔ مرنے دے اسے۔ باہر کسی سے کہہ دیں گے کہ اس کی لاش کنویں میں پھینک دے۔" ندا نے میرا ہاتھ پکڑا اور باہر چل پڑی۔

وہی ندا کشی کی خوبصورت رہائش گاہ جہاں موتیوں کا چھپر کھٹ پڑا ہوا تھا اور جہاں کے ماحول میں ننگی مجسموں سے ایسی ایسی شکلیں بنائی گئی تھیں کہ انسان کے دل میں سوئے ہوئے جذبات خود بخود جاگ اٹھیں۔ میں زندگی کی طویل دوڑ دھوپ میں مصروف رہا تھا اور غالباً" انسانی صفات سے اتنا دور ہو چکا تھا کہ اب خود کو انسان سمجھتے ہوئے خاصی مشکل پیش آتی تھی' عرصہ دراز کے بعد جوانی کے انوکھے خواب دیکھے تھے اور ان خوابوں کی دلکشی سے بہرطور انکار نہیں کر سکتا تھا۔ پہلے سنتھا نے مجھے زندگی کے انوکھے رخ سے روشناس کرا دیا تھا اور اب دوسری شخصیت سیتا کی تھی' سنتھا بے شک ایک ایسا مقام رکھتی تھی جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ منفرد تھی۔ سیتا بھی اپنی نوخیزیت کے لحاظ سے بری نہیں تھی لیکن ندا کشی ان سب پر بھاری تھی۔ اس نے اپنے حسن و جمال کو اس طرح سنبھال کر رکھا تھا کہ اپسرا لگتی تھی اگر ایسا نہ ہوتا تو بے چارے مہاراجا بیجانگر آلو نہ بنے ہوتے۔ نجانے محل میں موجود رانی کا کیا حال ہو۔ یہ الگ ہی کھیل تھے اور اشیش بھگونت نے مجھے اب اس سنسار میں بھیج کر ان سارے کھیلوں سے روشناس ہونے کی ہدایت کی تھی۔ یہ سب کافی اچھا تھا اور یہاں غالباً" میری انسانی فطرت میری رہنمائی کر رہی تھی۔ میں تو خون آشام تھا ایک الگ شخصیت کا مالک لیکن اسے دیکھو' اپنی جیسی ایک معصوم لڑکی کا خون کرکے آئی ہے لیکن پیشانی پر شکن بھی نہیں ہے' یہ انسان کا روپ ہے۔ ندا کشی میری قربت سے سرشار تھی۔ اس نے مخمور لہجے میں کہا۔

"بیاس' بھگوان بھی کیا انوکھا ہے' نجانے کیا کیا کر لیتا ہے وہ' جسے راجا ہونا چاہیے وہ پرجا بنا ہوا ہے اور جو پرجا بھی نہیں بن سکتا اسے راج پاٹ ملا ہوا ہے۔ بیاس تیرے من میں کبھی یہ خیال نہیں جگا کہ تو بھی راج سنگھاسن پر بیٹھا ہوا ہے؟" میں نے مدھم سی مسکراہٹ سے کہا۔

"انسان کے من میں تو نجانے کیسی کیسی کہانیاں جاگتی رہتی ہیں لیکن کہانیاں تو کہانیاں ہی ہوتی ہیں۔"

"نہ رے بیاس نہ۔ ان کہانیوں کو سچ کا روپ بھی دیا جا سکتا ہے۔"

"وہ کیسے۔" میں نے سوال کیا۔ "اور نند اکشی کسی سوچ میں کھو گئی۔" بہت دیر کے بعد بولی۔

"اس کا جواب تجھے پھر کبھی دوں گی۔"

وقت گزر گیا۔ دوسری صبح میرے انہی معمولات کا آغاز ہو گیا جن کا تعلق میری زندگی سے تھا۔ سیتا کی لاش تک کا پتا نہیں چلا تھا۔ البتہ مجھے یہ پتا چل گیا تھا کہ نند اکشی کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ وہ ہر ایک کو اپنی مٹھی میں لیے ہوئے ہے' بس مہاراج بیجا نگر کی منظور نظر تھی یہی کافی تھا۔ لوگ اس کی باتیں مانتے تھے۔ میں نے خاص طور سے شاہی محلات اور شہر بھر کے نگران کردھا سنگھ کو دیکھا تھا جو نند اکشی کے آگے ہمیشہ ہاتھ جوڑے کھڑا رہتا تھا اور شاید اس کے وفاداروں میں سے تھا۔ نند اکشی نے اپنے پاؤں کافی مضبوطی سے جما رکھے تھے۔

پھر مہاراجا بیجا نگر کی فوجیں تیار ہو گئیں۔ محمد شاہ بہمنی کے بارے میں پتا چلا تھا کہ وہ اس مقام تک آ گیا ہے۔ جہاں سے آگے بڑھنا بیجا نگر کے لیے خطرناک ہے' سو مہاراج نے چند روز کے اندر اندر کوچ کا فیصلہ کر لیا لیکن رنگ رلیاں جوں کی توں تھیں۔ جن لوگوں پر جنگ مسلط کر دی جائے ان پر جینا حرام ہو جاتا ہے لیکن مہاراجا بیجا نگر جنگ کو دوسرا درجہ دیتے تھے اور اپنی ضروریات کو پہلا۔ میں نے نند اکشی کو دن کی خلوتوں میں پایا تھا جب اسے مہاراج کی قربت سے نجات ملتی تو وہ مجھے تلاش کرنے لگتی۔ اپنی خواب گاہ میں اس نے کہا۔

"تیرے من میں غصہ تو نہیں جاگتا بیاس' جب تو مجھے اس بوڑھے بجار کے قبضے میں دیکھتا ہے۔" میں نے نند اکشی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سیتا کو میرے پاس دیکھ کر تیرے من میں غصہ جاگا تھا ہے یا نہیں؟"

"ہاں جاگا تھا۔"

"تو پھر میں تو مرد ہوں۔" وہ ہنسی اور آہستہ سے بولی۔

"دیکھو بیاس تو سر سے پاؤں تک جو کچھ ہے اس کے بارے میں' میں تجھے بتا چکی ہوں' سیتا تو تیرے چرنوں کی دھول بھی نہیں تھی' میری بات اور ہے' میں نے اپنا شریر بڑے بڑے کاموں کے لیے مخصوص کر دیا ہے' شریر کا ملن بڑی اہمیت رکھتا ہے' مگر آتما کا ملن اس سے بھی بڑا ہوتا ہے۔ تو یوں سمجھ لے میرے من میں تیرے لیے بہت بڑی جگہ بن چکی ہے' اور میں تیرا مقام تجھے دلا کر رہوں گی' کچھ پانے کے لیے' کچھ کھونا بھی پڑتا ہے۔ میں نے اپنا فیصلہ بدلا ہے' اور اب ہمیں اس پر کام کرنا ہے' بڑے لمبے چکر چلاؤں گی میں' سوچتی رہی ہوں اس بارے میں' پھر یوں ہو گا بیاس کہ مہاراج بیاس' بیجا نگر کے راجا ہوں گے' اور نند اکشی وہاں کی رانی' جس دن سنسار میں یہ اعلان ہو جائے گا نا بس سمجھ لے ہمارے تیرے من کا میل اسی دن سے شروع ہو گا اس سے تک تو یہ سمجھ لے کہ ایک خرچہ کر رہا ہے' جس کا صلہ پائے گا اور سن جو میں کہہ رہی ہوں' وہی سچا . . . ہے' اسے مان لینا۔"

"نند اکشی جی' میں یہ بات کبھی نہیں بھولوں گا۔ میں بہرحال تمہارا ایک داس ہوں۔"

"مت کہہ رے ایسی بات' تیری شکل داسوں جیسی نہیں ہے' راجا بننے کے لیے پیدا ہوا ہے' اور بھگوان نے تجھے راجا بنانے کی ذمے داری مجھے سونپ دی ہے' چاہے میں رانی بنوں یا نہ بنوں۔ جیون دان کر دوں گی تجھ پر اور اب یہ سن کہ میں نے اپنا فیصلہ بدلا ہے کہ میں مہاراج کے ساتھ جنگ پر نہیں جاؤں گی' پہلے میرا خیال تھا کہ ہم لوگ وہاں جائیں گے' مہاراج کریں گے جنگ اور ہم کریں گے عیش لیکن اب چال چلوں گی اور مہاراج کو جنگ پر بھیج دوں گی۔" وہ کھل کھلا کر ہنس پڑی' میں بھی خاموش ہو گیا تھا۔

مہاراجا بیجا نگر جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ حالانکہ یوں لگتا تھا جیسے بس مجبوراً ہی وہ اپنا یہ فرض انجام دے رہا ہو میں یہاں کے حالات بھی دیکھ رہا تھا۔ مہاراجا نے اپنے بھائی جنگ کیداری کو اپنا قائم مقام بنا

دیا تھا اور جنگ کیداری اس سے بھی زیادہ گیا گزرا آدمی تھا۔ بہرحال جنگ پر جانے کی تیاریاں زوروں پر تھیں اور اس رات جب نند اکشی سر مستیوں میں ڈوبی ہوئی میری قربت میں تھی کہ اچانک مہاراجا بیجانگر، نند اکشی کی رہائش گاہ کا دروازہ کھول کر اندر آگئے، مجھے بھلا کسی کا کیا خوف لیکن انسانی فطرت جب اپنی اصلیت میں ہوتی ہے تو اس پر کوئی دوسرا رنگ غالب نہیں ہوتا۔ میں اس وقت مہاراج بیجانگر کی اچانک آمد سے سچ مچ خوفزدہ ہوگیا تھا لیکن یہ بات مجھے تسلیم کرنا پڑی کہ نند اکشی عورت ہونے کے باوجود اعصابی طور پر نہایت طاقتور تھی۔ لمحوں میں کیے جانے والے ٹھوس فیصلے معمولی لوگ نہیں کرتے۔ نند اکشی نے نیم غشی کی کیفیت اختیار کرلی تھی اور نڈھال سی ہوگئی تھی۔ راجا نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو کون ہے رے؟" میں خاموش کھڑا ہوگیا تھا۔ نند اکشی نے ایک ہچکی سی لی۔ اپنی جگہ سے اٹھی اور دوڑ کر مہاراج سے لپٹ گئی۔

"بچالو بھگوان بچالو مجھے، ہائے رام یہ پاپی۔ یہ پاپی میری عزت لوٹ لے گا، بچالو مجھے۔"

"نند اکشی۔ نند اکشی ہوش میں آ۔ کون ہے یہ کیا ہے۔ کیا ہوگیا؟"

"بہت مارا ہے اس نے مجھے مہاراج۔ گردن دبائی ہے میری۔ دیکھو یہ نشانات دیکھو۔" اس نے اپنی گردن اونچی کردی۔ حالانکہ اس کی گردن پر کوئی نشان نہیں تھا لیکن وہ اپنی گردن مہاراج کو دکھا رہی تھی۔ مہاراج کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔

"ہے کون یہ پاپی۔ ارے تو بولتا کیوں نہیں کون ہے؟"

"سپاہی ہوں مہاراج آپ کے محل کا۔" میں نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "عقل نے فوراً" ہی کہا تھا کہ نند اکشی اپنی جان بچانے کے لیے کھیل بدل رہی ہے۔

"یہاں کیا کر رہا تھا کتے کمینے؟"

"پہرا دے رہا تھا مہاراج۔"

"تو اندر کیسے گھس آیا؟"

"میں بتاتی ہوں۔ یہ پہرا دے رہا تھا مگر اس کے من میں چور تھا۔ بار بار دروازہ کھول کر اندر جھانکنے لگتا تھا میں یہ سوچ کر دروازہ بند کرنے بڑھی کہ کہیں اس پاپی کے من میں برائی نہ آجائے، تو اس نے مجھے زور سے دھکا دے دیا۔ میں اندر گر پڑی تو یہ دروازہ کھول کر اندر آگیا اور پھر اس نے مہاراج۔" اس کے بعد نند اکشی سسکیاں لینے لگی۔

میں سرد انداز میں کھڑا رہا تھا۔ مہاراج نے اپنی کمر سے خنجر کھینچ لیا۔

"ٹکڑے کردوں گا پاپی تیرے، جیتا نہیں چھوڑوں گا بھگوان کی سوگند، تونے، تونے میری عزت پر ہاتھ ڈالا ہے۔" بول جواب دے۔

"مہاراج! بھگوان نے آپ کی عزت بچالی ہے، آپ صحیح وقت پر آگئے، اس پاپی نے آپ کے چرنوں کی آواز سن کر میری گردن چھوڑی ہے۔"

"جیتا نہیں چھوڑوں گا اسے۔"

"نہیں مہاراج آپ نہیں ماریں گے اسے، اپنا بدلہ میں خود اس پاپی سے لوں گی۔ یہ برا شگن ہوگا مہاراج کہ آپ اپنے محل میں کسی کا خون بہائیں، اسے میرے لیے چھوڑ دیجیے بلکہ میرے من میں ایک اور خیال ہے۔"

"نند اکشی میرا خون کھول رہا ہے۔ اب میرے محل کے سپاہیوں کی یہ جرأت ہوگئی کہ وہ میری نند اکشی پر ہاتھ ڈالیں؟"

"اسے تو میں تڑپا تڑپا کر ماروں گی مہاراج۔ بھوکا ماردوں گی میں اسے، ابھی مرگیا تو پاپی کو اپنے کیے کا احساس کیسے ہوگا۔ میں اسے تڑپا تڑپا کر ماروں گی، آپ اسے شاہی تہ خانہ میں پہنچا دیجیے، بھوکا پیاسا رکھیں گے ہم اسے، میں اپنی آنکھوں سے اسے آہستہ آہستہ مرتے ہوئے دیکھوں گی۔"

"کیوں رے، کیوں کیا ہے تونے یہ سب کچھ؟"

"بس مہاراج منش ہوں من میں برائی جاگ اٹھی۔"

"تو ٹھیک ہے اس برائی کا پھل بھگت۔" مہاراج نے باہر منہ کرکے پہرے داروں کو آواز دی اور پہرے داروں نے ان کے اشارے پر مجھے جکڑ لیا۔ مہاراج

نے کہا۔

"بھوشن سنگھ سے کہو کہ اسے قید کردے۔"

سپاہی مجھے ساتھ لیے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ میں نے کوئی مدافعت نہیں کی تھی حالانکہ یہ چار ٹٹو میری گرفت میں اس طرح دم توڑ دیتے کہ کسی کو یقین نہ آتا مگر اشیش بھگونت نے کہا تھا کہ سنسار کا حال دیکھ، جذباتی نہ ہو، جو نئی چیز تیرے سامنے آئے اس کا تجزیہ کر، چنانچہ میں خاموشی سے پیچ در پیچ راستوں سے ہوتا ہوا قید خانے میں پہنچ گیا، جہاں ایک سنگی کمرے میں قید کر دیا گیا، دروازے میں موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں، میں خاموشی سے سنگی فرش پر بیٹھ گیا۔ اچانک ہی مجھے احساس ہوا کہ چندر بھان میرے سامنے آبیٹھا ہے۔ میں نے چونک کر گردن اٹھائی تو اسے مسکراتے ہوئے اپنے سامنے پایا۔

"بھگوان کی، سوگند تیری آنکھوں سے اس نئے سنسار کو دیکھ کر مجھے اتنا مزہ آ رہا ہے کہ بیان نہیں کر سکتا مگر سن بیاس، ابھی تو ابتدا ہے، وہ کسرے ابھی تیری بو نہیں سونگھ سکے ہیں۔ جب تیرے شریر میں انہیں میری بو آئے گی تب وہ تیری جانب متوجہ ہوں گے اور پھر تجھ پر اپنے گر آزمائیں گے۔ میں نے ایک فیصلہ کیا ہے بیاس۔"

"کیا اشیش بھگونت؟"

"اب میں تیرے شریر کو چھوڑ دوں گا، مجھے کبھی آواز نہ دینا جب میں ضروری سمجھوں گا تیرے پاس آؤں گا اگر میں نے ایسا نہ کیا تو ہم دھوکا بھی کھا سکتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ان دونوں شیطانوں نے کتنی شکتی حاصل کر لی ہے۔ اگر ہم دونوں ہی ان کا شکار ہو گئے تو کھیل بگڑ جائے گا۔ میں تجھ سے الگ رہوں گا اور جب مجھے تیری مدد کی ضرورت پیش آئے گی میں خود بخود تجھ تک پہنچ جاؤں گا۔"

"مگر یہ جو کچھ ہوا ہے اشیش بھگونت۔"

"کچھ ہوا ہے یہ۔ ارے باؤلے تجھے اپنی شکتی کا اندازہ نہیں ہے، ایک لمحہ بھی نہیں لگے گا انہیں بھسم کرنے میں، کیوں بھول جاتا ہے میرے سکھائے ہوئے کو، مگر جو شکتی مان ہوتے ہیں وہ اپنی شکتی کو اس سے استعمال کرتے ہیں جب انہیں اس کی ضرورت پیش آجائے، یہ تو کیڑے مکوڑے ہیں جو تیرے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ انہیں نہیں جانے گا تو سنسار کے مزے کیسے لوٹے گا۔ مزے لوٹ باؤلے۔ سب کچھ تیری مٹھی میں ہے تو کسی سے ڈرتا کیا۔ ہاں تریا جال نہیں دیکھے تو نے۔ اب تریا جال دیکھ۔ دیکھ وہ ناری کیا کیا کرتی ہے ہمیں کون سی جلدی پڑی ہے آرام آرام سے سنسار کو بھگتیں گے اور جب آجائیں گے ہمارے دشمن ہمارے سامنے تب کھیل بدل دیں گے۔"

"ٹھیک ہے اشیش بھگونت۔" میں نے مطمئن ہو کر کہا اور جب وہ چلا گیا تو میں نے دل میں سوچا کہ وہ ٹھیک ہی تو کہتا ہے۔ یہ کیڑے مکوڑے میرے سامنے بے حقیقت ہیں۔ جب میں چاہوں گا ان سب کو مسل کر رکھ دوں گا۔ ابھی واقعی سنسار کے مزے لینے چاہئیں۔ سو میں تہ خانے میں آرام کی نیند سو گیا۔ مجھے کھانے پینے کی اشیا دینے سے منع کر دیا گیا تھا مگر پاگل یہ نہیں جانتے تھے کہ میرا کوٹا میرے پاس موجود ہے۔ ہاں چاند نکلنے کی پہلی رات اگر میں یہاں موجود رہا تو پھر بے چارے انہی پہرے داروں میں سے کسی ایک کا شکار کرنا پڑے گا۔ خیر مجھے اس سے کیا غرض۔ یہ دنیا تو میری شکار گاہ ہے، وقت پر جو بھی شکار ہاتھ آجائے لیکن ایسا نہ ہوا۔

دوسرے دن دوپہر کو مجھے کافی پھل پیش کیے گئے تھے۔ دو سپاہی یہ پھل لے کر آئے اور انہوں نے میرے سامنے رکھ دیے۔

"جلدی سے پیٹ بھر کے کھا لے اور سن چھلکے ٹوکرے میں ہی رکھ دینا اور اگر کوئی دیکھنے آجائے تجھے تو ایسا مردہ بن کر دھرتی پر پڑ جانا جیسے بھوک سے مر رہا ہو۔"

"مگر تم نے یہ احسان مجھ پر کیوں کیا ہے؟"

"باؤلے اپنا کام کر۔ یہ نہ سوچ کس نے کیا کیا ہے۔"

دونوں چلے گئے۔ بہرحال میں نے دنیا دکھاوے کے لیے وہ پھل کھائے اور چھلکے وغیرہ اسی ٹوکرے میں ڈال دیے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹوکرا اٹھا کر لے گئے تھے۔

وقت گزرتا رہا۔ میری اس طرح چوری چھپے دیکھ

بھال ہوتی رہی پھر ایک رات میں نے قید خانے میں ہوا کے ساتھ خوشبوؤں کی لپٹیں اٹھتی ہوئی محسوس کیں اور چند لمحات کے بعد نندا کشی میرے سامنے کھڑی تھی۔ میں حیرانی سے اٹھ کر دروازے کے قریب آ گیا۔ ایک خوفناک سی شکل والے آدمی نے قید خانے کا دروازہ کھولا تھا۔

"آ جا میرے ساتھ۔" نندا کشی نے کہا اور میں باہر نکل آیا۔ وہ بڑے اطمینان سے مجھے لے کر اپنی رہائش گاہ کی جانب چل پڑی تھی۔ رہائش گاہ میں پہنچ کر اس نے کہا۔

"کس کی سوگند کھاؤں کہ یہ دن میں نے تیرے بنا کانٹوں پر گزارے ہیں۔ بول کس کی سوگند کھاؤں میں؟"

"کیا مہاراج جنگ پر چلے گئے؟"

"ہاں وہ گئے اور میں تجھے نکال لائی۔ میں نے اتنی خاموشی سے تجھے قید خانے میں بھجوایا تھا کہ مہاراج کے، میرے اور ان سپاہیوں کے علاوہ اور کوئی نہ جانے۔ یہی سب سے بہتر تھا۔"

میں حیران نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ کتنا حسین چہرہ تھا نرم و نازک، صاف و شفاف، انتہائی معصوم، لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ دنیا کے بارے میں کچھ جانتی ہوگی لیکن اس کے دماغ میں شیطان بیٹھا ہوا تھا، وہ شیطانی دماغ سے سوچنا جانتی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔

"مگر نندا کشی، جب مہاراج بیجانگر واپس آئیں گے تو کیا انہیں اس بات کا علم نہیں ہوگا کہ تو نے مجھے قید خانے سے نکال لیا تھا۔"

میری اس بات کے جواب میں نندا کشی زور سے ہنسی پھر بولی۔ "اے باؤلے یہ سنسار کی وہ باتیں ہیں۔ جنہیں تو ابھی نہیں جانتا لیکن تجھے سیکھنا پڑیں گی۔ راج نیتی معمولی چیزیں نہیں ہوتیں۔ راج نیتی سیکھنے کے لیے جتن کرنے ہوتے ہیں اگر منش کا دماغ تیز نہ ہو تو سمجھ لے کچھ نہیں ہوتا۔ میں یہاں ایک معمولی ناچن ہاری کی حیثیت سے آئی تھی، کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تھوڑے دنوں میں مہاراج اس طرح میرے اوپر لٹو ہو جائیں گے، ایسا بلا وجہ تھوڑی ہوا ہے۔"

"تو پھر؟"

"کچھ میرا دماغ اور کچھ مہاراج سنت گیانیشور کی کرپا۔ سنت گیانیشور مہاپجاری ہیں اور بیجانگر کے آخری کونے پر گیانیشور مندر ہے جہاں وہ رہتے ہیں، مجھ پر ان کی نظر بڑی سیدھی ہے مگر دیکھ میں تجھے ایک بات بتا دوں تجھے آنکھیں کھلی رکھنا ہوں گی، زبان اور دماغ بند۔"

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں؟"

"مطلب یہ ہے باورے کہ تو جو کچھ دیکھے گا نہ اس پر غور کرے گا اور نہ ہی اس پر اعتراض کرے گا۔ میں تجھے پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ شریر حیثیت ضرور رکھتا ہے مگر اتنی نہیں کہ منش اس کے لیے باؤلا ہو جائے۔ دیکھ بیاس ہر چیز ضرورت کی ہوتی ہے اور اگر صحیح ضرورت پر کام آ جائے تو سمجھ لے کہ اس سے بڑا مصرف اور کوئی نہیں ہوتا اس کا۔ وہ باورے جو اپنی کسی قیمتی چیز کے لیے اتنے جذباتی ہو جاتے ہیں کہ مرنے مارنے پر تل جائیں۔ سنسار میں کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ میرا یہ شریر اگر مہاراج بیجانگر کے ہاتھوں میں جائے تو سمجھ میں اس کا بدلہ وصول کر رہی ہوں، کسی اور کے پاس جائے تو بھی یہی سمجھ لینا کہ وہ ایک ضرورت ہے، ایک مجبوری ہے اس کے لیے کبھی جذباتی نہ ہونا بیاس۔ کچھ حاصل کرنے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے۔ اصل چیز تو آتما ہوتی ہے۔ میں نے اپنی آتما تجھے دے دی ہے، بس سمجھ لے جہاں سے بھی گزروں گی تیرے ہی خیال کے ساتھ گزروں گی۔"

"یہ ساری باتیں سچ مچ میری سمجھ میں نہیں آئیں نندا کشی۔"

"ہر کام آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ کہہ چکی ہوں کہ راجا بناؤں گی تجھے بیجانگر کا۔ تیرے نام کی جے جے کار کراؤں گی اور خود تیری رانی بن کر جیون کا آخری سانس بسر کروں گی۔ عورت ایسی ہی باؤلی چیز ہوتی ہے مر مٹے تو جیون تیاگ دے، دشمن بنے تو جیون ڈس لے۔ کیا سمجھا؟"

میں اور کچھ سمجھا یا نہیں سمجھا تھا لیکن مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ نندا کشی کی قربت بہت دلکش ہے

اور دل کے گوشوں میں یہ احساس ہمیشہ ابھرتا ہے کہ اس کے مرمریں وجود کو اپنے آپ میں ضم کر لیا جائے۔ اگر بیجا نگر کا راجا اس کا غلام بن گیا تھا تو کوئی ایسی انوکھی بات نہیں تھی اس کے حسین وجود میں ایسی ہی کشش پوشیدہ تھی۔ بعد میں اس نے مجھے بتایا کہ یہاں محل میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو اس کے چرن دھو دھو کر پیتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اس کے سانسوں کی قربت بھی نہیں ملتی لیکن وہ اس کے پرستار ہیں ورنہ پہرے دار اس طرح اس کی بات مان کر مجھے آزاد کیوں کر دیتا۔

کردھا سنگھ محل کا نگران تھا لیکن نندا کشی کے اشاروں پر ناچنے والا۔ ہاں مہاراج جنگ کیداری جنہیں راجا بیجا نگر اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ گیا تھا بڑا سخت مزاج آدمی تھا۔ اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس نے سارا نظام بڑی خوش اسلوبی سے سنبھال لیا تھا۔ پتا نہیں نندا کشی کے کیا کیا مشاغل رہتے تھے لیکن اب اس کی راتیں میرے ساتھ پر سکون گزرتی تھیں اور اس وقت وہ صرف میری پرستار ہوا کرتی تھی۔ یہ غالباً" اس کشش کا نتیجہ تھا جو اشیش بھگونت نے میرے وجود کو بخش دی تھی۔ ایک ایسا وجود جو آگ میں تپ کر کندن ہوا تھا۔ زمین کی گہرائیوں سے جس نے ٹھنڈک حاصل کی تھی۔ اس میں وہ سب کچھ تھا جو نچوڑ ہوتا ہے اور اس نچوڑ کو نندا کشی اپنا سمجھ رہی تھی اور سچ سچ اس کے جذبات' اس کی پر محبت باتیں اور اس کی اپنائیت اس بات کا احساس دلاتی تھیں کہ وہ سارے سنسار میں سب سے زیادہ مجھے چاہنے لگی ہے۔ کہنے لگی۔

"اور میرے سارے دن ان سوچوں میں گزرے ہیں کہ اب ہمیں کرنا کیا ہے۔ سن بیاس تیرا جیون تو عیش سے گزر رہا ہے نا؟"

"ہاں۔ میں ایک معمولی سپاہی تھا اس محل کا نندا کشی' تو نے سچ سچ مجھے راجاؤں کی طرح رکھا ہوا ہے۔"

"کسی نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تجھے؟"

"نہیں' سب نے میرے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا ہے۔"

"جانتے ہیں سسرے کہ تو نندا کشی کا منظور نظر ہے۔ بھلا کس کو پڑی ہے کہ اپنی جان خطرے میں ڈالے۔ تیری طرف ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ کر۔ اصل میں سب سے بڑی پریشانی یہ ہے مجھے کہ جنگ کی خبریں نہیں مل رہیں۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ راجا بیجا نگر کی واپسی کے کتنے امکانات ہیں؟"

"کیا مطلب؟" میں نے حیرت سے پوچھا اور وہ سوچ میں ڈوب گئی' پھر اس نے کہا۔

"نہیں مہاراج جنگ کیداری کو ذرا دیکھنا ہوگا اب تک ہم دونوں کا کبھی آمنا سامنا نہیں ہوا لیکن مجھے پتا ہے جوان آدمی ہیں اور پھر اس وقت مہاراج کی حیثیت سنبھالے ہوئے ہیں۔ من کی شانتی کسے نہیں چاہیے ہوتی لیکن ایک بار پھر تجھے یہ وعدہ کرنا پڑے گا بیاس کہ جس طرح تو میرے محافظ کی حیثیت سے میرے ساتھ رہتا ہے اسی طرح جنگ کیداری کے ساتھ بھی رہے گا لیکن میں جو کچھ کروں گی اسے ضرورت سمجھ کر خاموش رہے گا۔ میں چاہتی ہوں کہ ہر چیز تیری نگاہوں کے سامنے ہو۔ ہر بات تو اپنی آنکھوں سے دیکھے سمجھے تاکہ تجھے راج نیتی آجائے۔"

"ٹھیک ہے' میں وعدہ کرتا ہوں کہ تیرے کسی کام میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا۔" پھر اسی شام جب میں محافظ کی حیثیت سے نندا کشی کے ساتھ ایک خوبصورت لباس میں ملبوس ہتھیار ہاتھ میں لیے چل رہا تھا کہ مہاراج جنگ کیداری پچھلے باغ میں آنکلے۔ محل کے پچھلے حصے ہی میں ہی وہ باغ تھا جس میں پہلی بار میں نے نندا کشی کو دیکھا تھا۔ اس باغ کا ایک اپنا ماحول تھا اور یہاں کی پر سحر ہواؤں میں ایک ایسی دلکشی تھی کہ انسان ذہنی طور پر اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ مہاراج جنگ کیداری ایسے ہی ٹہلنے آگئے تھے لیکن نندا کشی اس ادا اور اس بھولپن سے ان کے سامنے آگئی کہ مہاراج ٹھٹک کر رہ گئے۔ چار آدمی ان کے ساتھ تھے۔ نندا کشی اس طرح سہم کر کھڑی ہوگئی جیسے مہاراج کیداری کو دیکھ کر اس کی جان نکل گئی ہو۔ چہرے پر اتنا بھولپن' آنکھوں میں اتنی معصومیت کہ

دیکھنے والے کا کلیجا منہ کو آجائے۔ جنک کیداری جی بھی ٹھٹک کر کھڑے ہوگئے۔ نندا کشی اپنی خوبصورت سحر طراز آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی اور ان کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ جنک کیداری جی نے اپنے ساتھیوں سے اس کے بارے میں کچھ پوچھا' سب نندا کشی کو تو جانتے ہی تھے' جنک کیداری جی آہستہ' آہستہ آگے بڑھ آئے' نندا بت بنی کھڑی ہوئی تھی۔

"کیا ہوگیا تجھے لڑکی۔" جنک کیداری جی نے پر رعب آواز میں کہا اور نندا کشی بیر بہوٹی کی طرح سمٹ گئی' اس کے چہرے پر خوف کے آثار پیدا ہوگئے' کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"شما کردیں مہاراج' جے مہاراج کی' نمستے' نمستے' شما کردیجئے گا بھول ہوگئی۔" ایسی کپکپاہٹ' ایسا خوف اس پر طاری ہوگیا تھا کہ اس کا چہرہ دلکشی کی تصویر بن گیا تھا۔ میں خاموش نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا' جنک کیداری جی نے کہا۔

"ارے' ارے ہم اتنے خوفناک نہیں ہیں کہ تو ہمیں دیکھ کر اس طرح ڈر گئی۔"

"بھول سے آگئی تھی مہاراج' مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ بڑے غصے والے ہیں' کیا آپ مجھے مار دیں گے مہاراج؟؟"

"ارے پاگل کس نے کہی تجھ سے یہ بات' تجھے تو پھولوں سے بھی نہ مارا جائے ہواؤں کی ضرب بھی نہ لگنے دی جائے۔ تجھ پر' کیسی باتیں کر رہی ہے تو' کسی نے بہکا دیا ہے تجھے میرے خلاف۔"

"تت تو آپ' تو آپ' مجھے یہاں آنے پر شما کردیں گے؟؟"

"ایسی باتیں نہ کر' مگر ہم نے تجھے پہلے کبھی نہیں دیکھا؟" مہاراج نے کہا اور پھر ایک حوض کی جانب بڑھ گئے۔ سنگ مرمر کے سفید حوض کے کنارے پر بیٹھ کر انہوں نے نندا کشی کو بھی بیٹھنے کے لیے کہا اور وہ اپنے وجود کی ساری دلکشی سمیٹے مہاراج کے سامنے بیٹھ گئی۔

میں کچھ فاصلے پر پتھرائے ہوئے بت کے مانند کھڑا ہوا تھا جنک کیداری جی نے میری طرف توجہ بھی نہیں دی اور اس سے بولے۔

"ہمارے ان ساتھیوں نے ہمیں بتایا ہے کہ تیرا نام نندا کشی ہے۔"

"جی مہاراج۔"

"کون ہے اور کہاں سے آئی ہے؟؟"

"بہت دن پہلے کی بات ہے مہاراج' رتن پور سے یہاں آئی تھی' داسیوں میں جگہ مل گئی تھی' مگر مہاراج نے مجھے اپنی خاص داسی بنا لیا۔"

"اور یہ بہت افسوس کی بات ہے نندا کشی' اتنے حسین پھول کو مہاراج نے اپنے قبضے میں رکھا ہوا تھا' اصل میں ہم نے تجھے دیکھا ہی نہیں تھا' ورنہ بھائی ہیں وہ ہمارے ہم تجھے ان سے مانگ لیتے۔"

"کک' کیا' کیا میں اس قابل ہوں مہاراج۔" نندا کشی نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے' کیا تیرے دل میں یہ بات ہے کہ تو بڑے مہاراج کے بجائے ہمارے ساتھ ہوتی۔"

"میں بہت بے وقوف ہوں مہاراج' میری تائی جی کہتی تھیں کہ بس پاگل ہونے میں تھوڑی ہی سی کسر رہ گئی ہے میرے جو منہ میں آتا ہے پھٹ سے کہہ دیتی ہوں۔"

"یہ پاگل پن کی بات نہیں' تیرے جیسے حسین وجود کو سچائیوں ہی کے ساتھ چلنا چاہیے' اگر تیرے من میں فریب آجاتا تو تیرے چہرے میں پھول جیسی شگفتگی کہاں ہوتی۔" جنک کیداری جی جال میں جکڑتے جارہے تھے۔

"تو پھر بات یہ ہے مہاراج کہ کہاں ایک تازہ' تازہ کھلا ہوا پھول' جس کی خوشبو سارے بن میں مہک جاتی ہے اور کہاں بوڑھے مہاراج' جنہیں جنہیں ہوش بھی نہیں رہتا۔" جنک کیداری جی بڑے زور سے ہنسے پھر بولے۔

"اگر ایسی بات ہے تو ہم تجھے خوشبو کی طرح اپنے وجود میں سمو دینے کے لیے بے چین ہوگئے ہیں۔"

"مم مم' مگر مہاراج' مم' میں تو' میں تو بڑے مہاراج کی داسی ہوں۔"

"داسی ہے رانی تو نہیں ہے' دجنتی مہارانی کی ہم

پوری طرح عزت کرتے ہیں لیکن جب من مل جائے تو
پھر یہ ضروری نہیں ہوتا کہ مہاراج کی ایک داسی، بس
ان کی ہی داسی رہے۔ بڑے بھائی ہیں ہمارے، ہم سے
پوچھا تو کہہ دیں گے کہ بس بھول ہو گئی ہے ہم سے،
اب نند اکشی کو ہمیں ہی دے دیں۔"

"ہائے رام آپ کی داسی بن کر میرا جیون کتنا
شانت ہو جائے گا۔" نند اکشی سرمست لہجے میں بولی۔

"بن کر کیا، اب تو ہماری داسی بن چکی ہے،
نند اکشی۔"

"بھاگ ہیں میرے، بھاگ ہیں میرے
مہاراج۔" نند اکشی نے جنگ کیداری جی کے چرنوں
میں جھکتے ہوئے کہا۔

"نہ ری نہ، تیری جگہ تو ہماری چھاتی میں ہے،
ہمارے پیروں کو نہ چھو۔" جنگ کیداری مہاراج نے
اس کے نرم گداز شانوں کو اپنے بازوؤں میں لیا اور
اپنے قریب کر لیا۔ وہ مہاراجا تھے ان کے علاوہ جتنے
لوگ اس محل میں بسے ہوئے تھے، انسان تھوڑی تھے،
دیوار تھے، پودے تھے، اپنے آپ میں اگ آنے والی
کونپلیں تھے اور ان چیزوں کی مہاراج کو کبھی پروا نہیں
ہوتی تھی۔ نند اکشی میں بھی یہی خوبی تھی کہ وہ کسی کے
سامنے شرمانا نہیں جانتی تھی، ہاں اگر اسے شرمانے
کام کرنا پڑے تو پھر وہ اسی طرح کر لیا کرتی ہے جس
طرح رقص اور رقص میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتی
تھی۔

جنگ کیداری مہاراج کو اس طرح اس نے اپنے
جال میں جکڑا کہ ساری چوکڑی بھول گئے اور اس کے
نام کی مالا جپنے لگے مجھے تو وہ پہلے ہی سمجھا چکی تھی کہ جو
کچھ کر رہی ہے میرے ہی لیے کر رہی ہے اور اسے باقی
کسی شے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے چنانچہ میں بھی اس
سے تعاون کروں اور میں بھلا دیوانہ تو نہیں تھا کہ
صرف ایک عورت کے لیے کسی خاص احساس کا شکار
ہو جاتا۔ اصولی طور پر تو اتنے عرصے یہاں مجھے رکنا بھی
نہیں چاہیے تھا لیکن کوئی خاص نظریہ بھی تو نہیں تھا
ذہن میں۔ جاؤں گا لیکن اس وقت جب تھوڑا بہت
یہاں سے سیکھ لوں اور یہ تو سیکھنے کا دور تھا جو میں سیکھ
رہا تھا۔

نند اکشی عموماً" جنگ کیداری کے ساتھ نظر آتی
تھی اور جنگ کیداری جی مہاراج نے اب راج پاٹ
کے کاموں میں دلچسپی لینا چھوڑ دی تھی۔ ادھر محاذ جنگ
سے اچھی خبریں نہیں مل رہی تھیں۔ سلطان بادشاہ محمد
شاہ بہمنی نے اتنے بڑے لاؤ لشکر کے دانت کھٹے کر دیئے
تھے پھر بھی مہاراج بیجا نگر محاذ جنگ پر ڈٹے ہوئے تھے
اپنے سازو سامان اور مال و اسباب کی بناء پر۔ وہ محمد شاہ
کے طوفان کو روکے ہوئے تھے۔ ادھر بیجا نگر سے ٹولیوں
کی ٹولیاں مدد کے لیے بھیجی جا رہی تھیں اور لڑاکا
جوانوں کی بیجا نگر میں تعداد کم سے کم ہوتی جا رہی تھی۔
رانی وجنتی کو اس بات کی خبر ملی کہ جنگ کیداری اپنی
ذمے داریاں صحیح طور سے نہیں نبھا رہا میدان جنگ میں
تو مہاراج بیجا نگر اپنی بہادری کے جھنڈے گاڑ رہے
تھے اور ادھر محل میں رانی وجنتی نجانے کیا کیا کھیل
تماشے رچائے ہوئے تھی۔ بے شمار کنواری لڑکیاں دان
کی جا رہی تھیں۔ دیویوں دیوتاؤں کے نام پر انہیں
زندگی کی تمام آسائشوں سے دور کر دیا گیا تھا اور سفید
کپڑے پہنا کر صرف بھجن کیرتن کرنے بٹھا دیا گیا تھا۔ یہ
رسمیں تھیں یہاں کی، جن سے فتح کے لیے دعائیں مانگی
جاتی تھیں جن لڑکیوں کو کنیادان کر دیا گیا تھا، ان کا عزم
تھا کہ اب وہ سنسار کی کسی برائی میں حصہ نہیں لیں گی
اور بھگوان کے نام پر جیون بتا دیں گی بشرطیکہ بھگوان ان
کی آرزو پوری کر دے اور محمد شاہ بہمنی کو شکست ہو
جائے۔ کتھائیں کہی جاتی تھیں اور رامائن اور بھگوت
گیتا پڑھی جاتی تھی۔ محل کے معاملات زیادہ تر کرہا
سنگھ کے سپرد تھے اور بیجا نگر کے معاملات جنگ کیداری
دیکھتا تھا، لیکن اب جنگ کیداری صرف نند اکشی کو دیکھ
رہا تھا۔ رانی کو یہ تو پتا نہیں چل سکا کہ جنگ کیداری کی
عدم توجہی کی وجہ کیا ہے لیکن یہ پتا چل گیا تھا کہ وہ راج
پاٹ کے کاموں میں دلچسپی نہیں لیتا پھر اس وقت رانی
وجنتی بارہ دری پہنچی جب مہاراج جنگ کیداری اپنے
بڑے بھائی مہاراج بیجا نگر کی طرز پر اندر سبھا سجائے
بیٹھے تھے۔ نند اکشی اس اندر سبھا میں رقص کر رہی تھی
اور میں مہاراج جنگ کیداری کے عقب میں سنگی

ستون کی طرح جما ہوا تھا کہ رانی وجنتی اچانک ہی محل کے اس اندرونی گوشے سے نکل کر بارہ دری میں پہنچ گئیں۔

جنک کیداری شاید اس کا بڑا احترام کرتا تھا' باقی لوگوں کے لیے تو خیر وہ رانی ہی تھی۔

رقص رک گیا۔ رانی کی شعلہ باز نگاہیں جنک کیداری پر جمی ہوئی تھیں اور باقی لوگوں کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے تھے۔ تب رانی نے اپنی بڑی بڑی حسین آنکھوں سے جنک کیداری کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"واہ جی واہ۔ اچھی اندر سبھا سجائی ہوئی ہے تم نے۔ بڑے خوش نظر آتے ہو قائم مقام راجا بن کر' تمہیں شرم نہیں آتی بڑا بھائی میدان جنگ میں دشمن کے تیر کھا رہا ہے اور تم یہاں رنگ رلیاں منا رہے ہو' بڑے افسوس کی بات ہے۔ تم نے دیش کے کام کاج تک چھوڑ دیے ہیں بہت شکایتیں پہنچی ہیں تمہاری میرے پاس۔ جنک کیداری میں تمہیں بیٹا سمان مانتی ہوں اور ماں کے سامنے یہ رنگ رلیاں ویسے بھی بری ہیں اور پھر تم ابھی اس قابل بھی نہیں ہو بچے ہو ہمارے سامنے کے۔ بولو کیا سزا دی جائے تمہیں 'کیا راج پاٹ کے کام تم سے چھین کر میں خود اپنے ہاتھ میں سنبھال لوں یا تم اپنے آپ کو سنبھال لوگے۔"

جنک کیداری کا سر جھکا ہوا تھا اس سے پہلے شاید بھائی کے سامنے کبھی سر نہیں اٹھایا تھا اس لیے وہ رعب اب تک طاری تھا۔ جنک کیداری نے کچھ نہ کہا تو وجنتی بولی۔

"چھوٹے بھائی کو اس بات کے لیے فکر مند ہونا چاہیے تھا کہ بڑے بھائی کی میدان جنگ میں کیا کیفیت ہے۔ خیر اب اس سے زیادہ اور کیا کہوں تم سے، غلطی ہوئی ہے' سنبھال لو خود کو اس کے بعد ایسا کوئی رنگ جما نہ دیکھوں ورنہ پھر مجھے تمہارے بارے میں سوچنا پڑے گا۔"

جنک کیداری نے کچھ نہ کہا۔ وجنتی سب لوگوں کو گھورتے ہوئے بولی۔

"اور تم بے حیاؤ! سارے کے سارے یونہی بیٹھے ہوئے ہو۔ تم میں سے بھی کسی کے منہ سے نہ پھوٹا کہ یہ سمے رنگ رلیوں کا نہیں ہے۔ چلے جاؤ۔ اس کے بعد ایسی کوئی سبھا جمی نہ دیکھوں۔"

سارے کے سارے چل پڑے' نند اکشی بھی انہی میں شامل تھی اور میں تو تھا ہی نند اکشی کا محافظ۔

وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔ میں بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔ اس نے کمرے میں آ کر مجھ سے لپٹتے ہوئے کہا۔

"بدھائی دینے کو جی چاہتا ہے مہارانی وجنتی کو' انہوں نے آج کی رات میرے لیے سورگ بنا دی۔"

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔"

"تم بڑے کٹھور ہو بیاس' بڑے ہی پتھر دل والے۔ کتنے خاموش رہ کر سارا کچھ دیکھتے رہتے ہو۔ تمہارا من نہیں چاہا کہ کسی رات میں تمہاری پاس آ جاؤں۔"

میں واقعی حیران رہ گیا۔ عورت کتنی شاطر ہوتی ہے' کس چالاکی سے بات کر رہی ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ مجھ سے اپنی الفت کا اظہار کرنا چاہتی تھی جبکہ میں نے جنک کیداری کے پاس اسے ہمیشہ ہی خوش دیکھا تھا۔ وہ بولی۔

"کم از کم آج مہاراج جنک کیداری ادھر کا رخ نہیں کریں گے۔ ویسے لگتا ہے رانی وجنتی اسے کافی نیچا دیکھتے ہیں۔ یہ تو اچھی بات نہ ہوئی۔ انہیں رانی جی کے سامنے آنا چاہیے۔"

میں پھر بھی خاموش رہا تھا۔ اشیش بھگونت نے کہا تھا کہ خاموشی سے تریا چال دیکھو اور تریا کے چلتر کو پہچانو' میں جانتا تھا کہ اگر مجھے یہاں ضرورت سے زیادہ وقت لگ گیا تو چند ربھان مجھے خود ہی یہاں سے چلے جانے کی ہدایت کرے گا۔ اس نے کہا تھا کہ اس کا میرے شریر میں رہنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اب میری شہرت باہر نکل چکی ہے اور ہو سکتا ہے کہ پان چندر' ملہوا وغیرہ میری تلاش میں نکل کھڑے ہوں۔ بہرحال یہاں بھی اچھا خاصا لطف آ رہا تھا۔ سو میں نے ابھی کچھ وقت یہیں گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں خود بھی دلچسپی لے رہا تھا ان تمام معاملات میں' دیکھوں تو سہی بات یہاں سے شروع ہوئی ہے تو کہاں تک پہنچے۔ نہ مجھے راج پاٹ سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی کسی نند اکشی سے لیکن سنسار کو سمجھنے کے لیے لمبی عمر پڑی تھی'

آہستہ آہستہ ہی دیکھتا ہوا آگے بڑھوں، سو اچھا ہے پھر یوں ہوا کہ جنک کیداری جی نے تین دن نندا کشی کے بغیر گزارے اور کم بخت عورت نے ان تین دنوں میں مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش جاری رکھی کہ سنسار میں مجھ سے زیادہ وہ کسی کو نہیں چاہتی۔ ہاں تیسری رات جنک کیداری مہاراج چوری چھپے خود نندا کشی کی رہائش گاہ میں ہی آ گئے تھے۔ بڑے بے چین نظر آ رہے تھے، چہرہ بھی اترا ہوا تھا حال بھی خراب تھا۔ نندا کشی نے اس طرح ان کا سواگت کیا جیسے ان کے بنا پاگل ہو رہی ہو، آگے بڑھ کر بولی۔

"جو کچھ دیکھ رہی ہوں وہ سچ ہے یا یہ بھی ویسا ہی سپنا ہے جیسا میں دن کی روشنی اور رات کی تاریکیوں میں دیکھتی رہتی ہوں۔"

"تو ہمیں سپنوں میں اپنے پاس دیکھتی ہے نندا کشی؟"

"تو اور کیا مہاراج۔ تمہارے علاوہ اب میرا ہے ہی کون۔" وہ بڑی اداسی سے بولی۔

"ہم خود تیرے لیے پاگل ہو چکے ہیں۔ نندا کشی مر جائیں گے ہم تیرے بنا؟" بھائی جی کی ہم نے ہمیشہ عزت کی ہے لیکن لیکن ان کا یہ حکم نہیں مان سکیں گے ہم۔ ہمیں بغاوت کرنا پڑے گی نندا کشی، ہمیں بغاوت کرنا پڑے گی۔"

نندا کشی کا چہرہ پتھرا گیا۔ وہ عجیب سی نگاہوں سے جنک کیداری کو دیکھنے لگی پھر بولی۔

"جنک جی آپ کچی طبیعت کے مالک ہیں کچے دل والے ہیں آپ۔ بھگوان کی سوگند آج مجھے جتنا دکھ ہو رہا ہے اس سے پہلے کبھی کسی بات پر نہیں ہوا تھا۔"

"ہیں۔ ایسی کیا بات کہہ دی میں نے۔"

"جنک کیداری جی اس سمے جب رانی وجنتی آپ کو بھری سبھا میں ذلیل کر رہی تھیں میرا من چاہ رہا تھا کہ...... کہ بات پوری نہیں کر سکتی مہاراج، کیونکہ میں نے خود آپ کا سر ان کے سامنے جھکا دیکھا تھا لیکن جنک کیداری جی ذرا غور کریں، آپ نے مجھے جس طرح پاگل کر دیا ہے۔ میں تو کہیں کی بھی نہ رہی۔"

"نہ نہ۔ نندا کشی بھگوان کی سوگند، سارا جیون تیاگ دوں گا تیرے لیے، سارا سنسار چھوڑ دوں گا۔"

"نہیں جنک کیداری جی ذرا سمجھ سے کام لینا ہو گا آپ کو۔ میں عورت ہوں اور عورت اپنے مرد کو سنسار میں سب سے اونچا دیکھنا چاہتی ہے۔ رانی جی نے تو آپ کی بے عزتی بھری سبھا میں کر دی لیکن اس کا بدلہ ان سے میں لوں گی جنک کیداری جی، میں بدلہ لوں گی ان سے۔"

"وہ تو میں بس چپ ہی رہا۔ میں نے سوچا کہ بڑے بھیا آئیں گے تو کیا کہیں گے مجھ سے کہ میں نے بھابی جی سے زبان لڑائی۔ میں بڑے بھیا کی غیر موجودگی میں بیجانگر کا مالک ہوں۔ راجا ہوں یہاں کا، ورنہ مجھے کون حکم دے سکتا ہے، جو من چاہے کروں، بس مان لی تھی ان کی بات لیکن اب۔ اب یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ کوئی بات نہیں مانوں گا۔ تیرے لیے میں یہ سب کچھ بھی چھوڑ سکتا ہوں۔"

"مگر، مگر میں اپنے لیے تم سے یہ سب کچھ نہیں چھڑانا چاہتی جنک کیداری جی۔" نندا کشی نے کہا۔

"سمجھا نہیں؟"

"میں یہ سنسار چھوڑ دوں گی مگر تمہیں راج پاٹ سے دور نہ ہونے دوں گی۔ تم نے سوچا نہیں جنک کیداری جی یہ عارضی راج پاٹ تمہیں ملا ہے، مہاراج واپس آ جائیں گے سب کچھ تم سے چھن جائے گا اور میں نے جو سپنے دیکھے ہیں وہ سارے سپنے بھی۔"

"نہیں نندا کشی، مجھے تو اب مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔"

"کیا بیجانگر کا راجا بھی؟"

"مطلب۔ میرا مطلب ہے کہ..... کہ..... کہ......."

"میں کوئی اور نہیں ہوں مہاراج۔ میں وہ ہوں جسے بیجانگر کے مہاراج اپنے جیون کے ساتھ رکھتے تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ میرے من میں ان کے لیے کبھی کوئی جگہ نہیں پیدا ہوئی تھی لیکن تمہاری بات اور ہے مجھے تو تم نے مار دیا تم نے۔"

"ارے مگر میں کیا کروں؟"

"خود سوچ لو۔ رانی وجنتی مہاراج کے آنے کے بعد ایک کی چار لگائیں گی اور ہو سکتا ہے اس کے بعد مہاراج تمہیں قید کر دیں یا سزا کے طور پر تمہاری ہتیا

کرا دیں تو پھر میں کیا کروں گی۔ میں تو جیتے جی ہی مر جاؤں گی۔ ہائے رام کیوں من لگایا تھا میں نے تم سے۔"

مہاراج جنک کیداری باؤلے ہو گئے۔ بری طرح پریشان ہو گئے وہ کہنے لگے۔

"دیکھ نند اکشی، میں..... میں..... میں تیرے لیے پورے سنسار کو آگ لگا سکتا ہوں، بھگوان کی سوگند اس سنسار میں تجھ سے زیادہ کسی کو نہیں چاہتا میں، بس میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں کیا کروں؟"

"دیکھو جنک کیداری یہ کٹار رکھی ہوئی ہے اٹھاؤ اور میری گردن پر چلا دو لیکن جو کچھ کہہ رہی ہوں اپنے لیے نہیں کہہ رہی، میرے لیے یہ کیا برا ہے کہ مہاراج بیجا نگر واپس آئیں اور مجھے اپنی سیوا میں لے لیں لیکن میں اب تمہارے ساتھ جیون مرن چاہتی ہوں۔ جو کہہ رہی ہوں اسے غور سے سنو۔ اب اگر مہاراج بیجانگر میں واپس آئے تو تمہارے لیے موت کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے، ہو سکتا ہے تم بچ بھی جاؤ، لیکن بھگوان کی سوگند میرے بارے میں سب کچھ بتا دیا جائے گا اور مہاراج میری گردن کٹوا دیں گے۔"

"میں انہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔"

"تم نہیں روک سکتے انہیں۔"

"بھائی ہوں میں ان کا؟"

"وہ راجا ہیں مہاراجا ہیں بھائی نہیں ہیں کسی کے۔ سب کچھ چھن جائے گا تم سے۔ سب کچھ۔"

"تو پھر میں کیا کروں؟"

"ایک ہی ترکیب ہے۔"

"کیا؟"

"مہاراج کو اب جیتا بیجا نگر میں واپس نہیں آنا چاہیے۔"

"کیا مطلب؟"

"وہیں میدان جنگ میں مہاراج کو موت کے گھاٹ اتر جانا چاہیے۔"

جنک کیداری آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نند اکشی کو دیکھتے رہے پھر بولے۔

"مگر یہ میں یہاں بیٹھے بیٹھے کیسے کر سکتا ہوں۔"

"سنسار میں کوئی کام بیٹھے بیٹھے ہوا ہے آج تک۔"

"تو پھر بتا میں کیا کروں نند اکشی؟"

"پہلی بات یہ بتاؤ کہ تم یہاں کے راجا بننا چاہتے ہو؟"

"جتنے دن راجا رہا ہوں، اپنی آن بان شان دیکھ چکا ہوں اور یہ آن کسے پیاری نہ ہوگی، مگر..... مگر۔"

"مگر وگر کچھ نہیں، سنو جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اس پر عمل کرو، کیا تمہارے پاس ایسے آدمی موجود نہیں ہیں جو تمہارے بھروسے کے ہوں۔"

"بے شمار ہیں اور کچھ تو ایسے ہیں جو میرے کہنے پر اپنی منڈی کاٹ کر میرے سامنے ڈال دیں گے۔"

"ایسے چار آدمی چاہئیں مجھے۔ کیا سمجھے جنک کیداری جی صرف چار آدمی، اور یہ چار آدمی ایک ایسی ٹولی میں شامل ہو کر جائیں گے جو میدان جنگ میں مہاراج بیجا نگر کی سہاتا کر رہی ہے لیکن یہ ایک ایسا زہر لے جائیں گے جو انسان کو ایک لمحے بھی نہ جینے دے اور پھر ان کی ذمے داری ہوگی کہ وہ یہ زہر مہاراج کو جس طرح بھی ممکن ہو سکے وہیں میدان جنگ میں پلا دیں تمہاری طرف کسی کا خیال بھی نہیں جائے گا جنک کیداری اور مہاراج میدان جنگ میں پرلوک سدھار جائیں گے اس کے بعد بھلا رانی وجنتی کی کیا مجال کہ اس طرح بھری سبھا میں تمہیں ڈانٹے، کیوں کہ بھائی کے ناتے راجا تم ہی بنو گے۔ جیسے اب وہ تمہیں اپنی جگہ راجا بنا کر چھوڑ گئے ہیں۔"

جنک کیداری پھٹی پھٹی آنکھوں سے نند اکشی کو دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے خوفزدہ نگاہوں سے مجھے دیکھا اور نند اکشی بولی۔

"اس کے بارے میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ یہ پتھر کی دیوار ہے یوں سمجھو یہ میرا سایہ ہے اور اگر تمہیں مجھ پر وشواش ہے تو پھر میرے سائے پر بھی کوئی شک نہ کرو۔"

"نہیں نہیں بات ہی ایسی کہی ہے تو نے نند اکشی، میرا تو شریر ہی سن ہو کر رہ گیا ہے لیکن سولہ آنے کھری بات کہی ہے تو نے۔ بھگوان کی سوگند اگر ایسا ہو جائے تو راج گدی مجھے ہی مل جائے گی۔ میں راجا ہوں گا بیجا نگر کا پھر بھلا کون ایسا ہوگا جو میری بات کو بیچ سے

کاٹے۔"

"اور میں؟" نندا کشی نے مسکرا کر پوچھا۔

"رانی کے علاوہ اور تو کیا ہو سکتی ہے۔" مہاراج جنک کیداری نے مسکراتے ہوئے کہا پھر سوچ میں ڈوب گئے۔ کہنے لگے۔

"واقعی نندا کشی تو نے بڑی عجیب بات سمجھائی ہے مجھے، میں نے غور ہی نہیں کیا تھا۔ ارے یہ سارے کے سارے بڑے چغلی خور ہوتے ہیں۔ مہاراج واپس آئیں گے تو یہ سب انہیں بتائیں گے کہ ان کی غیر موجودگی میں کس طرح نندا کشی میرے پاس رہی ہے، کون جانے، عورت کے بھید ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے مہاراج میرے ہی خلاف ہو جائیں اس سے پہلے میں ان کا صفایا کیوں نہ کر ڈالوں۔" جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے اور نندا کشی کا جادو سر چڑھ کر ہی بول رہا تھا۔

مہاراج کیداری، بالکل گدھے بن گئے تھے نندا کشی کے سامنے، کہنے لگے۔

"میرا ایک بہت ہی وفادار ساتھی ہے نام ہے اس کا ترلوک سانگا۔ بس یوں سمجھو لو کہ سنسار میں وہ میری صورت دیکھ کر جیتا ہے۔ اگر بھگوان نہ کرے مجھے کچھ ہو جائے تو ایک لمحے جیتا نہ رہے۔ جس دن میں پیدا ہوا تھا، اسی دن وہ بھی پیدا ہوا تھا۔ میرے ساتھ ساتھ پلا بڑھا ہے اور میری ماں نے اسے اپنا دودھ تک پلایا ہے، ترلوک سانگا کہنے کو تو ہمارا داس ہے لیکن میرے لیے جان دینے کو تیار رہتا ہے۔ اس کام کے لیے اس سے زیادہ بھروسے والا اور کوئی آدمی نہیں ہو سکتا۔"

"کام ایک آدمی کا نہیں ہو گا جنک کیداری جی۔" نندا کشی نے کہا۔

"اس کی تم بالکل چنتا نہ کرو۔ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ یہاں ایسے بہت سے ہیں، جو صرف میرے اشاروں پر ناچیں گے۔"

"تو پھر نچاؤ انہیں۔ نچانے والا ہی جیون پاتا ہے اور ناچنے والا جیون گنوا دیتا ہے اس سے پہلے کہ یہ گدی تم سے واپس چھن جائے تم اس پر اپنا قبضہ مضبوط کر لو جنک کیداری اور اس کے بعد سنسار تمہارے چرنوں میں جھک جائے گا۔"

"ٹھیک ہے ترلوک سانگا کو ساری باتیں سمجھا کر میں بہت جلدی بھیج دوں گا۔"

نندا کشی مطمئن انداز میں گردن ہلا کر خاموش ہو گئی۔ مجھے واقعی یہ سب کچھ دیکھ کر لطف آ رہا تھا پھر مہاراج جنک کیداری جی نے نندا کشی کو اطلاع دی کہ ایک انتہائی مہلک زہر لے کر ترلوک سانگا کو چار آدمیوں کے ساتھ روانہ کر دیا گیا ہے وہ ایک ایسی ٹولی کے ساتھ گیا ہے جو ہاری ہوئی جنگ کو جیتنے ہی کے لیے مہاراج کا ساتھ دے گی لیکن اب مہاراج کو جیون کی جنگ ہارنا ہی پڑے گی۔ چنانچہ انتظار کیا جانے لگا اور پھر وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔

ترلوک سانگا تو ابھی تک واپس نہیں آیا تھا لیکن میدانِ جنگ سے ایک بھیانک خبر مہاراج جنک کیداری کو ملی۔ آنے والوں نے کہا۔

"مہاراج کا دیہانت ہو گیا میدان جنگ میں۔"

"کک کیا کہہ رہے ہو، کیا محمد شاہ بہمنی نے قتل کر دیا انہیں۔ کیا ہماری فوجوں کو شکست ہو گئی؟" جنک کیداری نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں، لیکن شکست بھی اب زیادہ دور نہیں ہے ہمارے مہاراج نرنجن پرتھا بڑی خوبی سے میدان جنگ سنبھالے ہوئے ہیں لیکن محمد شاہ بہمنی کی فوجیں ہاتھ مارتی چلی جا رہی ہیں اور اب.... اب تو بات بالکل ختم ہو گئی کیونکہ مہاراج کی موت واقع ہو گئی ہے۔ نرنجن پرتھا جی نے فوراً ہی یہاں خبر بھیجی ہے۔"

"ہوں یہ تو بہت برا ہوا۔ اب کیا ہو گا۔ کیا یہاں نگر میں اس کی خبر عام کر دی جائے۔"

"کرنا پڑے گی مہاراج کیونکہ ایسے تو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ یہاں سے آپ کا نیا حکم فوجوں کے لیے جائے گا۔"

"ٹھیک ہے ہم بہت جلد مشورہ کرنے کے بعد تمہیں سب کچھ بتائیں گے۔" اس کے بعد کرپا نگھ کو طلب کر کے سب سے پہلے یہ خبر دی گئی اور کہا گیا کہ پہلے محل میں اس کے بعد بیجا نگر میں اطلاع پہنچا دی

جائے۔

کہرام مچ گیا تھا' مہاراج بیجانگر کی موت کی خبر آناً فاناً" ہی پھیل گئی۔ چاروں طرف سے رونے پیٹنے کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ جنک کیداری جی بھی رو پیٹ رہے تھے۔ نند اکشی نے انہیں یہی سکھایا تھا کہ وہ باقاعدہ سوگ منائیں اور جنک کیداری جی سوگ میں پڑ گئے تھے۔

ادھر نرنجن پرتھا کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں کہ وہ فوجوں کا سالار تھا' ایک تجربے کار اور زیرک آدمی۔ نند اکشی گہری نگاہوں سے جنک کیداری جی کا جائزہ لے رہی تھی۔ مجھ سے اس بارے میں بہت سی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ ایک دن کہنے لگی

"یہ نرنجن پرتھا ذرا خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے مقابلے پر میں ایک اور خطرناک آدمی کو لا رہی ہوں۔"

"وہ کون ہیں؟"

"سنت گیانیشور۔"

"یہ کون ہیں؟"

"بھول گئے تم۔ میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا کہ میرے گرو ہیں۔ انہی کے اشاروں پر میں ناچتی ہوں بیجانگر کے آخری کونے میں گیانیشور مندر میں رہتے ہیں اور میں ان کی سیوا میں حاضری دیتی رہتی ہوں۔ میں ان کے پاس جاؤں گی اور ان سے مشورہ لوں گی۔"

نند اکشی نے گیانیشور مندر میں مجھے ساتھ لے جانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ غالباً" وہاں اس کی کوئی اور کہانی ہوگی۔ بہرطور چاروں طرف سوگ ہی سوگ نظر آ رہا تھا۔ سنت گیانیشور نند اکشی کے ساتھ ہی شاید واپس پہنچے تھے اور انہوں نے جنک کیداری سے ملاقات کی تھی۔ میں نے بھی انہیں دیکھا۔ عجیب و غریب آدمی تھا' اوپری بدن سے ننگا' دیو ہیکل' لمبی داڑھی' شانوں سے نیچے تک کے بال لیکن مجھے اس کے اندر اور بھی کچھ نظر آ رہا تھا' وہ معمولی شخصیت نہیں تھی۔ البتہ میں اس کی نگاہوں سے دور ہی رہا اور اس کے لیے بھی مجھے نند اکشی ہی نے کہا تھا لیکن مجھے احساس تھا کہ اس چالاک آدمی کی آنکھوں سے دور رہنے میں ہی فائدہ ہے۔

سنت گیانیشور نے بہت سے احکامات جاری کیے ویسے بھی وہ بیجانگر کے روحانی پیشوا تھے چنانچہ اعلان کرایا گیا کہ مہاراج کی موت کے فوراً" بعد جنک کیداری کو مہاراج کی جگہ راج گدی سونپی جاتی ہے۔ سنت گیانیشور نے کہا۔

"چونکہ ہم اس وقت حالت جنگ میں ہیں اور کسی بھی طرح کا جشن نہیں منایا جا سکتا اور پھر راجا کی موت پر جشن تو منایا ہی نہیں جا سکتا۔ اسی لیے سادگی سے جنک کیداری جی کو گدی نشین کیا جاتا ہے۔" اور پھر ایک چھوٹی سی سادہ سی تقریب میں سنت گیانیشور نے جنک کیداری کو راجا منتخب کرا دیا۔ راجا جنک کیداری نے منتخب ہونے کے بعد جو اپنا پہلا حکم نافذ کیا تھا وہ یہ تھا کہ محمد شاہ بہمنی سے لڑائی ختم کر دی جائے' اسے زر و جواہر کے انبار دے دیے جائیں اور اس سے امان مانگی جائے۔ اس سے کہہ دیا جائے کہ جھگڑا اس کا اور مہاراج بیجانگر کا تھا۔ نیا مہاراج اس سے جھگڑا نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر بے شمار قاصدوں کو روانہ کیا گیا اور وہاں نرنجن پرتھا کو احکامات کے تحت محمد شاہ بہمنی سے صلح کی گفتگو کرنا پڑی' جو ایک معقول جزیے پر طے ہو گئی اور جزیے کی ادائیگی کا بندوبست کیا جانے لگا۔

نند اکشی اپنے ایک مسئلے میں کامیاب ہو گئی تھی لیکن ابھی اس کے سامنے اور بھی بہت سے دوسرے مسئلے پڑے ہوئے تھے۔ محمد شاہ بہمنی کی واپسی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ نند اکشی کو ایک بار مہاراج جنک کیداری سے ملاقات کرنے کا موقع مل گیا ان دنوں شاید یہ ملاقاتیں کم ہی ہو رہی تھیں' کیونکہ مہاراج جنک کیداری نئے راج پاٹ کی ذمے داریاں سنبھالنے میں مصروف تھے لیکن نند اکشی جیسی جادوگر لڑکی نے اس کے لیے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ موقع نکالیں۔ وہ اس کے پاس پہنچے تو نند اکشی نے مکاری سے کہا۔

"اور یہ کیسی بری بات ہے کہ پتی تو میدان جنگ میں مارا گیا اور رانی دجنتی جی عیش کی زندگی بتا رہی ہیں۔"

"تو پھر؟"

"ستی کی رسم آکاش پر نہیں ہوا کرتی تھی' انہیں

ستی ہو جانا چاہیے۔"

جنک کیداری ایک بار پھر اچھل پڑا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے نند اکشی کو دیکھنے لگا پھر بولا۔

"یہ تو ٹھیک کہتی ہے ..... اور..... اور پھر اس بے عزتی کا بدلہ بھی میرے من میں موجود ہے۔"

"مگر جنک کیداری جی مہاراج آپ اپنے دماغ سے تو کچھ سوچتے ہی نہیں، کہیں گے کہ ساری باتیں میں ہی کرتی ہوں۔"

"ارے نہیں نہیں.... میں.... میں..... میں فوراً ہی سنت جی کے چرنوں میں جاتا ہوں اور ان سے یہ بات کرتا ہوں۔"

"ضرور جائیں۔ سنت جی صحیح مشورہ دیں گے۔"

اور پھر نند اکشی جنک کیداری کے ساتھ مندر پہنچی اور سنت گیانیشور نے ایک بار پھر محل میں آکر رانی وجنتی کے بارے میں پوچھا۔"

رانی وجنتی، پتی کی موت سے خود بھی نیم مردہ ہو گئی تھی۔ سنت گیانیشور نے پوچھا وہ ستی ہو گی یا نہیں اور جب لوگوں نے منع کیا تو سنت جی نے بہت بری بری باتیں کیں اور اس کے بعد رانی وجنتی کے لیے چتا تیار کر لی گئی۔

وہ منظر میں نے بھی دیکھا کہ زندہ عورت کس طرح آگ میں داخل ہو کر کوئلہ بن گئی۔ ان لوگوں نے اپنا انتقام لے لیا تھا اور میں اشیش بھگونت کو یاد کر رہا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں کہا۔ "اشیش بھگونت جی بات یہ ہے کہ سنسار میں عورت سے زیادہ خطرناک اور کوئی چیز نہیں ہے۔ جنگل کے درندے، ہاتھی، شیر، چیتے سارے کے سارے اس کے سامنے بے کار ہیں بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ بلوں میں پلنے والی سیاہ ناگنیں بھی عورت سے زیادہ خطرناک نہیں ہوتی ہوں گی۔ بے چاری رانی وجنتی کو بھی مروا دیا۔ مہاراج بیجانگر بھی مارے گئے اور سارے کا سارا کھیل ان کے حق میں الٹ گیا۔ واہ یہ تو کام ہی نیارا ہو گیا۔ بہرحال ابھی تھوڑا سے اور بتانا تھا یہاں۔ دیکھوں تو سہی اس ساری کہانی کا انت کیا ہے۔

اب تک جو دیکھا تھا۔ وہ تو خوب تھا۔ نند اکشی نے سارے راستے صاف کر لیے تھے۔ جنک کیداری مہاراج بیجانگر بن چکے تھے۔ نند اکشی ان کی منظور نظر تھی اور میں نند اکشی کا منظور نظر، یہاں اب جنک کیداری کی چلتی تھی، لیکن ایک شخصیت اور تھی، جس کے بارے میں مجھے کچھ ہی وقت میں اندازہ ہو گیا، یہ مہاراج نرنجن پرتھا تھے، بیجانگر کے فوجوں کے سالار اس میں کوئی شک نہیں کہ بیجانگر کی فوجوں کو محمد شاہ بہمنی کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن بات برابر ہوئی تھی، محمد شاہ واپس چلا گیا تھا۔ بہت کچھ لے گیا تھا، وہ بیجانگر کے خزانے سے اس کا سارا نقصان پورا ہو گیا تھا، اور جنک کیداری نے اسے اپنی اطاعت گزاری لکھ کر دی تھی، پھر جنک کیداری جی کو اپنا وعدہ نبھانا یاد آیا، نند اکشی بہ دستور ان کی خدمت گزاری میں لگی ہوئی تھی۔ گاہے گاہے اسے مجھ سے ملاقات کا وقت مل جاتا تھا اور وہ میری دلجوئی کرتے ہوئے کہتی تھی کہ بالآخر وہ مجھے ایک دن بیجانگر کا راجا بنا دے گی۔ پتا نہیں اس میں اس کی کیا چال تھی یا بدبخت مجھ سے اتنی ہی متاثر ہو گئی تھی، لیکن بات کسی قدر سچ ہی نکلی ایک دن پورے بیجانگر میں یہ خبر پھیل گئی کہ جنک کیداری مہاراج شادی کر رہے ہیں اور اس کے لیے نند اکشی کا نام ہی سامنے آیا تھا۔ نند اکشی کو موقع ملا تو پھر میرے پاس پہنچ گئی۔ مسکرا کر بولی۔

"دیکھو بیاس بددل نہ ہونا سارے ہی راستے تمہارے ہی اور آتے ہیں، میں نے اپنا سنسار تیاگ دیا ہے تمہارے لیے، جتنے قدم اٹھا رہی ہوں صرف تمہارے لیے اٹھا رہی ہوں، یہ تھوڑا سا سمے نکال دینا اپنے جیون سے جب میں.... تمہیں چھوڑ کر کسی اور کے پاس ہوتی ہوں۔"

"میں تو صرف دیکھ رہا ہوں نند اکشی کہ تو کیا کر رہی ہے، ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ تیرا دماغ بہت بڑا ہے۔"

"میرا انگ انگ تمہارا ہے بیاس مہاراج، مستقبل کے ہونے والے راجا اور میں اپنا قول نبھا دوں گی، بس تھوڑا سمے اور بتا لو۔" پھر نند اکشی رانی بن گئی، ایسی شادی ہوئی تھی یہ کہ خود میں اسے دیکھ کر

ششدر رہ گیا تھا۔ راجاؤں ' مہاراجاؤں کی ایسی ہی شادیاں ہوا کرتی ہیں۔ موتی لوٹائے گئے تھے۔ سارے دھندے بند ہو گئے تھے۔ پرجا تھی کہ مست ہوئی جا رہی تھی۔ ان تمام باتوں سے بے خبر کہ اصل واقعہ کیا ہوا ہے' نرنجن پرتھا فوجوں کا سالار تھا' اور اب مہاراج جنک کیداری کا داس اور ان کا دست راست۔ نندا کشی نے بہت تھوڑا سا سمے جنک کیداری کے ساتھ گزارا اور اس کے بعد ایک دن اس نے جنک کیداری سے کہا کہ وہ گیانیشور مندر جانا چاہتی ہے پوجا پاٹ کے لیے۔ جنک کیداری نے اسے اجازت دے دی تھی۔ وہ چلی گئی اور دو دن کے بعد واپس آئی۔ میں خاموشی سے اپنا وقت گزار رہا تھا۔ مجھے بھلا کس بات کی پروا ہو سکتی تھی۔ ہاں بس ایک خیال تھا۔ چاند پورا ہونے والا تھا اور مجھے خون درکار تھا۔ دل میں رحم' انسانیت' انسانی ہمدردی کا میں نے کوئی تعلق نہیں کیا تھا۔ اپنی ضرورت وقت پڑنے پر کہیں سے بھی پوری کر سکتا تھا۔ جس کی تقدیر میں جو لکھا ہو۔ بس وقت کی بات ہے۔'

اور یہ وقت بے چارے کنہیا رام پر پڑا۔ محل ہی میں رہتا تھا۔ سپاہی تھا اور بڑا سرکش تھا۔ گردھا سنگھ کا منہ چڑھا تھا اسی لیے تمام سپاہیوں پر حکم چلاتا رہتا تھا۔ موت شام ہی سے اس کے سر پر کھیل رہی تھی۔ محل ہی میں ایک اور بوڑھا سپاہی شانتی لال بھی تھا۔ میں اتفاقیہ طور پر شانتی لال کی رہائش گاہ کے نزدیک سے گزر رہا تھا کہ مجھے کنہیا رام اور شانتی لال نظر آئے۔ غالباً" شانتی لال نے کنہیا کو روکا تھا۔

"کیا بات ہے شانتی چاچا۔" کنہیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تجھ سے بات کرنا چاہتا ہوں کنہیا۔"

"بولو چاچا!" کنہیا رام نے کہا۔

"دیکھ کنہیا رام بھگوان نے سنسار میں سب کی عزت ایک جیسی بنائی ہے کوئی کچھ بھی کرے۔ اگر عزت سے روٹی کما رہا ہے تو عزت دار ہی ہوتا ہے۔"

"ٹھیک ہے چاچا۔ پر بات کیا ہے؟"

"نتھیا کئی بار تیری شکایت کر چکی ہے کہ تو اسے راستے میں روک روک کر اس سے ٹٹول کرے ہے' کہہ رہی تھی بڑی گندی بھاؤنائیں ہیں تیری۔"

"ارے چاچا' کون سسرا کہتا ہے کہ میری بھاؤنائیں گندی ہیں' میں تو کچھ لینا اور کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"کنہیا رام بھگوان سے ڈر' تیری بھی ماں بہن ہوں گی کوئی ان سے کچھ لینا اور دینا چاہے تو؟"

"ارے شانتی چاچا۔ پاؤں کی جوتی ہے سر پر چڑھنے کی کوشش مت کر' تو کنہیا رام کو جانتا نہیں ہے' مہاراج گردھا سنگھ وہ کام کرتے ہیں جو میں کہتا ہوں اور تو میرے منہ لگ رہا ہے ذرا سی عزت سے کیا بول لیا دماغ ہی چڑھنے لگے تیرے' بوڑھے چاچا عزت رکھنا چاہتا ہے تو اس زبان پر قابو پا۔ میری ماں بہنیں' کیا تیری ماں بہنوں جیسی ہو سکتی ہیں؟"

"کیوں رے' کیا فرق ہے ان میں' وہ انسان نہیں ہیں یا ہم انسان نہیں ہیں؟"

"انسان انسان کا فرق ہوتا ہے میں چاہوں تو چٹکی بجاتے تیری یہ نوکری بھی ختم کرا دوں اور تجھے بند بھی کرا دوں۔"

"مگر کیوں کنہیا؟"

"تیری باتوں پر۔"

"مگر تو نتھیا کو کیوں پریشان کرتا ہے؟"

"نتھیا اتنی سندر کیوں ہے۔" کنہیا رام نے بے حیائی سے کہا۔

"ارے پاپی ذرا سوچ کہاں تو کہاں وہ' تیری اولاد کی طرح ہے۔"

"لے چاچا کی باتیں۔ ارے کتنی عمر ہو گی میری بتیس کا بھی پورا نہیں ہوا۔"

"اور وہ اٹھارہ سال کی ہے۔"

"ہائے چاچا یہی تو خرابی ہے اس میں۔ تو جانتا ہے یہ عمر کیسی ہوتی ہے رس گلا ہوتی ہے اٹھارہ سال کی لڑکی جیسے تیری نتھیا۔"

"پاپی پھر کہتا ہوں بھگوان سے ڈر۔ وہ مجھ غریب کی عزت ہے۔"

"تو ارے ہم کون سی بے عزتی کر رہے ہیں اس

کی جا چا۔ اب جب اس نے تجھ سے بات کھول ہی دی ہے تو' تو بھی سن لے ہماری' بھنڈار پر کام لگا دیں گے تیرا۔ تیرے بھنڈار بھر جائیں گے اتنا مال مل جائے گا تجھے کہ دوسروں کو کبھی نہ ملے۔ ہمارے من کو شانت کر دے شانتی لال اور ہمارے من کی شانتی تیری بٹیا ہے۔"

"بھگوان کرے تیرا منہ کالا ہو۔ بھگوان کرے تیرے شریر میں کیڑے پڑیں پاپی' کیوں غریب کی عزت سے کھیل رہا ہے۔"

"نہ چاچا نہ۔ دیکھ سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہیں ہم' نتھیا کو باندی لگا دیں گے محل میں اور تجھے بھنڈار پر رکھوا دیں گے۔ اتنا مل جائے گا تجھے کہ تو نے سپنوں میں بھی نہ سوچا ہو گا۔"

"عزت کے بدلے؟"

"کہاں کی باتیں کرتا ہے شانتی چاچا۔ عزت' عزت ارے کہیں نہ کہیں تو یہ بیل منڈھے چڑھے گی پھر اس کے بدلے تجھے اتنا مل رہا ہے' تیرے من سے کیوں نہیں اترتا۔"

"پاپی خون کر دوں گا میں تیرا۔" شانتی لال بے قابو ہو کر بولا۔

"شانت رہو' شانت رہو شانتی لال جی' تمہارے بوڑھے ہاتھ میرا خون بھی نہیں کر سکتے اور اب جب میں نے تمہارے من کی بھاؤنا پالی ہے تو پھر میری بھی سن لو۔ آج رات چاند نکلے اپنی بٹیا کو پچھلے باغ میں بھیج دینا۔ سفیدے کے درختوں کے پیچھے شانتی چاچا اب میرے اور تمہارے بیچ بس یہی بات رہتی ہے۔ اگر نتھیا چاند نکلے سفیدے کے درختوں کے پیچھے نہ آئی تو کل سے تم پر کشٹ شروع ہو جائے گا۔ میرا نام بھی کنہیا رام ہے وہ کر کے دکھاؤں گا شانتی چاچا' جو تم نے سپنوں میں بھی نہ سوچا ہو گا۔ کیا سمجھے۔"

"تیرا ستیاناس۔"

"میرا ستیاناس ہو یا نہ ہو' تمہارا ستیاناس ضرور ہو جائے گا' سمجھ لینا اس بات کو۔"

بات ختم ہو گئی۔ کنہیا رام نے تیز تیز وہاں سے قدم آگے بڑھا دیے۔ دونوں میں سے کسی نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔ میں خود بھی وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ شانتی لال بس کنہیا کو کوس رہا تھا۔ کمزور انسان زیادہ سے زیادہ بس یہی کر سکتا ہے جو کام وہ خود نہیں کر سکتا اس کے لیے آسمانی سہارے تلاش کرتا ہے۔

میرے ذہن میں ایک بات بے شک آ گئی تھی لیکن اس سے منسلک کوئی دوسری بات میرے دماغ میں بالکل نہیں تھی۔ مہارانی نند اکشی بھی مہاراج جنک کیداری کی خواب گاہ میں ان کی آغوش گرم کر رہی ہوں گی لیکن مہارانی جی مجھے یاد نہیں آتی تھیں۔ یہ ان کی غلط فہمی تھی کہ میں ان کی یاد میں راتوں کو تڑپتا رہتا ہوں' میری راتیں تو ویسے پُرسکون ہوتی تھیں لیکن اس رات مجھ پر بے کلی طاری ہو گئی۔ ایک عجیب سی بے کلی جس کا پہلے تو تجزیہ نہیں کر پایا لیکن جب آسمان سے پورے چاند نے جھانکا تو اچانک ہی مجھے یاد آیا کہ آج تو میری طلب کی رات ہے اور اس خیال کے تحت میرے وجود میں جوار بھاٹے اٹھنے لگے' طلب کے ان لمحات میں' میں بے قابو ہو جاتا تھا۔ میرے ذہن کی رفتار تیز اور میرے عمل کی قوت بے پناہ بڑھ جاتی تھی اور اس وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ میں نے اچانک اپنا بستر چھوڑ دیا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر سنسان ماحول میں باہر نکل آیا۔ محل کے دریچے تاریک ہو چکے تھے۔ بیرونی حصے میں سپاہیوں کا بسیرا تھا' حالات پُرسکون تھے۔ سارے کے سارے ملازم اپنی آرام گاہوں میں آرام کر رہے تھے اور چاند اپنا حسین چہرہ لیے حسرت بھری نگاہوں سے در و دیوار کو تک رہا تھا اور شاید ان بد ذوقوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس کا دیدار کرنے کے بجائے نیند کی آغوش میں گم ہو چکے تھے۔ ایک میں تھا جو چاند کی پزیرائی ہر ماہ اس طرح کرتا تھا کہ ایک یادگار چھوڑ دیتا تھا' نجانے کس کس کے لیے۔

باہر نکل آیا۔ اطراف کے سنسان ماحول کو دیکھا اور پھر بھوکے بھیڑیے کے مانند اپنے شکار کی تلاش میں سرگرداں ہو گیا' کوئی تخصیص نہیں تھی کوئی نشانہ نہیں تھا' بس اس وقت کسی کا نظر آ جانا شرط تھا لیکن تنہا۔ بیرونی حصے کی جانب رخ کرتا تو کام نہ بن پاتا کیونکہ وہاں پہرے داروں کی بڑی تعداد تھی۔ کچھ پہرے دار محل

کے عقبی حصے میں بھی گشت کرتے ہوئے نکل آتے تھے۔ میرے ذہن میں اس وقت انہی کا تصور تھا۔ ان میں سے ایک نہ ایک ضرور باہر آئے گا اور عقبی حصے میں گشت کرنے نکلے گا' کوئی ایسی جگہ جہاں چھپ کر اپنے شکار کی گھات میں لگا جا سکے۔ میں مہندی کی باڑھ کی آڑ میں جھکا جھکا آگے بڑھتا رہا اور سفیدے کے ان درختوں کے قریب پہنچ گیا جو کافی تعداد میں یہاں موجود تھے۔ میرے ذہن کے کسی گوشے میں اس وقت کنہیا رام کا تصور بھی نہیں تھا۔ میں تو بس اپنے شکار کی تلاش میں تھا لیکن میں نے کنہیا رام کی آواز سنی۔

"آ گئی نتھیا؟"

اور اس آواز کو سن کر مجھے دن کے تمام واقعات یاد آ گئے' میرا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ اس کا مطلب ہے کہ نہ تو شکار کو تلاش کرنے جانا پڑا۔ نہ ہی اس کے انتظار میں دیر لگی۔ میں نے دو قدم اور آگے بڑھائے اور اپنی آہٹیں ذرا تیز کر دیں تو کنہیا رام نے مخمور لہجے میں کہا۔

"اور یہ اچھا ہی ہوا' اگر چاچا شانتی لال آج میری بات نہ مانتے نتھیا تو بھگوان کی سوگند آج کام کافی خراب ہو جاتا۔ اب آ جا شرما کیوں رہی ہے' یہ تو سنسار کی سب سے خوبصورت ریت ہے' جانے گی تو مانے گی۔ آ چھپی چھپی کیوں پھر رہی ہے۔" اور میں مہندی کی باڑھ سے نکل کے درختوں کے قریب پہنچ گیا۔

چاندنی درختوں سے چھن رہی تھی اور میرے سامنے کنہیا رام کرتے اور دھوتی میں موجود تھا۔ اس کی آنکھوں میں شیطان ناچ رہا تھا' لیکن مجھے دیکھ کر یہ شیطان خجل ہو گیا اور رفتہ رفتہ ان آنکھوں میں غصے کی سرخی نمودار ہو گئی۔

"تو...... تو...... تو یہاں کیا کر رہا ہے۔ تو بیاس ہے نا' نند اکشی جی کا سپاہی؟"

"ہاں مہاراج۔" میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"باؤلے ادھر کیسے آ مرا تو؟"

"بس مہاراج آپ کو دیکھا سو ادھر آ گیا۔"

"جا غرق ہو جا یہاں سے باؤلا کہیں کا۔ کوئی اور ٹھکانا نہیں ملا تھا تجھے؟"

"نہ مہاراج نہ' آپ کے پاس آنا بہت ضروری تھا۔"

"کیوں کیا کام ہے مجھ سے؟"

"بڑا ضروری کام ہے مہاراج۔"

"کیا؟"

"نتھیا کا سندیس لے کر آیا ہوں۔" میں نے سرمستی میں کہا لیکن کنہیا رام چونک پڑا۔

"نتھیا کا سندیس؟"

"جی مہاراج۔"

"کیا بک رہا ہے تو؟"

"سچ کہہ رہا ہوں مہاراج' اس نے بھیجا ہے مجھے۔"

"کیا کہا ہے اس نے۔ کیا شانتی لال نے تجھ سے کوئی بات کی ہے؟"

"مہاراج' شانتی لال جی نے نہیں بلکہ نتھیا نے مجھ سے ایک بات کہی ہے جو میں تمہارے کان میں کہنا چاہتا ہوں۔"

"بدھو ہے نرا۔ یہاں کون ہے جو تو میرے کان میں سرگوشی کرے گا۔"

"نہ مہاراج نہ' نتھیا نے جو کہا ہے نا سو وہی کریں گے ہم۔"

"باؤلا ہے آمر۔ نتھیا کہاں ہے؟" اس نے کہا۔ اس دوران میں اس کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے اپنا کان میرے منہ کے پاس کر دیا لیکن دوسرے لمحے میرے ہاتھوں نے اس کی کلائیاں پکڑ لیں اور پھر میں ان ہاتھوں کو سیدھا سیدھا پشت کی جانب موڑتا چلا گیا۔ میرے بدن کی بے پناہ قوتوں کے آگے اس کی حیثیت کیا تھی۔ اس کے منہ سے حیرانی سے ارے ارے کی آواز نکلی' ایسا مڑ تڑ گیا تھا وہ کہ میرا کام مشکل نہیں تھا اس کی گردن کی شہ رگ پھول آئی تھی۔ وہ مجھ سے یہی پوچھتا رہ گیا کہ میں یہ کیا بدتمیزی کر رہا ہوں اور میرے دانت اس کی شہ رگ میں پیوست ہو گئے۔ میں نے اسے اس طرح اپنی گرفت میں جکڑ لیا تھا کہ ہل بھی نہیں سکتا تھا پھر بھی اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی لیکن میں نے اس کی شہ رگ ادھیڑ ڈالی تھی اور

خون اُبلنا شروع ہوگیا تھا۔ خون وہ پسندیدہ شے ہے جو چاندنی رات میں میرے لیے ہزاروں شرابوں سے زیادہ نشہ آور ہوتی تھی، جو میرے وجود کے ذرّے ذرّے کو سیراب کر دیتی تھی۔ کون سی آواز، کہاں کی آواز۔ اوّل تو کنہیا رام کے منہ سے آواز نکل ہی نہیں سکی تھی ہاں کچھ خرخراہٹیں ضرور بلند ہو رہی تھیں اس کے منہ سے۔ اپنی سی جدوجہد بھی کر رہا تھا وہ لیکن اس وقت اس کی کیفیت ایسی ہی تھی جیسے کوئی معمولی سے بدن والا انسان ہزاروں ٹن وزنی چٹان کے نیچے دب جائے اور اس کے بوجھ سے نکلنے کی کوشش کرے۔ میری کیفیت اس وقت اس کے لیے بالکل ایسی ہی تھی۔

خون میرے جسم میں اترتا رہا اور میرا وجود سیراب ہوگیا۔ مجھے یوں لگا جیسے میں نے اس دنیا میں ابھی ابھی جنم لیا ہے۔ ہمیشہ ہی ایسا ہوتا تھا، ہر چیز اپنی جگہ مطمئن کن محسوس ہوتی تھی۔ میں نے کنہیا رام کی لاش ایک جانب لڑھکا دی، اس کی کیفیت کا تجزیہ کرنا میرے لیے ضروری نہیں تھا۔ بہرحال میں وہاں سے واپس پلٹ پڑا اور نشے میں چُور اپنی خوابگاہ میں آکر بستر پر لیٹ گیا۔

دوسری صبح میں نئی زندگی کے ساتھ جاگا۔ مجھے اندازہ تھا کہ اپنی حیثیت کے مطابق ہی ہر کام کرنا ہے۔ چنانچہ تیار ہو کر باہر نکل آیا لیکن میری توقع کے مطابق محل میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ نوکر چاکر آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے، مجھے دیکھ کر ایک ایسے ملازم نے جو میرا شناسا تھا اور جس کا نام کیشو رام تھا۔ میرے قریب پہنچ کر کہا۔

"ارے باؤلے کیا رات کو کہیں تیرا پہرا تھا؟"

"نہیں مہاراج۔ میں تو دن میں پہرا دیتا ہوں۔"

"کوئی چیخ پکار تو نہیں سنی تو نے؟"

"کیسی چیخ پکار۔" میں نے سوال کیا۔

"ارے نجانے کیا ہوا۔ لگتا ہے کوئی کالی آتما رات کو محل میں گھس آئی تھی، ارے بھیا سارے کے سارے ڈرے ہوئے ہیں۔"

"پتا نہیں کیشو رام تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"ارے کنہیا کے بدن کا سارا خون چوس گئی اس کے شریر میں خون نام کی کوئی چیز نہیں رہی گردن پر دانتوں کے نشان ہیں۔ ارے بھیا کوئی راکشش گھس آیا رات کو۔ پتا نہیں محل میں کہیں اور چھپ گیا ہے سارے پہرے دار پریشان ہیں کہ اب رات کو پہرا کیسے دیں گے، سب ڈر رہے ہیں۔ کردھا سنگھ، کنہیا کے انتم سنسکار میں گیا ہوا ہے۔ سب کے سب پریشان ہیں، مہاراج جنک کیداری نے حکم دیا ہے کہ کنہیا رام کے انتم سنسکار کے بعد پورے محل کے چپے چپے کی تلاشی لی جائے، اوپر نیچے ساری جگہیں دیکھ لی جائیں اور اس کالی بلا کو تلاش کیا جائے مگر بھیا یہ تو مہاراج کا کہنا ہے بھلا ایسی کالی بلائیں روشنی میں کہاں رہتی ہیں وہ تو اپنے کالے علم کے پردے میں چھپی رہتی ہیں۔ کالی شکتی انہیں انسانوں کی نگاہوں میں کب آنے دیتی ہے۔ بھیا ذرا ہوشیار رہیو۔ پتا نہیں محل پر کیا مصیبت آگئی ہے؟"

کیشو رام اور بھی بہت کچھ کہتا رہا۔ دوسرے لوگ بھی آپس میں یہی سرگوشیاں کر رہے تھے۔ بہرحال اس کالی آتما سے جتنی میری واقفیت تھی کسی اور کی نہیں تھی۔ چنانچہ میں بے پروائی سے آگے بڑھ گیا۔

جنک کیداری نے دربار لگایا ہوا تھا اور دربار میں آج کا موضوع کنہیا رام ہی تھا۔ مہاراج جنک کیداری محل کے پہرے داروں سے پوچھ گچھ کر رہے تھے اور بڑے بڑے لوگ آگئے تھے۔ نرنجن پرتھا بھی موجود تھا اور بے زاری سے یہ ساری کہانی سن رہا تھا اس نے کہا۔

"بات ذرا پریشانی کی ہے مہاراج لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کی آڑ میں کوئی منش بھی ہو سکتا ہے؟"

"کیا منش اس طرح منش کے بدن سے خون چوس سکتا ہے، اس کی گردن پر دانتوں کے گہرے نشانات ہیں اور وہیں سے سارا خون چوس لیا گیا ہے۔"

"خیر بھگوان شما کرے۔ میری تو ایک رائے ہے مہاراج۔"

"کیا؟"

"سنت گیانیشور۔ اس سمے ہمیں سنت گیانیشور کی سخت ضرورت ہے۔" جنک کیداری چونک پڑا، کہنے لگا۔

"بات تو صحیح کہتے ہو نرنجن پرتھا۔ بھلا ہمارے سنت گیانیشور کے سامنے کوئی کالی آتما کیسے ٹک سکتی

ہے۔ تم فوراً" رتھ لے کر رتھ بانوں کو بھیج دو اور ان سے کہو کہ سنت گیانیشور کو رتھ میں بٹھا کر لے آئیں۔" فوراً" ہی انتظامات کیے گئے اور رتھ سنت گیانیشور کو لینے چل پڑا۔ میں دنیا و مافیہا سے بے خبر عجیب سی کیفیت محسوس کر رہا تھا۔ بس مجھے اپنے اندر کی کیفیت سے دلچسپی تھی باقی سب کچھ بھاڑ میں جائے' مجھے کیا لینا دینا۔ سنت گیانیشور جی اس دن نہیں آئے تھے۔ دوسرے دن جب جنک کیداری کا دربار لگا تو سنت گیانیشور کی آمد کا غلغلہ مچ گیا۔ بوڑھا سادھو اپنے مخصوص انداز میں اندر پہنچا آدھا جسم کھلا ہوا تھا' دھوتی بندھی ہوئی تھی جس کا پلو کندھے پر پڑا تھا۔ گردن میں لمبے لمبے بال' لاٹھی ٹیکتا ہوا دربار میں آگیا اور سب نے کھڑے ہو کر اس کا سواگت کیا۔ گیانیشور کو جنک کیداری نے اپنے پاس بیٹھنے کی جگہ دی لیکن گیانیشور کڑی نظروں سے جنک کیداری کو گھور رہا تھا۔ وہ جنک کیداری کے سامنے آکھڑا ہوا تو جنک کیداری نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"پدھارئیے مہاراج۔ محل میں ایک بپتا پڑی ہے آپ کو اسی کے لیے کشٹ دیا گیا ہے۔"

"بپتا' محل پر ہی کہاں پڑی ہے جنک کیداری۔ بپتا تو پورے بیجا نگر پر پڑی ہے بیجا نگر میں جو کچھ ہوا ہے ساری بپتائیں اسی کا نتیجہ ہیں ارے پاپی ذرا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ ہماری' دوسری بپتائیں تو سنبھالی جا سکیں گی لیکن تو نے جو بپتا بے چارے مہاراج اور رانی پر ڈالی ہے اس کے بارے میں کیا کہتا ہے تو؟"

جنک کیداری کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ وہ بوکھلائی ہوئی نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا تو سنت گیانیشور نے کہا

"اب اِدھر اُدھر کیا دیکھتا ہے پاپی جو بپتا محل پر پڑی ہے اس میں بھی تیرے علاوہ کسی اور کا ہاتھ کہاں ہوگا۔ تو نے بے چارے کنہیا کو بھی مروا دیا اور ایسے مروایا کہ لوگ حیران رہ جائیں۔"

"مم مہاراج۔ بھگوان کی سوگند۔ مم میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔"

"میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ پاپی' بھگوان کی جھوٹی سوگند کھا کر تو اپنا گناہ اور بڑھا رہا ہے۔ ارے اپرادھی اس طرح اعتماد کا خون کرتے ہیں' وشواش اس طرح توڑتے ہیں۔ کیوں جواب دے ہمیں۔ اس بھائی کو مروا دیا تو نے جس نے تجھے اولاد کی طرح پالا۔ ہم سے زیادہ کوئی جاننے والا ہے؟"

سب حیران رہ گئے۔ درباریوں میں مدھم مدھم سرگوشیاں ابھرنے لگیں۔ سارے کے سارے ان الفاظ پر غور کر رہے تھے جو سنت گیانیشور نے اپنی زبان سے ادا کیے تھے۔ نرنجن پرتھا نے کہا۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں مہاراج؟"

"ہمیں بلایا گیا ہے اور جب ہم آتے ہیں تو سچ لے کر آتے ہیں۔ بہت برا ہوا ہے اس محل میں۔ ابھی تو اس پر گندی آتماؤں کا حملہ ہوگا۔ یہاں اعتماد کا خون ہوا ہے۔ اعتماد کو قتل کر دیا گیا ہے۔ رشتوں کا خون بہایا گیا ہے' ہے بھگوان کیسا ہے یہ تیرا سنسار۔"

"مہاراج آپ پدھارئیے تو سہی' بتائیے تو سہی کیا ہوا ہے؟"

"اس کرسی پر بیٹھیں گے جس سے ہمیں خون کی بو آرہی ہے۔ نرنجن پرتھا سالار ہے نا تو فوجوں کا۔ دیش کی رکھشا تیرے کاندھوں پر ہے نا پھر ایک ایسے آدمی کو راج سنگھاسن پر کیوں بٹھا دیا گیا جس نے راجا کا جیون لے لیا۔"

"آپ بار بار یہ بات کہہ رہے ہیں سنت جی۔ بھگوان کے لیے ہمیں ساری بات بتائیے؟"

اچانک جنک کیداری چونکا۔ اس نے کہا۔

"مہاراج اپنی حد سے آگے بڑھ رہے ہیں آپ۔ میں نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ محل میں ایک سپاہی کا خون کر دیا گیا ہے اور اس طرح کیا گیا ہے کہ اس کے شریر کا سارا خون چوس لیا گیا ہے۔ آپ اپنی شکتی سے معلوم کیجئے کہ ایسا کرنے والا کون ہے' محل کے سارے پہرے دار ڈرے ہوئے ہیں اور پہرا دینے سے انکار کر رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں' مہاراج کہ آپ اپنی شکتی سے یہ کشٹ ٹال دیں۔"

"ارے اپرادھی' آج تو ایک سپاہی کی موت پر اس طرح پاؤں پٹ پٹا رہا ہے کل تو نے جو کچھ کیا تھا

پہلے اس کی بات کر۔ میں تیرا وفادار نہیں ہوں تیرا نمک نہیں کھایا میں نے۔ مہاراجا سے میری دوستی تھی۔ سورگباشی رانی وجنتی سے میرا نباہ ہوتا تھا۔ تو قاتل ہے ان لوگوں کا' سنو بھائیو۔ یہ جو جنک کیداری راجا بن کر بیٹھا ہوا ہے یہ اپنے بھائی اور اپنی بھرجائی کا قاتل ہے اس نے محمد شاہ بہمنی سے جنگ کرتے ہوئے یہاں سے چار آدمی بھیجے تھے اور ان کے ہاتھ اپنے بھائی کے لیے ایسا مہلک زہر بھجوایا جو اسے موت دے دے۔ راج پاٹ پر قبضہ کرنا چاہتا تھا یہ۔ مہاراجا اسے اپنا قائم مقام بنا کر گئے تھے' جس راج گدی پر یہ بیٹھا اس سے اترنے کو اس کا من نہ چاہا اور اس نے سوچا کہ کوئی ایسی چال چلے جس سے یہ گدی اس سے چھن نہ سکے۔ سو چار آدمی بھیج کر اس نے مہاراج کو زہر دے کر ہلاک کرا دیا اور پھر زبردستی مہارانی وجنتی کو ستی کرا دیا پھر دھوکا دے کر بے چاری نندا کشی سے اس نے شادی کر لی۔ وہ پگلی کیا جانتی تھی کہ اس کا پتی وشواش گھات کر کے راجا بنا ہے مگر برائی چھپتی نہیں ہے' خون سر چڑھ کر بولتا ہے' آج یہ خون سر چڑھ کر بول رہا ہے' اے اے تم لوگ کہاں چلے۔ واپس آؤ' پکڑو انہیں یہ جو چار دربار سے کھسک رہے ہیں۔" گیانیشور مہاراج نے کہا۔ درحقیقت ترلوک سانگا اور وہ تینوں آدمی جو یہاں پہرے پر موجود تھے مہاراج گیانیشور کی باتیں سن کر دربار سے بھاگنے لگے تھے۔ نرنجن پرتھا نے سپاہیوں کو اشارہ کیا اور سپاہی ان کی جانب دوڑے۔ ان چاروں کو پکڑ لیا گیا۔

"لے آؤ انہیں ادھر لے آؤ' میرے سامنے لے آؤ۔" جنک کیداری کا بدن کانپنے لگا تھا۔ نرجن پرتھا کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا' وہ خونی نگاہوں سے ان چاروں کو دیکھ رہا تھا۔ سنت گیانیشور نے ترلوک سانگا سے کہا۔

"اور تو سرپنچ تھا' تھا نا رے؟"

"مہاراج۔ مم میں.... مم میں۔" ترلوک سانگا تھر تھر کانپنے لگا۔

"میں' میں کیا کر رہا ہے' بکری کے بچے' اچھا برا سنسار میں سب ہی سمجھتے ہیں۔ سیدھا کھڑا ہو اور سچ بول تو نے جنک کیداری کے حکم پر مہاراج کو میدان جنگ میں زہر دیا تھا کہ نہیں؟"

"مم مہاراج آپ گیانی ہیں' انتریامی ہیں' میں تو داس ہوں مالک جو حکم دے اس سے کیسے انکار کر سکتا ہوں۔"

"کیا بک رہا ہے کتے کے پلے' کیا بک بک کر رہا ہے۔" جنک کیداری دہاڑا۔

"چپ ہو جا جنک کیداری۔ بولنے دے اسے۔ نرنجن پرتھا مہاراج کا قاتل راجا بنا بیٹھا ہے۔ تم کیسے دیش سیوک ہو' اسے راجا بنا بیٹھے دیکھ کر تمہارے من میں کچھ نہیں ہوتا۔" سنت گیانیشور نے کہا۔

"ہو گا مہاراج ہو گا۔ میرے مہاراج کا قاتل کیسے جیون بچا سکے گا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"کیا بک رہا ہے نرنجن۔ میں مہاراج ہوں' راجا ہوں میں بیجا نگر کا۔" جنک کیداری پر جنون سوار ہو گیا۔

"اگر یہ بات سچ ہے کہ تم مہاراج کے قاتل ہو جنک کیداری' تو تم مہاراج کیا اس محل کے چوکیدار بھی نہیں بن سکتے بول ترلوک سانگا آگے بول۔" نرنجن پرتھا نے کہا۔

"ہاں مہاراج زہر دیا تھا ہم نے' جنک کیداری مہاراج نے یہ زہر ہمیں دے کر حکم دیا تھا کہ میدان جنگ میں جا کر کوشش کر کے مہاراج کو زہر دے دو' سو ہم نے ایسا ہی کیا تھا۔ ہمارے مہاراج ہمارے ہی ہاتھوں مارے گئے مگر دوشی ہم نہیں' مہاراج جنک کیداری ہیں۔"

"اور اس کے بعد تم لوگ یہ کہتے ہو کہ محل میں کوئی بلا نہ آئے ارے سب سے بری بلا تو یہ جنک کیداری بیٹھا ہوا ہے۔"

نرنجن پرتھا نے خونی نگاہوں سے جنک کیداری کو دیکھا اور بولا۔

"سنگھاسن پر سے ہٹ جا جنک کیداری مہاراج بیجا نگر کے سنگھاسن کو کوئی قاتل بھرشٹ نہیں کر سکتا پیچھے ہٹ جا۔"

"کیا بک رہا ہے۔ میں مہاراج ہوں' میں تجھے حکم دیتا ہوں' میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ سنت گیانیشور کو

پکڑو۔" لیکن نرجن پرتھا کے اشارے پر وہاں کھڑے ہوئے سپاہیوں نے جنک کیداری کو پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ اس کے سر سے راج مکٹ اتار لیا گیا تھا۔

محل میں بلکہ دربار میں افراتفری پھیل گئی تھی' ہر شخص اپنی اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔ لوگ سارے کے سارے جنک کیداری کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ ترلوک سانگا اور اس کے تینوں ساتھیوں کو فوراً ہی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ وہ اقرار جرم کر چکا تھا۔ جنک کیداری بھی بری طرح شور مچا رہا تھا۔ وہ نرجن پرتھا اور سنت گیانیشور کو گالیاں بک رہا تھا۔ رانی نندا کشی پتھرائی ہوئی اپنی جگہ کھڑی تھی۔ وہ یہ تاثر دے رہی تھی کہ اسے ان ساری باتوں سے سکتہ سا ہو گیا ہے۔ نرجن پرتھا نے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔

"سنت مہاراج آپ کو پتا ہے کہ مہاراج بیجا نگر صرف میرے مالک ہی نہ تھے بلکہ دوست بھی تھے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ محمد شاہ بہمنی کے سامنے ہمیں شکست ہوئی یا فتح۔ مہاراج مارے گئے تو سارا کھیل ہی ختم ہو گیا۔ میں اپنے دوست کی موت کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ ہم سب خود پریشان تھے کہ بیٹھے بٹھائے مہاراج کو اچانک یہ کیا ہو گیا۔ اب پتا چلا کہ آستین کے سانپ ہی نے انہیں ڈس لیا تھا۔ میں جنک کیداری کو ایسی موت ماروں گا کہ مرنے کے بعد بھی وہ یاد رکھے گا۔ مہاراج آپ مجھے آگیا دیجئے کہ اب میں کیا کروں۔ راج مکٹ خالی سنگھاسن پر رکھوائے دیتا ہوں۔ فیصلہ یہ کرنا ہے کہ مہاراج بیجا نگر کا جانشین کون ہو گا۔ ان کے رشتے ناتے داروں میں سے کوئی یا پھر جیسے آپ کہیں۔"

"ارے باؤلے اس کے لیے تلاش کی کیا ضرورت ہے۔ مہارانی نندا کشی بہر طور مہارانی بن چکی تھی۔ اس بے چاری کا کیا دوش۔ میرا گیان بتاتا ہے کہ نندا کشی دیش بھگت ہے' بڑے دل والی ہے' بڑی عقل والی ہے اور بیجا نگر کے لیے اس کا رانی بننا بڑا فائدے مند رہے گا۔ راج مکٹ نندا کشی کے سر پر رکھ دو۔ اس سے زیادہ اس کا حقدار اور کوئی نہیں ہے۔"

نرجن پرتھا نے گردن خم کر دی اور پھر بڑے احترام سے اس نے رانی نندا کشی کو اپنی تلوار پیش کی اور بولا۔

"مہارانی نندا کشی' سنت جی ٹھیک ہی تو کہتے ہیں' تم نے تو جو کچھ کیا سچے من سے کیا' لیکن ہم تمہارا استھان نہیں چھینیں گے۔ تم اب اس دیش کی رانی ہو اور تم ہی اسے چلاؤ گی۔"

رانی نندا کشی نے ایسا اظہار کیا جیسے وہ غم سے چور ہو پھر اسے آہستہ آہستہ لے جا کر سنگھاسن پر بٹھا دیا گیا اور راج مکٹ اس کے سر پر رکھ دیا گیا۔ نرجن پرتھا نے سیدھے کھڑے ہو کر دربار میں موجود لوگوں کو دیکھا اور پھر زور سے آواز لگائی۔

"جے مہارانی نندا کشی۔ رانی نندا کشی کی جے......" اور اس کے بعد چاروں طرف سے یہی آوازیں گونجنے لگیں۔ درباریوں نے نندا کشی کو مہارانی سویکار کر لیا تھا۔

میں خاموشی سے عورت کی شطرنج دیکھ رہا تھا جس پر وہ نہایت کامیاب چالیں چل رہی تھی۔ نندا کشی چند لمحات تک خاموش رہی' اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھی اور لرزتی آواز میں بولی۔

"دیش باسیو! تم جانتے ہو میں نردوش ہوں جو کچھ ہوا بھول میں ہوا۔ مجھے تو بس یہ شرم آتی ہے کہ میں ایک قاتل کی دھرم پتنی بنی۔ مہاراج بیجا نگر میرے بھی مالک تھے اور محل میں ان کی داسی بن کر آئی تھی میں' مجھے نہیں معلوم تھا کہ ان کے ساتھ ایسا ظلم ہوا ہے۔ میں رانی بن کر پہلا حکم یہی دیتی ہوں کہ مہاراج کے قاتل جنک کیداری کی گردن کاٹ دی جائے اور اس کے چاروں ساتھیوں کو ان کے ساتھ ہی بھسم کر دیا جائے۔ یہ میرا پہلا حکم ہے۔"

جنک کیداری بہت چیخا بہت چلایا' مگر جلاد نے ایک بڑے سے برتن کے پیچھے جنک کیداری کو الٹا کیا اور ایک ہی کھانڈے سے اس کی گردن اتار دی' یہی سلوک ترلوک سانگا اور اس کے تینوں ساتھیوں کے ساتھ ہوا۔ میں مسکراتی نگاہوں سے نندا کشی کی یہ ساری کارروائی دیکھتا رہا تھا اور اس کے بعد بے سر کی لاشیں وہاں سے ہٹا دی گئیں۔ نندا کشی نے نگر باسیوں سے کہا۔

"اور اب تین دن تک مہاراج بیجا نگر کا سوگ منایا جائے اور ان کی کتھائیں کہی جائیں۔ میں دربار برخاست کرتی ہوں' سنت مہاراج آپ حکم دیجئے کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"راج پاٹ کر۔ رانی راج پاٹ کر' ہماری واپسی کے لیے رتھ کا انتظام کردے۔"

نرنجن پرتھا نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا اور سنت گیانیشور جی دربار سے باہر چلے گئے۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوگیا تھا یا پھر پتا نہیں پانی کا دودھ ہوگیا تھا یا پھر دودھ سرے سے تھا ہی نہیں سب کچھ پانی ہی پانی تھا۔

مہاراج اشیش بھگونت نے سچ ہی کہا تھا کہ تریا چلتر سے ہوشیار رہنا بے حد ضروری ہے یہ پلک جھپکتے میں گردنیں کٹوا دیتی ہے۔ میں جانتا تھا کہ سنت گیانیشور جی نے یہ کھیل ایسے ہی نہیں کھیلا ہوگا اس کے پیچھے نندا کشی کا ہاتھ ضرور ہوگا۔ پہلی رات تو وہ میرے ہاتھ نہ لگی' لیکن دوسری رات سوگ میں ڈوبی ہوئی وہ میرے پاس پہنچ گئی۔ کالے لباس میں لپٹی ہوئی تھی اور کم بخت اور زیادہ خوبصورت نظر آرہی تھی۔ چہرہ اترا ہوا تھا' بال کھلے ہوئے تھے' کوئی سنگار نہیں کیا تھا اس نے لیکن سنتھا سے زیادہ خوفناک لگ رہی تھی۔ سنتھا تو خیر تھی ہی ناگن' لیکن ناگنیں انسان سے زیادہ خطرناک نہیں ہوتیں' ان کا وش تو شریر کو جلا دیتا ہے لیکن ایسی عورتوں کا زہر بستیوں کی بستیاں جلا دیتا ہے' دیکھتے ہی دیکھتے کیا سے کیا ہوگیا تھا۔ بے چارے کنہیا رام کا معاملہ تو دھرے کا دھرے رہ گیا یہ نیا کھیل شروع ہوگیا تھا۔

وہ میرے کمرے میں آگئی اور بولی۔ "تیرا پہرا نہیں ہے کہیں بیاس؟"

"ابھی تک تو نہیں ہے۔"

"تو پھر میں تیرا پہرا اپنی خواب گاہ کے دروازے پر لگاتی ہوں' آج میں ساری رات آرام کروں گی ہوش میں رہ کر پہرا دینا۔"

میں نے گردن جھکا دی اور وہ واپس چلی گئی' کچھ سمجھ میں نہیں آیا تھا اس کا یہ انداز۔ نہ ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی' نہ آنکھوں میں مسکان۔ کیا ہوگیا اسے' دیکھوں گا پوچھوں گا' مجھے بھلا کیا پڑی ہے کہ اس کے احکامات کی تعمیل نہ کروں۔ بہرحال اس کے دروازے پر جا لگا۔ دوسرے وہاں نہیں تھے شاید انہیں ہدایت کردی گئی تھی پھر جب رات آدھی کے قریب بیت گئی تو دروازہ کھلا اور اس نے مجھے بازو سے پکڑ کر اندر گھسیٹ لیا' پھر خود ہی دروازہ بند کیا اور اس کے بعد قہقہے لگانے لگی' پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنسنے لگی اور میں خاموشی سے اسے پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"شاید پتی کی موت نے تمہارا دماغ الٹ دیا ہے مہارانی نندا کشی۔" میرے ان الفاظ پر وہ اور ہنسنے لگی' پھر بولی۔

"بھگوان کی سوگند کھاتی ہوں کہ خاموش رہ رہ کر میرا شریر سُن ہوگیا ہے۔ ارے میں تو اتنی ہنسنے والی ہوں کہ کیا بتاؤں تجھے اور مجھے سوگ میں ڈوبنا پڑا۔ سنسار میں کوئی نہیں جانتا اب تیرے سوا کہ جنک کیداری کو موت کیوں ملی۔ میں سنت گیانیشور کے پاس اس کی چتا تیار کرنے گئی تھی۔ وچن دیا تھا نا تجھے۔ بیاس تجھے وچن دیا تھا نا میں نے کہ انتظار کر' بیجا نگر کا راجا تو ہوگا صرف تو۔" میں خاموشی سے نندا کشی کی صورت دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"مگر سنت گیانیشور تیری بات کیسے مان گئے؟"

"میری بات نہ مانیں گے تو پھر کس کی بات مانیں گے۔"

"کیوں؟"

"بس مانتے ہیں وہ میری بات۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ مہاراج بیجا نگر کا قاتل جنک کیداری ہے اور وہ دارو کے نشے میں مجھے ساری باتیں بتا گیا تھا۔ میں نے مہاراج سنت گیانیشور سے کہا کہ بھرے دربار میں وہ جنک کیداری کا بھنڈارا کھولیں اور سب کو بتا دیں کہ وہ کیا ہے مگر مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ اتنی جلدی کیداری سے پیچھا چھوٹ جائے گا۔ بیاس' اب میں تیری ہوں اور بھگوان کی سوگند جب تیری خوشبو میرے پاس ہوتی ہے تو میرا من ڈول جاتا ہے۔ بھول جاتی ہوں میں اس سنسار کو۔ بہت دن ہوگئے ہیں اس سنسار کو بھولے ہوئے بیاس۔ دیکھ میرے ہونٹوں پر

کتنی پیاس ہے اور یہ پیاس تو ہی بجھا سکتا ہے۔"
تریا چلتر تریا جال، اشیش بھگونت، جے اشیش بھگونت.....

رات بیت گئی اور دوسری صبح اس نے مجھ سے کہا۔ "اب کردھا سنگھ کی باری ہے۔ پہلے پہل میں تجھے محل کا محافظ بناؤں گی۔ سب کو تیرے چرنوں میں جھکاؤں گی لیکن اس کے لیے کردھا سنگھ کا خاتمہ ضروری ہے۔ ارے ہاں بیاس، ذرا یہ تو بتا یہ کنہیا رام کا کیا ہوا تھا۔ تو نے کہیں کوئی ایسی ویسی چیز دیکھی......"

"نہیں......"

"میں تو یہ کہتی ہوں کہ بھگوان کرے کردھا سنگھ کے ساتھ بھی یہی ہو جائے۔ ہمیں کردھا سنگھ کو راستے سے ہٹانا ضروری ہے اس کے بعد دیکھیں گے کہ نرنجن پر تھا ہمارا راستہ کتنا روکتا ہے۔ بس وہ آخری آدمی ہے جو ہمارے راستے کی رکاوٹ بنے گا ورنہ اور کوئی نہیں ہے جو ہمارے بیچ رکاوٹ بنے۔"

"تو جیسا چاہے کرتی رہ، میں تو تیرے کسی معاملے میں بولتا نہیں ہوں۔"

تین چار دن بیت گئے، سوگ ختم ہو گیا تھا، مہارانی مندا کشی نے دربار لگایا۔ لوگوں کی پریشانیاں سنیں، فیصلے صادر کیے اور اس کے بعد انہوں نے اپنا وہ سوگ کا لباس اتار دیا اور اصل مہارانی نظر آنے لگیں لیکن چھٹا دن تھا جب سنت گیانیشور کا ایک پجاری مہارانی کے سامنے حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ گیانیشور مہاراج اس سے ملنا چاہتے ہیں اور وہ پہلی فرصت میں گیانیشور مندر پہنچ جائے۔

دربار میں یہ خبر دی گئی تھی رانی کو......چنانچہ اس نے وہیں اعلان کیا کہ دوپہر کے بعد وہ گیانیشور مندر جائے گی اور سنت جی سے ملے گی۔

رتھ تیار ہو گیا۔ اب رانی کو اور کوئی بیچ نہیں تھی چنانچہ محافظ کی حیثیت سے مجھے ساتھ لیا گیا اور گیانیشور مندر کی جانب چل پڑی۔

"یہ کام بھی سنت گیانیشور مہاراج ہی کریں گے کہ بھرے دربار میں تجھے میرا پتی بنانے کی بات کریں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مگر مہارانی نندا کشی جی، کیا ایک ودھوا کو دوسری شادی کرنے کی اجازت ہوگی۔"

"یہی تو کام سنت گیانیشور کا ہوگا۔ اجازت تو نہیں ہوتی بلکہ اگر میں رانی نہ ہوتی تو میری جو درگت بنتی وہ بھگوان ہی جانتا ہے ایک ودھوا کے لیے سنسار میں کوئی جگہ نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ وہ ستی ہو جائے مگر ستی یوں نہیں ہو سکتی تھی کہ میرا پتی کسی اچھے کام میں نہیں مارا گیا بلکہ ایک مجرم کی حیثیت سے اسے میرے ہی حکم پر موت کی سزا دی گئی اور یہی وجہ ہے کہ درباریوں کو میری عزت کرنا پڑی مگر سنت گیانیشور کوئی ایسا اپائے تلاش کریں گے جس میں مجھے رانی بنانے کی بات کے ساتھ ساتھ تجھے راجا بنانے کی اجازت بھی ہو۔ بھئی دیکھو نا بیاس! یہ راج نیتی ہے دیش بچاؤ کے لیے سنت گیانیشور جیسا مہان پرش اور کون ہو سکتا ہے جو مشورے دے سکے۔ سو دیش تو بچانا ہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تمہارا راجا ہونا ضروری مگر ابھی جلدی نہیں کرنا۔ سنسار بہت خراب ہے۔ ہم اکیلے ہی عقلمند نہیں ہیں اور بھی بدھی والے ہوں گے جو یہ بات سوچیں گے کہ جنک کیدارئی مہاراج کی موت کے بعد ان کی ودھوا نے فوراً ہی ایک جوان کے ساتھ شادی رچا لی کہیں اس کے پیچھے کوئی لمبا کھیل تو نہیں ہے اس لیے ہم کردھا سنگھ سے بات شروع کریں گے اور اس کے بعد بات آہستہ آہستہ آگے بڑھ جائے گی۔ تجھے جلدی تو نہیں ہے راجا بننے کی......"

میں ہنس پڑا۔ اس احمق بے وقوف لڑکی کو کیا بتاتا کہ ایسی ایسی درجنوں راج دھانیاں میرے چرنوں میں پڑی ہوئی ہیں، جو مکٹ بھی چاہوں، اٹھا کر سر پر رکھ لوں۔ روکنے والا کوئی نہ ہوگا، راستہ طے ہوتا رہا اور پھر ہم گیانیشور مندر پہنچ گئے۔ وہی پر فضا جگہ، وہی حسین علاقہ، جو پہلے بھی میری نگاہوں سے گزر چکا تھا، سامنے نظر آنے والا گیانیشور مندر تھا، رتھ بان نے رتھ روک دیا، حسین اور پر فضا باغیچے میں مہارانی نندا کشی اتر گئی، اس نے مجھے ساتھ ہی رکھا تھا، قدم بڑھاتے ہوئے کہنے لگی۔

"گیانیشور مہاراج کا آشیرباد بھی لینا ہے' اب ان کے سامنے من کی منو کامنا کہہ دینی پڑے گی تاکہ میرا وچن پورا ہو جائے۔" اس نے پیار بھری نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ ابھی تک یہ اندازہ تو ہو تا رہا تھا مجھے کہ وہ کیسی بھی چالاک ہو لیکن میرے سلسلے میں مخلص ہی رہی ہے اور کم از کم اس نے مجھ سے کوئی چال نہیں کھیلی ہے۔ یہ بات وہ پہلے ہی کہہ چکی تھی کہ بحالت مجبوری وہ بہت سوں کی آغوش میں رہے گی اور میں ایک اچھے مستقبل کے لیے اس بات پر اسے معاف کردوں اور اس کا برا نہ مانوں' پھر ہم گیانیشور مندر کے اندر داخل ہو گئے' پتھریلی سیڑھیاں عبور کرنے کے بعد ایک وسیع و عریض صحن نما چبوترہ جس میں جگہ جگہ بدنما شکلوں کے مجسمے سجے ہوئے تھے پھر ایک دروازہ' دروازے کے دوسری طرف ہی سنت گیانیشور مہاراج اپنے مخصوص انداز میں مرگ چھالہ پر دھونی رمائے بیٹھے ہوئے تھے' دونوں طرف بنے پتھروں کے برتنوں میں کوئی خوشبو والی چیز سلگ رہی تھی جس کا دھواں فضا میں منتشر ہو کر پورے ماحول کو معطر کر رہا تھا۔ عقب میں ایک چھوٹا سا گول دروازہ تھا جو مندر کے کسی دوسرے حصے میں جاتا تھا۔ سنت گیانیشور نے قدموں کی چاپ محسوس کر کے آنکھیں کھولیں اور پھر نندا کشی کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

"جے مہاراج۔" نندا کشی نے دونوں ہاتھ جوڑ کر گردن جھکاتے ہوئے کہا اور سنت گیانیشور نے اس کے سر پر اپنے چوڑے ہاتھ کا سایہ کر دیا پھر نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا اور پھر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھیں مجھ پر گڑ کر رہ گئی ہوں' وہ دیر تک مجھے دیکھتا رہا۔ میں نے بھی اس کی آنکھوں سے آنکھیں نہیں ہٹائی تھیں۔ اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور نندا کشی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"کہو نندی' جیون کیسا بیت رہا ہے؟"

"مہاراج کی کرپا ہے' مہاراج نے بلایا میں آ گئی۔"

"ہاں' بار بار ہمارا راجدھانی میں جانا اچھا نہیں تھا' ہم پوچھنا چاہتے تھے کہ اب تم کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہو؟"

"مہاراج کے آشیرباد سے جیون کی ساری کٹھنائیں دور ہو گئیں اور اب نئے جیون کا آغاز کرنا چاہتی ہوں۔"

"دیکھو ہم نے سوچا کہ تم پھر بھی باہر کی ہو' آج نہیں تو کل سارے کے سارے یہ آواز اٹھائیں گے کہ نندا کشی مہارانی نہیں بنی رہ سکتی' بیجانگر کے لیے کسی راجا کا انتخاب کرنا ہو گا جب یہ آواز اٹھے گی نندا کشی' تو بہت سے سرکش اٹھ کھڑے ہوں گے اور وہ چاہیں گے کہ بیجانگر کی راج گدی انہیں مل جائے' یہ ریت بھی ہے۔ تم اگر مہاراج بیجانگر کی رانی وجنتی ہوتیں تو پھر اتنی بات آگے نہ بڑھتی لیکن تم ایک ایسے آدمی کی رانی ہو جس نے بڑے مہاراج کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرایا تھا' لوگ یہ بات نہیں بھولیں گے اور یہی بات ابھار دی جائے گی جس کی وجہ سے تمہیں گدی چھوڑنا پڑے گی۔"

"مگر مہاراج' میں تو وہ ہوں جس نے برائی کا ساتھ نہ دیا۔" نندا کشی بولی۔

"ہاں' اس میں کوئی شک نہیں ہے لوگ یہ بات مانیں گے مگر نندا کشی دوسری بات نہیں مانیں گے۔ وہ سوچیں گے اور کہے بغیر نہیں رہیں گے کہ ایک ایسی عورت جسے راج نیتی نہ آتی ہو' رانی کیسے رہ سکتی ہے۔"

"تو پھر مجھے کیا کرنا چاہیے مہاراج؟"

"شادی۔" سنت گیانیشور نے کہا اور نندا کشی مسکرا دی۔

"کس سے مہاراج؟"

"یہ تمہاری پسند کی بات ہے جس سے من چاہے۔"

"تو پھر میں نے من کا میت تو چن لیا ہے مہاراج' کیا اس سے شادی کرنے کے بعد راج پاٹ اسے سونپا جا سکتا ہے۔"

"راج پاٹ اسے سونپنے کے لیے ہی شادی کرنا ضروری ہے مگر کون ہے تمہارے من کا میت؟"

"یہ۔" نندا کشی نے انگلی اٹھا کر میری جانب

اشارہ کردیا اور میں نے ایک بار پھر سنت گیانیشور کو چونکتے ہوئے دیکھا' وہ بولا۔

"یہ؟"

"ہاں۔"

"مگر یہ تو سپاہی ہے۔"

"یہ جو کچھ بھی ہے میرے من کا میت ہے اور سنت جی بھگوان کی سوگند میں نے جو کچھ کیا ہے اسی کے لیے کیا ہے۔"

"ہوں' بات تو ٹھیک ہے مگر نندا کشی ایک سپاہی کو راجا بنا کیا آئے گا' اسے راج نیتی تو نہ آتی ہوگی۔"

"میں سب کچھ سکھالوں گی مہاراج۔"

"تو سکھائے گی باؤلی ہوئی ہے' جب تو اسے یہ ساری باتیں سکھائے گی ناں تو ایک ایک کو معلوم ہوجائے گا چل میں یہاں بھی تیری سہائتا کیے دیتا ہوں اسے سات دن کے لیے میرے پاس چھوڑ جا' سب کچھ سکھا کر بھیج دوں گا۔"

"یہ تو آپ کی بڑی کرپا ہوگی مہاراج' ویسے آپ سچ کہتے ہیں اول تو میں اسے سکھاؤں گی ہی کیا اور پھر یہ کہ دیکھنے والے بہت سی باتیں دیکھ لیں گے اور طرح طرح کی کہانیاں گھڑنے لگیں گے' مہاراج آپ میرا یہ کام کردیں جیون بھر آپ کے چرن دھودھو کر پیوں گی۔"

"اری پگلی' ہمیں بھی تو تجھ سے بہت سے کام لینے ہیں بلاوجہ تو تجھے رانی نہیں بنادیا ہے ہم نے۔"

"آپ کے ہر حکم کا پالن کروں گی مہاراج' میرا جیون اور ہے کس لیے؟"

"تو بس ٹھیک ہے' یہی کہنے کے لیے ہم نے تجھے بلایا تھا' یہی پوچھنا چاہتے تھے' تیرا کھونٹا مضبوط ہوجائے تو پھر ہم اپنا کام شروع کریں۔"

"اور کوئی حکم میرے لیے مہاراج؟"

"کوئی چنتا نہ کرنا' سات دن کے بعد تیرا یہ پریمی تجھے واپس مل جائے گا' بس اب تو جاسکتی ہے۔"

نندا کشی نے میری طرف دیکھا اور بولی۔

"تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے بیاس؟"

"نہیں۔" میں نے مدھم لہجے میں کہا۔ میری نگاہیں سنت گیانیشور کا جائزہ لے رہی تھیں۔ میرا نام سن کر یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسم کو ایک بار پھر جھٹکا لگا ہو لیکن بہت تیز آدمی تھا' اپنی کسی کیفیت کو چھپالینا جانتا تھا۔ نندا کشی نے کہا۔

"تو پھر میں ابھی واپس چلی جاتی ہوں مہاراج۔"

"ہاں ابھی' نئی نئی رانی بنی ہے' راجدھانی سے دور رہنا مناسب نہیں ہے' سو برے ہیں اور سو اچھے۔ ہر ایک پر نظر رکھنا' میں خود اسے تیرے پاس پہنچادوں گا۔"

"ٹھیک ہے اچھا تو پھر میں چلتی ہوں مہاراج' چلتی ہوں بیاس۔" اور اس کے بعد وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر مہاراج کو پرنام کرکے الٹے قدموں واپس لوٹ گئی۔ میں خاموش وہیں کھڑا ہوا تھا۔ سنت گیانیشور' نندا کشی کو جاتے ہوئے دیکھتے رہے پھر انہوں نے مسکرا کر میری جانب دیکھا اور بولے۔

"بیاس ہے تیرا نام؟"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"تو بھی نندا کشی سے اتنا ہی پریم کرتا ہے جتنا وہ تجھ سے کرتی ہے۔"

"میں نہیں جانتا مہاراج۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ میں نہیں جانتا کہ نندا کشی مجھ سے کتنا پریم کرتی ہے اور میں اس سے کتنا۔"

"ٹھیک ہے' جان جائے گا ارے سب کچھ جان جائے گا۔ آ ہمارے ساتھ آ' ہم تجھے کرم بھنڈار لے چلیں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا' سنت گیانیشور مہاراج آگے بڑھے اور انہوں نے مندر کا وہ بیرونی دروازہ اندر سے بند کردیا جس سے گزر کر میں اور نندا کشی اندر آئے تھے' دروازہ بند کرنے کے بعد وہ واپس پلٹے اور مندر کے آخری حصے میں بنے ہوئے اس سوراخ نما دروازے کی جانب چل پڑے جس کی دوسری سمت اندھیرا نظر آرہا تھا۔ وہاں پہنچ کر وہ رکے اور پھر میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولے۔

"آجا میرے ساتھ' اس اندھیرے سے ڈرنے کی

ضرورت نہیں ہے۔"

میں کچھ کہے بغیر آگے بڑھا اور اس غار کی سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگا' بے شک اندھیرا تھا لیکن سنت گیانیشور مہاراج یہ نہیں جانتے تھے کہ میری آنکھیں اندھیرے میں بھی دن کی روشنی کی طرح دیکھ سکتی ہیں۔ میں سیڑھیوں سے نیچے اترتا رہا' دونوں طرف سنگی چٹانوں کی دیواریں تھیں جن سے یہ اندازہ ہوگیا کہ یہ پہاڑی غار ہے اور سیڑھیاں اسی غار میں نیچے کی سمت جارہی ہیں۔ میرے پیچھے پیچھے گیانیشور مہاراج بھی چلے آرہے تھے۔

سیڑھیاں جیسے پاتال کی گہرائیوں میں اتر رہی ہوں' جگہ جگہ ان میں موڑ آرہے تھے اور میں ان چٹانوں کو دیکھتا ہوا مسلسل نیچے اتر رہا تھا پھر بہت دیر کے بعد ان سیڑھیوں کا اختتام ہوا' ایک وسیع و عریض پہاڑی غار زمین کی گہرائیوں میں پھیلا ہوا تھا اور اس کی تراش غیرقدرتی نہیں تھی۔ غار میں چند قدم آگے بڑھ کر میں رک گیا' گیانیشور مہاراج میرے قریب ہی پہنچ گئے تھے' کہنے لگے۔

"تھکا تو نہیں؟"

"نہیں مہاراج۔"

"سیڑھیاں تو تو ایسے اتر رہا تھا جیسے تیری آنکھیں آرام سے سب کچھ دیکھ رہی ہوں۔ چل چھوڑ ان باتوں میں کیا رکھا ہے' آ میرے ساتھ آگے بڑھ' تجھ سے کچھ باتیں کرنا ہیں۔"

غار میں تھوڑی سی دور جاکر کچھ پتھر نظر آئے جو اس طرز کے بنے ہوئے تھے کہ ان پر آرام سے بیٹھا جاسکتا تھا۔ گیانیشور مہاراج نے مجھے ایک پتھر پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود میرے سامنے بیٹھ گئے پھر بولے۔

"منداکشی بہت اچھی عورت ہے۔ اس کا کام جو کچھ ہے وہ جانے ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن اتنا ہم جانتے ہیں کہ وہ ہمارے کام کی عورت ہے مگر تو یہ بتا کہ تو یہاں کیسے پہنچ گیا اور منداکشی اس طرح تجھ سے کیسے پریم کرنے لگی۔" میں نے نگاہیں اٹھا کر سنت گیانیشور کو دیکھا اور پھر کہا۔

"مہاراج یہ من کی باتیں ہیں' من ہی میں رہنے دیں۔"

"ارے باؤلے' ہم سے کس کے من کی بات چھپی رہ سکتی ہے' تو نہیں بتائے گا تیری زبان بولے گی' تیرا شریر بولے گا ہم سب کچھ معلوم کرلیا کرتے ہیں مگر یہ سب تیرے ہی فائدے کی باتیں ہیں' ہمیں اپنے بارے میں سب کچھ بتادے فائدے میں رہے گا کیا سمجھا؟"

"میں نفع یا نقصان کے چکر میں نہیں رہتا مہاراج' آپ اپنی بات کہیں۔"

"سوچ لے۔" سنت گیانیشور نے کہا۔

"ہاں سوچ لیا ہم نے۔"

"بیاس ہے تیرا نام؟"

"ہاں مہاراج۔"

"آ پھر تجھے کرم بھنڈار کے چمتکار دکھائیں۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا' پہلے اس نے سوچا ہوگا کہ میں اس کے ساتھ تعاون کروں گا اور اس کی شخصیت سے مرعوب ہوجاؤں گا لیکن میری فطرت میں کسی سے مرعوب ہونا لکھا ہی نہیں تھا' یہ سنت گیانیشور مہاراج بھلا کیا حیثیت رکھتے تھے۔

ہم وہاں سے غار کے ایک اور حصے کی جانب بڑھے اور پھر ایک جگہ پہنچ کر رک گئے' یہاں بھی ایک سوراخ نظر آرہا تھا' سنت گیانیشور نے مجھے اس سوراخ میں چلنے کا اشارہ کیا۔ سوراخ کے دوسری طرف مدھم مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی لیکن تاریکی یا اجالے میرے لیے بے معنی تھے' میں اس دوسرے چھوٹے غار میں داخل ہوگیا۔ یہاں سیاہ رنگ کا ایک مجسمہ نظر آرہا تھا' ایک ہیبت ناک مجسمہ جو کسی سادھو کا نظر آرہا تھا اور یہ سادھو آسن لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ مجسمہ پتھر کی ایک چٹان سے تراشا گیا تھا لیکن کسی ماہر سنگتراش نے اسے بالکل اصل حیثیت دے دی تھی۔ میں اس پتھر کے مجسمے کو بغور دیکھتا رہا' یہاں آنے کے بعد سنت گیانیشور کی کیفیت کچھ بدل گئی تھی' وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور گھٹنوں کے بل مجسمے کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر گردن خم کی اور اس کے بعد چند لمحات اسی طرح خاموش بیٹھا رہا۔ میں سنگی مجسمے کو بغور

دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"مہاراج' بیاس آیا ہے اور آپ نے ہمیں اس کے بارے میں بتایا تھا۔" وہ میری طرف مڑا اور پھر بولا۔ "بیاس ہے تو؟"

"ہاں ہاں ہوں۔"

"تو پھر بھشم کہاں ہے؟" اس نے سوال کیا اور میں چونک پڑا' یہ دوسرا نام جو اس نے جو لیا تھا' اس کا لینا میرے لیے تعجب خیز تھا۔ اچانک ہی میرے ذہن میں روشنی سی ہونے لگی اور میں نے بغور اسے اور پھر مجسمے کو دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔

"کون بھشم؟"

"چل بھشم کے بارے میں نہیں بتا سکتا تو اتنا ہی بتا دے کہ چندر بھان کہاں ہے؟"

"کون چندر بھان؟"

"جو اپنے آپ کو اشیش بھگونت کہلاتا ہے۔"

"نجانے آپ کہاں کی الٹی سیدھی ہانک رہے ہیں' سنت گیانیشور مہاراج۔"

"ارے باؤلے' پاگل تو نہیں ہیں ہم دیکھ بھال کر ہی تجھے کرم بھنڈار میں لائے ہیں۔ تجھے کیا معلوم کہ کرم بھنڈار کون پہنچتے ہیں' مہاراج اب آپ اسے سنبھالیں ہم نے وہ کام کر دیا جو آپ نے ہمارے ذمے کیا تھا۔" سنت گیانیشور نے مجسمے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اور دفعتہ ہی میں نے مجسمے کے پاؤں سکڑتے ہوئے محسوس کیے' وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ایک قوی ہیکل سادھو جو اس سے پہلے سنگی مجسمے کی شکل میں تھا لیکن اب وہ اچھی خاصی شکل و صورت میں نظر آ رہا تھا' اس نے کہا۔

"بیاس' بھشم کہاں ہے' چندر بھان کہاں ہے؟"

"تم دونوں ہی مجھے پاگل معلوم ہوتے ہو اور یہ تم نے کیا ناٹک رچایا ہوا تھا' تم تو اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسے پتھر کے بنے ہوئے ہو۔"

سنت گیانیشور ہنس پڑا پھر بولا۔ "پاپی تیرا جیون یہیں آکر ختم ہونے کو تھا۔ تو بیاس ہو یا کچھ اور اگر تو سمجھتا ہے کہ مہاراج ملودھا کو کچھ معلوم نہیں ہے تو یہ تیری بھول ہے' تیرے بھگونت نے تجھے بتایا ہو گا کہ کرم چندر وردھانی اور کرپان سنگھ ملودھا دونوں کے دونوں اس سنسار میں موجود ہیں پھر وہ پاپی کہاں چھپ گیا ہے اس کی خبر تو ہی ہمیں دے گا' بیاس اگر تو سمجھتا ہے کہ چندر بھان نے اپنے آپ کو دھرتی کی پیٹھ میں چھپا کر ملودھا اور وردھانی کو دھوکا دے دیا ہے تو یہ تیری بھول ہے' ہم تو انتظار کر رہے تھے اور منتظر تھے اس بات کے کہ چندر بھان سامنے آئے تو ہمارے کھیل کا آغاز ہو۔"

"میں ایک بار پھر تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ تم لوگ پاگل ہو' نجانے کہاں کہاں کی بکواس کر رہے ہو' میں نہ کرم چند وردھانی کو جانتا ہوں اور نہ کرپان سنگھ ملودھا کو۔" جواب میں دونوں ہنسنے لگے پھر پتھر کے مجسمے نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر بھی ٹھیک ہے ہم تیرا جیون ختم کر کے تجھے آزمالیں گے' ویسے بھی اگر اس آزمائش میں ایک جیون چلا جائے تو سودا مہنگا نہیں ہے۔"

"ارے ارے ارے' پاگل ہوئے ہو تم' بھلا میرا جیون لے کر تمہیں کیا ملے گا؟"

"جو ملے گا وہ تو نہیں جانتا' ہم ہی جانتے ہیں۔ گیانیشور اسے بھسم کر دو' جلا کر راکھ کر دو اسے' ہم کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتے۔" پتھریلے مجسمے نے کہا اور سنت گیانیشور پیچھے ہٹ گیا' میں نے اس سے کہا۔

"دیکھو گیانیشور تمہاری نداکشی تمہیں میرے پاس اس لیے چھوڑ گئی ہے کہ تم مجھے راج نیتی سکھاؤ۔ اگر تم نے مجھے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں بھی مٹی کا ڈھیر نہیں ہوں تم سے مقابلہ بھی کروں گا اور تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کروں گا مگر اس کے بعد جو کچھ ہو گا اس کے ذمے دار تم خود ہو گے۔"

سنت گیانیشور نے کچھ نہ کہا بلکہ وہ میرے گرد چکر لگانے لگا میں خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا' اس کے بعد اس نے جب اپنے تین چکر پورے کر لیے تو پیچھے ہٹ گیا اور پھر اچانک اس نے اپنے ہاتھ بلند کر کے زمین کی جانب جھٹکے اور جو دائرہ اس نے بنایا تھا اس سے اچانک آگ ابل پڑی' آگ کی سرخ زبانیں بڑی شدید تھیں اور میں بری طرح آگ میں گھر گیا تھا لیکن اشیش

بھگونت نے مجھے اس اگنی کا گیان دیا تھا' یہ اگنی میرے شریر کو نہیں جھلسا سکتی تھی' شعلوں نے مجھے اپنی آغوش میں لپیٹ لیا اور میرے جسم کے گرد رقص کرنے لگے میں ان کے بیچ کھڑا رہا مجھے ان دونوں کے قہقہے سنائی دیے اور وہ دونوں اس بات کے منتظر تھے کہ میرا بدن جھلس کر خاک ہو جائے۔ شعلے سلگتے رہے میں خاموشی سے ان کے درمیان کھڑا رہا میں نے ان سے نکل کر بھاگنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی لیکن میرے جسم کو بس مدھم مدھم تپش محسوس ہوتی رہی تھی اور یہ تپش ناخوشگوار نہیں تھی' یہاں تک کہ خاصا وقت گزر گیا اور اس کے بعد پھر جب شعلے زمین پر بیٹھ گئے تو میں نے خونی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا وہ دونوں شاید اس بات کے منتظر تھے کہ شعلوں سے کوئلے کا مجسمہ برآمد ہوگا لیکن جب انہوں نے مجھے اس طرح کھڑے دیکھا تو ان کے چہرے اتر گئے۔ سنت گیانیشور نے کہا۔

"مہاراج ملودھا' یہ تو جیتا ہے۔"

"بھاگ' گیانیشور بھاگ' یہ تو مجھے چندر بھان ہی لگتا ہے۔"

مگر میں نے انہیں بھاگنے کا موقع نہیں دیا' میں نے ایک لمبی چھلانگ لگائی' پتھریلا مجسمہ جسے ملودھا کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا وہ تو برق رفتاری سے آگے نکل گیا لیکن سنت گیانیشور میرے ہاتھوں کی گرفت میں آ گیا تھا' میں نے اسے بری طرح بھینچ لیا' اس نے دو تین قلابازیاں کھائیں لیکن بھلا میری گرفت سے نکلنا کوئی معمولی کام نہیں تھا' میں نے اسے اٹھا اٹھا کر پتھریلے فرش پر پٹخنیاں دیں اور ایک بار پھر میں نے اسے اٹھا لیا لیکن اچانک ہی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم پتلا ہوتا جا رہا ہو' سفید سفید رنگ کا دھواں اس کے بدن سے خارج ہو رہا تھا پھر وہ میرے ہاتھوں کی گرفت سے نکل گیا' اب اس کا بدن کوئی ٹھوس حیثیت نہیں رکھتا تھا بلکہ وہ دھوئیں کی شکل میں تبدیل ہو چکا تھا' خدوخال بھی وہی تھے' نقوش بھی وہی' لیکن اب سنت گیانیشور دھوئیں کے مجسمے کی صورت میں اِدھر سے اُدھر بھاگ رہا تھا اور میری یہ کوشش تھی کہ میں اسے اپنی گرفت میں لے لوں لیکن دھواں کہیں گرفت میں آتا ہے' میرے ہاتھ اسے جکڑتے لیکن آپس میں ایک دوسرے سے مل جاتے' وہ میرے ہاتھ نہیں آ رہا تھا' البتہ میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ بھاگ جانے کی فکر میں ہے' میں اس کا تعاقب کرتا ہوا غار در غار بہت دور تک نکل آیا اور پھر اچانک میں نے ایک چھوٹا سا سوراخ دیکھا' سنت گیانیشور دھوئیں کی شکل میں پتلا ہو کر اس سوراخ میں داخل ہوا اور باہر نکل گیا لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اچانک ہی خوفناک زلزلہ آ رہا ہو' میرے پیروں کے نیچے زمین ہلنے لگی تھی اور پھر ایک بہت بڑی چٹان اوپر سے ٹوٹ کر میرے سر پر گری' وزن بے پناہ تھا' میں اس کے نیچے دب گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی خوفناک زلزلے نے چھوٹے چھوٹے پتھروں کے انبار لگا دیے تھے' فضا میں شدید سنسناہٹ ہو رہی تھی اور پہاڑ ٹوٹ ٹوٹ کر میرے اوپر گر رہے تھے۔ میں پاتال کی گہرائیوں میں ان چٹانوں کے بیچ دفن ہو گیا تھا' بہت دیر تک یہ گڑگڑاہٹ جاری رہی اور پتھر میرے شریر پر گرتے رہے' وہ چٹان بدستور میرے اوپر پڑی ہوئی تھی جو بہت بڑی تھی اور جس کے نیچے آ کر کسی کے بدن کو پارہ پارہ ہو جانا چاہیے تھا' ایسا تو نہیں ہوا تھا لیکن مجھے شدید وزن محسوس ہو رہا تھا پھر خاموشی چھا گئی۔ سنت گیانیشور نے جس کے بارے میں اب مجھے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کرپان سنگھ ملودھا ہی کا ساتھی تھا' اپنی دانست میں مجھے پتھروں میں دبا کر مار ڈالا تھا لیکن یہاں بھی گرد کا وردھان میرے ساتھ موجود تھا' میں نے اشیش بھگونت کو آواز دی لیکن جواب میں مجھے کوئی آواز سنائی نہ پڑی تو میں نے پھر کہا۔

"میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں گرو جی' کیا تم ان دونوں سے ڈر کر بھاگ گئے۔"

لیکن جواب میں خاموشی ہی رہی' میرے ذہن پر جھلاہٹ طاری ہونے لگی' یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی' میں نے چندر بھان کے لیے یہ سب کچھ کیا ہے اور چندر بھان میری آواز کا جواب ہی نہیں دیتا کم از کم اس موقع پر تو اسے میرا ساتھ دینا چاہیے۔ اس غصے نے میرے اندر ایک عجیب سی کیفیت بیدار کر دی پھر میں

نے اپنے دونوں ہاتھ ٹٹول کر زمین پر ٹکائے اور اپنے بدن کو اوپر اٹھانے لگا' میں نے محسوس کیا کہ جو وزن مجھے اپنے اوپر محسوس ہو رہا تھا وہ آہستہ آہستہ کھسکنے لگا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد میں اس چٹان کے نیچے سے نکل آیا لیکن دوسرے پتھر پھسل کر میرے گرد حصار بنانے میں کامیاب ہو گئے تھے' میرے اندر اب ایک جھلاہٹ سی موجود تھی اور میں ان پتھروں سے نکل جانے کی فکر میں تھا۔ آہستہ آہستہ پتھروں کو ہٹاتا ہوا میں اپنے آپ کو بلند کرتا رہا' یہاں تک کہ سانس لینے کے لیے کھلی فضا میسر ہو گئی' پتھروں کی گہری قبر سے میں باہر نکل آیا تھا' اس میں مجھے نجانے کتنا وقت لگا لیکن ذہن کے گوشوں میں خیالات کی ایک لہر بھی دوڑ گئی تھی' مجھے وہ لمحات یاد آ رہے تھے جب میں تلنگانہ کے جنگلات میں گہری کھائی میں گر پڑا تھا اور اوپر پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا' خیالات کی یہ لہر ایک لمحے میں آ کر گزر گئی' اب میں کھلی فضا میں کھڑا سانس لے رہا تھا۔

میرے اطراف میں پہاڑی جنگل بکھرا ہوا تھا جس کے درمیان اونچے نیچے ٹیلوں کی بہتات تھی۔ میں اوپر آ کر اپنا بدن جھاڑنے لگا' یہ میری اپنی قوت تھی یا پھر شاید وہ قوت جو چندر بھان نے مجھے دی تھی' اوپر آ کر میں نے پھر چندر بھان کو کئی بار پکارا لیکن چندر بھان کا کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ میں نے ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کہا۔

"واہ گرو جی! یہ خوب ہے' میں جو کچھ کر رہا ہوں تمہارے لیے کر رہا ہوں اور تم میری آواز کا جواب بھی نہیں دیتے یہ تو نہ محبت ہوئی اور نہ سمجھوتا بلکہ یہ خود غرضی ہو گئی ایک طرح کی کہ جب تم اپنے دشمنوں کے سامنے آئے تو تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔"

دل پر بددلی سی طاری ہو گئی' ایک بیزاری کا سا احساس ابھرا' اب تک جو کچھ کرتا رہا تھا' مجھے اس کا کوئی صلہ نہیں ملا تھا بس ایک انسان کے اشاروں پر ہی ناچ رہا تھا اب تک' اپنی عقل سے کوئی کام نہیں لیا تھا' بے شک چندر بھان میرا گرو تھا لیکن اس نے میری زندگی محدود کر دی تھی اور اب اس وقت یہ احساس کچھ زیادہ ہی ہو رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد میں وہاں سے آگے چل پڑا اور بہت دور تک یونہی بے سوچے سمجھے چلتا رہا۔ مجھے یہ اندازہ تو ہو گیا تھا کہ گیانیشور مندر کا اب کوئی نام و نشان نہیں ہو گا۔ بیجا نگر بھی چھوٹ گیا تھا اور نند اکشی بھی' نیر کسی کی ذات میرے لیے اتنی اہمیت کی حامل نہیں تھی کہ اسے یاد کر کے اداس ہو جاتا۔ یادوں کا تصور تو میرے ذہن سے ختم ہی ہو گیا تھا۔ بہت دور تک اسی طرح چلتا رہا پھر اس وقت چونکا' جب پیپل کے ایک بڑے درخت کے نیچے بنے ہوئے قدرتی چبوترے پر میں نے سنت گیانیشور اور کرپان سنگھ ملودھا کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ دونوں سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے' ایک لمحے تک تو میں سوچتا رہا پھر نجانے من میں کیا سمائی کہ دبے قدموں چلتا ہوا ان کے پیچھے پہنچ گیا۔ ان کی باتیں سننا چاہتا تھا' سنت گیانیشور کہہ رہا تھا۔

"ہم مہاراج بھوج بھنڈاری کی سیوا میں حاضری دیں گے اور انہیں ساری باتیں بتائیں گے یہ پہلا موقع ہے کہ کوئی ہمارے سامنے آیا۔ اگر بیاس ختم ہو گیا ہے تو اب بھشم رہ گیا۔ انہی دونوں کے سہارے پاپی چندر بھان اپنے شیطانی کھیل کھیل سکتا ہے' اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس نے پاتال سے نکل کر اب اپنا کام شروع کیا ہے۔"

"تو ٹھیک کہتا ہے گیانیشور مگر کوئی صحیح خبر تو ملے۔"

"اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہم پہاڑوں کے پتھر ہٹا کر اس کا کچلا ہوا شریر باہر نکالیں۔"

"تو پھر کیا کیا جائے؟"

"میرا خیال ہے تم دونوں کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی تمہارے پاس آ گیا ہوں۔" میں نے ان کے سامنے پہنچ کر کہا اور وہ دونوں مجھے دیکھ کر سخت خوفزدہ ہو گئے۔ پہلے انہوں نے مجھے دیکھا۔ اس کے بعد ایک دوسرے کو پھر ملودھا کے منہ سے نکلا۔

"تو بیاس ہے کہ بھشم۔ بیاس میں تو یہ شکتی نہیں تھی کہ وہ پہاڑوں کے نیچے سے نکل آئے' یہ تو بھشم شکتی تھی مگر تو اپنا نام بیاس بتاتا ہے۔"

"میں بیاس ہوں یا بھشم لیکن ایک بات جانتا ہوں تم دونوں کی موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہوئی ہے۔ تم دونوں نے مجھے ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں تمہارا انت کیے بغیر سانس نہ لوں گا۔" یہ کہہ کر

میں نے ان دونوں پر چھلانگ لگا دی لیکن نتیجہ کچھ نہیں نکلا تھا وہ بس دھوئیں کے انسان تھے میں ان کے بیچ سے گزرتا چلا گیا اور میں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کے لیے زمین کا سہارا لیا' وہ دونوں کھڑے ہو گئے تھے۔ میں نے پھر ان پر چھلانگ لگائی اور انہوں نے دوڑنا شروع کردیا۔ میں انہیں پکڑنے میں ناکام رہا تھا وہ تھوڑے سے آگے بڑھے اور اس کے بعد ان کے جسم دھوئیں ہی کی شکل میں فضا میں تحلیل ہو گئے اور کچھ دیر کے بعد وہ میری نگاہوں سے دوبارہ اوجھل ہو گئے۔ مجھے سخت غصہ آرہا تھا پھر میں نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گرودیو' اشیش بھگونت' چندر بھان مہاراج! کیا اب بھی تم میرے سامنے نہیں آؤ گے' تم نے میرے شریر سے تو فرار حاصل کر ہی لیا ہے اور اگر اب بھی تم میرے سامنے نہ آئے تو مجھے بڑی پریشانی ہو جائے گی۔" پھر میں نے چندر بھان کو اپنے سامنے دیکھا۔ چاروں طرف دیکھتا ہوا میری جانب بڑھ رہا تھا' اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے' جیسے وہ خوفزدہ ہو۔ اسے دیکھ کر میں نے گہری سانس لی اور بولا۔

"سب کچھ دیکھ لیا ہو گا تم نے اپنی آنکھوں سے۔"

"ہاں رے اور جس کھیل کا مجھے انتظار تھا وہ شروع ہو گیا۔"

"تمہیں کس کھیل کا انتظار تھا گرو مہاراج' مگر میں اس کھیل کے بارے میں بالکل نہیں جانتا۔ اگر اور کچھ نہیں کر سکتے تو میرے شریر میں ہی بسیرا کرو۔ کم از کم مجھے پتا تو چلتا رہے۔"

"نہ رے نہ۔ میں نے جو محنت کر کے تیرا شریر بنایا ہے تو کیا یہ کم ہے۔ ان میں سے کوئی تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ان کی اپنی شکتی ہے اور میری اپنی شکتی۔"

"مگر تم یہ تو بتاؤ اشیش بھگونت کہ وہ میرے سامنے آکر اس طرح میرے ہاتھوں سے نکل جائیں تو ان کا پیچھا کرنے سے کیا فائدہ۔"

"ارے باؤلے باقی کام تو میرا ہے نا۔ تجھے بھشم کی طاقت دی اور دیکھ لے نہ اگنی تجھے بھسم کر سکی اور نہ پہاڑ کے پتھر تجھے کچل سکے۔ بھشم اور بیاس کو ایک جگہ کردیا میں نے' وہ سسرے تو سنسار میں نجانے کیا ہو گئے۔ لگتا ہے مجھے چھوڑ ہی بھاگے اس سنسار سے وفاداری کی کوئی امید نہیں ہے بیاس۔ وہ دونوں اگر چھپ گئے ہیں تو میں انہیں تلاش نہیں کر سکتا کیونکہ وہ بھی دیوتا ہیں مگر دیکھ میں نے تجھے شکتی دی ہے۔ عقل کی طاقت دی ہے میں نے تجھے اور بدن کی طاقت دی ہے۔ تو ان لوگوں کے سامنے آتا رہے گا اور ایک سمے ایسا آئے گا کہ میں ان پر قابو پالوں گا۔ اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ گیانیشور اور وہ دوسرا جو بھاگ گیا' بہت زیادہ کام کے لوگ ہیں تو یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دے۔ دوسرا بھی کرپان سنگھ ملودھا نہیں تھا بلکہ اس کا بیر تھا۔"

"بیر......" میں نے حیرت سے کہا۔

"ہاں' بیر تھے دونوں کے دونوں سسرے۔ جب ہی تو دھواں بن کر نکل گئے۔ خیر اب انہیں بھی پتا چل گیا ہے کہ میں پاتال سے نکل کر آگیا ہوں اب ہوں گے ہمارے دو دو ہاتھ۔"

"دیکھ گروجی' میرے لیے ذرا مشکل ہو گئی ہے میں کچھ اور چاہتا ہوں۔"

"کیا......" اس نے نظریں اٹھا کر مجھے دیکھا۔

"اس طرح تو سارے کھیل الٹے ہوتے رہیں گے' مجھے گیان شکتی چاہیے' ایسی شکتی کہ میں اس دھوئیں کو بوتل میں بند کر سکوں۔ وہ بار بار میرے سامنے آئیں گے اور میرے ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔ تم اپنا کھیل کھیلتے رہو گے۔ میرا کھیل کیا ہے؟"

اس نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"بیاس کی عقل تو مل گئی ہے تجھے لیکن اس عقل کو اپنے گرو ہی کے خلاف استعمال کرنے لگا تو......؟"

"میں سمجھا نہیں اشیش بھگونت۔"

"دیکھ باؤلے' میں نے تجھے امر شکتی دے دی ہے کیا وہ کم ہے' میں نے تجھے شریر شکتی دی ہے اور میں نے تجھے عقل کی طاقت بھی دے دی ہے۔ یہ تین

طاقتیں کافی ہیں تیرے لیے۔ گیان کی شکتی میرے ہی پاس رہنے دے۔ وہ جو کہتے ہیں نا بلی شیر کو سب کچھ سکھاتی ہے درخت پر چڑھنا نہیں سکھاتی‘ تو یہ شکتی میرے پاس ہی رہنے دے ورنہ ہو سکتا ہے سنسار میں ایک اور ایسی کہانی کا اضافہ ہو جائے کہ چیلے نے گرو ہی کو چت کردیا۔ میں پاگل نہیں ہوں جو کچھ تجھے دیا وہ تیرا‘ جو میرے پاس وہ میرے پاس رہنے دے۔ میرے اشاروں پر کام کرتا رہ‘ تیرا کچھ نہیں بگڑے گا اور میں انہیں کھا جاؤں گا......... کیا سمجھا؟“

”بات میرے دل سے اتر نہیں رہی گرو جی۔ میں خود بھی اتنی طاقت چاہتا ہوں کہ اچھے برے کو تو پہچان سکوں‘ مشکل کے وقت تم میرے پاس نہیں ہوتے اور میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ آگے مجھے کیا کرنا چاہیے۔“

”تو جو کچھ کرتا ہے بیاس کی عقل سے کرتا ہے‘ بس اس سے زیادہ تیرے لیے اور کچھ جاننا ضروری نہیں ہے۔ گیان شکتی میرے ہی پاس رہنے دے۔ جادو سیکھنا چاہتا ہے تو؟“

”میں بس اتنا چاہتا ہوں مہاراج کہ اپنے دشمنوں کو پہچان کر ان پر قابو پالوں۔ وہ دھواں کیسے مٹھی میں بند کیا جاسکتا ہے‘ مجھے بس اتنا بتادو۔“

”نہیں۔ پاگل نہیں۔ یہ میں تجھے کبھی نہیں بتاؤں گا تجھے جتنا دیا ہے وہ تیرے لیے کافی ہے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا۔ کہیں تو تیرا ہاتھ نہیں روکا میں نے۔ سُندر سُندر ناریوں کے ساتھ جیون بِتا۔ منش کی سنسار میں اور کیا اچھا ہوتی ہے۔ اگر نندا کشی کے ساتھ رہ جاتا تو بیجانگر کا راجا بن جاتا جو کچھ تجھے ملے لیے جا۔ جہاں مجھے روکنا ہوگا روک دوں گا تجھے‘ سنسار باسی انہی چیزوں پر تو مرتے ہیں۔ میں نے تجھے کیا نہیں دیا۔ امر شکتی دے دی۔ جیتا رہے گا جی جی کر تھک جائے گا۔ لوگ تو نجانے جینے کے لیے کیا کیا جتن کرتے ہیں۔ تعویذ گنڈے‘ جادو منتر مگر تیرے پاس سب کچھ موجود ہے‘ میرا تو بس ایک چھوٹا سا ہی کام ہے۔ وہ دونوں اب تجھ سے واقف ہوگئے ہیں ان کے یہ بیر جا کر انہیں بتادیں گے کہ لہرا کھنڈ مہاراج کا لگایا ہوا پودا جڑ پکڑ چکا ہے‘ پربھان کھنڈ ایک بار پھر سنسار میں آگیا ہے اور ان کی جان پر بن جائے گی پھر ایک سے ایسا ضرور آجائے گا کہ تو ان پر قابو پالے گا اور اس کے بعد مجھے اور تجھے جو کچھ ملے گا وہ تو سوچ بھی نہیں سکتا۔ اپنے کام سے لگا رہ اور بار بار مجھے آواز نہ دے۔ بیاس کی کھوپڑی استعمال کر‘ ضرورت سے زیادہ کچھ نہ کر‘ جو ہو جائے سمجھ میری مرضی کے مطابق ہوا۔ وہ دونوں بھاگ گئے پکڑ کر کیا کرلیتا انہیں۔ کام میری مرضی کے مطابق ہی ہو رہا ہے بس تجھے بھی اس سے خوش رہنا ہے۔ اچھا اب میں چلتا ہوں اس سے آگے کی بات مت کرنا۔ ہر شکتی مان ہوشیار ہوتا ہے‘ تجھے بھی سب کچھ ہوشیاری سے ہی کرنا ہے۔“ یہ کہہ کر وہ میری نظروں سے غائب ہوگیا اور میں خاموش بیٹھا سوچتا رہ گیا۔ یہ تو اچھی بات نہ ہوئی تھی میرے خیال میں‘ میں نے اتنا لمبا جیون گرو پر بھروسا کرکے بتادیا تھا۔ اس کی مرضی کا ہر کام کیا تھا لیکن گرو مہاراج مجھے گیان شکتی دینے کو تیار نہ تھے تاکہ میں ان کا آلۂ کار بنا رہوں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا جو کچھ مجھے میرے گرو نے دیا تھا میں اسی کے مطابق کام کرنا چاہتا تھا لیکن ایک ہلکا سا دکھ دل میں پیدا ہوا تھا۔ چندر بھان مجھ پر وہ اعتبار نہیں کرتا تھا جو اسے کرنا چاہیے تھا حالانکہ اس نے مجھے اپنی شخصیت کا عکس بنادیا تھا۔ میں اسی کے دماغ سے سوچتا تھا اسی کے بدن سے عمل کرتا تھا‘ اس نے مجھ پر احسان جتاتے ہوئے کہا تھا کہ مجھے اس نے وہ سب کچھ دے دیا ہے جو کسی انسان کی خواہش ہوسکتی ہے لیکن انسان کہاں رہنے دیا تھا اس نے مجھے‘ میں انسان تو نہیں تھا‘ میں تو خود اس کا بیر بن کر رہ گیا تھا جبکہ میں مافوق الفطرت ہستی کا مالک بھی نہیں تھا‘ یہ بات کچھ دل کو لگ نہیں رہی تھی‘ بہرطور گرو کا کہنا تھا اس سے آگے نہ کچھ سوچ سکتا تھا نہ کچھ کرسکتا تھا‘ بیزاری کے عالم میں بہت دیر وہاں بیٹھا رہا اور اس کے بعد اٹھ کر چل پڑا۔ نہ کوئی راستہ تھا‘ نہ کوئی منزل تھی جو پیچھے چھوڑ آیا تھا اب ادھر لوٹنے کو بھی جی نہیں چاہتا تھا‘ نندا کشی جائے بھاڑ میں جتنا وقت اس کے ساتھ گزارنا تھا گزار لیا‘ اب آگے کی سوچنا تھا‘ آگے دیکھنا تھا کیا کیا جاسکتا ہے۔ دن

اور رات مجھ پر سے گزرتے رہے' ایک پہاڑی سلسلے ہی میں سفر کر رہا تھا کہ کافی فاصلے پر ایک قافلہ جاتا ہوا نظر آیا' انسانوں کی قطار' بیل گاڑیاں دو چار گھوڑے' نجانے کون لوگ تھے اور کہاں سفر کر رہے تھے' مجھے وہ بنجارے یاد آ گئے جن کے ساتھ سنتھا تھی' ہو سکتا ہے یہ بھی بنجارے ہی ہوں لیکن انسان تھے اور فطری طور پر میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ انسان ہمیشہ انسانوں کا خواہشمند رہا ہے' تنہائی کی زندگی کتنی ہی خوشحال کیوں نہ ہو گزارنے کو جی نہیں چاہتا' چنانچہ میں اس قافلے کی جانب چل پڑا۔ کافی دور تک سفر کر کے اس تک پہنچنا پڑا تھا' قریب سے دیکھنے پر میرا اندازہ تقریباً درست ہی نکلا' بنجاروں ہی کا گروہ تھا اور یقیناً کہیں قیام کی تلاش میں جا رہا تھا۔ مجھے دیکھ لیا گیا اور چونکہ میں سامنے سے ان کے قریب پہنچا تھا اس لیے گھوڑوں پر سوار آدمیوں نے ہاتھ اٹھا کر اپنے قافلے کو رکنے کے لیے کہا اور قافلہ رک گیا' میں آہستہ آہستہ ان کے قریب پہنچ گیا تھا' گھوڑوں پر جو لوگ سوار تھے ان میں سے ایک ادھیڑ عمر کا آدمی تھا' دوسرا بوڑھا تھا' دو جوان تھے۔ یہ چاروں سب سے آگے نظر آ رہے تھے۔ باقی گھوڑے بھی تھے جنہیں میں نے پیچھے سے دیکھ لیا تھا لیکن وہ قافلے کے دائیں بائیں اور عقب میں تھے' وہ سب گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے' میں قریب پہنچا تو بوڑھے آدمی نے گھوڑے کی پشت چھوڑ دی اور میرے قریب پہنچ کر دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔

"کون ہو تم مہاراج؟"

"بیاس ہے میرا نام' بس یونہی ان جنگلوں میں بھٹکتا پھر رہا تھا' تمہارا قافلہ دیکھا تو یہاں پہنچ گیا۔"

"جنگلوں میں کیوں بھٹک رہے تھے مہاراج؟"

"بس آوارہ گردی کا شوق ہے' بہت دن سے کسی آبادی کی تلاش میں تھا۔ راستے نہیں مل رہے تھے تمہیں دیکھا تو تمہارے پاس آ گیا۔"

"کسی آبادی میں جانا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔"

"تو ٹھیک ہے ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ ہم بھی ایک آبادی ہی کی طرف جا رہے ہیں۔"

"میں تم لوگوں کے ساتھ پیدل چل لوں گا۔"

"نہیں' ہمیں بھی مہمانوں کا سواگت کرنا آتا ہے' دھرما مہمان کو گھوڑا دے' ابھی اور تو کوئی خاطر نہیں کی جا سکتی اس کی' ہاں جل پانی کی ضرورت ہو تو ہم رک ہی گئے ہیں مہاراج لے لو۔"

"نہیں' اگر گھوڑا دینا چاہتے ہو تو دے دو تاکہ تمہارے ساتھ چلنے میں آسانی ہو۔"

بوڑھا شخص ان لوگوں کا سردار معلوم ہوتا تھا' اس نے اشارہ کیا اور ایک گھڑسوار کو گھوڑے سے اتار کر اس کا گھوڑا میرے حوالے کر دیا گیا' چنانچہ میں اس گھوڑے پر سوار ہو گیا اور ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ قافلے نے دوبارہ سفر کا آغاز کر دیا تھا۔

راستے میں انسانوں کی وہ تمام رسمیں ادا ہوئیں جس میں ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کی جاتی ہے۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ مزاجاً میں سادھو منش ہوں اور یونہی جنگلوں اور آبادیوں میں بھٹکتا رہتا ہوں۔ بیاس میرا نام ہے' بوڑھا آدمی سوبھراج تھا' پرانا سردار' اس کا بیٹا مکھی رام ان دنوں اس قبیلے کا سردار تھا' قبیلہ ستائیس آدمیوں پر مشتمل تھا جن میں چالیس عورتیں تھیں باقی بچے اور مرد تھے' یہ لوگ پتھروں' سانپوں اور جڑی بوٹیوں کی تجارت کرتے تھے' جنگلوں میں بھٹکتے رہتے وہاں سے جڑی بوٹیاں اور دوائیں حاصل کرتے' سانپوں کا زہر بھی ان کے پاس ہوتا تھا جو ہزاروں دواؤں میں کام آتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہی اگر کہیں سے قیمتی پتھر بھی ہاتھ آ جاتے تو یہ ان کی خرید و فروخت بھی کرتے تھے۔ نگینے جنگلوں اور پہاڑوں میں مل جاتے ہیں' کہیں کہیں یہ ان کی تلاش کے لیے قیام بھی کر لیا کرتے ہیں' بس یہ ان کا کام تھا' بنجارے تو وہ بھی تھے جن میں سنتھا موجود تھی لیکن ان کا کام زیادہ دلچسپ تھا۔ مجھے بھی اس سے بڑی دلچسپی محسوس ہوئی' ویسے بھی مجھے اور کونسی مصروفیات تھیں' اگر کچھ وقت ان کے ساتھ ہی گزر جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا' بہرحال ہمارا یہ سفر جاری رہا۔

قیام کی پہلی رات آئی تو بنجاروں نے اپنی اپنی گاڑیاں روک دیں' گھوڑے کھول دیے گئے' جگہ جگہ

آگ جلالی گئی۔ کھانا تیار ہونے لگا اور میں نے بھی سوبھراج اور لکھی رام کے ساتھ موٹا جھوٹا تیار کیا ہوا کھانا کھایا۔ اس کے بعد نوجوان رقص و موسیقی کے شغل میں مصروف ہوگئے اور سوبھراج وغیرہ مجھ سے باتیں کرتے رہے، میں نے بھی کسی اور طرف توجہ نہیں دی تھی۔

پھر آدھی رات کے قریب سب آرام سے سوگئے، میں بھی ایک جگہ دراز ہوگیا تھا لیکن میرے ذہن میں ایک عجیب سی خلش بیدار ہوگئی تھی، مجھے یوں لگا تھا جیسے اتنے طویل عرصے کی رفاقت کے باوجود اشیش بھگونت نے مجھے وہ مقام نہ دیا ہو جو اسے مجھے دینا چاہیے تھا۔ اس نے اپنے اور میرے درمیان صرف چند الفاظ ادا کر کے فاصلہ پیدا کرلیا تھا، یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی، بیاس اور بھسم کی طاقت دے دی مجھے اس نے، پرگیان شکتی سے اس لیے محروم رکھا کہ کہیں میں اس سے سرکشی نہ کر بیٹھوں، میرے ذہن میں تو کہیں سرکشی کا تصور بھی نہیں تھا، اس نام سے اس نے مجھے روشناس کرایا تھا، اس تصور سے اس نے مجھے واقف کیا تھا کہ میں اس سے سرکشی بھی کر سکتا ہوں۔ بھلا میرے لیے اس نے اس دنیا میں کیا چھوڑا تھا کہ میں اس سے منحرف ہوتا لیکن یہ بات کچھ دل کو چبھ گئی تھی، میں سوچتا رہا فرض کرو کرپان سنگھ ملودھا اور کرم چند وردھانی کو اب یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ میں اس کے آلۂ کار کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں وہ میرے گرد جال بچھاتے ہیں تو میں اپنی زندگی تو بے شک بچا سکتا ہوں لیکن ان کے خلاف میں کچھ نہیں کرسکوں گا، میں تو صرف ایک پتھر کی طرح زندگی گزاروں گا جسے کوئی اٹھا کر اپنی جگہ سے دوسری جگہ رکھ دے، سو رکھ دے ورنہ وہ اپنی مرضی سے ہل نہیں سکے گا۔ ایک پتھر اور انسان میں تو فرق ہوتا ہے، مجھے وہ اعتماد ملنا چاہیے تھا لیکن اس نے مجھے یہ اعتماد نہیں دیا۔

دوسری صبح قبیلے والے جاگ گئے، تیاریاں کرنے لگے اور پھر ہلکے پھلکے ناشتے کے بعد سفر کا آغاز ہوگیا۔ میں ان لوگوں میں خوب گھل مل گیا تھا اور گزرنے والا دن بڑا ہی خوب صورت تھا، خاص طور سے اس وقت وہ کچھ اور حسین ہوگیا جب شام کو قافلہ ایک سرسبز و شاداب پہاڑی کے دامن میں ٹھہرا۔ یہاں ایک قدرتی جھیل بنی ہوئی تھی، خشک اور بے آب و گیاہ علاقوں سے گزر کر یہ سرسبز و شاداب خطہ بہت حسین محسوس ہوا تھا، تاحد نگاہ جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں، پھول، نامانوس پھل اور قدرتی بیلیں نگاہوں کو طراوت بخش رہی تھیں۔ سوبھراج یہاں پہنچ کر بہت خوش ہوا اس نے کہا۔

"لے بیاس ایک ایسی جگہ آگئی جہاں ہمیں زیادہ دن رکنا پڑے گا، یہی چیزیں تو خزانہ ہوتی ہیں ہمارے لیے، یہاں ہمیں ایسی جڑی بوٹیاں مل جائیں گی جن کا آبادیوں کے آس پاس نام و نشان بھی نہیں ہے۔ اگر ہم یہاں کچھ دن رک جائیں بیاس تو تجھے کوئی دیر تو نہیں ہوگی۔"

"نہیں مہاراج سب کچھ بتا چکا ہوں آپ کو اپنے بارے میں، میرا کہیں ایسا ٹھکانا نہیں ہے جہاں مجھے فوراً پہنچنے کی جلدی ہو۔ آپ اطمینان سے اپنا کام کیجئے، میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ کی مدد کروں۔"

"نا بھائی نا، تو، تو مہمان ہے ہمارا، تھوڑے دن رہے گا اور پھر اپنا راستہ لے گا، ان تھوڑے سے دنوں کے لیے تجھ سے کام کرا کے ہم اپنے قبیلے کے ریت رواج خراب نہیں کریں گے۔"

بہرحال جھیل کنارے ننھی منی سی بستی قائم ہوگئی۔

میں نے بنجارن عورتیں بھی دیکھی تھیں، محنت اور مشقت نے ان کے جسموں کو اتنا حسین تراش دیا تھا کہ کوئی ماہر ترین سنگ تراش بھی اس اعلیٰ تراش کا نمونہ نہیں پیش کرسکتا، مشقت اور دھوپ نے بے شک ان کے رنگ سنولا دیے تھے لیکن جو بانک پن ان رنگوں میں تھا وہ محلوں میں رہنے والی رانیوں میں نہیں تھا۔ انہی میں مجھے انجلی نظر آئی، بنجارن ہی تھی اور چہرے پر شوخیاں کھیلتی تھیں، ہونٹوں کی تراش، ناک کی بناوٹ، آنکھوں کا سحر مجھے سنیتا کی یاد دلاتا تھا لیکن سنیتا کے چہرے اور اس کے چہرے میں ایک نمایاں فرق یہ تھا کہ اس چہرے میں بڑا بھولپن تھا، معصوم اور سیدھی سادی نوخیز لڑکی تھی لیکن جب میرا اور اس کا سامنا ہوا تو وہ

اس طرح حیران ہو کر ٹھنک گئی جیسے کوئی انوکھی مخلوق دیکھ لی ہو اور پھر اس نے ایک ایسا جملہ کہا کہ مجھے ہنسی آ گئی، پہلے تو مجھے دیکھتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔

"بیر کھاؤ گے۔"

ایک ناقابل فہم سی بات تھی جس کی توقع کسی اجنبی سے نہیں کی جاسکتی تھی۔ میں سر کھجانے لگا تو اس نے اپنی اوڑھنی سے تھوڑے سے بیر نکالے، سرخ جھربیری کے بیر اپنی مٹھی میں میرے سامنے کرتی ہوئی بولی۔

"بڑے میٹھے ہیں مزہ آجائے گا، اس سے میں تمہیں پسی ہوئی مرچیں نہیں دے سکتی۔ اگر اچھے لگیں تو بعد میں اور دوں گی، میں نے بہت سے توڑ لیے تھے ایک جگہ سے، مرچوں کے ساتھ بڑے مزے کے لگتے ہیں۔"

ایک معصوم پیشکش تھی اور ایک ایسی دلکش لڑکی کے ہاتھ سے کہ ٹھکرائی نہیں جاسکتی تھی، میں نے اس کا یہ تحفہ قبول کرلیا اور آہستہ سے بولا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"انجلی۔" اس نے جواب دیا۔

"میرا نام بیاس ہے۔" وہ کھلکھلا کر ہنسی اور واپس مڑ گئی میں عقب سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا، اس نے پہلے سنتا، پھر سیتا اور اس کے بعد نندا کشی کی یاد دلادی، تب میرے تجربات میں ایک اور اضافہ ہوا انسان اپنے آپ سے کتنا ہی بے نیاز کیوں نہ ہو وہ کچھ بھی سوچ لے اپنے بارے میں لیکن اگر وہ انسان ہے تو زندگی کی ضروریات سے الگ نہیں ہو سکتا، اس کے اندر کی فطری دلکشی بھی باقی رہتی ہے فطری طلب بھی اور میں نے محسوس کیا کہ ایک غیر انسانی زندگی گزارنے کے باوجود میرے اندر وہ انسانی صفات موجود ہیں اور انہی میں حسن و دلکشی سے پسندیدگی بھی شامل ہے اور کسی حسین شخصیت کی قربت کا احساس بھی، سو انجلی مجھے بہت اچھی لگی تھی لیکن میں محتاط تھا، ہو سکتا ہے میری کوئی الٹی سیدھی حرکت بنجاروں کو مجھ سے برگشتہ کردے اور میں یہ نہیں چاہتا تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ کسی آبادی تک پہنچنا آسان ہوتا ورنہ میں کہاں ٹھوکریں کھاتا لیکن انجلی نے یہ نہ سوچا۔ بنجارے یہاں قیام کے بعد جڑی بوٹیوں کی تلاش میں مصروف ہو گئے تھے۔ میں صرف کام دیکھنے کی حد تک خود بھی من کے ساتھ تھا۔ سارا دن گزر گیا۔ شام کے سائے جھکنے لگے۔ میں بنجاروں کے خیموں سے بہت دور تھا اس طرف آس پاس کوئی موجود نہیں تھا۔ اچانک مجھے ایک حسین ہنسی سنائی دی اور میں چونک کر پلٹا۔ وہ انجلی تھی۔ بے وقوفوں کی طرح ہنس رہی تھی۔

"کیا بات ہے......؟" میں نے پوچھا اور وہ اور زور سے ہنسنے لگی۔ ہنستے ہنستے بے حال ہوتی جارہی تھی۔

"بات کیا ہے؟"

"مرچیں۔" اس نے کہا اور پھر ہنس پڑی۔

"کیسی مرچیں؟" میں نے کہا۔

"ایسی......" وہ بولی اور اس نے مٹھی بھر کے سامنے کھول دی۔ کاغذ کی پڑیا میں سرخ مرچیں نظر آرہی تھیں۔

"یہ کیا ہے؟"

"کہا نا مرچیں۔ صبح تو نے بیر کھائے تھے اب مرچیں کھالے ہائے کیا ہوگا تیرا۔"

"تو، تو مرچیں کھلائے گی مجھے۔"

"ایں۔" وہ ہنستے ہنستے خاموش ہوگئی پھر سنجیدہ ہو کر بولی۔ "کھلاؤں گی تھوڑی۔ وہ تو میں ہنسی میں کہہ رہی تھی۔ تو برا مان گیا بیاس۔"

"نہیں!" میں نے کہا اور اس کی آنکھوں میں عجیب سے جذبات ابھر آئے۔ وہ خاموشی سے واپس چلی گئی پھر انجلی نے مجھ پر قبضہ جمانا شروع کردیا۔ وہ میرے لیے کچھ نہ کچھ ضرورت مند تھی۔ آزادی سے میرے پاس بیٹھی رہتی تھی۔ حیران کن بات یہ تھی کہ کسی نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ بنجاروں کا کام بہت لمبا تھا۔ سوبھراج نے مجھے بتا بھی دیا تھا۔ ایک دن انجلی نے کہا۔

"بیاس۔ لگتا ہے مجھے تجھ سے پریم ہوگیا ہے۔"

میں نے چونک کر اسے دیکھا تو وہ دوبارہ بولی۔

"ہاں میں تیرے بارے میں ہی سوچتی رہتی ہوں۔ من

چاہتا ہے تیرے پاس سے نہ ہٹوں تو ہمیشہ میرے پاس رہے۔"

"سوبھراج مہاراج کو پتا چل گیا تو۔" میری طبیعت آمادہ تھی۔

"تو کہہ دینا مجھ سے بیاہ کرلے گا۔"

"تو پھر؟"

"ہمارے ہاں من پسند لڑکے سے بیاہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی منع نہیں کرتا۔" وہ مجھے اپنے قبیلے کی رسمیں بتاتی رہی پھر اس نے مجھ سے راتوں کو بھی ملنا شروع کردیا۔ چوروں کی طرح آتی مجھے جگاتی اور پھر کہیں دور لے جاتی۔ یہاں ہم ساری رات باتیں کرتے رہتے تھے۔ ایسی ہی ایک رات تھی۔ ہم دونوں ایک ٹیلے پر جھاڑیوں کی آڑ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آج اس کی آنکھوں سے شراب چھلک رہی تھی۔ ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ اس نے اپنا سر میرے زانو پر رکھا اور ہم دراز ہوگئے پھر اس نے لرزتی آواز میں مجھے پکارا۔

"ہوں۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"تو پاگل ہے کیا۔"

"کیوں؟"

"آکاش پر پورا چاند نکلا ہوا ہے۔ دھرتی چندرما کی آغوش میں سو رہی ہے اور تو خاموش بیٹھا ہوا ہے۔"

میں چونک پڑا۔ پورا چاند...... پورا چاند...... پورا چاند...... میرا دل دھڑکنے لگا۔ پورا چاند۔ اچانک مجھ پر نقاہت طاری ہونے لگی۔ میرے اندر آگ بھڑکنے لگی۔ میرے ہونٹ سوکھ گئے۔ زبان کانٹا ہوگئی۔ پورا چاند ہے...... میں نے آغوش میں لیٹی انجلی کو دیکھا۔ اس کی سفید صراحی دار گردن میرے سامنے تھی، شہ رگ پھولی ہوئی تھی۔ اس میں دوڑتا ہلکا پتلا دلکش خون۔ میرے ہونٹ جھکے میں نے اس کی گردن پر ہونٹ رکھ دیے۔ وہ نرم و نازک وجود میرے فولادی بازوؤں میں کیا جنبش کرتا۔ بس ہلکی پھلکی سرسراہٹیں ہوتی رہیں اور میں سیراب ہوگیا۔ میں نے مخمور نظروں سے دیکھا اس کا رنگ اور سفید ہوگیا تھا۔ ہونٹوں پر ملکوتی مسکراہٹ سجی ہوئی تھی۔ بے نور آنکھیں آدھی کھلی ہوئی تھیں۔ بدن پھولوں کی طرح ہلکا

ہوگیا تھا۔ میں نے اسے آہستہ سے زمین پر لٹادیا۔ خود میرا وجود بوجھل ہوگیا تھا۔ اب دل چاہ رہا تھا کہ کہیں کسی نرم و گرم جگہ لیٹ کر سو جاؤں۔ گہری اور پرسکون نیند۔ میں نے ایسی کسی مناسب جگہ کے انتخاب کے لیے نظریں دوڑائیں لیکن آنکھوں نے کچھ اور دیکھا،

ہاں وہ بنجارے ہی تھے۔ پورا قبیلہ امنڈ آیا تھا۔ انہوں نے میرے گرد حلقہ بنالیا تھا۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر سوبھراج اور مکھی رام کھڑے مجھے گھور رہے تھے۔ تمام بنجاروں کے چہرے غضبناک ہو رہے تھے۔

میں نے جھوم کر اٹھنا چاہا لیکن اس وقت سوبھراج نے اشارہ کیا اور پھر چاروں طرف سے کمندیں پھینکی جانے لگیں۔ اتنی کمندیں پھینکی گئیں مجھ پر کہ میرا جسم جکڑ گیا۔ مجھے رفتہ رفتہ ہوش آنے لگا۔ یہ کمندیں مجھ مست ہاتھی کے لیے کیا حیثیت رکھتی تھیں میں نے انہیں مٹھیوں میں جکڑ لیا اور انہیں توڑنے کی کوشش کی لیکن مجھے جکڑنے والے بھی شاید بہت ہوشیار تھے۔ وہ کمندیں ربر کی بنی ہوئی تھیں۔ موٹی اور مضبوط ربر کے ریشوں سے بنی ہوئی۔ توڑنے کی کوشش میں وہ کھنچ تو ضرور جاتی تھیں لیکن ٹوٹتی نہیں تھیں۔

میں چونک پڑا۔ میں نے بیاس کی عقل سے سوچا کہ یہ تو انوکھی بات ہے۔ کیا مجھے جکڑنے والے میری قوت سے واقف ہیں۔ انہوں نے ایسی کمندوں کا انتخاب جان بوجھ کر کیا ہے۔

"اسے لے چلو۔" سوبھراج نے حکم دیا اور پورا قبیلہ مجھے کھینچنے لگا۔ ہاں یہ ذرا مشکل کام تھا ان کے لیے۔ بیاس بھسم بن گیا اور وہ بھسم کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔ ربر کی کمندیں خوب لمبی ہوجاتیں مگر وہ مجھے وہاں سے جنبش نہ دے سکے۔ تب سوبھراج نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے اسی جگہ باندھ دو۔" اس کے حکم کی تعمیل ہونے لگی۔ مجھے آس پاس کے درختوں اور چٹانوں سے باندھا جانے لگا۔ بہرحال احساس ہوگیا تھا کہ مشکل میں گرفتار ہوگیا ہوں۔ جس طرح وہ مجھے کھینچنے میں ناکام رہے تھے اس طرح میں بھی خود کو ان بندشوں سے آزاد کرانے میں ناکام تھا۔

یہ جدوجہد دیر تک جاری رہی۔ میں نے بھی جلد بازی سے کام لیا تھا اور وہ لوگ بھی برق رفتاری سے کام کر رہے تھے۔ مجھے تو کچھ سوچنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا لیکن جب ربر کی ان بندشوں سے اپنے آپ کو آزاد کرانے میں ناکام رہا تو دفعتہً "مجھے احساس ہوا کہ کچھ غلطی میں بھی کر رہا ہوں۔ کم از کم صحیح طور پر اندازہ تو ہونا چاہیے کہ اچانک ان کی محبت اس نفرت میں کیوں تبدیل ہوگئی ہے اس کی وجہ کیا ہے' بس فوراً" ہی جدوجہد شروع ہوگئی تھی' چنانچہ میں اپنی جانب سے ساکت ہوگیا ان لوگوں کو بھی اندازہ ہوگیا تھا کہ مجھ میں کوئی ایسی قوت چھپی ہوئی ہے جس کی بنا پر وہ اتنے سارے مل کر بھی مجھے نہیں کھینچ پا رہے ویسے مجھے شبہ ہو رہا تھا کہ میرے سلسلے میں زیادہ باعمل شخصیت مکھی رام کی ہے۔

کچھ دیر کے بعد وہ لوگ بھی اپنی اس جدوجہد سے ہار گئے۔ میں نے کوشش کر کے تھوڑی سی بندشیں ڈھیلی کیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کھڑے ہونے کی کوشش میں اس لیے ناکام رہا تھا کہ ان عجیب و غریب بندشوں نے میرے پاؤں ہی جکڑ لیے تھے۔ تب میں نے چیخ کر کہا۔

"کیا تم لوگ پاگل ہوگئے ہو۔ میں تمہارا مہمان ہوں اچانک ہی تم لوگ مجھ سے دشمنی پر کیوں آمادہ ہوگئے ہو مجھے بتاؤ تو سہی۔"

سوبھراج کے بجائے مکھی رام نے کہا۔ "اب تو ہمیں اور دھوکا نہیں دے سکتا راکشش۔ تو راکشش ہے میں نے تو پہلے ہی سوبھراج کو بتا دیا تھا مگر سیانوں کی بات کون مانتا ہے۔ دھوکا اٹھا گیا اب کھینچ کر دکھا اسے سوبھراج۔"

"ہم اسے جیتا نہیں چھوڑیں گے' یہ اگر شکتی رکھتا ہے تو ہم بھی کچھ شکتی رکھتے ہیں۔ انجلی کا خون پی لیا ہے اس نے۔ ہم اس کا خون پی جائیں گے بھگوان کی سوگند انجلی کی جان میری وجہ سے گئی ہے میں اپنے آپ کو شما نہیں کر سکتا۔"

"سنو میری بات سنو۔ میری بات سن لو سوبھراج۔"

"مت سننا اس کی کوئی بات' یہ منش نہیں ہے راکشش ہے اسے بھسم کر دو۔ یہ ایسے نہیں مرے گا اسے بھسم کر دو سوبھراج۔"

"ٹھیک ہے مکھی رام۔ سارے لوگ جتنی لکڑیاں ان کے پاس ہیں اس کی طرف پھینکیں۔ ان لکڑیوں کو پہلے تیل میں بھگو لیا جائے۔" سوبھراج نے اپنے ساتھی بنجاروں کو حکم دیا۔ بنجارے اپنے ساتھ لکڑیوں کے بڑے بڑے گٹھے رکھتے تھے تاکہ سرد موسم میں انہیں جلا کر حرارت حاصل کر سکیں اس کے علاوہ وہ ایسی جگہوں پر وہ لکڑیاں کھانے پکانے کے کام آئیں جہاں جنگلوں میں لکڑیاں دستیاب نہ ہوں حالانکہ یہاں اطراف میں درختوں کی سوکھی ٹہنیوں کے انبار تھے لیکن وہ جوش میں دیوانے ہو رہے تھے چنانچہ پہلے انہوں نے اپنے استعمال کی لکڑیاں ہی میری جانب پھینکنا شروع کر دیں۔ میں اب ساکت نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا ان کی نفرت عروج پر تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ اب انہیں راہ راست پر لانا مشکل ہے۔ ویسے بھی میرے دل میں ان کے لیے کوئی انتقامی جذبہ بیدار نہیں ہوا تھا۔ سوبھراج نے انجلی کی موت کا تذکرہ کیا تھا اور مجھے گزری رات کی ساری کہانی یاد آگئی تھی' آسمان پر چاند پورا ہوتا تو میرا ذہن غیر انسانی سوچوں کا حامل بن جاتا تھا' بھرپور چاندنی میں میری سب سے بڑی طلب صرف گاڑھا گاڑھا سرخ خون ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ اور کوئی سوچ میرے ذہن میں نہیں ہوتی تھی۔ ان لوگوں کی کارروائیوں کو بھول کر میں اس بارے میں سوچنے لگا۔ نجانے کیوں پہلی بار میرے دل کے گوشوں میں گداز پیدا ہوا تھا' سنتھا کی تو خیر شخصیت ہی کچھ اور تھی اس کے علاوہ راج محل میں جو کچھ ہوا تھا' اس کا بھی مجھے کوئی خاص دکھ نہیں تھا۔ برے لوگ تھے' کیفر کردار کو پہنچ گئے لیکن بے چاری انجلی اور پھر مجھے اس انسانی کمزوری کا احساس ہوا کہ دل کے کسی گوشے میں محبت نام کی کوئی چیز بھی پلتی ہے اور جب محبت خود سے جدا ہو جائے تو اس کے لیے دل میں دکھ کا ایک احساس بھی بیدار ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ بھی انسانی صفات میں سے ہے لیکن انسان کسی انسان کا خون نہیں پیتے' چاندنی راتوں میں ان پر یہ کیفیت طاری نہیں ہوتی اس مشکل کا شکار مجھے چندر بھان نے بنایا ہے ہاں لیراج کھنڈ کا بیٹا چندر کھنڈ۔ اس نے مجھے جیتے جاگتے خون کا عادی بنا دیا ہے۔ میں گردیو کی کسی بات سے اب بھی منحرف نہیں تھا لیکن اس نے جو الفاظ ادا کیے تھے انہوں نے میرے دل میں بال ڈال دیا تھا۔ کوئی بھی ہو پہلے اپنے بارے میں سوچتا ہے پھر دوسرے کے بارے میں۔ پتا نہیں یہ میری بھول ہے کہ میں نے نجانے کتنا وقت گزار لیا چندر کھنڈ کی باتوں میں زندگی بسر کرتے ہوئے' جیسا اس نے کہا ویسا ہی میں نے کیا۔ وہ اپنے دشمنوں سے میرے ذریعے انتقام لینا چاہتا تھا۔ میں نے کہیں بھی اسے مایوس نہیں کیا لیکن اپنا سب کچھ اس کے حوالے کرنے کے باوجود اس نے اپنا سب کچھ میرے حوالے نہیں کیا' اگر وہ مجھے گیان شکتی بھی دے دیتا تو میں کم از کم اس سے کام لے کر ایسے کام ضرور کر سکتا تھا' جن میں مجھے ناکامیوں کا خدشہ ہو گویا میرے آگے بڑھنے کے راستے اسی کی ہدایات کے تحت تھے۔ میں اپنے طور پر نہیں جی سکتا تھا۔ چندر کھنڈ نے یہ اچھا نہیں کیا تھا۔

بنجارے اپنے کام میں مصروف تھے اور میرے چاروں طرف لکڑی کی دیوار بنتی جا رہی تھی۔ اتنی لکڑیاں پھینکی تھیں انہوں نے کہ اب وہ مجھے نظر نہیں آ رہے تھے ان لکڑیوں میں تیل کی بو بھی شامل تھی پھر چند ہی لمحوں کے بعد ان لکڑیوں پر جلتی ہوئی مشعل پھینک دی گئی اور لکڑیوں نے آگ پکڑ لی۔ آگ

تیز رفتاری سے پھیلتی چلی جارہی تھی اور اس کی تپش مجھے ہلکی ہلکی حرارت بخش رہی تھی یہ بات بے چارے بنجارے نہیں جانتے تھے کہ آگ میرے جسم پر بے اثر ہے اور مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ انہوں نے مجھے راکشش کا درجہ دیا تھا۔ خیر کچھ بھی نام لیا ہو انہوں نے میرا' ان کے دل جلے ہوئے تھے لیکن وہ اس راکشش کو اس طرح مار نہیں سکتے تھے انہیں بڑی ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آگ نے مجھے چاروں سمت سے گھیر لیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک کام اور ہوا' لکڑیوں کی چرآند کے ساتھ ساتھ ربر جلنے کی بدبو بھی اٹھ رہی تھی اور مجھ پر چپکتی ہوئی کمندیں جل جل کر ڈھیلی ہو رہی تھیں یہاں تک کہ میرے جسم کا تمام تناؤ ختم ہو گیا۔ آگ میرے بدن کو چھو رہی تھی لیکن میرا بدن کسی نقصان سے محفوظ تھا۔ میں نے اپنے اوپر سے ان تمام کمندوں کو صاف کیا اور آگ میں راستہ تلاش کرنے لگا۔ بھڑکتے شعلوں کے بیچ سے نکل جانا میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ آگ کا ایک پہاڑ میرے اطراف میں نمودار ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک میں وہیں موجود رہا اور اس کے بعد لکڑیوں کے جلتے ہوئے ڈھیر کو دونوں ہاتھوں سے گرا کر راستہ بناتا ہوا باہر نکل آیا۔ کچھ فاصلے پر بنجارے کھڑے ہوئے مجھے دیکھ رہے تھے۔ جب میں آگ سے باہر آیا ہوا اور ان کی نگاہیں مجھ پر پڑیں تو دفعتہً مجھے ان کی چیخیں سنائی دیں اور اس کے بعد سوبھراج کی آواز جس نے بری طرح دہاڑتے ہوئے کہا تھا۔

"بھاگو......!"

اور اس کے بعد بنجارے دوڑ پڑے تھے۔ انہوں نے اپنی بیل گاڑیاں شاید پہلے سے تیار رکھی تھیں' تاکہ وہ یہاں سے آگے کا سفر کر سکیں' جن کے پاس سواری نہیں تھی وہ پیدل ہی دوڑ پڑے تھے۔ میں ان بے چاروں کو اور زیادہ پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اپنا سازو سامان اٹھا کر وہ اس طرح بھاگے تھے کہ دور تک انہوں نے پیچھے پلٹ کر بھی نہیں دیکھا۔ یہ بات خیر ان انسانوں کے لیے تو واقعی باعث حیرت تھی کہ آگ کے پہاڑ میں سے کوئی شخص زندہ نمودار ہو جائے۔ وہ تو غالباً یہی سوچ رہے ہوں گے کہ انہوں نے ایک راکشش کو جلا کر کوئلہ کر دیا ہے لیکن میں راکشش تھا کہاں۔

بنجارے میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے' جس جگہ ان کا قیام تھا وہاں وہ اپنا تھوڑا بہت سازو سامان چھوڑ گئے تھے' یہ ایسا غیر ضروری سامان تھا جسے گاڑیوں پر لادنے میں یا دوسری چیزوں پر بار کرنے میں انہیں وقت لگ جاتا' ان کا خیال ہو گا کہ اب یہ راکشش ان پر حملہ آور ہو گا اور ان میں سے بہت سوں کو جان سے مار دے گا لیکن میرے دل میں ان کے لیے ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

آگ سے کافی فاصلے پر آ کر میں نے اپنے بدن پر ہاتھ پھیرا اور اس کے بعد افسردگی سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ میں آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے چلتا ہوا اس سمت آ گیا جہاں پچھلی رات کو انجلی سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ انجلی کا بے جان جسم اب بھی وہیں پڑا ہوا تھا۔ سفید جسم خون سے عاری۔ اس کے چہرے پر ایک سبک مسکراہٹ تھی' ایک ایسی مسکراہٹ جسے دیکھ کر دل میں غم کے آنسو امنڈنے لگتے تھے۔

درحقیقت وہ بہت خوب صورت تھی اور معصوم بھی تھی۔ میں افسردگی سے اسے دیکھنے لگا۔ اس کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔

"بیر کھاؤ گے۔ مرچیں ہیں۔ کھاؤ گے تو مزہ آ جائے گا۔ شاید میں تم سے پریم کرنے لگی ہوں۔" یہ تمام آوازیں میرے دل پر ہتھوڑے جیسی ضربیں لگا رہی تھیں' آہ یہ تو اچھا نہیں ہوا۔ ایک بار پھر میں نے اسی انداز میں سوچا۔ انجلی سنتھایا دوسروں سے مماثلت نہیں رکھتی تھی' وہ بالکل مختلف تھی اس کے ساتھ جو کچھ ہوا یہ اچھا نہیں تھا۔

لکڑیاں بدستور شعلے اگل رہی تھیں' ان لوگوں کا دھرم یہی تھا کہ لاشوں کو آگ میں بھسم کر دیا جائے۔ میں نے انجلی کی لاش دونوں ہاتھوں پر اٹھائی اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگ میں داخل ہو گیا۔ انجلی کی لاش کو آگ کے بیچ رکھ کر میں نے اسے شعلوں کی نذر کر دیا میری ذمے داری یہی تھی اور اس کے بعد میں افسردگی سے باہر نکل آیا۔

بنجاروں کے نقوش دور دور تک بکھرے ہوئے تھے ان کا تعاقب کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اب اگر میں ان کے درمیان جا کر حقیقت بتانے کی کوشش بھی کروں گا تو وہ میرے سامنے ایک لمحے بھی نہیں رکیں گے ان پر میرا خوف طاری ہو چکا ہے' بے کار ہے یہ سب کچھ بے کار ہے پھر مجھے کیا کرنا چاہیے۔ ایک بار پھر میں تنہا رہ گیا ہوں' آہ میں انسان ہوں' میں سو فیصد انسان ہوں۔ وقت نے' چندر کھنڈ نے مجھے جو کچھ بنا دیا ہے لیکن میرے سینے میں دل ہے اس دل میں درد ہے۔ میرے دماغ میں سوچ ہے' انسانی چیزوں سے بے نیاز نہیں ہوں میں۔ تو پھر تو۔ اپنی فطرت سے دور کیسے رہ سکتا ہوں۔ میں ایک جگہ بیٹھ گیا اب مجھے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا۔ مجھے اپنے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا چاہیے۔ اس طرح انجلی جیسی معصوم لڑکیوں کا خون کر کے میں ہمیشہ دکھ کا شکار رہوں گا۔ چاندنی رات پر قابو پانے کا کیا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ آہ چندر کھنڈ' گرو دیو اشیش بھگونت میرے سامنے آؤ' دیکھو اس وقت بیاس کی عقل بھی کام نہیں کر رہی۔ جسم کی قوت اور بیاس کی عقل ہے میرے پاس لیکن گیان شکتی نہیں' مجھے بتاؤ وہ کون سا طریقہ کار ہے جس سے میں آگے کا جیون بتا سکوں اور میں نے محسوس کیا کہ چندر کھنڈ مجھ

سے زیادہ دور نہیں ہے۔ مجھے اس کے جسم کی سرسراہٹ سنائی دے رہی تھی اور اس کے بعد یہ سرسراہٹ میرے قریب آگئی۔ میں نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"کیا اشیش بھگونت میرے پاس موجود ہیں؟"

"اب تو مجھے اشیش بھگونت نہ کہہ' نہ ہی مجھے گرودیو کہہ۔ تو نے میری بتائی ہوئی باتوں سے انکار کیا ہے تو نے میری بات نہیں مانی ہے میرا تیرا سمبندھ ٹوٹتا جارہا ہے۔"

"نہیں گرودیو میں تم سے سمبندھ نہیں توڑنا چاہتا۔ میں.... میں تم سے سمبندھ نہیں توڑنا چاہتا مگر میری سہائتا کرو' مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"

"ارے باؤلے کہتا ہے بیاس کی عقل مل گئی تجھے' کہتا ہے بھسّم کا شریر مل گیا ہے تجھے مگر تیری ان سوچوں میں بیاس جیسی بات کیوں نہیں ہے۔ دیکھ میں نے سنسار تجھے دے دیا ہے اور اس سنسار میں کسی ایک کے لیے من کو ملول کرنا اچھی بات تو نہیں ہے' میں تجھے دیوتا بنانا چاہتا ہوں اور تو انسان بنے رہنے پر تلا ہوا ہے آخری بار تجھ سے بات کررہا ہوں دیکھ آخری بار تجھ سے بات کررہا ہوں۔"

"تم میرے سامنے کیوں نہیں آتے اشیش بھگونت۔" میں نے کہا۔

"وہ سمے بیت چکا ہے۔ بتا چکا ہوں تجھے کہ کرپان سنگھ ملودھا اور وردھانی تیری طرف متوجہ ہو چکے ہیں اگر وہ مجھ پر ہاتھ ڈالیں گے تو تیرے ہی ذریعے ڈالیں گے۔ تو کیا سمجھتا ہے' کوئی بھی سمے ایسا آسکتا ہے جب ان کی فوجیں تیرے آس پاس پڑی ہوئی ہوں۔ وہ فوجیں نظر نہیں آئیں گی کیونکہ وہ بھی وردھان رکھتے ہیں وہ بھی گیان رکھتے ہیں۔ پاگل نہیں ہیں وہ۔ پہلے وہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ میں نے تجھے کتنی شکتی دی ہے اور اس کے بعد تجھ پر ہاتھ ڈالیں گے۔ میں تیرے پاس اب نہیں رہ سکتا لیکن جو کچھ سمجھا رہا ہوں آخری بار سمجھا رہا ہوں۔ عمل کر سکتا ہے تو اس پر عمل کرلے' ورنہ جو کچھ کرے گا اس کا ذمے دار تو خود ہوگا۔"

"اشیش بھگونت میں تم سے آگے کے وقت کے لیے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے عاجزی سے کہا۔

"آگے کا سمے تیرا ہے۔ تو اپنے من میں سمجھتا ہے کہ تو انسان ہے اور میں سوچتا ہوں کہ تجھے دیوتا بناؤں۔ دیوتا بننا چاہتا ہے تو دیوتاؤں جیسی باتیں کر۔ بنجارے بھاگ گئے۔ تجھے ان کا پیچھا کرنا چاہیے تھا۔ ان میں سے آدھوں کو ماردیتا اور آدھوں کو اپنا غلام بنالیتا' سسرے جہاں بھی جاتے تیرا نام عزت اور احترام سے لیتے۔ دیکھ شکتی اس سنسار میں سب سے بڑی چیز ہوتی ہے اپنے آپ کو شکتی مان ظاہر کردے۔ سنسار تجھے تسلیم کرے گا اور اس کے بعد سب تیرے آگے سرجھکا کر رہیں گے۔"

"مگر بے گناہ انسانوں کو مارنا تو کوئی اچھی بات نہیں۔"

"اچھی باتیں تو بہت پہلے سے کررہا ہے نا؟ دیکھ میں تجھے پھر سمجھا رہا ہوں یہ اچھے برے کے پھیر میں نہ پڑ۔ تو اچھا بننے کی کوشش کرے گا' سنسار تجھے پیس کر رکھ دے گا۔ کسی پر رحم نہ کھا کسی کے ساتھ اچھائی نہ کر اسی طرح بڑائی پائے گا۔"

"مگر یہ تو کوئی اچھی بات نہیں ہے۔"

"یہ تو اپنے گرودیو سے کہہ رہا ہے؟ میں تجھے جو شکشا دے رہا ہوں وہ بری ہے یا تیری اپنی سوچ؟"

میں نے گردن جھکالی پھر میں نے آہستہ سے کہا۔ "مگر گرودیو انجلی مجھے یاد آتی ہے وہ بری لڑکی نہیں تھی۔"

"تجھے میری بات ماننا ہوگی۔ اپنی کمزوری پر خود قابو پانا ہوگا اس میں کوئی شکتی تیرا ساتھ نہیں دے سکتی۔"

"گرودیو مجھے گیان شکتی دے دو' مجھے شریر شکتی بے شک مل گئی ہے لیکن گیان شکتی بھی ضروری ہے میرے لیے۔"

"جو کچھ تیرے لیے ضروری ہے وہی میرے لیے بھی ضروری ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آنے والے سمے میں تیرے من میں کیا تبدیلی پیدا ہوجائے۔ یہ انسان ہی کی عادت ہے سب سے پہلے وہ اپنے محسن ہی کو کاٹتا ہے۔"

"میں ایسا نہیں کروں گا گرودیو۔"

"یہ تو جانتا ہے یا میں جانتا ہوں۔"

"میں بھی جانتا ہوں گرودیو۔ میں تمہاری عزت کرتا ہوں۔ میں ہمیشہ تمہارے ہر حکم کی پابندی کروں گا' مگر مجھے وہ قوت دے دو۔"

"نہیں بیاس' میں تجھے جو کچھ دے چکا ہوں اس سے زیادہ کچھ نہیں دے سکتا۔"

"تو پھر اتنا ہی بتادو گرودیو کہ چاندنی راتوں میں میرے من میں جو جوار بھاٹے ابھرتے ہیں' ان سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے؟"

چند لمحات خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ "اس سے چھٹکارے کا مطلب ہے کہ تو مجھ سے چھٹکارا حاصل کرلے۔"

"کیوں گرودیو؟"

"دیکھ بیاس' تجھے یہ عادت میں نے اسی لیے لگائی ہے کہ تو سنسار میں بالکل انسان بن کر نہ رہ جائے' تجھے بھسّم شکتی دے کر میں نے شریر کو شکتی دی ہے' تجھے بیاس شکتی دے کر میں نے تیری عقل کو شکتی دی ہے اور تو ہے انسان' کبھی بھی تیرے من میں نیکیاں پیدا ہوگئیں جیسے کہ اب پیدا ہورہی ہیں تو سب کچھ بھول کر انسان بننے کی کوشش کرے گا اور یہی میرے لیے نقصان دہ ہے۔"

"مگر کیوں گرودیو؟"

"اس لیے کہ انسان بن کر تو میرے دشمنوں سے نہیں نمٹ سکتا۔"

"کیوں گرودیو' وہ تو تمہارے دشمن ہیں؟"

"ہاں رے' مگر وہ بھی ایسی ایسی شکلیں اختیار کریں گے کہ تو حیران رہ جائے گا اور اس سے تیرے من میں انسان جاگے گا میرا کام تو کچھ نہ ہوا' اس کا مقصد ہے کہ میں تو پاگل کا پاگل رہا زرا' تجھ پر اتنی محنت کر کے مجھے کیا ملا۔"

"مگر گرودیو؟"

"اگر مگر نہیں' یہ اگر مگر ہی تو انسان کی فطرت ہے۔"

"تو کیا تم انسان نہیں ہو گرودیو؟"

"میں کیا ہوں' یہ نہ تجھے جاننے کی ضرورت ہے اور نہ میں تجھے بتانا چاہتا ہوں۔"

"پھر تو مشکل ہو جائے گی گرودیو۔"

"آ گیا نا انسانیت پر' اسی کو انسانیت کہتے ہیں' انسان یہی چیز ہوتا ہے جس سے کچھ حاصل کرتا ہے سب سے پہلے اسی کو نقصان پہنچاتا ہے' یہ وجہ ہے بیاس کہ میں تجھے گیان شکتی نہیں دے رہا۔"

"تو پھر کان کھول کر سن لو مہاراج' تم نے ابھی کہا تھا ناں مجھ سے کہ میرا تمہارا سمبندھ ٹوٹتا جا رہا ہے' یہ سمبندھ اس سے پچ پچ ٹوٹ گیا ہے میں نے تمہیں اپنے آپ سے الگ پایا ہے اب میرے من میں بھی یہی بات آتی ہے کہ میں تم سے الگ ہو جاؤں۔"

"ٹھیک ہے ایسا بھی کر کے دیکھ لے یہ سنسار تجھے جیتا نہ چھوڑے گا' ٹھیک ہے ٹھیک ہے پہلے اپنے آپ کو اس سنسار میں آزما لے اس کے بعد جب سارے کام ختم ہو جائیں تو پھر مجھے آواز دے لینا' مجھے جب بھی آواز دے گا میں کسی نہ کسی طرح تیرے پاس آ جاؤں گا۔ پاپی تو نے وہ نہیں دیا مجھے جس کی میں نے صدیوں سے تمنا کی تھی۔"

"گرودیو' دیکھو میری بات مان لو گرودیو...... گرودیو۔"

مگر اس کے بعد مجھے اس کی موجودگی کا احساس نہ ہوا وہ یہاں سے چلا گیا تھا' میں نے غور کیا سوچا' اپنی عقل سے سوچا بیاس کی عقل سے سوچا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بیاس کی عقل بہت تیز تھی' مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہ صرف اپنا کام نکالنا چاہتا ہے اور اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ یہ تو کچھ نہیں ہوا میں انسانوں کو نقصان پہنچاتا رہوں اور انسان میرے ہاتھوں مرتے رہیں' میرے نامۂ اعمال میں گناہ ہی گناہ لکھے جاتے رہیں' نہیں میں یہ سب کچھ نہیں کر سکتا جو کچھ بھی ہے جو کچھ بیت چکی ہے' میں کچھ بھی بن چکا ہوں۔ آہ' اس نے مجھے آدم خور بنا کر میرے ساتھ سب سے بڑی زیادتی کی ہے۔ اب مجھے یہ اندازہ ہوا کہ وہ میری ضرورت نہیں تھی بلکہ یہ اس کی ضرورت تھی آہ' سب سے بھیانک پہلو یہی ہے میری زندگی کا۔ میں انسانوں کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا' میں انہیں دکھ نہیں دینا چاہتا' لیکن چاندنی رات میں میری مجبوریاں عروج کو پہنچ جاتی ہیں اور اس وقت میں غیر انسانی شکل اختیار کر لیتا ہوں' بس یہی ایک کمی ہے مجھ میں' اگر مجھے گیان شکتی مل جاتی تو ہو سکتا ہے اسے حاصل کرنے کے بعد میں سب سے پہلے اپنی اسی کمی کو دور کرنے کی کوشش کرتا لیکن کچھ بھی ہو جائے' اب ذرا غور و فکر سے کام لینا ہوگا' میں وہ کچھ نہیں کروں گا جو وہ چاہتا ہے اور اس کے بعد اچانک ہی مجھے احساس ہوا کہ میری تمنائیں دور ہو گئی ہیں۔ میرے دل میں نیکیوں کے پودے اگے تھے' انسان کے ساتھ بھلائی کا تصور جاگا تھا میرے ذہن میں اور یہ بات میں نے اچھی طرح سوچ لی تھی کہ میں انسان ہوں مجھے انسان ہی رہنا چاہیے' جو قوتیں مجھے حاصل ہو گئی ہیں' کیا ضرورت ہے کہ انہیں انسانوں کے خلاف استعمال کروں' کسی کی بھلائی کے لیے بھی کچھ کیا جا سکتا ہے' کم از کم مجھے اپنی ان قوتوں سے فائدہ اٹھا کر کسی کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے اور یہ چیز مجھے انسانوں میں ممتاز کرے گی۔ میں انسان رہنا چاہتا تھا' دیوتا نہیں بننا چاہتا تھا' میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں چندر رکھنڈ نے میرے ساتھ غلط سلوک کیا تھا' اگر وہ مجھے قابو میں رکھنا چاہتا تھا تو اسے میرے ساتھ تعاون کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تھی' لیکن یہ ثابت ہو گیا تھا کہ وہ ایک گندی آتما ہے اور صرف برائیوں سے خوش رہ سکتی ہے۔ جو کچھ اب تک کرتا رہا تھا' اس میں میری سوچ شامل نہیں تھی لیکن یہ شاید بیاس ہی کی عقل تھی' ماضی میں اگر بھشم اور بیاس کچھ ہوں گے تو یقینی طور پر ان کے دل میں بھی یہ خیال ضرور جاگا ہوگا اور پھر کچی بات یہ ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود گیان شکتی نہ ہونے سے مجھے یہ اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ کیا درست ہے اور کیا غلط' گویا اب تک چندر رکھنڈ نے جو کچھ کیا ہے اس میں اپنے تمام مفادات کو مدنگاہ رکھا ہے' میں اب اس کا آلۂ کار نہیں بنوں گا ہاں میں انسان ہوں مجھے انسانوں ہی جیسا عمل کرنا چاہیے' جو خرابیاں میرے اندر پیدا ہو گئی ہیں اب میں انہیں دور نہیں کر سکتا لیکن جب اس سے نجات ملے تو باقی وقت مجھے انسانیت کی بھلائی کے لیے صرف کرنا چاہیے' صرف اس احساس نے مجھے اس قدر فرحت بخشی تھی کہ اس سے پہلے میں نے کبھی محسوس ہی نہیں کیا تھا۔ میرے ذہن پر ایک عجیب سا بوجھ طاری رہا تھا' میرے وجود پر ایک کھولت سی سوار رہتی تھی' میں برے سے برا بنتا جا رہا تھا' میں نے انسانیت اور شرافت کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیا تھا حالانکہ یہ میری فطرت کا ایک حصہ تھا۔

اب میرے اندر بہت سی سوچیں بیدار ہو گئی تھیں۔ تا حد نگاہ ویرانے بکھرے ہوئے تھے اور میں ان میں سفر کرتا تھا۔ میں

نے اپنے عمل کو بھی انسانوں کے عمل سے مشابہ کرنا شروع کر دیا تھا اور شاید میرے اندر یہ تمام سوچیں انجلی کی موت نے بیدار کی تھیں۔ وہ معصوم لڑکی مجھے اب بھی یاد آتی تھی لیکن میں نے اسے بے دردی سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ آہ یہ کوشش کروں گا کہ آئندہ آئندہ ..... اوہو ایک بات اور بھی تو ہے ایک بار جب مجھے خون کی طلب تھی تو میں نے ایک درندے کا خون پیا تھا اور میں سیراب ہو گیا تھا۔ کیا ضروری ہے کہ انسانوں کا ہی خون پیا جائے اگر یہ لعنت مجھ سے منسلک ہو ہی گئی ہے اور میری زندگی اس کی مرہون منت ہے تو پھر یہ دوسرا عمل کر کے کیوں نہ دیکھا جائے۔ یہ بھی بیاس ہی کی عقل کا نتیجہ تھا۔ میں آہستہ آہستہ اپنی اصل جون میں واپس آتا جا رہا تھا، آہ کاش میں انسانیت کے لیے ایک اچھا آدمی بن سکوں۔ ایک عجیب سی کیفیت بیدار ہو گئی تھی میرے دل میں، اب مجھے انسانی آبادیوں کی تلاش تھی۔ راستے کی طوالت نے مجھے سوچنے سمجھنے میں مدد دی تھی۔ چندر کھنڈ غالباً" مجھ سے اتنی دور ہو گیا تھا کہ اب وہ میری سوچوں کو نہیں پا رہا تھا۔ ویسے اس نے مجھے جو کچھ بنا دیا تھا، اسے وہ خود بھی کھونا پسند نہیں کرے گا۔ ہو سکتا ہے وہ میرے آس پاس اپنے جال بچھائے۔ جو خوفناک باتیں وہ کر گیا تھا وہ سوچنے کی تھیں لیکن یہاں بھی وہ مجبور ہی ہو گیا تھا کیونکہ اس نے مجھے جسمانی قوتیں بخش دی تھیں اب انہیں واپس چھیننا شاید اس کے بس کی بات بھی نہیں تھی۔ جہاں تک معاملہ رہا کرپان سنگھ ملودھا اور کرم چند وردھانی کا تو دیکھوں گا اگر یہ دونوں میرے سامنے آئے تو یہ اندازہ لگانے کی کوشش کروں گا کہ ان کی اپنی سوچیں کیا ہیں۔ ویسے بڑی عجیب بات تھی مجھے تاریخ پر نظر ڈالنی چاہیے اور یہ سب انسانی سوچ کا نتیجہ تھا۔

بہت سا سفر طے کر لیا اور اس کے بعد آبادیوں کے آثار ملنے لگے۔ مجھے ایک ندی نظر آئی، جو سبک روی سے بہہ رہی تھی۔ میں اس کے کنارے کنارے چلنے لگا۔ درختوں کی بہتات بھی تھی لیکن ایک جگہ پہنچ کر میں رک گیا۔ یہاں مجھے ایک انسان نظر آیا تھا۔ پالتی مارے ندی کی جانب منہ کیے آنکھیں بند کیے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے جسم پر ایک سادہ سا لباس پہنا ہوا تھا غالباً" ایک دھوتی تھی جو اس نے اپنے برہنہ جسم کے گرد لپیٹی ہوئی تھی۔ میں نے اسے قریب سے جا کر دیکھا اس نے آٹے سے اپنے گرد ایک سفید دائرہ بنایا ہوا تھا۔ نجانے وہ کیا کر رہا تھا۔ طویل عرصے تک انسانی آبادیوں سے دور رہنے کی وجہ سے مجھے انسانوں کے عمل سے کسی قدر ناواقفیت ہو گئی تھی اور میں رفتہ رفتہ یہ بھول گیا تھا کہ انسان کس طرح زندگی گزارتے ہیں حالانکہ ایک خاصا وقت اب میں نے انسانوں کے درمیان گزار لیا تھا لیکن اب بھی بہت سی ایسی باتیں ہوں گی جن کا مجھے علم نہیں ہے۔ میں اس شخص کو دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر اسی طرح گزر گئی اور اس کے بعد اس شخص نے آنکھیں کھول کر ندی پر پھونک ماری اور پھر گردن گھما کر چاروں طرف دیکھا۔ دفعتہ" اس کی نگاہ مجھ پر پڑی اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے منہ سے عجیب عجیب آوازیں نکل رہی تھیں اور وہ کہہ رہا تھا۔

"ادھرم پکشو، ادھرم پکشو مل گیا، ہو گیا، مل گیا، کام بن گیا۔ ہے بھگون تیرا لاکھ شکر ہے میرا کام بن گیا۔"

کچھ دیر کے بعد وہ میرے سامنے آ گیا اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"ادھرم پکشو ادھرم پکشو۔"

اس دوران جو حرکتیں وہ کر چکا تھا انہیں دیکھ کر مجھے ہنسی آ رہی تھی، اس وقت بھی مجھے ہنسی آ گئی، ایک سوکھا دبلا پتلا سا آدمی تھا، عمر پچاس سال کے قریب ہو گی، پچکے ہوئے گال، سوکھا ہوا بدن، گھٹا ہوا سر، درمیان میں ایک چھوٹی سی دم سی اگی ہوئی، سفید دھوتی میں ملبوس میرے سامنے کھڑا کانپ رہا تھا لیکن کوشش یہ کر رہا تھا کہ اپنے آپ کو بہت زیادہ دلیر ثابت کر سکے، میں نے نرم لہجے میں اس سے کہا۔

"کون ہو تم؟"

"تیرا مالک، تیرا ان داتا، تیرا سرتاج۔" اس نے جواب دیا۔

"میرا؟"

"ہاں۔ تو ادھرم پکشو ہے ناں؟"

"اگر میں ادھرم پکشو ہوں تو تم میرے مالک کیسے ہو گئے؟" میں نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

"لے جھک مار رہے ہیں ہم چالیس دنوں سے کیا یہاں، ارے منتر پڑھا ہے ہم نے جاپ کیا ہے تیرے لیے اور اب ہم سے کیسے ناک چڑھا کر پوچھ رہا ہے کہ اگر میں ادھرم پکشو ہوں تو تم میرے مالک کیسے ہو گئے، ارے ہم نہیں ہیں تیرے مالک تو اور کون ہے؟"

میں دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہا تھا، سوچ رہا تھا اور سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن بات میری سمجھ میں نہیں آ سکی تھی۔ وہ مجھے اپنی چھوٹی چھوٹی گول آنکھوں سے گھورے جا رہا تھا۔

"نام نہیں بتاؤ گے اپنا۔" میں نے مدھم لہجے میں کہا۔

"کہا نا، تیرے دھرم دیوتا ہیں ہم، نام ہے ہمارا تیجو مل! کیا سمجھا؟"

"تیجو مل۔" میں نے پوچھا۔

"تو اور کیا جھوٹ کہہ رہے ہیں کیا؟"

"نہیں نہیں تیجو مل اصل میں، میں تم سے ساری معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا ادھرم پکشو کے لیے یہ ضروری ہے؟"

"ہاں۔" میں نے دوبارہ مسکرا کر کہا۔
"ٹھیک ہے پر ایک بات بتا؟"
"جی مہاراج۔"
"تو ہمیں دھوکا نہیں دے گا؟"
"بالکل نہیں۔"
"ہم پروار تو نہیں کرے گا؟"
"نہیں۔"
"دوسری بات بتا؟"
"جی مہاراج۔" میں نے بھی اسی انداز میں کہا۔ کوئی سیدھا سادہ معصوم سا آدمی معلوم ہوتا تھا اور اس کی باتیں سن کر مجھے لطف آ رہا تھا۔
"ہم جو کچھ کہیں گے تو وہی کرے گا ناں' اگر کوئی ایسی ویسی بات ہے جس سے تیرا من ہم سے بگڑ جائے تو ہمیں پہلے ہی بتا دے۔"
"نہیں مہاراج ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"
"اس کا مطلب ہے کہ تو ہر جگہ ہمارا ساتھ دے گا؟"
"بالکل میں آپ کا ساتھ دوں گا مہاراج۔"
"ہے بھگوان' ہے بھگوان تیرا شکر ہے' تیرا شکر ہے۔"
وہ ایک بار پھر سجدے میں گر گیا' میں مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا' نجانے کیا چکر ہے' نجانے کیا قصہ ہے۔ بہرطور وہ اسی طرح سجدے میں پڑا رہا اور میں دائرے سے کچھ فاصلے پر پالتی مار کر بیٹھ گیا' کم از کم ایک انسان ملا تھا' ذہن کو پرسکون کرنے کے لیے اگر میں اس سے رابطہ رکھوں تو کیا برا ہے' نجانے بیچارہ کیا اول فول بک رہا تھا' نجانے اس کی کیا مشکل تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سجدے سے اٹھا اور اس نے اس طرح چونک کر مجھے دیکھا جیسے اس سے بڑی غلطی ہوئی ہو مجھ پر سے نگاہیں ہٹا کر' ہو سکتا تھا کہ میں اس دوران بھاگ ہی جاتا' پھر مجھے دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا میرے سامنے آ گیا۔
"دیکھ بیر' ہم تجھ سے سب کچھ سچ بولیں گے تو بھی ہمیں سب کچھ سچ سچ ہی بتا دیجیو ' دیکھ ہم جو کچھ بھی ہیں تیرے ان داتا ہیں تیرے مالک ہیں' پھر ہم برے آدمی نہیں ہیں' تو ہمارا خیال رکھے گا تو ہم بھی تیرا خیال رکھیں گے جو باتیں تجھے بری لگیں ہمیں بتا دیجیو' بڑی مشکل سے ہم نے تجھے پایا ہے۔"
"آپ بالکل چنتا نہ کریں مہاراج' آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔"
"سو تو ہے' اچھا تو سن تو کیا پوچھنا چاہتا ہے ہم سے؟"
"پہلی بات تو یہ کہ آپ مجھے بتائیں کہ آپ ہیں کون؟"
"ارے کہا نا' تیجو مل نام ہے ہمارا تیلی ہیں' ذات کے تیلی ہیں ہم۔"
"تیجو تیلی۔" میں نے کہا اور وہ ایک دم سے بگڑ گیا۔
"تو بھی ہمیں یہی کہے گا کیا؟"
"کیا اور لوگ بھی آپ کو یہی کہتے ہیں؟"
"تو اور کیا' سسروں نے ساری اجت اتار کر رکھ دی ہے۔ کوئی اجت سے بات کرے ہے ہم سے۔"
"میں سب کو ٹھیک کر دوں گا آپ چنتا نہ کریں۔"
"سو تو ہے۔" وہ ایک دم سے مسکرا دیا پھر بولا۔
"تو کیا معلوم کرنا چاہتا ہے؟"
"تیجو مل مہاراج' میرا نام ادھرم پکشو کیسے ہے؟"
"لے' پھر کوئی اور نام ہے تیرا' تو تو ہمیں بتا دے بھائی' ہم تجھے اس نام سے پکاریں گے۔"
"آپ مجھے بیاس کہیں۔"
"بیاس' بیاس' نام تو بڑھیا ہے' کیا تیرا یہی نام ہے' اچھا ہم سمجھ گئے تیرا اصل نام یہی ہو گا' ادھرم پکشو اسے کہتے ہوں گے اسے' ارے ہمیں کیا معلوم' دھرم آنند مہاراج جانیں اور ان کا کام۔"
"یہ دھرم آنند مہاراج کون ہیں؟"
"پورے بیس روپے دیئے تھے ہم نے پورے بیس روپے' تھا' بیس روپے پکے پکے چاندی کے' تب مہاراج نے ہمیں یہ جنتر منتر بتایا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ تیجو تیلی بیس روپے نکال تو ایک کام کی بات بتائیں تجھے۔ بھیا بیس روپے تو ہمارے لیے بڑے مشکل تھے پر گھر والی کو بھگوان سدا سکھی رکھے' چودہ روپے جمع کیے تھے اس نے پورے' سارے جیون کی کمائی وہی تھی اس کی' چودہ روپے اس نے نکال کر دیئے ہمیں اور چھے روپے ہم نے کر لیے۔ تیل بیچا سستے داموں سو یہ بیس روپے ہم نے دے دیئے دھرم آنند مہاراج کو تب دھرم آنند مہاراج نے ہمیں منتر بتایا' کہنے لگے تیجو چالیس دن یہ منتر ندی کنارے بیٹھ کر پڑھنا ہے اور تو سمجھ لے ادھرم پکشو تیرا اور اگر ادھرم پکشو کسی کو مل جائے تو سمجھ لے سنسار اسے مل گیا' سو بھیا' بیاس نام بتایا ہے نا تو نے اپنا؟"
"ہاں۔"
"تو بیاس اب تو بتا' کتنا بڑا فائدہ ہوا ہمیں؟"
"ہوں اچھا تو جب منتر پڑھتے ہیں تو ادھرم پکشو مل جاتا ہے اور پھر ادھرم پکشو سارے کام کرتا ہے' یہی بات ہے ناں۔"
"تو اور کیا' اچھا تو یہ بتا دے تو کام کیا کیا کر سکتا ہے ادھرم ہم...... میرا مطلب ہے بیاس؟"
"مہاراج' آپ کے وہ سارے کام کر سکتے ہیں ہم جو آپ نہ کر سکیں۔"
"ہمیں مال دولت لا کر دے سکتا ہے؟"

"نہیں، مال و دولت تو میں آپ کو لا کر نہیں دے سکتا لیکن ایسے کام کر سکتا ہوں جو آپ کے لیے مشکل ہوں۔"

"چل ٹھیک ہے، مال و دولت کی تو ہمیں ویسے بھی چنتا نہیں ہے، اگر ہمارا تیل کا کام ہی صحیح چل جائے تو سمجھ لے مال و دولت تو ہم خود کما لیں گے اصل میں ہمارا کوئی بڑا نہ ہے، کیا سمجھا، منش کا اگر بیٹا ہوتا ہے تو اسے بڑا سہارا ہوتا ہے، پر کیا کریں لونڈیاں ہیں دو اور کوئی بھی نہیں ہے، مجبور ہیں، لوگ مارے ہیں چھین لے ہیں، اب بیس گنیاں چھپنی ہوئی ہیں ایک ساہوکار نے ہماری، بیس گنیاں، تو سوچ ذرا بیس گنیاں منش جیون بھر کما سکے ہے دوبارہ، ارے بچپن کی کمائی تھی ہماری، پتا جی نے دی تھی ہمیں، کہنے لگے کہ دیکھ تیجو انہیں خرچ مت کرنا، تیرا کوئی بیٹا ہو تو اس کے لیے رکھ لینا اور اس سے بھی یہی کہہ کے جانا کہ وہ ان گنیوں کو خرچ نہ کرے اور اگر مجبوری ہی ہو، کوئی ایسی بری پڑے کہ تو کچھ نہ سکے تو پھر گنیاں ہو ویں ہی اسی لیے کہ منش انہیں استعمال کرے اب دیکھو نا، دو بٹیاں ہیں ہماری، دونوں کی دونوں سسری جوان ہو رہی ہیں، یہ لمبی بیل جیسی ہو گئی ہیں، پر ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، اب اگر تو ہمیں مل گیا ہے بیاس تو کم از کم ساہوکار سے ہماری بیس گنیاں تو لے کر ہمیں واپس دے دے گا نا؟"

"اس کا وعدہ کرتا ہوں۔"

"لے تو اور کیا چاہیے، ارے جس سسرے کا من کرے ہے ہمارے پانچ جوتے لگا جائے ہے ہمارا سر پر مجبور ہے ہم بھلا کسی سے مقابلہ کیسے کر سکے ہیں، پر تو اب ہمارا بیر ہے، ہے نا؟"

"ہاں ہوں۔" میں نے جواب دیا اور دل ہی دل میں خوش ہونے لگا کہ میں نے جس مقصد کے لیے قدم اٹھایا ہے، اس کے راستے ہموار ہوتے جا رہے ہیں، اگر میں ایک کمزور انسان کے کام آ جاؤں تو اس سے زیادہ من کی شانتی اور کہاں مل سکتی ہے اور پھر یہ سیدھا سادا انسان جو کمزور ہے اور اپنی زندگی کے لیے کسی سے لڑ نہیں سکتا۔ میں اس کے لیے سہارا تو بن سکتا ہوں۔

"ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلے گا۔"

"چلوں گا تیجو مہاراج آپ کا بیر ہوں۔" میں نے جواب دیا اور وہ خوشی سے اچھل پڑا۔

"کیا کہا تو نے۔ تیجو مہاراج؟"

"ہاں۔"

"ارے جیتا رہے، سکھی رہے بھگوان کرے، ارے ہمیں تو آج تک کسی نے تیجو بھی ٹھیک سے نہیں کہا اور تو کہہ رہا ہے تیجو مہاراج۔"

"آپ میرے ان داتا ہیں ناں۔"

"ارے نہ ہی رے، اب تو من نہ کرے ہے تجھے اپنا بیر کہنے کو، ارے بڑا ہمارا کوئی بیٹا نہ ہی ہے ناں، تو کچھ بھی ہے پر بھگوان تجھے سکھی رکھے، ہٹا کٹا ہے، اچھی صورت کا مالک ہے، دیکھنے میں ہی من کو سندر لگتا ہے، ارے بھائی مہاراج کہہ لیا کر بس ہمیں، ہم نہ ہی تیرے ان داتا بس ہمارے کچھ کام کر دے، ہمارا جیون سدھر جائے، بس اس کے سوا کچھ نہ ہی چاہیے ہمیں۔"

"آپ چنتا ہی نہ کریں تیجو مہاراج، بس یوں سمجھ لیں کہ اب آپ کے دلدر دور ہو گئے۔"

"ارے خوشی سے مر نہ جائیں ہم، ایسی باتیں بھگوان کی سوگند جیون بھر نہ سنیں، تو چل اب ہمارے ساتھ چل اور ہمارے کام آ، دیکھ بھیا چھوٹا سا گھر ہے ہمارا، کوٹھو لگا ہوا ہے بیچ صحن میں، دو کمرے ہیں ایک میں چھوکریاں رہتی ہیں، دوسرے میں ہم پتی پتنی، پر ہمارے گھر کا آنگن بہت بڑا ہے اور ایک طرف املی کا پیڑ بڑا گھنا ہے، اس کے نیچے ہم چارپائی ڈال دیں گے تیرے لیے، بس وہاں آرام کریو۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے، ان باتوں کی تم فکر مت کرو تیجو مہاراج۔"

"تو پھر چل آجا، ارے آج ہمیں یوں لگ رہا ہے جیسے بھگوان نے ہماری جیون بھر کی تپسیا سویکار کر لی ہو، ارے دھرم آنند مہاراج، بھگوان تمہارا بھی بھلا کرے، بیس روپے تو لے لیے تم نے پر کام بہت بڑا کر دیا۔" تیجو تیلی خوشی سے دیوانہ ہو رہا تھا اور میں موازنہ کر رہا تھا اب تک گزرے ہوئے واقعات کا، ماضی میں جو کچھ بھی ہوا تھا میرے ساتھ وہ گزری ہوئی بات تھی، ہر انسان کو آنے والے لمحات کا تجسس ہوتا ہے، شاید مجھے بھی اب آنے والی زندگی سے ہی دلچسپی ہو گئی تھی، جو چھوڑ دیا تھا وہ چھوڑ دیا تھا جس نے جو کچھ کیا تھا وہ اس کا کام تھا، شاید میرے لیے یہی راستے تھے۔ فاصلے طے کرتا ہوا اس آبادی میں داخل ہو گیا جو اچھے خاصے مکانات پر مشتمل تھی، مختلف طبقے نظر آ رہے تھے، کچھ مکانات لال اینٹوں سے بنے ہوئے پکے، خوبصورت، کچھ کچی مٹی سے بنے ہوئے اور انہی میں جگہ جگہ جھونپڑے نظر آ رہے تھے، اطراف کھیت بکھرے ہوئے تھے جن کے درمیان جگہ جگہ درخت تھے، سرسبز علاقہ تھا، نگاہوں کو بھی بھلا معلوم ہوتا تھا، غریب لوگوں کی بستی، اکا دکا دکانیں جن میں ضروریات زندگی کے سامان کی خرید و فروخت ہوتی تھی انسانی زندگی سے ایک طویل عرصے دور رہنے کے بعد اب ایک بار پھر انسانی زندگی کا تجزیہ کرنے کا موقع مل رہا تھا۔ ایک طرف وہ خانہ بدوش قبیلے تھے جو کسی بھی جگہ قیام کر کے اپنی بستیاں آباد کر لیا کرتے تھے اور دوسری طرف یہ آباد بستیاں، میں نے محلات بھی دیکھے تھے، انسانوں کی زندگی مختلف انداز میں گزرتی ہے، کہیں بھی یکسانی نہیں ہوتی، ہر ایک کا اپنا طرز زندگی ہے اور وہ اپنے حالات کے مطابق وقت بسر کرتا ہے، اگر واقعی مجھے ایک طویل زندگی مل گئی ہے تو اس زندگی کا تجزیہ کرنے میں مجھے بہت لطف آیا تھا، بہرحال اس وقت تو میں تیجو تیلی کا بیر تھا جسے اس نے جنتر منتر پڑھ

کر قابو کیا تھا اور جس کے لیے کسی جھوٹے سادھو مہاراج دھرم آنند نے بیس روپے وصول کیے تھے اس سے' بہرحال وہ بھیا اپنا کام دکھا گئے تھے' لیکن تیجو تیلی کا بھی کام ہو گیا تھا۔

وہ مجھے لیے ہوئے اپنے چھوٹے سے کچے مکان کے پاس آگیا۔ دروازے پر کھڑے ہو کر بولا۔

"یہ ہے ہمارا گھر' بہت پہلے بھیا اچھی خاصی کمائی ہو جایا کرتی تھی ہماری' پرکھوں کی چھوڑی ہوئی زمین ہے' بس لیپ لاپ کر اس قابل بنا دیتے ہیں ہمیشہ کہ ساون کے موسم کو سنبھال لے باقی سب ٹھیک ٹھاک ہے۔"

"ساون کے موسم کو سنبھالنے کا کیا مطلب ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"بھیا' جب بارشیں ہوویں ناں تو جھڑی لگ جاوے ہے اور جب جھڑی لگے ہے تو پانی زمین کے نیچے چلا جاوے ہے پھر گریں ہیں دیواریں بس گھر کی دیواریں مضبوط ہوں ناں تو سمجھ لے سب ٹھیک ہوتا ہے۔"

میں نے مسکرا کر گردن ہلائی' بڑی اچھی بات کہہ گیا تھا وہ' گھر کی دیواریں مضبوط ہوں تو سب ٹھیک ہوتا ہے واقعی بڑا فلسفیانہ جملہ ہے۔ اس نے دروازے کی کنڈی کھڑکائی اور ایک مست شباب نے دروازہ کھول دیا' لہنگا اور چولی پہنے ہوئے تھی' پر اوڑھنی بھی تھی' چہرہ جیسے گلاب کے پھول کے مانند کھلا ہوا' بدن پرواز کے لیے تیار قیامتیں شوریدہ سر' اپنے آپ سے بے پروا محنتوں کا ثمر' اپنے وجود میں سجائے ہوئے' پہلے باپ کو دیکھا پھر مجھے اور پھر جھجکتے ہوئے سے انداز میں پیچھے ہٹ گئی۔

"آجا' یہ روپا ہے میری بڑی بیٹی' اس سے چھوٹی شلپا ہے' دونوں ہی بڑی نٹ کھٹ ہیں' دیکھنے میں تو لگے ہیں سیدھی سادی پر بھیا ان کی کیا بات کروں تجھ سے' آفت کی پرکالائیں' بڑے بڑوں کے کان کاٹے ہیں۔"

روپا نے کوئی جواب نہیں دیا واپس پلٹ کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اندر جانے لگی۔ میں نے گھر کے صحن کو دیکھا' سامنے رسوئی بنی ہوئی تھی' دوسری ضروریات کے بھی چھوٹے چھوٹے حصے تھے اور دو کمرے' وسیع و عریض صحن جس کے بیچوں بیچ ایک خاص قسم کی چیز پڑی ہوئی تھی' غالباً" اسے ہی یہ شخص کولھو کہتا تھا بہرحال املی کا وہ درخت جس کا اس نے حوالہ دیا تھا' اتنی وسعتیں رکھتا تھا کہ میں آرام سے اس کے نیچے زندگی گزار سکوں اور پھر زندگی گزارنے کا تو کوئی تصور بھی نہیں تھا میرے ذہن میں' بات تو صرف اتنی سی تھی کہ مجھے تھوڑا سا وقت گزار کر تیجو تیلی کے معاملات کو سدھارنا تھا اور میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ بھی میری زندگی کا ایک خاصا دلچسپ تجربہ ہوگا۔ روپا اندر چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد ایک عمر رسیدہ عورت جس کے چہرے مہرے ہی سے اندازہ ہوتا تھا کہ تیجو کی بیوی ہے' ہاتھ میں جھاڑو لیے باہر آگئی' آنکھیں قہر برسا رہی تھیں' مجھے دیکھا پھر تیجو کو دیکھا اور عجیب سے لہجے میں بولی۔

"آج جلدی کیسے آمرے؟"

"ارے ارے ایسی باتیں کرتے ہیں بسنتی اور وہ بھی وہ بھی........"

"ہاں ہاں' کون ہیں یہ مہاراج' کون مہاشے ہیں یہ؟"

"ارے ارے' تجھے لڑنے کے سوا اور کچھ آوے ہے؟"

"آتا تو بہت کچھ تھا پر کیا کروں اب یہی بھاگ رہ گئے ہیں' کون ہو بھیا تم' کہاں سے آئے ہو اس کے پیچھے پیچھے' یہ تو نکما ہے کام کا نہ کاج کا' بس ہمارے جیون کو روگ لگ گیا ہے' پر تم کون ہو بھیا کسی کام سے آئے ہو یا یہ بہلا پھسلا کر تمہیں لے آیا ہے؟"

"دیکھ بسنتی' ہوش میں آجا' ارے جان نہ پہچان لگ گئی بڑبڑ کرنے' بس سمجھ سارے دلدر دور ہو گئے تیرے۔"

"سب سے بڑے دلدر تو تم ہو ہمارے لیے تیجو مہاراج' تم دور ہو جاؤ تو شاید جیون میں کوئی اچھی بات ہو جائے۔"

"دیکھ رہے ہو' دیکھ رہے ہو پر دوش اس کا نہیں سچ ہی تو کہہ رہی ہے بیچاری' اتنی پریشانیاں اٹھائی ہیں میرے ساتھ' اتنے کشٹ اٹھائے ہیں اس نے کہ اب اس کی زبان ہی سڑ کر رہ گئی ہے' ایسی ہی باتیں نکلتی ہیں بیاس بھیا اس کے منہ سے' تم چنتا مت کرنا اس بات کی۔"

"نہیں تیجو جی' میں بھلا اس بات کی چنتا کیسے کروں گا؟"

"ہاں باؤلی تو کہہ ہی چکا ہے یہ ہمیں' پر تم اپنی کہانی سنا دو' کیسے آئے ہو' کوئی کام ہے؟"

"ارے ہم سے پوچھ چل اندر چل' اندر چل کر باتیں کریں گے دیکھ فضول باتیں مت کر جو میں نے تجھ سے کہہ دیا ہے وہی کر چل اندر چل' بیاس بھیا ذرا املی کے پیڑ کے نیچے بیٹھو' میں ابھی تمہاری چارپائی لے کر آتا ہوں۔" تیجو نے بیوی کے شانے پر ہاتھ رکھا اور ذرا زور سے اسے دھکیلا۔ اس نے پلٹ کر غصیلی نگاہوں سے تیجو کو دیکھا تو تیجو اسے زور سے دھکا دیتا ہوا بولا۔

"اب جو میں کہہ رہا ہوں وہ کر کیا فائدہ پیر کی عزت ہاتھ میں لے لوں۔"

بیوی غالباً" پیر کی عزت کو ہاتھ تک نہیں پہنچنے دینا چاہتی تھی' چنانچہ واپس چل کر اس بڑے سے کمرے میں داخل ہو گئی جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا' روپا دوسرے کمرے میں پہنچی تھی اور میں نے محسوس کر لیا تھا کہ کمرے میں بنی ہوئی چھوٹی سی کھڑکی سے دو چہرے جھانک رہے تھے' روپا کو دیکھ کر ایک عجیب سا احساس ہوا تھا' بہرطور خوبصورت لڑکی تھی' لیکن یہ خیال بھی فوراً" ہی دل میں آتا تھا کہ ایک غریب کی عزت ہے' عزت

غریبوں ہی میں ہوا کرتی ہے باقی لوگ تو شاید ان تمام چیزوں کی پروا بھی نہیں کرتے' میں راج محل میں راجاؤں مہاراجاؤں کے گھرانوں کو دیکھ چکا تھا۔ املی کے پیڑ کے نیچے صاف ستھری جگہ تھی بیٹھ گیا اور املی کے بڑے سے تنے سے پشت لگا کر سوچنے لگا کہ یہاں اس آبادی میں گزرنے والے واقعات کافی دلچسپ ہوں گے۔ تیجو مہاراج کے مذاکرات کا دور اندر چل رہا تھا اور اس کے نتائج برآمد ہونے والے تھے' ویسے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ دھرم پتنی جی کافی تیز ہیں' پتا نہیں تیجو مہاراج جی کی ان کے سامنے کچھ چلے گی یا نہیں' اب یہ ان کا معاملہ تھا میں یہاں تک آگیا تھا تو چاہے اس احاطے کے اندر رہنے کی جگہ ملے یا نہ ملے مجھے ان کے کام تو سرانجام دینا ہی تھے لیکن صورت حال کسی بہتر موڑ پر آکر ختم ہوئی تھی۔ تیجو مہاراج باہر نکلے اور پیچھے دھرم پتنی' دونوں کے دونوں کمروں کے عقبی حصے میں چلے گئے تھے۔ دھرم پتنی جی تو واپس آگئی تھیں۔ تیجو مہاراج البتہ کچھ دیر کے بعد ایک چارپائی کندھے پر لادے ہوئے پیچھے سے برآمد ہوئے۔ گویا میری یہاں رہائش کو قبول کر لیا گیا تھا' چارپائی املی کے پیڑ کے نیچے بچھا دی گئی۔ تیجو مہاراج بولے۔

"ادوائن کس کے لایا ہوں' ڈھیلی پڑی ہوئی تھی سسری' ارے بسنتی آگئی چارپائی دری چادر لے آ۔" میلی سی دری اور اس پر چادر بچھا دی گئی' میں نے ہنس کر کہا۔

"آپ تو اس طرح میری سیوا کر رہے ہیں مہاراج جیسے میں آپ کا مہمان ہوں۔"

"ارے بھیا' برا مت مانیو ہماری کسی بات کا' بھگوان کی سوگند سمجھ میں نہ ہی آوے کہ کس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے ہم تو اسی بات پر حیرت کھا رہے ہیں کہ تو ہمارا بیر ہے پر جو کچھ بھی ہے رہ تو آرام سے' ارے یہ تھوڑی ہے کہ ہم بیر سمجھ کر تجھے بے عزت کریں' مہمان ہی ہے ہمارا۔" بسنتی رانی اب بھی کڑی نگاہوں سے مجھے گھور رہی تھیں' غالباً انہیں اس بات پر یقین نہیں آیا تھا کہ تیجو جیسا ناکارہ آدمی بھی کوئی منتر پڑھ کر کسی بیر کو قبضے میں کر سکتا ہے' نجانے بیچاری دل میں مجھے کیا سمجھ رہی تھیں' خیر اب جو کچھ بھی ہے گزارنی ہی پڑے گی' کچھ دیر کے بعد وہ اندر چلی گئیں تو تیجو بولا۔

"کیا کھائے گا بھیا' کیا کھاوے ہے ہمیں بتا دے۔ بھیو ہم غریب آدمی ہیں' تیری زیادہ سیوا تو نہیں کریں گے پھر جو بھی دال دلیا بھگوان نے دیا ہے تو بھی کھا لیا کر۔"

"دال دلیا ہی کھاتا ہوں تیجو مہاراج۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"سسری کو تیار تو کر لیا ہے کہ پوریاں اور آلو کی ترکاری پکا لے' کھوپڑی گھوم گئی تو بات دوسری ہے ورنہ ترکاری بڑی بڑھیا پکاتی ہے' ارے دونوں چھوکریاں کہاں مر گئیں۔ اری روپا' شلپا کہاں کمرے میں گھسی ہوئی ہو تم' باہر نکلو رسوئی میں کام کرو' دودھ پیئے گا بیا اس؟"

"نہیں مہاراج' اس وقت کوئی چیز نہیں چاہیے۔"

"بتا دیجیو بھیا جو بھی چیئے تجھے۔" تیجو نے کہا اور پھر مجھ سے اجازت لے کر اٹھ گیا۔ میرا دل لمحہ لمحہ اس کے لیے پگھل رہا تھا۔ بڑا معصوم سا آدمی تھا نجانے کیا کیا سوچیں میرے ذہن پر حملہ آور ہو گئیں اور میں چارپائی پر دراز ہو گیا۔ بہت سے خیالات آ رہے تھے اب زندگی کی ڈگر پوری طرح بدل جانی چاہیے ایک طرح سے اشیش بھگونت سے رابطے ختم ہی ہو گئے ہیں۔ اس شخص نے صرف اپنے بارے میں سوچا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا رہا ہے' میرے لیے اس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے یہ احساس ہو سکے کہ اسے میری ذات سے بھی کوئی دلچسپی رہی ہے۔ عجیب سا شخص نکلا وہ' باقی رہا اس کے دو دشمنوں کا معاملہ تو دشمنی ان کی اس سے ہے مجھ سے تو نہیں اور اگر وہ میرے شناسا ہو بھی چکے ہیں تو ٹھیک ہے اگر کبھی سامنے آئیں گے تو دیکھا جائے گا۔ یہ نئی زندگی مجھے اس وحشت ناک زندگی سے زیادہ اچھی لگ رہی تھی' آخر انسان تھا اور انسانیت کی سوچوں سے زیادہ دور نہیں ہٹ سکا تھا۔ لڑکیاں باہر نکل آئیں اور کام میں مصروف ہو گئیں' میں نے ان پر زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔ ذہن میں خیالات تو شاید کسی جوان عمر کے جانور کے بھی آتے ہوں گے اور وہ اپنے طور پر کچھ سوچتا ہو گا' لیکن اب جو نئی کیفیت دل میں بیدار ہوئی تھی اس میں انسانیت کے تھوڑے سے جذبے بھی تھے کم از کم ایسے لوگوں کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہیے جو اس قدر بے ضرر اور معصوم ہوں' چنانچہ اس کے لیے مجھے اپنی تربیت کرنا پڑے گی۔ لڑکیوں پر میں نے کوئی خاص توجہ نہیں دی پھر پوریاں تلنے کی خوشبو اڑنے لگی۔ انسانی صفات اب بھی میرے اندر موجود تھیں' ہر چیز سے پسند یا ناپسند کا رشتہ قائم تھا۔ تیجو نے مجھے کھانے پر مدعو کر لیا اور وہیں سادگی سے زمین پر چادر بچھا کر کھانے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا' ابھی ہم کھانا شروع بھی نہ کر پائے تھے کہ کسی نے دروازے کی زنجیر بجائی اور تیجو کی دھرم پتنی بسنتی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ آنے والا ایک پستہ قامت شخص تھا' جس کی دھوتی توند سے کافی نیچے بندھی ہوئی تھی' اوپر اس نے ایک بنڈی قسم کی چیز پہنی ہوئی تھی' سر گھٹا ہوا تھا' عجیب و غریب شخصیت تھی' پیچھے چار آدمی اور تھے جو کاندھوں پر بوریاں لادے ہوئے اندر آئے تھے۔ پستہ قامت شخص نے تیجو کو دیکھا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔

"چھے من السی ہے تیجو' کب تک تیل نکال کر دے دے گا؟"

"ارے بھیا جب تم کہو گے۔ ہم تو محنتی آدمی ہیں۔"

"جتنی جلدی کام کر سکے اچھا ہے' بیل کرائے پر لے لیجیو

جلدی کام ہو جائے گا' مجھے بہت جلدی اس کا تیل چاہیے۔"

" ٹھیک ہے بھیا تو چنتا مت کر' تو یہ بتا کہ تجھے کب تک چاہیے یہ تیل۔"

"بس جب بھی نکال لے مجھے فورا" خبر کر دیجیو مگر جتنی جلدی کام ہو اچھا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔"

"یہ کون ہے؟"

"ہمارا رشتے دار ہے' بس اب تم جاؤ۔" تیجو نے کہا اور وہ شخص لالچ بھری نگاہوں سے پوریوں کو گھورتا ہوا باہر نکل گیا' ساتھ ہی اس کے وہ دوسرے آدمی بھی نکل گئے تھے۔ تیجو کانوں کو ہاتھ لگا کر بولا۔

"بھیا یہ مت سمجھیو کہ ہم کمینے ہیں' اگر اسے نہ اٹھا لیتے پوریاں کھانے کے لیے تو سارے گھر کی پوریاں کھا جاتا اور ڈکار نہ مارتا' لوگ اس کے سامنے کھانا کھانے سے ڈرے ہیں' بہت خوراک ہے اس کی' چلو تم کھاؤ' ٹل گئی بلا اچھا ہوا۔"

"یہ کیا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ارے ہمارا یہی کام ہے اب سسرے بیل تو ہیں نہیں جو کچھ کرے ہیں اس پر من بھی روئے ہے پر کیا کریں بھیا تقدیر کا لکھا۔"

"مطلب؟"

"ارے تم کھانا کھاؤ چھوڑو' یہ السی ہے اور وہ بنیا ہے جو السی کا تیل بیچتا ہے' یہ تیل ہم نکالتے ہیں' اب وہ جتنے من السی دے گیا ہے اس کی مجوری مل جائے گی ہمیں' بھیا دال روٹی چل جائے گی تم کھانا کھاؤ۔"

میں نے خاموشی سے گردن ہلا دی۔ تیجو کے اس احاطے میں میری پہلی شام گزر گئی اور رات آ گئی ابھی تک اس بیچارے نے مجھ سے کوئی کام نہیں لیا تھا' ویسے بھی میں یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ بیر ویر کیا ہوتا ہے' بس بہت تھوڑی سی معلومات تھی اس سلسلے میں اور میں نے اسی کے سہارے عمل کرتے ہوئے' اس کے کہنے پر اپنے آپ کو اس کا بیر ظاہر کر دیا تھا اب اس میں میرا بھی کوئی قصور نہیں تھا۔

رات کو نجانے کیا کیا سوچتا رہا اور پھر درخت کے ٹھنڈے پتوں کے نیچے نیند نے میری آنکھوں میں بسیرا کر لیا' بڑا پر سکون سویا لیکن بہت صبح کچھ غیر معمولی آوازیں سن کر آنکھ کھل گئی' دیکھا تو ایک عجیب تماشا ہو رہا تھا' تیجو کی دونوں بیٹیاں وہ چیز جسے تیجو نے کولھو کے نام سے پکارا تھا اسے پکڑے ہوئے ایک دائرے میں گھوم رہی تھیں' تیجو بھی جاگ رہا تھا اور اس کی بیوی بھی' تیجو بھی دونوں بچیوں کے ساتھ لگا ہوا تھا اور اس کی بیوی کولھو کے اندرونی حصے میں وہ چیز ڈال رہی تھی جسے انہوں نے السی کا نام دیا تھا' گویا اس کا تیل نکلنا شروع ہو گیا تھا' لیکن لڑکیاں جس طاقت کے ساتھ اس کولھو کو کھینچ رہی تھیں اسے دیکھ کر میرے دل میں رحم کے جذبات ابھر آئے۔ میں چارپائی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور انہیں دیکھنے لگا ان لوگوں نے ابھی میری جانب توجہ نہیں دی تھی' دونوں لڑکیاں پسینے پسینے ہو رہی تھیں ان کے چہرے تمتما رہے تھے لیکن وہ مسلسل کولھو گھسیٹ رہی تھیں۔ میں نے ان کے پیروں کی جانب دیکھا' پیروں میں کپڑے کے گودڑ باندھے گئے تھے تاکہ پیر زخمی نہ ہوں' میرے دل میں رحم کی ایک لہر اٹھی اور میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا تو وہ سب ہی چونک پڑے' لڑکیاں جھینپ کر ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگیں ان کے چہروں پر شرمندگی کے آثار تھے' لیکن اس مشقت نے انہیں جو حسن بخشا تھا اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا تھا۔ بکھرے ہوئے بال جو چہرے پر جگہ جگہ پسینے سے چپکے ہوئے تھے' تمتمایا ہوا سرخ چہرہ' چھلکتی ہوئی آنکھیں اور بس اس سے آگے بڑھنے کو جی نہیں چاہتا تھا' تقدس کا ایک احساس جاگا تھا میرے دل میں جو شاید میری اپنی ذات کے اندر سے ابھرنے والی کوئی چیز تھی' کیونکہ میں نے اس کا تجزیہ کبھی نہیں کیا تھا۔ سارا کام رک گیا' میں خاموشی سے ان کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ میں نے تیجو سے کہا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے تیجو مہاراج؟"

"رے بھیا تیل نکال رہے ہیں اور کیا ہو رہا ہے؟"

"ایسے نکلتا ہے تیل؟"

"لے تو اور کیسے نکلے ہے؟"

"میرا مطلب ہے یہ چیز جسے تم نے کولھو کا نام دیا ہے چلانے کے لیے کوئی اور طریقہ نہیں استعمال کیا جا سکتا؟" تیجو کی گردن جھک گئی' اس کی بیوی کے چہرے پر حزن و ملال کے آثار نظر آنے لگے' تیجو نے کہا۔

"بیل تھا ایک ہمارا' مر گیا سسرا' اور اس کے بعد بھیا ہماری اتنی ہمت کہاں کہ ہم نیا بیل خرید لیتے' کام دھندا اسی وقت سے ہلکا پڑ گیا' اپنے بدن میں اتی جان نہیں تھی کہ کولھو گھسیٹ سکتے' بس بھگوان سدا سکھی رکھے ان بچیوں کو۔ کیا سکھ دیکھا ماتا پتا کے پاس کولھو چلاتی ہیں جانوروں کی طرح اور اور...." تیجو کی آواز بھرا گئی۔

میں خاموشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا' پھر میں نے کہا۔

"تیجو مہاراج' یہ کولھو میں چلا سکتا ہوں۔"

"ارے نہ بھیا' نہ بھیا' ہم تم سے یہ کام نا ہی لے سکت معاف کر دو ہم کو۔" تیجو آہستہ سے بولا۔

میں اس شریف آدمی کی ہر کیفیت کو محسوس کر رہا تھا۔ میں نے کہا۔

"دیکھو تیجو مہاراج' میں انسان تو ہوں نہیں کہ مجھے یہ کولھو چلانے میں دقت پیش آئے' بیر ہوں تمہارا' بیر اسی لیے قبضے میں کیے جاتے ہیں کہ وہ سارے کام کریں' اب اگر بیر ہوتے ہوئے

"باؤلی ہے نری باؤلی۔ اری باؤلی اس کی طرف کبھی من نہ لگانا۔"

"اور خود تو اس کے بارے میں باتیں کیے جا رہی ہے۔"

"تو باتیں کرنے سے کیا ہوتا ہے۔"

"ہوتا تو بہت کچھ ہے۔"

"نہیں ری' بس ٹھیک ہے وہ بیر ہے ہمارے کام نہیں آ سکتا۔"

"ہمارے کام کیسے آتا؟"

"بکے جا رہی ہے۔ میں نے تو بس ایسے ہی کہا تھا۔"

"لگتا ہے تیرے من میں بھی اس کا چتر بندھ گیا ہے؟"

"اچھا تو لگا ہے وہ مجھے اور خاص طور سے جب وہ محنت کر رہا تھا تو مجھے بڑی دیا آ رہی تھی اس پر۔"

"ٹھیک ہے' ٹھیک ہے مجھے منع کر رہی ہے اور خود اس کی باتیں کیے جا رہی ہے۔"

"چل دیکھیں کر کیا رہا ہے؟"

"اری نہ رے نہ اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا تو کیا ہوگا؟"

"ہوگا کیا۔ کہہ دیں گے باہر گھومنے نکلے تھے۔"

"رات کے اس سمے؟"

"تو ابھی کون سی رات بیت گئی ہے۔"

"پھر بھی اچھا نہیں ہوگا یہ۔"

"اچھا چل دروازے سے جھانکیں۔"

"ہاں ایسا کر لیتے ہیں۔ دور ہی کتنا ہے وہ؟" لڑکیوں کے جسموں کی سرسراہٹ سنائی دی تو میں نے ایک لمبی دوڑ لگائی اور واپس آ کر اپنی چارپائی پر لیٹ گیا۔ دل میں عجیب سی اینٹھن ہو رہی تھی' یہ دو ارمان بھری نوخیز لڑکیوں کے دلی تاثرات تھے لیکن تیجو مل ایسا انسان تھا کہ اسے کوئی دکھ دے کر زندگی بھر خود بھی دکھی رہنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایسے معصوم آدمی کو کوئی ایسی چوٹ دینا بالکل غیر مناسب تھا کہ اس کی عزت بھی خطرے میں پڑ جائے۔ نہیں یہ مناسب نہیں ہے۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا اور اس کے بعد چارپائی پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔

دروازہ کھلا۔ دونوں لڑکیاں باہر آئیں' ڈرتی جھجکتی میرے نزدیک پہنچیں' دیر تک کھڑی مجھے دیکھتی رہیں اور پھر چوری چوری واپس جا کر اپنے کمرے میں بند ہو گئیں۔ میں مسلسل گہری گہری سانسیں لے رہا تھا پھر اس وقت باہر نکلنے کو بھی جی نہیں چاہا اور میں سونے کی کوشش کرنے لگا۔

دوسری صبح معمول کے مطابق پرسکون تھی۔ اس گھر میں میرے لیے کافی گنجائش نکل آئی تھی اپنے طور پر خود اپنا تجزیہ کیا تو احساس ہوا کہ انسانی فطرت سے مختلف طبیعت نہیں رکھتا۔ ہر چیز سے دل متاثر ہوتا ہے۔ تھوڑا سا دن چڑھا تو کل والا شخص یہ معلوم کرنے آیا کہ اس کا دیا ہوا کام شروع ہوا ہے یا نہیں۔ یہ موقع تیجو مل کے لیے بڑی خوشی کا تھا اس نے سینہ تانتے ہوئے کہا۔

"تیرا کام ہو گیا ہے۔"

"کیا؟" بنیے نے حیرانی سے پوچھا۔

"وہ رکھے ہیں تیرے تیل کے پیپے اور وہ رکھی ہوئی ہے کھلی۔ دیکھ لے۔"

"کیا کہہ رہا ہے تیجو۔ کیا بھوتوں کو بلا لیا تھا کام کرنے کے لیے۔ ارے سارے کا سارا تیل نکال گیا کیا؟"

"ہاں بھائی ہاں۔ اب تو ایسا کر کہ اپنے پیپے اٹھا اور ہماری مجوری ہمیں دے جا۔"

"مم مگر یہ ہوا کیسے؟"

"ارے تجھے آم کھانے سے مطلب ہے یا پیڑ گننے سے۔"

"وہ تو سب ٹھیک تیجو مل لیکن اپنی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے۔"

"او بھائی تو سمجھنے کی کوشش بعد میں کر لیجیو' ہمارے پیسے ہمیں دے جا۔ بعد میں آرام سے سمجھتا رہیو۔"

بنیے نے اپنی دھوتی کی لانگ کھولی اور مزدوری کے پیسے نکال کر تیجو کے ہاتھ پر رکھ دیے۔ تیجو کی آنکھیں فخریہ انداز میں چمک رہی تھیں۔ بنیے نے کہا کہ وہ ابھی لوگوں کو بلا کر لاتا ہے تاکہ وہ تیل کے پیپے اٹھا کر لے جائیں۔ جب وہ چلا گیا تو تیجو نے پیسے اپنی دھرم پتنی کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"یہ ہے میرے بیر کی پہلی کمائی۔"

"ہے بھگوان اگر ایسے ہی کام ہوتا رہے تو ہم تو مالدار ہو جائیں گے۔"

"ارے ایسے نہیں کام تو اور طرح سے بھی ہوگا۔ باؤلی دیکھتی تو جا کوئی ایسا ویسا منتر نہیں پڑھا ہے میں نے چالیس دن خرچ کیے ہیں پورے چالیس دن۔" تیجو اکڑ کر بولا اور اس کی دھرم پتنی اب اس کی ہر بات کو سراہنے لگی۔ دونوں لڑکیوں کا انداز البتہ دبا دبا سا تھا۔ میں ان کی دلی کیفیات کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات رکھتا تھا لیکن بہرطور میں نے انہیں ایک نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا۔ بنیا اپنا مال اٹھا کر لے گیا اور تیجو کے گھر میں خوشیاں اتر آئیں۔ سارا دن ہنستے بولتے رہے تھے وہ لوگ' شام کو تیجو نے میرے پاس پلنگ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ویسے تو تم ہمیں مہاراج کہتے ہو اگر ہم بھی تمہیں مہاراج کہیں تو کیا حرج ہے؟"

"تم مجھے صرف بیاس کہو مہاراج تیجو۔"

"تم نے تو ہمارے دن ہی پھیر دیے ہیں بھیا۔ ہم تو اب صرف یہ سوچ رہے ہیں کہ آگے کیا ہوگا؟"

"کچھ نہیں ہوگا تیجو۔ میں تمہیں وہ سب کچھ دوں گا جس

کے لیے تمہارا من کرتا ہے۔"
"بھگوان تمہیں سکھی رکھے۔ اچھا یہ تو بتاؤ اس چکت لال سسرے سے کب ملو گے؟"
"چکت لال سے ملنا کیا بے حد ضروری ہے؟"
"بھیا بیس گنیاں بھم (ہضم) کرلی ہیں اس نے ہماری۔ بھگوان کی سوگند کلیجا نکال لیا ہے سسرے نے اگر ہو سکے تو ہماری وہ بیس گنیاں ہمیں اس سے دلوا دو۔ دیکھ چکے ہو کہ ہماری دونوں بیٹیاں جوان ہیں اگر ایسا ہو جائے تو ہمارے تو دن ہی پھر جائیں۔"
"تو پھر ابھی چلو؟"
"ابھی ناہیں۔ ذرا معلوم کرلیں کہ چکت لال سسرا ہے کہاں۔ کام کر رہا ہے یا کہیں باہر گیا ہوا ہے۔"
"چکت لال اور کیا کیا کرتا ہے؟"
"ارے بھیا مہاجن ہے بلکہ مہاجن ہے کیا کبھی تھا اب تو ساہوکار ہے' زمیندار ہے۔ نجانے کس کس کی زمینیں ہڑپ کرلی ہیں اس نے سود پر پیسے دے دے کر اور اب وہ بے چارے جو زمینوں کے مالک تھے ساہوکار کی زمینوں پر کسان بنے ہوئے ہیں۔ بہت سے آدمی رکھ چھوڑے ہیں اس سسرے نے اور اگر کوئی اڑی بھڑی کرتا ہے تو جوتے لگوائے ہے اسے' کوڑے پڑوائے ہے' بس یہ کام کرتا ہے اب تو سب ہی اس کے دبیل ہیں۔ جو کچھ وہ کہتا ہے انہیں کرنا پڑتا ہے۔"
"ہوں تو پھر ٹھیک ہے۔ تم معلوم کرلو اس کے بارے میں پھر اس کے پاس چلیں گے۔"
تیجو مل نے ہامی بھرلی پھر وہ باہر چلا گیا' بسنتی مہارانی اپنے کام سے لگ گئیں۔
"جے رام جی کی بیاس مہاراج۔" روپا نے کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا پھر ہنس کر بولا۔
"یہ پورا دن گزرے جے رام جی کی کیسے؟"
"بس بس ہم تو پہلی ہی بار آپ کے پاس آئے ہیں۔"
"کوئی کام ہے مجھ سے روپا؟"
"بات کرنی ہے آپ سے۔"
"تو بات کرو۔"
"وہ ہم...... ہم۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہے ہیں بیر مہاراج کہ بیر کیا ہووے ہے؟"
"جو ہوتا ہے وہ تمہارے سامنے ہے۔"
"مم...... مہاراج اگر ہم کوئی الٹی سیدھی بات کرلیں تو آپ برا تو نہیں مانیں گے؟"
"نہیں' لیکن اگر تم مجھے بیر کے بجائے بیاس کہو تو زیادہ اچھا نہیں ہوگا۔"
"اچھا تو لگے ہے ہمیں پر ڈر لگے ہے۔"
"کیوں؟"
"اس لیے کہ کہیں تم برا نہ مان جاؤ۔"
"اچھا چلو وعدہ میں تم دونوں کی کسی بات کا برا نہیں مانوں گا۔"
"بھگوان تمہیں سکھی رکھے' ہماری وہی بات ہمیں بتا دو۔"
"کون سی بات؟"
"کیا بیر منش ہووے ہے؟"
"نہیں۔"
"پھر کیا ہووے ہے؟"
"ہوا۔"
"ہم اگر تمہیں چھوئیں تو ہمارے ہاتھ تمہارے شریر کو لگیں گے؟"
"ہاں لگیں گے۔"
"تو پھر تم ہوا کیسے ہوئے؟"
"اس کے بعد اگر میں چاہوں تو تمہاری نگاہوں سے غائب ہو سکتا ہوں۔"
"تو اس سے کیا ہوتا ہے؟"
"اس سے کچھ نہیں ہوتا' میں تمہیں یہ بتا رہا تھا کہ میں منش نہیں ہوں۔"
"اچھا ایک بات بتاؤ' اگر تم منش نہیں ہو تو پھر منش جیسے روپ میں نظر کیوں آتے ہو؟"
"اس لیے کہ میرے ان داتا نے مجھے یہی حکم دیا ہے۔"
"تمہارا ان داتا کون ہے؟"
"تیجو مل مہاراج۔"
"پتا جی؟"
"ہاں۔"
"اچھا' اگر ہم پتا جی سے یہ کہیں کہ وہ تمہیں حکم دیں کہ تم بکری بن جاؤ تو کیا تم بکری بن جاؤ گے؟"
"ہاں۔" میں نے کہا اور دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑیں پھر بولیں۔
"ہائے رام' بکری بنے کیسے لگو گے تم؟"
"اب جیسا بھی لگوں یوں سمجھ لو بکری ہی لگوں گا۔" وہ دونوں خوب ہنستی رہیں پھر ان میں سے ایک نے یعنی روپا نے کہا۔
"اچھا بیر مہاراج ایک بات بتاؤ؟"
"بیر نہیں بیاس۔" شلپا نے درمیان میں دخل دیا۔
"ہاں بیاس جی' تمہارے من میں کچھ ہے؟"
"کیا مطلب؟"
"من ہے نا تمہارا؟"
"کیوں نہیں؟"
"اس میں پریم بھی ہوگا؟"

خاندان باہر نکل رہے تھے جن میں عورتیں بھی تھیں اور نوجوان لڑکیاں بھی۔ جوان مرد البتہ کوئی نہیں تھا وہ سب چکت لال کے گرد جمع ہو گئیں اور چکت لال انہیں بتانے لگا کہ اس کے گھٹنے کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے وہ لمبا لمبا پڑ گیا تھا۔ نوجوان لڑکیوں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی تو میں آگے بڑھا اور چکت لال کی پنڈلی پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔

"بیس گنّیاں تجھے واپس کرنی ہیں چکت لال اور اس وقت تک تجھے نہیں چھوڑا جائے گا جب تک کہ بیس کی بیس گنّیاں تیجو مل مہاراج کی جیب میں نہیں پہنچ جائیں گی اور یہ کام اگر چند لمحات میں نہ ہوا تو میں تیری پنڈلی پر دباؤ بڑھاؤں گا اور پنڈلی کی ہڈی تڑاخ سے ٹوٹ جائے گی۔"

"ارے نہ نہ مہاراج ارے نا۔ ہاتھ جوڑے ہیں ہم تمہارے بیس گنّیاں لے لو' اری جا' اری او سرسوتی جلدی سے اندر جا کے بیس گنّیاں نکال لا' ارے تیرا ستیاناس ہڈی پسلی توڑ دی ساری کی ساری' ارے مر گئے بھیا ہم تو سوچ لے تیجو مل تیرا اچھا نہیں ہو گا اور اور یہ ...... ارے پاپی کون ہے تو؟"

"چکت لال ابھی تک بیس گنّیاں نہیں آئیں۔"

"او سرسوتی کی بچی منہ کیا دیکھ رہی ہو ہمارا' جا لے آ بیس گنّیاں اس سے کھوپڑی چڑھ گئی ہے اس کی' پر دیکھ لیں گے بھگوان کی سوگند دیکھ لیں گے۔"

معمر عورت اندر چلی گئی تھی' غالباً "اس کا نام سرسوتی تھا' جو چند لوگ چکت لال کے آس پاس موجود تھے اور جنہوں نے اس معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں لی تھی بلکہ چکت لال کا یہ حشر دیکھ کر وہ کسی قدر خوش نظر آتے تھے' میں نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

"بھائیو! اگر آپ لوگوں کا بھی کچھ چکت لال پر موجود ہے تو یہ موقع اچھا ہے مجھے بتا دیجئے۔" باقی لوگ تو خاموش کھڑے رہے مگر تین آدمی آگے بڑھ آئے۔ انہوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"مہاراج' اس نے ہمارا جیون نشٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ ہماری زمینوں کو اپنے قبضے میں کر لیا ہے' مہاراج اس نے بہت روپیہ لیا ہے ہم اور ہمارا جیون خراب کیے ہوئے ہے اس سے کہیے کہ ہماری زمینوں کو آزاد کر دے۔"

"ارے کتے کے پلو! رقم نہیں لی ہے کیا تم نے مجھ سے؟"

"چکت لال اس وقت میں یہاں موجود ہوں جس نے جو کچھ لیا ہے وہ الگ بات ہے مگر ان کا جو کچھ تم نے لیا ہے اسے واپس کر دو۔"

"زمینیں اندر رکھی ہوئی ہیں اٹھا کر لے جاؤ۔" چکت لال جھلا کر بولا۔

"زمینیں تو اندر نہیں رکھی ہوئیں چکت لال' لیکن ایک بات تم یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ ان کی زمینوں پر اگر تم نے بری نظر ڈالی تو پھر تمہیں آنکھوں سے اندھا ہونا پڑے گا۔"

"باپوتی ہے نا سسرو تمہاری۔ ارے یہ کتے کے پلے حرام کا کھائے ہیں۔ بیس بیس سیر کی خوراک ہے اِن کی اور اب پڑے ہوئے ہیں آڑے ٹیڑھے' ترچھے سیدھے۔ ارے سسرو دیکھ لوں گا تمہیں۔"

"ہماری جان بچاؤ چکت لال' ہماری ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں' ہائے ہم مر رہے ہیں۔"

"سسرو مر ہی جاؤ' ایسے جیون سے تو تمہارا مرن ہی اچھا ہے۔" چکت لال نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اسی وقت سرسوتی واپس آ گئی تھی۔ سونے کی بیس گول گنّیاں اس نے چکت لال کے سامنے رکھ دیں تو چکت لال غرا کر بولا۔

"ارے نہیں کاہے دے رہی ہے' دے دے اس کو۔ بیس کی سونہ۔ وصول کیں تو چکت لال نام نہیں ہے۔" جب گنّیاں تیجو مل کے ہاتھ میں پہنچ گئیں تب میں نے چکت لال کے پاؤں پر سے پاؤں ہٹایا تھا اور اس کے بعد میں نے گھوم کر چکت لال سے کہا۔

"اور اس کے بعد چکت لال تم اپنا یہ کاروبار بند کر دو گے جن جن لوگوں سے تم نے جو کچھ لیا ہے ان میں سے ایمانداری کے ساتھ اپنے پیسے کاٹو گے اور باقی سب کچھ انہیں واپس کر دو گے اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں تمہارے اس گھر کو کھنڈر بنا دوں گا' سمجھے۔"

"تیرا راج ہو گیا کیا' دھول گری تیری اپنی ہو گئی کیا؟"

"واپس آؤں؟"

"ارے جا بھائی جا' جا' نجانے کس کا منہ دیکھا تھا صبح ہی صبح پر دیکھ لیں گے بیٹا' دیکھ لیں گے ہمارا نام بھی چکت لال ہے۔" چکت لال نے کہا۔ میں نے تیجو کے شانے پر ہاتھ رکھا اور آہستہ سے بولا۔

"آیئے تیجو مہاراج۔" تیجو بیس گنّیاں اپنے انگوچھے میں باندھ چکا تھا' جو کچھ بھی ہوا تھا وہ الگ تھا لیکن گنیوں کے مل جانے سے وہ اتنا خوش نظر آ رہا تھا جیسے اسے کائنات کی ساری دولت مل گئی ہو۔ میں ہنستا ہوا اس کے ساتھ واپس پلٹ پڑا۔ چکت لال کی حویلی میں جو کچھ بھی ہو رہا ہو وہ الگ بات تھی لیکن تیجو مل کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ گھر میں داخل ہوا تو ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے' انگوچھا کھول کر بیوی کے سامنے رکھ دیا۔ دونوں بیٹیاں بھی تھیں' یہ سارے کے سارے خوشیوں میں ڈوب گئے۔ تیجو مل بھی اس وقت ان کی خوشیوں کا شریک تھا اور میں تھوڑے فاصلے پر کھڑا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ اگر تھوڑی سی کاوش کے ساتھ اگر کچھ انسانوں میں اس طرح زندگی دوڑائی جا سکے تو یہ زندگی کا ایک بہترین اور دلچسپ مشغلہ ہے۔

نجانے کب تک تیجو مل پر بیس گنیوں کا نشہ طاری رہا' گھر میں کافی خوشگوار کیفیت نظر آ رہی تھی۔ تیجو مل نے رات کو بتایا

کہ اس نے ہیرے کنیاں ایک لٹیا میں رکھ کر زمین میں گاڑ دی ہیں اور بتا۔ ایسی کر دی ہے کہ کسی کو شبہ بھی نہیں ہو سکے لیکن اب تیجو پر سے یہ نشہ اتر گیا تھا اور وہ آگے کی تشویش کا شکار ہو گیا تھا۔ اسے اب یہ فکر ہو گئی تھی کہ یہ سب کچھ جو ہوا ہے اس کے جواب میں چکت لال زیادہ سے زیادہ کیا کر سکتا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا۔

"ہم جانتے ہیں بیاس' کہ چکت لال سرا سیدھا رنبیر سنگھ مہاراج کے پاس پہنچے گا' اس کے سارے آدمی تو بیکار ہو گئے ہیں' ڈھول گری والے ویسے ہی اس سے نفرت کرے ہیں۔ بس ایک رنبیر سنگھ ہے جو اس کی مدد کر سکتا ہے۔"

"رنبیر سنگھ کون ہے؟"

"ارے رنبیر سنگھ کو نہیں جانو' جاگیردار ہے بہت بڑا وہ بھی بہت ظالم ہے اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کی بھتیجی راجا کرنام سنگھ جی کے ایک رشتے دار کو بیاہی ہے۔ یہ جاگیریں اسی وجہ سے تو ملی ہیں اسے' کچھ پریم وریم کا چکر تھا اس کی بھتیجی کا اور راجا کرنام سنگھ کے اس رشتے دار کا' بس رنبیر سنگھ کو بہت کچھ مل گیا اس کی پہنچ راجا کرنام سنگھ تک ہے اور یہ سسرا چکت لال رنبیر سنگھ کے پاس بھی جاتا آتا رہتا ہے' بس یہ خطرہ ہے کہ کہیں جاگیردار اس بارے میں کوئی کام نہ کر بیٹھیں۔"

"تم فکر نہ کرو تیجو مہاراج جو کچھ ہو گا دیکھ لیا جائے گا۔"' میں نے جواب دیا۔

دوسرے دن جنک رام نامی ایک شخص تیجو کے پاس آگیا' تیجو اسے دیکھ کر چونکا۔ جنک رام نے کہا۔

"ارے تیجو بھیا' باتیں کرنے آئے ہیں تجھ سے تھوڑی سی اندر آنے دے۔"

"آجاؤ۔" جنک رام درمیانی عمر کا ایک شخص تھا' ایک جگہ بیٹھ گیا' میں بھی قریب ہی موجود تھا۔ اس نے مجھے بھی ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا تھا۔ تیجو اسے مشتبہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا' اس نے کہا۔

"کہو جنک رام جی کیسے آنا ہوا؟"

"تیجو کہنے کو تو ہم چکت لال کے نوکر ہیں پر ایک بات کہیں تم سے۔ اگر سچ مانو تو؟"

"کہو۔"

"من سے ہم بھی اسے برا سمجھے ہیں بس بھیا یہ پاپی پیٹ جو ہووے ہے ناں' یہ منش کو کتا بننے پر مجبور کر دیوے ہے اس پیٹ کے لیے ہم نوکری کر رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے جنک رام' یہ تمہارا معاملہ ہے کہو ہم سے کیا کام ہے؟"

"تیجو بھیا جو کچھ ہو گیا ہے ناں کل' اچھا نہیں ہوا۔"

"ہاں' ہوا تو نہیں ہے پر اس نے بھی تو آفت جوت رکھی ہے انسانوں کو جینے سے روک دیا ہے اس نے' اب دیکھو نا ہیں

گنتیاں کھا گیا ہماری' ارے ہم نے تو سب کچھ ادا کر دیا تھا اس کا' پھر کا ہے ہماری رقم دبا کے بیٹھ گیا۔ بس اس لیے نا کہ ہم کمزور ہیں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے پر اور کوئی طریقہ ہوتا تو اچھا تھا۔ اب پتا ہے وہ سسرا رنبیر سنگھ کے پاس جانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔"

"تم اپنے مالک کو گالیاں دے رہے ہو؟" تیجو نے پوچھا۔

"دیکھ تیجو' ہم کہہ چکے ہیں تجھ سے کہ من سے ہم بھی اسے ناپسند کرتے ہیں۔ ہمارے اوپر شک مت کر۔ کوئی سن گن لینے نہیں آئے ہم بس ایسے ہی آ گئے تھے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ یہ بھیم سنگھ کون ہے' کہاں سے ملا یہ تجھے؟"

"چکت لال نے بھیجا ہو گا تمہیں یہ معلومات کرنے کے لیے۔"

"بھگوان کی سوگند' اپنے بچوں کی سوگند ایسا نہ ہے خود ہی معلوم کرنے آ گئے ہیں۔"

"اچھا تو یہ بتاؤ وہاں کیا ہو رہا ہے؟"

"ارے بھیا سب ٹوٹ پھوٹ گئے ہیں سسرے۔ گاڑیوں میں ڈال ڈال کر بڑی بستی لے جایا گیا ہے انہیں تاکہ وید حکیموں سے علاج کرایا جا سکے۔ سارے کے سارے تڑپتے رہے ہیں ہر ایک کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ وہ تو چکت لال بچ گیا مگر اس کا گھٹنا بھی سوج گیا ہے۔ اس وجہ سے سیدھا نہیں جا سکا رنبیر سنگھ کے پاس مگر کہہ رہا تھا کہ تیجو کو ایسی سزا دوں گا کہ جیون بھر یاد رکھے گا۔"

"سو تو ہے مگر اب جو ہو گا دیکھا جائے گا بھگوان کی جو اچھا۔"

"پر یہ ہے کون؟"

"ہمارا بھتیجا ہے۔"

"تیرا بھتیجا۔"

"ہاں' کیوں؟"

"تو نے کبھی پہلے ذکر نہیں کیا اس کا؟"

"تم سے ساری باتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے جنک رام؟"

"ارے بھائی تو ٹھیک سے بات نا ہی کر رہا' اس کا مطلب ہے کہ تجھے ہمارا آنا اچھا نہیں لگا۔ ہاں ٹھیک ہی بات ہے' ہم چکت لال کے نوکر جو ہیں' خیر ٹھیک ہے بھیا' اچھا چلتے ہیں' جے رام جی کی۔" وہ اٹھا اور باہر نکل گیا۔ تیجو کے چہرے پر پھر تشویش کے آثار پھیل گئے تھے۔ میں نے اس سے کہا۔

"تم بالکل چنتا مت کرو مہاراج اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

"ہاں بھیا' سو تو ہے' ٹھیک ہے جو بھگوان کی مرضی۔"

پانچ دن تک کچھ نہیں ہوا' کولھو چلنے لگا۔ تیجو مل نے مجھ سے ایک دن کہا۔

"بیاس' یہ کام لیتے ہوئے ہمیں اچھا نا ہی لگے ہے' تو کولھو چلاوے ہے اگر ہم بیس گنتیوں میں سے ایک گنتی نکال کے کہیں سے ایک بیل خرید لیں تو؟"

"مجھے تو کولھو چلانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے بیر ہوں تمہارا' لیکن اگر تم بیل خریدنا چاہتے ہو تو اس کے پیسے بھی کیوں نہ چکت لال ہی سے لیے جائیں؟"

"ارے نا ہی بھیا ایسا نا ہی کریں گے' سسرا اب کے کوئی ایسا چکر چلاوے گا کہ نکلنا مشکل ہو جائے گا اس کے چنگل سے۔"

"ہوں کتنے کا آ جائے گا بیل؟"

"بھیا' بیس روپے سے تو کیا کم آئے گا۔"

"اچھا' چلو ٹھیک ہے کام زیادہ کر دو۔ میں کولھو چلاتا ہوں تم ساری بستی کے لوگوں کا کام لے لو' یہ تو تم نے دیکھ ہی لیا کہ میں تیل کتنی جلدی نکال دیتا ہوں' بیس روپے جمع کر لو اور اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے پر شرم آوے ہے۔"

"نہیں' مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔" میں نے جواب دیا۔

اس دوران دوسرے دلچسپ معاملات بھی چلتے رہے تھے۔ بیچاری روپا اور شلپا اپنی جیسی کوششیں کر کے ہار گئی تھیں۔ میں نے ان کے دل میں بٹھا دیا تھا کہ میں انسان ہوں ہی نہیں بڑی پریشان تھیں اس سلسلے میں اور صاف الفاظ میں کہہ چکی تھیں کہ اگر میں انسان ہوتا تو دونوں ہی مجھ سے پریم کرتیں' میں نے بڑی محبت سے انہیں سمجھا دیا۔ میں نے کہا تھا کہ پریم کرنے کے لیے کسی کا انسان ہونا ضروری تو نہیں ہے۔ اب میں ان سے پریم کرتا ہوں انہیں اپنی چھوٹی بہنیں سمجھتا ہوں تو اس میں میرا کیا بگڑتا ہے۔ دونوں کی دونوں ایک دوسرے کی صورت دیکھ کر خاموش ہو گئی تھیں۔ ارمان بھری تھیں' جوانی میں ڈوبی ہوئی تھیں' جوانی جو کچھ چاہتی ہے وہ ان کے دلوں میں بھی تھا۔ صنف مخالف سے ایک ہی شکل میں متاثر ہونا چاہتی تھیں لیکن میں نے ان کے راستے روک دیئے تھے۔ تیجو کے لیے میرے دل میں ہمدردی کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔

لیکن چھٹے دن اچانک ہی ایک صاحب آ گئے۔ سادھو بنے ہوئے تھا' پیلے رنگ کا ایک بڑا سا کپڑا بدن سے لپیٹے ہوئے' لمبے لمبے جٹا دھاری بال' ہاتھ میں ترشول' تیجو کے دروازے پر کنڈی بجائی تھی اور تیجو نے دروازہ کھول دیا تھا پھر وہ آنے والے کے قدموں میں جھک گیا اور بڑی خوشی سے کہنے لگا۔

"ارے دھرم آنند مہاراج' دھرم آنند مہاراج' آپ نے تو ہمارا جیون ہی سپھل کر دیا۔" دھرم آنند نے حیرت سے تیجو کو دیکھا۔ میں تھوڑے فاصلے پر موجود تھا۔ تیجو نے آہستہ سے کہا۔

"پدھاریے مہاراج' اندر آ جائیے' آیئے آیئے۔"

سادھو لما آدمی اندر آ گیا۔ اس کا نام میں سن چکا تھا یہی دھرم آنند تھا جس نے تیجو کو کوئی جنتر منتر بتایا تھا۔ دھرم آنند کو ایک چارپائی بچھا کر اس پر بٹھایا گیا۔ بسنتی، روپا اور شلپا اس کے چرن چھونے آ گئیں، میں بھی تھوڑے فاصلے پر موجود تھا۔ دھرم آنند نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کون ہے تیجو؟"

"مہاراج آپ اسے نہیں جانتے؟"

"کون ہے یہ؟" دھرم آنند نے پوچھا۔

"آپ ہی کا داس ہے، آپ ہی کا دان ہے۔"

"کیا مطلب سمجھا نہیں؟"

"مہاراج، من کی آنکھوں سے دیکھئے، یہ آپ کا دیا ہوا بیر ہے۔"

"بیر۔"

"تو اور کیا لگتا نہیں ہے کیا، آپ کو، دھرماتما ہیں، پہچان سکتے ہیں اسے؟"

"نجانے کیا بکواس کر رہے ہو، کون ہے یہ مجھے بتاؤ تو سہی؟"

"مہاراج بھول گئے شاید، آپ نے ہمیں منتر بتایا تھا ایک۔"

"ہاں بتایا تھا۔"

"تو ہم نے جاپ پورا کر لیا۔ چالیس دن کے بعد یہ ہمارے پاس آ گیا، ارے مہاراج، کیا بتائیں آپ کو، کیسے کام کا بیر ہے، سب کچھ آپ ہی کا دیا ہوا ہے۔"

دھرم آنند مہاراج سر کھجانے لگے، مجھے دیکھتے رہے بڑے ہونق نظر آ رہے تھے پھر آہستہ سے بولے۔

"یہ بیر ہے؟"

"مہاراج ہے تو بیر، پر انسانوں سے زیادہ پریم کرنے والوں میں سے ہے۔"

"ادھر آؤ۔" دھرم آنند مہاراج نے مجھے حکم دیا اور میں دل ہی دل میں مسکراتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔

"بیر ہو تم؟"

"جی مہاراج۔"

"اور منتر سے اس کے قبضے میں آئے ہو؟"

"جی مہاراج۔"

"کیا کیا کر سکتے ہو تم؟"

"سب کچھ مہاراج۔"

"تو پھر تم نے اسے دولت مند کیوں نہیں بنا دیا؟"

"اس لیے مہاراج کہ میں اس سے پریم کرنے لگا ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"دولت آنے کے بعد بہت سی برائیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تیجو مل برا آدمی بن جائے۔"

"کیا بک بک کر رہے ہو؟"

"ٹھیک کہہ رہا ہوں مہاراج۔"

"بڑا اچھا آدمی ہے یہ اگر اس کو ضرورت سے زیادہ دولت مل گئی تو یہ اچھا آدمی نہیں رہے گا۔" میں نے جواب دیا۔

"ہوں۔ میرا خیال ہے تم کوئی بہت چالاک آدمی ہو اور اسے بے وقوف بنا رہے ہو۔"

"نہ نہ مہاراج ..... بھگوان کی سوگند ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ تو ہم ..... یہ تو ..... ارے میں آپ کو کیا بتاؤں دھرم آنند جی۔ اس نے ..... اس نے تو چکت لال سے میری ساری رقم نکلوا دی۔"

"کیسے ..... کیسے؟" دھرم آنند مہاراج نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ مہاراج ..... پوری دھول گری میں دھوم مچی ہے اس بات کی۔ اس نے کہانیاں وصول لی ہیں چکت لال سے۔" تیجو سادھو مہاراج کو پوری کہانی سنانے لگا۔

"یہ تو انوکھی بات ہوئی۔"

"دوسری انوکھی بات ہو گی دھرم آنند جی۔" میں نے دھرم آنند کو گھورتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا؟"

"آپ نے اسے جو منتر بتایا تھا۔"

"ہاں۔"

"اور یہ اس کا جاپ کرتا رہا تھا اس لیے۔"

"ہاں۔ ہاں کیا تھا۔"

"وہ منتر آپ کو یاد ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"منتر ..... ہاں ..... وہ یاد تو تھا۔"

"بتائیے کیا تھا؟"

"تجھے کیوں بتاؤں؟"

"آپ نے اسے جھوٹا منتر بتایا تھا مگر اس نے غلطی سے کچھ اور منتر پڑھنا شروع کر دیا تھا اور وہ منتر اتفاق سے ٹھیک منتر تھا۔ میں اس کے قبضے میں آ گیا۔ آپ نے اسے اس پھیر میں ڈالا تھا اور مجھے اس کا غلام بنا دیا۔ میرے اوپر یہ ظلم آپ نے کیا ہے دھرم آنند مہاراج۔ بھگوان آپ کا ناش کرے۔" میں نے کہا اور دھرم آنند جی کی آنکھیں بدستور پھٹی رہیں۔ وہ کچھ اور ہونق ہو گئے تھے پھر انہوں نے تیجو مل سے پوچھا۔

"تیجو کیا منتر پڑھا تھا تو نے۔ ہیں۔ بتا مجھے کیا منتر پڑھا تھا۔"

"نہیں مہاراج۔ تیجو آپ کو وہ منتر نہیں بتائے گا کیونکہ اس سے آپ میرے بھائی کو بھی قبضے میں کر لیں گے۔"

"بب ..... بھائی ..... تیرا کوئی بھائی بھی ہے؟" دھرم آنند مہاراج نے پوچھا۔

"ساتھ بھائی ہیں ہم سارے کے سارے ایک جیسے۔"

"ہرے رام ہرے رام۔ تیجو بھیا مجھے بھی وہ منتر بتا تیری بڑی مہربانی ہوگی۔" دھرم آنند جی تیجو کی خوشامد کرنے لگے۔ تیجو نے کہا۔

"مجھے تو آپ نے جو کچھ بتایا تھا مہاراج وہی پڑھا تھا میں نے، کہیں بھول چوک ہوگئی ہو تو نہیں کہہ سکتا۔ پر مہاراج آپ کو تو بہت سے منتر آتے ہوں گے۔"

"ارے تیجو بھیا چھوڑ ان باتوں کو۔ بھگوان تیرا بھلا کرے۔ میں تو خیر جو کچھ ہوں وہ تو ہے سہی۔ پر تو مجھے وہ منتر بتا جو تو نے پڑھا تھا۔"

"مہاراج پہلے آپ مجھے یہ بتایئے کہ آپ کو وہ منتر یاد کیوں نہیں ہے؟"

"ارے تیجو میں کوئی مہاراج وہاراج نہیں ہوں نہ کوئی سادھو سنت ہوں، میں کچھ نہیں جانتا، بس ایسے ہی حُلیہ بنا رکھا ہے اور کمنڈل ہاتھ میں لیے پھرتا رہتا ہے۔ تیجو معاف کردے مجھے۔ جو کچھ میں نے تیرے ساتھ کیا ہے اس سے تجھے فائدہ ہی ہوا نقصان تو نہیں ہوا۔ ارے بھیا مجھے بھی بتا دے وہ منتر بھگوان تیرا بھلا کرے گا۔"

اب تیجو کے حیران ہونے کی باری تھی۔ وہ تعجب سے دھرم آنند کو دیکھ رہا تھا۔ دھرم آنند نے کہا۔ "میں نے تجھ سے بیس روپے لیے تھے نا چاندی کے۔ لے یہ چالیس روپے دے رہا ہوں۔ بیس تیرے اور بیس دن کا ڈنڈ۔" دھرم آنند مہاراج نے چاندی کے چالیس روپے اپنی انٹی سے نکال کر تیجو کے سامنے گن دیئے۔

تیجو تیز تیز سانس لینے لگا پھر بولا۔ "ٹھیک ہے مہاراج میں بتائے دیتا ہوں۔" پھر تیجو نے منتر کے بول بتائے اور دھرم آنند اسے یاد کرنے لگا۔ بہت دیر تک وہ بکواس کرتے رہے پھر بولے۔

"ٹھیک ہے مجھے یاد ہوگیا۔"

"اب ہم کیا کریں مہاراج؟"

"کون سے دن شروع کیا تھا یہ منتر۔"

"یہ تو مجھے یاد نہیں۔"

"آج ہی سے شروع کیے دیتے ہیں۔ اچھا چلتے ہیں جے رام جی کی۔"

دھرم آنند جی باہر نکل گئے اور میں ہنس پڑا۔

"یہ کیا ہوا؟" تیجو حیرت سے بولا۔

"اب تم ایک بیل خرید لو تیجو مہاراج۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا اور تیجو اچھل پڑا۔

"ہے بھگوان، نرالی ہے تیری لیلا۔ کیسے پیسے دلوائے تو نے۔ ارے چالیس روپے میں تو دو بیل مل جائیں گے مگر دھرم جی بھلے سادھو تھے۔"

"ان چکروں میں مت پڑو مہاراج۔ بس چلو بیل خرید لو۔"

اور اسی دن تیجو کے گھر دو بیل آگئے۔ معصوم لوگوں کی خوشیوں کا ٹھکانا نہیں تھا۔ یہ خوشیاں کئی دن قائم رہیں پھر ایک شام کچھ تبدیلیاں ہوئیں۔ شام کا وقت تھا۔ اچانک بستی میں کچھ گھڑسوار داخل ہوئے۔ پہلے وہ چکت لال کے ہاں گئے۔ اس کے بعد چکت لال کے ساتھ تیجو کے پاس آئے۔

"تیجو تیلی۔ باہر نکل۔" آواز آئی اور تیجو اچھل پڑا۔ میں تیجو کے ساتھ ہی باہر نکلا تھا۔ چکت لال نے کہا۔

"وہ ہے سسرا پیچھے والا اور یہ اس کو لے کر آیا تھا۔" چکت لال نے مجھے اور تیجو کو دیکھ کر کہا۔ گھڑسوار نیچے اتر گئے تھے۔ ان میں سے دو آگے بڑھے۔ میں نے تیجو کو شانے سے پکڑ کر پیچھے کر لیا تھا۔ نیچے اترنے والوں نے آگے بڑھ کر میرے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ چکت لال مسکرانے لگا پھر ان میں سے ایک نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بہت جاندار ہے، بہت جیالا ہے، چل تجھے رنبیر سنگھ مہاراج نے بلوایا ہے۔"

میں نے سرد نگاہوں سے انہیں دیکھا پھر آہستہ سے کہا۔

"کیوں بلایا ہے رنبیر سنگھ نے مجھے؟"

"ابے انہیں بھی مار بیٹا، چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا تجھے۔ کیسا معصوم بن کر پوچھ رہا ہے کہ کیوں بلایا ہے رنبیر مہاراج نے مجھے۔ ارے دیکھ کیا رہے ہو سسرے کو گھسیٹ لے جاؤ گھوڑے کے ساتھ ساتھ۔ رسی باندھ دو گردن میں اور کھینچتے ہوئے لے جاؤ اور یہ سسرا۔ ٹکڑوں میں پلنے والا تیلی، ارے اس کی بھی اتنی مجال ہوگئی کہ اب ٹھاکر چکت لال کے منہ کو آئے۔ ہمارے آدمیوں کو مارا ہے اس نے۔ لے چلو اسے، اسے بھی لے چلو۔"

مزید دو آدمی گھوڑوں سے اترے اور چکت لال کے اشارے پر تیجو کی جانب بڑھے۔ تب میں نے آہستہ سے اپنی کلائیوں کو جھٹکا دیا اور وہ ان دونوں کی گرفت سے نکل آئیں۔ میں نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"دیکھو تم میں سے کوئی تیجو کے شریر کو چھونے کی کوشش نہ کرے۔ اگر تم نے یہ کیا تو سمجھ لو کہ تمہاری موت بھی تم سے دور نہیں ہوگی۔ میں اپنے لیے تمہیں معاف کرسکتا ہوں لیکن تیجو مہاراج کو چھونے کا مطلب ہے تمہاری موت۔"

ان میں سے ایک نے میرے تھپڑ مارنے کی کوشش کی لیکن میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ دوسرا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ کر میں نے ہاتھ کو اس کے عقب میں مروڑا اور اس کے شانے کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سب نے سنی۔ اس کے حلق سے دہاڑیں نکلنے لگی تھیں۔

میں نے اس کو پیچھے دھکا دیا اور اس کے بعد سائے میں کھڑے ہوئے دو گھوڑوں کی لگامیں پکڑیں اور انہیں بل دے کر

نیچے گرا دیا۔ باقی گھڑسوار اچھل کر پیچھے ہٹ گئے۔ گرے ہوئے گھوڑے سنبھل کر اٹھے تو میں ان میں سے ایک کی پشت پر سوار ہو گیا پھر میں نے گھوڑے کو پیچھے کیا اور ایک گھڑسوار کو گردن سے پکڑ کر بلند کر دیا۔ اسے گھمایا اور دوسرے سواروں پر اچھال دیا۔ افراتفری مچ گئی۔ گھڑسواروں نے ہتھیار سنبھال لیے اور اپنے گھوڑوں کو دوڑانے لگے۔ میں تیجو کے سامنے آ گیا۔ ایک گھڑسوار نے وزنی گرز سے مجھ پر حملہ کیا۔ گرز میرے شانے پر پڑا لیکن کچھ کارگر نہ ہوا اور میں نے پلٹ کر گرز سوار سے گرز چھین لیا۔ اس کے بعد میں گرز گھمانے لگا۔ کئی گھڑسوار شدید زخمی ہو گئے اور میں گرز گھماتا رہا۔ گھڑسوار دلیری سے مقابلہ کر رہے تھے مگر انہیں ناکامی ہو رہی تھی اور وہ آہستہ آہستہ خوفزدہ ہوتے جا رہے تھے۔ بستی کے بے شمار لوگ جمع ہو کر اس لڑائی کو دیکھ رہے تھے۔ چکت لال یہ صورت حال دیکھ کر بھاگ نکلا۔ کئی گھڑسوار لیے ہو گئے۔ دوسرے اب پیچھے ہٹنے لگے تھے۔ میں نے اپنے گھوڑے سے کودتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"تم لوگ چاہو تو اپنے ان زخمیوں کو اٹھا کر لے جا سکتے ہو۔ رنبیر سنگھ سے کہہ دینا کہ تیجو مل مہاراج کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے والے کی آنکھیں نکال لی جائیں گی۔ بستی دھول گری کی طرف اگر کوئی برے ارادے سے آیا تو زندہ واپس نہیں جا سکے گا۔ اپنا یہ گھوڑا بھی لے جاؤ۔" میں گھوڑے سے اتر کر کھڑا ہو گیا۔ گرز البتہ میرے ہاتھ میں ہی تھا۔

گھڑسوار مجھے دیکھتے رہے پھر ڈرتے ڈرتے نیچے اترے اور کراہتے ہوئے زخمیوں کو اٹھا کر گھوڑوں پر ڈالنے لگے۔ اس کے بعد وہ بری طرح فرار ہو گئے تھے پھر اچانک بستی والوں کی آوازیں ابھریں۔ "تیجو مہاراج کی جے۔ تیجو مہاراج کی جے۔"

معصوم اور سادہ لوح لوگ نعرے لگاتے رہے اور میں مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھتا رہا پھر تیجو کانپتا ہوا باہر نکل آیا' وہ حیرت اور خوشی سے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"ارے بھیا' ہماری جے جے کار کر رہے ہو' ہم نے بھلا کیا کیا ہے' ارے بھیا ہماری جے جے کار نا ہی کرو اصل کرنے والا تو یہ ہے۔"

"اس نے کہا ہے رنبیر سنگھ سے کہ اگر دھول گری کی طرف کوئی برے ارادے سے آیا تو زندہ واپس نہیں جائے گا۔ تیجو مہاراج تمہارا ہی بھتیجا ہے ناں' ارے تم نے بڑا نام کر دیا ہے دھول گری کا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے بھائیو! مگر وہ سسرا رنبیر سنگھ کچھ کر کے رہے گا' دو گا کچھ ضرور۔"

"اب نا سردار رنبیر سنگھ کی کچھ نہیں چلے گی تیجو بھیا' ہمارا بیاس آ گیا ہے ہمارے بیچ' اب تم دیکھ لینا ہمارے برے دن بیت جائیں گے۔"

"سو تو ہے اور بھگوان کی سوگند مجھے کوئی چنتا نہیں ہے بس ٹھیک ہے' جاؤ اپنے اپنے گھروں کو۔"

"تیجو بھیا کچھ کہنا چاہتے ہیں ہم۔" چند لوگوں نے آگے بڑھ کے کہا۔ مجھ سے مخاطب ہونے کی کسی کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ اوّل تو یہ کہ میرے ہاتھ میں گرز تھا اور دوسری بات' وہ مجھے ایک لڑاکے کی حیثیت سے دیکھ چکے تھے۔ تیجو ان کا سردار بن گیا تھا اور اس وقت سرداروں جیسی ہی باتیں کر رہا تھا۔ آگے آنے والوں نے کہا۔

"تیجو بھیا ہم تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔"

"تو کہو ناں' میں تو تمہارا وہی تیجو ہوں' ارے میرے کون سے سینگ نکل آئے؟"

"سنا ہے تم نے چکت لال سسرے سے اپنی بیس گنیاں واپس لے لیں۔"

"ہائے رے' ارے ارے ساری بستی میں خبر اڑ گئی کیا؟ سمجھ گئے ہم۔ دھرم آنند مہاراج ڈانڈی پیٹ گئے ہوں گے۔ ہاں ہم نے لے لی ہیں اپنی گنیاں۔"

"تو ہمارا بھی اس سے دلوا دو مہاراج تیجو مل' ہمارا کون ہے جو ہمارے لیے چکت لال سے لڑے' سب کچھ چھین رکھا ہے اس نے ہمارا' بیٹیوں کا جہیز' زمینیں' مال و دولت ارے اس کے بھنڈار میں سب کچھ بھرا ہوا ہے۔ بیاس سے کہو ہماری بھی ایسی ہی سہائتا کرے۔" تیجو غور کرنے لگا پھر اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے اب تم لوگ اپنے اپنے گھروں کو جاؤ میں بیاس سے بات کرتا ہوں۔"

لوگ واپس پلٹ گئے۔ تیجو بہت دیر تک فخر و انبساط سے جانے والوں کو دیکھتا رہا اس کی دھرم پتنی اور بیٹیاں بھی باہر نکل آئی تھیں۔

"ارے دیکھا تو نے بسنتی' آج کیسی جے جے کار ہوئی ہے ہماری' ارے لڑکیو! تم نے دیکھا' کیا کہہ رہے تھے سسرے سارے کے سارے' جس کا من چاہتا تھا لات گھونسا کر لیتا تھا اور آج کہہ رہے تھے تیجو مل مہاراج اور مہاراج تیجو مل کی جے' سنا تھا نا تم نے۔"

"ہاں سنا تھا۔" بسنتی نے کہا۔

"ارے بھگوان کی سوگند چالیس دن کیا' ساری عمر تپسیا کرنا پڑتی اور نتیجے میں بیاس ملتا ہمیں تو ہم ساری عمر ہی تپسیا کو کچھ نہ سمجھتے' ارے گردن اونچی کر دی ہے اس نے ہماری' ایک دن کے لیے ہی سہی' دوسرے دن چاہے یہ گردن کٹ جائے اور جیسی اونچی ہوئی ہے ہماری گردن' بھگوان سب کی کرے' ساری اکڑفوں نکل گئی اس سسرے رئیس کی۔ گھڑسوار بیٹھے تھے۔ ہونہہ' ہمارے بیاس نے ایک ایک کی ہڈی پسلی توڑ کے واپس کر دیا۔ تبا

بھیا اندر آ جا دیکھ، بھگوان کی سوگند، بھگوان کے سوا کسی سے ناہی ڈرے ہیں ہم، بس یہ چھوکریاں ہیں دو کی دو اور یہ انجائی بستی ہے ان کی فکر ہے ورنہ جیسی عزت مل گئی ہمیں اس تھوڑے سے سمے کے اندر اس کے بعد ہزار بار بھی جیون چلا جائے تو کوئی چنتا نہیں ہے۔ رنبیر سنگھ اصل کمینہ ہے، خاموش تھوڑی بیٹھے گا، کچھ ہوگا بھیا ضرور کچھ ہوگا۔"

"جو ہوگا دیکھا جائے گا تیجو مہاراج، آپ چنتا کیوں کرتے ہیں میں ہوں نا۔"

"سو تو ہے پر بھیا تو کتنوں سے لڑے گا؟"

"ابھی اس بات کو چھوڑو۔ میرا خیال ہے اس وقت موقع اچھا ہے۔ ساری بستی سے رنبیر کی لڑائی نہیں ہے۔ چکت لال نے البتہ سب کو لوٹ لیا ہے۔ کیوں نہ ہم ایسا کریں کہ اسی وقت چکت لال سے ان سب کی دولت واپس وصول کر لیں۔ دیکھو تیجو مل مہاراج جو ہونا ہے وہ تو ہر قیمت پر ہوگا۔ اگر اس ہونے سے پہلے ان بیچاروں کو ان کا مال واپس مل جائے تو کیا اچھا نہیں ہے؟"

"ارے بھیا ہم تو من سے چاہے ہیں، سارے کے سارے ہی ہمارے اپنے ہیں، ارے ہماری کسی سے کیا لڑائی، پر چکت لال۔ جیسا تم مناسب سمجھو بیاس۔"

"نہیں مہاراج، آپ کا داس ہوں، آپ کا بیر ہوں، آپ کی ہدایت کے بغیر کچھ نہیں کرنا چاہتا۔"

"ارے کمال ہے دھرم آنند جی منتر بتا گئے اور وہ ہو گیا غلط مگر اس غلط منتر نے ہمارے تو دن ہی پھیر دیے۔ کیا کہتی ہے ری؟" تیجو مل نے بسنتی سے پوچھا۔

"تو میں کیا کہوں گی، جیسا تم جانو سو کرو۔"

"ہوں۔" تیجو کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ میں نے شلپا کی آواز سنی۔

"روپا ری، یہ تو سچ مچ بیر ہی ہے، اب کیا فائدہ اس سے من لگانے سے، آج دیکھ لیا ہم لوگوں نے بھی اپنی آنکھوں سے، گھوڑوں کو زمین پر لٹا دیا اس نے اپنے ہاتھوں سے، ارے ایسے بیر سے تو ڈرنا ہی چاہیے چلو اندر چلیں۔" روپا بھی جلدی سے شلپا کے ساتھ اندر چلی گئی تھی۔ میں مسکراتا رہا۔ تیجو میرے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ وہ ان سب کا سردار بن کر باہر نکل آیا اور اس نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔

"چلو آؤ رے آؤ، بات کرتے ہیں چکت لال سے کیسے نہیں دے گا تمہارا مال، آؤ ہمارے ساتھ چلے آؤ۔" اور بے شمار افراد تیجو کے ہمراہ ہو گئے۔ تیجو مہاراج اکڑتے چلے جا رہے تھے مگر جب چکت لال کی حویلی کے سامنے پہنچ گئے تو رک گئے۔ مجھے امداد طلب نگاہوں سے دیکھا اور میرے پیچھے آ گئے۔ حویلی کے دروازے پر صرف ایک بوڑھا چوکیدار کھڑا ہوا تھا اس نے ہمیں دیکھا اور بولا۔

"کیا بات ہے کیسے آئے ہو؟"

"چکت لال کو باہر بلاؤ۔"

"سسرو، وہ یہاں کہاں ہیں، نکل گئے چکت لال مہاراج اپنے بیوی بچوں کے ساتھ۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" میں نے غرا کر کہا۔

"جاؤ اندر، دیکھ لو، تھوڑے سے نوکر ہیں جو بھاگنے کی تیاریاں کر رہے ہیں مہاراج چکت لال تو چلے گئے رنبیر سنگھ مہاراج کے پاس اور اب آئے گی تم سب کی مصیبت۔ جاؤ اندر دیکھ لو۔"

"اوہ تو چکت لال بھاگ گیا سسرا، ارے سارا مال پانی بھی لے گیا ہوگا۔ جاؤ بھائیو سن لیا تم نے گھس جاؤ حویلی میں، جو ہاتھ لگے نکال لو اپنا اپنا حساب کر لو۔ اب چکت لال سسرا تو بھاگ ہی گیا ہم کیا کر سکے ہیں؟"

لیکن لوگوں کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ بے شمار افراد بھرّا مار کر حویلی میں گھس گئے اور حویلی کا مال و اسباب لوٹا جانے لگا۔ بہت دیر اسی طرح گزر گئی۔ تیجو مل نے کہا۔

"بس بیاس ٹھیک ہے انہوں نے اپنا کام کر لیا۔ اب تو یہ بتا کہ کیا کریں؟"

ہم واپس گھر آ گئے، گھر آ کر اس نے کہا۔

"بھگوان کی سوگند جو کہہ چکے ہیں اسے کر کے دکھا دیں گے۔ رنبیر سنگھ اگر جان بھی لے لے تو کوئی چنتا نہیں ہے۔ ہمیں جو کرنا تھا وہ ہم نے کر لیا، ساری بستیوں میں ہمارا نام ہوگا۔ لوگ کہیں گے تیجو تیلی کو۔ تو اب تیجو مل مہاراج بن گئے ہیں مہاراج۔" تیجو کو اس بات میں مزہ آ رہا تھا کہ لوگوں نے اسے مہاراج کہنا شروع کر دیا ہے۔ اب یہ بات میں بھی جانتا تھا کہ رنبیر سنگھ اپنے آدمیوں کی اس درگت پر خاموش نہیں رہے گا۔ پھر چکت لال بھی اگر واقعی چکت ہے تو سیدھا رنبیر کے پاس ہی پہنچے گا اور نجانے کن کن الفاظ میں اسے اپنی دکھ بھری کہانی سنائے گا اور اس کے بعد رنبیر اگر کوئی سمجھ دار آدمی ہے تو اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا کہ ایک آدمی اتنے لوگوں کو نقصان پہنچا دے۔ وہ یقینی طور پر کوئی اور تجزیہ کرے گا اور اس کے لیے میں نے ایک خاص ترکیب سوچی تھی۔ تیجو مل کو یہ سب کچھ بتا دینا ضروری تھا چنانچہ رات کو میں نے اس سے کہا۔

"چکت لال پہنچا۔ رنبیر کے پاس گیا ہے تیجو مل اور اسے جا کر نجانے کیا کیا بتا سنائے گا اس کے نتیجے میں رنبیر سنگھ کے آدمی ضرور آئیں گے، میں تمہیں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں۔"

"کہو مہاراج۔"

"تم اپنے گھر کے دروازے سے باہر مت نکلنا، میرے ساتھ جو کچھ بھی بیتے اس میں کوئی دخل مت دینا اور یہی بات تم باہر

نکل کر بستی والوں سے کہہ دو' میں نے چکت لال سے اور اس کے بعد رنبیر سنگھ سے لڑائی مول لے لی ہے لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ ان کے ہاتھوں بستی والوں کو کوئی نقصان پہنچے۔"

"وہ تو ہم بھی نہیں چاہتے بیاس۔"

"بس تو جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہی کرنا۔"

"اور اگر وہ لوگ تمہیں پکڑ لے گئے تو؟"

"تم جانتے ہو تیجو کہ میں ان کے بس کی چیز نہیں ہوں میں بیر ہوں' ہوا ہوں' کیا ہوا کو قیدی بنایا جا سکتا ہے؟"

"سو تو نہیں۔" تیجو مل نے جواب دیا۔

"تو بس یوں سمجھ لو وہ لوگ میرا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے' میں نہیں چاہتا کہ یہاں آئیں اور بستی والے جذباتی ہو کر ان کے راستے کی رکاوٹ بنیں' بستی والے یہ جنگ نہیں لڑ سکیں گے' سیدھے سادے معصوم لوگ ہتھیاروں کے سامنے بھلا کیا ٹک سکتے ہیں' چنانچہ تم اور بستی کے لوگ اس معاملے میں بالکل نہ بولیں' یہ بات بستی کے ایک ایک شخص کو بتا دو۔"

"ابھی بتا دیتے ہیں بیاس' اس کے لیے صبح کا انتظار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"کر سکتے ہو تو یہ کام کر لو۔" اور تیجو مل نے ایک دلچسپ طریقہ' کار اختیار کیا۔ گھر کا آٹا گوندھنے کا ایک برتن لے کر وہ باہر نکل گیا' ہاتھ میں ایک لکڑی تھی' برتن پیٹ پیٹ کر لوگوں کو بتانے لگا کہ بیاس نے جو کچھ کیا ہے وہ خود ہی اس سے نمٹ لے گا' اگر رنبیر سنگھ کے آدمی بیاس کو پکڑنے آئیں تو کوئی ان سے کچھ نہ بولے۔ بیاس کا کہنا ہے کہ عقل کا تقاضا یہی ہے کہ وہ لوگ یا تو خاموش رہیں یا پھر چکت لال کے حق میں بولیں' کسی کی بات کا برا نہیں منایا جائے گا' بلکہ یہ ضروری ہے۔ تیجو مل جگہ جگہ یہ بات بتاتا رہا۔ خدشہ تیجو مل کو بھی تھا' مجھے بھی تھا اور شاید بستی والوں کو بھی کیونکہ بستی والوں نے وہ رات جاگ کر کاٹی تھی۔

دوسرے دن صبح ہی صبح بستی کے بہت سے افراد دوڑتے ہوئے آئے اور تیجو مل کو بتایا کہ بہت فاصلے پر ترائیوں سے رنبیر سنگھ کی فوج آ رہی ہے' کوئی ساٹھ ستر گھڑ سوار ہیں جو بیاس کو گرفتار کرنے آ رہے ہیں' مجھے بھی اطلاع مل گئی۔ میں نے تیجو سے کہا۔

"میں نہیں چاہتا تیجو کہ یہ لوگ بستی میں داخل ہوں' کوئی ایک بھی جوش میں آ سکتا ہے میں خود ہی بستی سے باہر جا رہا ہوں۔"

"تو کیا پکڑوا لوگے اپنے آپ کو بیاس؟"

"تم اس کی تو چنتا ہی مت کرنا' اگر چاہو تو دور ہی سے تماشا دیکھتے رہنا' ہاں بس وہ لوگ یہ بات پہچان لیں کہ میں ہی وہ ہوں جس نے ان کے آدمیوں کو مارا ہے۔"

"ہم نہیں چاہتے کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچے بیاس۔"

"اب اگر خود ہی اپنے من پر سے ہٹ رہے ہو تو دوسری بات ہے تیجو مہاراج ورنہ ایک بیر کو نقصان پہنچانا منش کے بس کی بات نہیں ہے' تم لوگ چنتا کرو گے اور کوئی کارروائی کرو گے تو میرا سارا کھیل بگڑ جائے گا۔"

"نہ بیاس نہ' ہم تیرا کوئی کھیل تھوڑی بگاڑنا چاہتے ہیں جیسے تیری اچھا۔"

میں بستی سے باہر نکلا تب بھی محبت کرنے والے لوگ باز رہ نہ سکے' وہ بے شک اپنے مکانوں کی اوٹ میں چھپ گئے لیکن میرا انجام دیکھنا چاہتے تھے پھر میں نے بھی دور سے بے شمار گھڑسواروں کو آتے ہوئے دیکھ لیا اور انہیں دیکھ کر میں کچھ اور آگے بڑھ آیا۔ ان میں یقیناً ایسے کچھ لوگ ضرور ہوں گے جنہیں میری شناخت بتا دی گئی ہو گی میں اطراف کا بھرپور جائزہ لے کر تیار ہو گیا کہ مجھے کیا کرنا ہے اور ان لوگوں کا انتظار کرنے لگا۔

میرا اندازہ درست ہی تھا' ان میں یقینی طور پر ایسے افراد موجود تھے جنہوں نے دوسروں کو یہ بتا دیا کہ وہ دشمن میں ہی ہوں جس نے رنبیر کے ان ساتھیوں کو نقصان پہنچایا تھا جو پہلے یہاں آئے تھے۔ چنانچہ ان کی رفتار سست ہو گئی انہوں نے ایک نیم دائرے کی شکل میں پھیل کر میرے گرد احاطہ کرنا شروع کر دیا۔ میرے پاس وہ گرز موجود تھا جو میں نے انہی لوگوں سے چھینا تھا اور میں مستعد تھا۔ انہوں نے مجھ پر رسیوں کی کمندیں پھینکیں۔ حالانکہ بے شمار افراد تھے لیکن میرے قریب نہیں آنا چاہتے تھے۔ رسیوں کی بے شمار کمندیں مجھ پر لگیں لیکن میں ان کے وار خالی دیتا رہا۔ ایک بھی پھندا مجھے جکڑ نہیں سکا تھا لیکن پھر دو پھندے کارگر ہو ہی گئے۔ میری نظر تھوڑی سی چوکی تھی کہ وہ میرے جسم میں آ پھنسے' البتہ اسے وہ اپنی کامیابی قرار نہ دے پائے' کیونکہ میں نے رسیوں کو پکڑ کر زور سے کھینچا اور دو گھڑسوار گھوڑوں سے نیچے آ رہے۔ جیسے ہی وہ گرے میں نے پھندے ڈھیلے کر کے اپنے جسم سے پھر باہر نکال دیے اور اس کے بعد وہ لوگ مجھ پر اندھا دھند ٹوٹ پڑے لیکن گرز میرے پاس موجود تھا میں نے گرز گھمانا شروع کر دیا اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ میرا گرز کسی گھوڑے کے جسم پر پڑتا تو اس کی ہنہناہٹ سنائی دیتی اور وہ اپنے سوار کو پھینک کر لنگڑاتا ہوا بھاگ نکلتا۔ کئی گھوڑوں کے سر میرے گرز سے پھٹ گئے اور کئی گھڑسوار نیچے گر کر شدید زخمی ہو گئے۔ میں نے انہیں اس کا موقع ہی نہیں دیا تھا کہ وہ مجھ پر قابو پا سکیں۔ ہاں ان کے پھینکے ہوئے نیزے اور خاص قسم کے کھانڈے البتہ میرے جسم پر پڑے لیکن اچٹ کر نیچے گر گئے۔ یہ ہتھیار میرے بدن پر بے اثر تھے اور جب یہ میرے بدن سے ٹکرا ٹکرا کر گر رہے تھے تو مجھے اشیش بھگونت یاد آ رہا تھا۔ جس نے مجھ پر بے پناہ محنت کر کے مجھے ایک ناقابل تسخیر انسان تو بنا دیا

تھا لیکن اپنی چالاکی سے اپنا منصب کھو بیٹھا تھا جو میرے دل میں اس کی عظمت کو جگائے رکھتا تھا۔ حالانکہ اگر وہ مجھے گیان شکتی بھی دے دیتا تو میں ہمیشہ اس کی پوجا کرتا رہتا۔ سب کچھ تو بھول گیا تھا، اس کے بنا، حالانکہ یہ خیال بھی دل میں آتا رہتا کہ جو کچھ ہوا ہے اچھا ہی ہوا ہے۔ برائیوں کے راستے تو بہت خوب صورت ہوتے ہیں اور ان پر دوڑتے ہوئے کوئی دقت نہیں ہوتی لیکن کبھی کبھی اچھائیاں کرنے سے بھی دل کو ایک سکون کا احساس ہوتا ہے۔ خاص طور سے اس بستی میں آکر تو مجھے بہت زیادہ تجربہ ہوا تھا اس بات کا اس سے پہلے شاید چھوٹے موٹے مواقع ملے ہوں لیکن اس معصوم بستی کے سادہ دل لوگوں کی تھوڑی بہت مدد کرکے جو روحانی سکون حاصل ہوا تھا اس کا خاص طور سے احساس ہو گیا تھا مجھے۔

میرا گرز چلتا رہا پھر شاید وہ کسی وجہ سے میرے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا۔ کسی گھڑسوار نے میرے شانے پر سے چھلانگ لگائی تھی۔ البتہ ایک کھانڈا میرے ہاتھ آ گیا۔ اب یہ ان کی بدقسمتی تھی، گرز کی زد سے تو بچ جایا جائے یہ ممکن ہوتا ہے لیکن کھانڈا اور وہ بھی میرے ہاتھ میں۔ گھوڑے کی کمر پر پڑا۔ تو گھوڑا دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا کسی کے جسم پر پڑا تو بھلا اس کی کیا مجال کہ جیتا رہ جائے، صابن کی طرح کٹ جاتا تھا۔

میں نے بے پناہ خونی لڑائی لڑی۔ اب مجھے کیا پڑی تھی کہ میں ان کی زندگیوں کا تحفظ کرتا جو خود ہی اپنی زندگی گنوانے آگئے تھے، جسموں کے ٹکڑے زمین پر انبار ہو رہے تھے۔ گھوڑے ہنہنا رہے تھے، سواروں کو لے کر بھاگ رہے تھے۔ یہی بہتر تھا کہ رنبیر سنگھ کے سپاہیوں نے بستی کی جانب رخ نہیں کیا تھا ورنہ مجھے بستی کی جانب پیچھے ہٹ کر ان سے جنگ کرنا پڑتی یا ان کا تعاقب کرنے کے لیے میدان چھوڑنا پڑتا جو صورت حال انہوں نے دیکھی تھی، وہ ان کے لیے ناقابل یقین تھی اور وہ میرے جسم پر کوئی ضرب کاری نہ پاکر بدحواس ہو گئے تھے اور اب کسی قدر خوفزدہ نظر آنے لگے تھے۔ میں نے انہیں آپس میں کانا پھوسیاں کرتے ہوئے دیکھا۔ غالباً وہ اس بات پر تبصرہ آرائی کر رہے تھے کہ ہتھیار میرے بدن پر بے اثر کیوں ہیں اور میری یہ جسمانی قوتیں اس قدر ناقابل یقین کیوں ہیں۔ انہوں نے مجھے زیر کرنے کی کچھ اور کوششیں کیں اور ان میں سے کچھ اور مارے گئے اس کے بعد انہوں نے گھوڑوں کے رخ موڑ دیے۔ وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

جیسے ہی ان کے گھوڑے نگاہوں کی حد سے نکلے بستی دھول گری کے لوگ شور مچاتے ہوئے اوٹ سے نکل آئے۔ عجیب عجیب نعرے لگا رہے تھے۔ کوئی تیجو ل کی جے جے کار کر رہا تھا کوئی بیاس کی پھر وہ مردہ سپاہیوں کے ہتھیاروں اور لباسوں پر ٹوٹ پڑے۔ غریب لوگوں کے لیے یہ بہت کچھ تھا۔ تیجو البتہ محبت سے میرے پاس آگیا۔

"تمہارے چوٹ تو نہیں لگی؟"

"نہیں تیجو مہاراج۔"

"تم نے تو ان کا بیڑا ہی کردیا۔"

"کیا کرتا!"

"ہاں سو تو ہے۔" تیجو آہستہ سے بولا۔ بستی والے اپنا کام کرتے رہے سپاہیوں کو بے لباس کر دیا گیا تھا پھر ان کے مردہ بدن شمشان گھاٹ لے جاکر اجتماعی چتا جلاکر بھسم کر دیے گئے۔ گھوڑے جنگلوں میں ہنکا دیے گئے۔ چکت لال تو بھاگ ہی چکا تھا۔ چنانچہ اب تیجو ل دھول گری کا چوہدری بن گیا۔ صبح سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی۔ جسے دیکھو کوئی نہ کوئی بھینٹ لیے چلا آرہا ہے۔ تیجو کو ہی منع کرنا پڑا۔

"ارے بھائیو۔ کیا کریں گے ہم اتنی ساری چیزوں کا۔ ہمارے کس کام آجائیں گی۔"

"ہم بیاس دیوتا کے لیے بھینٹ لائے ہیں۔ کیا اب بھی تم یہی کہو گے کہ وہ منش ہے۔ تمہارا بھتیجا ہے۔"

"تو اور کون ہے؟"

"وہ دیوتا ہے جس نے تمہارے گھر استھان کیا ہے۔"

"سو تو ہے۔" تیجو نے محبت سے کہا۔

اس طرح مجھے ان معصوم لوگوں نے دیوتا کا درجہ دے دیا۔ تیجو کی عزت بہت بڑھ گئی۔ اس کی خوشیاں بے پایاں ہو گئیں لیکن سیانوں کی آنکھیں دور تک دیکھ رہی تھیں۔ وہ تیجو ل کے گھر کے سامنے جمع ہو گئے۔

"ہم بات کرنے آئے ہیں تیجو مہاراج۔"

"آؤ بزرگو! اندر آجاؤ۔" تیجو نیازمندی سے بولا اور املی کے درخت کے نیچے سبھا جم گئی۔

"آگے کیا ہوگا؟ یہ بات سوچنے کی ہے۔"

"ہاں یہ تو ہے۔"

"چکت لال سسرا رنبیر کے پاس پہنچ گیا ہے۔ دو راکشش مل بیٹھے ہیں پھر جاگیردار کو جو نقصان اٹھانا پڑا ہے وہ کم نہیں ہے بات مہاراج کرنام سنگھ تک پہنچ گئی۔"

"ضرور پہنچے گی۔"

"پھر کیا کرے۔ اگر ان دونوں سسروں نے کرنام سنگھ کو ہمارے خلاف لڑا دیا تو سمجھو دھول گری تو تباہ ہو گئی۔"

"وہ کیسے؟"

"راجا کی فوجیں دھول گری کو چھوڑ دیں گی۔"

"بیاس دیوتا رکھشا کریں گے ہماری۔"

"وہ تو ٹھیک ہے مگر راجا کی فوجیں تھوڑی نہیں ہوں گی بیاس دیوتا جنگ کریں گے ان سے اور دوسرے سپاہی دھول گری کو آگ لگا دیں گے۔" ایک سیانے نے کہا۔

"تم لوگ اس کی فکر مت کرو۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔" میں نے کہا۔

"آپ مہان ہیں مہاراج مگر ایسا کیسے ہو گا؟"

"چکت لال اور رنبیر سنگھ کو مجھ سے دشمنی ہے ڈھول گری یا یہاں کے رہنے والوں سے نہیں۔ میں خود راجا کرنام سنگھ کے پاس جا کر یہ بتاؤں گا کہ چکت لال اور رنبیر نے مل کر ڈھول گری والوں کی زندگی حرام کر دی تھی جس کی وجہ سے مجھے مداخلت کرنا پڑی۔"

"نا ہی بیاس مہاراج۔ ایسا نا ہی ہو گا۔"

"کیوں......؟"

"اس لیے کہ راجا کرنام سنگھ خود بھی کوئی اچھا آدمی نہیں ہے اس نے اپنے بھائی ویر سنگھ کی ہتیا کر کے راج گدی حاصل کی ہے۔ وہ ویر سنگھ کا سوتیلا بھائی ہے۔ اپنی جنتا کے ساتھ بھی اس کا سلوک اچھا نہیں ہے سب کچھ لوٹ لیا ہے اس نے جنتا کا' خزانے بھر لیے ہیں ہر اس آدمی پر ظلم کرتا ہے جو اس کے ظلم کے خلاف آواز اٹھاتا ہے' اس لیے وہ اپنے ہی جیسے ظالموں کی بات سنے گا اور کوئی انصاف نہیں کرے گا۔"

"ہوں' یہ پھر سوچنے کی بات ہے۔" میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلا کر کہا۔

"اور پھر یہ تو بالکل نہیں ہو سکتا بیاس دیوتا جی کہ ہم آپ کو موت کے منہ میں بھیج دیں۔ بھگوان نے آپ کو بیر شکتی دی ہے پر راجا کی پھیلی ہوئی فوجوں کے سامنے بیر شکتی کہاں تک ساتھ دے گی اب ہم ایسے بزدل بھی نہیں ہیں کہ اپنی رکھشا کرنے والے دیوتا کو اس طرح موت کے منہ میں پھینک دیں۔"

"خیر تم لوگ تو اس کی چنتا ہی نہ کرو لیکن اگر یہ بات ہے تو پھر کچھ اور سوچتے ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے' کچھ لوگوں کو پہرے پر بٹھا دیا جائے۔ اگر راجا کرنام سنگھ کی طرف سے ایسی کوئی کارروائی دیکھی جائے تو فوراً" ہی ایک دوسرے کو خبر کر دی جائے پھر میں کوشش کروں گا کہ راجا کی فوجیں ڈھول گری تک نہ پہنچنے پائیں' اس کے ساتھ ساتھ ہی اگر کوئی ایسا موقع مل گیا مجھے جس سے راجا کرنام سنگھ کو یہ سمجھانے کی بات ہو سکے کہ رنبیر اور چکت لال بہت برے آدمی ہیں تو میں اس موقعے سے ضرور فائدہ اٹھاؤں گا۔ بہرحال تم لوگ چنتا مت کرو۔ ڈھول گری کو نقصان پہنچانا اتنا آسان نہیں ہو گا جو سبق انہیں مل چکا ہے اگر وہ اسے دوبارہ دہرانا چاہیں گے تو اس بار انہیں بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔"

وہ لوگ چلے گئے لیکن بات ایسی تھی کہ مجھے خود بھی اس کے بارے میں سوچنا پڑ گیا تھا۔ بلاشبہ یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں تھا' جتنا آسان سمجھ لیا گیا تھا۔ کرنام سنگھ کے بارے میں ان لوگوں نے جو تفصیل بتائی تھی وہ الگ تفصیل تھی اور اس نکتے پر بھی غور کرتا تھا کہ برا آدمی برے ہی آدمیوں کا ساتھ دے گا اس سے کسی اچھائی کی توقع رکھنا بالکل بے کار ہے۔

تیجو بس اپنی خوشیوں میں ڈوبا ہوا تھا' منصوبے بنانا اس کی عادت تھی اور اب تو تیجو تیلی جسے ہر شخص کمزور سمجھ کر دبا لیا کرتا تھا ڈھول گری کا سب سے طاقتور آدمی تھا' کولھو وغیرہ بند کر دیا تھا۔ وہ بیٹیوں کے لیے اچھے رشتوں کے خواب دیکھنے لگا تھا۔ بھینٹ دینے والے برابر بھینٹ دے رہے تھے کم از کم ایسے سادہ لوح لوگوں میں جذبۂ احسان مندی ہمیشہ ہوتا ہے۔ راج محلوں میں ایسے لوگ نہیں پائے جاتے۔

وقت گزرتا رہا۔ نہ تو رنبیر کی طرف سے کوئی اور کارروائی ہوئی اور نہ ہی چکت لال یا کرنام سنگھ کی طرف سے ڈھول گری والوں کو کوئی پیغام موصول ہوا۔ ڈھول گری کے معمولات جاری ہو گئے۔ لوگ جس طرح مندر جاتے تھے اس طرح ایک وقت لوگ تیجو کے کچے پکے گھر کے سامنے آکر ضرور دیوتا کے درشن کیا کرتے تھے۔ حالانکہ میں نے انہیں لاکھ سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ میں دیوتا نہیں ہوں مگر ان کے دلوں سے یہ خیال نہیں نکال سکا تھا۔

ایک شام جب میں املی کے درخت کے نیچے آنکھیں بند کیے بیٹھا سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ شلپا میرے پاس آئی اور کہنے لگی۔

"بیاس مہاراج پتا جی نہیں آئے ابھی تک۔"

"کہاں چلے گئے؟"

"صبح سے گئے ہوئے ہیں پتا نہیں کہاں رہ گئے' ماتا جی بہت سی جگہوں پر دیکھ آئی ہیں تھوڑی دیر کے بعد آنے کے لیے کہہ گئے تھے۔"

"میں دیکھتا ہوں۔" میں نے کہا اور باہر نکل آیا کوئی خاص بات دل میں نہیں آئی تھی لیکن پوری بستی گھوم لی ایک ایک سے پوچھا۔ میرے کہنے پر سب ہی تیجو کی تلاش میں لگ گئے تھے لیکن پہلے تو پوری بستی چھان ماری گئی اور اس کے بعد دور دور تک کے اطراف۔ تیجو رات تک نہیں آیا۔ اسے پہلی بار کے باغات میں دیکھا گیا تھا اکثر وہاں جاتا رہتا تھا آس پاس میں درندے بھی نہیں تھے' کوئی ایسا گہرا کنواں یا کھائی بھی نہیں تھی جس میں تیجو کے گر جانے کا خطرہ ہو پھر وہ کہاں گیا۔ رات بھر اس کی تلاش جاری رہی۔ دوسرے دن بھی بستی والوں نے اپنا کام بند رکھا۔ تیجو کو اب ایک خاص اہمیت حاصل ہو گئی تھی میری وجہ سے۔ چنانچہ سب ہی اس کے لیے پریشان نظر آ رہے تھے۔ وہ دن بھی گزر گیا۔ بسنتی' شلپا اور روپا نے روتے روتے برا حال کر لیا تھا۔ میں انہیں بھی سمجھا رہا تھا اور لوگ مجھ سے یہ توقع کر رہے تھے کہ اب بیاس دیوتا اپنی شکتی سے کام لیں گے اور تیجو کا پتا نکال لیں گے اور یہ بڑا ہی مشکل کام تھا۔ بہرحال کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ تیجو کو یقیناً کوئی بڑا حادثہ پیش آ گیا تھا۔ دو دن اور تیسری رات۔

گزر گئی اور اس بات پر یقین کر لیا گیا کہ تیجو یا تو کسی بہت بڑی مشکل میں پھنس گیا ہے یا پھر اس دنیا میں ہی نہیں ہے اور اس کا اندازہ چوتھے دن صبح کو ہوا' جب کرنام سنگھ کے چھ سپاہی بستی دھول گری پہنچے۔ راجا کرنام سنگھ کے سپاہیوں نے آتے ہی کہا تھا۔

"دھول گری کے باسیو! ہم تم سے لڑنے نہیں آئے نہ ہی اور کوئی بات ہے ہم تو سندیسی ہیں اور راجا کرنام سنگھ کا سندیس لے کر آئے ہیں۔ یہاں بیاس کون ہے۔ بیاس سے ہماری بات کراؤ۔" مجھ تک اطلاع پہنچی اور میں ان کے سامنے پہنچ گیا۔

"تم ہو بیاس۔"

"ہاں میں ہوں۔"

"مہاراجا کرنام سنگھ نے تمہارے لیے گھوڑا بھیجا ہے اور ہم سے کہا ہے کہ ہم تمہیں ان کا سندیس دے دیں وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں اور تم سے کچھ باتیں کرنا ہیں انہیں۔"

"کیا کام ہے تمہارے مہاراجا کو مجھ سے۔" میں نے سوال کیا۔

"دھول گری کا چکت لال اور جاگیردار رنبیر سنگھ نے راجا کرنام سنگھ کے پاس پہنچ کر یہ کہا ہے کہ دھول گری کے رہنے والے تیجو مل نے ایک بیاس نامی طاقتور آدمی کے ذریعے رنبیر کے بہت سے آدمی مروا دیے ہیں ان دونوں نے تمہاری طاقت کی جو کہانی سنائی ہے وہ راجا کرنام سنگھ کے لیے بھی بڑی حیرانی کا باعث ہے راجا صاحب تم سے ملنا چاہتے ہیں اگر تم اتنے ہی طاقتور ہو جتنا ان کہانیوں میں سنایا گیا ہے تو راجا کرنام سنگھ ہر طاقتور ہر شکتی مان کے ساتھی ہیں۔ وہ تمہیں بہت بڑی جاگیریں دے کر کوئی مقام دیں گے تمہیں اسی لیے بلایا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تیجو تیلی اس وقت راجدھانی میں ہے۔"

میرے ساتھ سب ہی چونک پڑے تھے یہ بات سن کر' اس کا مطلب تھا کہ تیجو مل کو راجا کرنام سنگھ کے آدمیوں نے اٹھوا لیا تھا اور یہ کام رنبیر سنگھ اور چکت لال کی ملی بھگت کے بغیر کیسے ہو سکتا تھا۔ میں نے کچھ دیر سوچا پھر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم لوگ انتظار کرو۔ میں دھول گری کے بزرگوں سے مشورہ کر لوں۔"

میں نے بزرگوں سے بات کی۔ سب تشویش کا شکار تھے۔ کوئی صحیح رائے نہ دے سکا۔ تیجو مل ان کے قبضے میں تھا میرا جانا ضروری تھا چنانچہ میں تیار ہو گیا۔ پوری دھول گری نے مجھے رخصت کیا تھا جو لوگ مجھے لینے آئے تھے انہیں یہ بات بتا دی گئی تھی میں بے حد طاقتور ہوں اس لیے وہ مجھ سے خوفزدہ تھے اور احترام سے پیش آتے رہے تھے۔ ایک بار پھر میں نے وہی ماحول دیکھا جو بیجا نگر میں دیکھ چکا تھا۔ عظیم الشان قلعہ۔ اس کے اندر بکھرا ہوا شہر مکانات' میدان اور بازار پھر شاہی محل۔ یہاں میرے لیے قیام کا بندوبست کیا گیا تھا۔ ایک رات آرام کے بعد مجھے دوسرے دن مہاراجا کرنام سنگھ کے سامنے پیش کیا جانا تھا۔

دوسرے دن مجھے بلایا گیا' تیار کیا گیا اور میں بے خوفی سے سپاہیوں کے ساتھ چل پڑا۔ شاہی محل بے مثال تھا۔ دربار لگا ہوا تھا۔ مہاراجا کرنام سنگھ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے امرا اور رؤسا حسب مراتب موجود۔ عام لوگوں میں چکت لال بھی بیٹھا نظر آیا۔ ایک اور شخص اس کے پاس موجود تھا جو رنبیر کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ میں لاابالی انداز میں دربار میں پہنچا اور سارے درباری گردنیں اٹھا کر مجھے دیکھنے لگے۔ مجھے راج سنگھاسن کے سامنے پہنچا دیا گیا۔

"مہاراج کو ڈنڈوت کرو!" ایک آدمی نے کہا۔

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"کیوں......؟" پوچھا گیا۔

"اس لیے کہ میں کسی کے سامنے سر نہیں جھکاتا۔"

"بہت مان کرتے ہو خود پر۔"

"ہاں!"

"مگر یہ ہمارے مہاراج ہیں۔"

"تمہارے ہیں' میرے نہیں۔"

"تم ان کی راجدھانی میں ہو۔ ان کا دیا کھاتے ہو۔"

"میں بیکار باتوں کا جواب نہیں دیتا۔"

"اس کی سزا جانتے ہو؟"

"نہیں جانتا لیکن یہ ضرور جانتا ہوں کہ تم مجھے کوئی سزا نہیں دے سکتے۔"

"یہ بغاوت ہے۔"

"جو کچھ بھی ہو!"

"بس۔" کرنام سنگھ نے ہاتھ اٹھا کر سب کو خاموش کر دیا پھر مجھے دیکھ کر بولا۔ "کیا نام ہے تمہارا؟"

"بیاس۔"

"دھول گری کے رہنے والے ہو۔"

"نہیں۔ کہیں اور سے وہاں آ گیا تھا۔"

"بہت شکتی مان ہو۔ یہ شکتی کہاں سے پائی تم نے۔"

"نہیں بتانا چاہتا۔"

"اگر ہم تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہیں تو!"

"اس کے لیے تمہیں تیجو مل کو رہا کرنا ہو گا۔"

"تیجو مل سے تمہارا کیا رشتہ ہے۔"

"دیا کا رشتہ!"

"کیا مطلب؟"

"دیا کو رحم اور انصاف بھی کہہ سکتے ہیں۔ دھول گری کا غریب تیلی جس کی کمزوری سے سب فائدہ اٹھاتے تھے۔ جس کی دو جوان بیٹیاں ہیں ان کے جہیز کے لیے اس نے بیس گنیاں جمع کی

تھیں چکت لال نے اس سے گتیاں چھین لیں۔ وہ کسی سے فریاد نہیں کر سکتا تھا کیونکہ چکت لال رنبیر سنگھ جاگیردار کا دوست تھا۔ میں نے تیجو کی مدد کی اور اس کے نتیجے میں رنبیر سنگھ نے میرے لیے فوج بھیجی۔"

"اور تم نے ان فوجیوں کو ملیا میٹ کر دیا۔"

"جو کچھ مجھ سے کیا جا سکتا تھا میں نے کیا۔"

"مگر تمہارے اندر یہ شکتی کہاں سے آئی۔ تم کوئی اوتار ہو؟"

"میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ایسی باتوں کا میں کوئی جواب نہیں دے سکتا۔" میں نے کہا۔

راجا کرنام سنگھ سٹپٹا گیا پھر اس نے کہا۔ "اب میں پھر وہی سوال کروں گا۔ کیا تم میرے دوست بن سکتے ہو؟"

"میرا جواب وہی ہے۔ تیجومل کو رہا کر کے عزت سے واپس دھول گری بھیجا جائے۔"

"ایسا بھی ہو جائے گا مگر اس کے لیے تمہیں اپنی شکتی دکھانی ہو گی۔ ہمیں بھی تو پتا چلے کہ لوگوں نے جو کچھ دیکھا ہے کتنا سچ ہے۔"

"مجھے اس میں اعتراض نہیں ہے۔"

"مہاراج کی جے۔ ہمیں انصاف نہیں ملے گا کیا۔ اس نے میرا گھر لوٹ لیا ہے میرا سب کچھ چھین لیا ہے اس کی وجہ سے دھول گری والوں نے۔" چکت لال کھڑا ہو کر بولا۔

"اور اس نے میرے اٹھارہ آدمیوں کو مار دیا ہے۔" رنبیر نے بھی کھڑے ہو کر کہا۔ راجا کرنام نے انہیں دیکھا پھر بولا۔

"رنبیر سنگھ۔ ہم نے تمہیں اتنی جاگیر دی اتنا مان دیا اگر تم ایک منش پر بھی قابو نہ پا سکے تو تھو ہے تمہارے جیتوں پر اور اس نے اپنی شکتی کا مان رکھ دیا تو یہ تمہاری جاگیر کا مالک بنے گا۔ ان دونوں کو پکڑ کر قید میں ڈال دیا جائے۔ نیائے یہ ہے کہ اگر یہ شکتی مان ثابت ہو گیا تو تیجومل کو رہا کر کے دھول گری کا مالک بنا دیا جائے گا اور اسے رنبیر سنگھ کی ساری جاگیر مل جائے گی اور اگر ایسا نہ ہوا اور ہمارے ویروں نے اسے مار دیا تو پھر چکت لال کو دھول گری کی ساری زمینیں مل جائیں گی اور رنبیر اپنی جاگیر کا مالک رہے گا۔ تیجو کی گردن کاٹ دی جائے گی۔"

رنبیر سنگھ اور چکت لال کے منہ اتر گئے تھے اور مجھے یہ انسان بہت عجیب لگا تھا لیکن فیصلہ ہو گیا تھا اور اب مجھے اپنا وہ فرض پورا کرنا تھا جس سے تیجو کو رہائی مل سکے۔

راجا کرنام سنگھ کے فیصلے پر میرے سامنے ہی عمل درآمد ہو گیا۔ رنبیر سنگھ اور چکت لال کو فوراً ہی گرفتار کر لیا گیا۔ دونوں کے چہرے دیکھنے کے قابل تھے لیکن نجانے کیوں میرے ذہن کو ایک خلش کا سا احساس تھا۔ جو کچھ مجھے کرنام سنگھ کے بارے میں بتایا گیا تھا اس وقت کرنام سنگھ کا عمل اس سے بہت مختلف تھا۔ جب سپاہی رنبیر سنگھ اور چکت لال کو پکڑ کر دربار سے چلے گئے تو راجا کرنام سنگھ میری جانب متوجہ ہو گیا اور اس نے ایک بار پھر کہا۔

"مہاراج ویر شکتی سارے سنسار میں سب سے بڑی مانی جاتی ہے۔ بھگوان کسی کو ہی اتنی بڑی شکتی دیتا ہے، آپ کا چہرہ دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ دھرتی کے پرش نہیں ہیں بلکہ بھگوان نے آپ کو کوئی اور ہی درجہ دیا ہے۔ پر ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہم تو بس یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو کتھا ہمیں رنبیر نے سنائی ہے اس میں کہاں تک سچائی ہے اور ہم نے جو فیصلہ کیا ہے کیا آپ کو منظور ہے؟"

پاگل تھا وہ، اشیش بھگونت نے مجھے دہرے دور سے گزارا تھا۔ ایک طرف اس نے مجھے ہشم شکتی دی تھی تو دوسری طرف بیاس کی عقل بھی اور شاید یہی عقل اشیش بھگونت کے گلے پڑ گئی تھی۔ اگر وہ ہشم شکتی ہی سے کام چلا لیتا تو آج بھی میں اس کا غلام ہوتا لیکن عقل کی سوچ نے ہم دونوں کو ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا اور میرا خیال تھا کہ غلطی اسی کی ہے۔ جب مجھے عقل آ گئی تو میں یہ کیوں نہ سوچتا کہ میں ہمیشہ ہی اس کا غلام کیوں رہوں، بے شک اس کی دی ہوئی قوتیں میری رکھشا کر رہی ہیں مگر سنسار میں جیون گزارنے کے لیے آزادی تو سب سے ضروری چیز ہوتی ہے اور اپنے طور پر زندگی گزارنے کا مزہ ہی کچھ اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اگر وہ مجھے جادو کی شکتی بھی دے دیتا تو کم از کم اسے یہ اعتماد ہونا چاہیے تھا کہ میں اس سے باغی کبھی نہیں رہوں گا۔ سارا کام ہی ملیا میٹ ہو گیا تھا اس کا، اب جب اپنے طور پر زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا تھا میں نے تو پھر بھلا مجھے کیا پڑی تھی کہ اس کے ان دونوں دشمنوں کے خلاف جنگ کرتا رہوں۔ ہاں یہ بات دل میں کبھی کبھی ضرور آتی تھی کہ اگر کریان سنگھ ملودھا اور ہری چند وردھانی کسی شکل میں میرے سامنے آ گئے تو میں انہیں اشیش بھگونت کے نام پر ہی انہیں ہلاک کر دوں گا۔ اس طرح میرے اوپر سے اس کا قرض ادا ہو جائے گا مگر یہ بات وہ نہیں جانتا تھا کیونکہ یہ اب میرے دل میں تھی۔ بہر حال اس وقت قصہ کرنام سنگھ کا ہے تو اس نے یوں کیا کہ اپنے چند خاص مصاحبوں سے کہا۔

"مہاراج بیاس کو سراوتی کے پاس لے جاؤ اور سراوتی سے کہو کہ مہاراج کا ہر طرح خیال رکھے یہ ہمارے خاص آدمی ہیں۔" ان لوگوں نے گردن جھکائی اور مجھے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔

میں آہستہ قدموں سے چلتا ہوا دروازے سے باہر نکل آیا۔

خادم مجھے لیے ہوئے محل کے بہت سے حصوں سے گزرے اور پھر ایک بالکل ہی الگ تھلگ حصے میں آ گئے جہاں بنی ہوئی خوبصورت عمارت دیکھ کر مجھے ایک فرحت کا احساس ہوا تھا۔ عمارت کے سامنے جو باغیچہ پھیلا ہوا تھا اس میں سنگ مرمر کا ایک بہت بڑا حوض بنا ہوا تھا' جس میں سفید بطخیں تیر رہی تھیں۔ کناروں پر بیٹھنے کے لیے چوکیاں بنی ہوئی تھیں۔ بڑا سرور انگیز ماحول تھا۔ چاروں طرف سے درختوں سے گھرا ہوا اور ان درختوں میں نہایت خوش نما پھل لٹکے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے مالیوں نے یہاں کا ایک ایک تنکا چن کر صاف کر دیا ہو۔ بڑے سے سنگی دروازے پر تین سیڑھیاں تھیں اور اس کے بعد سونے کی کیلیں لگا ہوا ایک چوبی دروازہ جس سے مجھے اندر لے جایا گیا اور یہاں سراوتی سے میری ملاقات ہوئی۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ کوئی عمر رسیدہ عورت ہو گی جس کے سپرد یہاں مہمان نوازی کر دی گئی ہو گی لیکن اسے دیکھ کر آنکھوں میں روشنی اترتی تھی۔ نہایت حسین ساڑی باندھے ہوئے ہلکے پھلکے زیورات سے لدی ہوئی آنکھوں میں جیسے زندگی تڑپ رہی ہو۔ بڑی بڑی سیاہ کالی آنکھوں میں مسکراہٹ جیسے منجمد' آنکھیں اور ہونٹ بالکل ایک ہی تاثر کے امین' مجھے دیکھ کر نازک نازک سفید ہاتھ جوڑ سینے کے قریب کیے اور سر جھکا دیا۔ خدّاموں نے اسے مہا... کا حکم سنایا اور اس نے ایک بار پھر دونوں ہاتھ لہرا کر ...راج آمدید کہا اور خدّاموں سے بولی۔ ...مجھے خوش...

"آپ لوگ جائیے اور اگر مہاراج پوچھ... کہ سراوتی نے ان کا حکم سن لیا' مہار... ...یں تو ان سے کہیے گی۔" پھر سراوتی نے اپنی نغمہ بار آوا... ...کو کبھی شکایت نہیں ہو...

"آئیے مہاراج آپ کو آ... ...زمیں مجھ سے کہا۔ ...رام کی جگہ بتا دوں اور یہ تو کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے ...یہ اب یہاں جتنے لوگ موجود ہیں۔ سب آپ کے داس... ...یں' کسی چیز کی ضرورت ہو تو فوراً بتا دیجیے۔"

جس کمرے میں وہ مجھے لے گئی اس کی سجاوٹ کا تذکرہ وقت ضائع کرنا ہے۔ بس ایک عالیشان محل میں کسی معزز مہمان کے لیے جس قدر ساز و سامان کی ضرورت ہو سکتی تھی وہ یہاں موجود تھا۔ چینی کے منقش بڑے بڑے پایوں والے چھپر کھٹ پر بیٹھ کر میں نے کہا۔

"تمہارا ہی نام سراوتی ہے؟"

"ہائے رام یہ بتانا تو بھول ہی گئی چلیے آپ کو معلوم ہے اس سے اچھی کوئی بات نہیں ہے۔"

"تم بہت سندر ہو۔" میں نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔"

"ایک سوال میرے ذہن میں ہمیشہ گردش کرتا رہتا ہے کیا تم اس کا جواب دو گی؟"

"ضرور مہاراج' داسی ہیں ہم آپ کی۔" وہ چھپر کھٹ کے نیچے فرش پر بیٹھ گئی۔ میں نے ایک لمحے کے لیے مضطربانہ انداز میں ہونٹ کھولے تھے لیکن پھر مجھے یہ سب بیکار محسوس ہوا' ورنہ میں اس سے یہ کہنا چاہتا تھا کہ وہ میرے قریب بیٹھے۔ بہت ذہین اور سمجھدار تھی' مسکرا کر بولی۔

"داسیوں کی جگہ چرنوں ہی میں ہوتی ہے مہاراج! سکون ہم آپ کے چرنوں میں پائیں گے اور کہیں: ...ور جتنا ...ملے گا۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"من کی بات جان لیتی ہو تم تو۔"

"کرپا ہے مہاراج کی سوال کیا تھا"

"سوال یہ ہے کہ ایسے ا... ...ے یہ راج محلوں میں حسن کا معیار کیا ہوتا ہے؟"

"سمجھ ن... ...ہیں مہا...راج۔"

"ہم یہاں..."

"وہ کیا... ...س حیثیت کی مالک ہو؟"

"کہا... ...ں کی داسی ہیں۔ اب یہ کرپا ہے مہاراج کرنام سنگھ کی ...ہوں نے ہمیں ایک خاص مقام دے رکھا ہے۔"

"تم جیسی حسین لڑکیاں پہلی بات تو یہ کہ اس قدر زیرک کیسے ہو جاتی ہیں' جس قدر ذہانت کا مظاہرہ تم نے ابھی ہمارے دل کی بات سمجھ کر کیا ہے دوسری بات یہ ہے کہ داسیوں اور رانیوں میں کیا فرق ہوتا ہے۔ اگر تمہیں رانی کے سنگھاسن پر بٹھا دیا جائے تو کون پاگل یہ کہہ سکتا ہے کہ تم رانی نہیں ہو۔"

سراوتی نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ میری آنکھوں سے آنکھیں جما دیں۔ دیکھتی رہی اس کے چہرے کے تاثرات کچھ اور ہی کہہ رہے تھے لیکن پھر ایک لمحے میں وہ سنبھل گئی اور اس نے مسکرا کر کہا۔

"یہ تو دیکھنے والے کی آنکھوں کی بات ہے' کوئی کسی کو من میں رچے ہوئے پیار سے دیکھے تو وہ اسے سندر ہی لگتا ہے۔ کہاں رانیاں اور کہاں باندیاں؟ مہاراج نے ضرور رانیوں کو دیکھا ہو گا ہم تو ان کے چرنوں کی دھول بھی نہیں ہیں پھر بھی اگر مہاراج نے ان الفاظ سے ہماری عزت بڑھائی تو ہم بڑی انکساری سے دھن باد کہتے ہیں۔" پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھتی ہوئی بولی۔

"مہاراج آرام کریں۔ کس چیز کی ضرورت ہو تو بتا دیجیے۔"

مجھے یوں لگا تھا جیسے وہ کسی خاص خیال کے تحت میرے پاس سے چلے جانا چاہتی ہو۔ اب اتنی ذہانت مجھ میں بھی نہیں آئی تھی کہ میں اس کے دل میں داخل ہو کر اس کی اس وقت کی کیفیت کا پتا لگا لیتا۔ میں نے اسے شکریہ کے ساتھ واپسی کی اجازت دے دی اور وہ ادب سے میری طرف پشت کیے بغیر دروازے تک پہنچی اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

اس کے جانے کے بعد میں نے گہری سانس لی اور گزرے ہوئے واقعات پر غور کرنے لگا۔ تو کہانی کا آغاز اس طرح سے

ہوا ہے۔ بہرحال ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مہاراج کرنام سنگھ کے من میں کیا ہے۔ بظاہر تو یہی لگتا تھا جیسے انہیں اس بات سے خاص دلچسپی محسوس ہوئی ہو کہ ایک ایسا شکتی مان بھی ہے جو باقاعدہ فوجوں سے جنگ کر سکتا ہے۔ راجوں مہاراجوں کو ایسی باتوں سے کافی دلچسپی ہوا کرتی ہے۔ تھوڑی بہت معلومات تو اب مجھے حاصل ہو گئی تھیں۔ مجھے کسی جاگیر کی جاگیرداری سے بھلا کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ میں تو طویل عرصے کے بعد اس سنسار کے نت نئے روپ دیکھنا چاہتا تھا۔ ہاں تیجو مل کا سلسلہ جہاں سے شروع ہوا تھا وہ میرے لیے باعث دلچسپی تھا۔ اب اگر کل مہاراج نے میرا امتحان لینے کے بعد مجھے پاس کر دیا تو سب سے پہلا مطالبہ ان سے تیجو مل کی رہائی کا ہی کروں گا۔ ویسے انہوں نے وعدہ تو کر لیا تھا کہ میرے امتحان کی تکمیل کے بعد دھولگری تیجو مل کی ملکیت ہو گی۔ میں بس یہی چاہتا تھا' اس کے بعد مہاراج سے کہہ دوں گا کہ اگر رنبیر اور چکت لال کو وہ سنبھال سکتے ہیں تو سنبھال لیں اور ان کی جاگیریں انہیں ہی دے دیں۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ چکت لال کا معاملہ ذرا مختلف تھا ویسے بھی ابھی میرا دھولگری سے جانے کا ارادہ نہیں تھا جب تک کہ میں تیجو مل کو اس کا صحیح مقام نہ دلوا دوں۔ انہی سوچوں میں خوب وقت گزر گیا' مجھے کس چیز کی ضرورت ہی نہ محسوس ہوئی تھی جس سے میں سراوتی کو تکلیف دیتا۔ ویسے اس عورت کی دلکشی کو میں نے دل ہی دل میں محسوس کیا تھا اور اب انسانی فطرت کے اس پہلو سے میں اپنے آپ کو باز نہیں رکھ سکتا تھا جس میں خوبصورت عورت کی قربت باعث دلکشی ہوتی ہے۔ مجھے امید تھی کہ رات میرے لیے دلکشی کی حامل ہو گی کیونکہ ایسی جگہوں پر رات ہی زندگی کی دلچسپیوں کا آغاز کرتی ہے اور میرا خیال غلط نہیں تھا۔ سراوتی اس وقت پہنچی جب محل کے گوشے گوشے میں روشنیاں جگمگا اٹھی تھیں۔ میری اس رہائش گاہ کا فانوس بھی روشن کر دیا گیا اور فانوس روشن کرنے کے لیے آنے والیاں دو خوبصورت داسیاں ہی تھیں جنہوں نے اونچی جگہوں پر چڑھ کر فانوسوں میں لگی ہوئی شمعیں روشن کیں اور گردن جھکا کر باہر نکل گئیں پھر سراوتی ایک نئے لباس میں قریب پہنچی اور اس نے کہا۔

"بھوجن تیار ہے مہاراج' آپ چلنا پسند کریں گے؟"

"کہاں؟"

"بھوجن کے کمرے میں۔"

"کیا وہاں اور کوئی بھی ہو گا؟"

"نہیں مہاراج' کوئی آپ کا ہم پلہ ہو تو وہاں پہنچے' آپ کے ساتھ بھلا کون شریک ہو سکتا ہے۔"

میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ ان تمام چیزوں سے دلچسپی بھی ضروری ہوتی ہے۔ بہرحال یہ کمرا بھی راج محل کے دوسرے بڑے کمروں کی طرح تھا اور یہاں میرے لیے بھوجن پروسا گیا تھا۔ بہت سی چیزیں تھیں۔ مجھے کبھی ان تمام چیزوں سے رغبت تو رہی نہیں تھی۔ ہاں انسانوں کی طرح زندگی گزارنے کے لیے یہ سب کچھ بھی ضروری ہوتا ہے۔ داسیاں خاموشی سے میری ہر خواہش کی تکمیل کر رہی تھیں اور جب میں وہاں سے فارغ ہو گیا تو سراوتی مجھے ساتھ لیے ہوئے ایک بالکل ہی نئی جگہ پہنچ گئی۔ اس نے کہا۔

"رات کو مہاراج کے اعزاز میں سبھا سجائی جائے گی۔ ہم نے اس کا انتظام کر لیا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔ یہ سبھا وہیں اسی حسین حوض کے کنارے سجائی گئی تھی جسے میں نے آتے وقت دیکھا تھا۔ یہاں بھی چھوٹے ستونوں میں شمع دان بنائے گئے تھے جن کے شیشے رنگین تھے اور ان سے رنگین روشنیاں چھلک رہی تھیں جنہوں نے ماحول کو ایک عجیب سا حسن بخش دیا تھا۔ ایک بڑی سی سنگی چوکی پر بہت خوبصورت دوشالے بچھائے گئے تھے اور یہ میرے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ اطراف میں بھی ایسی ہی چوکیاں بنی ہوئی تھیں اور جب مجھے یہاں لایا گیا تو میں نے ان چوکیوں پر حسین اپسراؤں کو براجمان دیکھا۔ خوبصورت چمکدار سونے کے تاروں سے بنے ہوئے لباس ان کے ریشمی جسموں کو چھپانے کی ناکام کوشش میں مصروف تھے بلکہ لباسوں کا انداز کچھ ایسا تھا کہ وہ حسن کی جانب اشارہ کر رہے تھے اور رہنما لباس کہلائے جا سکتے تھے۔ ان داسیوں کے سراپا کو بیان کرنا غالباً میرے لیے ممکن نہ ہو بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ کہکشاں بکھر گئی تھی۔ جس کا چہرہ دیکھو حسین سے حسین تر' یہ فیصلہ ہی نہ کر پاؤ کہ ان میں سب سے زیادہ حسین کون ہے۔ ہاں دوسرا فیصلہ کرنا سب سے آسان تھا وہ یہ کہ سراوتی نے اس وقت تیسرا لباس پہن کر میرے سامنے آنے کی کوشش کی تھی اور اس تیسرے لباس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے آپ کو جس طرح سجایا تھا اسے دیکھ کر آخری لہجے میں یہ بات کہی جا سکتی تھی کہ وہ ان داسیوں سے کہیں زیادہ حسین ہے' بڑے بڑے سنہری برتنوں میں شراب لائی گئی اور اسے میرے قریب رکھ دیا گیا پھر کچھ لڑکیاں سازندوں کی حیثیت سے آئیں اور انہوں نے حسین ساز بجانا شروع کر دیے۔ بعد میں دو لڑکیوں نے رقص کا آغاز کر دیا تھا اور سراوتی اس طرح میرے پہلو میں دراز ہو گئی کہ میں اس کے حسن کی حشرسامانیوں پر بھی نگاہ رکھ سکوں اور اس کی پذیرائی کروں۔ دوسری بات یہ کہ اس نے مجھے برتنوں میں شراب نکال کر دینا شروع کر دی۔ زندگی کے اس عمل کو بھی میں نظرانداز نہیں کر پایا تھا۔ باقی ساری باتیں اپنی جگہ لیکن زندگی کا یہ حسن اپنی جگہ ایک انفرادی حیثیت رکھتا ہے' میں نے سراوتی کا دیا ہوا تحفہ قبول کیا اور اسے حلق کے راستے سینے میں اتار لیا' اب یہ دوسری بات ہے کہ ہر چیز میرے اوپر بے اثر ہو چکی تھی۔ یہ شراب ہو سکتا

ہے بڑے بڑوں کو بدمست کر دیتی ہو لیکن میرے لیے اس کی حیثیت پانی سے زیادہ نہیں تھی۔

البتہ سراوتی اپنا فرض پورا کرتی رہی۔ رقاصاؤں نے اپنے کمال کا مظاہرہ انتہا کو پہنچا دیا اور انتہا کو پہنچنے کے بعد نئی رقاصاؤں کی ابتدا ہو گئی ان میں کچھ گانے والیاں بھی تھیں۔ وہ اپنی خوبصورت آواز میں نجانے کیا کیا گا رہی تھیں اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ ان کے بول، لہجہ اور طرز دلکشی کی حامل تھیں لیکن مجھے ان تمام چیزوں سے خاص دلچسپی نہیں تھی۔ سراوتی کا انداز خود سپردگی بخوبی محسوس کر رہا تھا اور یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ وہ یہ سیال شے زیادہ سے زیادہ میرے وجود میں اتار دینا چاہتی تھی۔ مجھے علم تھا کہ اس سیال شے کو پینے کے بعد آدمی بے قابو ہو جاتا ہے بس ایک ہلکی سی سرور کیفیت تو مجھ پر طاری ہوئی تھی لیکن جہاں تک بے قابو ہونے کا معاملہ تھا بھلا یہ کیسے ممکن تھا لیکن یہ بھی شاید میری زیرک نگاہی تھی کہ میں نے سراوتی کو کئی بار چور نگاہوں سے اپنی جانب نگراں پایا اور اگر میرا اندازہ غلط نہیں تھا تو اس چور نگاہی میں یہ تصور نہیں تھا کہ میں اس کی پذیرائی کروں بلکہ غالباً" وہ میرے ہوش و حواس کھو بیٹھنے کی منتظر تھی ایسا کیوں ہے،" اس خیال نے مجھے ایک دم سے ہوشیار کر دیا اور پھر یہاں سے بیاس کی عقل نے کام کرنا شروع کر دیا۔ میں نے سوچا کہ اب ان لوگوں کو یہی ظاہر کرنا چاہیے کہ میں عقل و ہوش کی اس منزل سے گزر چکا ہوں جس میں سمجھداری سے کوئی بات سوچی جا سکتی ہے۔ بالآخر میں نے آنکھیں بند کر کے خود کو بے سدھ کر لیا اور جیسے کہ سراوتی، اسی بات کی منتظر تھی۔ اس نے میرے بازو پر ہاتھ رکھ کر مجھے جھنجوڑا۔

"بیاس مہاراج۔" مگر میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا وہ پھر بولی۔

"بیاس مہاراج۔" اور اس کے بعد اس نے آہستہ سے اپنے آپ کو مجھ سے الگ کر لیا۔ میں وہیں اس سنگی چوکی پر ڈھیر ہو گیا تھا، رقص رک گیا تھا۔ گانے والیوں کی آوازیں تھم گئیں۔ سراوتی نے ان سب کو دیکھا اور پھر سرد لہجے میں کہا۔

"اب تم لوگ جاؤ سبھا ختم ہو گئی۔" وہ سب اپنے اپنے لباس سنبھالتی ہوئی وہاں سے واپس چل پڑیں۔ میں خاموشی سے آئندہ کی صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا۔ اپنے آپ کو ان کی مرضی کے مطابق کر لوں اس کے بعد دیکھوں کہ ان کے دلوں میں کیا ہے۔

سراوتی نے ان سب کی واپسی کا انتظار کیا اور جب گانے والیاں اپنے ساز اٹھا کر چلی گئیں اور یہاں صرف میں اور سراوتی رہ گئے تو سراوتی نے ہاتھ اٹھا کر تالی بجائی۔ اس کے تالی بجانے کے چند ہی لمحات کے بعد میں نے کچھ لوگوں کی آوازیں سنیں۔ سراوتی نے ان سے کہا۔

"بیاس مہاراج کو بہت احتیاط کے ساتھ سنبھال کر ان کے استھان پر لے چلو۔"

چند لوگوں نے مجھے اپنے مضبوط بازوؤں میں سنبھال لیا میرے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے لیکن انہوں نے وہ بھی نہ گھسٹنے دیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے انداز میں کہیں بھی بے دردی نہیں پائی جا سکتی تھی۔ بہرحال میں نے ان کے جسموں پر یہ سفر ختم کیا اور مجھے میرے چھپر کھٹ پر لٹا دیا گیا۔ اب مجھے اس کے آگے کے حالات کا انتظار تھا۔ سراوتی غالباً" اس بات پر پورا پورا یقین کر لینا چاہتی تھی کہ میں ہوش میں ہوں یا نہیں چنانچہ وہ میرے بہت ہی قریب آ گئی اور اس نے اپنی گرم گرم سانسوں سے مجھے گدگداتے ہوئے کہا۔

"بیاس مہاراج، آپ تو بالکل ہی بے سدھ ہو گئے۔" اصولی طور پر مجھے چاہیے کہ کسی بھی لہجے میں سہی اس کی بات کا جواب دینا چاہیے تھا لیکن میں تو بس آگے کے حالات کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ تب میں نے سراوتی کو دروازے کی جانب جاتے ہوئے دیکھا اور وہ دروازہ بند کر کے باہر نکل گئی۔

یہ تو کچھ بھی نہ ہوا، نہ مجھے سراوتی کی قربت حاصل ہوئی اور نہ ہی کسی ایسی بات کا انکشاف جو میرے اس شبہے کو تقویت دیتا لیکن ایک لمحے کے لیے میری سوچ غلط ہو گئی تھی۔ سراوتی بلاوجہ ہی نہیں گئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ واپس آئی، میں نے آنکھوں میں ہلکی سی درز پیدا کر کے اسے دیکھا لیکن وہ تنہا نہیں تھی۔ جو لوگ اس کے ساتھ یہاں داخل ہوئے تھے ان میں ایک عمر رسیدہ شخص جس کے چہرے پر لمبی سی داڑھی نظر آ رہی تھی، سر کے بال بھی بڑھے ہوئے تھے لیکن وہ سفید لباس میں ملبوس ایک پروقار شخصیت نظر آ رہا تھا۔ دوسرا یقینی طور پر کرنام سنگھ تھا اور تیسری شخصیت جو اس کے ساتھ تھی اسے دیکھ کر تو ایک لمحے کے لیے ذہن میں ایک عجیب سی کھلبلی پیدا ہو گئی۔ یہ بھی ایک حسین اور نوجوان لڑکی تھی جس کی عمر انیس بیس سال سے زیادہ نہیں ہو گی لیکن سراوتی کا اور اس کا مقابلہ کیا جاتا تو سراوتی اس کے سامنے کچھ بھی نہیں محسوس ہوتی تھی پتا نہیں اس محل میں حسن کا اتنا عظیم الشان ذخیرہ کہاں سے جمع ہو گیا تھا۔ اس وقت اس لڑکی سے متاثر ہو کر اس کے بارے میں سوچنے کی کوشش حماقت تھی۔ میں ان لوگوں کی آمد کی وجہ جاننا چاہتا تھا۔ کرنام سنگھ میرے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اس نے سراوتی سے کہا۔

"بالکل بے ہوش ہو چکا ہے۔"

"ہاں مہاراج۔"

"تو پھر گرو مہاراج ذرا دیکھیے اسے۔" فانوسوں کی تیز روشنی پورے کمرے کو منور کیے ہوئے تھی۔ جس شخص کو گرو مہاراج

کہا گیا تھا یہ وہی بوڑھا آدمی تھا' وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور میرے قریب دوزانو بیٹھ گیا۔ وہ میرا جائزہ لیتا رہا اور تمام لوگ ساکت و جامد کھڑے رہے۔ کچھ دیر کے بعد بوڑھے شخص نے کہا۔

"نہیں مہاراج کرنام سنگھ' کوئی خاص بات تو نظر نہیں آتی۔"

"لیکن رنبیر اور چکت لال نے جو کچھ بتایا ہے اس کی تصدیق ہو چکی ہے گرو مہاراج۔"

"ہو سکتا ہے یہ کوئی بہت طاقتور اور بہادر آدمی ہو اور اس نے رنبیر کے بزدل سپاہیوں کو خوفزدہ کر کے ٹھکانے لگا دیا ہو۔"

"کچھ سمجھ میں نہیں آئی یہ بات' وہ لوگ تو اس سے بڑے ہی خوفزدہ ہیں۔"

"ہاں مجھے خود حیرت ہے' ویسے یہ بات تو میں کہہ سکتا ہوں کہ نہ تو یہ کوئی دیوتا ہے نہ اوتار' یہ بات من میں سے نکال دو کرنام سنگھ کہ یہ انسان نہیں ہے۔"

"تعجب کی بات ہے گرو مہاراج' ویسے اب آپ یہ بتائیے کہ کیا کیا جائے؟"

"کچھ نہیں' میں نے تم سے یہ بات کہہ دی کہ یہ ایک منش ہے' کل اس کا تماشا دیکھ لو۔"

"ہوں' اگر طاقتور ہوا تو کیا کروں؟"

"یہ فیصلہ کرنا تو تمہارا کام ہے کرنام سنگھ' ویسے دربار میں تم نے اعلان کیا ہے کہ اگر یہ تمہارے معیار پر پورا اترتا ہے تو تم اسے رنبیر کی جاگیر دے دو گے۔"

"نہیں مہاراج کہاں کی باتیں کر رہے ہیں' رنبیر سنگھ ہمارا بہت پرانا آدمی ہے اور بہت اچھا ساتھی ہے وہ۔ ہم نے وہاں دربار میں جو کچھ کیا ہے بس اسے دکھانے کے لیے کیا ہے۔ ذرا اس کے بارے میں ہمیں ساری تفصیلات معلوم ہو جائیں اور پھر میں آپ کو بتاؤں گرو مہاراج کہ اتنا طاقتور کوئی نہیں ہونا چاہیے ہماری راجدھانی میں' اگر اتنا کوئی طاقتور آدمی مزید طاقت ہمارے ذریعے حاصل کر لے تو ہم سے بڑا بیوقوف تو کوئی نہیں ہوا۔"

بوڑھے شخص نے کرنام سنگھ کو دیکھا اور حیرت سے بولا۔

"تمہارا مطلب کیا ہے کرنام سنگھ؟"

"مہاراج' یہ اندازہ لگا لیا جائے کہ یہ کون ہے۔ اگر یہ کوئی دیوتا یا اوتار ہے تو ظاہر ہے کہ پریشانی کی بات ہو گی ہمارے لیے ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور اگر یہ ایک عام آدمی ہے تو پھر اسے ٹھکانے لگا دینا کون سا مشکل کام ہے۔ اصل میں کوئی بھی اتنا طاقتور آدمی جو فوجوں سے لڑنے کی صلاحیت رکھتا ہو اگر ہماری راجدھانی میں برقرار رہے گا تو آپ خود سوچیے کیا ہمارے لیے وہ خطرہ نہیں بن جائے گا۔"

"تمہاری عقل بہت بڑی ہے کرنام سنگھ' واقعی تم ٹھیک کہتے ہو۔" اس دوران پہلی بار اس لڑکی نے زبان کھولی جو کرنام سنگھ کے ساتھ آئی تھی۔

"تو پھر کیا کرو گے بھیا جی۔"

"ڈبو دیں گے اسے کستوری' اسے گہری کھائی میں ڈبو دیں گے' جیتا نہیں رہنے دیں گے اسے' ایسے آدمی کو جیتا نہیں رہنا چاہیے۔"

"مگر آپ نے اس سے جو وعدہ کیا ہے؟"

"باولی راج نیتی میں ایسے وعدے جو حیثیت رکھتے ہیں تجھے ان کے بارے میں جاننا چاہیے۔"

"اب مجھے کیا آتی ہے راج نیتی۔"

"ہاں' لیکن تجھے ہمارا ساتھ تو مسلسل دینا پڑے گا۔"

"تو اس سے کون پاپی منع کرتا ہے۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"تو پھر کیا کہتے ہیں گرو مہاراج؟"

"کچھ نہیں' بس میں اپنا کام پورا کر چکا ہوں' تجھے معلوم ہے کہ میں تھوڑی بہت جو معلومات رکھتا ہوں بس اتنی ہی رکھتا ہوں۔ اس سے زیادہ کیا کہوں اس بارے میں۔ یہ بات تو میں آرام سے کہہ سکتا ہوں کہ نہ تو یہ دیوتا ہے نہ اوتار' منش ہے سو فیصد منش۔"

"ہوں' اچھا سراوتی تیرا شکریہ' تو نے ہمارا کام پورا کر دیا۔ اس کا خیال رکھنا' جب تک کہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ ہو جائے تو اس کا من ہاتھ میں رکھنا ہے کہ اس کے من میں کوئی ایسی ویسی بات نہ آئے' ٹھیک ہے۔"

"جی مہاراج۔" اور اس کے بعد میں نے ان لوگوں کو واپس جاتے ہوئے دیکھا۔ میں دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ بیاس کی عقل نے ساتھ دیا تھا۔ اس حسین اور دلکش ماحول میں گم ہو کر جو سراوتی نے میرے لیے خاص طور سے پیدا کیا تھا اگر میں صرف عورت کی لطافت میں گم ہو جاتا تو یقینی طور پر یہ سب کچھ نہ ہو جاتا بلکہ ایک طرح سے میں ایک بہت ہی اہم راز سے محروم ہو جاتا' ظاہر ہے اتنی شراب پینے کے بعد بھی اگر ہوش مندی کا مظاہرہ کرتا تو سراوتی کبھی کرنام سنگھ کو جا کر یہ اطلاع نہ دیتی کہ میں بے ہوش ہو چکا ہوں۔ کرنام سنگھ نے بڑی چالاکی سے کام لیا تھا' دربار میں اس نے میری پذیرائی کرتے ہوئے رنبیر سنگھ اور چکت لال کے خلاف فیصلہ کر دیا تھا لیکن درپردہ وہ میرے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں مصروف تھا اور یہ بات مجھے پہلے ہی معلوم ہو چکی تھی کہ وہ ایک چالاک آدمی ہے اور اس نے اپنے بھائی دیر سنگھ کی گدی پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ بات بھی میرے علم میں آ گئی تھی کہ کرنام سنگھ مجھے ہر قیمت پر ختم کر دینا چاہتا ہے اور وہ اپنی راجدھانی میں کسی طاقتور آدمی کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اس طرح سے میری ذمے داریاں کچھ اور بڑھ گئی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی دلچسپیاں بھی۔ گویا یہاں مجھے کام کرنے کا صحیح معنوں میں لطف آئے گا اور یہ گرو مہاراج کون تھے۔ بہرحال ان کے بارے میں مجھے معلومات حاصل ہو ہی جائیں گی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آئندہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ خیر مجھے اس بات کی تو پروا نہیں تھی کہ کرنام سنگھ میرے بارے میں کیا سوچ رہا ہے لیکن بہرطور تیجو ل کی زندگی کے لیے مجھے ذرا سمجھداری ہی سے کام لینا تھا۔ تیجو ل بے چارہ خطرے میں نہ پڑ جائے اس کی رہائی کے لیے کوئی ایسا طریقہ کار دریافت کرنا ہو گا جس سے کرنام سنگھ کو مجھ پر شبہ بھی نہ ہو سکے اور تیجو ل آزاد ہو جائے۔

ان لوگوں کے ساتھ سراوتی بھی باہر نکل گئی تھی اور میرا خیال تھا کہ شاید اب وہ واپس نہ آئے بہرحال مجھے ان کی مرضی کے مطابق ہی رات گزارنی تھی۔ اگر میں کسی قسم کی کارروائی کا مظاہرہ کروں تو کرنام سنگھ وقت سے پہلے شبہے کا شکار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے یہیں چھپر کھٹ پر وقت گزارنے کا فیصلہ کیا لیکن ان لوگوں کی کہانی بھی بہت عجیب تھی۔ نجانے کتنی دیر گزری' میں سویا نہیں تھا کہ ایک پھر بار میں نے دروازے پر آہٹیں محسوس کیں۔ اس بار سراوتی اس بوڑھے شخص کے ساتھ واپس آ گئی۔ کرنام سنگھ اور اس کی ساتھی لڑکی جا چکے تھے۔ اتنی دیر کے بعد دوبارہ واپس آنا کیا معنی رکھتا ہے۔ سراوتی نے دروازہ اندر سے بند کر دیا اس کا مطلب ہے کہ اسی وقت کوئی خاص کارروائی ہونے والی ہے لیکن زیادہ سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے' یہ دونوں بیچارے اپنی زندگی ہی کھو بیٹھیں گے۔ میرا تو کچھ بھی نہیں بگاڑ پائیں گے۔ میں خاموشی سے انتظار کرتا رہا' سراوتی نے کہا۔

"آپ کو پورا بھروسا ہے مہاراج۔"

"ہاں سراوتی' منش کو منش نہ کہیں گے تو اور کیا کہیں گے؟"

"مگر یہ بھی تو ہو سکتا ہے مہاراج کہ یہ بیچارہ کل دن میں ہی مارا جائے' آپ نے کرنام سنگھ جی کی بات تو سن ہی لی' بھلا وہ کسی اتنے طاقتور آدمی کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ وہ تو اس بات کی بھی ذمے داری قبول نہیں کر رہے کہ اگر یہ طاقتور ہے تو ان کا ساتھی بن جائے' کرنام سنگھ مہاراج جس قدر چالاک ہیں اس کا تو ہمیں خیر پہلے ہی سے اندازہ ہے لیکن تارا چند مہاراج کچھ نہ کچھ تو اس بیچارے کے لیے کرنا ہی چاہیے۔"

"سراوتی جو کچھ تم نے سوچا ہے وہی میں نے بھی سوچا ہے لیکن ہمیں اس کے لیے بڑی مشکلوں سے گزرنا ہو گا۔"

"آپ کا کیا اندازہ ہے تارا چند مہاراج۔ میں کیا سوچ رہی ہوں؟" یقینی طور پر اس وقت بوڑھے گرو مہاراج کے چہرے پر کوئی خاص تاثر ابھرا ہو گا لیکن چونکہ ان کے چہرے میرے چہرے کے سامنے ہی تھے اس لیے میں ان کا جائزہ نہیں لے سکتا

تھا۔ تارا چند جو اسی بوڑھے کا نام تھا، آہستہ سے بولا۔

"آہ اسے ہوش میں آنا چاہیے یہ بڑا اچھا موقع تھا اس سے بات کرنے کا۔ سراوتی ہم میں سے کون نہیں چاہتا کہ سورج سنگھ۔"

"زبان بند رکھئے مہاراج، زبان بند رکھئے بھگوان کے لیے، دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں بس یونہی منہ سے نکل گیا تھا۔"

"میری رائے ہے پہلے کل کا دن دیکھ لیں مہاراج، اگر کل یہ کرنام سنگھ کے لڑاکوں کے مقابلے میں ہار جاتا ہے تو پھر ہمارے لیے بیکار ہی ہو گا لیکن اگر یہ جیت جاتا ہے تو پھر ہمیں اس کا جیون بچانا ہو گا۔ اس کا پتا تو آپ کو چل ہی گیا ہے کہ کرنام سنگھ اسے رنبیر کی جاگیر کبھی نہیں دے گا، بلکہ چالاکی سے اسے ختم کرنے کی کوشش کرے گا لیکن ہم اسے بچائیں گے، ہم اسے دھوکے کی موت مرنے نہیں دیں گے۔ مہاراج اس کے علاوہ اور کوئی بات مناسب نہیں ہے کہ کل کا دن دیکھ لیا جائے۔ ہمیں پتا چل جائے گا کہ ہمارے کام کا ہے یا نہیں۔"

"ٹھیک ہے سراوتی، لیکن اب دوسری بار بھی میں اسے دیکھنے کے بعد یہی کہہ رہا ہوں کہ یہ ہے منش ہے، نہ دیوتا ہے، نہ اوتار نہ اور کوئی قوت، بدن دیکھ کیسا سندر ہے اور چہرہ بھی دیوتاؤں جیسا ہی مگر ایک بات میرے من میں خاص طور سے آ رہی ہے۔"

"کیا؟"

"کوئی تبدیلی ہے اس میں ضرور، اب بھی میں یہی بات کہوں گا کہ یہ تبدیلی دیوتاؤں یا اوتاروں کی نہیں ہے، خیر رات بہت بیت گئی ہے۔ اب ایسا کرتے ہیں کہ چلتا ہوں میں یہاں سے، تو یہیں رہے گی؟"

"مجھے تو رہنا ہو گا نا مہاراج؟"

"ہاں ہاں مگر ہوشیاری سے سراوتی، تجھے کرنام سنگھ ہی کا نہیں، اس کا بھی خیال رکھنا ہے۔ نجانے کس مزاج کا انسان ہو نجانے کیسی طبیعت کا مالک ہو؟"

"باتیں تو بڑی بھولی بھالی کرتا ہے مہاراج، زیادہ چالاک بھی نہیں لگتا۔"

"خیر بعض چہرے بڑے پوشیدہ ہوتے ہیں اور تھوڑی بہت دیر میں ان کے بارے میں کچھ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، تو آرام کر میں چلتا ہوں۔" گرو مہاراج دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔

سراوتی گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی اس کے بعد اس نے آہستہ آہستہ فانوس بجھانے شروع کر دیے اور سبز رنگ کے شیشے میں صرف ایک شمع روشن رہ گئی۔ رات بھی بہت زیادہ بیت گئی تھی لیکن سراوتی نے اس کے بعد جو کچھ کیا وہ میری توقع سے بہت مختلف تھا۔ غالباً اس نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ وہ میری پذیرائی کرتی رہی ہے لیکن رات کا یہ حصہ اور سراوتی کی یہ کوشش میرے لیے سب سے مشکل لمحات پیدا کر رہی تھی۔ اگر اس کے بعد بھی شراب کا نشہ مجھ پر اسی طرح سوار ہے جیسے اب تک سوار رہا تھا تو لعنت ہے ایسی شراب پر۔ آخر کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی چاہیے چنانچہ میں نے ایک انگڑائی لی اور کروٹ تبدیل کر لی، سراوتی چونک پڑی تھی، لازمی امر تھا کہ وہ جاگ رہی تھی، میرا ہاتھ اس کے جسم پر جا پڑا اور بہرطور یہ بات تو سنتھا نے بھی بتائی تھی جو ایک ناگن تھی اور اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بھی کہ میرے لمس میں کوئی ایسی خاص بات ہے جو انسانی ذہن کو سحر میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اب سراوتی کو خود ہی افسوس ہونے لگا کہ اس نے مجھے اتنی شراب کیوں پلا دی تھی کہ میرے اس لمس سے بھی فائدہ نہ اٹھا سکے لیکن جو کچھ وہ تھی اسے نظرانداز کرنا میرے لیے بھی ممکن نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے اسے نظرانداز نہیں کیا اور سراوتی کی کسمساہٹیں مدھم روشنی میں ابھرتی رہیں۔ پتا نہیں اس کی ذہنی کیفیت کیا تھی لیکن اس نے اپنی زبان سے کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔

البتہ دوسری صبح وہ بہت نڈھال نڈھال نظر آ رہی تھی جیسے کسی دلی غم میں مبتلا ہو۔ میں نے دوسری ضروریات سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اسے دیکھا اور کہا۔

"رات کو تو تم نے مجھے بے ہوش ہی کر دیا تھا کچھ ہوش ہی نہ رہا۔"

"ہاں بیاس مہاراج، آپ نے بہت زیادہ شراب پی لی تھی۔"

"میں نے پی تھی یا تم نے پلائی تھی۔"

"میں تو داسی ہوں، آپ طلب کرتے رہے میں دیتی رہی لیکن لیکن مہاراج کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں آپ سے، بعد میں پتا نہیں یہ موقع ملے یا نہ ملے۔"

ایک لمحے میں مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ اب اس کی کیفیت میں جو محبوبیت پیدا ہو گئی ہے، وہ ایک عورت کا منفرد انداز ہے، میرے ساتھ لمحات گزارنے کے بعد اس وقت وہ عورت کے روپ میں ہے، نہ کرنام سنگھ کی داسی اور نہ گرو مہاراج کی کوئی عقیدت مند بلکہ اس وقت اس کے اندر سے ایک عورت بول رہی ہے۔ میں نے کہا۔

"پوچھو سراوتی، کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"

"آپ کو پتا ہے کہ مہاراج، کرنام سنگھ آج آپ کی جسمانی قوت کا جائزہ لیں گے؟"

"ہاں معلوم ہے۔"

"آپ نے منع کیوں نہ کر دیا مہاراج کوئی ایسی ترکیب نہیں ہو سکتی کہ آپ یہ لڑائی نہ لڑیں؟"

"کیا ترکیب ہو سکتی ہے سراوتی تم ہی بتاؤ؟"

"اور اگر ہار گئے تو....؟" اس کے منہ سے سسکی سے نکلی۔

"تو جیون ہار جاؤں گا۔"

"بھگوان نہ کرے، میں ایک مشورہ دوں آپ کو مہاراج، برا نہ مانئے میری بات کا اور بھگوان کے لیے کسی سے نہ کہئے۔"

"نہ برا مانوں گا نہ کسی سے کچھ کہوں گا، وعدہ کرتا ہوں۔"

"آپ بھاگ جائیے، آپ یہاں سے بھاگ جائیے کرنام سنگھ جی، کرنام سنگھ جی۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا۔ بری کیفیت کا شکار نظر آرہی تھی بیچاری، کچھ دیر انتظار کرتی رہی پھر بولی۔

"کرنام سنگھ مہاراج جن لڑاکوں سے آپ کو لڑائیں گے وہ بہت طاقتور ہوں گے۔ بھگوان نہ کرے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔"

"مرد کا وعدہ ایک ہی ہوتا ہے سراوتی، بھاگ جاؤں گا تو بزدل کہلاؤں گا۔"

"تو کہنے دیجئے لوگوں کو بزدل، بھاگ جائیے مہاراج، آپ آپ، آپ کو آپ کو...."

"نہ سراوتی نہ، کوئی قسم نہ دینا مجھے، میں کسی بھی سوگند کا پالن نہ کر سکوں گا، کوئی سوگند نہ دینا مجھے۔" وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی اور اس کے بعد باہر نکل گئی۔ غالباً اپنی کیفیت پر قابو پانے کے لیے، بعد میں بھی وہ میرے سامنے نہیں آئی تھی، میرے لیے صبح کے ناشتے کا بندوبست بھی دوسری داسیوں نے ہی کیا تھا اور پھر سورج چڑھ گیا تب کچھ نئی شخصیتیں میرے سامنے آئیں۔ ان میں سے ایک قوی ہیکل آدمی جو چہرے ہی سے خونخوار بھیڑیا معلوم ہوتا تھا، بڑی بڑی اور چہرے سے باہر نکلی ہوئی مونچھوں کے ساتھ اس کے دانتوں کی قطار کسی بھیڑیے کے دانتوں کی قطار جیسی ہی محسوس ہوتی تھی۔ آواز بھی غرائی غرائی ہی سی تھی، اس نے کہا۔

"بیاس ہے تمہارا نام؟"

"تمہیں کس کے پاس بھیجا گیا ہے؟" میں نے مست لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس، سنا ہے بڑے جیالے ہو، بہت طاقتور ہو، کرنام سنگھ مہاراج میدان میں پہنچ چکے ہیں اور راجدھانی کی ساری خلقت جمع ہو گئی ہے، رات ہی کو ڈونڈی پٹوا دی گئی تھی کہ کل صبح ایک جیالا مہاراج کرنام سنگھ کے سورماؤں سے جنگ کرے گا، سو لوگوں نے آج اپنے کاروبار بند رکھے ہیں مگر جیالے تجھے سوجھی کیا تھی۔ یہاں آکر مرنے کی۔"

مجھے ہنسی آئی اور میں نے کہا۔ "یہ بات میرا خیال ہے کرنام سنگھ مہاراج کے سامنے زیادہ مناسب رہے گی، میں انہیں بتاؤں گا کہ آپ کا سورما مجھ سے یہ سوال بند کمرے میں کر رہا تھا۔"

میرے الفاظ غالباً اس قدر خوفناک تھے کہ اس شخص کا رنگ اتر گیا، جلدی سے بولا۔ "مم.... میں تو، میں تو تیری ہمدردی ہی میں یہ بات کہہ رہا تھا، بلاوجہ میری جان کا دشمن کیوں بن رہا ہے میرے بھائی، چل چل اپنی قتل گاہ میں چل، موت وہاں تیرا انتظار کر رہی ہے۔"

وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔ میرے دو ہی لفظوں نے اس کا حلیہ درست کر دیا تھا۔ میں مسکراتا ہوا اس کے ساتھ باہر نکل آیا اور پھر محل کے بیرونی حصے میں پہنچ گیا جہاں کئی گھوڑے کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک تنومند گھوڑا جس پر زین کسی ہوئی تھی میرے لیے تھا۔ لباس وغیرہ کے مسئلے میں کوئی خاص اہتمام نہیں کیا گیا تھا، وہ سب میرے ساتھ ہی گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور میں اس شخص کی رہنمائی میں بقول اس کے اپنی قتل گاہ کی سمت چل پڑا۔ میرے ذہن میں اب کوئی تاثر نہیں تھا۔ سپاٹ اور سادہ ذہن، حالات اپنا راستہ طے کر رہے تھے اور میں ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ مجھے بھلا کوئی فکر کیوں لاحق ہوتی، خاصا طویل فاصلہ طے کیا اور پھر بے شمار انسان نظر آئے جن کی نگاہیں اسی جانب اٹھی ہوئی تھیں اور وہ میری آمد کے منتظر تھے، لاتعداد سپاہی اور محافظ مختلف قسم کے ہتھیاروں سے مسلح وہاں موجود تھے۔ ہمارے لیے راستہ بنا ہوا تھا۔ وہی قوی ہیکل شخص میری رہنمائی کر رہا تھا اور میں لوگوں کے درمیان سے گزرتا ہوا اس وسیع و عریض میدان کی جانب جا رہا تھا جس کے چاروں سمت خلقت جمع تھی اور جو ذرا گہرائی میں بنا ہوا تھا اور اسے شاید خاص طور پر تیار کیا گیا تھا کیونکہ یہ ایک دائرے کی شکل میں تھا۔ کنارے بلند، نیچے چند دروازے بنے ہوئے تھے۔ بالآخر میں اس میدان کے بیچوں بیچ پہنچ گیا۔ سامنے ہی کرنام سنگھ مہاراج، اس کے ساتھ اور بہت سے بیٹھے ہوئے نظر آرہے تھے، ان میں کرد تارا چند کو بھی دیکھا جو کرنام سنگھ کے بہت قریب تھا۔ مجھے یہاں تک پہنچانے والے واپس چلے گئے اور میں اپنے گھوڑے کی پشت پر بیٹھا گردن گھما گھما کر چاروں طرف کا جائزہ لیتا رہا۔ تبھی کچھ فاصلے پر بلندی سے ایک شخص نے چیخ کر کہا۔

"دھولگری سے آنے والے بیاس! تیرے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ تو بہت طاقتور ہے اور بہت سے لوگوں سے بیک وقت لڑ سکتا ہے۔ تو نے مہاراج کرنام سنگھ کے سامنے اپنے اس دعوے کی تصدیق بھی کی ہے، اب تجھے ہمارے سات سورماؤں سے ایک ساتھ مقابلہ کرنا ہوگا۔ تجھے کس ہتھیار کی ضرورت ہے؟"

"ہتھیار مجھے کوئی بھی نہیں چاہیے۔ تم نے سات سورماؤں کی بات کی ہے۔ انہیں تو میں گردن دبا کر بھی ہلاک کر سکتا ہوں جب زیادہ سورما آئیں گے تو میں انہی میں سے کسی کا ہتھیار بھی لے لوں گا تم اس کی فکر مت کرو۔"

"تو بڑ بولا ہے لیکن یہ باتیں ایک راجا کے سامنے کر رہا ہے

تو اب بھی وقت ہے بتا دے یا پھر اپنی شکست مان لے' مہاراج کرنام سنگھ تجھے معاف کر سکتے ہیں۔"

"میں اس بات پر حیران ہوں کہ مہاراج کرنام سنگھ کے دربار میں تجھ جیسے بیوقوف بھی موجود ہیں۔ جب یہ بات مہاراج کرنام سنگھ نے مجھ سے کی ہے تو میں معافی کیوں مانگوں؟"

"تو پھر ان لوگوں کو حکم دیا جائے گا کہ تجھے قتل کر دیں اور تجھے اجازت ہے کہ ان سب کو جان سے مار دے۔ جب دو آدمی ایک دوسرے کے مقابلے پر آتے ہیں تو دونوں میں سے ایک کو مرنا ہوتا ہے۔ تجھے اجازت دی جاتی ہے مہاراج کرنام سنگھ کی طرف سے کہ تو اپنے دشمنوں کو قتل کر دے۔ اب تیرے دشمن تیرے سامنے آنے ہی والے ہیں۔ ہوشیار ہو جا۔" وہ شخص اپنی جگہ بیٹھ گیا۔

تبھی وہ تینوں دروازے بیک وقت کھلے اور آہنی لباس میں غرق تین گھڑسوار طوفانی رفتار سے ان دروازوں سے باہر نکلے' ان کا رخ میری جانب تھا۔ وہ نیزے سیدھے کیے ہوئے میرے جسم کو چھلنی کرنے آ رہے تھے۔ میرا گھوڑا تھوڑا سا گھبرایا لیکن میں خاموشی سے انتظار کرتا رہا' ان میں سے ایک نے سامنے سے اور دو نے بغلی سمت سے مجھ پر نیزے چلائے اور میں گھوڑے کی پشت پر اوندھا لیٹ گیا۔ وہ اپنی رفتار میں نکلے چلے گئے تھے لیکن ان کے پیچھے ہی مزید تین گھڑسوار اور آخر میں ایک باہر نکلا۔ سب نے لمبے لمبے تیز دھار انی والے بھالے سنبھالے ہوئے تھے اور وہ بھی اسی انداز میں مجھ پر حملہ آور ہوئے تھے لیکن اس بار میں اوندھا نہیں لیٹا بلکہ میں گھوڑے کی پچھلی سمت سیدھا چت ہو گیا۔ دو نیزے میرے اوپر سے گزرے تو میں نے مہارت سے ان پر ہاتھ ڈال دیے۔ باقی دو گھڑسوار بچ کر نکل گئے تھے لیکن جن کے نیزوں پر میں نے ہاتھ ڈالے تھے انہیں میں نے طاقت سے پیچھے ہی دھکیل دیا اور وہ گھوڑوں کی پشت سے گر پڑے۔ ان کے نیزے میرے ہاتھ میں آ گئے تھے۔ میں سیدھا ہوا اور اپنے گھوڑے کو ہلکی سی ایڑ لگا کر دوسری جانب لے گیا۔ ان دونوں نے اٹھنے کی کوشش کی تو میں نے رخ تبدیل کر لیا اور نیزے سیدھے کیے ہوئے گھوڑے کو ان کی جانب دوڑایا۔ دونوں میرے قریب آنے کا انتظار کرنے لگے لیکن میں نے قریب آ کر دونوں نیزوں کے رخ زمین کی جانب کر دیے اور نیزے زمین میں پیوست ہو گئے۔ میں اگر چاہتا تو ان کی انی سے ان پر وار بھی کر سکتا تھا۔ میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا اور چند گز کے فاصلے پر جا کر اپنا گھوڑا روک دیا لیکن عقب سے اب پانچ گھڑسوار مجھ پر دوڑ رہے تھے۔ مجھے اپنے گھوڑے کی ہلاکت بھی منظور نہیں تھی' جیسے ہی وہ میرے قریب آئے' میں نے گھوڑے کی پشت چھوڑ دی اور ان لوگوں کے گھوڑے میرے جسم سے ٹکرائے' تین گھڑسوار گھوڑوں پر اپنا توازن قائم نہ رکھ سکے۔ حالانکہ گھوڑوں کی ٹانگیں میرے جسم سے ٹکرائی تھیں اور مجھے زخمی ہو جانا چاہیے تھا لیکن گھوڑے ہی زخمی ہو گئے۔ میں کیا کرتا وہ مجھ سے ٹکرا کر بری طرح گرے تھے اور اس کے سواروں نے زمین چاٹ لی تھی۔ اب صرف دو سوار رہ گئے تھے ورنہ باقی گھوڑوں کی پشت سے اتر آئے تھے اور گھوڑے اس میدان میں بھاگتے پھر رہے تھے۔ ان دو سواروں نے اپنے ساتھیوں کی مدد کے لیے اس بار پینترے بدل بدل کر مجھ پر حملے کرنے شروع کر دیے۔ اب اتنی زیادہ بہادری کا مظاہرہ بھی نہیں کرنا چاہیے تھا کہ میں ان کے نیزوں کی انیاں اپنے جسم پر ٹیڑھی کر دیتا' انسانوں ہی کی طرح لڑنا مناسب تھا۔ چنانچہ ان دونوں کے نیزے بھی بالآخر میری گرفت میں آ گئے۔ گرنے والے تھوڑے بہت زخمی ہوئے تھے لیکن میں نے آخری دو سواروں کو بھی زمین پر اتار لیا تھا اور اس کے بعد میں نے اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے نیزے پھینک دیے اور غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ابھی ایک بیوقوف نقیب سے میں نے کہا تھا کہ اگر تم لوگوں کو قتل کرنا ہو گا تو میں تمہیں گردنیں دبا کر بھی مار سکتا ہوں آؤ مجھے اپنی بات پوری کرنے کا موقع دو۔" ان لوگوں کو میری یہ بات شدید ناگوار گزری تھی چنانچہ وہ سب مجھ پر مکھیوں کی طرح ٹوٹ پڑے اور چاروں طرف سے میرے جسم سے لپٹ گئے حالانکہ ان کے پاس خنجر بھی تھے اور کلہاڑے بھی لیکن انہوں نے انہیں استعمال نہیں کیا۔ غالباً" وہ مجھے دبوچ کر ہی تکا بوٹی کر ڈالنا چاہتے تھے۔ دو کی گردنیں میں نے اپنی بغل میں دبائیں اور پوری قوت سے انہیں بھینچ لیا۔ باقی انہی کے جسم کا سہارا لے کر سامنے آنے والے شخص کی گردن کو میں نے اپنے دونوں پیروں کی ضرب کا نشانہ بنایا اور اس شخص کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکلی۔ میرے پیروں کی ضرب غالباً" اتنی ہی شدید تھی کہ اس کی گردن کی تمام ہڈیاں یا نرخرہ وغیرہ ایک دوسرے سے چپک گئے تھے۔ یہ پہلا آدمی میرے ہاتھوں اس طرح ہلاک ہوا باقی جن کو بغلوں میں دبایا ہوا تھا ان کا بوجھ بھی اب اپنے اوپر ہی محسوس ہو رہا تھا غالباً" وہ یا تو بے ہوش ہو گئے تھے یا پھر چل ہی بسے تھے۔ اب میں کیا کرتا اپنے آپ کو تماشا تو نہیں بنا سکتا تھا۔ انہیں چھوڑ کر میں نے باقی لوگوں کی جانب دیکھا وہ لوگ سنبھل گئے تھے اور آہستہ آہستہ مجھ سے دور ہٹ رہے تھے اور انہوں نے عقل مندی سے کام لے کر اپنے کلہاڑے نکال لیے' تین انسان زمین پر بے سدھ پڑے ہوئے تھے جن میں سے ایک کی موت کی تو بہ آسانی تصدیق کی جا سکتی تھی۔ باقی دو کے بارے میں صحیح فیصلہ مشکل ہو گیا تھا۔ ان چاروں نے اپنے کلہاڑے ہلا ہلا کر پینترے بدلے۔ وہ کوشش کر رہے تھے کہ ان لاشوں سے ان کے پاؤں نہ ٹکرانے پائیں۔ میں نے اس کے لیے بھی انہیں موقع دیا اور تھوڑا سا پیچھے ہٹنے کے لیے کہا' لیکن

میں نے محسوس کیا تھا کہ ان کے چہروں پر خوف کے آثار ہیں۔ ان کے انداز میں جھجک پیدا ہو گئی تھی لیکن راجا کرنام سنگھ کے حکم میں انہیں لڑنا ہی تھا۔ چنانچہ انہوں نے میرے پورے جسم کو نشانہ بنایا اور ان کے کلہاڑوں کی دھاروں نے میرے جسم کو چھوا بھی۔ اگر کوئی عام آدمی ہوتا تو ان چاروں کی مہارت کی تاب نہ لا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہوتا لیکن میرے جسم پر پڑنے والے کلہاڑوں کی ضربیں انہیں اپنے ہاتھوں پر بھی محسوس ہوئی تھیں۔ ایک کے ہاتھ سے تو کلہاڑا چھوٹ گیا۔ باقی تین حیرانی سے پیچھے ہٹ گئے۔ میں نے آگے بڑھ کر ان میں سے ایک کو پھر پکڑ لیا۔ عقب میں سے ایک کلہاڑا بردار نے مجھ پر حملہ کیا تو میں نیچے جھک گیا اور اس شخص کا کلہاڑا میرے بازوؤں میں دبوچے ہوئے شخص کے خود پر پڑا اور اس کی چادر پھاڑتا ہوا اس کے سر میں اتر گیا' میں نے اسے چھوڑ دیا اور ضرب لگانے والے کو اس کی جگہ اپنی گرفت میں لے لیا لیکن باقی بچا ہوا ایک شخص اب ایسی بیکار ضرب لگانا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے میری کمر پر وار کیا اور میں نے دبوچے ہوئے شخص کو اس کے سامنے کر دیا۔ کلہاڑا اس شخص کی پسلیاں کاٹتا ہوا اس کے بدن میں اتر گیا پھر مزید ایک آدمی کو گردن دبوچ کر بے ہوش کر دیا۔ بس اتنا ہی کر رہا تھا میں ایک ایک کو موت کی جانب روانہ کرنا میری ذمے داری نہیں تھی۔ چنانچہ آخری کلہاڑا بردار رہ گیا۔ وہ بدحواس ہو کر واپس پلٹا اور میں اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا لیکن اس کے بعد وہاں موجود لوگوں نے جو شور مچایا تو صحیح معنوں میں یوں محسوس ہوا جیسے سماعت ہی چلی جائے گی۔ وہ بھاگنے والے شخص کو لعنت ملامت کر رہے تھے' دوسری جانب راجا کرنام سنگھ کی طرف سے لوگوں کو خاموش ہونے کے لیے کہا جا رہا تھا لیکن جوش میں ڈوبے ہوئے لوگ جیسے انسانوں کو زندہ یا مردہ شکل میں دیکھ رہے تھے اور باقی رہ گیا تھا ایک جس کی موت سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ بھاگ کے اس دروازے سے اندر داخل ہو گیا جس سے وہ گھوڑے سمیت باہر نکلا تھا لیکن چند ہی لمحات گزرے تھے کہ بہت سے تنومند لوگ اسے دھکیلتے ہوئے لائے اور اسے میری جانب دھکا دے دیا۔ وہ شخص بری طرح بدحواس ہو رہا تھا۔ میں نے اس کا لباس اپنی مٹھی میں جکڑا اور کہا۔

"نہ ہی مجھے ان جیسے لڑاکوں کی ہلاکت سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی تیری ہلاکت سے۔ میں نے تجھے شکست دی ہے کیا تو شکست تسلیم کرتا ہے۔" وہ شکست تسلیم کرنے کے انداز میں زمین پر لیٹ گیا' تبھی ایک بہت زیادہ قد آور آدمی جو جسمانی طور پر پہلوان نظر آتا تھا' آگے بڑھا۔ اس نے غصے کے عالم میں زمین پر پڑا ہوا ایک نیزہ اٹھایا اور آگے بڑھ کر اس شخص کے سینے میں گاڑ دیا۔ اس کی بے پناہ طاقت کا اندازہ اس بات سے ہوتا تھا کہ سینے پر چڑھی ہوئی آہنی چادر کو چیرتا ہوا نیزہ اس شخص کے جسم کے ساتھ زمین میں پیوست ہو گیا تھا اور وہ اپنے سینے میں گڑے ہوئے اس بانس کے ساتھ جدوجہد کر رہا تھا۔ چند لمحات کے بعد یہ جدوجہد سرد پڑ گئی۔ قوی ہیکل آدمی نے جو گورا چٹا تھا اور میرے قد سے اونچا نکلتا تھا' خونیں نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر اپنے پیچھے موجود لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کر کے میری جانب بڑھا۔ اس نے کہا۔

"سوریا خالی ہاتھوں سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو' آمیں تجھے بتاؤں کہ مقابلہ کیسے کیا جاتا ہے؟" میں نے اسے مسکرا کر دیکھا۔ وہ آہستہ آہستہ میری جانب بڑھا۔ اس نے دونوں ہاتھ پہلوانوں کے سے انداز میں سامنے کیے اور جب میں نے اس کی پذیرائی نہ کی تو اس نے ہاتھ بلند کر کے میرے شانوں پر مارے اور اس کے بعد انہیں پھسلاتا ہوا میری کمر کے گرد لے گیا۔ اس نے مجھے کمر سے دبوچ لیا اور بل کھا کر غالباً" مجھے اٹھانے کی کوشش کی لیکن میں نے اپنے پاؤں زمین میں گاڑ دیے۔ اور وہ شخص جس نے اپنے طور پر یہ سوچا تھا کہ مجھے زمین سے اٹھانے میں اسے ایک لمحہ بھی نہیں لگے گا' اپنی ہی لچک میں دھوکا کھا گیا چونکہ اسے ایک ایسے جسم سے واسطہ پڑا تھا جسے وہ ہلا نہیں سکتا تھا چنانچہ اس کی پسلی اپنی جگہ سے کھسک گئی اور وہ مجھے چھوڑ کر خود ہی میرے قدموں میں گر پڑا' لیکن پھرتی سے پلٹیاں کھاتا ہوا دور نکل گیا۔ غالباً" اس تصور کے ساتھ کہ کہیں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر میں اس پر وار نہ کروں۔ میرے منہ سے ہنسی چھوٹ گئی تھی۔ میں نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔

"آسوریا مجھے زمین سے اٹھا۔" وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ ہمت کر کے وہ خود زمین سے اٹھا اور اس بار اس نے اپنے تنومند اور انتہائی وزنی جسم کو تول کر اچھل کر دونوں لاتیں میرے سینے پر مارنے کی کوشش کی' لیکن میں نے اپنے بدن کو ذرا سا ترچھا کیا اور اس کی ٹانگوں کے درمیان آ کر اس کی دونوں ٹانگوں کو اپنی بغلوں میں لے لیا' اب وہ آدھے جسم سے زمین پر پڑا ہوا تھا اور اس کی ٹانگیں میری بغلوں میں پھنسی ہوئی تھیں' دونوں ہاتھ اس انداز میں اٹھ رہے تھے جیسے وہ مدافعت کرنا چاہتا ہو' میں نے اسے گھمایا اور میری رفتار تیز ہوتی چلی گئی پھر دیکھنے والوں نے یہ بھی دیکھا کہ میں پھرکنی کی طرح گھوم رہا ہوں اور اس کے بعد میں نے اس شخص کو چھوڑ دیا۔ غالباً" میں نے اس سے پہلے کبھی ایسا کوئی مظاہرہ نہیں کیا تھا' اس لیے مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اس طرح گھومتے ہوئے کسی کو چھوڑ دینے سے اس کے دور جانے کی رفتار کیا ہو گی۔ گوشت اور ہڈیوں کے اس پہاڑ کو میں نے دیوار سے ٹکراتے ہوئے دیکھا جس کا فاصلہ بہت تھا اور اس کے ٹکرانے سے جو دھماکا ہوا تھا وہ بھی ناقابل یقین لیکن دیوار سے ٹکرانے کے بعد جو چیز نیچے گری تھی وہ نہ اس جسامت کی تھی جس جسامت کا وہ شخص تھا

اور نہ اس شکل و صورت میں تھی جس میں' میں نے اسے چھوڑا تھا' اس کا سر شانوں سے اتر کر نجانے کہاں تک پہنچا تھا' ٹانگیں وغیرہ سب مڑ تڑ گئی تھیں اور جسم سے خون کے دھارے اس طرح پھوٹ رہے تھے جیسے فوارے چل رہے ہوں' اب اس کے تمام ساتھی جن کی تعداد اس وقت گنی نہیں جا سکتی تھی' مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ میں نے اس دن کو برا دن قرار دیا تھا کیونکہ بلاوجہ میرے غیر دشمن افراد میرے ہاتھوں مر رہے تھے لیکن کرنام سنگھ بھی تو یہی چاہتا تھا' ایک بار پھر مجمع ساکت اس منظر کو دیکھ رہا تھا اور میں ان میں سے ایک ایک شخص کی کھوپڑی توڑ رہا تھا۔ وہ لوگ مجھ پر اپنے ہتھیار بھی آزما رہے تھے۔ نیزے' کلہاڑے' خنجر لیکن میں نے انہیں بے اثر کر دیا تھا اور پھر انتہائی افسردگی کے ساتھ میں نے آخری آدمی کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اسے درمیان سے چیر کر پھینک دیا اور ان دروازوں کی جانب دیکھنے لگا جن سے یہ سارا طوفان برآمد ہو رہا تھا لیکن کھلے ہوئے دروازوں سے اب کوئی باہر نہیں آیا۔ میں دیر تک انتظار کرتا رہا اور پھر ٹٹول ٹٹول کر ایک ایک شخص کو دیکھنے لگا لیکن سارے کے سارے ہی بے جان پڑے ہوئے تھے' تب میں نے چیخ کر کرنام سنگھ سے کہا۔

"کرنام سنگھ اور لوگوں کو بھیجو۔ اب میں جنگ کے لیے تیار ہو رہا ہوں۔ اگر تم نے میری خواہش پوری نہ کی تو میں ان لوگوں کو ہلاک کرنا شروع کر دوں گا جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔"

لوگوں کے چہروں پر بدحواسی پھیل گئی۔ کرنام سنگھ اپنے قریب بیٹھے لوگوں سے مشورے کرنے لگا پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر زور سے کہا۔

"مہاراج تمہیں بدھائی دیتے ہیں سورما۔ تم ان کے معیار پر پورے اترے ہو۔ رنبیر سنگھ کی جاگیر اب تمہاری ہوئی۔ اب اور لوگوں کو تمہارے مقابلے پر نہیں بھیجا جائے گا۔ بس لڑائی کا یہ کھیل ختم ہو گیا۔"

"اتنی جلدی اب تو میرے ہاتھ پیر کھلے ہیں اور میں لڑنا چاہتا ہوں۔"

"نہیں سورما' تم نے اپنا کام پورا کر دیا ہے۔ خود کو سنبھالو یہ امتحان تم دے چکے ہو اور اب اور کوئی تم سے لڑنے نہیں آئے گا۔" میں نے مایوسی سے گردن ہلائی لیکن دلچسپ نگاہوں سے ان لوگوں کے چہرے بھی دیکھے جو صاف خوفزدہ نظر آتے تھے۔ لوگ موقع پا کر منتشر ہونے لگے' ان کی واپسی کی رفتار بہت تیز تھی۔ غالباً" اس خوف کا شکار تھے کہ اگر میں اپنی طبیعت پر قابو نہ پا سکا تو کیا ہو گا بہرحال میں بھی متعلقہ افراد کے درمیان پہنچ گیا اور مجھے بڑی عزت و احترام سے دو گھوڑوں کے ایک کھلے رتھ پر سوار کرایا گیا اور اس کے بعد محل واپسی ہو گئی۔ میرے سلسلے میں احکامات دے دیئے گئے تھے چنانچہ مجھے محل کے بجائے کسی اور عمارت میں لے جایا گیا۔ یہ عمارت بھی بالکل قلعہ نما تھی اور بڑی بڑی پتھروں کی چٹانوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھی۔ یہاں بھی خاصے اچھے انتظامات نظر آ رہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھ آنے والوں سے پوچھا۔

"یہ کون سی جگہ ہے؟"

"پرانا راج محل۔"

"یہاں مجھے کیوں لایا گیا ہے؟"

"مہاراج نے آپ کے لیے یہی استھان منتخب کیا ہے۔"

"مہاراج کہاں ہیں؟"

"اوش آپ سے ملیں گے۔"

"ان سے کہو میں جلدی ان سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"جی مہاراج۔"

"اور یہ بھی سنو' اگر میری اس خواہش کی تکمیل نہیں ہوئی تو پھر میں آزاد ہوں اور تم لوگوں کو میرے ہاتھوں نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔"

"نہیں مہاراج' یہ خبر ہم فوراً" راجا کرنام سنگھ جی کو پہنچا دیں گے۔" مجھے لانے والوں نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

وہ جانتے تھے کہ میں ایسا کر سکتا ہوں' سبھی مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھنے لگے تھے۔ میں بھی مطمئن تھا اور مجھے یقین تھا کہ اب حالات میرے قابو سے باہر نہیں ہیں۔ یہ عمارت بھی خوب سجائی گئی تھی اور جس وسیع و عریض کمرے میں مجھے ٹھہرایا گیا تھا وہ بھی بہت حسین تھا۔ میں انتظار کرتا رہا اور پھر راجا کرنام سنگھ جی کو میرے پاس آنا پڑا۔ بوڑھا تارا چند اور دوسرے کچھ اور افراد اس کے ساتھ تھے۔ خوب صلاح و مشورے کر کے آئے تھے یہ لوگ اور میں نے بھی دل میں طے کر لیا تھا کہ میرے ساتھ جو واقعات پیش آئیں گے۔ ان کے بارے میں بعد میں یہ فیصلہ کر لوں گا کہ کیا کیا جائے' اصل مسئلہ تیجو مل کی رہائی کا تھا۔ اس کے لیے تحفظ کا بندوبست کیے بغیر میں سکون سے نہیں بیٹھوں گا اور سب سے پہلے اس کا معاملہ طے کر لیا جائے گا۔

راجا کرنام سنگھ نے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ پیدا کر کے کہا۔

"سورما' اپنے دوستوں میں تیرے شامل ہونے کا مقصد میرے لیے آرام ہی آرام ہے۔ میرے دشمن مجھ سے ڈریں گے کیونکہ تجھ جیسا دوست مجھے حاصل ہو گا' پر تو نے ہم سب کو واقعی حیرت میں ڈال دیا ہے۔ جو وعدے تجھ سے کیے گئے ہیں وہ تیری خوشی کے مطابق ہی پورے کیے جائیں گے۔ کیا تو یہ نہیں بتائے گا ہمیں کہ تیری اس طاقت کا کیا راز ہے؟"

"بڑی عجیب بات ہے کرنام سنگھ مہاراج' ابھی میری اور آپ کی دوستی کا آغاز کہاں ہوا ہے۔ ابھی تو میں نے اپنا امتحان دیا ہے' ایک شرط جیتی ہے میں نے' دوستی تو بہت بعد کی چیز ہوتی ہے۔"

"تو کیا تو ہمیں اپنے دوستوں میں قبول نہیں کرے گا۔"
"یہ آپ کے رویے پر منحصر ہے مہاراج۔"
"کیسا رویہ؟"
"جو وعدے آپ نے کیے ہیں ان کی تکمیل۔"
"وہ تو ہم نے تجھ سے کہہ دیا' راجاؤں کے وعدے' راجاؤں کے وعدے ہوتے ہیں بھلا ان میں کیا کھوٹ؟"
"تو پھر میں ان میں سے سب سے پہلے وعدے کی تکمیل چاہتا ہوں۔"
"کیا؟"
"تیجو مل کو رہا کر کے میرے پاس لایا جائے اور اس کے بعد اسے بھول جایا جائے۔"
"یہ کون سی بڑی بات ہے۔" راجا کرنام سنگھ نے کہا اور پھر ایک آدمی کی طرف رخ کر کے بولا۔
"تیجو مل تیلی کو لے آؤ۔" وہ شخص اس جگہ سے باہر نکل گیا۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے ان سب کو دیکھا اور راجا سے کہا۔
"راجا کرنام سنگھ تم نے تو مجھے لڑنے کا موقع ہی نہیں دیا۔"
"تو سچ مچ بہادر ہے' طاقتور ہے' جن لوگوں کو میں تیرے ہاتھوں کھو چکا ہوں ان کی موت کا مجھے جیون بھر افسوس رہے گا' کاش میں اتنے بڑے سورماؤں کو تیرے مقابلے پر نہ لاتا مگر مجھے امید نہیں تھی کہ ایک آدمی اتنا طاقتور ہو سکتا ہے' مجھے تو ایسا لگا جیسے تیرا بدن پتھر کا ہو اس پر کوئی ہتھیار اثر ہی نہیں کرتا ہو' کیا میں تیرے بدن کو ٹٹول کر دیکھ سکتا ہوں۔"
"شکتی الگ چیز ہے مہاراج' میں منش ہی ہوں' چاہتا تو اپنے آپ کو آسانی سے اوتار یا دیوتا کہہ سکتا تھا اور تم لوگ اسے مان لیتے' لیکن ایک بار پھر تم سے یہ کہہ رہا ہوں کہ میں تم لوگوں کی طرح گوشت پوست کا انسان ہوں اور مجھ میں ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے جو عام لوگوں سے الگ ہو' چنانچہ اس خیال کو تم لوگ ذہن سے نکال دو کہ میں کوئی غیر انسانی ہستی ہوں۔"
"اگر انسان ہے تو نجانے کون سی مٹی سے بنا ہے تو بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ تو جیتا رہا' تیجو مل تیرے پاس آ جائے گا اور اس کے لیے تو جو چاہے گا وہی ہو گا۔ باقی تجھ سے بعد میں باتیں ہوں گی کیونکہ تو ہم سے ملنا چاہتا تھا اس لیے ہم فوراً" تیرے پاس چلے آئے۔ یہ ہماری دوستی کا ہاتھ ہے تیری طرف۔"
"میں تم سے دوستی کر لوں گا۔ راجا کرنام سنگھ لیکن پہلے تیجو مل کا معاملہ طے ہو جائے۔"
"کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ ایک معمولی سا تیلی تیرے لیے اتنی اہمیت رکھتا ہے؟"
"حیرت کی بات نہیں ہے مہاراج' آپ کے کہنے کے مطابق وہ معمولی سا تیلی ہے۔ آپ کو اندازہ ہے کہ مجھے ایک تیلی سے کچھ حاصل نہیں ہو گا لیکن یہ میری فطرت کا ایک پہلو ہے کہ اگر میں کسی کا دوست بنتا ہوں تو اس کے لیے سب کچھ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہوں۔"
راجا کرنام سنگھ کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے سوچ کے آثار ابھر آئے پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا' مجھے اندازہ تھا کہ میرے ان الفاظ نے راجا کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے لیکن فطرتاً" برا آدمی تھا' دوستوں پر اعتبار نہیں کر سکتا تھا' اسے اپنی راج گدی بچانے کی فکر تھی اور وہ ایک طاقتور آدمی کو زندگی دینا ہی نہیں چاہتا تھا کہ کہیں وہ کبھی کسی مرحلے پر اس کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے پھر اس نے کہا۔
"اب ہمیں واپسی کی آگیا دے' راج پاٹ کے بہت سے کام ہوتے ہیں' کل تجھ سے ملیں گے۔"
"تیجو مل میرے پاس پہنچ رہا ہے نا؟" میں نے سوال کیا۔
"ہم نے تیرے سامنے حکم دیا ہے۔"
"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور راجا واپسی کے لیے اٹھ گیا۔ تمام لوگ واپس چلے گئے تھے لیکن جاتے جاتے تاراچند نے دو تین بار مجھے ایسی نگاہوں سے دیکھا تھا جن میں کوئی خاص بات تھی' شاید وہ مجھے ہوشیار کر رہا تھا' شاید وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن بیکار تھا اگر میں کسی قسم کا اظہار کرتا تو اسی کی زندگی کے لیے خطرناک ہو سکتا تھا' چنانچہ میں نے بے پروائی اختیار کی اور تیجو مل کا انتظار کرتا رہا' اندازہ تو یہی تھا کہ راجا کرنام سنگھ تیجو مل والے وعدے کو ضرور پورا کر دے گا' اس کے دل کے حالات تو تقریباً" میرے علم میں تھے' یہی ہوا' کچھ ہی دیر کے بعد تیجو مل میرے پاس پہنچ گیا۔ مجھے دیکھ کر وہ مجھ سے لپٹ گیا اور زار و قطار رونے لگا۔
"دیکھا بھیا بیاس تو نے' غریب کی جورو سب کی بھابی ارے سسرے نے اٹھا لیا ہمیں' لے آئے باندھ کے گھوڑے سے' جنگل پانی کے لیے گئے تھے ہم' بس پکڑے گئے بھیا' سسروں نے لا کے بند کر دیا' ٹھیک سے روٹی بھی نہیں دی' ارے بھیا تو یہاں کہاں سے آ گیا بیاس؟"
میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' میں نے کہا۔
"جانتے ہو تیجو مل تمہیں کون لایا ہے؟"
"ارے وہی سسرے رنبیر کے آدمی ہوں گے اور کون ہو سکتا ہے؟"
"کیا تمہیں کرنام سنگھ کے سامنے پیش کیا گیا تھا؟"
"راجا کرنام سنگھ کے سامنے؟"
"ہاں۔"
"نا ہی بھیا' وہ یہاں کہاں؟"
"تو کیا تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ تم اس وقت راجدھانی میں ہو؟"

"ہیں!" تیجو مل حیرت سے بولا۔
"ہاں' اس سے پہلے کبھی راجد ھانی میں آئے ہو؟"
"کیوں نہیں بہت سی بار آ چکے ہیں' پر یہ نہیں معلوم تھا ہمیں کہ سسرے ہمیں راجدھانی ہی میں لے آئے ہیں' ارے ہم مہاراج کے سامنے پیش ہوں گے' انہیں اپنی پتا سنائیں گے۔"
"سنو تیجو مل جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو' میں تمہاری تلاش میں یہاں آیا تھا اور یہاں بہت سا کام کیا ہے میں نے' راجا کرنام سنگھ جی نے مجھے یہاں ٹھہرایا ہے' میں نے ان سے تمہاری رہائی کی بات کرلی ہے اور اب تم آزاد ہو' اگر راجدھانی کو اچھی طرح جانتے ہو تو مجھے یہ بتاؤ کہ کیا کوئی ایسی جگہ ہے جہاں تم جاکر چھپے رہو۔"
"مگر چھپنے کی ضرورت کیا ہے بھیا جب ہمیں رہائی مل گئی ہے تو پھر سیدھے سیدھے گھر چلیں گے' تم بھی ہمارے ساتھ ہی چلو بیاس' یہ سب سسرے بڑے لوگ ہیں' اب دیکھو راجا کرنام سنگھ نے بھی ہماری پتا نہیں سنی' آ گئے ہوں گے اسی رنبیر اور چکت لال کے چکر میں' بڑے آدمیوں کی بڑے سنتے ہیں غریب کی کون سنے؟"
"فضول باتوں سے گریز کرو' میں تم سے پوچھ رہا ہوں کیا راجدھانی میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں تم جاکر چھپ جاؤ اور میرا انتظار کرو۔"
"چھپنا ضروری ہے کیا؟"
"ہاں۔" میں دانت بھینچ کر بولا اور تیجو مل سوچ میں ڈوب گیا پھر کہنے لگا۔
"تو پھر تو ہم رام رتن مندر ہی جاسکتے ہیں' رام رتن مندر میں چھپنے کی بڑی اچھی جگہ ہے' یہ مندر ویسے بھی آبادی کے اس پار ہے دریا کنارے۔"
"یہاں سے نکل کر تم اس طرح باہر جاؤ گے جیسے اپنے گھر جارہے ہو' ذریعہ سفر جو کچھ بھی ہو مجھے اس سے دلچسپی نہیں ہے لیکن پھر تم خفیہ طور پر رام رتن مندر میں چھپ جاؤ گے اور اس وقت تک چھپے رہو گے جب تک میں تمہارے پاس نہ آؤں۔"
"اور کھائیں گے پئیں گے کیا بھیا؟" تیجو مل نے سادگی سے کہا اور مجھے ہنسی آگئی' بے وقوف کو حالات کا کوئی اندازہ نہیں تھا پیٹ کی فکر پڑی ہوئی تھی' میں نے کہا۔
"جو کچھ بھی ملے کھالینا' زندہ رہنا چاہتے ہو یا نہیں؟"
"ارے تو کیا ہمارے جیون کو کوئی خطرہ ہے؟"
"ہاں۔"
"ارے دیا رے دیا' یہ کیسے پھیر میں پڑ گئے ہم' ارے ہم جانتے تھے چکت لال سسرے کو کچھ کر کے رہے گا۔ دو دن کے لیے جے جے کار ہو گئی تھی سسری اور تیجو مل اپنی اوقات بھول گئے تھے' آ گئے بھیا رستے پر۔"

"تیجو مل بہت زیادہ باتیں مت کرو' جو کچھ میں نے کہا ہے اگر تم نے اسے ہوشیاری سے نہ کیا تو سمجھ لو کتے کی موت مارے جاؤ گے۔"
"کتے کی موت۔" تیجو مل آنکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھنے لگا' غالباً غور کر رہا تھا کہ کتا کیسے مرتا ہے' بڑی مشکل سے میں نے اسے روانہ کیا۔ اب یہ اندازہ نہیں تھا مجھے کہ اس کے سلسلے میں یہ لوگ کیا کریں گے' ویسے غور کرنے سے صورت حال اس حد تک واضح ہو جاتی تھی کہ اگر انہوں نے تیجو مل کو پکڑا تو صرف اس وجہ سے کہ اب اس کے ذریعے مجھے بلا سکیں اس سے زیادہ انہیں تیجو مل سے اور کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی تھی' چنانچہ تیجو مل تو اس طرح نکل ہی جائے گا پھر بھی میں نے اسے یہاں کہیں چھپ جانے کے لیے کہا تھا تاکہ بعد میں اسے اپنے ساتھ ہی لے کر راجدھانی سے باہر جاؤں۔ ابھی تو تیل اور تیل کی دھار دیکھنا تھی۔ تیجو مل کو رخصت کرنے کے بعد میرے لیے اب اور کوئی چارہ کار نہیں رہا تھا' سوائے اس کے کہ انتظار کروں ویسے تارا چند اور سراوتی دو پراسرار کردار تھے' ان کے ذہن میں یقینی طور پر کوئی خاص منصوبہ ہے' میں اس منصوبے کا جائزہ لینا چاہتا تھا اور بہت دیر تک میں اس کے بارے میں سوچتا رہا۔ میری خاطر مدارات کا وہی سلسلہ جاری ہو گیا جو اس سے پہلے بھی محل میں ہوتا رہا تھا بہر طور ضرورتیں تو ضرورتیں ہی ہوتی ہیں۔ میں نے دن پرسکون گزارا اور اس کے بعد شام ہو گئی۔ چاروں طرف روشنیاں جل اٹھیں' ابھی تک کوئی ایسا کردار مجھے نظر نہیں آیا تھا جو میرے لیے باعث دلچسپی ہوتا' سراوتی اگر میری خدمت پر مامور ہوتی تو یقینی طور پر وقت بھی اچھا گزرتا اور پھر اس کے دل کا حال بھی معلوم ہو جاتا۔ بہر حال انتظار کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ تیجو مل کو سمجھا تو دیا تھا' اب اگر اس کے بعد بھی وہ کوئی بے وقوفی کرے تو پھر اس کی تقدیر۔ میں اس کی زندگی کو اس سے زیادہ کیا سہارا دے سکتا تھا۔
پھر رات ہوئی ہلکا پھلکا سا کھانا آیا اور اس کے بعد کچھ تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ایک ایسی عورت میرے پاس آئی جس کی عمر اچھی خاصی تھی' اسے نوخیز اور نوجوان نہیں کہا جاسکتا تھا لیکن بوڑھی بھی نہیں تھی وہ' مسکراتی آنکھوں سے مجھے دیکھ کر بولی۔
"کیرتا ہے میرا نام' کیرتاوتی۔" میں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا تو وہ بولی۔
"مجھے حکم ملا ہے کہ آپ کا جی بہلاؤں۔"
"کس طرح؟" میں نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"اگر کشٹ نہ ہو تو آئیے میرے ساتھ' ہم نے سبھا سجائی ہے۔" میں نے ایک لمحے بغور اسے دیکھا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ غالباً کرنام سنگھ مہاراج اس رات بھی

مجھے بے ہوش کرنا چاہتے ہیں چنانچہ بے ہوش ہو جانے میں کوئی حرج نہیں تھا' اس سے کم از کم انکشافات تو ہوتے ہیں چنانچہ میں کیرناوتی کے ساتھ چل پڑا۔ محل کے اس خوب صورت اور روایتی قسم کے حصے کو عیش گاہ بنایا گیا تھا' وہی رنگین روشنیاں اور اطراف کا حسین ماحول اور اس ماحول میں پریوں کی موجودگی' حسین ترین لباس میں ملبوس رقاصائیں جو ایک دوسرے سے اٹھکیلیاں کر رہی تھیں۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے اس ماحول کو دیکھا اندازہ غلط نہیں تھا' راجا کرنام سنگھ کی دوسری کارروائی دیکھیں کیا ہوتی ہے۔ بہرحال میں نے اس تمام کھیل میں پوری پوری دلچسپی لی۔ کیرناوتی میرے قدموں میں بیٹھ گئی' شراب کے برتن آگئے اور رقاصاؤں کا رقص شروع ہو گیا' کیرناوتی نے پہلا جام بھرا اور مجھے پیش کرتے ہوئے کہا۔

"جاگیردار اپنی نئی جاگیر کا پہلا جام سویکار کریں۔"

"جاگیردار!" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔ آپ کی جاگیر اب وہی ہے جو پہلے رنبیر سنگھ کی جاگیر تھی' ہمیں یہی بتایا گیا ہے۔"

"خوب۔" میں نے جام اس کے ہاتھ سے لے لیا اور اسے حلق میں انڈیل لیا' رقص جاری رہا اور کافی دیر اسی طرح گزر گئی' رقاصائیں بدمست ہوئی جا رہی تھیں اور اپنے فن سے مجھے لطف اندوز کر رہی تھیں' وقفے وقفے سے کیرناوتی مجھے جام دے رہی تھی اور میں مسکرا کر انہیں قبول کر رہا تھا۔ بہت دیر اسی طرح گزر گئی۔ رات آدھی سے زیادہ ہو گئی تھی' میں نے کیرناوتی سے کہا۔

"اب بس کرو کیرنا مجھے نیند آ رہی ہے۔"

"یہ ایک جام اور مہاراج' اس کے بعد آپ کی آگیا کا پالن کیا جائے گا۔"

پاگل عورت اپنے آپ کو بہت چالاک سمجھ رہی تھی لیکن میں نے بخوبی دیکھ لیا کہ اس آخری جام میں اس نے نہایت چالاکی سے اپنی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی کا ڈھکنا کھولا اور کوئی شے اس جام میں شامل کر دی۔ میں نے ایک گہری سانس لی' لازمی امر تھا کہ یہ کوئی زہر ہے' دل تو چاہا کہ یہ زہر خود کیرناوتی کے معدے میں اتار دوں لیکن اس سے حالات کے خراب ہونے کا اندیشہ تھا' کرنام سنگھ کو وقت سے پہلے یہ پتا چل جائے گا کہ میں اس کی حرکتوں سے واقف ہوں۔

بہرحال زہر پینے کا تجربہ بھی کر لیا جائے' دیکھیں ہمارے گرو مہاراج چندربھان نے ہمیں کیا شکتی دی ہے چنانچہ یہ جام بھی میں نے اس کے ہاتھ سے لے کر حلق میں انڈیل لیا' کیرناوتی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔ جام اس کے حوالے کر کے میں نے اپنی آرام گاہ سے پشت ٹکا دی۔"

کیرناوتی خوشی سے کھڑی ہو گئی اور اس نے ناچنے والی رقاصاؤں سے کہا۔ "بدھائی ہو لڑکیو! بدھائی ہو' مہاراج کی آگیا کا پالن ہو گیا' ہم اپنے کام میں کامیاب ہو گئے اور یہ انعام مہاراج کی طرف سے تمہارے لیے ہے۔" اس نے ایک طرف رکھا چمڑے کا تھیلا کھولا اور اس میں سے سونے کی اشرفیاں نکالنے لگی' مٹھی بھر بھر اشرفیاں اس نے لڑکیوں کو دیں اور انہوں نے ان اشرفیوں کو اپنے پلوؤں میں لے لیا' انعام تقسیم ہو رہا تھا' مجھے زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ بہرحال کرنام سنگھ نے اپنی دانست میں اپنا کام کر لیا تھا لیکن اب میرا کام شروع ہوتا تھا' مجھے کیا کرنا ہوگا' ابھی تو یہ دیکھنا ہے کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں' میں وہیں دراز ہو گیا۔ کیرناوتی میرے قریب آئی' مجھے ٹٹول کر دیکھا اور بولی۔

"ہائے مہاراج' کتنے سندر ہو' جوانی کی عمر میں ہی مر گئے لیکن راجاؤں پر بھروسا کرنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کون کیا کر سکتا ہے' آؤ لڑکیو!" اس نے ناچنے والیوں سے کہا اور خود اطراف کی شمعیں بجھانے لگی' غالباً" اس کا کام یہاں ختم ہو گیا تھا' آخری شمع بھی بجھ گئی اور یہاں اندھیرا چھا گیا۔ میری لاش کو یہیں چھوڑ دیا گیا تھا۔ واہ' مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ رات اتنی زیادہ ہو چکی تھی کہ اب کچھ کرنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو یہ بھی دیکھ لوں کہ مہاراج کرنام سنگھ کب میری لاش کا دیدار کرتے ہیں' کم از کم ان پر یہ ظاہر کر دوں کہ انہوں نے میری دشمنی مول لے لی ہے اور اب میرے اور ان کے درمیان دشمنی کے سوا اور کوئی رشتہ نہیں ہے۔

وقت گزرتا رہا' آرام کے لیے یہ جگہ بھی بری نہیں تھی ایک اور بات بھی دل میں آگئی تھی' چاند کی مخصوص تاریخوں میں مجھے زندگی کی جو طلب ہوتی ہے اس کے لیے کچھ ایسے کردار منتخب کر لیے جائیں جن سے اپنی طلب بھی مٹائی جائے اور انہیں ان کے کیے کا پھل بھی دے دیا جائے' یہ ضروری تھا' چنانچہ اس سلسلے میں میرا پہلا شکار اگر کیرناوتی ہو تو کیا حرج ہے' کیونکہ وہ میرے خلاف عمل کر چکی تھی اور پھر یہ خیال دل میں جڑ پکڑ گیا' کم بخت چندربھان نے جو عادت مجھے سونپ دی تھی اس کی تکمیل اب مجھے بری لگنے لگی تھی لیکن یہ اندازہ بھی ہو گیا تھا کہ اس کے بغیر مجھ میں زندگی باقی نہیں رہ سکتی لیکن اس کے لیے اگر دوستوں کے بجائے دشمنوں کو منتخب کیا جائے تو کم از کم ذہنی کوفت سے بچوں گا اور دشمنوں کا انتخاب مشکل کام نہیں تھا ہاں ان تک پہنچنے کے لیے ذرا سی جدوجہد کرنا ہوگی لیکن یہ زیادہ مناسب تھا' چنانچہ کیرناوتی اس سلسلے میں میری فہرست میں پہلے نام کے طور پر درج ہو گئی۔ میں آرام کرتا رہا لیکن کچھ لوگ اب بھی مجھ سے غافل نہیں تھے' بہت دیر گزرنے کے بعد اچانک ہی کچھ سرسراہٹوں کا احساس ہوا اور اس کے بعد ایک شمع روشن ہو گئی۔ میں چونک پڑا' یہ کون ہو سکتا ہے ابھی اس کا فیصلہ بھی

نہیں کرپایا تھا کہ مجھے ایک شناسا سا آواز سنائی دی۔

"ہے بھگوان' بہت برا ہوا' بہت ہی برا ہوا۔" اور میں نے اس آواز کو پہچان لیا' یہ سراوتی کی آواز تھی' یقینی طور پر اس کے ساتھ بوڑھا تاراچند بھی ہوگا۔ تاراچند میرے پاس بیٹھ گیا اور میرے بدن کا جائزہ لینے لگا' اس نے کہا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا لیکن واقعی بہت برا ہوگیا' بڑے کام کا آدمی تھا یہ۔"

"میں اب بھی تمہارے لیے کام کا آدمی ہوں فکرمند کیوں ہوتے ہو۔" میں نے اچانک کہا اور دونوں اچھل پڑے۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا تھا' دونوں پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگے۔

شاید ان کے اندر میں خوف بھی بیدار ہوگیا تھا کہ کہیں میں مرنے کے بعد بھوت نہ بن گیا ہوں' تاراچند نے آہستہ سے کہا۔

"اگر تم جیتے ہو تو پھر اب تم مانو یا نہ مانو تمہیں ایک دیوتا کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ تم ایک ایسا زہر پینے کے بعد بھی جیتے جاگتے ہو جو کسی ہاتھی کو بھی پلایا جاتا تو وہ جیتا نہ رہ پاتا۔"

"اور تمہیں یہ بات معلوم ہوچکی تھی لیکن تم نے مجھے اس زہر سے بچانے کی کوشش نہیں کی۔" میں نے کہا اور میرے ان الفاظ پر تاراچند اور سراوتی ایک دوسرے کی صورتیں دیکھنے لگے پھر سراوتی نے کہا۔

"ہم...... ہم تمہیں بچانے کی کوشش کیوں کرتے؟"

"تاراچند مہاراج' کیا یہ جگہ اتنی پرسکون ہے کہ تم آرام سے مجھ سے باتیں کرسکو؟"

"نہیں نہیں' مم...... مگر تم کیا سچ مچ جیتے ہو اور تمہیں کیا معلوم کہ۔"

"میں تمہیں بہت کچھ کہہ سکتا تھا اس بارے میں لیکن تمہاری عمر مجھے اس سے باز رکھتی ہے۔ ارے احمقو! یہاں سے نکل چلو' کون جانے کب کرنام سنگھ کے ہرکارے میری لاش اٹھانے آپہنچیں۔"

"چلو چلو سراوتی ٹھیک ہی تو کہتا ہے بیاس۔" تاراچند نے کہا اور سراوتی واپسی کے لیے تیار ہوگئی' تاراچند بولا۔

"میرا کرتا پکڑلو مہاراج ہم اندھیروں میں چلیں گے' سراوتی شمعیں بجھادو۔"

سراوتی نے فوراً" روشنیاں گل کردیں' میں نے ان کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہارا کرتا پکڑنے کی ضرورت نہیں ہے چلتے رہو۔" مجھے اندازہ تھا کہ میرے ان الفاظ نے تاراچند اور سراوتی کو ششدر کردیا ہے بہرحال یہاں رکنا اب کسی اہمیت کا حامل نہیں تھا' کرنام سنگھ اپنے خیال میں میرا خاتمہ کرچکا تھا' اب اس کے بعد میری لاش کو ٹھکانے لگانے کے علاوہ اور کیا کام باقی رہ جاتا ہے' یہ کام غالباً" صبح کو اس کے سپاہی کرنا چاہتے تھے۔ تاراچند اور سراوتی اس محل کے خفیہ راستوں سے واقف تھے چنانچہ کچھ دور جاکر وہ ایک تہ خانے میں اتر گئے۔ یہ تہ خانہ محل کی کوئی خفیہ سرنگ تھا کیونکہ نیچے اترنے کے بعد وہ گھور تاریکی میں آگے بڑھنے لگے' خود بھی ٹھوکریں کھارہے تھے اور ان کے خیال میں مجھے بھی ٹھوکریں لگ رہی ہوں گی لیکن میری بینائی اتنی کمزور نہیں تھی۔ طویل سرنگ ایک جگہ جاکر ختم ہوئی اور جب ہم اس سے باہر نکلے تو درخت جھولتے ہوئے نظر آئے' غالباً" یہ محل سے باہر نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ تھا۔ تاراچند نے سرگوشی میں کہا۔

"آیئے مہاراج ہمارے پاس سواری کا کوئی بندوبست نہیں ہے آپ کو پیدل چلنا پڑے گا۔"

"آپ کو تکلیف ہوگی۔ تاراچند جی' میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔" یہ پیدل سفر البتہ اچھا خاصا تھا اور اس کا اختتام ایک مندر پر ہوا تھا' غالباً" تاراچند اسی مندر میں رہتا تھا' مندر میں داخل ہونے کے لیے بھی اس نے مندر کا دروازہ استعمال کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ یہاں داخلہ بھی ایک درخت کی جڑ میں بنے ہوئے خاص راستے سے ہوا تھا' معاملات واقعی دلچسپ تھے' چھوٹی سی سرنگ طے کرنے کے بعد ہم مندر میں داخل ہوگئے۔ یہ مندر کے کسی پجاری کا حجرہ معلوم ہوتا تھا' تاراچند نے وہ دروازہ بند کردیا اور اس کے سامنے پڑا ہوا پردہ کھینچ دیا جس سے اب یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ اس پردے کے عقب میں کوئی خفیہ راستہ ہوگا۔ مجھے یہ دونوں کردار بہت دلچسپ لگے تھے۔

"بیٹھو بیاس مہاراج۔ تم حیران تو ہوگے ہمارے ان کاموں پر مگر ہم ابھی تمہاری حیرانی دور کیے دیتے ہیں۔"

"تم اس جگہ کو محفوظ سمجھتے ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں مہاراج ابھی تک بھگوان کی دیا سے یہ جگہ محفوظ ہی ہے۔ حالات بتانے کے لیے تمہیں پوری کہانی سنانی ہوگی' تم سوچ رہے ہوگے بیاس مہاراج کہ ہم نے تم پر اتنا بھروسا کیوں کرلیا ہے۔ یہ بھی سوچ رہے ہوگے تم کہ ہم مان نہ مان میں تیرا مہمان بن گئے ہیں' پر کچھ ایسی ہی باتیں ہیں جن میں کبھی کبھی منش کو کھو جانا پڑتا ہے' مہاراج ہم بہت دنوں سے کشٹ میں ہیں مجھے تھوڑی بہت جیوتش ودیا آتی ہے' یہ بات تو ستارے بہت پہلے بتا چکے ہیں کہ بالآخر ایک دن ویر سنگھ مہاراج کو ان کی گدی واپس مل جائے گی' پاپی کرنام سنگھ انہیں مار نہ پائے گا' ستاروں کی چال نے ایک بات اور بتائی تھی مجھے وہ یہ کہ ان سارے کاموں کو کرنے والا ایک ایسا منش ہوگا جس کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آئے گی' وہ آئے گا اور حالات بدل دے گا' بھگوان کی سوگند بیاس' ہم بہت دن سے ایسے کسی منش کا انتظار کررہے تھے' یہ سراوتی عمر میں مجھ سے بہت چھوٹی ہے پر جس کے من

میں بھگوان ہوتا ہے وہ ہر عمر میں سچ بولتا ہے' اسے بھگوان کی سوگند دے کر پوچھ لو کہ جب تمہارے چرچے ہوئے تو میں نے اس سے یہی کہا تھا کہ سرادتی ستارے جو کچھ کہتے تھے وہ پورا ہونے کو ہے اور اسی سمے سے ہم تمہاری کھوج میں پڑ گئے تھے۔ دیکھو بیاس مہاراج ہم کوئی بھی ہو کہیں سے آئے ہو اور کیسے ہی وچار رکھتے ہو جب انسان کا کوئی کام اڑا ہوا ہوتا ہے تو وہ کوشش کرتا ہی ہے کہ اس کی یہ مشکل دور ہو جائے' بیاس مہاراج ہم تمہارے دوست ہیں تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے تو نقصان بھی نہیں پہنچائیں گے' من کی بات تمہارے سامنے کیے دیتے ہیں اور اس کے بعد تمہارا جو من چاہے کرنا تمہیں کوئی مجبور کرنے والا تو ہے نہیں۔"

"بتاؤ کیا کام ہے وہ؟" میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"بہت عرصے پہلے یہاں بھادوں چند مہاراج کی حکومت تھی' بھادوں چند مہاراج کی رانی شکنتا دتی مر گئی ایک ہی بیٹا تھا اس کا ویر سنگھ پھر یوں ہوا کہ بھادوں چند مہاراج نے ایک اور عورت سے شادی کر لی' یہ ناچن ہاری تھی اور مہاراج کے من کو بھا گئی تھی پھر چھوٹی ذات چھوٹی بات اس کے بیٹے کرنام سنگھ کو اپنے سوتیلے بھائی سے ہمیشہ سے دشمنی تھی' ویر سنگھ کھرے خون کا مالک ہے' وہ گدی سنبھالنے کے بعد اسی طرح کام کرنے لگا جیسے مہاراج بھادوں چند کیا کرتے تھے۔ بھادوں چند نے مرتے ہوئے گدی ویر سنگھ کو ہی دی تھی کیونکہ وہ بڑا بیٹا تھا مگر ناچن ہاری کو یہ بات پسند نہیں آئی' چالاک عورت تھی' سازشیں کرتی رہی اور آخر کار ایک دن مہاراج ویر سنگھ غائب ہو گئے' ڈھونڈنے والوں نے سو سو کوششیں کیں مگر مہاراج کا پتا نہیں چل سکا' محل میں سوگ منایا گیا' پوری آبادی سوگ میں ڈوب گئی۔ ہر آدمی سے کہا گیا کہ مہاراج کو تلاش کرے پھر مہاراج کا پتا نہ چلنا تھا' نہ ملا اور کیسے ملتا انہیں تو خود کرنام سنگھ نے غائب کیا تھا لیکن بڑے بھائی کی گمشدگی کے بعد گدی چھوٹے بھائی ہی کو ملنا تھی تو کرنام سنگھ راجا بن گیا مگر بڑا ہی پاپی ہے۔ بڑا ہی چالاک ہے اس نے چاروں طرف اپنی سازشوں کے جال پھیلانے شروع کر دیے' بڑے بڑے جاگیرداروں کو اور جاگیریں دے کر اپنی مٹھی میں لے لیا۔

"جنتا کے بارے میں اس نے کبھی کچھ نہ سوچا' جنتا مرتی ہے مرے' بھوک سے' بیماری سے' مرے' اس نے ہمیشہ بڑے بڑے جاگیرداروں کو نوازا' انہیں طاقت دی اور ایسی آسانیاں دیں کہ وہ سب اس کے غلام ہو گئے مگر جنتا کے من میں کبھی اس کے لیے محبت نہ جاگی' یہ ہیں کل حالات' ان حالات میں تبدیلی یہ ہوئی کہ سورج سنگھ جو ایک مہان ٹھاکر کا بیٹا ہے اور وہ ویر سنگھ کا گہرا دوست تھا' راجا بننے کے بعد ویر سنگھ نے اسے دیوان بنانا چاہا مگر سورج سنگھ نے یہ کہہ کر ویر سنگھ کی پیشکش ٹھکرا دی کہ وہ صرف دوستی چاہتا ہے دوستی کی قیمت نہیں۔ کھرا ٹھاکر ہمیشہ ویر سنگھ کا دوست ہی رہا اس کا بھی یہی خیال تھا کہ مہاراج ویر سنگھ کو غائب کرنے میں کرنام سنگھ کا ہاتھ ہے' بھرے دربار میں اس نے یہ بات کہہ دی اور اس کے بعد بھلا کرنام سنگھ اسے کیسے معاف کرتا' اس نے یہ کہہ کر سورج سنگھ کو چھوڑ دیا کہ سورج سنگھ یہ بات آٹھ دن کے اندر اندر ثابت کر دے کہ مہاراج ویر سنگھ کو کرنام سنگھ نے غائب کیا ہے' اگر ایسا نہ کیا تو سورج سنگھ کو سزا دی جائے گی' سورج سنگھ جانتا تھا کہ وہ یہ بات ثابت نہیں کر سکے گا اس لیے اس نے خاموشی سے اپنے خاندان سمیت بستی چھوڑ دی' اپنے خاندان والوں کو اس نے کہیں دور دراز چھپا دیا اور خود راجا کرنام سنگھ کے لیے کام کرنے لگا' اس نے اپنی بستی ملودھی کو تیار کیا کہ کرنام سنگھ سے مقابلہ کرے' ملودھی اس کے ٹھاکر پتا کی بستی تھی اور پشتوں سے ان کی چلی آ رہی تھی' ملودھی کے سارے جوان تیار ہو گئے اور سورج سنگھ نے کرنام سنگھ کے خلاف بغاوت کر دی' اس نے کہا کہ کرنام سنگھ راجا بننے کے قابل نہیں ہے' راج گدی کسی ایسے آدمی کو دی جائے جو اسے سنبھال کر پہلے مہاراج ویر سنگھ کا معاملہ حل کرے۔ ملودھی بستی پر کرنام سنگھ کی فوجوں نے چڑھائی کی مگر سورج سنگھ پاگل نہیں تھا' وہ ملودھی کے سارے جوانوں کو لے کر نکل گیا اور کرنام سنگھ کی فوجوں کو وہاں ایک بھی جوان نہ ملا لیکن پاپیوں نے عورتوں اور بچوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا' بہت سے لوگ مارے گئے' جو بچے وہ ادھر ادھر نکل گئے۔ باغی سورج سنگھ پہاڑوں میں جا چھپا اور اس کے ساتھی سینائیں اس کے لیے کام کرنے لگیں' وہ چھوٹے چھوٹے سرکاری قافلوں پر چھاپے مارتا تھا اور اس کی یہ بغاوت بہت دن تک جاری رہی پھر کرنام سنگھ نے ایک ناٹک کھیلا' اچانک ہی اس نے اعلان کیا کہ ویر سنگھ مل گیا ہے اور اس نے اپنی گمشدگی کی ایک عجیب کہانی سنائی ہے۔ کرنام سنگھ نے کہا کہ لوگ یہ کہانی اپنے کانوں سے سنیں اور سورج سنگھ پاپی کو بتائیں کہ اس نے کس طرح کرنام سنگھ پر الزام لگایا تھا' اس کی یہ چال کارگر ہوئی' سورج سنگھ خود بھی مہاراج ویر سنگھ سے ملنے آ گیا لیکن کرنام سنگھ کی چال ہی یہی تھی' سورج سنگھ کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے بعد اسے قید میں ڈال دیا گیا' اسے موت کی سزا اس لیے نہیں دی گئی تھی کہ ملودھی کے طاقتور جوانوں کو بھی پکڑنا تھا۔ باغیوں کے پورے گروہ کے قابو میں کیے بغیر کرنام سنگھ صرف سورج سنگھ کو سزا نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ سارے کے سارے پہاڑوں میں ایسی جگہ روپوش ہو گئے ہیں جہاں انہیں ڈھونڈا نہیں جا سکتا لیکن کرنام سنگھ کی فوجیں بہت سمے سے ان پہاڑوں کو گھیرے ہوئے ہیں اور ان کی جگہ جگہ سے تلاشی لے رہی ہیں ظاہر سی بات ہے ملودھی کے چھپے ہوئے جوانوں کو کھانے پینے کی تکلیف بھی ہوتی ہوگی اور نجانے کیا کیا مشکلیں ہوں ان کے ساتھ' پر انہوں نے ابھی

ہتھیار نہیں ڈالے۔ مہاراج بیاس یہ ہے ساری کہانی اور اب دوسری کہانی سنو' ویر سنگھ کے بہت سے ہمدرد خود یہاں راجدھانی میں موجود ہیں مگر کیا کریں ظالم کرنام سنگھ کے سامنے کوئی کیسے بولے' جو بولا اس نے جان گنوائی' بہت سے ایسے مارے گئے' مجھے صرف ایک پجاری سمجھا جاتا ہے' بھگوان کی دیا سے چھوٹے موٹے کچھ علم بھی آتے ہیں مجھے جو بس یوں سمجھ لو منش کو بھگوان کی دین ہے' نہ میں کوئی مہان سنت ہوں' نہ رشی منی' معمولی سا آدمی ہوں' من سے ویر سنگھ کا دوست ہوں مگر کیا کرتا میرا بڑھاپا تو بیکار ہی تھا پھر بھی کوئی پانچ کوڑی ایسے آدمیوں کو میں نے تلاش کرلیا جو سمے پڑنے پر مہاراج ویر سنگھ کے لیے گردن کٹادیں مگر پانچ کوڑی آدمی بھلا کیا کرسکتے ہیں' محل کے اندر ہی اندر بھی ایسی بہت سی شخصیتیں موجود ہیں مہاراج جو آج بھی من سے ویر سنگھ کی ساتھی ہیں اور ان میں سراوتی بھی ہے۔ اس کی پشتوں نے ویر سنگھ مہاراج کے پرکھوں کا نمک کھایا ہے' یہ بھی نمک کی قیمت ادا کرنا چاہتی ہے۔ آپ آئے اور آپ کی کہانی میرے کانوں تک پہنچی تو میں نے اور سراوتی نے یہی سوچا کہ آپ وہی ہیں جو ویر سنگھ کو اس کشٹ سے نجات دلائیں گے اور مہاراج ہم نے آپ تک پہنچنے کی کوششیں شروع کردیں' ہمارے بہت زیادہ وسائل نہیں ہیں لیکن بس جو کچھ بھی کرسکتے ہیں' وہ آپ کے سامنے ہے۔ پہلی بار اس دن آپ کو دیکھا جب سراوتی کے ذریعے آپ کو خوب شراب پلا کر بے ہوش کروایا گیا تھا اور کرنام سنگھ نے آپ کا جائزہ لیا تھا' مجھے بھی اس میں شریک کیا گیا کیونکہ میں نے ابھی تک کرنام سنگھ کو یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ میں من سے ویر سنگھ کا ساتھی ہوں بلکہ بعض معاملات میں کرنام سنگھ کی مدد بھی کی تاکہ میرا بھرم قائم رہے اور وہ مجھے اپنے دشمنوں میں نہ شمار کرے پھر مہاراج آپ کو زہر دلوادیا گیا اور ہماری ساری امیدیں دم توڑ گئیں' بس ہم تو یہی افسوس کرنے پہنچے تھے کہ دیکھو ہمارا یہ سہارا بھی چھن گیا لیکن اب جو ہم نے دیکھا ہے اس سے ہمارے من کو یہ وشواش ہوگیا ہے کہ بھگوان کچھ نہ کچھ کرنے ہی والا ہے پھر بھی مہاراج یہ صرف آپ کے من کی بات ہے۔ ہم آپ کی مدد چاہتے ہیں اگر آپ اس سے انکار کردیں گے تب بھی ہم کیا کرسکتے ہیں اور اگر آپ ہماری مدد کریں تو بھگوان آپ کو اس کا صلہ دے گا۔"

میں خاموشی سے ان کی صورت دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"لیکن تاراچند مہاراج' میں آپ کی کیا سیوا کرسکتا ہوں؟"

"بھگوان نے آپ کو شکتی دی ہے' ایک ایسی شکتی جو منش کے بس کی بات نہیں ہوتی' اسی شکتی کو استعمال کرتے ہوئے آپ ہماری مدد کریں۔"

"مجھے اعتراض نہیں ہے جو کچھ مجھ سے بن پڑے گا میں ضرور کروں گا لیکن یہ تم بتاؤ گے کہ میں کیا کرسکتا ہوں؟"

"ہاں ہاں کیوں نہیں مہاراج' بڑی عجیب سی کہانی ہے مگر ہے اور کہانی ہوتی ہے تو اسے سنایا ہی جاتا ہے' جیسا کہ میں نے آپ سے کہا کہ کوئی پانچ کوڑی آدمی یہاں راجدھانی میں ایسے موجود ہیں جو مہاراج ویر سنگھ کے لیے گردن کٹادیں گے ہم نے ان آدمیوں کو اپنے ساتھ ملا رکھا ہے اور وہ تیاریاں کررہے ہیں اصل مسئلہ سورج سنگھ کا ہے' مہاراج سورج سنگھ اگر کسی طرح آزاد ہوجائیں تو یوں سمجھ لیں کہ آدھا کام بن جائے گا۔"

"سورج سنگھ کو کہاں قید کیا گیا ہے؟"

"بہت پہرے کی جگہ ہے جہاں انہیں رکھا جاتا ہے۔"

میں گہری سوچ میں ڈوب گیا بہت دیر تک سوچتا رہا' ویسے تو یہاں کے معاملات ابتدا ہی سے میرے لیے دلچسپ تھے لیکن اب اس میں اتنی دلچسپیاں پیدا ہوگئی تھیں کہ میں انہیں نظرانداز نہیں کرسکتا تھا اور ویسے بھی اب اشیش بھگونت سے رابطہ ختم ہونے کے بعد میری زندگی کا کوئی مقصد نہیں رہ گیا تھا اور میں بس یونہی آوارہ پھر رہا تھا۔ اگر ایک کام ہی کرڈالوں تو اس میں کیا برائی ہے' چنانچہ میں تیار ہوگیا' میں نے کہا۔

"دیکھو تاراچند مہاراج پہلے بھی تمہیں بتاچکا ہوں کہ اگر دھولگری میں چکت لال کا یہ معاملہ نہ ہوتا تو میں اس کی طرف کبھی متوجہ نہ ہوتا' یہ لمبے لمبے معاملات ہیں اور میں ان سے بچنا چاہتا ہوں' اصل میں تیجول کے لیے یہاں آیا تھا اور یہ اچھی بات ہے کہ میں نے تیجول کو یہاں سے نکال دیا لیکن اب تمہاری اس کہانی کی روشنی میں مجھے یہ اندازہ تو بخوبی ہوجاتا ہے کہ تیجول بے شک واپس چلا گیا' ہوسکتا ہے وہ کرنام سنگھ کی نگاہوں میں بے حقیقت ہو لیکن چکت لال واپس جاکر اس کا ستیاناس مارنے کی کوشش ضرور کرے گا اور اب تو جب کرنام سنگھ کو یہ معلوم ہوگا کہ میری لاش غائب ہوگئی ہے تو وہ تیجول کو زیادہ نظر میں رکھے گا' اصل میں تاراچند جی اس معاملے میں' میں جو کچھ کروں گا یا جو کچھ میں کررہا ہوں وہ صرف تیجول کے لیے۔"

"تو پھر مہاراج' سب سے پہلی کوشش یہ کریں کہ جس طرح بھی بن پڑے تیجول اور اس کے پریوار کو وہاں سے نکال دیں' کیونکہ آپ بالکل سچ کہہ رہے ہیں آپ کی موت کا انتظار کیا جارہا ہوگا اور وہ بھی اس لیے کہ آپ نے رنبیر کی پوری سینا کو شکست دے دی تھی۔ مہاراج بھگوان کی سوگند' انہی تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے میرے من میں یہ بات آئی تھی کہ آپ بہت کچھ کرسکتے ہیں تو میں کہہ رہا تھا کہ جتنی جلدی ہوسکے تیجول اور اس کے پریوار کو وہاں سے نکلوالیں۔"

"مگر ہم انہیں رکھیں گے کہاں؟" میں نے سوال کیا۔

"اس سلسلے میں میرے من میں ایک بات ہے؟" سراوتی بیچ میں بولی۔

"کیا؟"

"دیکھو چوروں کی رکھوالی اگر چور ہی کریں تو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے کہا۔

"تیجو مل اور اس کے پریوار کو یہاں راجدھانی میں بلوا لیا جائے اور یہیں رکھا جائے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ گیدڑ شہر کا رخ کرے گا' میرا مطلب یہ ہے مہاراج کہ کوئی یہ نہیں سوچ پائے گا کہ تیجو مل خود راجدھانی میں چلا آیا ہے اپنا جیون ختم کرنے کے لیے۔"

"ٹھیک' بڑا اچھا مشورہ دیا ہے تم نے سراوتی مگر ہم یہاں راجدھانی میں تیجو مل کو چھپائیں گے کہاں؟"

"یہ ذمے داری آپ مجھے دے دیں مہاراج' میرے پاس ایسی جگہ ہے جہاں میں تیجو مل اور اس کے پریوار کو رکھ سکتی ہوں۔"

کچھ دیر سوچنے کے بعد میں نے اس کھیل میں باقاعدہ شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا' میں نے کہا۔

"تو پھر تاراچند مہاراج سب سے پہلا کام تو آپ یہ کریں کہ مجھے رام رتن مندر لے چلیں' اس وقت رام رتن مندر میں تیجو مل چھپا ہوا ہے میں نے اسے ابھی دھولگری نہیں جانے دیا میں خود اس کے ساتھ دھولگری جانا چاہتا ہوں۔"

"ارے یہ تو بڑی اچھی بات ہے اس سے کام آسان ہو جائے گا' مہاراج ابھی سے ہے' ہم آپ کو تیز رفتار گھوڑے دے دیں گے آپ یوں کریں کہ جتنی جلد ہو سکے خاموشی سے دھولگری نکل جائیں اور تیجو مل کے بیوی بچوں کو ساتھ لے آئیں۔"

"تم یوں کرو کہ ایک گھوڑا مجھے دے دو۔ اس گھوڑے سے میں چلا جاتا ہوں اور یہاں سراوتی تیجو مل کو اس گھر میں چھپا دے جس میں اس نے کہا ہے۔"

"یہ کام میں کیے لیتی ہوں مگر کیا تیجو مل ہمارے ساتھ آ جائے گا۔"

"نہیں۔ چلو ہم رام رتن مندر چلتے ہیں وہاں سے تیجو مل کو لے آئیں۔"

"ابھی چونکہ سے باقی ہے اور اس بات کا پتا اگر چل بھی گیا ہوگا کہ مہاراج بیاس غائب ہو چکے ہیں تو ان کی تلاش بھی صبح ہی سے کی جائے گی' اگر ہم جلدی جلدی اپنا یہ کام کر لیں تو کیسا رہے گا سراوتی؟"

"بہت اچھا تاراچند مہاراج دیر کس بات کی ہے؟"

"تو پھر بیاس مہاراج۔"

"ہاں' بالکل ٹھیک ہے' ایسا کر لیتے ہیں۔"

"سراوتی' تو جائے گی بیاس مہاراج کے ساتھ رام رتن مندر؟"

"نہیں مہاراج آپ چلے جائیے تاکہ میں اس گھر کو ٹھیک کر لوں۔ آپ کو پتا ہے میں کون سے گھر کی بات کر رہی ہوں۔"

"ارے ہمیں نہیں پتا ہوگا؟"

تاراچند اسی خفیہ راستے سے باہر نکل آیا۔ ہم نے فاصلہ طے کیا اور رام رتن مندر پہنچ گئے' بے چارہ سیدھا سادا تیجو مل وہاں موجود تھا۔ ہمیں مل گیا' بڑا پریشان نظر آ رہا تھا' کہنے لگا۔

"کیا ہم دھولگری چل رہے ہیں؟"

"نہیں تیجو آؤ جو کچھ تم سے کہا جائے' آنکھیں بند کر کے اس پر عمل کرو۔ زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھ گئے ناں۔"

"ارے بھیا ہم تو بلاوجہ ہی مصیبت میں پھنس گئے نہ سسرے ست مہاراج کے چکر میں پڑتے اور نہ یہ سارا ہوتا۔ ارے بیس گنیاں تو مل گئیں' پر جیون کشٹ میں پڑ گیا ہے بھگوان آگے نجانے کیا ہوگا۔"

"آگے یہی ہوگا تیجو مل کہ تمہاری گردن کسی کند چھری سے کاٹ دی جائے گی اور تم مر جاؤ گے۔" میں نے غصے سے کہا۔

"ہے بھگوان یہ کیسی باتیں کرتے ہو بیاس؟"

"تو پھر فضول باتیں کرنے کے بجائے جو کچھ تم سے کہا جا رہا ہے وہ کرو۔" میں نے کہا۔

"ہے بھیا ہم نے کب منع کیا ہے۔" تیجو مل اپنے مخصوص انداز میں بولا پھر میں اور تاراچند رات کی تاریکیوں میں اسے نکال کر پہلے ہی مندر لے آئے۔ یہاں آنے کے بعد تھوڑی دیر تک سراوتی کا انتظار کیا گیا اور وہ پہنچ گئی' تب میں نے تیجو مل سے کہا۔

"دیکھو تیجو مل تمہیں اگر اپنے بیوی بچوں کو بچانا ہے تو پھر وہ کرنا جو تم سے کہا جا رہا ہے اور ویسے ہی کرنا جیسے کہا جا رہا ہے۔"

"بھیا ہم تو ہمیشہ سر جھکا دیا کرتے ہیں سب کے سامنے' پر بڑی پڑ گئی ہے ہم پر۔" تیجو مل نے کہا اور میں نے مسکرا کر گردن ہلا دی۔

گھوڑے کا انتظام بھی تاراچند ہی نے کیا تھا اور جب میں گھوڑے پر سوار ہو کر دھولگری کی جانب جا رہا تھا تو یہ سوچ رہا تھا کہ واقعات جو کچھ بھی ہیں پہلی بات تو یہ کہ بہت دلچسپ ہیں۔ دوسری بات یہ کہ یہ سادہ لوح لوگ کس طرح وفاداریاں نبھاتے ہیں۔

گھوڑا برق رفتاری سے دوڑتا رہا اور پھر صبح کی روشنی ہوتے ہی میں دھولگری پہنچ گیا۔ تیجو مل کی بیٹیاں شلپا اور روپا باہر ہی نظر آ گئی تھیں' اداس بیٹھی ہوئی تھیں اور زمین کرید رہی تھیں گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سن کر انہوں نے گردن اٹھائی اور مجھے دیکھ کر خوش ہو گئیں۔

"بیاس مہاراج آ گئے۔ بیاس مہاراج آ گئے" اندر سے بسنتی نکل آئی۔ اس نے مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھا اور پوچھا۔
"کچھ ہوا یا نہیں۔ کچھ پتا چلا یا نہیں؟"
"ہاں تیجو مل راجد ھانی میں ہے اور کرنام سنگھ مہاراج نے اسے اپنے محل میں رکھا ہوا ہے' مجھے بھیجا ہے تیجو مل نے کہ تم لوگوں کو جلدی سے لے آؤں۔ اپنا ضروری سامان باندھ لو اور فوراً میرے ساتھ چلو۔"
تینوں کی تینوں خوشی سے پاگل ہو گئیں' بسنتی نے کہا۔
"میں ذرا رام دین چاچا کو بتا آؤں۔"
"چاچی کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ کیوں مصیبت میں پڑتی ہو۔ جلدی کرو۔"
میرے کہنے پر وہ خاموش ہو گئی اور پھر اپنا سامان سمیٹنے لگی۔ سامان سمیٹنے میں اس کی مدد میں نے بھی کی تھی لیکن ان تینوں کو راجدھانی لے جانے کا مسئلہ بڑا ٹیڑھا تھا اور اس کے لیے مجھے ہی انتظام کرنا پڑا۔
چکت لال کی حویلی میں اب بھی بہت کچھ تھا۔ میں نے وہاں سے گھوڑوں کا ایک رتھ لیا اس کے علاوہ اور کچھ کیا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ وہ حویلی تو اب لاوارث پڑی ہوئی تھی اور اس پر ایک طرح سے تیجو مل ہی کا قبضہ تھا' چونکہ ابھی بستی میں پوری طرح زندگی نہیں جاگی تھی اس لیے مجھے رتھ کو چھپا کر یہاں تک لانے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ میں اپنے ہی گھوڑے پر سوار رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ رتھ کو بھی ہانکتا جا رہا تھا گو یہ کام کافی مشکل تھا لیکن مجھے اس میں لطف آ رہا تھا اور اسی طرح تیجو مل کی بیٹیوں اور بیوی کو بچا کر میں راجدھانی لے آیا۔ ان کی وجہ سے سفر کافی طویل رہا تھا۔ میں نے دن کی روشنی میں راجدھانی میں داخل ہونا بھی مناسب نہیں سمجھا اور جب دور سے وہ بستی نظر آنے لگی تو وہیں سے رتھ چھوڑ کر گھوڑوں کو چابک رسید کر دیے۔ تینوں عورتوں کو ان کے سامان سمیت نیچے اتار لیا تھا میں نے۔ بسنتی نے حیرانی سے کہا۔
"یہ راجدھانی تو نہیں ہے بیاس۔"
"ہاں چاچی جی مگر خاموش رہو۔" وہ بے چاری سراسیمہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی تو میں نے کہا۔
"چاچی جی تم جانتی ہو میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔"
"نہ بیاس نہ۔ تو تو جب سے ہمارے بیچ آیا ہے' تو نے ہمارا جیون ہی بدل دیا۔ پر بس تیجو کے بنا کچھ اچھا نہیں لگتا۔"
"اب میں تمہیں اصل بات بتا رہا ہوں بسنتی چاچی۔ دیکھو جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کا خیال رکھنا ورنہ تمہاری وجہ سے تمہاری دونوں بیٹیاں اور تمہارا پتی مارا جائے گا۔"
"ہائے رام میری وجہ سے۔"
"ہاں' اگر تم نے اپنی بے وقوفی میں کبھی زبان کھول دی۔"
"لے بیاس ہم تو زبان کاٹنے کو بھی تیار ہیں۔ اگر اس کی وجہ سے ہمارے پتی اور بیٹیوں کو کوئی نقصان پہنچے۔"
"زبان کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے چاچی جی۔ بس کسی سے کچھ نہ کہنا۔ اصل میں چکت لال اور رنبیر سنگھ جاگیردار نے مہاراج کرنام سنگھ کے سامنے تیجو مل کی شکایت کی اور انہوں نے تیجو کو اٹھوا لیا۔ چونکہ رنبیر سنگھ کے آدمی میرے ہاتھوں نقصان اٹھا چکے تھے اس لیے دوبارہ ان کی ہمت نہیں ہوئی کہ جنگ کر کے تیجو کو لے جائیں۔ رنبیر سنگھ نے اصل میں میرے خلاف جال پھیلایا تھا لیکن اب وہ خود اس جال میں آ گیا ہے۔ تیجو مل کو میں نے رہا کرا لیا ہے اور اسے گھر میں رکھا ہے۔ آپ لوگوں کو بھی میں وہیں پہنچا رہا ہوں۔ خاموشی سے کان دبا کر اپنے اس گھر میں پڑی رہیں اس سمے تک جب تک کوئی کام کی بات نہ ہو جائے۔"
"ہے بھگوان تیجو کا جیون خطرے میں ہے۔"
"ہاں لیکن وہ بچ سکتا ہے اسی شکل میں کہ آپ لوگ گھر کے اندر رہیں۔"
وہ تیار ہو گئی۔ میں نے سورج ڈھلنے کا وہیں انتظار کیا۔ دن کی روشنی میں بستی میں کسی کا داخلہ مشکوک ہو سکتا تھا اور اس کی خبر کرنام سنگھ کو پہنچ سکتی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ اب میری لاش کی غیر موجودگی کی خبر کرنام سنگھ کو بھی ہو گئی ہو گی۔ دو ہی باتیں سوچ رہا ہو گا وہ کہ یا تو میں مرا ہی نہیں سکا اور خود اٹھ کر چلا گیا یا پھر ہو سکتا ہے میری لاش کی گمشدگی میں بھی کسی کا ہاتھ ہے۔
خیر مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی چنانچہ ان لوگوں کو لے کر میں پہلے رام رتن مندر پہنچا۔ وہیں پر میرا انتظار کیا جا رہا تھا اور تارا چند سراوتی کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ سراوتی نے ان لوگوں کو دیکھ کر گردن ہلائی اور بولی۔
"آؤ پہلے میں انہیں ان کے گھر پہنچا دوں۔" تارا چند مہاراج مندر ہی میں رہ گئے تھے۔ سراوتی نے جس گھر کا انتخاب کیا تھا وہ بے حد اچھا تھا۔ تیجو مل بھی یہیں موجود تھا۔ ضروریات زندگی کی تمام چیزیں اس جگہ سجا دی گئی تھیں اور تیجو مل خوشی سے پاگل ہو رہا تھا۔
"سچی بات یہ ہے بیاس کہ تو بالکل راج محلوں جیسی جگہ ہے۔ ہے بھگوان اتنی اچھی جگہ ہم نے رہنے کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔"
"تم بجائے اس کے کہ اپنی دھرم پتنی اور اپنی بیٹیوں سے ملو' جگہ دیکھ کر خوشی کا اظہار کر رہے ہو۔"
"ارے مل لیں گے بھیا' مگر جگہ بھی بہت سندر ہے۔" تیجو مل نے کہا۔
سراوتی ان لوگوں کو ہدایت دے کر باہر نکل آئی۔ میں نے

اس نے کہا۔

"سراوتی محل کے حالات سناؤ۔"

"بڑی پریشانی کا شکار ہو گئے ہیں سارے کے سارے۔ بہت سوں کو تو سزا ملی ہے کہ لاش کہاں غائب ہو گئی۔ ویسے ابھی تک ان لوگوں کے من میں یہ بات نہیں ہے کہ تم جیتے ہو کیونکہ جو زہر تم نے پی لیا تھا اسے پینے کے بعد منش کے جینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ سب سے زیادہ حیرت اسی بات پر کی جا رہی ہے کہ زہر پینے کے باوجود تم کیسے زندہ ہو۔ بہت سے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ تمہارے اندر کوئی پراسرار قوت موجود ہے۔ تم انسان نہیں ہو اور کرنام سنگھ نے تمہارے ساتھ جو کچھ کیا ہے اسے اس کا بھگتان بھگتنا ہو گا۔"

"خیر لوگ یہ تو بالکل درست کہہ رہے ہیں۔"

"ساری باتیں ہی ٹھیک ہیں۔" سراوتی نے کہا۔ "اچھا میں محل چلتی ہوں۔ میرا محل سے زیادہ دور رہنا بھی اچھی بات نہیں۔ نہ جانے کس طرح مہاراج تارا چند کے چرن چھونے آ جاتی ہوں۔"

اسے بھی رخصت کرنے کے بعد میں نے سوچا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ تیجو مل کے پاس واپس جانا بے مقصد ہی تھا۔ میری اپنی شخصیت بھی تو مشکوک تھی اور لازمی امر ہے کہ مجھے بھی یہاں تلاش کیا جا رہا ہو گا۔ کرنام سنگھ کے سپاہی کسی گوشے کو نہیں چھوڑ رہے ہوں گے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے صحیح طور پر کام کیا جائے اور اس کے بعد اس کا نتیجہ دیکھا جائے۔

ایک محفوظ جگہ تارا چند جی کا وہ خفیہ حجرہ ہی تھا۔ چنانچہ میں وہاں پہنچ گیا۔ مہاراج تارا چند اس وقت وہاں موجود نہیں تھے۔ ضرور کسی کام کے سلسلے میں باہر نکلے ہوں گے۔ میں وہیں حجرے میں لیٹ کر آرام کرنے لگا۔ بہت دیر بعد تارا چند جی واپس آئے تھے اور ان کے یہاں آنے کا راستہ مندر کے اندر ہی سے تھا۔ مجھے دیکھ کر چونک پڑے اور پھر مسکرانے لگے۔

"بھگوان کی سوگند تمہارے اندر یہ اپنائیت دیکھ کر من کو بڑا سکون محسوس ہوا ہے۔" میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"آپ کہاں گئے تھا مہاراج؟"

"بس ایسے ہی بہت سے کام ہوتے ہیں مجھے بھی۔ منش جب تک سنسار میں رہتا ہے۔ بچت کہاں ہے اس کی، کسی خاص کام سے نہیں گیا تھا۔"

"کیا آپ کو پتا چل گیا ہے کہ سارے کام بہ خوبی ہو گئے ہیں؟"

"سارے کام کہاں ہوئے بیاس۔ ابھی تو کام ہی کام پڑے ہوئے ہیں۔"

"ہاں اس وقت بھی میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ سورج سنگھ کو کون سے قید خانے میں رکھا گیا ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ وہ بہت زیادہ پہرے کی جگہ ہے۔ جگہ نہیں بتائی تھی آپ نے؟"

"مہاراج کے خطرناک قیدیوں کو رادھے چرن کی پہاڑیوں میں رکھا جاتا ہے۔ رادھے چرن کی پہاڑیاں راجدھانی سے اس طرف جدھر سے سورج نکلتا ہے کافی فاصلے پر ہیں۔ ان پہاڑیوں کی پہچان یہ ہے کہ ان پر دو بوڑھی عورتیں بیٹھی ہوئی چکی پیس رہی ہیں۔"

کیا؟"

"ہاں روایت یہی ہے۔ دور سے دیکھو تو پتھر کے دو ٹکڑے اس طرح بیٹھے ہوئے ہیں، اور بیچ میں ایک ٹکڑا اس طرح رکھا ہوا ہے جیسے دو عورتیں بیٹھی ہوئی ہوں اور درمیان میں چکی رکھی ہوئی ہو۔"

"اور پہرے کا کیا معاملہ ہے؟"

"پہرے کا معاملہ یہ ہے کہ چونکہ وہاں ایسے قیدیوں کو رکھا جاتا ہے جو آسانی سے قابو میں نہیں آتے اس لیے وہاں پہرے داروں کی بڑی تعداد ہوتی ہے اور وہاں تک جانے کا راستہ بھی خطرناک ہے، بیچ میں کھائی بنائی گئی ہے، جو چاروں طرف سے خوب گہری ہے اور اس میں ہاتھی ڈبان پانی ہے۔ جب تک کہ سامنے سے پل نہ رکھا جائے کوئی اسے عبور کر کے پہرے کی جگہ نہیں پہنچ سکتا۔"

"کیا کبھی کسی نے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی ہے جیسا کہ آپ نے کہا تھا تارا چند مہاراج کے وہاں خطرناک قیدی رکھے ہوتے ہیں۔"

"ہاں بھیا۔ قیدی بھاگنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ بعد میں ان کی لاشیں خود بخود پانی کے اوپر آ جاتی ہیں اور انہیں کانٹا ڈال کر اوپر کھینچ لیا جاتا ہے۔ بہت سے قیدی اس طرح اپنا جیون دے چکے ہیں۔" میں نے تارا چند سے اس کے جائے وقوع کے بارے میں خاصی معلومات حاصل کر لیں اور پھر کچھ فیصلے بھی کر لیے۔

دوسرے دن میں اسی منصوبے کی تکمیل کے لیے جو میں نے خود بنایا تھا، اس طرف چل پڑا۔ پہرے دار دور دور تک نظر رکھتے ہوں گے اور پھر ویسے بھی مجھے پوشیدہ ہو کر یہ سفر کرنا پڑا تھا۔ چنے کے کھیت بکھرے ہوئے تھے اور فصل تیار تھی۔ اس کے نیچے نیچے سفر کرتا ہوا میں بستی سے بہت دور نکل آیا اور پھر اتنے فاصلے پر پہنچنے کے بعد کہ کوئی مجھے دیکھ نہ سکے، کھڑے ہو کر سفر شروع کر دیا۔ کچھ فاصلے پر مجھے چکی پیستی ہوئی بوڑھیاں نظر آ رہی تھیں اور واقعی صحیح کہا تھا تارا چند مہاراج نے بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا۔ میں نے یہاں سے سمتوں کا جائزہ لیا اور پھر ایک ٹیلے کی آڑ میں چھپ کر سامنے کی سمت دیکھا۔ کھائی کے اوپر بنا ہوا پل کافی بڑا تھا۔ پہرے دار پہاڑیوں پر نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے ایسی چوڑی چوڑی جگہیں بنا رکھی تھیں جہاں بیٹھ کر

وہ آس پاس نظر رکھ سکتے تھے۔ میں نے بہت لمبا چکر کاٹ کر سامنے کی سمت چھوڑی اور اطراف کا جائزہ لیا' پچھلا حصہ ہی مناسب محسوس ہوا تھا مجھے۔ یہ سب کچھ تو اپنی جگہ تھا لیکن مناسب منصوبہ بندی بھی ضروری تھی اور مجھے اس پر عمل کرنا تھا وہ کھائی جو سامنے نظر آرہی تھی کوئی بیس ہاتھ چوڑی تھی اور واقعی عام لوگ اسے عبور نہیں کر سکتے تھے لیکن میرے لیے یہ مشکل نہیں تھا۔ وہ صرف ہاتھی ڈبان تھی اور میں ہاتھی سے زیادہ طاقتور۔ میں نے یہ جائزہ لے لیا کہ اگر میں اس کھائی کو عبور کرلوں تو اس کے بعد میرے لیے ان چٹانوں پر چڑھنا مشکل نہیں ہوگا۔ چٹانوں میں جگہ جگہ غار نظر آرہے تھے۔ ان غاروں میں یقینی طور پر پہرے دار موجود ہوں گے لیکن اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ کوشش تو کرنی چاہیے چنانچہ میں نے کھائی میں چھلانگ لگا دی۔ پانی میں ایک چھپاکا ہوا اور میں نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ نیچے رک کر میں نے اوپر کا جائزہ لیا۔ خاص طور سے غاروں کے ان دہانوں کو دیکھا۔ میں یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ پانی کے چھپاکے کی آواز ان لوگوں کو پہنچی ہے یا نہیں۔ لیکن شاید ان ساری کارروائیوں سے وہ اتنے مطمئن تھے کہ انہیں گمان بھی نہیں تھا کہ کوئی انسان باہر سے اس طرح آنے کی کوشش کرے گا۔

میں کھائی کے سبز اور بدبودار کائی زدہ پانی کو عبور کرکے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا اور پھر ان چٹانوں پر چڑھنے لگا۔ میری انگلیاں جہاں پتھروں میں گڑ جاتیں وہاں نشانات بن جاتے اور انہی نشانات کے سہارے میں بالآخر اس غار کے دہانے تک پہنچا۔ میں نے پہلے سن گن لی' یقینی طور پر غار اندر جانے کا راستہ تھا اگر یہ لوگ سمجھدار ہیں تو انہوں نے تمام غاروں کو جال کی شکل میں ایک دوسرے سے منسلک کرلیا ہوگا کیونکہ ایسے غار بے مقصد چھوڑ دینا اچھی بات نہیں تھی۔ اس قید خانے کے بارے میں بھی مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ خطرناک قیدیوں کو رکھنے کے لیے ہے چنانچہ انتظامات تو یہاں واقعی بہت شاندار ہوں گے۔

غار کے اندر داخل ہونا میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا لیکن غار بہت تنگ تھا اور اس میں صرف بیٹھ بیٹھ کر آگے بڑھا جا سکتا تھا' چنانچہ میں آگے بڑھتا رہا اور اس کے بعد غار کے دہانے کے قریب مجھے روشنی نظر آئی۔ اچھی خاصی سرنگ تھی۔ میں نے تمام باتوں کو نظرانداز کرکے اس دہانے سے باہر جھانکا۔ ایک بڑے سے غار میں اس کا اختتام ہوا تھا اور یہاں آٹھ سپاہی بیٹھے چوسر کھیل رہے تھے۔ میں نے پوری طرح غار کا جائزہ لیا۔ غار کے اندر ایک اور غار نظر آرہا تھا لیکن بس ایک تاریک دھبے کے مانند۔ یہاں شاید انہی لوگوں کی پہرے داری تھی' میں نے پوری طرح اپنے آپ کو تولا اس کے بعد غار کے دہانے سے اندر کود لیا۔ میرے پیروں کی دھمک سن کر وہ سب اچھل پڑے اور پھر ان کے منہ سے طرح طرح کی آوازیں نکلنے لگیں۔ غالباً میری اس طرح آمد پر سب لوگ خوفزدہ ہوگئے تھے۔

میں ایک ایسی جگہ کھڑا ہوگیا جہاں سے میں غار کے دونوں دہانوں کو نظر میں رکھ سکتا تھا۔ یعنی اندر جانے والا اور ایک وہ جس سے میں باہر آیا تھا لیکن ان کے لیے شاید اندر جانے والا غار زیادہ پرکشش تھا کیونکہ ان میں سے دو نے ادھر ہی بھاگنے کی کوشش کی۔ میں لپک کر ان کے سامنے آیا تو انہوں نے مجھ پر حملہ کردیا لیکن جیسے ہی وہ میرے قریب پہنچے' میں نے لپک کر ان کی گردنیں ہاتھ میں لے لیں اور انہیں دبانے لگا۔ باقی لوگ بھی میری جانب بڑھے تو میں نے ان دونوں کو گھما کر ڈھال بنایا۔ میری انگلیاں ان کے نرخروں میں گڑ گئی تھیں اور وہ گڈوں کی طرح ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ میں نے ان ہی سے اپنے ہتھیاروں کا کام لیا اور انہیں زور زور سے دوسرے لوگوں سے ٹکرانے لگا۔ ایک عجیب لڑائی شروع ہوگئی تھی۔ دو آدمیوں نے آکر مجھے کمر سے پکڑ لیا تو میں ایک دم پیچھے ہٹا اور انہیں پیچھے پیچھے رگیدتا ہوا دیوار تک لے گیا اور پھر اس قوت سے میں نے انہیں اپنی پشت ہی سے دیوار سے مارا کہ ان کے حلق سے آوازیں نکل گئیں۔ مجھے ان کی پسلیاں ٹوٹنے کی آوازیں صاف سنائی دی تھیں۔ باقی لوگ بھی جدوجہد کر رہے تھے۔ یہ ان کی ذمے داری تھی لیکن میری ذمے داری یہ تھی کہ میں یہاں سے سورج سنگھ کو نکال کر لے جاؤں۔ آٹھ پہرے داروں کو موت کے گھاٹ اتارنے میں مجھے بہت تھوڑا سا سمے لگا' اور میں نے انہیں یونہی بس زخمی کیے بغیر ختم کردیا' مجھے اس قسم کے کام کرکے کوئی خاص افسوس نہیں ہوتا تھا۔ کسی بے گناہ آدمی کو آج تک میرے ہاتھوں نے نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ ہاں بس اس وقت کی بات اور ہے جب میرے اوپر کوئی اور ہی کیفیت سوار ہو۔ ایک لمحے سوچا اور اس کے بعد عقل نے کچھ اور سمجھایا۔ سو میں نے یوں کیا کہ ان میں سے ایک ایسے پہرے دار کے کپڑے اتارے جو ڈیل ڈول میں میرے جیسا ہی تھا اور وہ کپڑے پہننے لگا' کپڑے پہننے کے بعد میں سپاہی بن گیا تھا۔ ان کے کلہاڑے وغیرہ بھی میں نے اپنے قبضے میں کیے' باقی لاشوں کو میں نے وہیں ایک کونے میں جمع کر دیا اور پھر اس اندرونی غار کی جانب بڑھ گیا۔

یہ اندرونی غار بھی سرنگ ہی کے مانند تھا لیکن اتنا تنگ و تاریک اور چھوٹا نہیں تھا کہ میں اس میں سے کھڑے ہو کر نہ گزر سکتا۔ میں آگے بڑھتا رہا۔ اس دہانے کا اختتام ایک بہت بڑے غار میں ہوا تھا جس کی دیواروں میں مشعلیں روشن تھیں اور جہاں بہت سے پہرے دار موجود تھے۔ میں ایک لمحے رک کر ان کا جائزہ لیتا رہا اور پھر ان کی تعداد کا اندازہ لگانے کے بعد میں نے اندر قدم رکھ دیے۔ وہ سب آرام سے اپنے اپنے کاموں

میں مصروف تھے۔ کوئی کچھ کر رہا تھا اور کوئی کچھ۔ میری آمد کو انہوں نے محسوس بھی نہیں کیا تھا کیونکہ میں سپاہی کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ انہوں نے مجھ پر ایک نگاہ ڈالی اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ تب میں آگے بڑھ کر غار کے بیچوں بیچ پہنچ گیا اور میں نے ان سے کہا۔

"سنو دوستو' میری بات سنو جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔" وہ سب دلچسپی سے مجھے دیکھنے' لگے میں نے ان سے کہا۔

"میں تم میں سے نہیں ہوں جس طرف سے میں باہر آیا ہوں وہاں اگر تم آخری جگہ جا کر دیکھو گے تو تمہیں اپنے آٹھ آدمیوں کی لاشیں نظر آئیں گی' میں نے ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے اور اب میں یہاں آیا ہوں۔ اصل میں کسی بے گناہ کو مارنا مجھے بھی اچھا نہیں لگتا' تم اپنے پیٹ کے لیے یہ سب کچھ کر رہے ہو مجھے افسوس ہے کہ اب تم میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں۔ یہاں میں اس لیے آیا ہوں کہ مہاراج سورج سنگھ کو رہا کراؤں اور میں ایسا کرالوں گا کیونکہ میں یہاں تک پہنچ چکا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اس مسئلے میں ٹانگ نہ اڑاؤ زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ رام سنگھ تمہیں سزائیں دے گا یہ سزائے موت کی سزائیں نہیں ہوں گی۔ زیادہ سے زیادہ تمہیں نوکری سے نکال دیا جائے گا۔ جیون بچانے کے لیے یہ سب کچھ تم کرو' اگر کوئی تم سے سختی کرے تو کہہ دینا کہ جو منش آٹھ آدمیوں کو ہلاک کر سکتا ہے وہ اٹھائیس کو بھی کر سکتا ہے اور اٹھاسی کو بھی' اگر میری بات تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو پھر آؤ میں تمہیں بھی اس جیون سے نجات دلا دوں۔"

ان سب کے منہ حیرت سے کھل گئے اور پھر وہی ہوا انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ "دوڑو' بھاگو' پکڑو۔" اور اس شور کی آوازیں نجانے کہاں کہاں تک پہنچ گئیں' مجبوراً مجھے کلہاڑا سنبھالنا پڑا تھا تاکہ بہت زیادہ محنت نہ کرنا پڑے اور پھر میں نے کلہاڑے کا استعمال بھی شروع کر دیا۔ پہرے داروں کی لاشوں کے انبار لگتے چلے گئے یہ ان کی ذمے داری تھی جسے وہ پورا کر رہے تھے بالکل وہی کھیل شروع ہوا تھا جو رنبیر کی فوجوں کے ساتھ کھیلا گیا تھا۔ بہت دیر تک یہ ساری کوششیں جاری رہیں اس کے بعد باہر سے لوگوں کا آنا بند ہو گیا۔ بڑے غار میں زمین پر خون کی کیچڑ ہو گئی تھی' کٹے ہوئے بازو' گردنیں' سر' ٹانگیں چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے اور منظر اتنا دہشت ناک ہو گیا تھا کہ دیکھنے والے کا دل دھڑکنا بند ہو جائے۔ ایک پہرے دار کے لباس میں چابیاں لگی ہوئی تھیں۔ واپس پلٹ کر میں نے اس کی کمر کو ٹٹولا اور بڑی بڑی لمبی چابیوں کا ایک گچھا میرے ہاتھ میں آ گیا۔ یہ یقینی طور پر ان قید خانوں کے تالوں کی چابیاں ہوں گی جن میں قیدی بند تھے۔ میں نے ان چابیوں کو اپنے قبضے میں لیا اور خون سے رنگا ہوا باہر نکل آیا۔ مدھم مدھم روشنی چاروں طرف بکھری ہوئی تھی۔ مشعلوں کی روشنی تھی۔ غار میں سرنگوں ایک انوکھا جال بچھا ہوا تھا' لیکن ہمت ہارنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا بالآخر وہ ایک غار کے بڑے دہانے سے اندر داخل ہو گیا تو مجھے وہ جنگلے نظر آئے جو بہت مضبوطی سے بنے ہوئے تھے۔ بڑے ہال کے چاروں طرف بنے ہوئے ان جنگلوں میں تالے پڑے ہوئے تھے اور ان کے پیچھے بے شمار قیدی موجود تھے۔ وحشت ناک چہروں کے مالک۔ خوفناک حلیہ رکھنے والے۔

یہ سب ان آوازوں سے وحشت زدہ تھے جو بہت دیر سے غار میں ابھر رہی تھیں۔ جنگ و جدل کی آوازیں۔ مجھے دیکھ کر وہ ایک ایک قدم پیچھے ہٹ گئے۔ میرا حلیہ ہی اس وقت ایسا ہو رہا تھا۔ میں اپنے جسم کے اوپر سے گوشت کا خون میں ڈوبا ہوا ایک لوتھڑا لگ رہا تھا جو متحرک تھا۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے ان لوگوں کو دیکھا اور آگے بڑھا تو وہ خوف سے چیخنے لگے۔ تب میں ہنس پڑا۔

"ہو تو! تمہارے لیے ہی تو میں یہاں آیا ہوں۔ تمہیں آزادی چاہیے نا۔" ان میں سے کسی کی کوئی آواز نہیں ابھری۔ سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا پھر میں نے وہیں کھڑے ہو کر پوچھا۔

"مہاراج سورج سنگھ کہاں ہیں۔ سورج سنگھ مہاراج' سورج سنگھ مہاراج' آپ اگر ہیں تو مجھے آواز دیں۔" ایک طرف سے آواز آئی۔

"میں ادھر ہوں۔" میرا چہرہ گھوم گیا۔ ایک نوجوان آدمی تھا درحقیقت شکل سے بھی ٹھاکر ہی نظر آتا تھا۔ لمبے چوڑے بدن کا مالک' آنکھوں میں بجلیاں سی تڑپتی ہوئی' بالکل نوجوان شخصیت تھی۔ میں آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ وہ مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"سارے پہلوانوں کو مار دیا تم نے!"

"میں نے تو کہا تھا کہ اپنی جان بچاؤ' لیکن وہ نہ مانے' لڑے بغیر۔"

"مگر تم ہو کون اور کیا چاہتے ہو؟"

"تمہاری آزادی' آزاد ہونا پسند نہیں کرو گے؟" میں نے سوال کیا اور وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر دوسری طرف دیکھنے لگا پھر آہستہ سے بولا۔

"مجھ سے مذاق کر رہے ہو؟"

"تمہارا کیا خیال ہے سورج سنگھ' کیا مذاق ہی مذاق میں میں نے اتنے لوگوں کو قتل کر دیا ہے؟"

"مگر یہ ہوا کیسے' وہ لوگ کیسے تم پر قابو نہیں پا سکے؟"

"ساری باتیں اندر ہی معلوم کر لو گے؟"

"نہیں' اگر کھول سکتے ہو تو مجھے کھول دو۔ میں بھی آزادی

چاہتا ہوں۔"

میں ان چابیوں کو تالے پر آزمانے لگا جو میں نے حاصل کی تھیں۔ ایک چابی تالے میں لگ گئی اور میں نے تالا کھول کر سلاخوں والا دروازہ کھول دیا۔ سورج سنگھ باہر نکل آیا تھا۔ اس نے کہا۔

"اس بات پر تو میرا ایمان تھا کہ بھگوان ایک نہ ایک دن مجھے اس قید سے رہائی دلائے گا۔ وہ پاپی مجھے مار نہیں سکے گا لیکن تم، تم بڑے حیران کن آدمی ہو، آخر اتنے سارے لوگ تمہارے ہاتھوں کیسے مارے گئے؟"

"میں نے سنا ہے سورج سنگھ کہ تم چالاک آدمی ہو، لیکن اس وقت بڑی بیوقوفی کی باتیں کر رہے ہو۔ کیا یہ وقت ایسا ہے کہ تم میرے بارے میں معلومات حاصل کرنے بیٹھ جاؤ۔ یہاں سے نکلنا نہیں چاہتے تم؟"

"معاف کرنا، اصل میں انسان کے اندر تجسس کا مادہ اتنا ہوتا ہے کہ بعض اوقات وہ اصل بات کو بھول جاتا ہے۔"

"اچھا اب یہ بتاؤ ان لوگوں کو بھی رہا کرنا ہے؟"

"فوراً" رہا کر دو۔ میں تمہیں کس نام سے پکاروں؟"

"بیاس۔"

"انہیں فوراً" رہا کر دو بیاس، بیچارے نجانے کہاں کہاں کے رہنے والے ہیں۔ کرنام سنگھ نے ان پر بھی مصیبت کے پہاڑ توڑ رکھے ہیں۔ آہستہ آہستہ ان کا جیون بھی موت کی جانب بڑھ رہا ہے۔ جن لوگوں کو اس قید خانے میں بھیجا جاتا ہے انہیں کرنام سنگھ کبھی آزاد نہیں کرتا، بس اپنی ضرورت کے مطابق ان میں سے لوگ حاصل کرتا ہے اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔" پھر اس نے قیدیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بھائیو! بھگوان نے تمہیں آزادی کی دولت سے نوازا ہے۔ میری رائے ہے کہ پہلے اس غار میں جاؤ جہاں اس سورمانے پہرے داروں کو مارا ہے۔ اس کا حلیہ بتاتا ہے کہ پہرے داروں کے کپڑے تو اچھے نہ ہوں گے لیکن جو کچھ ان سے حاصل کر سکتے ہو لو اور خاموشی سے بڑے دروازے کو توڑ کر کھائی پر ڈالو اور نکل جاؤ۔ ارے ہاں بڑا دروازہ تو تم نے توڑ ہی دیا ہوگا۔ میرا مطلب ہے وہ رستے جن سے گزر کر تم یہاں تک آئے ہو گے۔"

"میرا خیال ہے سورج سنگھ باقی باتیں یہاں سے چل کر ہی ہوں تو، لیکن میرا لباس بڑا گندا ہو گیا ہے۔ چلو ٹھیک ہے ایک پہرے دار میرے علم میں ہے جس کا لباس میں پہن سکتا ہوں۔"

میں نے کہا اور اس غار کی جانب بڑھ گیا جس کے دروازے پر ایک گرز بردار نے میری کھوپڑی توڑنے کی کوشش کی تھی۔ میں اسے اٹھا کر لے آیا اور میں نے اپنا لباس تبدیل کر لیا۔ تمام قیدی سلاخوں کے پیچھے میرے حلیے کا جائزہ لے رہے تھے اور اس بات کے منتظر تھے کہ میں ان کے بھی دروازے کھولوں۔ سورج سنگھ نے یہ کام اپنے ہاتھوں سے کیا اور وہ سب سہمے سہمے سے باہر نکل آئے۔ سورج سنگھ نے کہا۔

"بھائیو! تم خود اتنی مشکلوں میں گھرے ہوئے ہو کہ میں تم سے مدد کی درخواست نہیں کر سکتا، لیکن ایک بات کو اپنے من میں دیئے کی طرح روشن رکھنا۔ کرنام سنگھ تمہارا کبھی نہیں ہو سکتا، اگر کبھی اس کے خلاف یدھ ہو تو اپنے اپنے ہتھیار لے کر اس سے بدلہ لینے کے لیے نکل جانا۔ اب جاؤ بھگوان تمہاری سہائتا کرے۔"

وہ سب دروازہ کھلتے ہی باہر بھاگے۔ اب یہ ان کی مرضی تھی کہ کس طرح وہ اس کھائی کو عبور کریں، حالانکہ بات سامنے کی تھی۔ دروازہ گرا سکتے تھے۔ جلد بازی کریں گے تو ہاتھی ذبان کھائی میں جا گریں گے۔ مجھے تو سورج سنگھ کی تلاش تھی سو سورج سنگھ مجھے مل گیا تھا۔ ہم لوگ قیدیوں کا شور سنتے رہے۔ سورج سنگھ بھی خاموش تھا۔ اس نے کافی دیر کے بعد ٹھنڈی سانس لے کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ لوگ خاموشی سے راستے عبور کرتے تو زیادہ اچھا ہوتا بہرحال بھگوان سے ان کے لیے دعائیں ہی کی جا سکتی ہیں۔ بیاس بتایا ہے نا تم نے اپنا نام؟"

"ہاں۔"

"ہم بھی چلیں بیاس، کہیں ایسا نہ ہو کہ خبر دور تک پہنچ جائے۔ بستی اب اتنی دور بھی نہیں ہے کہ ان شور مچانے والوں کی آوازیں وہاں نہ سنی جا سکیں۔"

"ہاں۔ آؤ۔" میں نے کہا، ہم باہر جانے والے راستے کی جانب بڑھے تو راستے میں ہمیں کئی پہرے داروں کی لاشیں اور نظر آئیں۔ اس کا مطلب تھا کہ کچھ لوگ باقی تھے اور انہیں رہا ہونے والے قیدیوں نے ہلاک کر دیا تھا۔ اب تو شاید ایک بھی پہرے دار جیتا نہ بچا ہو۔ ویسے قیدیوں نے بے عقلی سے کام نہیں لیا تھا۔ لکڑی کا بڑا دروازہ موٹے موٹے لوہے کے رسّوں کے ساتھ کھائی کے اوپر رکھا ہوا تھا اور اس عارضی پل کے دوسری جانب کسی انسان کا وجود باقی نظر نہیں آ رہا تھا۔ سارے قیدی خاموشی سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ میں سورج سنگھ کے ساتھ یہ پل عبور کر کے باہر آ گیا اور پھر میں نے اس سے کہا۔

"ہمیں مشرقی حصے میں چنے کے کھیتوں کی طرف بڑھنا ہے۔" سورج سنگھ خاموشی کے ساتھ آگے چل پڑا۔ بستی تاریکی اور خاموشی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ابھی تک ایسے آثار نظر نہیں آ رہے تھے جن سے یہ اندازہ ہوتا کہ قید خانے میں ہونے والی خونریزی کی اطلاع بستی تک پہنچ پائی ہے۔ ہم لوگ سفر کرتے رہے۔ میرا وہی خیال تھا کہ لمبا چکر کاٹ کر سورج سنگھ کو بستی میں لے جاؤں اور پھر مندر کے نیچے والے راستے کی طرف چل

پڑوں۔ سورج سنگھ میرا ساتھ دے رہا تھا' لیکن بار بار حیران نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگتا تھا' پھر جب ہم بستی میں داخل ہوئے تو رات اپنے آخری پہر سے گزر رہی تھی۔ میں اس درخت کے پاس پہنچا تو سورج سنگھ نے حیرت سے مجھے دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"اسے یہاں کہاں؟"

"کیا تم مندر کے نیچے بنے ہوئے اس حجرے کے بارے میں نہیں جانتے؟" سورج سنگھ چند لمحات سکتے کا شکار رہا پھر اس نے کہا۔

"میں تو جانتا ہوں' لیکن تم کیسے جانتے ہو؟"

"میرے بارے میں تو ابھی تمہیں بہت سارے سوالات کرنے ہیں سورج سنگھ' آؤ چلیں۔" میں نے دروازہ کھولا اور اس کے بعد ہم چھوٹی سی سرنگ سے گزر کر حجرے کے دروازے تک آ گئے۔ میرے ذہن میں تھا کہ ممکن ہے تارا چند یہاں موجود ہو' لیکن تارا چند موجود نہیں تھا بہر حال میں اندر پہنچ کر دروازہ بند کر کے اور اس پر پردہ ڈال کے آگے بڑھا اور میں نے اس سے کہا۔

"میں اپنا بدن دھونا چاہتا ہوں اس لیے اوپر جا رہا ہوں۔ کیا تم بھی چلنا پسند کرو گے؟"

"مہاراج تارا چند کہاں ہیں وہ خیریت سے تو ہیں؟"

"بالکل خیریت سے ہیں۔ ہو سکتا ہے اوپر مل جائیں۔ اگر تم آنا چاہو تو تم بھی آ جاؤ۔" وہ ایک لمحے سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

"نہیں میرا جانا ٹھیک نہیں ہے۔ کیا تم یہاں مندر میں آتے جاتے رہے ہو بیاس؟"

"ہاں۔"

"اصل میں پجاری بہت اچھے ہیں مگر خود تارا چند مہاراج ان پر پورا بھروسا نہیں کرتے۔ انسان تو انسان ہی ہوتا ہے اگر دولت کے لالچ میں بھٹک جائے تو کوئی ایسی بات نہیں ہوتی۔ تم جاؤ اور مہاراج تارا چند کو بلا کر لے آؤ۔"

میں گردن ہلا کر اوپر چلا آیا۔ سپاہیوں کے کپڑے بدن پر تھے لیکن کوئی ایسے خاص نہیں تھے جن سے پریشانی ہو سکے۔ چند چیزیں لباس سے جدا کر دی جائیں تو وہ ایک عام لباس رہ جاتا تھا۔ اوپر مندر میں ایک ایسی جگہ بنی ہوئی تھی جہاں اشنان کیا جا سکتا تھا۔ کپڑے اتار کر میں نے سب سے پہلے اپنے بدن سے خون کے تمام دھبے صاف کیے۔ بال تک خون میں لت پت ہو گئے تھے۔ بہت دیر تک میں نہاتا رہا اور اس کے بعد باہر نکل کر وہی لباس دوبارہ پہن لیا۔ دوسرے پجاری نظر آ رہے تھے مگر تارا چند ان کے ساتھ موجود نہیں تھے۔ میں پھر اسی حجرے میں پہنچ گیا۔ سورج سنگھ ایک جگہ زمین پر نیم دراز تھا۔ مجھے دیکھ کر سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"تارا چند یہاں موجود نہیں ہیں۔"

"کہاں گئے ہیں؟"

"راج محل' کرنام سنگھ نے انہیں بلایا ہے۔" سورج سنگھ ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ بہت دیر تک یہ خاموشی چھائی رہی پھر اس نے کہا۔

"بیاس مہاراج' جس طرح آپ نے مجھے اس نرکھ سے نکالا ہے اگر میں اس کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش کروں تو یہ ایک رسمی بات ہو گی۔ بہت بڑا کام ہوا ہے میرے ساتھ ورنہ وہ پاپی مجھے جیتا نہ چھوڑتا' کسی بھی موقعے پر وہ مجھے ہلاک کر دیتا۔"

"میرا شکریہ ادا کرنے کی کوشش بھی نہ کرو سورج سنگھ' اصل میں تمہارا جذبہ جتنا اچھا تھا اس نے میرے دل میں تمہارے لیے محبت پیدا کر دی اور اسی جذبے کو سراہ کر میں نے تمہارے لیے یہ کام کیا ہے۔"

"مگر آپ ہیں کون بیاس مہاراج؟"

"تمہاری طرح ایک منش ہوں بس تھوڑا سا کام کرنا آتا ہے مجھے جو میں نے کر دکھایا۔"

"میں تو خیر پاگل ہوا جا رہا ہوں یہ سوچ سوچ کر کہ بھگوان نے آپ کو اتنی شکتی دی ہے کہ آپ نے اتنے سارے لوگوں کو قتل کر دیا۔ حالانکہ یہاں بڑے بڑے خطرناک قیدی تھے۔ ایک پہرے دار کو بھی آج تک نہ مار سکے بہر حال مہاراج میں آپ کو مجبور نہیں کر سکتا کہ آپ مجھے اپنے بارے میں بتائیں' تارا چند جی سے آپ کی ملاقات کیسے ہوئی؟"

"انہی دلچسپ واقعات کے دوران' اصل میں دو شخصیتیں ہیں جنہوں نے تمہاری نشاندہی کی ہے ایک ہے سراوتی اور دوسرے تارا چند مہاراج' تھوڑی بہت باتیں میرے علم میں آ چکی ہیں اور اگر تم مجھ سے کچھ اور سوالات کرنا چاہو تو کر لو' میں تم سے ایک اہم سوال کرنا چاہتا ہوں۔"

"مجھے تو بس یہی پوچھنا تھا مہاراج' سو میں نے پوچھ لیا۔"

"ایک بات بتاؤ۔ یہ تو مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تم ویر سنگھ کے دوست ہو اور کرنام سنگھ نے ویر سنگھ کی گدی چھینی تو تم نے سخت مخالفت کی اور تم اسی کے نتیجے میں قیدی بنے۔ کیا ویر سنگھ اس قید خانے میں نہیں تھا۔"

"نہیں مہاراج۔"

"اسے کہاں رکھا گیا ہے؟"

"یہ بات اس پاپی نے اپنے آپ سے بھی چھپائی ہے' کسی کو آج تک پتا نہیں چل سکا کہ ویر سنگھ مہاراج کو کہاں رکھا گیا ہے؟"

"تو سورج سنگھ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس نے ویر سنگھ کو جیتا ہی نہ رکھا ہو؟"

"تارا چند مہاراج سے بات ہوئی آپ کی اس بارے میں بیاس؟"

"ہاں کہتے تو وہ بھی ہیں کہ ویر سنگھ زندہ ہے کچھ باتیں بھی بتاتے ہیں اس کے بارے میں لیکن میں خود سوچتا ہوں تو بات سمجھ میں نہیں آتی۔ جب ویر سنگھ اتنا بڑا خطرہ ہے کرنام سنگھ کے لیے تو پھر ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے ویر سنگھ کو جیتا چھوڑا ہو گا۔"

"اگر میں بتاؤں گا تو آپ ہنسیں گے بیاس مہاراج' میں صرف اپنی بات بتا رہا ہوں ویسے تو تارا چند' مہاراج بھی یہی کہتے ہیں کہ ویر سنگھ جیتا ہے' دوسری طرف سے بھی یہی خبریں ملتی ہیں مگر میرا ایک اور معاملہ ہے۔"

"کیا' وہی جاننا چاہتا ہوں؟" میں نے پوچھا اور سورج سنگھ نے اپنا داہنا ہاتھ کھول کر اس کی کلائی کھول دی۔ کلائی پر ایک سفید سا نشان بنا ہوا تھا جیسے بعض لوگوں کو بیماری میں سفید داغ ہو جاتے ہیں۔

"یہ نشان ہے مہاراج۔"

"ہاں پھر۔"

"یہ مجھے بتاتا ہے کہ ویر سنگھ زندہ ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ بھی دیکھنا چاہتے ہیں مہاراج؟"

"ہاں بھئی میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ایک نشان ایک ایسے آدمی کی زندگی کا پتا کیسے دیتا ہے جس کا کوئی پتا نہیں ہے۔" سورج سنگھ نے ایک لمحے کی خاموشی اختیار کی پھر اس نشانی کو چوما اور محبت بھرے لہجے میں بولا۔

"مجھے بتا میرا یار جیتا ہے یا مر گیا۔" میں نے ایک دلچسپ بات دیکھی' نشان اچانک چاندی کی طرح چمکنے لگا۔ وہ بالکل اس طرح روشن ہو گیا تھا جیسے اس پر چاندی کا پانی پھیر دیا گیا ہو۔ سورج سنگھ نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔

"یہ نشانی ہے میرے ویرو کے جیون کی۔"

"مگر...... مگر یہ کیسے؟" میں نے حیرانی سے کہا۔

نشان پھر بجھ گیا تھا اور اب وہ ایک سفید نشان نظر آ رہا تھا۔

"بہت چھوٹی عمر کے تھے ہم دونوں' گلی ڈنڈا کھیلتے ہوئے بہت دور نکل گئے تھے۔ ویرو میرے ساتھ تھا۔ بڑے مہاراج جیتے تھے۔ ہم جنگل میں ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں ایک سادھو مہاراج دھونی رمائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم دونوں ان کی سیوا میں پہنچ گئے۔ کھانے پینے کے لیے پھل لا کر دیے۔ جل لا کر دیا کمنڈل میں۔ مہاراج شاید کوئی جتن کر رہے تھے اور یہ ان کا آخری سے تھا۔ ہم وہاں بیٹھے رہے پھر مہاراج نے آنکھیں کھولیں۔ مسکرا کر ہم دونوں کو دیکھا اور ہمارے سروں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

"بھگوان اس جوڑی کو بنائے رکھے۔" ہم نے ان کے بہت سے کام کیے جو انہوں نے ہمیں بتائے تھے۔ ان کے لیے وہاں کٹیا بنائی پھر مہاراج نے مجھ سے پوچھا۔

"بتا سورج' کیا مانگتا ہے تو مجھ سے؟"

"اپنے یار کا جیون۔" میں نے جواب دیا اور مہاراج کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر یہی سوال انہوں نے ویر سنگھ سے کیا اور ویر سنگھ نے بھی وہی جواب دیا۔ تب مہاراج نے کہا۔

"بھگوان تم دونوں کو لمبا جیون دے گا اور سنو تم لوگ کہیں بھی ایک دوسرے سے دور چلے جاؤ' اگر یہ پتا چلانا ہو کہ تمہارا دوست جیتا ہے تو اپنی اپنی کلائیاں سامنے کرو۔ میں تمہیں بتاؤں یہ پریتہ کیسے چلا سکتے ہو؟" مہاراج نے اپنے دونوں انگوٹھے ہماری کلائیوں پر الگ الگ اس جگہ رکھے اور یہ سفید نشان بن گئے۔ تب انہوں نے ہمیں بتایا کہ چونکہ ہم دونوں نے ایک دوسرے کے جیون کی بات کی ہے ان سے چنانچہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ تم کبھی ایک دوسرے کے جیون کے بارے میں پوچھنا ہو۔ اس نشان کو چوم کر پوچھنا' اگر یہ چاندی کی طرح چمکنے لگے تو سمجھنا تمہارا یار جیتا ہے اور اگر یہ ایسا ہی رہے تو سمجھ لو وہ اس سنسار میں نہیں ہے۔ بیاس مہاراج' بات بچپن کی تھی جوانی آئی اور ہوش جاگے تو یہ سب ہمیں مذاق محسوس ہوا لیکن ہم نے سو مرتبہ اس کا تجربہ کیا۔ جب میں ویر سنگھ سے دور ہوتا تو میں اس نشانی سے پوچھتا کہ بتا میرا ویرو جیتا ہے اور یہ نشان چمکنے لگتا۔ جب مجھے کہیں گئے ہوئے بہت دن ہو جاتے تو ویرو بھی اسی نشان سے یہ سوال کرتا اور یہ نشان چاندی کی طرح چمکنے لگتا۔ ہماری ہزاروں بار کی آزمائی ہوئی بات ہے۔"

میں حیران نگاہوں سے اس سفید نشان کو دیکھنے لگا۔ بہرطور میں نے مسکرا کر گردن ہلائی۔ سورج سنگھ بولا۔

"مہاراج' اس بات کو مذاق سمجھ رہے ہوں گے نا؟"

"نہیں سورج' میں جانتا ہوں کہ دوستی کی دنیا بہت بڑی ہوتی ہے۔"

"مہاراج' کیا آپ بھی ویر سنگھ مہاراج کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں؟"

"کیوں نہیں' ویر سنگھ کے لیے کچھ کرنا چاہتا ہوں اسی لیے تو تمہیں آزادی دلائی ہے۔"

سورج سنگھ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا۔ بہت دیر تک خاموش رہنے کے بعد اس نے پھر کہا۔

"لیکن لیکن مہاراج' وہی بات آ جاتی کہ آپ۔"

"یہ تجسس اب حماقت کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ میرے بارے میں تمہیں تارا چند مہاراج ہی بتا دیں گے لیکن مجھے یہ بتاؤ سورج سنگھ کہ اب کیا کر سکتے ہو' کیا کرنا چاہتے ہو' تم نے کرنام سنگھ کے خلاف بغاوت کی ہے اور اسے کچھ نقصانات بھی پہنچائے ہیں۔ کرنام سنگھ تمہارا دشمن بنا ہوا ہے ایسے حالات میں اگر تم اپنی اس بغاوت کو آگے بڑھانا چاہو تو زیادہ سے زیادہ کیا کر سکتے ہو۔ مجھے ایک بات کا علم ہے کہ تمہارے پاس یا یوں سمجھ لو

کہ مہاراج تارا چند کے ساتھ کل سو آدمی ہیں جو تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں گے۔"

"بھگوان کی سوگند بیاس مہاراج' میرا ساتھ دینے کے لیے تو پوری جنتا تیار ہو جائے لیکن بلاوجہ جیون دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے لڑنے کے لیے نہ ہتھیار ہیں اور نہ اتنا مال و دولت کہ جنتا اپنے بچوں کا پیٹ بھر سکے۔ اصل میں پاپی کرنام سنگھ یہ بات جانتا ہے کہ جنتا کو بھوکا مار دو۔ وہ سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے گی۔ اس گر کو آزمایا ہے اس نے۔"

میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی اور بولا۔ "تا پھر ہمارا پہلا مسئلہ ہتھیار ہیں؟"

"خوراک اور ہتھیار مہاراج۔"

"جو لوگ تمہارے ہمنوا ہیں میری مراد ملودھی بستی سے ہے۔ ملودھی بستی والے بستی چھوڑ کر پہاڑ میں جا چھپے ہیں۔ ان کے نوجوانوں کی تعداد کتنی ہوگی ہے؟"

"وہ تو بہت ہے مہاراج' اور سچی بات یہ ہے کہ اگر ان کی تعداد زیادہ نہ ہوتی تو اب تک وہ لوگ جیتے نہ ہوتے۔"

"مگر وہ ان پہاڑوں میں چھپے کیا کھا رہے ہوں گے۔"

"مجھے پتا ہے مہاراج کہ کرنام سنگھ کو ان کے بارے میں معلوم ہے اور اس نے جو پوربی پہاڑیوں میں اپنے ڈیرے بنا رکھے ہیں' اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ وہ لوگ بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر جائیں اور مر رہے ہوں گے۔ بے چارے۔"

کچھ دیر کے بعد میں نے کہا۔ "سورج سنگھ یہ بات تو تم نے ثابت کر دی ہے کہ ویر سنگھ زندہ ہے لیکن کسی بھی طرح یہ پتا نہیں چل سکا کہ انہوں نے ویر سنگھ کو کہاں رکھا ہے۔ اگر یہ پتا چل جاتا تو جس طرح میں نے تمہیں رہا کرایا ہے اسی طرح میں ویر سنگھ کی رہائی کی کوشش بھی کرتا۔"

"مہاراج' ویر سنگھ اگر رہا بھی ہو جائیں تب بھی ہمیں جنگ کرنے کے لیے ہتھیار چاہییں ہوں گے مہاراج' ملودھی بستی والوں کو جو نقصان پہنچا ہے۔ میرا من ان کے لیے ہمیشہ تڑپتا ہے۔ انہوں نے ان کے بیوی بچوں کو مار ڈالا۔ ملودھی کو اجاڑ کر رکھ دیا مہاراج' یہ سب انہوں نے مہاراج ویر سنگھ سے وفاداری کی سزا پائی ہے اور اب وہ بھوکے پیاسے ان پہاڑیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ مہاراج کسی طرح پہلے اگر ان کی مدد ہو جائے تو وہ سب سے اچھا ہے۔"

"ہوں' اس سلسلے میں کچھ سوچتے ہیں' سورج سنگھ' پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' ذرا تارا چند جی واپس آ جائیں' ایسا کرو اب تم آرام سے سو جاؤ۔ میں موجود ہوں۔ کسی قسم کی فکر نہ کرنا' تارا چند مہاراج آ جائیں گے اس کے بعد باتیں ہوں گی۔"

سورج سنگھ بہت جذباتی نوجوان تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد سو بھی گیا' نہ جانے کب کی نیند تھی چنانچہ خوب سویا اور اس وقت تک سوتا رہا جب تک کے سورج کافی اوپر تک نہ چڑھ گیا۔ پتا نہیں تارا چند سنگھ کیوں نہیں واپس آیا تھا۔ میں بھی یہیں اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اصل میں بہت زیادہ متحرک ہونے سے تارا چند کو بھی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اس لیے تارا چند کی غیر موجودگی میں بھی میں باہر جانے سے گریز کرتا تھا پھر تارا چند واپس آگیا۔ پہلے اس نے مجھے ہی دیکھا تھا۔ دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"یہ بڑی اچھی بات ہے بیاس مہاراج کہ آپ اب آرام سے یہاں آ جاتے ہیں۔"

"ہاں تارا چند' کہاں رات بتائی۔"

"راج محل میں۔"

"خیریت۔"

"ہاں' خیریت ہی ہے' اصل میں اب تک وہ تمہارے لیے پریشان ہیں۔"

"آپ ابھی راج محل سے آ رہے ہیں؟"

"ہاں۔"

"ہوں' ٹھیک ہے' بس ایسے ہی پوچھ لیا تھا میں نے' میرے لیے کیا پریشان ہیں وہ؟"

"اصل میں کرنام سنگھ مہاراج کا خیال ہے کہ آپ مرے نہیں بلکہ جیتے ہیں۔"

"یہ خیال کسی خاص بنیاد پر اس کے دل میں پیدا ہوا ہے۔"

"نہیں' بس کہتا ہے کہ میرا من کہہ رہا ہے مہاراج کہ وہ پاپی جادوگر جیتا ہے۔ بہت پریشان ہے ان دنوں تمہاری وجہ سے۔" میں مسکراتی نگاہوں سے تارا چند کو دیکھتا رہا۔ دل میں سوچ رہا تھا کہ کرنام سنگھ کی پریشانی بالکل ٹھیک ہے۔ بہرحال اس کا اندازہ بھی ہو رہا تھا کہ ابھی راج محل میں قید خانے میں ہونے والے واقعہ کی خبر نہیں پہنچی ہے ورنہ تارا چند کی زبانی سننے کو ضرور ملتا' میں نے کہا۔

"آیئے تارا چند مہاراج' آپ کو ایک شخصیت سے ملاؤں۔"

"کسی اور کو بھی ساتھ لائے ہو' کیا تیجو مل ہے؟"

"آیئے۔" میں نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ سورج سنگھ بھی جاگ گیا اور بیٹھا ہوا ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔ تارا چند جی کی نگاہ سورج سنگھ کے چہرے پر پڑی اور وہ جیسے پتھر کے ہو گئے۔ آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں' منہ کھلا ہوا تھا' دونوں ہاتھ عجیب سے انداز میں آگے پھیلے ہوئے تھے اور وہ بت بن کر کھڑے ہو گئے تھے۔ میں نے ان کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"لے آیا میں آپ کے سورج سنگھ کو۔" دوسرے لمحے تارا چند جی اپنی جگہ سے متحرک ہوئے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے

سورج سنگھ کے پاس بھاگے اور پھر دیوانہ وار اس سے لپٹ گئے۔

"سورج، بھگوان کی سوگند تو سورج ہی ہے۔ ارے تو سورج ہی ہے، سورج، سورج، سورج۔" وہ اسے بری طرح چومنے لگے۔ سورج سنگھ بھی متاثر نظر آرہا تھا۔ ظاہر ہے انسان ہی تھا جو ہمیشہ محبتوں کا دیوانہ رہا ہے۔ دونوں دیر تک ہی اس جذباتی کیفیت میں مبتلا رہے پھر مہاراج نے کہا۔

"لیکن، لیکن کیسے، ارے ہاں بھول گیا۔ بیاس مہاراج جو آگئے ہیں ہمارے بیچ، ارے بھول گیا تھا میں، لے آئے آخر یہ لے آئے، م، م، مگر، مگر کیسے، سورج کیسے لے آئے بیاس مہاراج تجھے، یہ پہنچ کیسے گئے وہاں اور، اور پہرے داروں نے......"

"بہت سے سوالات کر لیے ہیں آپ نے تارا چند مہاراج، کس کا جواب دوں اور کس کا جواب نہ دوں۔ میرے پاس ان سارے سوالوں کے جواب نہیں ہیں۔ یہ بات آپ کو بیاس جی ہی بتائیں گے۔"

"بیاس، کیسے لے آئے تم سورج کو، ناممکن بات تھی یہ تو ارے یہ تو ناممکن تھی، ہے بھگوان، اب، اب کیا کرتا ہے مگر، مگر سورج تو ہی بتا دے، تجھے بھگوان کی سوگند۔"

"قید خانے کا ایک بھی آدمی اب جیتا نہیں ہے۔ سب کو مار دیا بیاس نے۔"

"ہیں۔" تارا چند کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ہاں مہاراج، سب کو ختم کر دیا انھوں نے۔" تارا چند اب بھی عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"مجبوری تھی، اس کے سوا اور کچھ ہو بھی تو نہیں سکتا تھا۔ ہاں بالکل مجبوری تھی حالانکہ وہ بھی نوکر ہیں۔ سارے کے سارے، پر سورج کا جیون سب سے زیادہ قیمتی ہے کیونکہ اسے دیر سنگھ مہاراج کو بھگا کر نکالنا ہے۔ ہاں بھگوان کی سوگند، وہ سے آگیا ہے۔ جس کی پیش گوئی ستارے کرتے ہیں۔" تارا چند سورج سنگھ کی رہائی سے اتنا خوش نظر آتا تھا کہ اس کے چہرے کا رنگ بھی بدل گیا تھا۔ بہت دیر تک وہ سورج سے باتیں کرتا رہا۔ یہ باتیں مختلف امور کے بارے میں تھیں اس کے بعد اس نے کہا۔

"ابھی راج محل میں سورج سنگھ کی رہائی کی خبر نہیں پہنچی لیکن جب یہ خبر مل جائے گی تو کرنام سنگھ پاگل ہو جائے گا اور ہر وہ کوشش کرے گا جس سے وہ سورج سنگھ کو دوبارہ قبضے میں کر لے۔ بیاس مہاراج آپ نے آگے کی کچھ سوچی ہے؟"

"ہاں، اور میں نے آگے کی یہ سوچی ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے، آپ نے جن وفاداروں کا تذکرہ کیا ہے، آپ ان تک جائیں اور ان سے کہیں کہ وہ چالاکی سے ایک، ایک دو، دو کر کے یہاں سے باہر نکل جائیں اور کسی ایسی جگہ ہمیں ملیں جہاں سے ہم انھیں ساتھ لے کر آگے بڑھ سکیں۔"

"ٹھیک ہے مہاراج، میں چلا جاتا ہوں اور یہ کر لوں گا، آپ مجھے کچھ آگے کی بتانا پسند کریں گے۔ بھگوان کی سوگند اتنا وشواش ہے آپ پر کہ اگر آپ کچھ بھی نہ بتائیں، تو میں پوچھوں گا نہیں۔"

"میں آگے جو کچھ کروں گا وہ خود میرے اپنے ذہن میں صاف نہیں ہے۔ بس ایک گھوڑا چاہیے اور کچھ اور چیزیں جن کا بندوبست میں کر دوں گا، آپ اس کی چنتا نہ کریں۔"

"تو پھر میں نکل جاتا ہوں، بھگوان کرے تمہیں کامیابی حاصل ہو۔" تارا چند نے کہا اور اس کے بعد وہ چلا گیا۔ میں نے

سورج سنگھ سے کہا۔

"ایک تجویز ہے میرے ذہن میں سورج سنگھ' ابھی بتانا مناسب نہیں ہو گا' جو میں کہہ رہا ہوں وہ کار آمد بھی ہو سکتا ہے۔"

"بیاس مہاراج' بھگوان کی سوگند' آنکھیں بند کر کے آپ پر پورا پورا بھروسا کر لیا ہے۔ میں تو بس ایک بات جانتا ہوں کہ بھگوان بہتر ہی کرے گا۔" تارا چند بہت دیر کے بعد واپس آیا۔ اس نے کہا۔

"وہ اٹھانوے آدمی ہیں' دو بیمار پڑے ہیں۔ میں نے ان سے کہا ہی نہیں لیکن میں نے ان سے یہ ضرور کہہ دیا کہ اپنے اپنے ہتھیار لے کر آ جائیں اور چیتل تالاب پر جمع ہو جائیں۔ مہاراج چیتل تالاب یہاں سے کافی دور ہے۔ سورج سنگھ اس کے بارے میں جانتے ہیں' کیا یہ بھی آپ کے ساتھ کہیں جائیں گے؟"

"ہاں' بعد میں۔" میں نے سورج سنگھ کو ساتھ لیا۔ ایک گھوڑا ایک گھر کے دروازے سے کھول لیا تھا۔ سورج سنگھ کو بھی اس پر بٹھایا اور ہم دونوں چیتل تالاب پہنچ گئے۔ یہاں پرجوش نوجوان جمع تھے جنہیں شاید یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ سورج سنگھ بھی یہاں آ رہا ہے جگہ بستی سے کافی دور تھی۔ انہوں نے سورج سنگھ کو دیکھا اور شدت مسرت سے بے قابو ہو گئے۔ سارے کے سارے سورج سنگھ پر دوڑ پڑے اور انہوں نے اسے چومنا شروع کر دیا۔ مجھے کم از کم یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ لوگ واقعی سورج سنگھ پر دیوانہ وار نثار ہوتے ہیں اور پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ سورج سنگھ نے انہیں سمجھایا۔ میں نے سورج سنگھ سے کہا۔

"اب ہمیں یہاں سے زیادہ سے زیادہ دور نکل جانا چاہیے لیکن رخ انہی پوربی پہاڑیوں کے جانب ہو جہاں تمہارے آدمی چھپے ہوئے ہیں۔"

"جو حکم مہاراج۔" اور اس کے بعد ہم نے سفر کا آغاز کر دیا۔ رات ڈھلے تک ہم بہت دور نکل آئے تھے۔ سورج سنگھ نے بتایا کہ اب پوربی پہاڑیاں زیادہ فاصلے پر نہیں ہیں چنانچہ میں نے اپنے نئے عمل کا آغاز کر دیا اور میں نے ان تمام لوگوں کو اپنی کارروائی کے بارے میں بتایا۔ سورج سنگھ یہ سن کر دنگ رہ گیا تھا۔ اس نے کہا۔

"لل لیکن..... بیاس مہاراج۔"

"تم وعدہ کر چکے ہو سورج سنگھ کہ جو کچھ میں کروں گا اس پر وشواش رکھو گے۔"

"بھگوان کی سوگند' اس سے ایک انچ ادھر ادھر ہٹنے کا ارادہ نہیں ہے جیسا آپ پسند کریں اور سنو بھائیو! بیاس مہاراج ہمارے متر ہیں۔ یہ جو کچھ کریں گے اس پر شک نہ کرنا جیسا یہ

یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور اب اس کی آنکھوں میں روشنی کی ایک چمک تھی۔ وہ مسرور نظر آ رہا تھا۔ دشمن کے ساتھ چالبازی کی گئی تھی اور اسے ختم کر دیا گیا تھا۔ اب وہ میری کارروائی بخوبی سمجھ گیا تھا۔ ساٹھ گھوڑے' ساٹھ لباس اور بہترین ہتھیار ہاتھ آئے تھے۔ آگے دوسروں کے لیے بھی موقع تھا۔ ہمارے ساتھیوں نے سپاہیوں کے لباس پہن لیے اور ہم آگے بڑھ گئے۔ میں نے آواز لگائی۔ "سورج سنگھ کے ساتھیو! پہاڑیاں چھوڑ دو نیچے اتر آؤ ورنہ سورج سنگھ کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔" سورج سنگھ میری اس چال پر خوب ہنس رہا تھا۔

کہیں اس کے مطابق کام کرنا اسی میں ہماری مکتی ہے۔"

میں نے سورج سنگھ کو اس طرح گھوڑے سے باندھا جس طرح مجھے اس کے بارے میں بتایا گیا تھا اور اس کے بعد ہم لوگ وہاں سے چل پڑے۔ سورج سنگھ حیران تھا اور باقی تمام لوگ بھی۔ ہمارا سفر پوربی پہاڑیوں کی جانب ہی تھا اور پھر ہماری ملاقات پہلے کرنام سنگھ کے دستے سے ہوئی جو پوربی پہاڑیوں میں گھوم رہا تھا۔ یہ لوگ پہاڑیوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور ان لوگوں نے جگہ جگہ اپنے اڈے بنا رکھے تھے۔ میں نے چیخنا شروع کر دیا۔

"سورج سنگھ کے ساتھیو! کتے کی موت مارے جاؤ گے۔ دیکھ لو تمہارا سورج غروب ہو رہا ہے اب بھی تم نے اپنی ہٹ نہ چھوڑی تو تمہیں سورج کی موت کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ سورج سنگھ کے پرستارو! ہٹ چھوڑ دو' غاروں سے باہر نکل آؤ۔ اپنے آپ کو مہاراج کرنام سنگھ کی گرفتاری میں دے دو' تمہارے ساتھ نیائے کیا جائے گا اور اگر تم نے بات نہ مانی تو سورج سنگھ کی موت کے ذمے دار تم خود ہو گے۔"

سپاہیوں کے ایک دستے نے جو کوئی ساٹھ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ بہترین گھوڑوں پر سوار ہر قسم کے سازو سامان سے آراستہ ہمیں حیرت سے دیکھا اور پھر ان کا سالار ہمارے پاس آ گیا۔

"یہ تم لوگوں نے کیا حلیہ بنا رکھا ہے' کیا پہنے ہوئے ہو تم سب؟"

"کیوں مہاراج' یہ کپڑے نہیں ہیں کیا؟"

"میرا مطلب ہے سیناؤں کے کپڑے نہیں پہنے تم نے؟"

"ہم نہیں جانتے بس' مہاراج کرنام سنگھ نے ہمیں اسی حالت میں یہاں بھیجا ہے۔" انہوں نے سورج سنگھ کو دیکھا اور پھر کسی قدر مطمئن ہو گئے۔ انہوں نے سوچا کہ ممکن ہے اس میں مہاراج کرنام سنگھ کی کوئی چال ہو' چال تو تھی کیونکہ جیسے ہی وہ غافل ہوئے' میرے اشارے پر اچانک پیدل لوگ فوجی دستے پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے ڈنڈے مار مار کر سواروں کو گرایا اور اس کے بعد ہر شخص اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہتھیار لے کر ان پر پل پڑا اور انہیں بری طرح ہلاک کرنے لگا۔ سورج سنگھ تعجب سے

چڑیلوں کا دوسرا غول ہمیں تھوڑے فاصلے پر ملا‘ اب
چونکہ ہمارے جسموں پر کرنام سنگھ کی سیناؤں کے لباس بھی آ گئے
تھے‘ چنانچہ اس بار ہمیں کوئی دقت نہیں ہوئی اور چڑیوں کا یہ پورا
غول ہمارے جال میں سیدھا آپھنسا‘ جب وہ ہمارے قریب آئے تو
انہوں نے سورج سنگھ کو دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے ہمیں‘ لیکن
اس کے فوراً ہی بعد جب ہمارے آدمی ہتھیار لے کر ان پر پل
پڑے تو ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور کیونکہ وہ بالکل
ہی تیار نہیں تھے اس لیے بڑی آسانی سے ہمارا شکار ہو گئے۔ ان
کی کھوپڑیاں توڑ دی گئیں۔ کوشش یہ کی گئی تھی کہ ان کے لباس
خون آلود نہ ہوں کیونکہ ابھی ہمیں ان لباسوں کی سخت ضرورت
تھی۔ یہاں سے بھی بے شمار گھوڑے ہتھیار اور لباس ہاتھ
آئے۔ البتہ جس طرح سپاہیوں کا قتل عام ہو رہا تھا وہ مجھے زیادہ
پسند نہیں تھا‘ لیکن مجبوری‘ کیا کیا جا سکتا تھا اس سلسلے میں سورج
سنگھ سے بات ہوئی تو اس نے بھی یہی کہا کہ بے شک یہ کرنام سنگھ
کے وفاداروں میں سے ہیں‘ لیکن اس کے باوجود انسان ہیں البتہ
ہم اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں
کر سکتے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ان وحشی سپاہیوں کو اگر ملودھی
کے رہنے والے ہاتھ لگ جائیں تو یہ ان کے ساتھ اس سے بھی
بدتر سلوک کریں گے‘ چنانچہ ان کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ بے
شک مجبوری ہے‘ لیکن ناجائز بھی نہیں ہے۔

اس طرح ہم نے بہت سے گروہ قابو میں کیے اور ہمارے
پاس لاتعداد گھوڑے اور ساز و سامان جمع ہو گیا‘ لیکن اس کے
ساتھ ساتھ ہی میرے ذہن میں ایک خطرہ اور بھی تھا وہ یہ کہ کہیں
سورج سنگھ کے ساتھی ہی ہم پر حملہ نہ کر دیں کیونکہ سورج سنگھ
ہمارے ساتھ موجود تھا اور ابھی تک بندھا ہوا تھا۔ میں نے اس
سلسلے میں سورج سنگھ سے بات کی تو اس نے کہا۔

"مہاراج یہ آپ بہتر سمجھتے ہیں‘ لیکن میری رائے ہے کہ
اب آس پاس میں اگر کچھ سینائیں موجود بھی ہیں تو ان کی حیثیت
نہ ہونے کے برابر ہے‘ اگر آپ اجازت دیں تو میں اب گھوڑے
پر بیٹھ کر اپنے ساتھیوں کو پکاروں۔"

"کہیں وہ تمہیں بھی غلط نہ سمجھیں۔"

"کوشش کر لینے میں کیا ہرج ہے مہاراج ہم ویسے بھی
خطرے میں ہیں‘ چنانچہ اس سلسلے میں یہی بہتر رہے گا۔"

تو اس کے بعد میں نے سورج سنگھ کی بندشیں کھول دیں اور
وہ گھوڑے پر بیٹھ گیا‘ تب اس نے پہاڑیوں کے دامن میں پہنچ کر
آوازیں لگائیں۔

"ملودھی کے رہنے والو! میں تمہارا متر سورج سنگھ ہوں مجھے
آزادی مل گئی ہے اپنی اپنی گپھاؤں سے باہر نکل آؤ‘ میں تم سے
ملنا چاہتا ہوں مجھ سے ملو اور کسی قسم کے تردد کا شکار نہ ہو۔"

پہاڑیوں میں ہل چل تھی اس سے پہلے اندازہ نہیں ہوتا کہ
ان پہاڑیوں میں کچھ لوگ چھپے ہوں گے‘ لیکن سورج سنگھ کی
آواز پر بہت سی جگہوں میں سرسراہٹیں محسوس ہونے لگیں‘ یقینی
طور پر چھپے ہوئے لوگ جھانک جھانک کر سورج سنگھ کو دیکھ رہے
تھے اور اس کے بعد ایک ایک دو دو افراد نے زندگی کا خطرہ مول
لے کر سورج سنگھ کے قریب آ کر اسے دیکھا انہوں نے اسے
پہچان لیا اور اس کے بعد پہاڑوں میں چاروں طرف یہ آوازیں
گونجنے لگیں۔

"سورج سنگھ مہاراج آزاد ہو گئے۔ سورج سنگھ مہاراج
ہمارے پاس پہنچ گئے بھائیو! باہر آؤ یہ سینائیں ہماری ہیں یہ
سورج سنگھ مہاراج کی سینائیں ہیں باہر نکل آؤ۔"

اور اس کے بعد میں نے پہاڑیوں سے اس طرح انسانوں کو
ابلتے ہوئے دیکھا جیسے ٹڈی دل اپنے سوراخوں سے نکل آتا ہے
بے شمار افراد تھے‘ عورتیں‘ مرد‘ بچے بوڑھے سارے کے
سارے ہماری جانب دوڑ پڑے تھے اور اس طرح مجھے یہ اندازہ
ہو رہا تھا کہ سورج سنگھ ان لوگوں میں کس قدر اہمیت کا حامل
ہے۔ وہ سورج سنگھ پر پروانوں کی طرح نثار ہو رہے تھے اسے چوم
رہے تھے۔ اس کے لیے دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور
سورج سنگھ ہاتھ اٹھا اٹھا کر انہیں شانت ہونے کے لیے کہہ رہا
تھا۔ بہت سے بوڑھے لوگ اس سے گلے ملے اور اس سے اس
کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگے۔ اب اس وقت میرا
کام صرف اتنا تھا کہ میں باہر نگاہ رکھوں۔ میں نے ان لوگوں کو
جو اب تک میرے اشاروں پر عمل کرتے رہے تھے مستعد کر کے
کہا۔

"دیکھو! اب چونکہ سورج سنگھ ان لوگوں کے درمیان آ گیا
ہے اور یہ لوگ جذباتی ہو گئے ہیں اس لیے بہتر ہے کہ ہم پہاڑوں
کے دامن میں ایسی جگہوں پر نگاہ رکھیں جہاں کرنام سنگھ کی
فوجوں کے آ جانے کا خطرہ ہو۔ ان لوگوں کا جذباتیت کا بھوت اتر
جانے دو‘ اس کے بعد ہی یہ لوگ کارآمد ہو سکتے ہیں۔" اور ایک
دن اور ایک رات کے لیے میں نے انہیں چھوڑ دیا۔ اتنے افراد
تھے وہاں کہ حیرت ہوتی تھی۔ یہ لوگ کہاں سے کھاتے اور کہاں
سے پیتے ہوں گے۔ بعد میں جب سورج سنگھ کو اس طوفان
بدتمیزی سے فراغت ملی تو میں نے اس سے ان کے بارے میں
پوچھا کہ یہ لوگ کھاتے پیتے کہاں سے ہیں۔ سورج سنگھ نے بتایا
کہ وہ نہایت کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ گھاس پتے یہاں
تک کہ زمین کے نیچے موجود جڑی بوٹیاں بھی کھانا شروع کر دی
ہیں انہوں نے بہت سے لوگ بھوک سے مر چکے ہیں بڑی پریشانی
کے عالم میں گزارا کر رہے تھے یہ لیکن ان کا عہد تھا کہ یہ مر
جائیں گے‘ لیکن اپنے آپ کو کرنام سنگھ کی تحویل میں نہیں دیں
گے۔

"یقیناً یہ تمہارے وفادار ہیں‘ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے

کہ اب ان کی زندگی کے لیے کیا کرو گے؟"

"سب سے پہلا مرحلہ میرے سامنے یہی ہے مہاراج کہ ان کے لیے کھانے پینے کا بندوبست کروں اور اس کے لیے ایک ہی تدبیر میری سمجھ میں آتی ہے۔"

"کیا؟"

"اول تو انہیں فوجیوں سے جو کھانے پینے کا سازو سامان حاصل ہوا ہے وہ فوراً ہی ان لوگوں میں تقسیم کر دیں' دوسرے یہ کہ انہیں لے کر نکلیں اور آس پاس سے کھانے پینے کی اشیاء حاصل کریں۔ میرا خیال ہے ابھی ہمیں پھیلانا نہیں چاہیے' کیونکہ بہرطور کرنام سنگھ کے پاس قوت ہے وہ راجا ہے اور سپاہی اسی کے اشارے پر کام کریں گے' اگر ابھی ہم باہر نکل کر کام کرتے ہیں تو سپاہیوں کا شکار ہو جائیں گے۔"

"بالکل ٹھیک کہتے ہو اس کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ ہم لوگ اپنے یہ مورچے چھوڑ دیں۔"

"تو پھر کیا خیال ہے مہاراج' ویسے آپ چنتا نہ کریں یہ کام میں بہ آسانی کر لوں گا۔"

"ٹھیک ہے سورج سنگھ سب سے پہلے ان کی اس مشکل کا حل تلاش کرو اس کے بعد ساری باتیں ہوں گی۔"

چنانچہ سورج سنگھ ان لوگوں کے لیے خوراک کی تلاش میں نکل گیا۔ اس نے اپنے ساتھ سو آدمی لیے تھے۔ بے شمار گھوڑے اور دوسری ایسی اشیاء اصل میں اس کا یہ خیال تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے ان لوگوں کے لیے خوراک کا بندوبست کر لے تاکہ اگر کرنام سنگھ کو یہ تمام تفصیلات معلوم ہو جائیں اور وہ اس سلسلے میں کارروائی کرے تو ان لوگوں کے پاس کچھ وقت گزارنے کے لیے محفوظ انتظامات ہوں۔

میں نے سورج سنگھ سے اتفاق کر لیا تھا۔ ادھر تارا چند مہاراج کو ہم نے واپس بھیج دیا تھا تاکہ وہ وہاں کی خبر لے کر آئیں۔ سورج سنگھ کی غیر موجودگی میں یہاں کے تمام لوگ میری اطاعت کر رہے تھے اور میرے احکامات پر عمل کر رہے تھے۔ جو کچھ میں کہتا تھا وہ خوشی سے اس کے لیے تیار ہو جاتے تھے اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں کو انہوں نے سمجھایا تھا جو ہمارے ساتھ آئے تھے۔

سورج سنگھ ان میں سے بے شمار افراد کو یہیں چھوڑ گیا تھا۔ باقی اس نے نئے لوگوں کا انتخاب کیا تھا اور خوراک کی تلاش میں نکل گیا تھا' چنانچہ جب میں نے ان لوگوں کو اپنے ساتھ متعاون پایا تو میں نے پہاڑیوں کا جائزہ لیا اور پھر میں نے پہاڑیوں میں بہترین مورچے بنانے شروع کر دیے تاکہ اگر کرنام سنگھ کی فوجیں ان اطراف میں حملہ آور ہوں تو ان کا شاندار استقبال کیا جا سکے۔ تارا چند تھوڑے ہی دن کے بعد واپس آ گیا۔ بیچارے بوڑھے سادھو کا کام سب سے مشکل تھا چونکہ اسے جاسوسی کا شعبہ سونپا گیا تھا اور ادھر کی خبر ادھر لے جانا بڑا مشکل کام ہوتا ہے پھر پہاڑوں میں اتنا مشکل سفر۔

بہرطور وہ واپس آ گیا تھا۔ سورج سنگھ تو ابھی نہیں آیا تھا۔ اس نے واپس آ کر مجھے تفصیلات بتائیں۔

"بیاس مہاراج کھلبلی مچی ہوئی ہے راجدھانی میں۔ کرنام سنگھ کے چھکے چھوٹے ہوئے ہیں۔ بیس آدمیوں کو موت کی سزا دے دی گئی ہے۔ یہ وہ تھے جو سورج سنگھ کی دیکھ بھال کرتے تھے اور ان کی ذمے داری تھی کہ سورج سنگھ کو قید میں رکھیں پھر ادھر کی خبریں بھی ادھر پہنچنا شروع ہو گئی ہیں' کچھ لوگ بچ گئے تھے وہ کرنام سنگھ کے پاس پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے ساری صورت حال بتا دی ہے۔"

"گویا یہ پتا چل گیا کہ سورج سنگھ اپنے آدمیوں میں پہنچ گیا ہے۔"

"ہاں مہاراج۔ کھلا کھلا پتا چل گیا ہے اور اب کرنام سنگھ سیناؤں کو تیار کر رہا ہے اسے پتا ہے کہ ہم لوگ یہاں چھپے ہوئے ہیں۔"

"چلو یہ تو اچھی بات ہے تارا چند مہاراج کم از کم کچھ کام تو شروع ہوا اب یہ فیصلہ ہو جانا چاہیے کہ کرنام سنگھ راجا رہے گا یا سورج سنگھ۔"

"نہیں بیاس مہاراج' سورج سنگھ تو راجا بننے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ آپ کو شاید اس بات کا پتا نہیں ہے کہ سورج سنگھ ہمارے مہاراج ویر سنگھ پر جان دیتا ہے اور وہ کبھی خواب میں بھی یہ بات پسند نہیں کرے گا کہ اسے راج گدی دی جائے۔" میں پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا تھا پھر میں نے کہا۔

"تارا چند مہاراج' ویر سنگھ کی رہائی کے لیے کیا بندوبست ہونا ہے۔"

"اصل کام تو یہی ہے مہاراج اب دیکھتے ہیں ہمارے مہاراج کرنام سنگھ اس سلسلے میں کیا قدم اٹھاتے ہیں' اگر کرنام سنگھ مہاراج خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ڈر گئے' اور اگر حملہ کرتے ہیں تو پھر یہ تو بعد ہی میں سوچا جائے گا کہ ویر سنگھ کے لیے کیا کیا جائے۔" تارا چند کوئی بہتر تجویز پیش نہیں کر پا رہا تھا۔

ادھر چند روز کے بعد سورج سنگھ واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ بے شمار گھوڑے مختلف اشیاء کے انبار سے بھرے ہوئے تھے اور یہاں آنے کے بعد فوری طور پر اس نے تمام چیزیں یہاں کے لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ یہ ذخائر اتنے عظیم الشان تھے کہ تقریباً ہر شخص کے پاس اچھی خاصی اشیاء جمع ہو گئیں۔ سورج سنگھ بہت خوش تھا اور پہاڑوں میں بھی خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ چاروں طرف سورج سنگھ کی جے جے کار ہو رہی تھی۔

بہت عرصے سے مشکلات کا شکار لوگ اب زندگی کی ضرورتوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے، لیکن میں، سورج سنگھ اور تارا چند مہاراج پہاڑوں میں چاروں طرف کا جائزہ لیتے ہوئے یہ سوچ رہے تھے کہ ہمیں کرتام سنگھ کی سیناؤں کا انتظار کرنا چاہیے۔ بہت سے کام کیے جا رہے تھے لوگوں کو جب پر سکون زندگی ملی، کھانے پینے کا سامان اور ہتھیار ملے تو ان کے عزم اور حوصلے بلند ہونے لگے۔ میں ابھی تک ان تمام چیزوں میں مکمل دلچسپی لے رہا تھا اور مجھے کسی قسم کی پریشانی کا احساس بھی نہیں تھا۔ زندگی کے لیے کچھ نہ کچھ لوازمات تو درکار ہوتے ہیں۔ اب اس وقت میں اس مسئلے میں مصروف ہو گیا تھا تو مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میرا مصرف یہی ہے بہرحال یہ تمام کام جاری رہے اور پھر ہمارے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔

ایک صبح جب سورج نکلا تو بلندیوں پر اطراف کی خبر رکھنے والے لوگ دوڑے ہوئے ہمارے پاس آ گئے، انہوں نے کہا۔

"سورج سنگھ مہاراج کرتام سنگھ ٹڈی دل سینائیں لے کر پہاڑوں کی طرف آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ بہت سینائیں ہیں۔"

"ہوں فوری طور پر تیاریاں کرو۔" سورج سنگھ نے کہا اور چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی۔ پہلے یہ طے کیا گیا تھا کہ کرتام سنگھ کو پہاڑیوں کے ڈھلان عبور کرنے دیے جائیں جب وہ بیچ میں پہنچ جائیں۔ تب غاروں سے لوگ نکلیں اور ان پر حملہ شروع کر دیں۔ میرے ذہن میں کچھ اور ہی خیالات تھے اور ان خیالات پر میں نے بہت پہلے سے کام شروع کر دیا تھا اور اس کے لیے میں نے ان پہاڑیوں کا جگہ جگہ سے جائزہ لیا تھا۔

سورج سنگھ ایک ماہر جنرل کی طرح اپنے مورچوں کو مضبوط کر رہا تھا اور کرتام سنگھ کی سیناؤں پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ اس نے یہاں مجھے نظر انداز کر دیا تھا اور یقیناً اس کے ذہن میں خیال تھا کہ مجھے جنگ نہ کرنے دے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے، لیکن میں اپنے طور پر مصروف عمل تھا اور میں نے بالآخر اپنے عمل کا آغاز کر دیا۔

سورج سنگھ کی فوجیں پہاڑوں کے دامن میں آ کر رک گئی تھیں۔ ابھی انہوں نے بلندیوں پر چڑھنے کا فیصلہ نہیں کیا تھا اور یہ جائزہ لے رہی تھیں کہ کون کون سے مورچے ان کے لیے مناسب ہو سکتے ہیں۔ کرتام سنگھ فوجوں میں سب سے پیچھے نظر آ رہا تھا۔ اس سے اس کی دلیری کا اندازہ ہوتا تھا۔ وہ آگے بڑھ کر لڑنے والوں میں سے نہیں تھا۔ میں نے فوری طور پر اپنے عمل کا آغاز کر دیا وہ دو بڑی بڑی چٹانیں تھیں جو درحقیقت اتنی مضبوطی سے نہیں جمی ہوئی تھیں کہ انہیں ان کی جگہ سے ہلانے میں دقت ہو۔ میں نے اپنی جسمانی قوت کا جائزہ لیا۔ چٹانوں پر دونوں ہاتھ جمائے۔ زمین میں پاؤں گھسائے اور اس کے بعد میں نے چٹانوں پر زور لگانا شروع کر دیا۔ چٹانیں آہستہ آہستہ اپنی جگہ چھوڑنے لگیں اور اس کے بعد وہ ایک خوفناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ گہرائیوں کی جانب سفر کرنے لگیں۔ پہاڑوں میں جیسے زلزلہ سا آ گیا تھا۔ بڑی بڑی چٹانیں اپنے ساتھ دوسرے پتھروں کو بھی اکھاڑ اکھاڑ کر ڈھلان کی جانب لے جا رہی تھیں۔ کرتام سنگھ کی فوجیں کچھ بھی کر لیتیں، ان کی زد سے بچنا ممکن نہیں تھا۔ میں نے فوراً ہی اپنا یہ مورچہ چھوڑ دیا اور اس دوران جو کارروائی میں کرتا رہا تھا اس کے تحت دوسرے ایسے پہاڑی ٹکڑوں کی جانب پہنچ گیا۔ جنہیں میں نے پہلے سے آزما لیا تھا اور اس کے بعد دوسری جانب سے بھی گڑگڑاہٹوں کا سفر شروع ہو گیا۔ میں نے جو پہلی چٹانیں گہرائی تک پہنچائی تھیں انہوں نے اپنا کام دکھانا شروع کر دیا۔ کرتام سنگھ کی فوجوں کے گھوڑے، انسان ان کی زد میں آ گئے اور ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ بے شمار افراد پتھروں کے نیچے دب کر مر رہے تھے اور بہت سے ایسے جو بھاگنے والی فوجوں کے پیروں کے نیچے آ کر کچلے گئے۔

پھر دوسری جانب تیسری جانب اور چوتھی طرف سے بھی اسی قسم کے حملوں کا آغاز ہو گیا۔ سورج سنگھ کے ساتھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہے تھے۔ سورج سنگھ نے غالباً مجھے عمل کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ تارا چند بھی اس کے ساتھ تھا میں نے کرتام سنگھ کی فوجوں کو اتنی دور بھگا دیا کہ اب اگر وہ وہاں سے تیر اندازی بھی کرتے تو انہیں کامیابی حاصل نہ ہو پاتی۔

میں نے دیکھا کہ کرتام سنگھ اپنی فوجوں سے بہت پہلے پیچھے کی جانب بھاگ لیا ہے اور اس کے کمانڈر فوجوں کو ہدایت دے رہے ہیں کہ وہ پیچھے ہٹ آئیں اس طرح پہاڑیوں کے دامن سے فوجیں کافی دور ہٹ گئیں۔ دامن میں بے شمار لاشیں بچھی ہوئی تھیں۔ زخمی گھوڑے دم توڑ رہے تھے ساز و سامان اور ہتھیار جوں کے توں پڑے ہوئے تھے۔ سورج سنگھ دوڑتا ہوا میرے پاس آیا۔ مجھے دیکھتا رہا اور اس کے بعد دونوں ہاتھ پھیلا کر مجھ سے لپٹ گیا۔ تارا چند بھی اس کے قریب ہی تھا۔ اس نے کہا۔ "اور آپ نے یہ بات ہمیں پہلے نہیں بتائی تھی بیاس مہاراج کہ کرتام سنگھ کی فوجوں کے لیے تو ہم اکیلے ہی کافی ہیں۔ بھگوان کی سوگند، بھگوان نے آپ کو ہمارے لیے اوتار بنا کر آسمان سے اتارا ہے۔ ارے یہ تو ہم نے سوچا بھی نہیں تھا۔ یہ کام تو ہمارے فوجی بھی کر سکتے تھے پتھروں کو جگہ جگہ سے اکھاڑ لیا جاتا اور اس کے بعد ان کے نیچے ایسی لکڑیاں اور لوہے کے ٹکڑے لگا دیے جاتے کہ بہت سے لوگ مل کر انہیں ان کی جگہ سے اکھاڑ سکتے، ارے مہاراج آپ نے اکیلے یہ ذمے داری سنبھال لی۔ بھگوان نے آپ کو کیا شکتی دی ہے بیاس مہاراج آپ ہمارے اوتار ہیں۔ آپ نے ہمیں فتح سے ہمکنار کیا ہے۔ آپ نے ہمیں وجے دلائی ہے مہاراج آپ ہمارے اوتار

ہیں۔"

وہ بہت زیادہ جذباتی ہو رہا تھا میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"سنو سورج سنگھ ابھی تو ہمارے سامنے بہت سارا کام پڑا ہوا ہے۔ کرنام سنگھ کی فوجوں نے یہاں قیام ضرور کیا ہے اور وہ کوئی نئی حکمت عملی دریافت کر رہے ہیں ابھی تو ہمیں ان سے جنگ کرنی ہے۔"

"مہاراج بہت سی فوجیں ماری گئی ہیں اب ان میں اتنی طاقت تو ہوگی نہیں کہ وہ پہاڑی کی جانب بڑھیں۔ میرا ایک اور مشورہ ہے مہاراج۔"

"کیا؟"

"کیوں نہ ہم بلندیوں سے ان پر تیر برسائیں۔ ابھی وہ ہمارے تیروں کی زد میں ہیں انہیں اور پیچھے ہٹانے کے بعد ہم لوگ نیچے اتریں اور اس طرح نیچے اتریں جیسے آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کرنا چاہتے ہوں، لیکن اصل میں ہم ان لوگوں کے ہتھیار قبضے میں کر لیں جو نیچے مرے پڑے ہیں۔ کیا خیال ہے آپ کا؟"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

"اچھی بات ہے سورج سنگھ مجھے تمہاری یہ تجویز پسند آئی۔"

"تو پھر مہاراج ہم حملہ کرنے کے لیے نیچے اترتے ہیں۔ پہلے ان پر تیر اندازی شروع کی جا رہی ہے۔"

سورج سنگھ نے مورچوں پر ڈٹے ہوئے اپنے آدمیوں کو ہدایت کی اور اس کے بعد تیروں کی بارش شروع ہوگئی۔ بلاشبہ کرنام سنگھ کی فوجیں پہاڑی دامن سے پیچھے ہٹ گئی تھیں، لیکن ابھی اتنے فاصلے پر تھیں کہ تیر انہیں چاٹ سکتے کیونکہ ہم بلندی پر تھے اس لیے ہمارے یہ تیر نہایت کارآمد ثابت ہو رہے تھے۔ وہ اگلا حصہ جو تیروں کی زد میں تھا، تیروں سے چھلنی ہوگیا اور ایک بار پھر کرنام سنگھ کی فوجوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ اصل میں یہ لڑائی ہی عجیب تھی اگر کہیں دو بدو لڑائی شروع ہو جاتی تو یقینی عمل تھا کہ کرنام سنگھ کی فوجیں جو کہ نہایت شاندار تربیت یافتہ تھیں ان شہریوں سے کہیں زیادہ طاقتور ثابت ہوتیں اور ان پر حاوی ہو جاتیں، لیکن صورت حال ایسی تھی کہ انہیں صرف نقصانات ہی اٹھانے پڑ رہے تھے۔ ایک بار پھر ان کے درمیان بھگدڑ مچ گئی۔ اس کے ساتھ ہی سورج سنگھ نے اپنی فوجوں کو اشارہ کیا اور بے شمار افراد پہاڑوں کے ڈھلان طے کرنے لگے۔

میں دور سے یہ تمام تماشا دیکھ رہا تھا۔ ان لوگوں کو اترتے دیکھ کر کرنام سنگھ کی فوجوں میں بالکل ہی افراتفری پھیل گئی۔ کرنام سنگھ سب سے پہلے پلٹ کر بھاگا اور اس کے پیچھے اس کی ساری فوجیں فرار ہونے لگیں۔ اصل میں ان لوگوں کو اترتے دیکھ کر انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ اب وہ آخری حملہ کرنے کے لیے آ رہے ہیں اور اس تھوڑے سے وقفے میں انہوں نے جو نقصانات اٹھائے تھے۔ ان نقصانات نے ان پر واضح کر دیا تھا کہ خونخوار لوگ بہت ہی خطرناک منصوبے بنا کر نیچے اتر رہے ہوں گے اس لیے بھاگ جانا بہتر ہے۔ سورج سنگھ قہقہے لگا رہا تھا۔ کرنام سنگھ کی فوجوں کو یہاں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا، حالانکہ وہ تعداد میں اتنی زیادہ تھیں کہ اگر ڈٹی رہتیں تو بالآخر سورج سنگھ کو مشکلات کا سامنا کرنا ہی پڑ جاتا لیکن بہادر راجا اپنی فوجوں کو لے کر فرار ہوگیا تھا۔

اس فتح پر تمام لوگ بہت خوش نظر آ رہے تھے، لیکن سورج سنگھ تارا چند کے ساتھ کسی قدر متفکر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔

"کیا کہتے ہیں بیاس مہاراج، کیا ہمیں کامیابی حاصل ہوگئی؟"

"تمہارا کیا خیال ہے، سورج سنگھ؟"

"نہیں مہاراج، بالکل نہیں، یہ بالکل کامیابی نہیں ہے۔ اس بار کرنام سنگھ زیادہ تیاریوں کے ساتھ ادھر کا رخ کرے گا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم نے بغیر کسی نقصان کے اسے بہت زیادہ نقصان پہنچا دیا ہے، لیکن مہاراج اس سے ہمیں یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ ہمیں بہت زیادہ کامیابی حاصل ہوگئی ہے۔"

میں پراسرار انداز میں گردن ہلانے لگا تھا، بہرحال اس وقت تو اس کامیابی کی خوشیاں منائی جانے لگیں، لیکن ہم لوگ کوئی ایسا حل تلاش کرنا چاہتے تھے جس سے بات آگے بڑھے۔ بہت گہری سوچیں تھیں ہماری۔

پھر کئی دن اسی طرح گزر گئے اس طرف سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی تھی۔ تارا چند کو بھی ابھی کوئی موقع نہیں ملا تھا کہ وہ راجد ھانی جائے۔ میں سوچا جا رہا تھا کہ کس طرح تارا چند کو راجدھانی بھیجا جائے حالانکہ اب راستے خطرناک ہوگئے تھے تارا چند کی زندگی کو بھی شدید خطرہ تھا اگر کہیں کرنام سنگھ کو شبہ ہو گیا کہ تارا چند ہمارے اور ادھر کے درمیان بیچ کے آدمی کا کام کر رہا ہے تو وہ تارا چند کو جیتا نہیں چھوڑے گا۔ ہم نے تارا چند مہاراج کو اس سلسلے میں داؤ پر لگانا مناسب نہیں سمجھا اور گہری سوچوں میں ڈوبے رہے۔

پھر ایک شام تارا چند اچانک ہی میرے پاس پہنچا تھا۔

"بیاس مہاراج آپ کے سامنے میرا دماغ بہت چھوٹا ہے۔ آپ اوتار سمان ہیں لیکن ایک خیال میرے من میں آیا ہے اور وہ بڑا عجیب خیال ہے اور وہ خیال ایک آدمی کو دیکھ کر میرے ذہن میں آیا ہے۔"

"کون ہے وہ؟"

"میرا خیال ہے سورج مہاراج کی نظر بھی اس پر نہیں پڑی۔ پڑ جاتی تو مجھ سے پہلے وہ یہ سب کچھ کر ڈالتے۔"

"کون ہے وہ میرے سامنے لاؤ کہاں ہے؟"

"میں بلا کر لاتا ہوں۔"

سورج اس وقت کسی اور پہاڑی پر اپنے آدمیوں کے ساتھ صلاح و مشورے کر رہا تھا۔ تارا چند جس شخص کو لے کر میرے پاس آیا وہ ایک اچھی شخصیت کا مالک' لمبا چوڑا آدمی تھا۔ بڑی بڑی مونچھیں لیکن آنکھیں جھکی ہوئی۔"

"اس کا نام سوداگر لعل ہے مہاراج۔"

"ہوں' مگر تارا چند بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"مہاراج ذرا تھوڑی دیر انتظار کیجئے۔ ابھی سمجھ میں آجائے گی۔" تارا چند سوداگر لعل کو وہیں چھوڑ کر پھر باہر نکل گیا۔ اس وقت ہم ایک غار میں تھے یہی غار میری رہائش گاہ قرار پایا تھا اور میں یہیں وقت گزار رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد تارا چند واپس آیا تو دو بوڑھے آدمی اس کے ساتھ تھے۔ تارا چند انہیں اندر لے آیا۔ بوڑھے آدمی ہاتھ جوڑ کر مجھے پرنام کرنے لگے اور اس کے بعد ان کی نظریں سوداگر لعل کی جانب اٹھیں۔

دوسرے لمحے ان کے منہ حیرت سے پھٹے کے پھٹے رہ گئے اور پھر دونوں پاگلوں کی طرح ویر سنگھ مہاراج کہہ کر سوداگر لعل کے قدموں میں گر پڑے میں حیرانی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ بری طرح رو رہے تھے اور سوداگر لعل کے پیروں سے آنکھیں رگڑ رہے تھے۔ سوداگر لعل نے بڑی مشکل سے انہیں سیدھا کھڑا کیا اور میں حیرانی سے تارا چند کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہاں مہاراج ایسی ہی بات ہے چلو تم لوگ باہر جاؤ۔ جو کام تم سے تھا وہ ہو گیا' لیکن سنو باہر ابھی کسی کو مت بتانا کہ تم نے کیا دیکھا ہے سمجھ گئے۔"

"جی مہاراج' ہمارے مہاراج۔" دونوں بوڑھے بے تابی سے سوداگر لعل کو دیکھتے ہوئے باہر نکل گئے تھے۔ میں اب صورت حال کو کچھ کچھ سمجھ رہا تھا میں نے تارا چند سے کہا۔

"کیا سوداگر لعل' ویر سنگھ کی صورت ہے؟"

"ہاں مہاراج' ایسی عجیب و غریب صورت کہ اب سورج مہاراج بھی دیکھیں گے تو باؤلے ہو جائیں گے۔ اس سے پہلے کسی نے سوداگر لعل پر توجہ نہیں دی تھی لیکن میری نظر اس پر پڑی اور میں نے یہ دیکھا تو ذرا تھوڑا سا بنا سنوار کر اسے یہاں لے آیا۔"

میں پر خیال نگاہوں سے تارا چند کی صورت دیکھ رہا تھا پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور میں نے کہا۔

"تمہارا مطلب میں سمجھ رہا ہوں تارا چند واقعی یہ تو بڑے کام کی بات ہو جائے گی۔ بہت زیادہ کام کی بات اور اب ہمیں اس سلسلے میں سنجیدگی سے غور کرنا ہے۔ سورج سنگھ کو بلوا لو۔"

تارا چند نے فوراً ہی ایک آدمی کو سورج سنگھ کی تلاش میں بھیج دیا۔ میں پر خیال انداز میں سوداگر لعل کو دیکھتا رہا۔ میرا ذہن برق رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ ویر سنگھ کے بارے میں تو یہ پتا نہیں چل سکا تھا کہ اسے کہاں قید کیا گیا ہے لیکن اس طرح ہم کرنام سنگھ کو ذہنی طور پر پریشان کر سکتے تھے بہرحال یہ ایک لمبا کھیل تھا اور اس کے لیے میں اپنے ذہن میں بہت سے جال بن رہا تھا۔

سورج سنگھ آگیا' بے خیالی میں سیدھا ہی چلا آیا تھا اور اس کے بعد اس کے حلق سے ایسی دھاڑ نکلی کہ ہمارے کان ہی جھنجھنا گئے۔ وہ پاگلوں کی طرح دوڑ کر سوداگر سے لپٹ گیا تھا۔ اسے چوم رہا تھا۔ دیوانہ وار اس پر نثار ہو رہا تھا اور سوداگر لعل کے حواس گم تھے۔ وہ ہکا بکا سورج سنگھ کو دیکھ رہا تھا۔ سورج سنگھ کی آنکھوں سے آنسو ابل رہے تھے۔

"آپ آگئے مہاراج۔ آپ کو آنا ہی تھا۔ آپ کو آنا ہی تھا۔ تمہیں آنا ہی تھا ویرو' ویرو تمہیں آنا ہی تھا۔ ہمارے درمیان' ہمارے درمیان ایک شخصیت ایسی آگئی ہے کہ اب ہمارے سارے راستے کھلتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ ویرو میرے بھائی' میرے دوست' میرے مہاراج۔"

سورج سنگھ کسی کی نہیں سن رہا تھا اس کے دل میں بھرے ہوئے جذبات ابل پڑے تھے بہرحال میں نے یا تارا چند نے ابھی اسے روکا نہیں تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ اس کے دل کی بھڑاس نکل جائے۔

بہت دیر اسی طرح گزر گئی ہم بھی خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ تب سورج سنگھ پر تھوڑی سی مختلف کیفیت طاری ہوئی اور اس نے میری جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"آخر آپ نے ہمارے مہاراج کو بھی حاصل کر لیا بیاس مہاراج؟"

"نہیں' سورج سنگھ بیٹھو سنجیدگی سے بیٹھ جاؤ' کسی قسم کا دکھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے نہ ہی تم اس بات سے بددل ہو گے کہ تم سے غلطی ہوئی ہے۔"

"سمجھا نہیں مہاراج۔"

"غور سے دیکھو' غور سے دیکھو یہ ویر سنگھ نہیں اس کا نام سوداگر لعل ہے۔"

"ایں۔" سورج پر جیسے پہاڑ ٹوٹ پڑا اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے سوداگر لعل کو دیکھا نیچے سے اوپر تک دیکھتا رہا پھر اچانک ہی اس نے سوداگر لعل کا ہاتھ پکڑ کر سیدھا کیا اور اس کے بعد اس کے چہرے پر عجیب عجیب تاثرات پھیل گئے۔

"سوداگر لعل' یہ یہ ہمارے مہاراج نہیں ہیں؟"

"نہیں' لیکن جس طرح سوداگر لعل ویر سنگھ کا ہم شکل ہے ہمیں اس سے سیکڑوں فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔"

"ہم ...... مگر تت...... تو تو میں ہے رام ہے رام۔"

"نہیں سورج سنگھ غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں' آج

سوداگر لعل، ویر سنگھ کا ہم شکل ہمارے سامنے آیا ہے کل ویر سنگھ ہمارے سامنے ہوگا۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ مہاراج ویر سنگھ کو میں تمہارے سامنے پیش کروں گا۔"

"بھگوان آپ کا بھلا کریں مگر کتنا ہم شکل ہے یہ سوداگر لعل میرے ویر سنگھ کا۔"

"اچھا سوداگر لعل تم دوسرے غار میں چلے جاؤ، ہم جو باتیں کریں گے اس کے بارے میں تمہیں بعد میں بتا دیا جائے گا۔"

تارا چند، چند لوگوں کو ہدایت دے کر واپس آگیا۔ سوداگر لعل کو برابر کے غار میں محفوظ کر دیا گیا تھا۔ سورج سنگھ ہمارے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اب وہ شرمندہ شرمندہ سا تھا۔ ہمارے سامنے روتا رہا تھا اور بہت زیادہ جذباتی کیفیت کا مظاہرہ کیا تھا اس نے جس پر غالباً اسے شرمندگی ہو رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"مجھے شما کر دیں پیاس مہاراج، تارا چند جی، پاگل ہو گیا تھا۔ ویر سنگھ کی صورت دیکھ کر۔ مگر بھگوان کی سوگند بھگوان نے بھی کیا کیا کچھ بنا دیا ہے سنسار میں، پتا ہی نہیں چلتا تھا۔ بڑے سے بڑا آدمی بھی دیکھے تو یہ نہ معلوم کر پائے کہ وہ ویر سنگھ مہاراج ہے یا کوئی اور۔"

"خیر سورج سنگھ یہ تو بات اپنی جگہ رہی، تارا چند مہاراج نے بڑی اچھی سوچی ہے اب یہ بتاؤ اس سلسلے میں تمہارے ذہن میں کیا خیال آتا ہے؟"

"پیاس مہاراج سچی بات تو یہ ہے کہ آپ کے آجانے کے بعد کچھ سوچنے کو من ہی نہیں کرتا بس یہ من چاہتا ہے کہ سوچیں آپ اور کریں ہم، برا نہ مانیں ہم آپ کو اتنا ہی بڑا اور مہان مانتے ہیں۔ آج تک آپ کے کہنے سے جو کچھ کیا ہے بھگوان نے اس میں کامیابی دی ہے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں مہاراج کہ آپ کے چرنوں میں رہ کر آپ کی ہدایت پر عمل کروں۔ میرے من میں بس ایک ہی آرزو ہے، وہ یہ کہ کسی طرح میرا ویر سنگھ مجھے مل جائے اور میں اسے اس کی راج گدی سونپ دوں۔ بھگوان کی سوگند اگر یہ کام میرے جیون کی قیمت پر بھی ہو جائے تو میں آج ہی اس کے لیے جیون دینے کو تیار ہوں۔"

"یہ کام ضرور ہو جائے گا سورج سنگھ میں نے تم سے جو کہا تھا۔ اس پر اب تک عمل کر رہا ہوں، اور آئندہ بھی اگر تم میری ہدایت پر عمل کرتے رہے تو اطمینان رکھو وہ سب کچھ ہو جائے جو تمہاری آرزو ہے۔"

"مجھے وشواس ہے مہاراج۔"

"تو پھر سنو ایک تجویز ہے میرے ذہن میں، ملودھی دوبارہ آباد کر لی جائے۔ ان پہاڑیوں میں رہ کر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے ہمیں ملودھی پہنچ کر اسے آباد کرنا چاہیے اب ہمارے پاس اتنا ساز و سامان اور ہتھیار موجود ہیں کہ اگر ہم سفر کر کے ملودھی پہنچیں اور راستے میں کہیں رکاوٹ پیش آئے تو ہم بہترین مقابلہ کر لیں کیا سمجھے؟"

"جی مہاراج، ملودھی جا سکتے ہیں ہم لوگ۔"

"وہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے ایک ایسا مضبوط حصار قائم کرنا ہوگا جس کے پیچھے مورچے بنا کر ہم کرتام سنگھ کی فوجوں کا مقابلہ کر سکیں۔"

"ٹھیک ہے مہاراج آپ کی آگیا پر میرے ساتھی یہ کام دل سے کریں گے۔" سورج سنگھ نے جواب دیا۔

میں نے جو کچھ سوچا تھا۔ یقیناً اس میں کامیابی حاصل ہو سکتی تھی۔ تمام لوگ مجھ سے تعاون کر رہے تھے۔ تارا چند نے بھی میرے اس منصوبے سے اتفاق کیا تھا چنانچہ سورج سنگھ کے اشارے پر ایک ایک فرد سفر کے لیے تیاریاں کرنے لگا۔ یہ سب بیچارے وہ تھے جو ملودھی اور اس کے آس پاس کے علاقوں سے فرار ہو کر صرف ویر سنگھ کی محبت میں یہاں زندگی گزار رہے تھے۔ جن کی زمینوں کو آگ لگا دی گئی تھی اور ان سے سب کچھ لوٹ لیا گیا تھا لیکن بے بسی میں وقت گزارنے کے باوجود انہوں نے ہمت نہیں ہاری تھی اور صحیح معنوں میں اپنے راجہ کے وفادار ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ اب جب انہیں بتایا گیا کہ وہ دوبارہ ملودھی آباد کرنے جا رہے ہیں تو وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ ان کی تیاریاں قابل دید تھیں۔ ہر ایک اپنی سرزمین پر پہنچنے کے لیے بے چین تھا بالآخر ملودھی کی جانب سفر کا آغاز ہو گیا بہت بڑا لشکر تھا یہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی ایک قطار بنا دی گئی تھی اور ان کے لیے جس طرح بن پڑا تھا اپنے انتظامات کیے گئے تھے کہ لمبے سفر میں انہیں کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اطراف میں مسلح جوان دور دور تک پھیل کر چل رہے تھے اور راستے میں ہر خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھے۔ اصل میں ہمیں یہ پتا نہیں چل سکی تھی کہ ایک احمقانہ قسم کی شکست کھانے کے بعد کرتام سنگھ پر کیا گزری راجدھانی پہنچنے کے بعد اس نے کیا عمل لیا۔ کیا نظریہ ہے اس کا اس شکست کے بارے میں، اور آئندہ کے لیے وہ کیا منصوبہ بنا رہا ہے اس سلسلے میں تارا چند ہی بہترین آدمی ثابت ہو سکتا تھا لیکن فی الحال میں اس کی زندگی کا بھی خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ ہاں میں نے یہ سوچا تھا کہ ملودھی میں جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اگر اس کی تکمیل ہو جائے تو اس کے بعد تارا چند کو لے کر خود ہی چل پڑوں گا اپنے اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بڑی ذہانت سے کام لینا تھا۔ سوداگر لعل کو ہم نے پوری طرح محفوظ رکھا تھا اور کوشش کر رہے تھے کہ اسے عام لوگوں کی نگاہوں تک نہ پہنچنے دیں کیونکہ اس وقت کرتام سنگھ کو شکست دینے کے لیے سوداگر لعل ایک کارآمد مہرہ تھا ہمارے لیے۔ اپنی آبادی کی جانب سفر کرنے والا یہ قافلہ بڑی جذباتی کیفیت کا شکار تھا۔ عورتوں کے آنسو نکل رہے تھے۔ بچے خوش تھے اور بزرگ

تشویش کا شکار تھے۔

بالآخر یہ طویل و عریض فاصلہ طے ہو گیا راستے میں کسی قسم کی مزاحمت نہیں ہوئی تھی اور اس سلسلے میں بھی وہ لوگ میرے ہی گن گا رہے تھے۔ ورنہ اس سے پہلے یہاں کرنام سنگھ کے فوجی دستے دندناتے پھرتے تھے اور ملودھی کے رہنے والوں کو ہراساں کیا جاتا تھا ان کو بھوکے مارنے کے منصوبے بنائے گئے تھے۔ تباہ شدہ ملودھی اسی طرح پڑا ہوا تھا۔ اطراف کی آبادیوں سے بھی کوئی اس جانب رخ نہیں کرتا تھا کیونکہ ملودھی سے ایسی داستان وابستہ تھی جو ان لوگوں کے لیے بڑی خوفناک تھی۔ پتا نہیں آس پاس کے لوگوں کے دلوں میں کرنام سنگھ کے بارے میں کیا خیالات تھے وہ ویر سنگھ کے بارے میں کس انداز میں سوچتے تھے۔ بہرحال یہ سب کچھ سورج سنگھ کا معاملہ تھا میں تو جس حد تک کام کر رہا تھا میرے خیال میں میری اس قدر دلچسپی خود میرے لیے بھی حیرتناک تھی۔ تباہ شدہ ملودھی میں داخل ہونے کے بعد عورتیں اور بچے اپنے ٹوٹے پھوٹے گھروں کے پاس پہنچ گئے وہ انہیں دیکھ دیکھ کر رو رہے تھے۔ تب سورج سنگھ نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر تقریر کی۔ اس نے کہا۔

"آنسو بہانے سے سنسار میں کبھی کوئی کام نہیں بنا ہے' تم لوگوں کی اپنی دھرتی سے محبت تو اس وقت سامنے آئے گی جب راتوں رات ملودھی آباد ہو جائے' اور یہ فیصلہ تم لوگوں کے ہاتھ ہے کہ ملودھی کو راتوں رات کیسے آباد کرتے ہو۔ ان لوگوں میں جیسے نئی زندگی دوڑ گئی تھی اور سچی بات یہ ہے کہ ایک طویل عرصے انسانوں سے دور رہنے کے بعد میں نے انسانوں کے جو روپ دیکھے تھے وہ مجھے واقعی بہت عجیب لگ رہے تھے۔ جذبہ اور لگن ایسی بنیادی چیزیں ہیں جن سے ناقابل یقین کارنامے سرانجام پاتے ہیں۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ انسان بے پناہ طاقتور ہے سب سے بڑی چیز عمل ہے اگر وہ عمل پر اتر آئے تو اس کے سامنے بڑے بڑے طوفان بے مقصد ہو جاتے ہیں۔ ملودھی کی تعمیر کے لیے غالباً" وہاں کے رہنے والوں نے یہی فیصلہ کر لیا تھا کہ صبح کا سورج وہاں مکمل طور پر آباد مکانوں کو دیکھے گا۔ تارا چند نے مسکرا کر کہا تھا۔

"حقیقت یہ ہے سورج سنگھ کہ تم نے ان میں نیا جیون پھونک دیا ہے۔"

"یہ سب بیاس مہاراج کی کرپا ہے اگر حقیقت کی نگاہوں سے دیکھا جائے تو یہ ہمارے دیوتا ہیں میں نے طے کر لیا ہے کہ اگر بھگوان نے مجھے شانتی دی اور مجھے اس سنسار میں جیون بتانے کے لیے چند سانس ملے تو بیاس مہاراج کا ایک ایسا مجسمہ تیار کراؤں گا کہ یہ امر ہو جائیں' یہ ہمارے لیے سچ مچ دیوتا سمان ہیں۔"

"دوستو مجھے اپنی تعریف سے کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ میں کون ہوں' کیا ہوں' میں جانتا ہوں' بس یوں سمجھ لو ایک چھوٹے سے مقصد کے لیے میں نے اس کام کا آغاز کیا تھا اور وہی مقصد آج میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ میرا ایک دوست ہے ایک معصوم اور سیدھا سادا انسان' جو راجدھانی کے ایک مندر میں جیون بتا رہا ہے۔ اس کا نام ہے تیجو مل اور ایک تیلی ہے وہ' بس یوں سمجھ لو اسے اس کا حق دلانے کے لیے میں نے اس کام کا آغاز کیا تھا لیکن کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی ایک کو اس کا حق ملنے سے بہت سے حقداروں کو ان کا حق مل جاتا ہے۔" تیجو مل اب بھی میرے ذہن سے فراموش نہیں ہوا تھا۔ وعدہ کیا تھا میں نے اس سے کہ اسے نئی زندگی دوں گا۔ دھولگری میں تیجو مل کا ہی راج ہو گا۔ رنبیر سنگھ یا چکت لعل دوبارہ دھولگری کی جانب رخ نہیں کر سکیں گے لیکن اس کے لیے وقت درکار ہے اور میں اپنے اس وعدے پر کاربند تھا چنانچہ یہ ساری کارروائی تیجو مل کے سلسلے میں ہی ہو رہی تھی۔

ملودھی اس طرح تعمیر ہوا کہ آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ساری رات ایک ایک فرد مصروف رہا تھا اور جب انسان محنت پر تل جاتے ہیں تو شہر کیا ملک تعمیر ہو جاتے ہیں چنانچہ ملودھی اپنی قدیم شکل میں سامنے آ گیا اور صبح کا سورج نمودار ہوا تو چاروں طرف مکانات بکھرے ہوئے تھے کچے' لیکن رہنے کے قابل' لوگ خوشی سے سرشار ہو رہے تھے۔ سورج سنگھ بھی جذباتی ہو گیا۔ تارا چند بھی ان لوگوں کے درمیان پہنچ گیا اور ایک ایک کو بدھائی دینے لگا۔ میں ایک گوشے میں کھڑا مسکراتی نگاہوں سے اس نئے تعمیر ہونے والے شہر کو دیکھ رہا تھا بہرحال اس کے بعد پوری ذہانت اور فراست سے آگے کا کام شروع ہو گیا۔ ہم نے طے کیا کہ ڈونڈی پیٹنے والے آس پاس کی بستیوں میں بھیجے جائیں اور وہ جا کر یہ بتائیں کہ ویر سنگھ مہاراج کو رہا کرا لیا گیا ہے۔ سورج سنگھ مہاراج نے ملودھی پھر سے آباد کر دیا ہے جو لوگ ویر سنگھ مہاراج کے پرستار ہیں وہ ملودھی آ کر ویر سنگھ مہاراج سے ملاقات کر سکتے ہیں وہ لوگوں کو دور ہی سے درشن دیں گے۔

ڈونڈی پیٹنے والے گھوڑوں پر سوار ہو کر چل پڑے اور اس کے بعد میں نے سورج سنگھ سے کہا۔

"اور اب ہمیں وہ فصیل تیار کرنی ہے سورج سنگھ جہاں سے ہم ملودھی کا دفاع کر سکیں ہمیں یہ بات نظرانداز نہیں کرنی چاہیے کہ کرنام سنگھ خاموش بیٹھ جائے گا وہ یقیناً اپنی کارروائیوں میں مصروف ہو گا۔

"آپ ہمیں ساری تفصیل بتا دیں مہاراج کس طرح سے کیا کیا کرنا ہے۔ ہم اس میں مصروف ہو جائیں گے اور میں نے اس حصار کے بارے میں بتایا جو موٹا اور مضبوط ہونا چاہیے تھا اور جسے ناقابل تسخیر بنانے کا کام بڑی محنت سے کرنا پڑے گا۔

لودھی کے لوگ اس کام میں بھی مصروف ہو گئے۔ وسیع و عریض احاطہ بنایا جانے لگا پہلے اس کے نشان ڈالے گئے' پھر انتہائی گہرائی میں اس کی بنیادیں کھودی گئیں اور پھر وہاں سے تعمیر کا آغاز ہو گیا۔ یہ کام اتنا آسان نہیں تھا جتنا لودھی کے مکانوں کی تعمیر' چنانچہ اس کام کا جاری ہونا بھی بڑی بات رکھتا تھا۔ بہت سے لوگ نگرانی کے لیے چھوڑ دیے گئے تھے۔ غرض یہ کہ کام بڑی خوش اسلوبی سے ہو رہا تھا۔ ڈونڈی پیٹنے والے بستی میں پہنچ گئے تھے اور اس کے نتائج بھی ظاہر ہونے لگے تھے۔ بے شمار افراد مختلف سمتوں سے سمٹ کر لودھی کی جانب روانہ ہو گئے اور پھر انہیں لودھی کے سامنے ایک وسیع و عریض میدان میں قیام کرنا پڑا۔ ان لوگوں کے بہت سے ساتھی یہ معلوم کرنے کے لیے آئے کہ جو منادی کرائی گئی ہے کیا وہ سچ ہے اور سورج سنگھ نے ان کے سامنے آکر سینہ ٹھونک کر کہا۔

"ہاں۔ مہاراج ویر سنگھ کو رہا کرا لیا گیا ہے اور اب وہ سمے آگیا ہے کہ کرنام سنگھ کی گدی اس سے چھین لی جائے اور اصل گدی کے حقدار کو یہ گدی دے دی جائے۔"

"مگر مہاراج ویر سنگھ؟"

"تم لوگوں کو ان کے درشن کرا دیے جائیں گے لیکن تم لوگوں کو پتا ہے کہ پاپی کرنام سنگھ نے کس طرح مہاراج کو قید میں رکھ کر ان کے ساتھ سختیاں کی ہیں اور برا سلوک کیا ہے چنانچہ انہیں بہت زیادہ پریشان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں تم لوگوں میں سے جس جس میں مہاراج سے وفاداری کا جذبہ ہے وہ اپنے طور پر مہاراج کی مدد کے لیے تیار ہو جائے ہمیں کرنام سنگھ سے ایک زبردست جنگ۔ لڑنا ہوگی اور مہاراج کو ان کا حق دلانا ہوگا۔"

"آنے والے جوش میں بھر گئے۔ انہوں نے یہی مطالبہ کیا تھا کہ انہیں مہاراج کے درشن کرا دیے جائیں اور پھر سوداگر لعل کو تیار کیا گیا' شخصیت تو اس کی ایسی تھی کہ خود سورج سنگھ جو ویر سنگھ سے دلی عقیدت اور محبت رکھتا تھا سوداگر لعل کو دیکھ کر پاگل ہو گیا تھا۔ تو باقی لوگ تو بہرطور دور کے آدمی تھے۔ سوداگر لعل کو اس طرح سہارا دے کر منظر عام پر لایا گیا جیسے وہ سخت بیمار ہو لوگوں نے سوداگر لعل کو دیکھا اور سارا میدان جے جے کار کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ لوگ خوشی سے اپنی پگڑیاں اچھال رہے تھے اپنے ہتھیار اچھال رہے تھے۔ ناچ رہے تھے اور سوداگر لعل ہاتھ اٹھا اٹھا کر انہیں بدھائی دے رہا تھا پھر پانچ آدمیوں کے ایک وفد نے آگے آکر کہا۔

"ویر سنگھ مہاراج آپ کا مل جانا ہم لوگوں میں نئی زندگی کا باعث بنا ہے' آٹھ بستیوں کے لوگ ہیں ہم اور ان کی نمائندگی کر رہے ہیں ہمارے پاس پانچ پانچ سو' ہزار ہزار اور دو دو ہزار آدمی موجود ہیں جن کے پاس اپنے ہتھیار بھی ہیں۔ جب آپ کرنام سنگھ کے خلاف ہتھیار اٹھائیں تو ہم سب کو آواز دے لیں۔ ہم سب آپ کی ایک آواز پر آپ کے پاس پہنچ جائیں گے اور آپ پر جیون وار دیں گے۔ یہ ہمارا آپ سے وعدہ ہے۔

سوداگر لعل نے کمزور لہجے میں کہا۔ "بھائیو! تمہاری ہی مدد سے میری راج گدی مجھے ملے گی۔ میں تم لوگوں کو دھن واد کہتا ہوں۔ بس اتنے ہی الفاظ اس سے ادا کرائے گئے تھے کیونکہ خطرہ یہ تھا کہ کہیں اس کی آواز نہ پہچان لی جائے لیکن یہ سارے کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام پا گئے تھے۔ تارا چند بھی مسکرا رہا تھا۔ سورج سنگھ کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ تھی اور میں بھی مسرور تھا کہ میرا طریقہ کار رفتہ رفتہ کامیابی کی جانب سفر کر رہا ہے۔

لودھی میں اب میری ضرورت نہیں تھی یہاں جو کچھ کرنا تھا میں کر چکا تھا چنانچہ میں نے اور تارا چند نے طے کیا کہ اب جس طرح بھی بن پڑے ہمیں کرنام سنگھ کی خبر لینی چاہیے چنانچہ سورج سنگھ کو پوری طرح مستعد کرنے کے بعد ہم خفیہ طور پر راجدھانی کی جانب روانہ ہو گئے۔ اب مجھے اس بات کی فکر نہیں تھی کہ تارا چند کو کوئی نقصان پہنچ جائے گا میں خود احتیاط سے سفر کر رہا تھا اور مجھے تارا چند کی زندگی بچا کر اسے سلامتی کے ساتھ راجدھانی تک لے جانا تھا۔ ہمارا یہ سفر خوش اسلوبی سے جاری رہا۔ تارا چند حالانکہ ایک معمر آدمی تھا لیکن جوانوں جیسی قوت کا مظاہرہ کر رہا تھا' اور دوران سفر کہیں بھی اس نے کسی قسم کی تھکاوٹ کا اظہار نہیں کیا تھا۔ ویسے بھی نرم خو اور مستعد آدمی تھا۔ میری پسند کے عین مطابق بہرحال دلچسپ گفتگو کے دوران ہمارا یہ سفر ختم ہو گیا اور ہم آبادی سے کچھ دور ایک جگہ چھپ گئے تاکہ رات کی تاریکی میں آگے کا سفر کیا جا سکے بالآخر رات ہوئی اور اس کے بعد ہم مندر میں داخل ہو گئے۔ مندر تارا چند کی سب سے اچھی پناہ گاہ تھا اور وہاں اس نے اپنے لیے جو انتظامات کیے تھے میں ان کا جائزہ لے چکا تھا۔ یہاں اس کے ایسے آدمی بھی موجود تھے جو صرف اس کے نام کی مالا جپتے تھے اور انہیں سنسار کے کسی دوسرے آدمی سے کوئی غرض نہیں تھی۔ ان کے ذریعے تارا چند نے سراوتی کو بلا بھیجا۔ سراوتی وہ واحد شخصیت تھی جس پر تارا چند سب سے زیادہ بھروسا کرتا تھا اور وہ تھی بھی قابل بھروسا۔ آدھی رات کے وقت وہ کالی چادر میں لپٹی ہوئی مندر پہنچ گئی تھی۔ اس نے تارا چند کے چرن چھوئے' مجھے پرنام کیا اور تارا چند کے سامنے بیٹھ گئی۔

"ہاں سراوتی اب ذرا ہمیں وہ رام کہانی سنا دو جو ہمارے پیچھے گزری۔"

"بڑے اندھیر ہو رہے ہیں مہاراج۔ بہت سے لوگوں کو سولی پر چڑھایا گیا ہے یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے مہاراج کرنام سنگھ

کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا تھا اور جن کی وجہ سے مہاراج کرنام سنگھ کا خیال تھا کہ انہیں شکست ہوئی۔ ان کے سارے کے سارے پریوار موت کی بھینٹ چڑھا دیے گئے بڑا انیائے ہو رہا ہے۔ چن چن کر ان لوگوں کو تلاش کیا جا رہا ہے جو کسی بھی طرح سورج سنگھ کے ہم نوا ہو سکتے تھے۔ پورے شہر میں پچھلے دنوں سے یہی سارے کام ہو رہے ہیں اور اب ایک نئی چنتا پڑی ہے مہاراج کرنام سنگھ تو پاگل ہو رہے ہیں ان دنوں اور باؤلے کتے کی طرح ایک ایک کو پھاڑ کھانے دوڑ رہے ہیں۔ تارا چند نے مسکرا کر مجھے دیکھا اور بولا۔

"وہ کیا چنتا ہے؟"

"خبریں مل رہی ہیں مہاراج کو کہ ملودھی پھر سے آباد ہو گئی ہے اور اس کے آس پاس کے لوگ جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں اور یہ بھی اطلاع ملی ہے ہمارے مہاراج کو کہ ویر سنگھ مہاراج ان کے بیچ پہنچ گئے ہیں بس اسی خبر نے کرنام سنگھ کو پاگل کر دیا ہے۔"

"اس کا کیا کہنا ہے؟"

"یہ مہاراج بالکل اندر کی بات ہے۔ میں تو آپ کو پتا ہے کھوج میں لگی رہتی ہوں اور بھگوان کا شکر ہے کہ ابھی تک ایسا کوئی معاملہ نہیں ہوا ہے جس سے میں کسی کی نظر میں آ جاؤں۔ میں تو باندی بنی رہتی ہوں اور کوئی ایسا کام نہیں کرتی جس سے کسی کو کوئی شبہ ہو جائے۔"

"ہوں۔" پھر بولی۔

"مہاراج کا کہنا ہے کہ بات اس طرح بگڑ جائے گی کیونکہ راجدھانی میں بھی اب یہ آوازیں اٹھنے لگی ہیں کہ ویر سنگھ مہاراج ملودھی پہنچ گئے ہیں اور اب وہاں سے کوئی کارروائی ضرور ہوگی۔ لوگ انتظار کرنے لگے ہیں اور اب مہاراج کرنام سنگھ پریشان ہیں کہ اب کیا کریں انہیں ان کے مشیروں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ ویر سنگھ مہاراج کو کھلے عام جنتا کے سامنے پیش کر دیں اور بتا دیں کہ ویر سنگھ ان کا قیدی ہے اور یہ کبھی رہا نہیں ہو سکتا۔"

"تو پھر مہاراج کیا کر رہے ہیں؟"

"سوچ رہے ہیں ابھی لیکن وہ اپنے مشیروں کی بات ماننے پر تیار ہو گئے ہیں۔"

"اور سراوتی اور کوئی خاص بات۔"

"نہیں مہاراج اس کے علاوہ اور کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

"یہ پتا نہیں چل سکا کہ اپنے کرنام سنگھ مہاراج ملودھی کے بارے میں سننے والی خبروں کے سلسلے میں کیا کر رہے ہیں۔"

"ابھی فیصلہ نہیں کیا ہے انہوں نے لیکن اندازہ ہے کہ کچھ لوگوں کو ملودھی کی سمت بھیجا جائے گا تاکہ خبر لے کر آئیں۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔ اب تم واپس جاؤ اور اگر کوئی نئی بات پتا چلے تو ہمیں اس کے بارے میں آ کر اطلاع دو۔"

سراوتی کو واپس بھیجنے کے بعد تارا چند نے مجھے دیکھا اور بولا۔

"ہاں بیاس مہاراج اب بتایئے کیا کہنا ہے آپ کو؟" میں نے مسکرا کر کہا۔

"ساری آسانیاں تو ہمارے لیے خود کرنام سنگھ ہی پیدا کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس میں پریشانی کی اور کوئی بات نہیں ہے، چنانچہ انتظار کرو تارا چند۔"

"کوئی ترکیب ہے مہاراج کے من میں۔"

"ہاں ہے۔"

"کیا ہمیں بتائیں گے مہاراج۔"

"ابھی نہیں مہاراج اس کے لیے ذرا تھوڑا سا انتظار کرو۔"

تارا چند سے یہ سب کچھ کہنے کے بعد میرے دل میں اپنے دوست تیجو ٹل کا خیال آیا۔ اس سے ملنا ضروری تھا چنانچہ خفیہ طور پر میں تیجو ٹل سے ملا۔ تیجو ٹل یہاں رہ کر بیزار ہو گیا تھا۔ مجھے دیکھ کر بولا۔

"واہ بیاس بھیا یہاں لا کر پھنسا دیا ہے تم نے ہمیں مندر میں۔ ارے بھائی کیا ہم پجاری بن جائیں۔ ہم تو پریشان ہو گئے ہیں بھیا، مندر میں رہ رہ کر اور مندر میں کھا کھا کر اپنی تو لٹیا ہی ڈوب گئی ہے ہم تو وہی بھیا تیلی کے تیلی ہیں جب تک کولہو میں تیل نہ نکالیں ہمیں سواد ہی نہ آوے۔"

"تیجو ٹل ابھی انتظار کرو۔ کیا تمہیں یہ پتا نہیں ہے کہ میں تمہارے لیے کیا کر رہا ہوں۔"

"سو تو پتا ہے بھیا۔ اب جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو۔ سارے کے سارے پریشان ہو کر رہ گئے ہیں۔"

"آرام سے انتظار کرو اور خبردار خود کوئی حرکت نہ کرنا، اگر تم نے کوئی حرکت کی تو اپنے جیون مرن کے ذمہ دار خود ہو گے۔"

"ارے رام رام ہم کوئی پاگل ہیں جو ایسی بے کار باتیں کریں مگر بھیا ذرا جلدی کرو۔"

"ٹھیک ہے تم چنتا مت کرو۔"

تیجو ٹل کو تسلی دینے کے بعد میں یہاں سے باہر نکل آیا اور اس کے بعد وہی مندر وہی شہر۔ البتہ ذرا احتیاط سے کام لے رہا تھا، کیونکہ مجھے ان دنوں حالات کے بارے میں اندازہ تھا۔ کرنام سنگھ ایک ایک شخص کی کھوج میں تھا بالآخر سراوتی نے اطلاع دی کہ کل کرنام سنگھ شہر کے لوگوں کے سامنے ویر سنگھ کو پیش کرے گا اور اعلان کرے گا کہ اب ویر سنگھ کے جیون کی ضرورت نہیں ہے اور جو کوئی بھی ملودھی میں ویر سنگھ کے نام

سے موجود ہے۔ جھوٹا ہے اور لوگ اس سے خود نمٹ لیں پھر شاید ویر سنگھ مہاراج کو جان سے مار دیا جائے گا۔ یہی فیصلہ کیا ہے کرنام سنگھ نے مجبور ہو کر۔

یہ خبر ہمارے لیے بڑی سنسنی خیز تھی' سراولی یہ اطلاع دینے کے بعد چلی گئی لیکن تارا چند بہت زیادہ پریشان ہو گیا تھا۔

"اب کیا کریں گے مہاراج۔ اب کیا کریں گے؟"

"تم چنتا مت کرو تارا چند۔ جو کچھ بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔ بس اپنے آپ کو دیکھنے والے کی حیثیت سے رکھنا اس سے آگے بڑھ کر کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے یہ بھی حیرانی کی بات ہے کہ اس دوران کرنام سنگھ نے تمہیں تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی۔"

"بس مہاراج بھگوان کی دیا ہے یہ کام خود بخود بنتے جا رہے ہیں' لیکن اگر ویر سنگھ مہاراج کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو بڑی بری ہو گی مہاراج پھر تو کچھ بھی نہ رہے گا ہمارے پاس۔"

"اور میں اب اس سلسلے میں مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ مجھے سوچنے دو۔"

دوسرے دن صبح ہی صبح ڈھول پیٹ پیٹ کر پورے نگر باسیوں کو اطلاع دی گئی کہ اس خبر کا جھوٹ بتانے کے لیے مہاراج کرنام سنگھ آج ویر سنگھ کو جنتا کے سامنے لائیں گے اور جنتا کو بتائیں گے کہ سورج سنگھ نے جو ناٹک کھیلا ہے وہ جھوٹا ہے اور بہت جلد سورج سنگھ کو ملودھی میں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ کرنام سنگھ مہاراج اس کے لیے پوری پوری تیاریاں کر رہے ہیں۔ جگہ بھی بتا دی گئی تھی۔ تارا چند نے اس جگہ کی نشان دہی کر دی ایک بہت وسیع و عریض میدان تھا۔ میں اس میدان کا جائزہ لینے کے لیے باہر نکل آیا اور پھر اچھی طرح میں نے اس کے بارے میں اندازہ لگا لیا اب مجھے نہایت ہوشیاری سے اپنا کام سرانجام دینا تھا۔ دوپہر کو جب سورج پوری طرح چڑھ گیا' میدان میں لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے۔ یہی وقت دیا گیا تھا۔ میں بھی اپنا تھوڑا سا حلیہ بدلنے کے بعد ایک تنومند اور طاقتور گھوڑے پر سوار جس کے عقبی حصے کو میں نے کچھ اس طرح محفوظ کیا تھا کہ اگر عقب سے گھوڑے پر حملہ ہو تو فوری طور پر اسے کوئی نقصان نہ پہنچے۔

مجمع عام میں داخل ہو گیا۔ میں نے اس راستے کا بھی اندازہ لگا لیا تھا جس پر مجھے اپنا کام کرنا تھا پھر شور شرابا ہوا اور سپاہیوں کے نرغے میں راجا کرنام سنگھ نمودار ہوا جس کے عقب میں ایک گھوڑے پر ویر سنگھ کو بٹھا کر لایا جا رہا تھا۔ میں آہستہ آہستہ اپنے گھوڑے کو جنبش دینے لگا اس مجمع عام میں گھوڑے کو بھگا لے جانا ایک نہایت مشکل کام تھا لیکن بہر طور یہ کام مجھے سرانجام دینا تھا۔

میں مستعدی سے آگے بڑھا اور ان لوگوں سے قریب سے قریب تر ہوتا چلا گیا۔ کسی نے مجھ پر کوئی شبہ نہیں کیا تھا کیونکہ اور بھی بہت سے گھڑ سوار تھے جو اپنے گھوڑوں پر ادھر سے ادھر دندناتے پھر رہے تھے۔ میں نے جس گھوڑے کا انتخاب کیا تھا وہ انتہائی طاقتور اور چاق و چوبند تھا اور یہ انتظام بھی میرے لیے تارا چند نے ہی کیا تھا لیکن خود تارا چند نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔

تب ایک جگہ ویر سنگھ کو کھڑا کر دیا گیا اور کرنام سنگھ نے کہا۔

"نگر باسیو' میرے چاہنے والو پاپی سورج سنگھ قید سے نکل بھاگا ہے۔ اس نے پہاڑوں میں پناہ لینے والوں کے ذریعے ملودھی کو پھر سے آباد کر لیا ہے' ہم لوگوں کو دھوکے سے نقصان پہنچا کر باتیں بنانے والا شاید یہ سمجھتا ہے کہ اس نے ہم پر فتح پا لی۔ نہیں نگر باسیو! تم دیکھو گے ملودھی کے رہنے والے اور سورج سنگھ کس طرح ویرانوں میں پتھروں پر گھسیٹے جائیں گے۔ میں نے اس کے لیے پورا پورا بندوبست کر لیا ہے اور جہاں تک تمہارے مہاراج ویر سنگھ کی بات ہے تو نگر باسیو! خود سوچو جو راجا اپنی حفاظت کرنا نہ جانتا ہو وہ جنتا کی حفاظت کیسے کر سکتا ہے۔ آج یہ میرے قبضے میں ہے اور ایک لمبے عرصے سے قید میں جیون بتا رہا ہے اس کے پاس ایسا بھی کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ میری قید سے نکل جائے' ٹھیک ہے یہ میرا بھائی ہے مگر جنتا بھی تو میری اپنی ہی ہے میں ایک ایسے کمزور راجا کے ہاتھ میں راج گدی کیسے دے سکتا ہوں جو نہ اپنی حفاظت کر سکے اور نہ جنتا کی۔ ایسے آدمی کو جس کے نام پر اب بھی جنتا بھول بھلیوں میں بھٹک رہی ہو جیتے رہنے کا کوئی حق نہیں ہے' آج تک میں نے اسے صرف اس رشتے سے جیتا رہنے دیا ہے کہ لوگ اسے میرا سوتیلا بھائی کہتے ہیں لیکن آج میں جنتا کے نام پر اس کا جیون لینے پر مجبور ہو گیا ہوں' چونکہ اگر میں نے اسے جیتا چھوڑا تو آج نہیں تو کل کوئی اور اٹھ کر کہے گا کہ راج گدی اسے واپس دے دی جائے۔ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری اور اس جھوٹے ویر سنگھ کو بھی دیکھ لوں گا میں' جس نے ملودھی کے آس پاس کی بستیوں میں جنتا کو بھڑکایا ہے۔ دیکھ لو یہ ہے ویر سنگھ جو کبھی تمہارا راجا تھا لیکن اب نہیں ہے اور آئندہ نہیں رہے گا۔"

بس اتنا ہی کام تھا میرا' اتنا ہی انتظار مناسب تھا۔ دفعتہً میں نے اپنے گھوڑے کو زور زور سے چابک مارے۔ میرا گھوڑا ہنہنا کر الف ہوا اور اس کے بعد لوگوں کو روندتا ہوا آگے بھاگا۔ لوگوں نے گھبرا کر راستہ دے دیا تھا لیکن جیسے ہی میں ویر سنگھ کے قریب سے گزرا میرا ہاتھ آگے بڑھا۔ میں نے ویر سنگھ کو کمر سے پکڑ کر اٹھا کر گھوڑے پر اپنے سامنے رکھا اور اس کے بعد گھوڑے کو مسلسل چابک مارنے لگا۔

گھوڑا زقندیں بھر رہا تھا اپنے آپ کو گرنے سے بچانے کی

کوشش کر رہا تھا۔ ایک لمحے کے لیے تو کسی کی سمجھ میں ہی نہ آسکا کہ ہوا کیا ہے؟ لوگ گھوڑے کے قدموں میں آنے سے بچنے کے لیے راستہ دے رہے تھے اور یہی راستہ مجھے درکار تھا پھر بھی بہت سے لوگ میرے گھوڑے کی زد میں آکر زخمی ہوئے۔ مجھے بس یہ خطرہ تھا کہ کہیں گھوڑا منہ کے بل گر نہ جائے، کہیں اس کے پاؤں الجھ نہ جائیں لیکن میں نے جس گھوڑے کا انتخاب کیا تھا وہ بھی اپنی مثال آپ ہی تھا، حالانکہ کئی مرتبہ اس کے قدم لڑکھڑائے لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور مجمع عام کو چیرتا ہوا بالآخر ایک ایسی جگہ نکل آیا جہاں سے اسے صاف راستہ مل گیا تھا۔

جب راجا کرنام سنگھ کو اس بات کا اندازہ ہوا کہ کیا واقعہ ہو گیا ہے تو اس نے چیخ چیخ کر اپنے سپاہیوں کو ہوشیار کیا لیکن سپاہیوں کے لیے بھی وہی مشکل پیش آگئی تھی جو ابتدا میں میرے لیے تھی یعنی انہیں تیزی سے میری جانب بڑھنا نصیب نہیں ہوا تھا پھر بھی وہ اپنے گھوڑوں کو ایک قطار میں کیے ہوئے تیزی سے آگے آرہے تھے۔ البتہ جب تک وہ مجمع سے باہر آئے اس وقت تک مجھے کافی آگے نکل جانے کا موقع مل گیا تھا پھر وہ برق رفتاری سے میرا تعاقب کرنے لگے۔ میں جان توڑ کر اپنے گھوڑے کو دوڑا رہا تھا اور میں نے ویر سنگھ کو اپنے جسم کی پناہ میں لے رکھا تھا۔ سامنے کی سمت سے اگر حملہ ہو جائے تو مجبوری تھی ورنہ عقب سے مجھے کوئی فکر نہیں تھی مگر سامنے سے حملہ کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ البتہ جب میں ان کی زد میں آیا تو انہوں نے مجھ پر تیر برسانے شروع کر دیے۔ حالانکہ وہ بھی گھوڑوں پر سوار تھے اور انہیں بھی تیر اندازی میں مشکل ہو رہی تھی لیکن اتنی تعداد میں تیر میری جانب آئے تھے کہ ان میں سے چند میری پشت پر لگے۔ اب یہ دوسری بات تھی کہ پشت سے ٹکرا کر وہ نیچے گر پڑے تھے۔ میں بس فکر مند تھا تو گھوڑے کے لیے کہ کہیں میرے گھوڑے کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے اس طرح مجھے مشکل پیش آسکتی تھی۔ تیر کے ساتھ ساتھ بہت سے بھالے بھی میرے جسم سے آکر ٹکرائے تھے اور میں نے گھوڑے کی رفتار اور تیز کر دی تھی بالآخر جب مجھے کھلا میدان مل گیا تو میں بے فکر ہو گیا گھوڑا زقندیں بھر رہا تھا اور وہ لوگ پیچھے سے پیچھے ہوتے چلے جا رہے تھے۔ میں نے ویر سنگھ کو اپنی گرفت میں پوری طرح جکڑا ہوا تھا۔ کیونکہ گھوڑا اس وقت جس رفتار سے دوڑ رہا تھا اگر ذرا سی بھی لغزش ہو جاتی تو ویر سنگھ کی ہڈیوں تک کا بھی پتا نہ چلتا اپنے بارے میں تو خیر میں جانتا تھا کہ میرا زیادہ سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے۔

پھر یوں ہوا کہ میرے اور ان سپاہیوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گیا کہ اب پلٹ کر دیکھنے سے بھی نظر نہیں آرہے تھے۔ میں مطمئن ہو گیا اور اس کے بعد وہاں سے میں نے راستہ بدل دیا۔ ملودھی تک کا راستہ میں نے اچھی طرح ذہن نشین کر لیا تھا۔ گو اس وقت تارا چند میرے ساتھ نہیں تھا لیکن میں جانتا تھا کہ تھوڑے بہت دن کے بعد بالآخر وہ بھی ملودھی پہنچ جائے گا ابھی اسے وہاں کی خبریں لانے کے لیے وہیں رہنا تھا۔ ویر سنگھ میری گرفت میں کسی چڑیا کے پنجے کی طرح دبا ہوا تھا۔ ابھی تک اس کے منہ سے ایک بھی آواز نہیں نکلی تھی۔ میں جانتا تھا کہ اس کی ذہنی کیفیت کیا ہے۔ بہرطور پھر اتنا فاصلہ ہو گیا کہ مجھے بالکل ہی فکر نہ رہی تو میں نے گھوڑے کی رفتار کسی قدر سست کر دی۔ میں جانتا تھا کہ اس رفتار سے دوڑانے والے گھوڑے نے ویر سنگھ کی ہڈیوں کا چورا کر کے رکھ دیا ہو گا لیکن اس کی زندگی بچانے کے لیے یہ سب ضروری تھا۔

شام جھک آئی اور اس کے بعد سورج چھپ گیا تھا ہم ایک جنگل میں داخل ہو گئے تھے اور یہ جنگل نہایت بہترین جگہ تھی۔ میں تو اب بھی تازہ دم ہی تھا لیکن گھوڑے کو کچھ دیر آرام دینا ضروری تھا ورنہ وہ مر بھی سکتا تھا بالآخر میں نے ایک جگہ گھوڑا روک دیا۔ نیچے کودا اور ویر سنگھ کو سہارا دے کر اتارا پھر گھوڑے کی زین وغیرہ کھول کر اس کی پشت پر ہاتھ مار کر اسے آزاد چھوڑ دیا تھا کہ اپنے لیے دانہ پانی تلاش کرے۔ ویر سنگھ اس دوران بالکل خاموش رہا تھا۔ میں اس کا چہرہ تو نہیں دیکھ سکا تھا لیکن اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ عجیب کیفیت کا شکار ہے پھر اچانک میں نے لپک کر اسے تھام لیا وہ میں ایک طرف ڈھلک جاتا۔

"خود کو سنبھالیے مہاراج۔ آئیے ادھر آئیے۔" میں نے ایک طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

میری عقابی نگاہوں نے ایک جگہ تلاش کر لی۔ یہ درختوں کا ایک جھنڈ تھا جس کے درمیان شفاف گھاس فرش کی طرح بچھی ہوئی تھی۔ میں سہارا دے کر ویر سنگھ کو اس جھنڈ میں لے گیا اور پھر میں نے اسے گھاس پر لٹا دیا۔ گھوڑا ہم سے دور چلا گیا تھا۔ دوران سفر میں ویر سنگھ کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھا۔ مجھے اس کے جسم کی ابھری ہوئی ہڈیوں کا احساس ہوا تھا۔ میں نے اس کے پاس بیٹھ کر کہا۔

"کیسی طبیعت ہے ویر سنگھ مہاراج۔"

"ٹھیک ہوں۔ مگر......! تم کون ہو۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے مجھے بتاؤ گے۔"

"آپ کو قید سے نکال لیا گیا ہے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"جیسے ہوا ہے آپ کو اندازہ نہیں ہے۔"

"کیا ہوا ہے میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

"اوہ! خود کو سنبھالیے ویر سنگھ جی۔" کیا کرنام سنگھ نے آپ کو قید خانے میں بہت تکلیف دی ہے۔

"پتا نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ

کرنام سنگھ نے اس کے ساتھ بدسلوکی کرکے اس کا ذہنی توازن خراب کردیا ہے۔ اسے سنبھلنے میں دیر لگے گی۔ میں نے اس سے پوچھا۔

"آپ کو بھوک لگی ہے مہاراج۔"

"ہاں لگی تو ہے۔"

"تو پھر بس آپ کے لیے کچھ بندوبست کرتا ہوں۔ میں نے کہا اور جنگل میں اس کے لیے خوراک تلاش کرنے لگا۔ حالانکہ رات ہو چکی تھی لیکن میں نے سیبوں کی خوشبو پالی۔ خود رو درخت تھے۔ غالباً" کسی نے جنگل سے گزرتے ہوئے سیب کے بیج پھینک دیے ہوں گے مٹی نے اپنا فرض پورا کیا اور درخت اگل دیے۔ سیب کے کئی درخت پھلوں سے لدے کھڑے تھے۔ میں نے بہت سے پھل توڑے اور پھر انسان کے لیے قدرت کا دوسرا انعام ناریل تلاش کیا جس کا پانی تپتے ہوئے ریگزاروں میں زندگی کا پیغام دیتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں کافی تھیں۔ میں انہیں لے کر ویر سنگھ کے پاس آگیا اور پھر میں نے اسے سیب کھلائے۔ ناریل توڑ کر ان کا پانی پلایا۔ ویر سنگھ شکم سیر ہو گیا تھا۔

"پیٹ بھر گیا مہاراج۔"

"ہاں اب میں سو جاؤں؟" اس نے معصوم بچوں کی طرح پوچھا۔

"نیند آرہی ہے۔"

"آ تو رہی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ سو جایئے۔ میں نے کہا اور اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ میں درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ رات اسی طرح گزر گئی تھی۔ ابھی میں ویر سنگھ کو جگانے کے بارے میں سوچ رہا تھا تاکہ آگے کا سفر شروع کرسکو کہ اچانک مجھے گھوڑے کے زور زور سے ہنہنانے کی آواز سنائی دی۔ میں چونک پڑا۔ گھوڑا بلاوجہ ہی نہیں ہنہنایا تھا۔ وفادار جانور نے ضرور کسی بات سے مجھے ہوشیار کیا تھا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ اس سے دوسرے بھی اس طرف متوجہ ہو سکتے تھے۔ میں نے کچھ دوسرے گھوڑوں کی آوازیں بھی سنیں اور اس کے ساتھ ہی کوئی سات آٹھ جوانوں کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا یہ کرنام سنگھ کی بہن کے سپاہی تھے۔ بے چارے رات بھر میری تلاش میں دوڑتے رہے ہوں گے۔ مجھے تو ترس آنے لگا لیکن میں ویر سنگھ کے لیے کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا چنانچہ کافی آگے بڑھ کر میں اس کے سامنے نمودار ہو گیا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی ٹھٹکے۔

"وہ رہا۔ دوڑو۔ پکڑو۔ اس کے ساتھ ہی ان کے گھوڑے میری طرف دوڑنے لگے۔ میں ساکت کھڑا ہو گیا اور وہ میرے پاس آگئے۔

"پکڑو۔ رسے پھینکو! کسی نے کہا۔ غالباً" مجھے زندہ پکڑنے کی ہدایت کی گئی تھی چنانچہ چاروں طرف سے مجھ پر رسی کی کمندیں پھینکی گئیں اور میں ان میں جکڑ گیا! وہ سب بے حد خوش نظر آرہے تھے پھر کسی نے کہا۔ "ویر سنگھ کہاں ہے؟"

"یہیں کہیں ہوگا۔ اسے چھوڑ کر اسے تلاش کرو۔ ہم اسے سنبھالے ہوئے ہیں۔" کسی دوسرے نے جواب دیا۔

"رکو۔ رک جاؤ۔ میری بات سن لو۔ اگر تم نے میری بات نہ سنی تو اپنے نقصان کے ذمے دار خود ہو گے۔" وہ مجھے گھورنے لگے تو میں نے کہا۔ "تم لوگ مجھے جانتے ہو۔"

"تم ویر سنگھ کو لے بھاگے ہو۔ کہاں ہے وہ؟"

"اس سے زیادہ تم میرے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

"ارے یہ ہمیں باتوں میں لگا رہا ہے۔" تم جاؤ دیکھو! ایک اور سپاہی نے چالاکی کا مظاہرہ کیا۔

"دیکھو میں تمہارے فائدے کی بات کررہا ہوں۔ میری بات سن لوگے تو فائدے میں رہو گے۔ کیا تم ویر سنگھ کی پرجا نہیں ہو؟"

"ہیں نہیں تھے۔"

"اب کون ہے؟"

"مہاراج کرنام سنگھ کا کھاتے ہیں۔ انہیں کا گاتے ہیں۔"

"نمک حلالی کوئی چیز ہوتی ہے۔"

"ہوتی ہوگی ہم نہیں جانتے۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ برائی کا نتیجہ برا ہوتا ہے۔ کرنام سنگھ نے مہاراج کو دھوکا دے کر ان کی گدی پر قبضہ کرلیا ہے۔ تمہارا اصل مہاراج ویر سنگھ ہے۔"

"ویر سنگھ کرنام سنگھ سے مار کھا گیا۔ اب وہ صرف ایک قیدی ہے جسے تم لے بھاگے، اسے ہمارے حوالے کردو۔ بتاؤ وہ کہاں ہے ورنہ ہم مار مار کر تمہاری جان لے لیں گے۔"

"اور میں تمہاری جان بخشی کرنا چاہتا ہوں۔ بے توموت نہ مرو آخری بار کہہ دیا کہ بھاگ جاؤ۔"

"تو ٹھیک ہے۔ پہلے تمہارا کریا کرم کردیں۔ بعد میں ویر سنگھ کو بھی تلاش کرلیں گے۔ بھاگ کر کتنی دور جائے گا۔" انہوں نے کہا۔ میں نے رسیوں پر ہاتھ مار کر قوت صرف کی وہ سب کچے آموں کی طرح گھوڑوں سے ٹپک پڑے لیکن نیچے آتے ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے پھر انہوں نے ہتھیار نکال کر مجھ پر حملہ کردیا لیکن اس کا نتیجہ کیا نکل سکتا تھا۔ پہلے تو وہ مجھے ہلاک یا زخمی کرنے کی کوشش میں ناکام ہوئے۔ بعد میں میرے ہاتھوں مارے جانے لگے اور ایک ایک کرکے بالآخر تمام مارے گئے۔ ان سے چھٹکارا پانے کے بعد میں نے اطراف میں نگاہ دوڑائی تو ویر سنگھ کو تھوڑے فاصلے پر ایک درخت کی آڑ میں کھڑے پایا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر وہ آہستہ سے بولا۔

"تم کون ہو؟"

"آپ بھاگ جائیں مہاراج۔"

"ہاں۔ تمہاری اور ان کی ساری باتیں بھی سنی ہیں میں نے سنسار ایسی ہی جگہ ہے۔ یہاں سب چڑھتے سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ جس پر برا سمے آجائے اسے کون پوچھتا ہے۔"

"نہیں مہاراج۔ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اچھے برے سمے کے ساتھی ہوتے ہیں۔" میں نے کہا۔

"ہاں ہوتے ہوں گے مگر بہت کم۔"

"یہ آپ کے نمک حلال ہی ہیں جو آج تک آپ کے لیے کرنام سنگھ کے ظلم سہہ رہے ہیں۔ انہیں کی کوششوں سے آج آپ کو کرنام سنگھ سے رہائی ملی ہے۔"

"تم نے اپنے بارے میں نہیں بتایا بھائی۔ تم بڑے سورما ہو۔ تم نے بڑے اطمینان سے انہیں ماردیا۔ میں نے تمہاری جیسی شکتی کسی منش میں نہیں دیکھی۔"

میں نے مسکرا کر ویر سنگھ کو دیکھا پھر کہا۔ "آپ کی طبیعت پہلے سے بہت بہتر معلوم ہوتی ہے مہاراج لیکن اب ہمیں زیادہ سمے یہاں نہیں رکنا چاہیے کرنام سنگھ کے سپاہیوں کا ایک دستہ یہاں آسکتا ہے تو دوسرے بھی آسکتے ہیں۔ ہاں آپ ایک تکلیف کریں مہاراج۔ ان کے ہتھیار سمیٹ لیں۔ ہمیں ہتھیاروں کی سخت ضرورت ہے۔ میں ان گھوڑوں کو سنبھالے لیتا ہوں۔ یہ آپ کی اپنی سیناؤں کے کام آئیں گے۔" ویر سنگھ نے گردن سیدھی کی۔ میں نے ان کے گھوڑے جمع کرکے انہیں ساتھ ساتھ باندھ لیا۔ ویر سنگھ نے بھی تمام ہتھیار سمیٹ کر اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ باندھے کہ انہیں آسانی سے گھوڑوں پر بار کیا جاسکے۔ اس نے ایک گھوڑا اپنی سواری کے لیے منتخب کرلیا تھا پھر ہم سفر کے لیے تیار ہوگئے۔ ان اس ساز و سامان کی وجہ سے سفر کی رفتار زیادہ تیز نہیں رکھی جاسکی تھی لیکن پھر ہم تسلی بخش رفتار سے سفر کررہے تھے۔

"مجھے اپنا نام تو بتادو مہاویر۔" کچھ دیر کے بعد ویر سنگھ نے کہا۔

"بیاس ہے میرا نام۔"

"ضرور کوئی اوتار ہو۔ عام منش میں یہ شکتی نہیں ہوسکتی ہماری مدد کے لیے کیسے آتے؟"

"سب کچھ معلوم ہوجائے گا۔ ویسے ایک سوال میں بھی پوچھنا چاہتا ہوں ویر سنگھ مہاراج۔"

"پوچھو۔"

"آپ کا پریوار کہاں ہے؟"

"صوفی گڑھ چلے گئے تھے۔ ہماری دھرم پتنی کا میکا تھا۔ دو بچے تھے ہمارے، بہت چھوٹے۔ وہ اس وجہ سے اس پاپی کرنام سنگھ کے ہاتھ نہ لگ سکے۔ ہمیں اپنے جیون کا کوئی بھروسا نہیں تھا۔ ہمیں تو اس بات پر حیرت تھی کہ اس پاپی نے ہمیں جیتا کیوں رکھا ہے۔ دوسرا خیال ہمیں یہ آتا تھا کہ اگر ہم سچ مچ لمبی عمر جی گئے تو ہمارے بیٹے ہی بڑے ہوکر ہمیں اس کشٹ سے نکالیں گے۔

سفر طے ہوگیا تھا اور پھر ہم ملودھی کے حصار کے سامنے پہنچ گئے ویر سنگھ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کونسی جگہ ہے؟"

"بستی ملودھی۔"

"نہیں۔ اس کے بارے میں تو ہم نے کچھ اور ہی سنا تھا۔"

"کیا سنا تھا مہاراج؟" میں نے مسکرا کر پوچھا۔

"یہی کہ ملودھی جلادی گئی۔ سورج سنگھ پکڑا گیا۔"

"سورج سنگھ یاد ہے آپ کو۔"

"ارے بھائی' سنسار میں ایک ہی تو متر ہے ہمارا۔ بھگوان اسے سکھی رکھے ہم قید میں تھے تو وہ باہر کیسے آسکتا تھا۔ بھگوان کرے وہ بھی قید سے رہا ہوجائے۔"

"ہوسکتا جیتا نہ ہو!"

"ایسا نہ کہو بیاس۔ ہمارے دل پر اس سے بڑی چوٹ اور کوئی نہیں ماری جاسکتی۔ ہم تمہیں بتائیں وہ جیتا ہے۔ اوش جیتا ہے۔ یہ دیکھو اور اس نے بھی وہ اپنی کلائی کا نشان اسی کہانی کے ساتھ مجھے دکھایا۔ میں مسکرا کر خاموش ہوگیا تھا۔

سوداگر لعل کی بات سب کو معلوم نہ تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ سب لوگوں کو ہمارے اس منصوبے کے بارے میں معلوم ہو' چنانچہ میں نے رات ہونے کا انتظار کیا اور پھر نہایت احتیاط کے ساتھ ویر سنگھ کو ملودھی میں لے گیا پھر ہم سورج سنگھ کے پاس پہنچ گئے۔ سورج سنگھ نے بڑی حیرت سے ویر سنگھ کو دیکھا پھر۔

"یہ۔ یہ۔ اس کے منہ سے عجب انداز میں نکلا اور پھر وہ ایک دلخراش چیخ کے ساتھ ویر سنگھ سے لپٹ گیا۔ ویر سنگھ کی کیفیت بھی اس سے مختلف نہیں تھی۔ میں نے دونوں کو تنہا چھوڑدیا اور باہر آکر دوسرے ذمے دار لوگوں سے کہا کہ باہر کھائی میں کچھ گھوڑے اور سامان موجود ہے اسے لے آئیں۔"

بعد میں مجھے تلاش کرلیا گیا۔ سورج سنگھ اور ویر سنگھ نے میرے پاؤں چھوئے تھے۔ وہ میرے بے حد احسان مند نظر آرہے تھے۔ ویر سنگھ نے کہا۔ "اس کے بعد بھی آپ کہیں گے کہ آپ دیوتا نہیں ہیں تو ہم انہیں بتائیں گے۔ آپ نے کتنے احسانات کیے ہیں ہم پر۔ ہوسکے تو ان کا بدلہ چکائیں گے۔"

"مجھے کوئی بدلہ نہیں چاہیے۔ اب تم لوگ مل چکے ہو۔ کرنام سنگھ کو کیفر کردار تک پہنچانے کی تیاریاں کرو۔"

"ہم جو کچھ کریں گے آپ کے مشورے سے کریں گے مہاراج۔ ہمیں ہر سمے آپ کی رہنمائی کی ضرورت پڑے گی۔"

"ہمیں اس سلسلے میں مشورہ کرنا ہوگا۔" میں نے کہا۔

"ابھی مہاراج ویر سنگھ قید کی تکلیفیں اٹھانے کی وجہ سے کمزور ہوگئے ہیں' اس لیے تھوڑے دن آرام کرلیا جائے اس

کے بعد مہاراج کسی بھی سے بیٹھ کر یہ طے کرلینا ہوگا کہ آگے ہمیں کیا کرنا ہے۔" سورج سنگھ نے کہا۔

میں نے اس سے اتفاق کرلیا تھا' ویر سنگھ کے آجانے کے بعد سوداگر لعل کا کام خاموشی سے ختم ہوگیا تھا اور بے شمار افراد کو اس کا پتا ہی نہیں چل سکا تھا کہ اس دوران کیا ہوا ہے' بہرحال ویر سنگھ آرام کرنے لگا لیکن سورج سنگھ مستعد آدمی تھا میں نے اسے سمجھایا کہ ملودھی کو جس قدر طاقتور بنا سکتے ہو اتنا طاقتور بنالو کیونکہ کرنام سنگھ کو بہرحال اس بات کا علم ہوچکا ہے کہ اب ویر سنگھ اس کے قبضے میں نہیں ہے' اس لیے وہ اپنی بیسی ضرور کرے گا' سورج سنگھ نے میری بات سے اتفاق کیا۔ ملودھی کے گرد ایک مضبوط فصیل قائم ہوچکی تھی اور اس پر میری تجویز کے مطابق ایسے انتظامات کردیے گئے تھے کہ اگر کوئی لشکر حملہ آور ہو تو اس کا پہلے قلعہ بند ہوکر مقابلہ کیا جاسکے اور جب وہ کمزور پڑجائے تو پھر اس پر حملہ کردیا جائے' مجھے ان تمام کاموں میں اب بھی بہت لطف آرہا تھا کہیں بھی کوئی بے کیفی نہیں تھی' بس یہی تو مصرف تھا زندگی کا کہ ہنگاموں میں بسر کی جائے اور اس میں کبھی اکتاہٹ نہیں ہوتی تھی۔ بہت عرصے تک انسانی زندگی سے دور رہنے کے بعد ایک بار پھر میں انسانوں کے مسائل میں شامل ہوگیا تھا اور انہیں خوب اچھی طرح سمجھ رہا تھا' میرے اور سورج سنگھ کے درمیان گفتگو ہوتی رہتی تھی اور ہم لوگ یہ طے کرتے تھے کہ آگے ہمیں کیا کرنا ہے چنانچہ اسی مشورے کے تحت آس پاس کی جتنی بھی بستیاں جاگیریں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں وہاں پیغام رساں بھیج دیے گئے تھے اور وہاں کے جاگیرداروں اور بڑے بڑے لوگوں سے کہا گیا تھا کہ مہاراج ویر سنگھ ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں' اس کی شنوائی فوراً ہوئی تھی' بہت سے وفد ملودھی آنے لگے تھے' بہرحال مہاراج ویر سنگھ کو اب ایسی بھی مصیبت نہیں پڑی تھی کہ وہ ان وفد کے سربراہوں سے ملاقات نہ کرسکیں چنانچہ ایسی ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں اور تقریباً بے شمار افراد نے اپنی وفاداریوں کا یقین دلایا تھا اور اپنی اپنی فوجیں تیار کرکے ملودھی بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس پر تھوڑے ہی عرصے کے بعد عمل درآمد بھی شروع ہوگیا اور ملودھی کے وسیع و عریض حصار میں باہر سے آنے والی فوجوں کے ڈیرے بنائے جانے لگے یہ سب اپنے ساتھ ہتھیار اور خوراک کا سامان لائے تھے کیونکہ سبھی کو معلوم تھا کہ ملودھی از سرنو آباد ہوا ہے۔ یوں یہ ایک دلچسپ کام برق رفتاری سے جاری رہا اور ملودھی کے قلعے کے اندر ہزاروں افراد آموجود ہوئے۔

رفتہ رفتہ ویر سنگھ مہاراج بھی صحت مند ہوگئے اور اب یہ سوچا جانے لگا کہ کرنام سنگھ کی طرف سے تو اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد کوئی کارروائی نہیں ہوئی' چنانچہ کیوں نہ اب ملودھی کا یہ عظیم الشان لشکر راجد ھانی کی جانب کوچ کرے اور کرنام سنگھ پر ویر سنگھ کی قیادت میں حملہ کیا جائے لیکن یہ فیصلہ ابھی آخری مراحل میں نہیں داخل ہوا تھا کہ ایک رات تاراچند اور سراوتی ملودھی پہنچ گئے۔ دونوں دن رات کا سفر کرتے ہوئے یہاں آئے تھے' تاراچند کی جانب سے بارہا فکر ہوئی تھی کیونکہ یہ خطرہ تھا کہ کبھی کسی بھی وقت' کہیں تاراچند کی حیثیت منظر عام پر نہ آجائے اور وہ بیچارہ کرنام سنگھ کے عتاب کا شکار نہ ہوجائے تاراچند نے مہاراج ویر سنگھ کی قدم بوسی کی اور اس کے بعد اس نے بتایا کہ کرنام سنگھ دس دنوں کے اندر ملودھی کی جانب روانہ ہونے والا ہے۔ اس نے بہرطور ایک مضبوط فوج تیار کرلی ہے اور بہت سے آس پاس کے جاگیرداروں کو لالچ دے کر جنگ میں شریک ہونے کے لیے کہا ہے اس طرح کم از کم یہ اندازہ ہوگیا کہ آگے کیا قدم اٹھانا ہے اور کس طرح آگے کے معاملات دیکھنے ہیں' ہمارے دوردور تک کی نگرانی کرنے لگے اور یہ جائزہ لینے لگے کہ کرنام سنگھ کا لشکر کتنے فاصلے پر ہے یا ابھی راجدھانی سے چلا کہ نہیں۔

اور پھر ایک دن اطلاع ملی کہ کرنام سنگھ کی فوجیں نمودار ہوچکی ہیں اور ملودھی کی جانب بڑھ رہی ہیں' کھوجیوں نے اپنا کام شروع کردیا اور یہ اندازہ لگایا جانے لگا کہ کرنام سنگھ کتنی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا ہے' آیا اس کا مقابلہ قلعہ بند ہوکر کیا جائے یا باہر نکل کر' باہر سے آنے والی فوجیں اس بات پر بضد تھیں کہ کرنام سنگھ کا استقبال ملودھی سے دو کوس آگے نکل کر کیا جائے لیکن میں نے اس سے اختلاف کیا۔ میں نے کہا کہ پہلے اسے یہ بتادیا جائے کہ ملودھی میں کیا انتظامات ہوئے ہیں اس کے بعد باہر نکل کر حملہ کیا جائے گا مجھے اپنی اہمیت کا احساس اس وقت ہوا جب مہاراج ویر سنگھ نے بھی میری بات کی تائید کردی اور کہا کہ بیاس دیوتا جو کہے وہی ہوگا' اگر وہ یہ کہے کہ کرنام سنگھ کی فوجوں کے لیے ملودھی کے دروازے کھول دیے جائیں تو بھگوان کی سوگند ہم دروازے کھول دیں گے۔

کرنام سنگھ طاقت کے جوش میں ملودھی کی فصیلوں کے قریب پہنچ گیا اور جب فصیلوں سے پتھروں اور تیروں کی بارش ہوئی تو کرنام سنگھ کی فوجوں میں ابتری پھیل گئی۔ انہیں شدید نقصان اٹھا کر اتنی ہی قوت سے پیچھے بھاگنا پڑا جتنی برق رفتاری سے وہ ملودھی کے آس پاس پہنچے تھے۔ کرنام سنگھ کو اپنی پہلی ہی کوشش میں بدترین نقصانات کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن اسے بس یہ نمونہ دکھانا تھا کیونکہ اس کے بعد ملودھی کی فصیلوں کے دروازے کھول دیے گئے اور ٹڈی دل لشکر ہتھیاروں سے مسلح ہوکر باہر نکل آئے لیکن رکنے کے لیے نہیں وہ آگے بڑھتے ہوئے بالآخر کرنام سنگھ کی فوجوں سے جابھڑے اور گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی' بھلا اس دلچسپ کام میں میرا پیچھے رہنا کیا معنی رکھتا تھا' مجھے دو چوڑے کھانڈے دے دیے گئے تھے جو میری

طلب پر میرے حوالے کیے گئے تھے اور ان کھانڈوں کا کام صرف یہ تھا کہ کسی کے شانوں پر پڑیں تو گھوڑے کی پشت سے باہر نہ نکلے تو پھر ان کا کام ہی کیا' میری کاٹ دیکھی جارہی تھی اور مجھ پر حملہ کرنے والے دہشت زدہ ہوگئے تھے کیونکہ ان کی ہر کاوش بے مقصد ہی ہورہی تھی وہ مجھ پر ہر ہر طریقے سے حملے کررہے تھے کبھی نیزے پھینک کر مارتے کبھی گرز چلاتے' کبھی کلہاڑی مارتے لیکن انہیں خود ہی احساس ہوجاتا کہ وہ مذاق کررہے ہیں' البتہ میرے چار گھوڑا مرچکے تھے اور مجھے انہی میں سے کسی کا گھوڑا استعمال کرنا پڑتا تھا' بہرحال وہ بیچارہ میری طرح اشیش بھگونت کا ترتیب کیا ہوا نہیں ہوتا تھا' میرے جسم پر خون کے چھینٹے جم گئے تھے' کلائیاں اصل حجم سے دس گنا زیادہ موٹی ہوگئی تھیں کیونکہ ان پر خون کے لکڑے جمتے جارہے تھے' بدن کی بھی یہی کیفیت تھی اور مجھے تو اندازہ نہیں تھا لیکن تمام ہی لوگوں نے مجھے لڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ شام سورج ڈھلے کرنام سنگھ کی فوجیں اور بہت پیچھے ہٹ گئیں' ویر سنگھ کے لیے ایک کیستی والا خاص طور سے ایک انتہائی بلند و بالا ہاتھی لے کر آیا تھا' یہ جاگیردار ہیرا لعل جاٹ تھا جو بہت ہی دلیر اور طاقتور آدمی تھا اور ویر سنگھ کا بے حد وفادار۔ چنانچہ ویر سنگھ ہاتھی پر بیٹھا ہوا جنگ کا نظارہ کررہا تھا۔

سورج ڈھلے جنگ بند کردی گئی اور سورج سنگھ کی فوجیں پیچھے ہٹ کر صف آرا ہوگئیں' دونوں فوجوں کے درمیان کافی فاصلہ ہوگیا تھا' ہمیں اپنی شاندار کامیابی کا پورا پورا احساس تھا۔ کرنام سنگھ کی فوجوں میں زوال کے آثار کھلے کھلے نظر آرہے تھے اور اگر کل کی جنگ بھی اسی طرح کامیابی سے لڑی جاسکی تو پھر کرنام سنگھ کا نکنا مشکل ہی ہوجائے گا۔ جب میں ان باتوں کے درمیان پہنچا تو سورج سنگھ نے میری حالت کو نظرانداز کرتے ہوئے ایک بار پھر مجھے گلے سے لگالیا۔

"کیا کریں مہاراج ہمت تو نہیں پڑتی کہ آپ سے بے تکلفی سے پیش آیا جائے اور آپ کو اپنے برابر کا سمجھا جائے لیکن آپ جو کوئی بھی ہیں ہمارے لیے جو کچھ کررہے ہیں وہ ہماری نظر میں ہے' نجانے ہم نے سنسار میں کونسا ایسا نیک کام کیا تھا جس کے بدلے میں بھگوان نے آپ کو آکاش سے اتار کر ہمارے بیچ بھیج دیا' کرنام سنگھ تو پاپی ہے ہی کہ اس نے دھوکا کیا اور اسے اور اس کی فوجوں کو یہ بدترین سزا ملی' ہمیں اپنی کوئی نیکی یاد نہیں آتی' آپ نے یہ جنگ لڑی ہے' بھگوان کی سوگند' میرے دوسرے لوگ اور خود ویر سنگھ مہاراج یہ کہنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ آپ منش ہیں ہی نہیں لیکن ہمارے لیے لڑرہے ہیں' یہ ہماری کامیابی کی دلیل ہے۔"

میں ہنس کر خاموش ہوگیا تھا۔ بہرحال جنگ کے بارے میں تبصرہ آرائیاں ہوتی رہیں' اب ہمیں ملودھی میں محصور ہونے کی ضرورت نہیں رہی تھی' ہم میدانوں کے بادشاہ تھے لیکن آدھی رات کو اچانک ہی ایک دلچسپ تماشا شروع ہوگیا۔ اچانک ہی کرنام سنگھ کی فوجوں میں ہاہاکار مچ گئی' ایک عجیب سی افراتفری دیکھنے میں آرہی تھی' مشعلیں ادھر سے ادھر گردش کررہی تھیں' شور شرابا ہورہا تھا۔ ہیرا لعل جاٹ نے خدشے کا اظہار کیا کہ کہیں کرنام سنگھ رات میں دوبارہ حملہ تو نہیں کرنا چاہتا۔ ہم بھی تیار ہوگئے لیکن ایک بھی گھوڑے سوار فوجوں کی جانب بڑھتا ہوا نظر نہیں آیا' البتہ وہاں کی افراتفری بدستور تھی اور یہ افراتفری سورج نکلنے تک جاری رہی۔ بہت بعد میں انہیں پتا چلا کہ کرنام سنگھ کی فوجوں میں آپس ہی میں بغاوت ہوگئی تھی' اس کی وجوہات بھی پتا چل گئیں۔ بے شمار فوجوں نے لڑنے سے انکار کردیا تھا اور ویر سنگھ کی وفاداری کا اعلان کیا تھا' ان کا کہنا تھا کہ وہ بھٹک گئے تھے اور اپنے ہی مہاراج کے خلاف جنگ کرنے آرہے تھے جس کی انہیں بدترین سزا ملی ہے اور اگر کل جنگ کے میدان میں انہوں نے اپنی تلواریں سونت لیں انہیں مزید سزا ملے گی وہ اس طرح مرنے کے لیے تیار نہیں ہیں' کرنام سنگھ کے کچھ وفاداروں نے وہیں ان کے خلاف جنگ شروع کردی تھی' نتیجہ یہ ہوا کہ آپس ہی کی افراتفری نے جنگ ہی کا خاتمہ کردیا' جب یہ تمام تفصیلات ہمیں موصول ہوگئیں تو ہم نے اپنی فوجوں کو لیکن جتنی فوج کھڑی رہی تھی اس نے اپنے ہتھیار پھینک کر اپنے آپ کو ویر سنگھ کی تحویل میں دے دیا۔

باقی بے شمار افراد بھاگ گئے' کرنام سنگھ بھاگنے والوں میں سب سے آگے تھا' ہتھیار ڈالنے والے فوجیوں کو ویر سنگھ کی طرف سے فوراً ہی معاف کرنے کا اعلان کردیا گیا اور ویر سنگھ نے ان کے درمیان تقریر کرتے ہوئے کہا' کہ وہ اس کے اپنے آدمی ہیں' پتا نہیں کیوں وہ بھٹک کر اس کے مقابلے پر آگئے تھے' فوجی رونے اور بلکنے لگے' انہوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور یوں اس طرح ویر سنگھ کو زبردست فتح حاصل ہوگئی۔

ہماری فوجیں شادیانے بجاتی ہوئی واپس پہنچی تھیں اور ملودھی میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ ایک عجیب افراتفری تھی۔ میں اپنا کام اب ختم سمجھتا تھا' جو کام ہونا تھا وہ ہوچکا تھا۔ بعد کے معاملات ان لوگوں کو سنبھالنے تھے لیکن عجب مصیبت یہ تھی کہ انہوں نے مجھے لاکھ تردید کے باوجود اوتار مان لیا تھا اور کسی قیمت پر میری مرضی کے خلاف کچھ کرنے پر آمادہ نہیں تھے چنانچہ جب تک میں کوئی مشورہ نہیں دیتا وہ اپنے مشوروں کو مستحکم نہیں سمجھتے تھے بات یہ ہورہی تھی کہ اب راجدھانی کو بغیر راجا کے نہ چھوڑا جائے کرنام سنگھ شکست کھانے کے بعد راجدھانی تو واپس گیا نہیں ہوگا کیونکہ اب وہ وہاں کس حیثیت سے جائے گا۔ یہ بھی سمجھتا تھا کہ ملودھی میں استحکام حاصل کرنے کے بعد ویر سنگھ فوراً ہی راجدھانی کا رخ کرے گا۔ چنانچہ اب راجدھانی پہنچنا بے حد ضروری تھا۔ مجھے بھی اس پر اعتراض

نہیں تھا ہیرا لعل جاٹ کو ملودھی کی نگرانی سونپ دی گئی حالانکہ ویر سنگھ کا خیال تھا کہ سورج سنگھ ملودھی کی ذمے داریاں سنبھالے لیکن سورج سنگھ نے دونوں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لی تھی اس نے کہا تھا۔

"ویرو تیرا یار ہوں' راج گدی نہیں چاہیے مجھے۔ میں تو تیرے ساتھ رہنے کے لیے جیتا ہوں اور پھر اتنا عرصہ تو مجھ سے دور رہا ہوں اب بھی یہ چاہتا ہے کہ میں راج پاٹ کے دھندوں میں پڑ کر تجھ سے دور رہوں۔"

ویر سنگھ نے اس کے بعد کچھ نہیں کہا تھا پھر یہ لشکر عظیم جس میں مجھے دولہا کی سی حیثیت حاصل تھی راجدھانی کی طرف روانہ ہو گیا اور ہم لوگ تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے راجدھانی کی سمت چل پڑے۔

جب راجدھانی پہنچے تو وہاں بھی تماشا ہی ہو رہا تھا۔ پورے شہر میں چراغاں کیا گیا تھا اب تو سبھی ویر سنگھ کے وفادار تھے۔ ہر ایک نے گھی کے چراغ جلائے تھے اور سارے شہر کو پھولوں سے سجا دیا گیا تھا۔ مہاراج ویر سنگھ کا سواگت کیا گیا اور ہم سب راج محل میں داخل ہو گئے۔ تارا چند بھی اب کھلم کھلا ہمارے ساتھ تھا اب تو کرنام سنگھ کا کوئی نام لیوا یہاں تھا ہی نہیں حالانکہ پورا شہر آباد تھا۔ تمام لوگ وہی تھے جنہیں میں نے پہلے دیکھا تھا۔ پہلے وہ کرنام سنگھ کے نام کی جے جے کار کرتے تھے اور اب جسے دیکھو ویر سنگھ کے لیے دیدہ و دل فرش راہ کیے ہوئے تھا۔ انسان بھی خوب ہوتے ہیں بہرحال انسانوں کو پڑھنے میں بڑا لطف آ رہا تھا اور میں بہت کچھ حاصل کر رہا تھا۔

اب اس کے بعد میرا تو ان معاملات سے کوئی خاص تعلق نہیں رہا تھا۔ میرا دوست تھا تیجو مل جسے میں بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے پاس لے آیا۔ مہاراج ویر سنگھ تو مصروف تھے لیکن سورج سنگھ سے میں نے اس کا تعارف کرایا اور بتایا کہ یہ ہیں تیجو مل مہاراج دھولگری کے تیلی جنہوں نے مجھے جاپ کر کے اپنے قبضے میں کیا اور اس کے بعد سے اب تک جو کچھ ہوا ہے انہی کے لیے ہوا ہے۔

ویر سنگھ نے تھوڑے عرصے کے بعد یہاں کے حالات سنبھال لیے اور اپنے اہل خاندان کو بھی بلا لیا۔ کرنام سنگھ مہاراج کا کہیں کوئی پتا نہیں تھا لیکن ان کی تلاش کے لیے زیادہ تگ و دو بھی نہیں کی گئی۔ ان کی بہن کستوری بھی غائب تھی۔ سارا ہی خاندان غائب ہو گیا تھا۔ پھر ویر سنگھ مہاراج رنبیر اور چکت لعل کے مسئلے کو خود دیکھا ان دونوں کو سزائیں دے دی گئیں اور مہاراج تیجو مل کو دھولگری کا جاگیردار مقرر کیا گیا۔ رنبیر سنگھ کا علاقہ بھی انہی کی تحویل میں دے دیا گیا تھا۔ بس اس سے زیادہ مجھے اور کیا چاہیے تھا میں نے ان سے اجازت مانگی۔ ویر سنگھ' سورج سنگھ اور دوسرے لوگوں نے بڑے اہتمام سے مجھے رخصت کیا تھا۔ حالانکہ وہ چاہتے تھے کہ میں ان کے ساتھ ہی رہوں۔ تارا چند نے بھی اپنی جیسی تمام کوششیں کیں لیکن یہ تو میرے لیے ممکن ہی نہیں تھا۔ تیجو مل مہاراج دھولگری میں داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ ویر سنگھ کی فوجیں تھیں اور دھولگری کے لوگوں کو جب پتا چلا کہ تیجو مل اب اتنا بڑا جاگیردار بن گیا ہے تو سب اس کے نام کی جے جے کار کرنے لگے۔ تیجو مل کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ ایک ایک بات پر چونک کر اچھل پڑتا تھا اور مجھ سے کہتا تھا کہ بھگوان کی سوگند کھا کر بتا دو کہ یہ سب کچھ سچ ہے یا سسرے مجھے الو بنا رہے ہیں۔ بڑا لطف آ رہا تھا اس دوران بسنتی' اور روپا راجکماریاں بن گئی تھیں۔ تیجو مل نے اپنا تیل کا کاروبار بند کر دیا تھا۔ میرے لیے اب یہاں بے کیفی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا تیجو مل کے معاملات میں کس حد تک مصروف رہتا۔ چنانچہ ایک شام میں نے اس سے کہا۔

"تیجو مل مہاراج کی جے' اب اپنے اس بیر کو آزاد کر دیجئے۔ بہت سے آپ کی سیوا کر لی اب کسی اور کی سیوا کرنے دیں۔"

"ایک بات بتا دو دیکھو اب تو سچ سچ بتا دو۔ تم واقعی بیر ہو میرے منتر سے میرے قبضے میں آئے تھے۔"

"تو آپ کا کیا خیال ہے تیجو مل مہاراج؟"

"ارے بھیا ہمارا کیا خیال ہوتا تم سے تو ہمیں پریم ہو گیا ہے۔ اتنا کچھ کر دیا ہمارے لیے اب کیا کہیں تم سے اور کیا نہ کہیں۔"

بہرحال تیجو مل سے اجازت تو مانگ لی تھی لیکن اب اتنا بھی وفادار نہیں تھا میں کہ ان سے اجازت ملنے کا انتظار کرتا چنانچہ ایک رات میں نے دھولگری چھوڑ دی۔ زمین کی وسعتوں کا پورا پورا اندازہ تھا اور جانتا تھا کہ دنیا کی کہانیاں مختلف ہیں۔ اب جدھر بھی منہ اٹھ جائے۔ آبادی اور ہنگاموں میں اچھا خاصا وقت گزار چکا تھا کچھ دن کچھ پرسکون گوشے اپنانے کی خواہش دل میں بیدار ہو رہی تھی۔ چلتا رہا۔ خاصا سفر طے کر لیا اب نہ ملودھی سامنے تھی نہ ویر سنگھ مہاراج کی راجدھانی اور نہ ہی دھولگری جیسی کسی بستی کا کوئی نشان' ہاں کبھی کبھی پہاڑوں کی بلندی سے گزرتے ہوئے کہیں دھواں اٹھتا نظر آ جاتا اور غور سے دیکھتا تو کچے پکے مکانات بھی بکھرے ہوا کرتے تھے لیکن ان کی جانب رخ کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ ذرا سا وقت کسی پرسکون گوشے میں گزارا جائے تاکہ ذہن و دل کو ٹھنڈک کا احساس ہو اور ایسی ایک جگہ بالآخر ایک دن نظر آ گئی۔

ایک حسین اور سرسبز شاداب پہاڑی علاقہ تھا۔ تاحد نظر درخت بکھرے نظر آ رہے تھے جن کے دامن میں سبز گھاس اگی ہوئی تھی۔ حسین و جمیل پھول چاروں طرف کھلے ہوئے تھے۔ بے حد خوش نما علاقہ تھا بہت فاصلے پر ایک آبشار پہاڑ کی بلندی

سے نیچے گر رہا تھا۔ حسین ترین خطہ تھا۔ پرسکون، خاموش، میں نے یہیں قیام کا فیصلہ کرلیا اور ایک خوبصورت جگہ آرام کے لیے منتخب کرلی۔

رات گہری ہو گئی آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا چاروں طرف سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ میں اپنی آرام گاہ میں لیٹا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ یہ جگہ کچھ وقت گزارنے کے لیے بہتر ہے۔ اب یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ کتنے دن یہاں دل لگے گا۔ ہو سکتا ہے طبیعت بہت جلد اکتا جائے اب اس بات سے تو انکار نہیں کر سکتا تھا کہ انسان نہیں ہوں انسانی فطرت بہرطور انسانوں کو ہی طلب کرتی ہے۔ ہو سکتا ہے بیزاری کی یہ کیفیت بہت جلد ختم ہو جائے اور میں پھر انسانوں ہی کے درمیان جانے کی خواہش دل میں پاؤں لیکن اس پرفضا مقام سے بہرطور کچھ عرصے تو لطف اندوز ہوں گا بعد میں دیکھا جائے گا جیسی بھی صورت حال ہو۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا کہ اچانک کانوں میں موسیقی کی آواز ابھری ہوا کے دوش پر یہ آواز مدھم مدھم سُروں میں مجھ تک پہنچ رہی تھی یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔ دن کی روشنی میں تو میں نے یہاں انسانی زندگی کا نشان بھی نہیں پایا تھا پھر یہ کون ہے' ایک تجسس دل میں ابھرا اور میں اس تجسس کو دبا نہ سکا۔ ذرا دیکھوں تو سہی ان آوازوں کا کیا راز ہے۔

میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور آوازوں کی کھوج میں چل پڑا۔ گھنگروؤں کی جھنکار' طبلے کی تھاپ اور دوسرے سازوں کی آواز اس بات کا اظہار کر رہی تھی کہ یہ صرف سماعت کا واہمہ نہیں ہے بلکہ حقیقتاً "کہیں رقص و موسیقی کا دور چل رہا ہے۔ مجھے احساس ہوا کہ یہ آواز اس آبشار کے دوسری جانب سے آرہی ہے جسے میں نے دن کی روشنی میں دیکھا تھا اور جو اب بھی دودھ کی سفید دھاروں کے مانند بلندیوں سے بہہ رہا تھا اس کا مطلب ہے کہ یہ پہاڑی زیادہ وسعتوں میں نہیں ہے اور اس کے دوسری جانب یا تو کوئی آبادی ہے یا پھر کوئی ایسا سلسلہ جو اس وقت میری سمجھ میں نہیں آسکا۔ میں اپنے تجسس کو کسی طور نہ دبا سکا اور اچھا خاصا طویل سفر طے کرکے آبشار کے قریب پہنچ گیا۔ آوازیں زیادہ واضح ہو گئی تھیں اس میں انسانی آوازیں بھی شامل تھیں۔ میں بالآخر آبشار کے دوسری طرف جانے کا راستہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ گھور سناٹے اور اندھیرے میں اس طرف ایک چھوٹے سے حصے کو منور کیے ہوئے تھے۔ خاص قسم کی مشعلیں جلائی گئی تھیں جو ہواؤں سے بھی نہ بجھیں اور ان مشعلوں کے درمیان ایک سبھا لگی ہوئی تھی۔ دو ناچن ہاریاں حسین رقص پیش کر رہی تھیں۔ جنگل میں منگل منایا جا رہا تھا۔ کیونکہ آس پاس کوئی آبادی نظر نہیں آرہی تھی۔ شاید کوئی قافلہ ہے جو یہاں وقت گزاری کے لیے اس نے یہ سب کچھ کیا ہے غرض یہ کہ یہ حسین منظر میری نگاہوں سے سامنے واضح ہو گیا۔ میں نے کچھ اور قریب جا کر ان رنگ رلیاں منانے والوں کا نظارہ کرنے کے بارے میں سوچا اور چھپتا چھپاتا ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں ان لوگوں کو دیکھا جا سکتا تھا۔ سو میں نے دیکھا کہ پریوں کا ایک غول ہے جس نے ایک بڑی اور وسیع چٹان پر ڈیرا جما رکھا ہے۔ آس پاس چھوٹے چھوٹے خیمے لگے ہوئے ہیں اور ان خیموں سے کافی فاصلے پر سپاہی استادہ تھے۔ وہ خاص قسم کے لباس پہنے ہوئے مستعد تھے لیکن یوں لگتا تھا جیسے انہیں اس حسین مجمع کے پاس آنے کی اجازت نہیں ہے اور وہ صرف پہرہ دے رہے ہیں۔ اپسراؤں کے غول میں ایک چاند نکلا ہوا تھا۔ چھوٹے سے سنگھاسن پر انتہائی زرق برق لباس میں ملبوس ایک ایسی لڑکی جسے دیکھ کر آنکھیں بند نہ کرنے کو جی چاہے مسکراتی نگاہوں سے پریوں کا رقص دیکھ رہی تھی۔ لڑکیاں ہی ساز بجا رہی تھیں اور لڑکیاں ہی جام لنڈھا رہی تھیں۔ یہ حسین محفل مجھے بے حد پسند آئی لیکن اتنا ضرور جانتا تھا کہ ان لوگوں کے قریب جا کر خود کو نمایاں کر دینا لاتعداد مصیبتوں کا باعث بن سکتا ہے۔ دُوری سے دیکھتے رہنے میں کوئی ہرج نہیں ہے چنانچہ بہت دیر تک یہ رقص دیکھتا رہا۔ وہ دو لڑکیاں تھک کر بیٹھ گئیں تو دوسری لڑکیوں نے رقص کرنا شروع کر دیا پھر بہت دیر کے بعد وہ مست شباب انگڑائی لے کر کھڑی ہو گئی اور اس نے ہاتھ اٹھا کر غالباً" لڑکیوں سے رقص و سرور بند کرنے کے لیے کہا۔ مشعلیں آہستہ آہستہ بجھنے لگیں۔ اپسرا ایک خیمے کی جانب چل پڑی اور پریوں کا غول اس کے پیچھے لگ گیا۔ پھر وہاں مکمل تاریکی چھا گئی تھی۔ وہ سب آرام کرنے لیٹ گئی تھیں۔ میں بھی اپنی قیام گاہ کی جانب واپس پلٹ پڑا اور کچھ دیر کے بعد اپنے مخصوص ٹھکانے پر جا لیٹا۔

دوسری صبح بڑی خوشگوار تھی۔ ننھی ننھی بوندیں آسمان سے ٹپک رہی تھیں اور ان کی رفتار اس قدر مدھم تھی کہ بس ایک ہلکی سی پھوار کا احساس ہوتا تھا۔ کچھ فاصلے پر جھرنے کا سفید پانی بہتا ہوا گزر رہا تھا اور یہ ننھی ننھی بوندیں اس میں شامل ہو کر ایک عجیب سی بہار دے رہی تھیں۔ میں آوارہ گردی کرنے والے انداز میں چل پڑا اور اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے جھرنا گر رہا تھا۔ میں نے پانی میں قدم رکھ دیے اور اس کے بعد ایک خوشگوار غسل کرنے لگا۔ پانی کی گہرائیاں میرے لیے بڑی مست کن تھیں۔ بہت دن کے بعد ایسے قدرتی ماحول میں نہانے کا موقع ملا تھا۔ میں بہت دیر پانی میں بیٹھا رہا اور پھر کچھ فاصلے پر ابھرا لیکن جیسے ہی میں نے سر ابھارا ایک ہلکی سی آواز میرے کانوں میں گونجی۔ نسوانی آواز تھی اور انداز چیخنے کا سا تھا۔ میں نے حیرانی سے ادھر نگاہیں دوڑائیں تو وہی رات والی حسینہ کچھ فاصلے پر پانی میں نظر آئی لیکن اس طرح کہ ہوش و حواس معطل ہو جائیں۔ اس کے سارے بال بھیگے ہوئے تھے اور وہ شبنم سے دھلے پھول کے مانند نظر آرہی تھی۔ میری نگاہیں اس پر جم گئیں۔ وہ دہشت

کے عالم میں مجھے دیکھ رہی تھی پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ آس پاس کوئی موجود نہیں تھا۔ وہ بے لباس ہونے کی وجہ سے پانی سے نکل کر بھاگ بھی نہیں سکتی تھی۔ بہرحال کچھ اخلاقی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور میں چونکہ جان بوجھ کر وہاں نہیں گیا تھا بلکہ پانی کے نیچے نیچے تیرتا ہوا اس جگہ تک پہنچ گیا تھا۔ ورنہ اگر میں اسے اس طرح دیکھ لیتا تو اس کے قریب جانے کی کوشش نہ کرتا۔ میں رخ پلٹ کر دوسرے کنارے کی سمت چل پڑا اور پھر کنارے سے ابھر کر بھی میں نے اس کی طرف منہ نہیں کیا بلکہ سیدھا سیدھا وہاں سے آگے بڑھ گیا لیکن اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس کے حسن و جمال کا عکس میرے دل پر جم گیا تھا۔ بلاشبہ انتہائی حسین لڑکی تھی۔ ایسی کہ ایک بار دیکھنے کے بعد بار بار دیکھنے کو جی چاہے۔ میں نے اسے ایک ہی نگاہ میں پہچان لیا تھا۔ وہی تھی جس کی سب ناز برداریاں کر رہے تھے۔ ہو گی کوئی مجھے کیا۔ بہرحال میں تھوڑی دیر کے بعد اپنے ٹھکانے پر واپس آگیا اور ایک جگہ بیٹھ کر حالات کے بارے میں سوچنے لگا۔

واقعی انسان سوچتا تو ہے کہ اسے پرسکون گوشوں میں زندگی گزار کر زندگی کا لطف حاصل کرنا چاہیے لیکن یہ کام تو ان درویشوں' ولیوں' رشیوں اور منیوں ہی کا ہے کہ جو دنیا تیاگ کر پہاڑوں میں جا بستے ہیں۔ وہ شخص جسے زندگی کی دلکشی کا احساس ہو چار دن بھی انسانوں کی دنیا سے دور نہیں رہ سکتا' ہاں چندر بھان کے ساتھ میں نے جو وقت گزارا تھا وہ تو درحقیقت انسانی وقت ہی نہیں تھا اس وقت میری اپنی سوچوں میں نجانے کیا کچھ شامل ہو چکا تھا چنانچہ اس وقت کے بارے میں تو سوچنا ہی حماقت کی بات تھی۔ وہاں سے نکل کر جب ایک بار پھر اپنے آپ کو انسانوں کے درمیان پایا تھا تو خیالات ہی بدل گئے تھے اور میں محسوس کر رہا تھا کہ ساری عمر انسانوں کی قربت میں گزاری جا سکتی ہے ان سے دور رہ کر چند لمحات گزارنا بھی ایک مشکل کام ہے۔ بہرحال دیکھتے ہیں کتنا وقت اس طرح گزر سکتا ہے۔ اس کے بعد کسی انسانی آبادی کا رخ کریں گے۔ بس یونہی نجانے کب تک سوچتا رہا تھا۔ بوندیں بند ہو گئی تھیں اور اب آسمان سے بادلوں کی دھند چھٹنے لگی تھی۔ ابھی میں اپنی سوچوں میں ہی گم تھا کہ مجھے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور اس وقت میں چونک کر اٹھ بیٹھا جب میں نے کچھ فاصلے پر پانچ چھ سپاہیوں کو دیکھا جو میری جانب چلے آ رہے تھے ایک لمحے میں مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ وہی سپاہی ہیں جو رات کو پہرہ دے رہے تھے۔ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ بلاوجہ مجھ سے جھگڑا مول لینے سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ یقینی طور پر میرے بارے میں اسی اپسرا نے کوئی قدم اٹھایا ہے۔

سپاہی میرے پاس پہنچ گئے۔ آگے والے شخص نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"جے ہو مہاراج کی۔ آپ سے کچھ پوچھنا ہے؟"

"ہاں پوچھو۔" میں نے سپاہی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا صبح صبح جھرنے کے کنارے آپ ہی نہا رہے تھے؟"

"ہاں میں ہی تھا۔" میں نے بھاری لہجے میں جواب دیا۔

"کماری پرشوتما آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔"

"کون کماری پرشوتما۔"

"ہماری راج کماری ہیں۔ ریاست چیتنا کی راج کماری۔"

"کیوں ملنا چاہتی ہیں وہ مجھ سے؟"

"مہاراج انہوں نے آپ کے لیے سندیس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ وہ دوستوں کی طرح آپ سے ملنے کی آرزو رکھتی ہیں۔ اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ ان کی یہ آرزو پوری کریں۔"

"اگر وہ دوستوں کی طرح ملنا چاہتی ہیں تو مجھے چلنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ میں بھی اس وقت جھرنے کے پانی میں نہا رہا تھا جب تمہاری کماری جی وہاں پانی میں نہا رہی تھیں لیکن اس کے بعد میں خاموشی سے وہاں سے واپس چلا آیا۔"

"کماری جی کو آپ کی یہ بات بہت پسند آئی ہے۔ وہ آپ کی تعریفیں کرتے ہوئے یہ بات بتا رہی تھیں کہ آپ بہت اچھے آدمی ہیں' چلیں گے مہاراج۔"

"ہاں چلو۔ اگر یہ بات ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" میں نے کہا اور سپاہیوں کے ساتھ چل پڑا۔ راستے میں' میں نے ان سے پوچھا کہ انہیں یہ کیسے پتا چل گیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔"

"کماری پرشوتما نے کہا تھا کہ آپ اسی علاقے میں ہیں آپ کو تلاش کیا جائے۔ ہم تو بہت دیر کے بعد آپ کی کھوج کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے ہیں مہاراج۔"

کچھ دیر کے بعد میں اس جگہ پہنچ گیا تھا جہاں خیمے لگے ہوئے تھے۔ بہت ہی خوب صورت خیمے تھے۔ تھوڑے فاصلے پر' سپاہی اب بھی ٹہل رہے تھے لیکن شاید ان کے لیے جگہ مخصوص کر دی گئی تھی وہاں سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ جب مجھے لانے والے سپاہی ایک مخصوص جگہ پر پہنچے تو وہاں میں نے دو لڑکیوں کو دیکھا جو غالباً" انتظار ہی کر رہی تھیں۔ انہوں نے بھی مجھے پرشوق نگاہوں سے دیکھا اور ان کی آنکھوں میں پسندیدگی کے جذبات ابھر آئے۔

"یہی ہیں وہ۔" ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"ہاں یہی ہیں۔ ہم نے معلوم کر لیا ہے۔"

"آیئے مہاراج۔" ایک لڑکی اپنے ہونٹ چباتی ہوئی بولی۔ عجیب سا انداز تھا اس کا۔ آنکھوں میں شوخی کی جھلکیاں' چہرے پر شوخ مسکراہٹ' چال میں بانکپن' دونوں کی دونوں میرے دونوں سمت چل پڑیں اور پھر وہ مجھے لیے ہوئے اس بڑی پھولداری کے پاس پہنچ گئیں جس کے سامنے لڑکیاں ہی پہرہ دے

رہی تھیں۔

"اندر چلے جائیے مہاراج۔" مجھے ساتھ لانے والیوں میں سے ایک نے کہا اور میں پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گیا۔

وسیع و عریض پھولداری کو اس جنگل میں بھی کسی عالیشان محل کے کمرے کے مانند سجاوٹ دی گئی تھی۔ وہیں ایک سنگھاسن پر وہ مست شباب بیٹھی ہوئی تھی۔ دو لڑکیاں اس کے پیروں کے پاس بیٹھی تھیں۔ ایک پیچھے مور چھل جھل رہی تھی۔ اس نے مجھے دیکھا اور پھر ہاتھ اٹھا کر وہاں موجود لڑکیوں سے چلے جانے کے لیے کہا۔ تینوں کی تینوں لڑکیاں گردن جھکائے پھولداری سے باہر نکل گئی تھیں۔ اس نے مسکرا کر کہا۔

"بیٹھئے مہاراج۔ وہ آپ کے لیے سنگھاسن موجود ہے۔"

میں بیٹھ گیا۔ میں نے کہا۔ "آپ نے مجھے بلایا ہے کماری پرشوتما۔"

"ارے آپ کو تو ہمارا نام بھی معلوم ہو گیا۔"

"آپ کے سپاہیوں نے مجھے بتایا تھا کہ کماری پرشوتما نے مجھے طلب کیا ہے۔"

"ہاں کماری پرشوتما ہی ہیں ہم۔ ریاست چیتنا کے رہنے والے ہیں اور وہاں ہمارے پتا مہاراج گھوراج حکمران ہیں۔"

"مجھ سے کوئی بھول ہو گئی ہے کماری جی۔"

"نہیں۔ ہم تو آپ کے قائل ہو گئے ہیں۔ ہم نہا رہے تھے جب آپ ہمیں نظر آئے۔ یہ اندازہ ہمیں ہو گیا تھا کہ آپ کو بھی ہمارے بارے میں پتا نہیں ہے پھر آپ خاموشی سے گردن موڑ کر چلے گئے اور ہم دور تک آپ کو دیکھتے رہے۔ آپ نے ایک بار بھی پلٹ کر ہماری طرف نہیں دیکھا۔ یہ آپ کی شرافت تھی اور ہمیں آپ کی شرافت بہت پسند آئی۔ ہم نے واپس آنے کے بعد اپنی سکھیوں سے کہا کہ آپ کو تلاش کیا جائے ہم آپ سے ملنا چاہتے تھے۔"

"بہت شکریہ! آپ کو خود ہی اندازہ ہو گیا ہے کہ میں بالکل اتفاقیہ طور پر وہاں نہا رہا تھا۔ اگر مجھے آپ کی آہٹ بھی مل جاتی تو میں اس علاقے کا رخ نہ کرتا۔"

"ہاں ہمیں اس کا پورا پورا اندازہ ہے۔ آپ کا نام کیا ہے؟"

"بیاس۔"

"واہ سچ آپ کی صورت کی طرح سندر۔"

"شکریہ کماری پرشوتما۔ میں تو آپ کو دیکھ کر یہ سمجھا تھا کہ آسمان سے کوئی اپسرا اتر آئی ہے۔"

"ارے نہیں ہم اتنے سندر تو نہیں ہیں۔"

"آپ ہیں۔ واقعی آپ ہیں کماری جی۔"

"تب پھر دھن واد۔ لیکن آپ یہاں کہاں بھٹک رہے ہیں؟"

"بس یوں سمجھ لیجئے صحراؤں کا رسیا ہوں۔ جنگلوں، پہاڑوں میں بڑا سکون ملتا ہے مجھے۔ کبھی کبھی گھومتا پھرتا چلا آتا ہوں۔"

"کہاں کے رہنے والے ہیں؟" اس نے پوچھا اور مجھے بتانے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔

"ایک چھوٹی سی بستی ہے ڈھولگری کے نام سے بہت فاصلہ ہے یہاں سے اس کا۔ شاید آپ نے کبھی اس کا نام بھی نہ سنا ہو بس وہیں کا رہنے والا ہوں۔"

"ماتا پتا نہیں ہیں؟" اس نے سوال کیا اور اچانک ہی میرے ذہن میں ایک عجیب سی کیفیت بیدار ہو گئی۔ انسان کو اس کے ماں باپ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے لیکن چراغ علی موجا اب ان تمام چیزوں سے کہاں واقف تھا۔ صدیوں پرانی بات تھی کسی سے کہتا تو وہ تسلیم نہ کرتا اور جھوٹ سمجھتا لیکن یہ حقیقت تھی اور جب بھی کبھی یہ حقیقت یاد آجاتی تھی دل و دماغ کی عجیب سی کیفیت ہو جاتی تھی۔ اس نے خود کہا۔

"مر گئے شاید۔"

میں نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور خاموش رہا۔

"اگر ہم سے کوئی بھول ہو گئی ہے تو ہمیں شما کر دیجئے ہم نے تو بس ایسے ہی پوچھ لیا تھا۔"

"نہیں راج کماری جی کوئی بات نہیں ہے۔ ہاں میرے ماتا پتا مر گئے ہیں نجانے کب سے انہیں نہیں دیکھا۔"

"ہوں، ہمیں آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے بیاس جی۔ ہم بھی کبھار سیر سپاٹوں کے لیے نکل آتے ہیں سکھیوں کے ساتھ۔ جنگلوں کے قیام میں بہت مزہ آتا ہے۔ اب دیکھئے نا یہ کیسی خوبصورت جگہ ہے۔ سرسبز و شاداب جنگل، گھاس کے بڑے بڑے میدانوں میں دوڑتے ہوئے ہرن اور ان کے بچے چھوٹے چھوٹے جانور، پھر موسم بھی بہت اچھا ہے۔ ہمیں تو بہت اچھا لگتا ہے یہ سب کچھ، آپ کو کیسا لگا آپ یہاں کب پہنچے؟"

میرا دل تو چاہا کہ میں اسے رات کے بارے میں بتا دوں لیکن مناسب نہیں تھا ہو سکتا ہے وہ یہ سوچتی کہ رات کے واقعہ سے متاثر ہو کر میں نے جھرنے کی طرف کا رخ کیا ہو تاکہ دوبارہ مجھے وہ نظر آجائے۔ چنانچہ میں نے یونہی ٹالنے والے انداز میں کہا۔

"بس یوں سمجھ لیجئے زیادہ وقت نہیں گزرا۔"

"خیر اب اگر آپ یہاں ہمیں مل ہی گئے ہیں تو اکیلے رہنے کی ضرورت نہیں، اور تو کوئی نہیں ہے نا آپ کے ساتھ۔"

"نہیں۔"

"یہاں بہت سے خیمے لگے ہوئے ہیں۔ ہمیں آپ کی سیوا کر کے خوشی ہو گی۔"

"لیکن آپ کو تکلیف ہو گی راج کماری جی۔"

"نہیں ہم راج کماری ہیں اور راج کماریوں کو کوئی تکلیف

نہیں ہوتی۔ اب آپ جتنا سے بھی یہاں ہیں ہمارے ساتھ ہی رہیئے۔ ہم بھی بہت دن تک یہاں نہیں رہیں گے۔ پتا جی سے تھوڑے دنوں کی آگیا لے کر آئے تھے اب اس کے بعد ہمیں واپس جانا ہوگا پھر آپ کا بھی من چاہے جہاں چلے جائیں۔"

اس کے انداز میں کچھ ایسی کیفیت تھی کہ میں سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ ویسے بھی اس حسین ترین دعوت کو ٹھکرانا کم از کم کسی انسان کے لیے تو مشکل ہی کام تھا۔ میں نے نیم رضامندی کے انداز میں کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کماری جی۔ بس آپ ہی کی تکلیف کا خیال ہے۔"

"آپ جیسے اچھے ساتھیوں اور دوستوں کی سیوا کر کے کسی پاپی ہی کو تکلیف ہوتی ہوگی۔" اس نے کہا۔

"ہمت بہت دھن واد۔ اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں آپ نے ہماری بات مان کر ہمیں دھن واد کا موقع دیا ہے۔ اب آپ یوں کیجئے کہ ہم آپ کے لیے ایک جگہ بنائے دیتے ہیں بعد میں آپ کے ساتھ بھوجن کریں گے۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔"

"نہیں کماری جی۔ اب مجھے کسی بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے جواب دیا اور اس نے تالی بجائی۔ وہی تینوں لڑکیاں فوراً" اندر آگئی تھیں جو تھوڑی دیر پہلے یہاں موجود تھیں۔

"مہاراج ہمارے مہمان ہیں انہیں ہمارے ہی علاقے میں ٹھہرا دیا جائے۔ آج رات کو ان کے لیے سبھا جے گی۔"

"جی مہارانی جی۔ لڑکیوں نے جواب دیا اور ہوش ربا نگاہوں سے میری جانب دیکھنے لگیں۔ مقصد یہ تھا کہ میں ان کے ساتھ چلوں اور میں نے ایسا ہی کیا۔ جس پھولداری میں انہوں نے میرے قیام کا بندوبست کیا تھا وہ خوب سجی ہوئی تھی۔ ہر طرح کی آسائشیں یہاں موجود تھیں۔ یہاں پہنچنے کے بعد میں کماری پرشوتما کے بارے میں سوچ میں ڈوب گیا۔ کماری جی کی یہ مہربانی بے مقصد نہیں تھی۔ بہرطور جنگل میں رنگ رلیاں منانے آئی تھیں۔ میرا کیا نقصان ہے۔ اچھا ہے تنہائی کا احساس بھی دور ہو جائے گا۔ جنگل کا جنگل اور تنہائی کی تنہائی۔"

بہرطور اس کے بعد میری خاطر مدارات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کھانے پینے کی اشیا سے مجھے بہت زیادہ شغف نہیں تھا۔ اگر طویل عرصے بھی کچھ کھانے کو نہ ملتا تو مجھے اس کی ضرورت کبھی نہ محسوس ہوتی لیکن بہرطور میں نے اس خاطر مدارات کو نظرانداز نہیں کیا اور کماری جی کی عنایتوں سے لطف اندوز ہونے لگا۔ شام جھک آئی اور اس کے بعد رات ہو گئی۔ پچھلی رات کی طرح آج آسمان ابرآلود نہیں تھا بلکہ بڑا شفاف اور کھلا کھلا سا تھا جیسے دھل کر نکھر گیا ہو۔"

"رات کا کھانا بھی کماری جی نے میرے خیمے ہی میں بھجوایا اور اس کے بعد مجھے اندازہ ہو گیا کہ اب سبھا جے گی۔ چنانچہ کام شروع ہو گیا۔ وہی چٹان منتخب کی گئی تھی جس پر میں نے پچھلی رات ان اپسراؤں کو رقصاں دیکھا تھا۔ دو لڑکیاں مجھے لینے آئی تھیں اور میں تیار ہو چل کر پڑا تھا وہاں سب میرے منتظر تھا۔ راج کماری جی سنگھاسن پر موجود تھیں اور برابر ہی ایک اور بیٹھنے کی جگہ بنائی گئی تھی جو راج کماری جی کے بہت قریب تھی یہاں میرے بیٹھنے کا بندوبست کیا گیا۔ کماری جی نے کھڑے ہو کر میرا سواگت کیا تھا۔ بال بال موتی پروئے ہوئے تھے انہوں نے اس وقت' اور بلاشبہ دیکھنے دکھانے کی چیز نظر آرہی تھیں پھر بھی میں نے اپنے آپ پر قابو ہی رکھا اور ان کے اشارے پر اس جگہ بیٹھ گیا۔

سازندوں نے ساز چھیڑے اور بڑی مست کن دھنیں بجائی جانے لگیں پھر رقاصائیں اپنے بدن کا کمال دکھانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں اور رقص و موسیقی کی اس سحر انگیز محفل کا آغاز ہو گیا۔ جس میں جام لنڈھائے جانے لگے۔ میرے لیے ایسی محفلیں اب نئی نہیں تھیں۔ بہت پہلے ان کے لطف سے آشنا ہو چکا تھا۔ نشہ آور شے میرے حواس کو متاثر نہیں کرتی تھی۔ خواہ ان کی کتنی کی مقدار میرے وجود میں اتر جائے۔ چنانچہ میں نے جام قبول کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا۔ پرشوتما کی پرشوق نگاہیں میرا طواف کر رہی تھیں۔ وہ جام پہ جام چڑھا رہی تھیں اور پھر وہ بدمست ہو کر میرے قریب آگئی۔

"اٹھو بیاس۔ اب یہاں سے چلیں۔" میں خاموشی سے اٹھ گیا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی میرے ساتھ دور نکل آئی اور پھر ایک حسین گوشے میں پہنچ کر وہ میرے بازوؤں میں جھول گئی۔ اس کے انگ انگ میں مستی پھوٹ رہی تھی۔ میں نے اسے سنبھال لیا۔ ورنہ وہ گر پڑتی لیکن اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا وہ نشے میں ڈوبی ہوئی آنکھوں سے مجھے دیکھتی ہوئی بولی۔

"کیسے کٹھور ہو بیاس' آسمان پر پورا چندرما ہے۔ دھرتی پر ہوائیں بکھری ہوئی ہیں۔ خوشبوؤں میں ڈوبی ہوئی ہوائیں اور تم اس طرح مجھ سے بے پروا ہو جیسے میں سندر ہی نہیں ہوں۔ بولو بیاس کیا میں سندر نہیں ہوں۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔ "ہاں تم سندر ہو۔ سنسار کی ہر ناری اپنے بارے میں ایسا ہی خیال رکھتی ہے۔" میں بیٹھ گیا اس نے اپنا سر میری آغوش میں رکھ دیا تھا۔

"تو پھر میری سندرتا کو سویکار کیوں نہیں کرتے' کیا کمی ہے مجھ میں؟" اس نے کہا۔ لیکن میرا ذہن آہستہ آہستہ بھٹکنے لگا تھا۔ اچانک ہی ایک دھواں سا میری نگاہوں کے سامنے لہرانے لگا تھا۔ یہ احساس اس نے ہی دلایا تھا کہ آسمان کا چاند پورا ہو

چکا ہے میری نگاہیں چاند کی جانب اٹھ گئیں۔ چاند کا سنہرا طباق جیسے اتنا قریب ہو کہ ہاتھ بڑھاؤ اور چھو لو لیکن چاند کے اشارے کچھ اور ہی تھے۔ میرے دل میں اچانک ہی ایک ہوک سی اٹھنے لگی۔ ہاں چندرما میں پورا ہو گیا اور میں..... میں..... میں..... میری نگاہیں راج کماری پرشوتما کی جانب اٹھ گئیں۔ اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔ لمبی سفید گردن ایک جانب ڈھلکی ہوئی تھی اور اس کی گردن کی رگ پھولتی پچکتی نظر آ رہی تھی۔ اس رگ میں سرخ زندگی دوڑ رہی تھی۔ وہ زندگی جو میرے رگ و پے کو نیا سرور بخشتی تھی۔ میرے وجود میں ایک ایسی آگ لگا دیتی تھی کہ جینے کو جی چاہے اور اس کا حسین مرمریں وجود میری نگاہوں میں بے وقعت ہو گیا۔ اگر تھی کوئی شے اس کے وجود میں باعث دلکشی تو وہ صرف اس کی گردن کی پھولی ہوئی رگیں تھیں اس نرم و نازک جسم میں دوڑتا ہوا خون سرخ، زندگی کی چاشنی سے بھرپور۔ میرے ہونٹ اس کی گردن کی جانب جھک گئے اور جب اس نے میرے ہونٹوں کا لمس محسوس کیا تو مدہوش ہو کر آنکھیں بند کر لیں البتہ جب میرے نوکیلے دانت اس کی گردن کی رگوں میں پیوست ہوئے تو اس کے حلق سے ایک دہشتناک چیخ نکلی لیکن میں نے اس کا منہ اپنے چوڑے شکنجے میں کس لیا۔ اب میں اس کا صحیح طور سے پرستار تھا۔ میں نے اپنے مضبوط دانتوں سے اس کا نرخرہ ادھیڑ ڈالا اور غٹاغٹ اس کی گردن سے اچھلتے ہوئے خون کو اپنے معدے میں اتارنے لگا۔ شراب کے اتنے سارے جام میرے وجود میں وہ نشہ آور کیفیت نہیں پیدا کر سکے تھے جو اس کے وجود سے ابلنے والے خون نے میرے پورے جسم پر طاری کر دی تھی۔ میں اس کا خون چوستا رہا اور اس کا بدن پھڑپھڑاتا رہا لیکن جس طرح میں نے اسے دبوچ رکھا تھا اس کے تحت وہ جنبش تو کر سکتی تھی لیکن میری گرفت سے ایک انچ دور نہیں کھسک سکتی تھی اور بھلا اسے اس وقت تک چھوڑنے کا کیا سوال تھا جب تک کہ اس کی رگوں میں خون رواں دواں تھا۔ میری مہارت کام آ رہی تھی اور جب اس کا سارا خون میرے وجود میں داخل ہو گیا تو میں نے اس کی گردن سے ہونٹ ہٹا لیے اور مسرور نگاہوں سے اسے دیکھا اس کا گلابی رنگ سفید پڑ چکا تھا اور میرے اندر سرور کی ایک ایسی کیفیت بیدار ہو رہی تھی کہ جی چاہ رہا تھا کہ وہیں آنکھیں بند کر کے لیٹوں اور سو جاؤں لیکن یہاں رکنا مناسب نہیں تھا کیونکہ تھوڑے ہی فاصلے پر راج کماری پرشوتما کا سارا لشکر موجود تھا۔ بہتر یہ ہے کہ تھوڑی سی ہمت کروں اور یہاں سے نکل جاؤں۔ ہاں یہی مناسب ہے۔ چنانچہ میں نے اسے اپنے آپ سے تھوڑا سا پرے کر دیا لیکن نہ جانے وہ میری آنکھوں کا دھوکا تھا یا ایک پراسرار حقیقت کہ اچانک ہی میں نے پرشوتما کے بے جان جسم کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس طرح کروٹیں بدل رہا تھا جیسے اس کے اعضاء میں تشنج ہو حالانکہ وہ مر چکی تھی لیکن اس کی یہ کیفیت میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ میرے ہوش و حواس پر جو نشہ طاری تھا وہ آہستہ آہستہ زائل ہونے لگا۔ یہ ناقابل یقین منظر تھا جو میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ پرشوتما کا وجود اب زمین پر کروٹیں لے رہا تھا اور اس کا بدن آہستہ آہستہ پتلا ہوتا جا رہا تھا پھر میری آنکھوں نے ایک انتہائی حیرتناک منظر دیکھا اس کے سارے خدوخال مٹتے جا رہے تھے۔ ہاتھ پاؤں بدن چہرہ سب اس طرح سے ہو رہا تھا کہ میری نگاہوں نے اس سے پہلے ایسا منظر نہیں دیکھا تھا اور پھر جب وہ بالکل ایک پتلی سی رسی کی شکل میں رہ گئی تو میں نے اسے متعجب نگاہوں سے دیکھا۔ ہاں وہ انسانی وجود نہیں رہا تھا۔ سفید رنگ کی ایک خوب صورت ناگن میرے سامنے مردہ پڑی ہوئی تھی اور اس کی گردن کے پاس میرے دانتوں کے نشانات موجود تھے۔ وہ بے شک مر چکی تھی لیکن نجانے کیوں اس انسانی جسم نے ناگن کا روپ دھار لیا تھا پھر ایک دم ہی میرے اندر ایک عجیب سی گرمی دوڑنے لگی۔ یہ گرمی بھی ناقابل یقین تھی۔ اس سے پہلے کبھی میری اندرونی کیفیات ایسی نہیں ہوئی تھیں۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میری رگوں میں دوڑتا ہوا خون کھولنے لگا ہو۔ شدید تپش۔ میرا پورا بدن پسینے میں ڈوب گیا اور میں ایک انتہائی عجیب سی بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور ادھر ادھر دوڑنے لگا۔ دوڑتے ہوئے میں ایک چٹان سے نیچے آیا اور یہاں پہنچ کر اچانک مجھے ٹھٹک جانا پڑا۔ ایک شخص ایک بڑے سے پتھر پر آسن مارے بیٹھا ہوا تھا۔ میں شدید بے کلی کا شکار تھا اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں لیکن اس شخص کو دیکھ کر میں اچانک رک گیا اور پھر میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھا۔ یہاں بھی میرے ذہن کو شدید جھٹکا لگا تھا کیونکہ میں نے اسے پہچان لیا تھا۔

یہ چندر بھان تھا اشیش بھگونت۔ اسے یہاں دیکھ کر میرے وجود میں بجلی سی دوڑ گئی۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے سامنے پہنچ گیا۔ وہ آنکھیں بند کیے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے سینہ تانے بیٹھا ہوا تھا اور گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ میرے منہ سے آہستہ سے آواز نکلی۔

"اشیش بھگونت۔" اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی پھر اس نے کہا۔

"کیسے ہو بیاس۔ کیسے ہو ہشم؟"

"اشیش بھگونت تم یہاں۔ یہاں؟"

"کیوں تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اس سنسار کے کسی گوشے میں نمودار نہیں ہو سکتا۔"

"مم.... مگر تم اشیش بھگونت .... میں ..... میں ..... میں ایک عجیب سی پریشانی کا شکار ہوں۔"

"ہوں کیا بات ہے؟"

"میرے پورے بدن میں آگ سی لگ رہی ہے۔"

"یہ آگ ہماری لگائی ہوئی ہے مورکھ۔" اس نے بدستور زہریلی آواز میں کہا۔

"تمہاری؟"

"ہاں ہماری۔"

"مم.... مگر کیوں اشیش بھگونت؟"

"پاگل نہیں ہو۔ دیوانے نہیں ہو۔ سنسار باسی ہو سنسار کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو۔ ایک منش بڑے پریم سے ایک بیج زمین کھود کر اس میں ڈالتا ہے اور اس کے پاس بیٹھا دیکھتا رہتا ہے کہ کب اس بیج سے کونپل پھوٹے اور جب اس بیج سے کونپل پھوٹتی ہے وہ چشم تصور سے اُسے ایک تناور درخت بنتے دیکھتا ہے پھر وہ سوچتا ہے کہ اس درخت میں پھل نکلیں گے پھول کھلیں گے اور یہ پھل اور پھول اس کی ملکیت ہوں گے سمجھ رہے ہو نا میری بات۔"

"ہاں سمجھ رہا ہوں بھگونت۔" میں نے کہا۔

"مگر اچانک ہی پتا چلے کہ وہ درخت اپنی جگہ سے اٹھ کر چل دے اور کہے کہ میرا ایک بھی پھل تیرا نہیں ہے تو پھر پھل لگانے والے یا درخت کا بیج بونے والے کے من میں اس درخت کے لیے کیا کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔"

"اشیش بھگونت میں کچھ سمجھا نہیں۔"

"تعجب کی بات ہے مگر نہیں، تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ اس وقت بیاس کا من بیاس کے من کے طور پر کام نہیں کر رہا بلکہ وہ میری مٹھی میں ہے کن پاپی، کن دیوانے تجھے اندازہ نہیں ہے کہ میں نے کتنا جیون تیرے ساتھ تپیا کرتے ہوئے گزارا ہے۔ ارے باؤلے میں تو زمین کی گہرائیوں میں سو رہا تھا۔ میں نے تو ایک سمے کا تعین کر لیا تھا کہ اس کے بعد جاگوں گا اور کرپان سنگھ لمودا اور اپنے دوسرے دشمنوں سے بدلہ لوں گا اور اسی کے لیے تو میں نے تجھ پر محنت کی تھی لیکن تیری جون بدل گئی۔ تو نے آنکھیں بدل لیں مجھ سے وہ سب کچھ لینے کے بعد کہ اگر سنسار میں کسی اور کو مل جاتا تو وہ سنسار کا راجا ہوتا، کون تھا جو اس کے مقابلے پر آتا۔ میں نے تجھے جسم کی طاقت اور بیاس کی عقل دی لیکن اس عقل اور طاقت کو تو نے میرے ہی خلاف استعمال کر ڈالا باؤلے۔"

"اشیش بھگونت تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"ارے سمجھنے کا پھیر ہے ورنہ جو مجھے کہنا تھا وہ تو میں کہہ ہی چکا ہوں۔ تو نے مجھے اپنا نہ مان کر میری بات نہ مان کر میرے اشاروں پر نہ چل کر مجھے اپنا دشمن بنا لیا ہے ہماری تیری دوستی تو کبھی کی ختم ہو چکی ہے۔"

"وہ ساری باتیں اپنی جگہ ہیں لیکن لیکن یہ سب کچھ کیا ہوا ہے؟"

"تو کیا سمجھتا ہے باؤلے۔ کیا یہ پھل دوسروں کے کھانے کے لیے چھوڑ دوں میں۔ نہیں جو میں نے کیا ہے وہ مجھے ہی بھگتنا ہے۔ سن نہ یہ کماری پرشوتما تھی نہ اس کا تعلق کسی ریاست چیتنا سے ہے بلکہ یہ میرا گیان ہے جو عورت کی صورت دھار کر تیرے سامنے آیا تھا۔ بہت اونچا اڑ رہا تھا تو سنسار میں۔ میں نے سوچا کہ اب تھوڑی سی دھرتی تجھے دکھا دی جائے۔ اگر میرے کام کا رہتا تو سنسار میں عیش ہی عیش ہوتے تیرے مگر تو مجھ سے ہٹ گیا۔ میں تجھے کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔"

"اشیش بھگونت میں تم سے ہٹا نہیں تھا میں نے تو تم سے یہ کہا تھا کہ تو نے مجھے شریر شکتی دی۔ یہ سب کچھ دیا ہے تو نے، مجھے گیان شکتی کیوں نہیں دیتا۔ بس یہیں مجھے رکنا پڑتا تھا۔ اگر مجھے گیان کی شکتی مل جاتی تو میں سنسار میں بہت سے بڑے بڑے کام کر سکتا تھا۔"

"اور میرا کیا ہوتا۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"میں تیرا ساتھی رہتا اشیش بھگونت۔"

"جھوٹ بولتا ہے رے۔ منش میں یہ کمزوری تو اس سمے سے ہے جب اس دھرتی پر منش کا وجود ہوا تھا۔ وہ اپنے بارے میں پہلے سوچتا ہے بعد میں کسی اور کے بارے میں۔ وہ کبھی گرودان نہیں رہتا اور وہ سمجھدار لوگ ہوتے ہیں جو اپنا سب کچھ کسی کو نہیں دیتے۔ میرے پاس بھی تو کچھ ہونا چاہیے تھا ورنہ آج تیرے ساتھ میں وہ نہیں کر سکتا جو میں نے کہا۔ اب اس سنسار کی مشکلوں سے گزر۔ وہ بھوگ جو تجھے بھوگنا ہے۔"

میں اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ بہرطور وہ میرا استاد تھا۔ اس کے خلاف تو کوئی ایسا عمل میں کبھی نہیں کر سکتا تھا جو استاد کی شان کے خلاف ہو لیکن اس نے کیا کیا ہے اور اس سے مجھے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے یہ سوال بھی میں نے اس لیے کر ڈالا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے اشیش بھگونت کہ میرے اندر ایک آگ سی روشن ہو گئی ہے۔ ایک بے کلی ایک پریشانی سی ہے میرے شریر میں لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ دور ہو جائے گی۔ اس سے مجھے نقصان کیا پہنچا؟"

"ابھی پتا چل جائے گا باؤلے۔ ابھی پتا چل جائے گا۔ میں نے کچا قدم تھوڑی اٹھایا ہے ابھی تیرا شریر بھی پگھلنا شروع ہو جائے گا اور تھوڑی دیر کے بعد تو ایک ناگ کا روپ دھار لے گا جسے دیکھنے والے اس سے خوف کھائیں گے ڈریں گے مگر تو ہو گا کون اشیش ناگ۔" چندر بھان قہقہہ مار کر ہنس پڑا اور میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر حقیقتاً مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے میرے پورے وجود میں بھونچال آگیا ہو۔ میری رگیں اندر سے پھڑک رہی تھیں۔ چیخ رہی تھیں۔ چیخ رہی تھیں۔ گو یہ تکلیف میرے لیے ناقابل برداشت نہیں تھی لیکن

اس عجیب سے احساس سے میں واقعی سہم گیا تھا کہ میرا جسم سانپ کا روپ اختیار کر جائے گا اور یہی ہوا اچانک مجھے محسوس ہوا جیسے میرے پیروں کی جان نکلتی جا رہی ہو۔ میرے پیروں میں لچک پیدا ہو گئی تھی۔ پھر وہ ایک دوسرے سے لپٹتے چلے گئے۔ میرے ہاتھ بھی ایک دوسرے سے لپٹ گئے تھے۔ اس میں میرا دخل نہیں ہوا تھا بلکہ یہ اشیش بھگونت کا جادو کام کر رہا تھا۔ میں نے سہمی ہوئی آواز میں اس سے کہا۔

"شما کر دے مجھے اشیش بھگونت' شما کر دے۔"

"ابھی نہیں' ابھی نہیں۔ اب ذرا سنسار کا یہ مزہ بھی لے لے۔ اس کے بعد دیکھیں گے۔ دوسری ملاقات بھی ہو گی ہماری تیری۔ پھر سوچیں گے اس بارے میں تجھے بھی اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ گیان شکتی کیا چیز ہوتی ہے؟؟"

میں زمین پر گر پڑا اور میرا وجود بھی اس طرح لوٹنیں لگانے لگا جیسے تھوڑی دیر قبل میں نے اس کم بخت عورت کو دیکھا تھا جس کا خون پی کر میری یہ کیفیت ہوئی تھی۔ پیاس کا دماغ میرے پاس موجود تھا اور میں یہ سوچ سکتا تھا کہ اشیش بھگونت نے جس ناگن کو عورت کے روپ میں میرے سامنے بھیجا تھا یہ سب اس کے خون کا کرشمہ ہے کیونکہ اس کا خون میری رگوں میں اتر گیا ہے اس لیے اب میری بھی وہی کیفیت ہو رہی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد میں نے اپنی آنکھوں سے اپنے جسم کو ایک کالے چکیلے چکیلے سانپ کی شکل میں دیکھا۔ میرا چہرہ ایک چوڑے پھن کی صورت اختیار کر گیا تھا اور میری آنکھیں اشیش بھگونت کا جائزہ لے رہی تھیں۔ میں اس سے کچھ کہنا چاہ رہا تھا لیکن میری کئی شاخی زبان باہر نکل نکل کر رہ جاتی تھی۔ میرے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل پا رہی تھی۔ میں مکمل طور پر سانپ بن چکا تھا۔ اشیش بھگونت قہقہے لگا رہا تھا اس کی آواز مجھے سنائی دی۔

"حسین چمکدار' چکیلا' چمکیلا۔ کیا ہی حسین سانپ ہے۔ واہ رے میرے بیاس واہ رے میرے بھسم۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔ اب ذرا تو اس سنسار میں اپنے اس نئے روپ کا مزہ بھی لے لے۔ وہ چٹان کے عقب میں بڑھا اور میں نے اپنا پھن پتلا کر لیا۔ میں اس کے پیچھے دوڑا میں چاہتا تھا کہ اس کے چرنوں کو چھو کر اس سے معافی مانگوں اس سے کہوں کہ مجھے میری اصل شکل میں واپس لے آئے میں تیزی سے اس کے پیچھے دوڑا لیکن اس کے چرنوں تک نہیں پہنچ پا رہا تھا۔ میں دوڑتا رہا اور اشیش بھگونت مجھ سے آگے دوڑتا رہا اور رات آہستہ آہستہ بیتتی رہی۔ یہاں تک کہ اجالے نے منہ چمکایا اور اشیش بھگونت میری نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ دوڑتے دوڑتے تھک گیا تھا اور پھر ایک عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔ میں سر ڈال کر وہیں زمین پر پڑا رہا اور سوچنے لگا کہ کیا مصیبت پڑی ہے کیسی مشکل پیش آ گئی۔ کس عذاب میں گرفتار ہو گیا۔ اب تک کا جیون تو بڑا ہی سندر تھا لیکن اس کے بعد جو کچھ بھگتنا پڑے گا اس سے بچ کے جیون بھاری ہو جائے گا میرے اوپر۔ کیا کروں اور کیا نہ کروں' بڑی مشکلوں کا شکار ہو گیا تھا۔ دل میں چندر بھان کے لیے نفرت کا طوفان امنڈ رہا تھا لیکن اس کے باوجود یہ خیال دل میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کے خلاف کوئی انتقامی قدم اٹھاؤں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں نے اسے چھوڑ دیا تھا لیکن پھر بھی اس نے ایک طویل عرصہ مجھ پر محنت کی تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ بہت دیر تک اسی طرح پڑا رہا۔ اس کے بعد رینگتا ہوا ایک جانب چل پڑا۔ خاصا فاصلہ طے کیا اور اس کے بعد ایک جگہ ایسی زمین نظر آئی جیسی کھیتوں کی زمین ہوتی ہے۔ سیدھی سادی پڑی ہوئی تھی۔ زیادہ وسعت نہیں تھی اس میں لیکن صاف اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں کھیتی باڑی ہوتی ہو گی اس کا مقصد ہے کہ کوئی بستی کوئی آبادی قریب ہے۔ میں نے اپنا بدن اوپر اٹھایا۔ پھن کاڑھ کر ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں کافی فاصلے پر کالے رنگ کے پتھروں سے بنے ہوئے کھنڈرات نظر آ رہے تھے۔ یہ کھنڈرات یقیناً کالے نہیں ہوں گے بلکہ امتداد زمانہ نے ان کا یہ رنگ کر دیا تھا۔ ہو گی کوئی تاریخ ان کی بھی۔ انسانوں کی تاریخ تو یکساں ہی ہوتی ہے۔ زمین کے کنارے کنارے چند درخت بھی نظر آ رہے تھے اب چونکہ سورج ابھرنے لگا تھا۔ اس لیے دھوپ پھیلتی جا رہی تھی اور دھوپ میں خاصی تپش تھی۔ میں آہستہ آہستہ رینگتا ہوا ایک درخت کے قریب پہنچ گیا اور اس کی جڑ میں جا بیٹھا۔ بدن شدید تھکن سے چور تھا اور میں اپنے اندر بڑی ناتوانی محسوس کر رہا تھا کہ اچانک گھنٹیوں کی آواز کانوں میں ابھری اور میں نے پھن اٹھا کر دیکھا۔ کوئی کسان تھا جو بیلوں کی جوڑی لیے اس جانب آ رہا تھا۔ بیلوں سے ہل بندھا ہوا تھا لیکن قریب آنے پر میں نے دیکھا کہ بیلوں کے جسم پنجر کی شکل میں نظر آ رہے تھے۔ ہڈیاں ہی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔ بہت کمزور اور لاغر بیل تھے۔ کسان انہیں کھیتوں کی زمین پر لے آیا۔ تب میری نگاہ اس کسان پر بھی پڑی۔ بیلوں سے مختلف نہیں تھا۔ دبلا پتلا چہرے سے مفلسی ٹپکتی تھی۔ شیو بڑھا ہوا' سر کے بال بکھرے ہوئے' آنکھوں میں ویرانی ہل کی انی زمین پر ڈالی اور بیلوں کو ٹخٹخانے لگا۔ بیل آہستہ آہستہ بڑھنے لگے۔ کسان ہل کی انی پر کھڑا ہو گیا تھا تاکہ ہل کی انی زمین میں داخل ہو جائے۔ ہل کی انی تو زمین میں داخل ہو گئی تھی لیکن بیل بڑی مشکل سے چل پا رہے تھے۔ وہ زور لگا لگا کر آگے بڑھ رہے تھے لیکن اپنی ناتوانی کے باعث صحیح طور پر ہل کو نہ کھینچ پا رہے تھے کسان آہستہ آہستہ بڑبڑانے لگا۔

"ارے بروا زور لگا دو ارے ہم کا کریں۔ ہماری تمہاری تقدیر ہی ایسی ہے۔ ساتھ دو بروا ساتھ دو۔"

کچھ عجیب سی اداسی تھی اس کی آواز میں۔ ایک ایسا سوز

تھا کہ میں چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ میں نے پھن زمین پر ڈالا اور آہستہ آہستہ زمین کی مینڈھ کے ساتھ رینگنے لگا۔ بیل ہل کھینچ رہے تھے۔ کسان بڑے پیار سے ان کے پچھلے جسم تھپتھپا رہا تھا اس کے ہاتھ میں انہیں مارنے کے لیے کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ ہر ممکن کوشش کر رہا تھا کہ بیل چلیں لیکن بیلوں سے چلا ہی نہیں جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ کچھ فاصلے پر پہنچ کر ایک بیل زمین پر بیٹھ گیا۔ کسان جلدی سے ہل سے اتر گیا تھا۔

"ارے سسرے یہ کیا کرے ہے رے۔ ارے 'ارے بھیا زمین کھودنی ہے ویسے ہی بہت سے دن ہو گئے ہیں سسرو۔ اب تم بھی ساتھ چھوڑو گے تو کیا کھائیں گے 'کیا' پہنیں گے ارے بھیا ساتھ دو لاکھو رام کا۔ ارے بے پروا چار چار ہتھنیاں ہیں تم بھی سسرے ابھی سے بوڑھے ہو گئے ارے اب تو کوئی ڈنگر نہیں ملے گا بھی نہیں سسرو جیون بتا دیا تمہارے ساتھ۔ ہجار بار وہ مسلمان قصائی تمہیں مانگ چکا ہے ارے کاٹ کوٹ کے کھا جائے گا سسرو اتنا تو ہمارا ساتھ دو' ہم بھی تم سے کم کمجور نہیں ہیں مگر کیا کریں ان چار ہتھنیوں کا جنہوں نے ہمیں زندہ رکھا ہوا ہے مر گئے تو سسروں کا جانے کیا ہوگا اٹھ اٹھ بیرا اٹھ۔"

اس نے بیل کو گھٹولایا اور بیل بیچارہ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ میرے دل میں اس کے لیے دکھ پیدا ہو گیا تھا۔ اس زمین پر بسنے والوں کے لیے مشکلات زیادہ تھیں۔ بہت کم ایسے تھے جو سکھ کی زندگی گزار رہے تھے ادھر تیجو ل تھا۔ ادھر یہ لاکھو رام ہے اپنی ہی بارے میں کہہ رہا تھا یہ مگر بڑی دردناک باتیں تھیں۔ بیل اس کے پرانے ساتھی تھے اور وہ بیلوں کو قصائیوں کے حوالے نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ سب انہیں کاٹ کوٹ کے کھا جائیں گے لیکن بیلوں سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔ درحقیقت ان کے ناتواں جسم اب آرام کرنے کے لیے تھے۔ مجھے بڑی دلچسپی پیدا ہو گئی تھی لاکھو رام سے۔ بہت دیر تک وہ بیچارہ کوششیں کرتا رہا لیکن ہل چلانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ تب اس نے بیلوں کو وہیں چھوڑ دیا اور ایک درخت کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ میں اس کی سسکیاں بھرنے کی آوازیں سن رہا تھا۔ میں بھی درخت کے بالکل قریب ہی تھا۔ وہ ہچکیاں لے لے کر رو رہا تھا۔

"اب بتاؤ کیا کریں ہم اب تو یوں لگتا ہے جیسے اس بار فصل بھی نہ بوئی جا سکے گی فاقے ہوں گے سب کچھ بک جائے گا۔ اب تو بکنے کے لیے کچھ نہیں رہ گیا ہے۔ ہائے رام کیا کریں ہم؟"

میں خاموشی سے اس کے سامنے بیٹھا درد بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر مجھ پر پڑ گئی۔ انسانی فطرت کے مطابق پہلے تو وہ خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا پھر شاید اندر کی بے بسی ابھر آئی کہنے لگا۔

"صحیح سے پر آ گئے ناگ مہاراج۔ ڈس لو ہمیں ہمارا جیون ختم کر دو۔ بیکار جیون ہے خود کہیں ڈوب مریں گے تو ساری بستی والے کہیں گے کہ لاکھو رام نے ہمت ہار دی۔ ارے ہمت تو ہم ہار چکے ہیں بس اپنی ساکھ بنائے ہوئے ہیں پر اب نہ جیا جائے۔ ڈس لو ہمیں ناگ دیوتا ڈس لو۔" اس نے آنکھیں بند کر کے اپنا ہاتھ آگے کر دیا لیکن میں نے اپنا پھن پیچھے ہٹا لیا تھا وہ کچھ اور آگے بڑھا اور اس بار اس کا ہاتھ میرے جسم سے مس ہو گیا تھا لیکن میں اور پیچھے ہٹ گیا۔ تب اس نے آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا اور غمزدہ لہجے میں بولا۔

"تم بھی نا ہی سنو گے ہماری ٹھیک ہے سنسار ہی بیری ہو گیا تم ہی کون سا نیا کام کر رہے ہو۔ پر کیا کریں یہ سسرے بیل تو چل کر ہی نہیں وے رہے۔ ارے کچھ تو کرو بھیا۔ کوئی تو ساتھ دو ہمارا۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کراہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ بیلوں کی صورت دیکھتا رہا پھر بولا۔

"بھاڑ میں جائے سب کچھ چلو گھر میں چلیں۔" اور اس کے بعد اس نے ہل بیلوں سے کھول کر کندھے پر رکھا اور انہیں ٹخٹخاتا ہوا آگے بڑھتا رہا لیکن مجھے اس کی ذات سے اتنی دلچسپی پیدا ہو گئی تھی کہ میں خود بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد مجھے وہ بستی نظر آ گئی۔ بستی میں ابتدائے سرے پر ہی لاکھو رام کا گھر تھا۔ ٹوٹا پھوٹا جھونپڑا جس کا احاطہ جھاڑ جھنکاڑ سے کیا گیا تھا۔ دروازہ بھی اس میں بنا دیا گیا تھا۔ اندر بیلوں کے باندھنے کی جگہ تھی اور اس کے بعد رہنے کا ایک کمرا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی میں نے وہاں احاطے کے باہر کے مینے میں ہی چار نوجوان لڑکیوں کو دیکھا لاکھو رام کے برے حالات کے اثرات ان پر نظر نہیں آ رہے تھے بلکہ وہ بالکل چاق وچوبند تندرست و توانا اور جوانی کی ساری سرمستیوں میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ ایک نے کہا۔

"لو بابا آ گئے۔ ارے بابا آج اتنی جلدی کیسے آ گئے؟" لیکن لاکھو رام کوئی جواب دیے بغیر بیلوں کو ان کی جگہ باندھ کر اندر چلا گیا تھا۔ میں ایک جگہ چھپ کر جھاڑیوں میں بیٹھ گیا تھا۔ لڑکیاں باتیں کرتی رہیں۔ یہاں کے حالات اس حد تک معلوم ہوئے کہ لاکھو رام کسان تھا۔ یہ تھوڑی سی زمینیں تھیں اس کی بیل تھے ہل تھا۔ چار بیٹیوں کا باپ تھا اور اب زندگی سے ہار چکا تھا۔ غربت اور افلاس کے عالم میں بسر ہو رہی تھی۔ کھیل تیجو ل سے مختلف نہیں تھا لیکن یہاں کوئی چکت لعل نہیں تھا اور نہ ہی اس سے کسی کی لاگ۔ ڈانٹ تھی بلکہ یہاں وہ صرف زندگی اور حالات سے لڑ رہا تھا۔ کیا کیا جا سکتا ہے۔ کسی کے لیے انسانوں کی کہانیوں میں ایسی ہی لاتعداد کہانیاں نظر آتی تھیں مجھے۔ بہت دیر تک وہاں رکا رہا اور اس کے بعد وہاں سے واپس چل پڑا۔ انسانوں کی آبادی بھی سانپ کو دیکھ کر کوئی بھی اپنے عمل کا آغاز کر سکتا تھا اس لیے بہتر تھا کہ ویرانوں ہی کے راستے اپنائیں جائیں۔ وہ کھنڈرات یاد آئے جو وہیں اس زمین سے میں نے

دیکھے تھے اور میں نے اپنا رخ انہی کی جانب کر دیا۔

کچھ دیر کے بعد میں کھنڈرات کے قریب پہنچ گیا۔ کافی وسیع علاقے پر پھیلے ہوئے تھے۔ ٹھنڈے پرسکون چاروں طرف ایک ہیبت ناک سکوت چھایا ہوا تھا۔ کہیں سے کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ پتھروں کی بڑی بڑی سلیں' ٹوٹی ہوئی اینٹوں کے ڈھیر' کہیں در بنے ہوئے اور کہیں گھپائیں' نجانے ان کی تاریخ کیا ہے مجھے اس تاریخ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ میں نے ایک مناسب جگہ تلاش کی اور وہاں کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ بڑے عجیب حالات تھے۔ مستقبل اب بہت بھیانک نظر آرہا تھا۔ بھلا ایک سانپ کی شکل میں زندگی کیسے گزاری جا سکتی ہے۔ یہاں میرے ذہن میں کچھ جنونی کیفیات سر ابھارنے لگیں۔ اس نے یہ انتقامی کارروائی کر کے بہت برا کیا ہے۔ کہاں تک اپنے ذہن کو قابو میں رکھوں۔ یہ تو بڑا مشکل وقت آگیا مجھ پر۔ بہرحال جو کچھ بھی تھا۔ سوچنا تھا اب ان لمحات سے لیکن راستہ کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔

وقت گزرتا رہا پھر رات ہو گئی۔ میں وہیں سر ڈال کر بیٹھ گیا تھا۔ اب سوچنے کے لیے بھی کچھ نہیں تھا میرے پاس۔ کم بخت اشیش بھگونت نے ایسا وار مارا تھا کہ چاروں شانے چت ہو گیا تھا۔ کیا کروں کیا نہ کروں۔ رات گہری ہوتی چلی گئی۔ پھر مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ کتنی رات گزری ہے کہ اچانک ہی کھنڈرات میں کچھ آہٹیں ابھریں اور میں نے چونک کر پھن اٹھا لیا۔ رات کی تاریکی میں مجھے دن کی روشنی کی مانند سب کچھ نظر آرہا تھا۔ میں نے پانچ چھ افراد کو دیکھا۔ گھوڑوں کی لگامیں پکڑے ہوئے پیدل کھنڈرات میں داخل ہوئے تھے وار ادھر ادھر چل پھر کر شاید کوئی مناسب جگہ دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایک در کے ستون سے باندھنا شروع کر دیا۔ سب نے اپنے اپنے گھوڑے وہاں باندھ دیئے اور گٹھریوں سے گھاس کھول کر ان کے سامنے ڈال دی پھر وہ خود ایک چوڑی سی دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے۔ میں نے دلچسپی سے اپنی جگہ چھوڑی اور آہستہ آہستہ رینگتا ہوا دیوار کے عقب میں پہنچ گیا پھر ایک ایسی جگہ جو ذرا بلند تھی منتخب کر کے میں وہاں سے ان کی حرکات کا جائزہ لینے لگا۔ ان میں سے ایک مٹی کے تیل کی لالٹین روشن کر رہا تھا۔ لالٹین جل گئی تو دوسرے نے کہا۔

"چرن ناتھ روشنی کہیں کسی کو نظر نہ آجائے۔"

"کیسے نظر آئے گی رے۔ بستی تو بہت دور ہے اور رات کو بھوتوں کے اس کھنڈر میں کوئی نہیں آتا جاتا۔" اس نے لالٹین جلا کر ایک اونچے پتھر پر رکھ دی۔ تھوڑے سے حصے میں روشنی پھیل گئی تھی۔ میں خاموشی سے پتھر پر بیٹھا ان کی کارروائیاں دیکھ رہا تھا۔ انہوں نے کچھ گٹھریاں کھول کر سامنے رکھیں اور پھر ان کی گرہیں کھولنے لگے۔ گٹھریوں میں سونے چاندی کے زیورات اور کچھ اور قیمتی چیزیں نظر آرہی تھیں ان میں سے ایک کہنے لگا۔

"بڑا مالدار آدمی نکلا۔ یہ دھنی رام تو سسرے نے پتا نہیں کہاں کہاں سے دولت لوٹ کر جمع کی تھی۔"

"میں نے تو سنا ہے کہ دھنی رام خود بھی ڈکیت تھا کسی زمانے میں۔"

"لگتا تو نہیں ہے پر ہوگا سسرا۔ اتنی دولت ایمانداری سے تو جمع نہیں کی جا سکتی۔ ہمیں خبر تو ملی تھی مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ سسرے کے پاس سے اتنا مال نکل آئے گا۔"

"اب رپٹ لکھوائی جائے گی اور ہرکارے نکل پڑیں گے۔ ہماری تلاش میں وہ سسری بڑھیا جو تھیں نا ایسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مجھے دیکھ رہی تھی جیسے مجھے پہچان رہی ہو۔"

"تو نے مار کیوں نہ دیا اسے؟"

بڑھیا جو تھی من نہ چاہا۔ وہ تو آپ ہی مر جائے گی۔

"باؤلا ہے تو ہیرا خطرے کو نہیں چھوڑنا چاہیے اچھا چلو اب بیکار باتیں مت کرو اپنا اپنا حصہ نکال لو۔"

ان کی باتوں سے مجھے علم ہو گیا کہ وہ ڈکیت تھے اور کہیں سے ڈاکا مار کر آرہے تھے۔ وہ اپنے اپنے حصے کرتے رہے اور پھر انہوں نے تقسیم شدہ دولت کو کپڑوں میں باندھ کر اپنے لباس میں چھپا لیا پھر نہ جانے کیسے ایک کم بخت کی نظر مجھ پر پڑ گئی اور وہ دہشت بھرے لہجے میں چیخا۔

"سانپ"

"کہاں؟" دوسرے نے کہا اور سب اچھل کر کھڑے ہوئے پھر سبھی نے مجھے دیکھ لیا۔

"مار دو یار اسے مارو نہیں تو گھوڑوں وغیرہ کو کاٹ کھائے اور پھر ہمیں بھی رات یہاں ٹھہرنا ہے۔" ان میں سے ایک نے پتھر اٹھا کر پوری قوت سے میری جانب اچھالا پتھر میرے جسم کو لگا لیکن چوٹ کوئی خاص نہیں تھی۔ میں وہاں سے ہٹ گیا اور پھن نیچے ڈال کر تیزی سے اینٹوں کے درمیان رینگنے لگا لیکن ان لوگوں کو مجھ سے نجانے کیا نفرت پیدا ہو گئی تھی وہ مجھ پر پتھراؤ کرتے رہے انہوں نے لالٹین ہاتھ میں اٹھائی تھی اور جدھر میں جا رہا تھا ادھر ہی دوڑ رہے تھے۔ پیچھے سے وہ مجھ پر پتھر پھینکتے جا رہے تھے حالانکہ پہلا پتھر میرے جسم پر لگا لیکن کوئی خاص چوٹ نہیں لگی تھی۔ البتہ میں خوفزدہ ضرور تھا ہو سکتا ہے اشیش بھگونت نے مجھ سے میری وہ شکتی بھی چھین لی ہو انسان کے روپ میں تو میرا جسم ناقابل تسخیر تھا۔ سانپ بن کر تو میں بہت کمزور ہو گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کوئی پتھر میرے سر وغیرہ پر پڑ جائے

اور مجھے کوئی نقصان پہنچ جائے۔

وہ سارے کے سارے اس طرح پیچھے پڑے تھے کہ سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دے رہے تھے۔ بڑی مشکل سے ایک چھوٹا سا بل نظر آیا۔ میں نے سوچا کہ اس وقت تو ان سے جان بچانے کے لیے اندر گھس ہی جاؤں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ میں اس سوراخ سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر گہری تاریکی تھی لیکن مجھے سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ سوراخ کافی دور تک ایک سرنگ کی شکل میں چلا گیا تھا اور ابھی میں سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ اچانک بڑی تیزی سے نیچے گرنے لگا۔ کافی نیچے جا کر گرا تھا میں۔ لگتا تھا جیسے کوئی کنواں ہو۔ نیچے گر کر میں نے نگاہیں اٹھا کر اوپر دیکھا سوراخ نظر آ رہا تھا۔ جس جگہ میں گرا تھا وہ ایک بڑی سی باؤلی تھی گول اور چنی ہوئی اینٹوں سے اوپر تک جانے والی۔ باؤلی میں جھاڑ جھنکاڑ اگے ہوئے تھے۔ چاروں طرف چھوٹے بڑے سوراخ تھے جگہ جگہ چوہے نظر آ رہے تھے اور ان کی بھاگ دوڑ سے ہلکی ہلکی سرسراہٹیں ہو رہی تھیں۔ مجھے دیکھ کر وہ سہم گئے اور دوڑ کر باؤلی کی دیواروں میں بنے ہوئے سوراخوں میں جا گھسے۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھال کر کنڈلی ماری اور بیٹھ گیا۔ میرا پھن چاروں طرف گردش کر رہا تھا۔ تبھی مجھے ایک کونے میں ایک چمکتی ہوئی شے نظر آئی اور میں اسے دیکھنے لگا پھر آہستہ آہستہ رینگ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ یہ پیتل کے دو کلسے تھے۔ کافی بڑے بڑے اور چوڑے منہ والے۔ میں نے اپنا جسم اوپر اٹھایا۔ کلسوں پر ڈھکن ڈھکے ہوئے تھے اور ان پر شاید مٹی لگا دی گئی تھی لیکن پرانی ہونے کی وجہ سے یہ مٹی بھی جگہ جگہ سے ٹوٹ گئی تھی اور ڈھکن بھی ایک آدھ جگہ سے اوپر اٹھ گیا تھا۔ میں نے اپنے پھن سے ایک کلسے کے ڈھکن کو تھوڑا سا دھکیلا تو اندر سے روشنی چمک اٹھی۔ کلسوں میں سونے کی گنیاں بھری ہوئی تھیں۔ گنیاں کلسوں میں اوپر تک بھری ہوئی تھیں۔ میں نے اپنے پھن سے انہیں ہلایا جلایا تو پتا چلا کہ گنیاں نیچے تک چلی گئی ہیں۔ راجاؤں یا ان کھنڈرات کے کسی مالک نے سونے کی اشرفیوں سے بھرے ہوئے یہ کلسے یہاں زمین میں دبا دیے تھے یا اس باؤلی میں محفوظ کر دیے تھے اور پھر خود کسی چتا میں جل کر بھسم ہو گیا تھا یا قبر کی گہرائیوں میں چلا گیا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کیا ہوا لیکن اس کا مجھے یقین ہو گیا کہ کھنڈرات میں اس عظیم الشان خزانے کے بارے میں جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

بہرحال یہ تو میں نے زمین کی گہرائیوں میں دیکھا تھا۔ مجھے بھلا سونے کی ان اشرفیوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ میرے لیے سب کچھ بیکار تھا چنانچہ میں وہاں سے ہٹ گیا۔ باہر نکلنے کا راستہ وہی سوراخ تھا لیکن باؤلی کا ایک چکر لگا کر مجھے پتا چل گیا کہ ایک راستہ اور بھی ہے۔ لکڑی کا بنا ہوا ایک دروازہ تھا جسے اگر انسانی ہاتھ کھولنے کی کوشش کرتے تو بہ آسانی اسے کھول سکتے تھے کیونکہ وہ بالکل بوسیدہ ہو چکا تھا۔ ایک دو جگہ اس میں سوراخ بھی ہو گئے تھے۔ میں نے دروازے کی چوکھٹ کے نیچے قوت آزمائی کی تو چوکھٹ جو کبھی لکڑی کی بنی ہوئی ہو گی پل بھر میں مٹی کی طرح اپنی جگہ سے ہٹ گئی اور میں اس سوراخ سے دوسری طرف نکل آیا۔ یہاں سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں اور یہ سیڑھیاں کافی اوپر تک چلی گئی تھیں۔ میں ان سیڑھیوں سے چڑھتا ہوا اوپر آ گیا۔ یہ ایک کمرا تھا جس میں پتھروں کی کچھ مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ مورتیاں بھی بہت قدیم تھیں اس سارے ماحول کو دیکھتا ہوا بالآخر میں اس کمرے سے بھی باہر آ گیا۔ یہ کھنڈر سے باہر کا منظر تھا۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکوؤں نے لالٹین بجھا دی ہے اور غالباً میرے نگاہوں سے گم ہونے کی وجہ سے خوف زدہ ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے گھوڑے کھول رہے تھے پھر میں نے انہیں گھوڑوں پر بیٹھ کر وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا اور گردن ہلانے لگا۔ کیا عجیب زندگی ہو گئی تھی میری۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ دماغ میں بہت سے خیالات آ رہے تھے پھر اچانک ہی مجھے لاکھو رام کسان کی باتیں بھی یاد آئیں۔ اس کا گھر بھی دیکھ آیا تھا میں اور بقول اس کے ان چاروں ہتھنیوں کو بھی دیکھ لیا تھا جو اس کی زندگی کی گاہک بنی ہوئی تھیں۔ واقعات سب سمجھ میں آ رہے تھے چار جوان بیٹیوں کا باپ جس کے بیل بھی اس کے ساتھ بوڑھے ہو گئے تھے اور اب وہ زندگی کے بوجھ کو گھسیٹ رہا تھا۔ مر جانے کا خواہش مند تھا تاکہ اپنی مصیبتوں سے چھٹکارا پا لے پھر اچانک میرے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ سونے کی اشرفیوں سے بھرے ہوئے یہ کلسے اگر لاکھو رام کو مل جائیں تو کیا اسے نیا جیون نہیں مل جائے گا۔ اس خیال نے دماغ ایک دم روشن کر دیا تھا اور میں بڑے خوشگوار انداز میں سوچنے لگا تھا لیکن پھر خود ہی دل پر ایک عجیب سا بوجھ آ پڑا۔ میری تو زبان بھی نہیں ہے۔ ناگ کی حیثیت سے لوگ بس مجھ سے خوف ہی کھا سکتے ہیں لاکھو رام کو کیسے بتاؤں گا کہ کھنڈرات میں اس کے لیے زندگی چھپی ہوئی ہے۔ کیا ترکیب ہو سکتی ہے ایسی کہ لاکھو رام کو میرے دل کی بات پتا چل جائے لیکن بہت غور کرنے کے بعد بھی کوئی ایسی ترکیب سمجھ میں نہیں آئی جس سے میں لاکھو رام کو ان اشرفیوں کے بارے میں بتا سکوں۔ حالانکہ دل یہی چاہ رہا تھا کہ جب یہ تھوڑی سی معلومات مجھے حاصل ہوئی ہیں تو کیوں نہ ایک مجبور اور بے کس آدمی کو ان کے بارے میں بتا دوں پھر اس امید پر کھنڈرات سے نکل آیا کہ ہو سکتا ہے ایسا کوئی موقع مل جائے اور میں اپنا یہ کام کر لوں۔ ایک بار پھر لاکھو رام کے گھر جانا چاہیے حالانکہ مجھے کیا پڑی تھی بلاوجہ یہ سب کچھ کرنے کی لیکن طبیعت میں شاید انسان دوستی کا جذبہ کچھ زیادہ گہرا ہو گیا تھا اگر نہ ہوتا تو تیجو لال کے لیے اتنی لمبی مصیبت میں پڑنے کی کیا ضرورت تھی۔

لاکھو رام کے گھر کی جانب سفر کرتے ہوئے میں نے سوچا کہ میری کیفیت بڑی مخدوش ہوگئی ہے اور نجانے مجھے اب کیسی کیسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا بہرحال اب مصیبت پڑی ہے تو اسے بھگتنا بھی ہوگا۔ رات کی تاریکی میں لاکھو رام کے گھر واپس پہنچنا مشکل نہ ہوا۔ میں اندر داخل ہوگیا۔ جانور زیادہ حساس ہوتے ہیں۔ باہر احاطے میں بندھے ہوئے بیل جو بیٹھے ہوئے تھے میرے جسم کی سرسراہٹ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں ان سے بچتا ہوا کوئی ایسی جگہ تلاش کرنے لگا جہاں چھپ سکوں اور ایک جگہ مجھے نظر آگئی۔ چھپرا پڑا ہوا تھا احاطے کے ایک گوشے میں اور اس کے نیچے بھوسے کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ یہ غالباً" بیلوں کی خوراک تھی۔ بھوسے کے ڈھیر میں چھپنے کے لیے مجھے مناسب جگہ مل گئی۔ باقی رات وہیں گزاری۔

لاکھو رام صبح کو جلدی جاگ گیا تھا۔ تھوڑی سی آگ جلا کر وہ اس کے گرد جا بیٹھا اور پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اس کی بیوی بھی اس کے پاس آبیٹھی۔

"کیا بات ہے آج بہت پریشان نظر آرہے ہو؟"

"ارے بھاگوان یہ پریشانی تو اب سیدھی چتا میں ہی جا کر ختم ہوگی۔"

"بھگوان نہ کرے کیسی باتیں کرتے ہو۔ چار چار بیٹیوں کا بوجھ کندھوں پر ہے انہیں کون پار لگائے گا؟"

"بھگوان ہی پار لگائے گا اب تو۔ میں کیا اور میری بساط کیا دیکھ لے کیا حالت ہوگئی ہے میری۔ کھانسی اٹھتی ہے تو پھیپھڑے پھٹنے لگتے ہیں۔ بیلوں کو بیچاروں کو الگ دیکھو سوکھ سوکھ کر کانٹا ہوگئے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں کیا نہ کروں؟"

"بیلوں کو بیچ دو نا۔ وہ رمضان قصائی......"

"کیسی باتیں کرتی ہے تو۔ جیون بھر کا ساتھ ہے ان کا' میرا بیچ دوں انہیں۔ رمضان کیا کرے گا ان کا جانتی ہے؟"

"سو تو ہے۔ کاٹ کوٹ کے کھا جائیں گے یہ سارے مُسلے۔"

"وہ ان کا کام نہیں اس سے کیا۔ پر ہم اپنے ڈنگروں کو ان کے حوالے کیسے کر دیں؟"

"تو پھر بیٹھے بیٹھے ہی مر جائیں گے۔ ہل تو ان سے چلنے نا ہے۔"

"بوڑھے ہوگئے ہیں لاکھو کی طرح بیچارے ہل گھسیٹنے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جان نہیں ہے ان میں۔"

"تو پھر خود ہی بتاؤ کہاں سے کھاؤ گے اور کہاں سے انہیں کھلاؤ گے؟"

"اب کیا بتاؤں میرے تو ہاتھ پاؤں تھک چکے ہیں بھگوان ہی نے اگر کچھ سوچا ہے تو دیکھو لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ بھگوان نے بھی کیا سوچا ہے۔ دن رات انہی سوچوں میں تو گھل رہا ہوں اور بیٹیاں ہیں تو بھگوان کی سوگند نظر ڈالو ان پر تو ڈر لگے ہے۔ آنکھیں جھک جائیں ہیں۔ ارے رکھی سوکھی کھا کر بھگوان نے کیا بنا دیا ہے انہیں۔" لاکھو رام کی بیوی خود بھی گردن جھکا کر سوچ میں ڈوب گئی بہت دیر تک یہ بیچارے اسی طرح بیٹھے رہے پھر لڑکیاں وغیرہ جاگ گئیں۔ لاکھو رام آج کھیتوں پر جانے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا تھا۔ بہت دیر تک وہ گھر ہی میں رہا اس کے بعد بیوی سے بولا۔

"نکل رہا ہوں۔ کسی سے بات کروں گا' اگر کوئی ترس کھا کر کھیتوں میں ہل چلا دے تو ہو سکتا ہے ہماری بگڑی بن جائے۔ وہ چلا گیا اس کی بیٹیاں کاموں میں مصروف ہوگئی تھیں۔ میں بدستور بھوسے کے ڈھیر میں چھپا ہوا تھا پھر ایک لڑکی جس کی عمر چودہ پندرہ سال ہوگی اس طرف آئی جہاں بھوسے کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اس نے بھوسے کی گانٹھیں اٹھا کر ادھر ادھر رکھنا شروع کر دیں۔ اب تو میرے لیے پریشانی ہوگئی تھی۔ کہیں اور چھپنا ممکن نہیں تھا پھر اچانک ہی لڑکی کی نظر مجھ پر پڑی میں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے منہ سے ایک چیخ سی نکلنے لگی لیکن پھر اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔ اس کی آنکھیں میری آنکھوں میں ڈلی ہوئی تھیں اور مجھے کسی کی کہی ہوئی ایک بات یاد آرہی تھی وہ یہ تھی کہ شیش ناگ کی آنکھوں میں بھگوان نے ایسی شکتی دی ہے کہ اگر کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ لے تو وہ سحرزدہ ہو جائے۔ یہ بات ان سپیروں نے آپس میں باتیں کرتے ہوئے کہی تھی جن کے درمیان سنتا رہتی تھی مجھے آج ان کی وہ بات یاد آگئی تھی اور یہ بھی اندازہ تھا کہ مجھے اپنے بارے میں کہ اشیش بھگونت نے مجھے شیش ناگ بنایا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے اپنی ننھی ننھی آنکھوں کی گرفت اس لڑکی کی آنکھوں پر سخت کر دی وہ سچ مچ جیسے پتھر کی ہوگئی تھی تب میں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اس سے کہا۔

"دیکھ تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا میں۔ میں تیرا اور تیرے پریوار کا دوست ہوں مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تیرا نام کیا ہے؟" یہ ایک کوشش تھی جو بیاس کی عقل سے سوچ کر میں نے کی۔ اب اس کا نتیجہ دیکھنا تھا اس کی ہونٹ آہستہ آہستہ ہلے اور ان سے آواز نکلی۔

"دیپو۔" میں خوشی سے جھوم اٹھا اس نے میرے سوال کا جواب دے دیا تھا اور کچھ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو مجھے زندہ رہنے کا ایک طریقہ آگیا تھا بے بسی کی اس زندگی میں جب کسی سے کلام بھی نہ کیا جا سکے میں کیا کرتا اور کیا نہ کرتا' لیکن اگر لوگ اس طرح میری زبان سمجھ لیں تو کم از کم کسی کو اپنا حال دل تو بتا سکتا ہوں یہ ایک عمدہ طریقہ تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

دیپو تو اپنے من میں وشواش رکھ کہ میں تیرے جیون کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ میں تیرا دوست ہوں اور تیری اور

تیرے پتا کی سہائتا کرنا چاہتا ہوں۔" وہ خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی اس کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل سکی تھی لیکن یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں تھی انسان تھی اور ایک سانپ سے خوفزدہ بہرحال میں اسے آسانی سے اپنا آلۂ کار بنا سکتا تھا۔ میں نے اسے اپنی آنکھوں کے سحر میں گرفتار کر لیا تھا اور خوبصورت لڑکی میری صورت دیکھ رہی تھی۔ وہ پتھرائی پتھرائی سی کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے پھر کہا۔

"دیپو اس وقت تو میں تجھے کچھ نہیں بتاؤں گا لیکن شام کو سورج ڈھل جائے تو تو.... یہیں اسی بھوسے کے ڈھیر پر آجانا تجھے میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ میں تجھے ایک ایسی جگہ لے جاؤں گا جہاں تیرے اور تیرے پریوار کے جیون کے لیے بہت کچھ ہے۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سن لینا اور کسی کو اس کے بارے میں کچھ نہ بتانا۔"

ابھی میں نے اسے اتنا ہی سمجھایا تھا کہ پیچھے سے اس کی ماں آگئی اور اس نے زور سے ایک تھپڑ دیپو کی پیٹھ پر جمایا۔

"اب یہاں آئی تو ایسی کہ واپس ہی نہیں جا رہی۔ ارے سمجھتی ہوں تیرے سارے لچھن' کام سے جی چراتی ہے۔ کیسے جیون کٹے گا تیرا' غیر کے گھر میں جائے گی تو۔"

دیپو میرے سحر سے آزاد ہوگئی' پھر اس کے حلق سے ایک دہشت ناک چیخ نکلی اور اس نے عقب میں چھلانگ لگا دی۔ اس کی ماں اس کی لپیٹ میں آکر گرتے گرتے بچی تھی۔ "ارے تیرا ستیا ناس اری او سانڈنی کیا ہوگیا۔ کیا موت پڑ گئی ہے تجھ پر۔" دیپو کی ماں نے چیختے ہوئے کہا' لیکن دیپو کھلیان کے پاس سے دور بھاگ گئی اور پھر اس نے حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنا شروع کر دیا۔

"سانپ سانپ بھوسے میں سانپ ہے ماتا جی بھوسے میں سانپ ہے۔"

"ہیں۔" دیپو کی ماں نے بڑی لمبی چھلانگ لگائی تھی اور پھر وہ دیپو کے پاس پہنچ گئی۔ باقی بہنیں بھی آگئی تھیں اور دیپو کو چیختے دیکھ کر خود بھی چیخنے لگی تھیں۔

"ارے کمینوں چپ ہو جاؤ کیا شور مچایا ہے اری او دیپو تیری حرکت سمجھتی ہوں میں' کدھر ہے سانپ لا مجھے دکھا کہاں ہے سانپ۔"

"بھگوان کی سوگند ماتا جی' بھگوان کی سوگند سانپ ہے۔ یہ بڑا یہ چوڑے پھن والا' ارے دیا رے دیا ارے نکل کر بھاگو گھر سے نکل آیا تو سب کو ڈس لے گا۔" دیپو بری طرح خوفزدہ ہوگئی تھی اور میں حیرت سے بل کھا رہا تھا اب کیا کروں یہ تو گڑ بڑ ہوگئی۔ یہ تو بہت بڑی گڑبڑ ہوگئی۔ باہر تمام لوگ جمع تھے نکلنے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ دیپو کی ماں پاس پڑوس کے لوگوں کو بلا لائی ان لوگوں کی چیخیں سن کر خود ہی بہت سے لوگ آگئے تھے۔ مر گئے میں نے دل ہی دل میں سوچا کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آرہی تھی جہاں سے باہر نکل بھاگا جائے۔"

"کہاں ہے سانپ کس جگہ ہے؟؟"

"بھوسے کے ڈھیر میں۔ یہ بڑا کالا ناگ ہے ایسی چمکدار آنکھیں اور اور......" دیپو کو جیسے کچھ یاد آگیا۔ اسے اپنے من میں کچھ باتیں محسوس ہوئیں لیکن الہڑ نادان لڑکی تھی۔ ان پر غور نہ کیا۔ محلے والے خود فاصلے پر کھڑے ہوئے تھے اور چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔

"اب کیا کیا جائے؟؟"

"ایسا کرو بانس لاؤ لمبے لمبے اس سے بھوسے کے ڈھیر گراتے ہیں' نکلے گا تو مار دیں گے۔" کسی نے کہا۔

"نکلے گا تو مار دیں گے اور اگر کسی کو ڈس لیا اس نے تو؟؟"

"ارے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا' کچھ کرو۔"

"میں بتاؤں۔ یہ خطرہ مت مول لو۔ یوں کرو بھوسے میں آگ لگا دو۔"

"ہرے رام ہرے رام بیلوں کے کھانے کے لیے کچھ نہ رہے گا اگر بھوسے میں آگ لگا دی تو۔"

"اور اگر نہ لگائی گئی تو تم نہ رہو گے۔ اری دیپو دیکھ ان سچ بتا دے۔ جھوٹ بول رہی ہے یا سچ۔"

"خود دیکھ لو نا چاچا جی اندر جا کر پتا چل جائے گا جھوٹ سچ کا۔" دیپو نے چمک کر کہا۔

"لے میرا کوئی دماغ خراب ہے۔ ارے بھائی سچ بول رہی ہے یا جھوٹ' بول لاکھو کی گھر والی کیا کہتی ہے تو۔ لگانی ہے بھوسے میں آگ یا جائیں ہم اپنے اپنے گھر۔"

"ارے رام پرشاد بھیا' میں کیا کہوں لاکھو تو کھیت پر نکل گیا ہے۔"

"کھیت پر نکل گیا ہے بیل تو لے نہیں گیا۔ ہل بھی رکھا ہے کونے میں۔"

"ارے بھیا یہ بیل سسرے ہیں کس کام کے بس اب تو بیٹھے بیٹھے ہی کھاتے ہیں چلا پھرا تک نہ جائے ہے۔"

"ارے تم ادھر ادھر کی باتیں کر رہے ہو دیکھو تو سہی آخر ہے کیا قصہ۔"

جتنے منہ اتنی باتیں اور پھر یہ بات طے پا گئی کہ بھوسے کے ڈھیر میں آگ لگا دی جائے۔

"ارے بھیا گھر میں آگ لگ جائے گی۔"

"تو جانے تیرا کام جانے۔"

"کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی دوڑا چلا جائے کھیتوں پر لاکھو رام کو بلا لائے؟؟"

"یہ بھی ہو سکتا ہے مگر وہ بھی کیا تیر مار لے گا۔ دیکھو بھائیو اگر سچ مچ ناگ ہے تو پھر....." کسی نے کہا لیکن درمیان ہی میں جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور ایک دم بھوسے کے ڈھیر کی طرف دیکھ

کر چیخا۔ "ہے بھیا ہے میں نے ابھی اس کی دم دیکھی ہے۔"
"کدھر کہاں؟"
"وہ دیکھو وہ دم' نظر آرہی ہے۔" اس نے کہا اور میں نے جلدی سے اپنے بدن کو سکیڑ لیا۔ پتا نہیں کمبخت کو کہاں سے میری دم نظر آگئی تھی۔ بڑی مشکل میں پھنس گیا تھا کیا کروں کیا نہ کروں' اگر ان لوگوں نے بھوسے کے ڈھیر میں آگ لگا دی تو نجانے کیا حشر ہو میرا۔ ابھی یہ بات پایہ تکمیل تک نہ پہنچ پائی تھی کہ انسانی حیثیت سے جو خوبیاں میرے اندر تھیں وہ سانپ کی حیثیت سے باقی رہی ہیں یا نہیں اس لیے خوفزدہ تھا۔ میری دم دیکھ لی گئی تھی اور لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ بھوسے میں سانپ موجود ہے۔ اب بھلا یہ جیالے کہاں ماننے والے تھے چنانچہ لالٹین لائی گئی جس میں مٹی کا تیل بھرا ہوا تھا اور بھوسے کے ڈھیر پر تیل چھڑکا جانے لگا۔ یہ بھی ان لوگوں کی سادگی ہی تھی۔ خشک بھوسے میں کوئی آگ کی ایک چنگاری ہی پھینک دیتا تو وہ آگ پکڑ لیتا' لیکن بڑی مشکل پیش آگئی تھی مجھے۔ میں بے چینی سے بھوسے میں جگہ بنا کر رینگنے لگا اور پھر تقدیر نے میری مدد کر دی۔ زمین میں ایک بڑا سا سوراخ نظر آگیا تھا۔ غالباً چوہوں نے اپنے رہنے کے لیے بل بنا لیا تھا۔ میں نے جلدی سے پھن سکوڑا اور اس سوراخ میں گھسنے کی جگہ تلاش کرنے لگا' پھر یہ دیکھ کر میرے دل کو سکون کا احساس ہوا کہ سوراخ نیچے ہی نیچے دور تک لمبا چلا گیا تھا۔ میں برق رفتاری سے اپنے بدن کو جنبش دیتا ہوا اس سوراخ میں آگے بڑھتا رہا۔ سوراخ ایک دیوار کے پاس جاکر ختم ہو گیا تھا۔ کیا مدد کی تھی چوہوں نے میری یہ اسی گھر کا ایک کمرا تھا کچی مٹی سے بنا ہوا سوراخ اس کمرے میں جاکر کھلتا تھا اور یہ کمرا بھوسے کے اس ڈھیر سے کافی فاصلے پر تھا۔ گویا یہ امن کی جگہ تھی۔ یہاں بھی کچھ ایسی چیزیں رکھی ہوئی تھیں جن سے سوراخ ڈھکا ہوا تھا' لیکن اس سے باہر نکلا جا سکتا تھا۔ ابھی تو باہر اتنے افراد تھے کہ اگر میں اس سوراخ سے نکل کر گھر سے بھاگنے کی کوشش کرتا تو ایک بار پھر مصیبت کا شکار ہو جاتا بہرحال یہ امن کی جگہ تھی مجھے صاف محسوس ہوا کہ بھوسے کے ڈھیر میں آگ لگا دی گئی ہے اور وہ دھڑا دھڑ جل رہا ہے۔ لوگ لاٹھیاں اور ڈنڈے لیے ہوئے کمرے سے کافی فاصلے پر کھڑے ہوئے تھے تاکہ آگ سے گھبرا کر اگر میں باہر نکلوں تو ڈنڈوں سے پیٹ پیٹ کر مجھے ہلاک کر دیا جائے۔ واہ ری تقدیر یہ ہوتا ہے غرور کا سر نیچا۔ کسی سے شکست نہیں قبول کرتا تھا میں۔ ہر ایک کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جاتا تھا لیکن آج چھپا چھپا پھر رہا تھا۔ کافی لوگ جمع ہو گئے تھے اور بھوسا جل رہا تھا پھر شاید کسی نے لاکھو رام کو بھی اطلاع دے دی اور لاکھو رام آگیا۔ میں صرف ان کی آوازیں سن رہا تھا' لاکھو رام چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔
"ارے کیا کر رہے ہو سسرو' ارے گھر میں آگ لگاؤ گے کیا۔ پورے' ارے برباد کر دیا ہمیں ارے او کمین کی بچی! بیل کیا کھائیں گے بھوسا جلوا دیا تو نے ارے تیرا ستیاناس ارے بجھاؤ اس آگ کو۔"
لوگ اسے بتانے لگے کہ بھوسے میں سانپ ہے تو لاکھو رام چیخنے لگا۔ "سانپ ہے تو ہمیں ڈس جائے گا نا۔ ارے مر جائیں گے نا ہم' ویسے بھی مر رہے ہیں۔ کونسی نئی بات ہوتی۔ ارے بجھاؤ بھیا تمہارے ہاتھ جوڑوں' ارے جتنا بچ جائے گا بیلوں کے کام آئے گا۔ کہاں سے لاؤں گا میں دوسرا بھوسا۔"
بہرحال آگ بجھا دی گئی اور میں سر ڈالے یہ سوچ رہا تھا کہ انسان کتنے عجیب ہوتے ہیں در حقیقت بڑے تجربات ہو رہے تھے۔ کہیں کچھ کہیں کچھ۔ زندگی کی واقعی کوئی ایک ڈگر نہیں ہے کتنا فاصلہ ہو گیا ہے میرا انسانوں سے اگر میں بھی ایک عام انسان ہی ہوتا تو تو۔ دماغ کی لہریں ماضی میں لوٹ گئیں۔ ماضی ابھی تک میرے ذہن کے کسی گوشے میں موجود تھا۔ ہر چند کہ مجھے بہت کم ماضی کی باتیں یاد آتی تھیں' لیکن اگر کبھی غور کرتا تھا تو آہستہ آہستہ ذہن کے دریچے کھلتے چلے جاتے تھے۔ سلطان علی موجا' چراغ علی موجا' کیا کہانی تھی' لگتا ہی نہیں تھا کہ اپنی کہانی ہے۔
بہت دیر تک ان سوچوں میں گم رہا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس جا چکے تھے۔ میں اپنی جگہ چھپا رہا' فی الحال اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں تھی۔ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ کیا کروں' لعنت بھیج کر یہاں سے نکل بھاگوں یا پھر یا پھر اس دکھی خاندان کی مدد کر ہی دوں۔ نجانے دل میں یہ جذبے کیوں بیدار ہو گئے تھے۔ ان جذبوں سے شاید پہلے بھی خالی نہ ہوتا اگر انسانوں کی مانند زندگی گزارنے کا موقع ملا ہوتا' لیکن میں انسان رہا ہی کہاں تھا۔ زندگی کا ایک طویل دور ہاں ایک طویل دور جس کا کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا تھا میں نے غیر انسانی شکل میں گزار دیا تھا انسانوں کو تو بہت عرصے کے بعد دیکھا تھا اور کتنے اجنبی اجنبی لگے تھے یہ لوگ اگر ان کے درمیان میں اس طرح داخل ہو کر ان کے حالات معلوم نہ کرتا تو آج بھی اس دنیا سے بالکل اجنبی ہوتا' لیکن اب اس دنیا میں داخل ہونے کے بعد یہ احساس ہوتا تھا کہ انسان کی کہانیاں بڑی دلچسپ ہوتی ہیں۔ آہ لیکن ان کا طرز زندگی عجیب ہے۔ یہ دوست اور دشمن کی تمیز مشکل ہی سے کر پاتے ہیں۔ خیر کوئی ہرج نہیں ہے۔ جیسی گزر رہی ہے گزاری ہی جائے۔ عام ڈگر سے ہٹنے کے بعد انسانی زندگی اپنے بس میں نہیں ہوتی' کاش میں بھی عام انسان ہی ہوتا۔ دوسروں کی طرح جیتا اور دوسروں کی طرح مر جاتا' لیکن اشیش بھگونت' ایک ٹھنڈی سانس لے کر اس کے بارے میں سوچنے لگا بلاشبہ اس نے جو زیادتیاں میرے ساتھ کی تھیں وہ نا قابل برداشت تھیں۔ اب اس کے لیے میرے دل میں عزت و

احترام کا تو خیر کوئی تصور ہی نہیں رہا تھا۔ انتقام کا تصور البتہ دل میں بار بار ابھرتا تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا تھا کہ کرپان سنگھ ملودھا اور ہری چند درودھانی کا رویہ اشیش بھگونت یعنی چندر بھان کے ساتھ کیسا تھا۔ کون غلطی پر تھا اور کون صحیح تھا مجھے تو چندر بھان نے ہی جو کچھ بتایا تھا اسی راستے پر میں نے آج تک سفر کیا تھا۔ اس نے اپنے مقصد کے لیے مجھے اپنی بساط کا ایک مہرہ بنایا تھا اور جب اس نے مجھے اپنے مقصد کے لیے ناکارہ پایا تو مجھ سے انتقام لینے پر آمادہ ہوگیا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس نے مجھے ایک عجیب و غریب شکتی دی تھی لیکن شکتی دینے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ مجھ سے میری انسانی صفات ہی چھین لی جائیں۔ میں بھی اپنی مرضی سے جی سکتا ہوں۔ اس نے مجھے یہ سب کچھ دیا تھا تو اس گیان سے کیوں محروم رکھا تھا جس سے میں اپنی مشکلات پر قابو پا سکتا اب تو اس نے ایک وسیع و عریض دنیا میرے لیے اس طرح ترک کر کے چھوڑ دی تھی کہ میں اس دنیا میں اپنا کوئی مقام بنانے میں کامیاب ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ میں اگر اس کی غلامی کرتا رہتا تو ٹھیک تھا اور جہاں میں نے اپنے طور پر جینے کی خواہش کا اظہار کیا اس نے اس سے انحراف کرتے ہوئے میری دشمنی پر آمادگی کا اظہار کر دیا۔ خیر کوئی بات نہیں ہے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ مصیبت اگر نہ پڑے تو مصیبت کا صحیح معنوں میں احساس نہیں ہوتا۔ زندگی اتنی آسان ہو جائے کہ اسے گزارنے میں کوئی دقت ہی نہ ہو تو پھر زندگی کا مزہ جاتا رہتا ہے۔ اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ سوچنا تو ضروری ہوتا ہے۔ یہ جگہ بہتر ثابت ہوئی۔ باہر جو ہنگامے بھی ہوتے رہے ہوں مجھے ان کے بارے میں نہیں معلوم تھا لیکن بہرحال اب امن چھا گیا تھا۔ وقت گزرتا رہا۔ بیچارے لاکھو رام کا بھوسا بھی جل گیا تھا کیا کرنا چاہیے مجھے۔ وہ لڑکی نو عمر ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ میرے آنکھوں کے سحر میں آگئی تھی، لیکن اس سے کوئی بہتر کام نہیں لیا جا سکتا۔ لاکھو رام کا سامنا ہو چکا تھا ایک بار اور اس نے بیزاری کے عالم میں میرے ذریعے زندگی کھونا چاہی تھی۔ وہ اس قدر بزدل نہ ثابت ہوگا۔ یقیناً اسی سے بات کی جائے لیکن ابھی اس کا موقع نہیں تھا۔ سارا دن گزر گیا اور پھر رات ہوگئی۔ لاکھو رام کے گھر پر بدستور سوگ طاری تھا میں البتہ اب اتنی ہمت نہیں کر سکا کہ پھر باہر جا کر صورت حال کا جائزہ لوں۔

پھر رات خوب گہری ہوگئی۔ ویسے ہی ان چھوٹی چھوٹی آبادیوں میں سرِشام رات ہو جاتی تھی اور اگر کسی گھر میں مفلوک الحالی بھی ہو تو اداسیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ خوب اچھی طرح یہ اندازہ لگانے کے بعد کہ سب آرام کرنے لیٹ گئے ہیں میں نے اپنی جگہ چھوڑی اور رینگتا ہوا باہر نکل آیا لاکھو رام اور اس کی دھرم پتنی بے سدھ سو رہے تھے میں کچھ دیر سوچتا رہا اس کے بعد ہمت کر کے لاکھو رام کی طرف بڑھا اور آہستہ سے اس کے جسم پر چڑھ گیا۔ لاکھو رام کسمسایا تھا لیکن بیچارہ تھکا ماندہ سو رہا تھا آنکھ نہ کھلی مدھم روشنی جل رہی تھی جو دیئے کی روشنی تھی۔ میں اس کے سینے پر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اچھا خاصا وزن تھا میرا لاکھو رام کو اب جاگنا ہی پڑا اس نے آنکھیں کھولیں لیکن میری ننھی ننھی نگاہیں اس کی آنکھوں پر ہی تھیں۔ میں اسے چیخنے سے روکنا چاہتا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا اور اس کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں لیکن میری نگاہوں نے اپنا تنویمی عمل مکمل کر لیا اور اس کا منہ چیخنے کے لیے کھلا ضرور لیکن چیخ نہ نکل سکی۔ میں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے جکڑ لیا تھا۔ البتہ اس کی آنکھیں اب بھی خوف سے پھیلی ہوئی تھیں۔ میں نے اس سے کہا۔

"لاکھو رام مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ تجھے یاد ہوگا کہ کھیتوں پر تیری اور میری ملاقات ہوئی تھی۔ میں وہی ناگ ہوں اور تجھے کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ سن لاکھو رام تیری تقدیر کے ستارے بدل جائیں گے۔ میں تیری مدد کرنے کا خواہش مند ہوں، لیکن بیوقوفی کی کوئی حرکت نہ کرنا۔ تیرا بھوسے کا بھنڈار میری وجہ سے جل چکا ہے۔ میری زندگی کا دشمن نہ بن جو کچھ میں کہتا ہوں وہ کر۔ مجھ سے بالکل ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے کل دوپہر کو جب سورج بالکل بلندی پر پہنچ جائے۔ اپنے کھیت پر میرا انتظار کرنا اور جیسے میں کہوں ویسے کرنا۔ سن تجھے مجھ سے ڈرے بغیر میرے ساتھ ساتھ چلنا ہے جہاں میں تجھے لے جاؤں۔ وہاں خاموشی سے چلتے رہنا اور بالکل ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے کیا سمجھا تو یہ سمجھ لے کہ میرے ذریعے تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ فائدہ ہی ہوگا۔ اب میں چلتا ہوں لیکن میری بات کو اچھی طرح یاد رکھنا۔" میں آہستہ آہستہ اس کے سینے سے نیچے اتر آیا لیکن اگر میں اسی طرف کا رخ کرتا جدھر سے نکل کر لاکھو رام تک آیا تو ظاہر ہے میرے تنویمی عمل کے اثر سے آزاد ہونے کے بعد لاکھو رام وہاں بھی کھنکھوڑ مارتا، انسان تھا اپنے آپ پر قابو پانا بڑا مشکل کام ہوتا ہے۔ چنانچہ میں دروازے کی جانب بڑھ گیا اور اسی جگہ جا چھپا جہاں اس وقت چھپا تھا جب سب سے پہلے لاکھو رام کے گھر میں داخل ہوا تھا۔ جھاڑ جھنکاڑ کے درمیان یہ بھی ایک اچھی جگہ تھی بشرطیکہ کسی کی نگاہ مجھ پر نہ پڑے۔ یہاں میں چھپے ہوئے یہ سوچنے لگا کہ اب میرا اگلا قدم کیا ہونا چاہیے۔ بس کسی کی مدد کر کے جو خوشی حاصل ہوتی ہے اس کا چسکا پڑ گیا تھا۔ تیجو ل کو میں نے جاگیردار بنا دیا تھا اور جو مزا آیا تھا اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اب اس کے بعد میری اپنی کچھ بھی کیفیت ہو لیکن بیچارہ لاکھو رام جو زندگی سے بیزار ہے کچھ فائدہ حاصل کر لے گا۔ بشرطیکہ برداشت کر جائے۔ میں ابھی یہی تمام باتیں سوچ رہا تھا کہ دفعتہ" میں نے لاکھو رام کو اس کی بیوی کے ساتھ باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ عورت کچھ بددل

نظر آرہی تھی' لیکن لاکھو رام ہاتھ میں دیا لیے ہوئے اور اسے بجھنے سے بچانے کی کوشش کرتے ہوئے باہر نکلا اور آہستہ آہستہ زمین پر کچھ ٹٹولتا ہوا آگے بڑھنے لگا' پھر اس نے ایک دم چیخ کر کہا۔

"یہ دیکھ یہ دیکھ۔ مجھے تو تو پاگل ہی سمجھتی ہے۔ دیکھ دیکھ اپنی آنکھوں سے دیکھ یہ لکیریں کیسی ہیں؟"

میں دلچسپی سے اس کی یہ حرکت دیکھ رہا تھا لاکھو رام کی بیوی نے منہ بنا کر لکیروں کو دیکھا اور پھر بولی۔

"ہاں یہ لکیریں جیسے سانپ کی لکیریں ہی تو ہیں۔ ہو سکتا ہے کسی چیز سے بن گئی ہوں۔"

"تیرا ستیاناس جو میں کہہ رہا ہوں میری بھی مان لے۔ ہے بھگوان کیا کروں۔ ایسی پاگل عورت سے واسطہ پڑا ہے۔"

"ارے تو اب میں کیا کروں مجھے بتاؤ؟"

"کرے گی کیا' کرے گی کیا میں تو تجھے دکھا رہا ہوں کہ یہ سپنا نہیں تھا۔ بھگوان کی سوگند جھوٹ نہیں بول رہا تجھ سے۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سینے پر ایک کالا ناگ کنڈلی مارے بیٹھا ہوا ہے' پھر اس نے نجانے مجھ سے کیا کیا کہا اور میں سنتا رہا اس کے بعد وہ میری چھاتی پر سے اتر کر دروازے کی جانب چل پڑا۔"

"ہائے رام اگر یہ سچ ہے تو کیا کریں اب گھر میں کوئی کالا ناگ آگھسا ہے دیکھو کیا ہوتا ہے کسے کسے ڈستا ہے سارا بھوسا جل کر راکھ ہو گیا۔ بیل الگ بھوکے مریں گے اب۔ کہاں سے لاؤں گے یہ بھوسا؟"

"بھگوان جانے مگر تھا سانپ ہی اس کا مطلب ہے کہ میں نے سپنا نہیں دیکھا' مگر کچھ عجیب سی باتیں من میں آرہی تھیں اس سمے جب وہ میرے سینے پر کنڈلی مارے بیٹھا ہوا تھا۔"

اب پاگل ہونے کی کسر اور رہ گئی ہے وہ بھی ہو جاؤ' مجھے تو نیند آرہی ہے سونے دو مجھے۔"

"تو جا' جا سو جا' جا مر۔ میرا تو تو نے ساتھ دیا ہی نہیں کبھی۔"

اری پگلی محنت مزدوری کرتا رہا ہوں بول کبھی نکھٹو ہو کر بیٹھا' اب ایا کروں بھگوان نے جتنا بھاگ میں لکھ دیا ہے اتنا ہی تو ملے گا۔

"ہمارے بھاگ تو پورے ہو گئے مگر ان چاروں کا کیا ہو گا؟"

"ارے ہو گا کیا' جو ہو گا بھگوان جانے میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی' جا جا بابا اندر جا کر سو جا' میرا دماغ بھی خراب کر رہی ہے۔"

لاکھو رام کی بیوی ملکتی ہوئی اندر چلی گئیں' صورتحال کا مجھے اندازہ ہو گیا تھا' لاکھو رام ایک گوشے میں بیٹھ گیا' اب اس کے بعد دوبارہ نکل کر اس کے سامنے جانا مناسب نہیں تھا۔ بیچارہ آدھی سے زیادہ رات تک وہیں بیٹھا پاگلوں کی طرح سوچتا رہا' میں جانتا تھا کہ اس کے دماغ میں میری باتیں ہوں گی' پہلے تو وہ انہیں خواب سمجھا تھا اور پھر اس خواب کی تصدیق کرنے کے لیے باہر نکل آیا تھا اور اسے میرے بدن سے بن جانے والی لکیریں نظر آگئی تھیں' شکر ہے کہ ان لکیروں کا سہارا لے کر وہ ان جھاڑیوں تک نہیں پہنچا ورنہ پھر کوئی ہنگامہ شروع ہو جاتا' البتہ جب وہ اندر چلا گیا تو میں نے سوچا کہ یہاں رکنا مناسب نہیں ہے' دن کی روشنی میں یہاں سے نکل کر کھیتوں تک جانا مشکل کام ہو گا اور ویسے بھی بستی میں سانپ سانپ کی خبر اڑ چکی ہے اس لیے بستی والے الگ اس چکر میں ہوں چنانچہ اس وقت نکل جانا بہتر ہے۔ رات کی تاریکیوں میں چاندنی کے نیچے کھیتوں تک سفر کرنا بہت اچھا لگا' لاکھو رام کے کھیتوں کا راستہ مجھے اچھی طرح معلوم تھا۔ چنانچہ میں ان بے آب و گیاہ کھیتوں میں پہنچ گیا۔

پھر دن کی روشنی میں' میں نے چند لمحات ادھر ادھر کی آہٹیں لیں' آس پاس کسی کا وجود نہیں تھا اس کے بعد میں لاکھو رام کا انتظار کرنے لگا' سورج نکلا سورج چڑھنے لگا اور پھر سورج عروج پر پہنچ گیا لاکھو رام کھیتوں پر نہیں آیا تھا' مجھے غصہ آنے لگا' کمبخت اپنی تقدیر کو خود دھکا دے رہا ہے تو میرا کیا ہے لیکن پھر میں نے چونک کر دیکھا دور سے لاکھو رام آتا ہوا نظر آرہا تھا کچھ دیر کے بعد وہ قریب پہنچ گیا' ہونٹوں پر بڑبڑاہٹ تھی۔

"ہے بھگوان اگر دماغ میں سچ مچ خرابی ہو گئی ہے تو تیا پانچا کر دینا کیوں سسکا سسکا کر مار رہا ہے اب اگر وہ سپنا نہیں تھا تو پھر ہائے رام۔" اچانک ہی وہ اچھل پڑا اس کی نگاہ مجھ پر پڑ گئی تھی' میں کنڈلی مارے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا' لاکھو رام چند لمحات ساکت نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھا اور دونوں ہاتھ جوڑ کر میرے سامنے دو زانو بیٹھ گیا۔ اس نے کہا۔

"ناگ مہاراج بھگوان کی سوگند میں پاگل نہیں ہوں' اس وقت میری آنکھیں بھی کھلی ہوئی ہیں' دماغ بھی ٹھیک کام کر رہا ہے' تمہیں بھگوان کی سوگند مجھے بتا دو کیا رات کو میرے گھر میں تم ہی تھے اور اور کیا تم ہی نے یہ بات کہی تھی کہ میں کھیتوں پر پہنچ جاؤں' یا پھر میں سچ مچ پاگل ہوتا جا رہا ہوں' اس سمے بھی تم تم نہیں ہو' بلکہ کچھ میرا دھیان ہے میرا خیال ہے' دل تو چاہا کہ اس سے کہوں کہ لاکھو رام نہ یہ تیرا دھیان ہے' نہ تیرا خیال ہے میرے ساتھ آ جا لیکن زبان ہی نہیں تھی کہتا کیا' البتہ آنکھوں کے ذریعے پیغام رسانی کر سکتا تھا لیکن وہ بدبخت میری جانب دیکھ ہی نہیں رہا تھا اس کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں میں اپنی پھن زمین پر ڈالے آہستہ آہستہ ایک جانب رینگنے لگا' لاکھو رام کو یاد آگیا تھا کہ میں نے اس سے کیا کہا تھا چنانچہ ایک لمحے تک تو وہ وہیں رکا رہا پھر جب میں نے رک کر اس کی جانب دیکھا تو وہ میرے پیچھے کچھ بڑبڑاتا ہوا آنے لگا لیکن اس کی آواز مجھے سنائی نہیں

دے رہی تھی' میں آہستہ آہستہ چل رہا تھا تاکہ وہ چلنے میں دقت نہ محسوس کرے لاکھو رام اب کسی سحرزدہ شخص کی مانند میرے پیچھے پیچھے آرہا تھا میں کھنڈرات میں داخل ہوگیا' لاکھو رام ایک لمحے کے لیے پریشان ہوگیا وہ اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں سے واقعی کوئی سمجھدار آدمی اندر داخل ہونے کی کوشش نہیں کر سکتا تھا' لیکن میں رک کر اس کی جانب دیکھ رہا تھا' بد نصیب کمبخت میری آنکھوں کی طرف دیکھ تاکہ میں تیرے ذہن کے گوشے روشن کردوں' لیکن دیکھ ہی نہیں رہا تھا وہ' یا تو خوف تھا یا پھر آس پاس کے ماحول کو دیکھ رہا تھا' میں نے رک کر اسے دیکھا اور اس کے بعد پھر آگے بڑھا تو وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر میرے پیچھے پیچھے چل پڑا' البتہ اس وقت اس کی بڑبڑاہٹ مجھے سنائی دے گئی وہ کہہ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ناگ مہاراج ٹھیک ہے اگر تم مجھے موت کی طرف لے جارہے ہو تب بھی بھگوان کی سوگند تمہاری بات مانوں گا۔"

میں کلسوں کے پاس جاکر رک گیا لاکھو رام نے بھی کلسے دیکھے اور اس کے منہ سے بڑبڑاہٹ نکلی۔

"ہے بھگوان یہ کیا ہے؟"

میں نے پھن اٹھا کر کلسے پر سے وہ چھوٹے ڈھکن گرادیے جن سے وہ کلسے ڈھکے ہوئے تھے' لاکھو رام نے تیزی سے جھانکا اور اسے گنیاں نظر آگئیں مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کا سانس ہی رک گیا ہو وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان گنیوں کو دیکھتا رہا پھر زور سے اپنے بدن کو نوچا اور اس کے بعد لرزتا ہاتھ کلسے میں ڈال دیا' مٹھی میں گنیاں بھریں انہیں چہرے کے قریب کیا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا پھر اس طرح چاروں طرف دیکھنے لگا جیسے اسے کسی کا خوف ہو' میری طرف دیکھا' گنیاں واپس کلسے میں ڈال دیں اور عجیب سی کیفیت اس کے اندر پیدا ہوگئی لیکن میں یہی چاہتا تھا کہ وہ میری جانب دیکھے تاکہ اسے آئندہ کے لیے ہدایت کردوں میں نے فوراً ہی اپنی آنکھوں میں اس کی آنکھیں جکڑلیں اور وہ آہستہ آہستہ ساکت ہوتا چلا گیا میں نے اس سے کہا۔

"لاکھو رام' ان دونوں کلسوں میں گنیاں بھری ہوئی ہیں' یہ دولت میری طرف سے تیرے لیے ہے لیکن اب اسے سنبھال کر اپنے گھر تک لے جانا اور اس کے بعد اس طرح اسے استعمال کرنا کہ بستی والوں کو تجھ پر شک نہ ہو تیری ذمے داری ہے کیا سمجھا میں اس سے زیادہ تیری کوئی مدد نہیں کرسکتا۔" میں نے لاکھو رام کا ذہن آزاد کیا اور رینگتا ہوا اس جگہ سے باہر چل پڑا جدھر سے یہاں آیا تھا سچ مچ اس سے زیادہ میں اس کے لیے کر ہی کیا سکتا تھا اب وہ جانے اور اس کا کام لیکن ایک خیال میرے دل میں ضرور پیدا ہوا تھا کہ دیکھوں تو سہی لاکھو رام مہاراج اب اس عظیم دولت کے حصول کے لیے کیا کرتے ہیں' اور یہ ایک دلچسپ تجربہ تھا درحقیقت اس تجربے کے لیے مجھے خود بھی کافی تکلیفیں اٹھانی پڑی تھیں' کھنڈرات سے بستی تک کا فاصلہ لوگوں کی نگاہوں سے بچ کر طے کرنا آسان کام نہیں تھا۔ پھر لاکھو رام کے ہاں سانپ دیکھا جاچکا تھا اس لیے بھی خطرہ تھا کہ کہیں جگہ جگہ اس کی تلاش نہ ہو' پھر بھی چھپنے کے لیے دو ٹھکانے موجود تھے میرے پاس' ایک سامان کا وہ انبار جو الٹا سیدھا سامان بے شک تھا لیکن میرے لیے نہایت کارآمد' دوسرے جھاڑ جھنکاڑ کے درمیان وہ جگہ جہاں سب سے پہلے میں لاکھو رام کے گھر میں آکر چھپا تھا پھر میں نے یہ دیکھا کہ دولت سچ مچ عقل بھی دے دیتی ہے اور انسان کی تمام سادگی رخصت ہوجاتی ہے' لاکھو رام مہاراج نے جو کچھ کیا وہ بہت دلچسپ تھا' گھر آئے اب تو یوں لگتا تھا جیسے ان کی جوانی واپس لوٹ آئی ہو' اپنے احاطے کے ایک گوشے میں زمین کھودنے لگے' کافی کھدائی کرڈالی' مٹی کے انبار لگادیے دھرم پتنی جی نے پوچھا۔

"یہ کیا کررہے ہو تم؟"

"چپ ہو جا جو کچھ میں کررہا ہوں بس خاموشی سے مجھے کرنے دے۔ میں آج سے ناگ دیو کا داس بن گیا ہوں۔ یہاں ناگ دیو منڈپ بنا رہا ہوں۔"

"ارے آخر تمہارے اوپر یہ ناگ دیو کیوں سوار ہوگیا ہے۔"

"دیکھ انجائی' ناگ دیوتا کی شان میں اگر ایک لفظ بھی غلط کہا تو اچھا نہیں ہوگا۔" میں ناگ دیو کا پجاری بن چکا ہوں اور آج سے تم لوگ مجھے ناگ دیوتا کا پجاری کہو گے۔"

"بس اب یہی کسر رہ گئی ہے ناگ دیوتا کا پجاری اور بننا رہ گیا تھا۔ بن جاؤ اور تو کسی کام کے رہے نہیں۔" دونوں پتی پتنی میں خوب لڑائی رہی اور پتنی جی منہ بنا کر اندر جا بیٹھیں' لیکن لاکھو رام نے اپنا کام جاری رکھا چاروں بیٹیوں کو اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔ مٹی کا دائرہ بنایا اور اس سے ایک عجیب و غریب چیز تیار کرنے لگا۔ بس کچھ ایسی ہی کارروائیاں کررہا تھا وہ جو میری سمجھ میں نہیں آئی تھیں' لیکن بعد میں سب کچھ سمجھ میں آگیا اس نے ایک ایسی جگہ بنادی جسے مندر کی قسم کا کہا جاسکتا تھا لیکن بس تین چار فٹ اونچی جگہ تھی۔ اس کے آگے وہ چوڑا گڑھا جس میں سے مٹی نکالی گئی تھی' پھر اس گڑھے کو اس نے لکڑیوں سے پاٹ دیا اس پر گھاس پھوس ڈالی اور وہاں دھونی رما کر بیٹھ گیا۔ لڑکیاں ہنس رہی تھیں اور لاکھو رام کی دھرم پتنی ملنے جلنے والوں سے کہہ رہی تھیں کہ اب دماغ بالکل ہی خراب ہوگیا۔ لوگ افسوس بھی کررہے تھے کہ دھن دولت کی وجہ سے بیچارہ لاکھو رام پاگل ہی ہوگیا۔ میں خود بھی نہیں سمجھ پایا تھا کہ لاکھو رام جی نے کیا چکر چلایا ہوا ہے۔ اس ساری جگہ کو انہوں نے

جس مقصد کے لیے بنایا تھا وہ رات کو میرے علم میں آیا۔ آدھی رات کا وقت تھا اور میں اس جھاڑ جھنکاڑ کے نیچے کنڈلی مارے بیٹھا ہوا اونگھ رہا تھا کہ میں نے چونک کر دیکھا۔ لاکھو رام ایک کلسا کاندھے پر لادے دوسرا بغل میں دبائے ڈولتے آرہے تھے اور اس کے بعد انہوں نے اپنے لیے ایک جگہ بنائی تھی وہاں اس گڑھے کے اوپر سے گھاس اور لکڑیاں ہٹائیں اور کلسے اس کے اندر چھپا دیے۔ لکڑیاں اسی طرح برابر کیں اور پھر اس پر اسی طرح دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ آنکھیں بند کرلیں اور بن گئے لاکھو رام ناگ پجاری۔ مجھے بہت لطف آرہا تھا۔ لاکھو رام کی اس چالاکی پر۔ اس کے بعد میں نے خاصے دن وہاں چھپ چھپ کر گزارے لاکھو رام کو کام کرتے ہوئے دیکھا۔

شہر گیا تھا اور اس کے بعد لدا پھندا واپس آگیا تھا۔ لازمی بات ہے کٹیاں بیچنے گیا ہوگا۔ گھر میں خوشیاں اتر آئیں۔ البتہ اس کے کردار میں ایک خاص خوبی دیکھی میں نے کہ اپنے مرحل بیلوں کے لیے بھی اس نے وہیں اسی جگہ ہر طرح کی بہتری کا انتظام کردیا تھا۔ برے وقت کے ان ساتھیوں کو اس نے اپنے آپ سے دور نہیں کیا تھا اور ان کی دیکھ بھال بھی اسی طرح ہونے لگی تھی۔ چند روز میں نے یہاں گزارے اب یہاں رکنا بیکار تھا۔ ایک اور ایسا کام ہوا تھا جس سے مجھے خوشی ہوئی تھی۔ مجھے اطمینان تھا کہ لاکھو رام نے پہلا ہی جو قدم اٹھایا ہے وہ ایسا ہے کہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کسی کے جال میں نہیں پھنسے گا اور زندگی کی گاڑی کو آرام سے آگے ڈھکیل لے جائے گا۔ ایسے لوگ اچھے بھی ہوتے تھے جنہیں انگلی پکڑ کر نہیں چلانا پڑتا تھا۔ لاکھو رام کو دولت حاصل ہوگئی اس نے اس کا صحیح استعمال شروع کردیا۔ میرا یہاں رکنا اب بے معنی تھا ایک ناگ پجاری یہاں چھوڑے جارہا تھا پھر میں نے وہ آبادی چھوڑ دی اور رینگتا ہوا وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ زندگی کی یہ گاڑی کتنی دور جاسکتی ہے۔ میں اس تکلیف کے عالم میں کہاں تک اپنے آپ کو گھسیٹ سکتا ہوں۔ یہ فیصلہ کرنا تھا مجھے۔ ہرچند کہ جسمانی طور پر کوئی ایسی پریشانی نہیں ہوتی تھی جب تک تھکتا نہ تھا چلتا رہتا تھا پھر کوئی بھی جگہ تلاش کرلیا کرتا تھا۔

پھر ایک دن۔ ایک بیل گاڑی دیکھی جسے ایک آدمی ہانک رہا تھا چھکڑے میں اوپر تک سبزیاں بھری ہوئی تھیں بس یونہی دل چاہا کہ بیل گاڑی پر چڑھ جاؤں۔ تیز تیز آگے بڑھا اب باقاعدہ سانپ تو تھا نہیں کہ چلتی گاڑی پر چڑھ نہ سکتا ذرا ہوشیاری سے ایک ایسی جگہ سے اوپر چڑھ گیا جہاں سے مشکل نہ ہو۔ ٹھنڈی ٹھنڈی تازہ سبزیوں کے درمیان چھپ کر بڑا سکون محسوس ہوا تھا اور اس کے بعد میں ان سبزیوں ہی میں پڑ کر سو گیا تھا نجانے کب تک سوتا رہا پھر اچانک کچھ ہلچل سی محسوس ہوئی بہت سے انسانوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ میں چونک کر جاگ اٹھا اور ایک جگہ سے موقع پاکر سر اٹھا کر دیکھا۔ بڑی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ غالباً" بازار تھا جو شخص سبزی لے کر یہاں تک پہنچا تھا اس نے بیل کھول کر ایک درخت سے باندھ دیے تھے۔ زمین پر چادر بچھا رہا تھا۔ ایک لمحے میں صورت حال کا اندازہ ہوگیا۔ کوئی سبزی فروش ہے جو اپنے کھیتوں سے سبزی لے کر آیا ہے اور اب یہاں دکان لگا کر اسے بیچے گا۔ چند ہی لمحات کے بعد وہ سبزی چھکڑے پر سے اتار دے گا اور اس سے پہلے کہ سبزی میں میری موجودگی کا شور مچ جائے عقل مندی کا تقاضہ یہی تھا کہ میں یہاں سے رفو چکر ہو جاؤں۔ کچے پکے مکانات کا ایک وسیع و عریض سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ میں نے پھرتی سے اپنی جگہ چھوڑ دی اور رینگ کر گاڑی کے نیچے آگیا۔ لوگوں کی نگاہیں بچا کر کوئی ایسی جگہ تلاش کرنا چاہتا تھا جہاں وقت گزار سکوں۔ ویسے تو یہ درخت بھی تھا جہاں بیل بندھے ہوئے تھے۔ میں درخت پر بھی چڑھ سکتا تھا اور اس وقت اس بھیڑ بھاڑ میں یہی سب سے مناسب موقع تھا۔ البتہ جب میں درخت پر چڑھا تو بیلوں نے بڑی اچھل کود مچائی تھی لیکن میں موقع پاکر خاصا اونچا چلا گیا۔

سبزی والے نے دو تین سونٹے بیلوں کے لگائے اور بے چارے بیل خاموش ہوگئے۔ وہ سانپ کی نشاندہی کرنا چاہتے تھے لیکن شکر تھا کہ ان کے منہ میں زبان نہیں تھی۔ ورنہ ایک بار پھر ہنگامہ شروع ہو جاتا۔ میں درخت پر کافی بلندی تک چلا گیا اور پھر تھوڑے فاصلے پر درخت کی شاخیں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں۔ میں اس ہنگامے سے بچنے کے لیے شاخوں شاخوں ہوتا ہوا دوسرے درخت پر پہنچا پھر اس درخت سے جڑے ہوئے ایک اور درخت پر۔ بڑا دلچسپ سلسلہ تھا یہ درختوں کا۔ بلندیوں کا سفر کرتا ہوا میں بازار سے کافی دور نکل آیا پھر جس درخت پر پہنچا وہ ایک گھر کے آنگن میں تھا۔ گھر خاصا بڑا تھا اور اس میں گھر کے مکین رہتے تھے۔ یہاں بڑا سکون خاموشی اور سناٹا تھا۔ میں ایک مضبوط شاخ دیکھ کر اس پر بیٹھ گیا۔ اچھی جگہ تھی اور درخت بھی کافی قدیم تھا۔ اس میں داڑھیاں نکل ہوئی تھیں۔ یہ برگد کا درخت تھا اور جگہ جگہ سے کھوکھلا بھی تھا۔ میرے چھپنے کے لیے اس سے محفوظ جگہ اور کوئی نہیں تھی چنانچہ میں یہاں آرام سے وقت گزاری کرنے لگا۔ دل ہی دل میں ہنسی بھی آرہی تھی کہ دیکھو اب یہاں کون سی کہانی شروع ہوتی ہے۔ زندگی کا اور کوئی مقصد سمجھ میں ہی نہیں آتا تھا اور پھر اگر کچھ کوشش بھی کرتا تو اب تو بالکل ہی راستے مسدود ہوگئے تھے۔ چندر بھان نے صحیح معنوں میں میرے ساتھ جو کچھ کیا تھا اسے ملیا میٹ کرکے رکھ دیا تھا غور کیا جاتا تو صرف یہی انداز ہوتا تھا کہ اس نے اپنا آلہ کار بنایا تھا اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے اور جب میں نے اس کی مرضی سے ذرا بھی انحراف کیا تھا تو اس نے اپنی قوتوں سے کام لے کر مجھ سے میری

تمام زندگی چھین لی تھی۔ نہیں چندر بھان مہاراج چیلا ہوں آپ کا۔ مانتا ہوں اس بات کو کہ آپ نے اس سنسار میں مجھے بہت کچھ دیا ہے لیکن اب جو احساس دلایا ہے آپ نے وہ یہ ہے کہ آپ نے مجھے دیا نہیں بلکہ مجھ سے لے سب کچھ لیا ہے اب بھی اگر آپ کی عزت کروں اور آپ کے لیے من میں جگہ تلاش کروں تو یہ عقل کی بات نہیں ہے۔ خیر سارا جیون تو اس طرح گزرے گا نہیں اس جیون کا کہیں نہ کہیں انت ہوگا اور جب انت ہوگا تو اس کے بعد میری سوچ کے دائرے بدل چکے ہوں گے اور اس کے بعد میں وہ کروں گا جو آپ کے خیال میں بھی نہ آئے بھسم کا بدن ہے میرے پاس' بیاس کی عقل ہے تو کیا اتنا بھی نہیں سوچ پاؤں گا کہ آپ کی اس برائی کا بدلہ آپ کو کیسے دوں۔

دل ہی دل میں سلگتا رہا اور وقت گزرتا رہا۔ کچھ کر تو سکتا نہیں تھا جب بدن پر سے کھولت زائل ہوئی تو اس مکان کے مکینوں کو دیکھا۔ دو تین چھوٹے چھوٹے بچے تھے جو صحن میں کھیلتے پھر رہے تھے۔ مفلوک الحال گھرانہ معلوم ہوتا تھا ابھی یہی سب کچھ دیکھ رہا تھا کہ باہر سے ایک گیارہ بارہ سال کی لڑکی آئی اور تیزی سے اندر چلی گئی پھر ایک عورت ایک ادھیڑ عمر شخص کو سہارا دے کر باہر لائی اور اس درخت کے نیچے کھڑی ہوئی بانوں سے بنی ایک چارپائی بچھادی گئی اس پر چادر ڈال دی گئی اور اس کے بعد عورت نے لڑکی کو آواز دی۔"

"جا بلا لا؟"

لڑکی باہر چلی گئی اور عورت اس اندرونی حصے میں جہاں سے وہ آئی تھی اپنے ساتھ وہ کھیلنے والے بچوں کو بھی واپس لے گئی تھی۔ تین چار آدمی اندر آئے ایک نوجوان لڑکے کو ساتھ لائے تھے جو شاید بیمار معلوم ہوتا تھا۔ چارپائی پر بیٹھے ہوئے شخص نے آنکھیں بند کرلیں اور ایک تسبیح نکال کر ہاتھ میں لے لی۔ جس کے وہ دانے گھمانے لگا آنے والوں نے جھک جھک کر سلام کیے تو اس شخص نے تسبیح پر پھونک ماری اور ان لوگوں کو دیکھنے لگا پھر اس کی نظر لڑکے پر پڑی اور وہ اسے گھورنے لگا۔ ان لوگوں نے لڑکے کو بٹھا دیا تھا۔ لڑکا ادھر ادھر گردن مار رہا تھا تب چارپائی پر بیٹھے ہوئے شخص نے کہا۔

"ہوں تو یہ بات ہے۔ یہاں آتے ہوئے بھی تمہیں یہ خیال نہیں تھا کہ مولوی قدرت علی کے ہاں جا رہے ہو۔ میں کہتا ہوں اس گھر میں تمہیں داخل ہونے کی جرات کیسے ہوئی۔ بولو......بولو...... چارپائی پر بیٹھے ہوئے شخص کی آواز بلند ہوتی چلی گئی۔ جو لوگ اسے ساتھ لے کر آئے تھے انہوں نے گردنیں جھکالی تھیں۔ مولوی قدرت علی نے آواز دی۔

اری قدسیہ گلاس میں پانی لے کر آ۔ قدسیہ اسی لڑکی کا نام تھا۔ جس نے باہر آکر اطلاع دی تھی کہ کوئی آیا ہے۔ وہ لڑکی گلاس میں پانی لے آئی۔ مولوی قدرت علی اس پانی پر کچھ پڑھتے رہے اور اس کے بعد انہوں نے ہاتھ میں پانی لے کر اس لڑکے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ لڑکا خاموشی سے بیٹھا رہا۔ کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔ کچھ دیر کے بعد مولوی قدرت علی نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لے پانی پی لے اور لڑکے نے گلاس ہاتھ سے لے کر وہ پانی پی لیا۔ مولوی قدرت علی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"ہاں۔ اب آئے ہو میاں راہ راست پر ہاں بھئی الٰہی بخش کیا بات ہے؟"

"اب آپ کو کیا بتائیں مولوی صاحب آپ نے تو خود ہی دیکھ لیا۔ کیا حالت ہو جاتی ہے۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔ ایسا کرو میاں۔ وہ حکیم سید علی صاحب ہیں ناں انہیں بھی دکھا دو۔ دوا دارو ضروری چیز ہوتی ہے اور ہم تمہیں کچھ فلیتے دیتے ہیں انہیں جلاؤ' شفا ہوگی۔"

"اب تو اس کی حالت کافی بہتر نظر آرہی ہے آنے والوں میں سے ایک نے کہا۔

"ہاں یہاں آکر تو شکل ہی بدل گئی۔ یہ الفاظ الٰہی بخش کے تھے۔"

"مولوی قدرت علی آپ کا دم غنیمت ہے ہماری بستی میں؟" ایک اور نے کہا۔

"بس میاں کسی کی کوئی خدمت ہو جائے تو سمجھ لو بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ اچھا تو تم یوں کرو کچھ نذر نیاز کے لیے پیسے دے جاؤ اور کل کچھ چیزیں لے کر آجانا میں تمہیں بتائے دیتا ہوں۔"

مولوی قدرت علی نے کچھ چیزیں بتائیں۔ جو میری سمجھ میں نہیں آسکی تھیں۔ ان لوگوں نے عقیدت سے گردن جھکا دی مولوی صاحب نے صدری کی اندرونی جیب سے کچھ نکال کر دیا اور مٹھی میں دبا کر الٰہی بخش کے حوالے کر دیا۔

پھر وہ لوگ چلے گئے۔ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا تھا ان کے جانے کے بعد وہی لڑکی جس کا نام قدسیہ لیا گیا تھا۔ آگے بڑھی اور دروازہ بند کر آئی پھر اندر سے وہ عمر رسیدہ عورت باہر نکلی جو مولوی قدرت علی کو سہارا دے کر یہاں لائی تھی۔ ویسے مولوی قدرت علی اپاہج تھا۔ اس کی ایک ٹانگ گھٹنے کے پاس سے کٹی ہوئی تھی اور وہ بیساکھی لگا کر چلتا تھا اس وقت وہ خوش نظر آرہا تھا۔ وہ عورت اس کے پاس پہنچی تو اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ رقم نکالی اور عورت کی جانب بڑھاتا ہوا بولا۔

"کہیں نہ کہیں سے انتظام ہو ہی جاتا ہے۔ حمیدہ اب دیکھ نا تم کہہ رہی تھیں کہ آٹا دال نہیں ہے۔ کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے آج۔ میرا خیال ہے ہفتے بھر کا بندوبست تو ہوگیا۔ کل بھی کچھ نہ کچھ آئے گا۔ چلو کہیں نہ کہیں سے مولا بھیج ہی دیتا ہے۔

عورت جس کا نام حمیدہ لیا گیا تھا افسردہ نظر آنے لگی۔

بولی۔

"دیکھو یہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے قدرت علی دیکھو یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔ یہ جائز نہیں ہے قدرت علی۔ کسی بیمار کو شفا نہ دے سکو تو جھوٹا دلاسہ بھی تو نہ دو۔"

"ارے کیا فضول باتیں کرتی ہو تم حمیدہ۔ میں نے یہ بھی تو کہہ دیا ہے کہ حکیم سید علی کو دکھا دیں۔"

"مگر تم نے فورا" ہی ان لوگوں پر جھوٹی باتیں بھی تو لادنی شروع کر دی تھیں۔ کیا پڑھا تھا تم نے اس پانی پر؟"

"دیکھو دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں حمیدہ فضول باتوں سے گریز کیا کر۔ کیا کروں۔ بول کیا کروں اگر یہ سب کچھ نہ کروں تو بھوکا مار دوں بچوں کو۔ اپاہج ہوں۔ ارے ٹانگ کٹ گئی۔ بتاؤ اب کیا کر سکتا ہوں میں۔ دو کوڑی کا ہو کر رہ گیا اللہ نے اولاد بھی دی تو سب سے بڑی بیٹی۔ چار پیسے کما کر بھی نہیں لا سکتی۔ بھوکے مر جاؤ گے تم سب۔ دیکھ حمیدہ مجبوری ہے میرا دل خود دکھتا ہے یہ سب کچھ کرتے ہوئے لیکن ذرا باہر نکلو چار پیسے مانگ لو کسی سے۔ منہ بنا کر اور منہ ٹیڑھا کر کے پاس سے نکل جائے گا۔ میرے سگے بھائیوں کو ہی لے لو۔ ان سے زیادہ مذاق اڑاتا ہے ہمارا کوئی۔ ایک سے ایک کمینہ ہے آدھا سیر آٹا تو کوئی دے نہیں سکتا۔ ہاں باتیں بنانے کے لیے سب آ جاتے ہیں۔ دیکھو کسی نے پلٹ کر پوچھا کہ کیا حال ہے تم لوگوں کا۔ پیٹ بھرا ہے یا بھوکے مر گئے۔ نہیں حمیدہ بیگم مجبوری کا نام شکر ہے۔ جو کچھ کر رہا ہوں مولا جانتا ہے کہ مجبوری کے عالم میں کر رہا ہوں۔"

"تمہیں پتا ہے ایسے الٹے سیدھے چکر نقصان بھی دے سکتے ہیں؟"

"کیا نقصان دے گے؟"

"بچوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے؟"

"مولا کی مرضی میں کسی کا کیا دخل اگر بچوں کو اس طرح نقصان پہنچنا ہے تو پہنچ جائے بھائی۔ ویسے بھی تو نقصان پہنچ رہا ہے انہیں۔ پیٹ میں روٹی نہ ہوگی تو ویسے ہی مر جائیں گے بے چارے۔ رہنے دے حمیدہ بہت زیادہ کچوکے نہ لگا میرے دل پر' بس جو ہو رہا ہے وہی ہونے دے۔ اب تو دیکھ نا انسان بھائیوں پر کتنا بھروسا کرتا ہے مگر اس وقت تک جب تک ماں باپ کی کمائی ہوتی ہے۔ جہاں یہ اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوئے سب کی شان ہی نرالی ہو جاتی ہے۔ ہر ایک سینہ تان کر اپنے آپ کو تیس مار خان کہتا ہے۔ ایک دوسرے کی پروا نہیں کرتا بیوی بچوں کے پھیر میں پڑ جاتے ہیں سارے کے سارے یہ بھول جاتے ہیں کہ کبھی راتوں کو ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں ڈال کر سویا کرتے تھے۔ اب تو بتا کون ہے میرا۔ کون ہے۔" مولوی قدرت علی کی آواز بھاری ہو گئی اور پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس کی بیوی حمیدہ بھی آزردہ ہو گئی تھی۔ اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔

"اے اللہ ہماری مشکل حل کر۔ کیا کریں ہم' کیا کر سکتے ہیں' تو نے کہا ہے کہ بھوکا اٹھائے گا بھوکا سلائے گا نہیں' ہماری طرف سے کیوں آنکھیں بند کر لی ہیں۔"

"توبہ کر توبہ۔ حمیدہ توبہ کر۔ ارے آنکھیں بند کی ہیں یہ دیکھ اس میں ہفتے بھر کا آٹا اور دال آ جائے گی۔ کہاں آنکھیں بند کی ہیں اس نے۔"

میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔ اس گفتگو سے حالات کا کچھ اندازہ ہو جاتا تھا۔ یہ کوئی مسلمان گھرانہ تھا مولوی قدرت علی اپاہج ہو گیا تھا اور اس کے بعد اس نے یہ جھاڑ پھونک کا دھندا شروع کر دیا تھا۔ صاحب ضمیر لوگ تھے۔ دل سے اس کام کو برا سمجھتے تھے مگر مجبوریاں آڑے آئی تھیں۔ چل بھائی بیاس پھر کوئی چلا چکر۔ اچھے ہیں یہ سارے دھندے برے نہیں ہیں لیکن اب چکر کیا ہو سکتا ہے کیا اس میں وقت گزرتا رہے گا اور وہ بھی ایک کیڑے مکوڑے کی حیثیت سے۔ جسم اپنا ہوتا اس میں توانائی ہوتی تو ہاتھ پیروں سے بھی بہت کچھ کیا جا سکتا تھا لیکن اب اس عالم میں۔ اب ہر جگہ تو کھنڈرات ہیں نہیں جہاں سے سونے کے کلسے نکال لیے جائیں۔ اب ان لوگوں کے لیے کیا کیا جائے؟"

میں نے اس درخت پر بسیرا کر لیا۔ کسی کی توجہ درخت پر نہیں جاتی تھی۔ درخت کے کھوکھلے تنے میں میرے لیے کافی جگہ موجود تھی۔ یہاں سے دیکھ لیے جانے کا خطرہ بھی نہیں تھا اور ایسی جگہ تھی جہاں سے میں باہر کے مناظر بھی دیکھ سکتا تھا۔ بعد میں کچھ اور تفصیلات بھی معلوم ہوئیں۔

مولوی قدرت علی بابا بیساکھی کے نام سے مشہور ہو گئے تھے اور بہت سے لوگوں کا علاج بھی کر چکے تھے ان لوگوں نے خود اعتراف کیا تھا کہ انہیں کچھ بھی نہیں آتا بس الٹی سیدھی جھاڑ پھونک کر کے کام چلا لیا کرتے ہیں اور یہ کام وہ بحالت مجبوری کرتے ہیں۔

پھر ایک دن صبح ہی صبح ایک دلچسپ صورت حال پیش آ گئی۔ کچھ لوگوں نے اس وقت دروازہ بجایا تھا جب گھر کے مکین سو رہے تھے۔ دروازہ بہت زور زور سے بجایا گیا اور میں چونک کر دروازے کی جانب دیکھنے لگا پھر اندر سے مولوی صاحب کی بیوی باہر نکلیں دروازے کے پاس جا کر پوچھا کون ہے۔ "تو شاید باہر سے کچھ آواز سنائی دی۔ حمیدہ کی آواز میرے کانوں میں ابھری۔

"کیا کام ہے؟"

"باہر سے جو آواز آئی اس پر میں نے بغور توجہ دی تھی۔" کہا گیا۔

"مولوی قدرت علی سے ملنا ہے؟"

"کون ہیں آپ؟"

"ان سے یہ کہہ دو کہ ٹھاکر راج موہن کے ہاں سے ان کے آدمی آئے ہیں؟"

"اچھا کہے دیتی ہوں۔ عورت واپس مڑ گئی پھر کچھ دیر کے بعد مولوی قدرت علی کو اس طرح سہارا دے کر لایا گیا۔ چارپائی جو کھڑی ہوئی تھی بچھا دی گئی اور مولوی قدرت علی اس پر بیٹھ گئے پھر لڑکی قدسیہ نے جا کر دروازہ کھولا۔ دھوتی اور کرتے میں ملبوس چار پانچ آدمی اندر آ گئے ان میں سے ایک نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"مولوی صاحب میرا نام کیجن سنگھ ہے۔ ٹھاکر راج موہن کے ہاں سے آیا ہوں۔ حویلی والے ٹھاکر۔

"ہاں ہاں۔ ٹھاکر راج موہن کو۔ کوئی ایسا بھی ہے جو نہ جانتا ہو۔ پر کیا بات ہے بھیا، صبح ہی صبح کیا پریشانی ہو گئی؟"

"وہ اپنے برج موہن ہیں نا۔ ٹھاکر راج موہن کا اکلوتا بیٹا؟"

"ہاں ہاں جانتا ہوں اسے۔" مولوی قدرت علی نے کہا۔

"سانپ نے کاٹ لیا ہے اسے۔ تین دن سے تھالی بج رہی ہے۔ دور دور کے سپیرے آ گئے ہیں پر کوئی بھی سانپ کو بلانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ کسی نے آپ کا نام لیا ہے ٹھاکر راج موہن سے۔"

"مگر بھائی ہم سے چلا پھرا نہیں جاتا۔ جائیں گے کیسے؟"

"بیل گاڑی بھیجی ہے ٹھاکر راج موہن نے۔ کہا ہے مولوی صاحب جس طرح بھی ہو سکے انہیں لے کر آؤ۔"

"ہاں ہاں ہم تیار ہیں۔ ذرا منہ ہاتھ دھو لیں اری قدسیہ لوٹے میں پانی لائیو۔ مولوی صاحب نے منہ ہاتھ دھویا۔ میرے دل میں ایک دم سے یہ تصور جاگا تھا کہ جس طرح بھی بن پڑے ذرا میں بھی مولوی صاحب کے ساتھ جاؤں دیکھوں ذرا کیا چکر ہے، اور باہر جانے کا راستہ تو موجود تھا ہی۔ میں درختوں کی شاخوں پر رینگتا اوپر چڑھا۔ مولوی صاحب کے باہر نکلنے میں ذرا دیر تھی بہرحال میں باہر پہنچا تو میں نے وہ بیل گاڑی دیکھی جو دروازے کے باہر کھڑی ہوئی تھی۔ دو طاقتور بیل جتے ہوئے تھے اس میں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ میں اس بیل گاڑی تک کیسے پہنچوں۔ میں چند لمحات سوچتا رہا۔ آس پاس کوئی نہیں تھا۔ میں نے درخت کی شاخ سے بیل گاڑی پر چھلانگ لگا دی اور پھر رینگ کر اس کے نچلے حصے میں پہنچ گیا۔

جانوروں میں بڑی سمجھ بوجھ ہوتی ہے بیل کنوتیاں بدلنے لگے۔ وہ اچھل کود مچا رہے تھے اور ان کے گلے میں بندھی ہوئیں پیتل کی گھنٹیاں تیزی سے بج رہی تھیں تب اندر سے دو آدمی باہر نکل آئے ان میں سے ایک گاڑی بان تھا اس نے بیلوں کی راسیں پکڑ لیں اور انہیں سنبھالنے لگا پھر وہ بولا۔

"ارے پاپیو کیوں اچھل کود کر رہے ہو۔ ٹھیک سے کھڑے رہو۔ چلتے ہیں ابھی، پھر ان میں سے ایک نے ان کی راسیں پکڑی رہیں اور دوسرا اندر چلا گیا مگر بیلوں کے اوسان خطا تھے۔ پتا نہیں میری بو سونگھ رہے تھے یا انہوں نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ اچھل کود ہی مچاتے رہے البتہ مجھے بیل گاڑی کے نچلے حصے میں ایک بہت اچھی جگہ مل گئی تھی۔ جہاں میں آرام سے گھس کر بیٹھ سکتا تھا۔ سو میں نے اپنے بدن کو سکوڑ کر وہیں اپنے لیے جگہ بنا لی۔

میں مزے سے بیل گاڑی میں سفر کر رہا تھا لیکن کم بخت بیلوں کو شاید میری موجودگی کا علم تھا۔ ایسے جان توڑ کر بھاگ رہے تھے کہ میرا بدن بار بار پھسل جاتا تھا اور اپنے آپ کو سنبھالنے کے لیے مجھے اپنا جسم خاصا سخت کرنا پڑا تھا لیکن شکر تھا کہ سفر بہت زیادہ لمبا نہیں تھا۔

ایک بڑی سی حویلی کے احاطے میں بیل گاڑی داخل ہو گئی اور جیسے ہی بیل گاڑی اندر گھسی میرے کانوں نے عجیب سی بے ہنگم آوازیں سنیں۔ پتا نہیں کیا چیز بجائی جا رہی تھی۔ لوگوں کی موجودگی کا احساس بھی ہوتا تھا۔ بیل گاڑی ایک جانب کھڑی کر دی گئی اور اس کے بعد لوگ مولوی قدرت علی کو نیچے اتارنے لگے۔ جو کچھ تھا سامنے ہی تھا۔ میں نے اپنی جگہ سے باہر کا منظر دیکھا بہت سے لوگ جمع تھے ادھر سے ادھر آ جا رہے تھے۔ اندر سے عورتوں کے رونے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں پھر میں نے دیکھا کہ لوگوں نے مولوی قدرت علی کے لیے راستہ چھوڑ دیا ہے۔ مجھے ان لوگوں کے درمیان ایک نوجوان لڑکا پلنگ پر لیٹا ہوا نظر آیا اور میں نے بخوبی اس کا جائزہ لیا۔ وہ سانپ کے کاٹے کا شکار تھا اور اس کا رنگ نیلا پڑا ہوا تھا اس کے آس پاس بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی قدرت علی ان کے پاس پہنچ گئے۔"

"کیا بات ہے ٹھاکر راج موہن؟"

"مہاراج کی حالت تو ٹھیک نہیں ہے مولوی صاحب میں بتاتا ہوں۔"

"ہاں بتاؤں بھائی۔"

"تین دن پہلے برج موہن کو سانپ نے کاٹ لیا ہے مولوی صاحب۔ یہ حالت ہے اس کی، سارے وید، طبیب دیکھ دیکھ کر جا چکے ہیں۔ ان کا کہنا کہ سانپ کے کاٹے کا علاج یہی ہو سکتا ہے کہ جس سانپ نے کاٹا ہے وہ آئے اور اس کا زہر چوس لے اور کوئی علاج نہیں ہے اس کا، بڑی بڑی دور سے سپیرے بلوائے گئے ہیں۔ یہ دیکھ لیجئے تین دن سے تھالی بج رہی ہے بہت سے سپیرے ہر طرح کی کوشش کر چکے ہیں۔ نجانے کیا کیا جادو منتر کیے ہیں پر سانپ ہے کہ آتا ہی نہیں۔ ہمارے ایک دوست ہیں وہ کہنے لگے کہ ٹھاکر راج موہن ان سپیروں کو تو تم نے دیکھ ہی لیا۔ سارے جادو منتر بے کار ہو گئے ہیں ان کے۔ اب ایسا کرو ذرا مولوی قدرت علی کو اور دکھا دو۔ آج کل بہت نام سن رہے ہیں ان کا۔ جو کوئی بھی ان کے پاس جاتا ہے صحت مند ہو کر آتا ہے۔ مولوی

صاحب آپ ہماری بستی کے آدمی ہیں۔ ٹھاکر راج موہن بھی جس قسم کے آدمی ہیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں انہوں نے نہ کبھی ہندوؤں کو تکلیف دی نہ مسلمانوں کو۔ ہم لوگ بھائی چارے سے رہ رہے ہیں اور پھر آپ بھی بال بچے والے ہیں آپ کو پتا ہے کہ راج موہن جی کا ایک ہی بیٹا ہے برج موہن جیون مرن کے پھیر میں ہے۔ مولوی صاحب کچھ کر سکتے ہیں تو آپ بھی کیجئے۔ ٹھاکر صاحب بن موت مر جائیں گے پورا پریوار تباہ ہو جائے گا۔ برج موہن کے دم سے تو یہ سارا کام دھندا چل رہا ہے۔

مولوی قدرت علی اب کچھ پریشان سے نظر آ رہے تھے۔ میں تو یہ باتیں سن ہی چکا تھا کہ وہ بڑے ہوئے درویش ہیں۔ میری دلچسپیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ مولوی صاحب لرزتی ہوئی آواز میں بولے۔

"اصل میں ٹھاکر صاحب یہ بات بالکل الگ ہے یہ تو جادو منتر والوں کا کھیل ہے یہ اتنے بڑے بڑے سپیرے بیٹھے ہوئے ہیں یہ کچھ نہیں کر سکے ابھی تک؟"

"کہا نا تین دن سے تھالی بجا رہے ہیں۔ یہ مونگا رام ہے ایک بستی کا بہت بڑا سپیرا بڑے بڑے ناگوں سے لڑ چکا ہے یہ مگر اس کا کہنا کچھ اور ہی ہے۔"

"میں نے مونگا رام کو دیکھا۔ کالا سیاہ رنگ' بڑی بڑی نوکیلی مونچھیں سرخ سرخ آنکھیں لمبا چوڑا قد' خود بھی کالا ناگ ہی معلوم ہوتا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سی شیطانیت چھائی ہوئی تھی۔ غصے میں بھرا بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا۔

"ہم جو کچھ کہہ چکے ہیں وہ کوئی مان ہی نہیں رہا ہم کیا کریں۔"

"کیا کہا ہے تم نے مونگا رام؟" مولوی قدرت علی نے پوچھا۔

"جس سانپ نے برج موہن کو کاٹا ہے وہ خود بھی جیتا نہیں ہے مہاراج۔ مر چکا ہے۔ ورنہ مونگا رام زمین کی تہیں کھود کر اسے نکال لیتا وہ پاتال میں بھی چلا گیا ہوتا تو اسے نکال لیا جاتا مونگا رام کو کیا سمجھتے ہیں آپ۔ ہم تین دن سے بین بجا رہے ہیں تھالی بجا رہے ہیں سانپ جیتا ہوتا تو ضرور آجاتا وہ خود بھی کسی طرح مر چکا ہے۔ مار دیا ہوگا کسی نے۔ اب کوئی دوسرا سانپ تو آنے سے رہا۔"

"تت.... تو پھر اس کا کیا علاج ہوتا ہے۔"

"سارے علاج کر لیے ہم نے اب' اب ہم کیا کہیں' صرف مہاراج کا من بہلا رہے ہیں ورنہ ورنہ۔" مونگا رام خاموش ہو گیا۔

"بھگوان نہ کرے' بھگوان نہ کرے ایسی بات نہ کر مونگا رام' میں تجھے جان سے مار دوں گا ایسی بات نہ کر۔"

"ہمیں جان سے مارنے سے کیا ہو گا ٹھاکر راج موہن' بس اب دیکھ لو یہ مولوی صاحب آئے ہیں ان کو پکڑو' دیکھو یہ کیا کرتے ہیں؟"

ٹھاکر راج موہن اپنی جگہ سے اٹھا اور مولوی قدرت علی کے پیروں میں بیٹھ گیا۔ "مولوی صاحب ایک ہی بیٹا ہے میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ دین دھرم کو بھول جائیے جو کچھ بھی ہو سکتا ہے کیجئے۔ جو کچھ بھی ہو سکتا ہے کیجئے۔ آپ کو آپ کے اللہ کا واسطہ۔ آپ کو ہمارے بھگوان کا واسطہ۔"

"ٹھاکر جی۔ جان دے کر بھی آپ کے کام آجاتا تو اس سے اچھی بات اور کوئی نہ ہوتی۔ کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ پانی منگوا دیجئے ایک گلاس؟" مولوی صاحب کے انداز میں بیچارگی تھی۔ وہ بس اپنا فرض پورا کرنا چاہتے تھے جب تین سپیرے مل کر یہ سب کچھ نہ کر سکے تو مولوی صاحب بیچارے کیا کرتے۔ البتہ میری تیز نگاہیں برج موہن کا جائزہ لے رہی تھیں۔ سانپ کے کاٹے کا شکار ہے۔ میں تو اس سلسلے میں تجربہ رکھتا تھا ناگ رانی نے کاٹا تھا۔ سنہّانے کاٹا تھا۔ اس آدمی کو جس کا نام بھی اتفاق سے لاکھو رام ہی تھا اور میں نے اس کا زہر چوس کر اسے زندگی دی تھی۔ اس وقت میں انسانی شکل میں تھا اور اب سانپ کی شکل میں۔ ارے واہ' یہ تو مزہ آگیا اگر برج موہن سانپ کے کاٹے کے زیر اثر ہے تو یہ زہر تو میں آسانی سے چوس سکتا ہوں۔ دیکھو ہو سکتا ہے مولوی قدرت علی کی تقدیر بدل جائے۔ کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے البتہ ذرا سا انتظار ضروری تھا۔ سپیروں نے تھالی بجانا بند کر دی تھی۔

کچھ دیر کے بعد پیتل کے ایک کٹورے میں پانی آگیا اور مولوی صاحب اس پر کچھ بدبدانے لگے پھر انہوں نے پانی میں ہاتھ ڈالا اور اس کے چھینٹے لڑکے پر مارنے لگے۔ نوجوان لڑکا تھا کوئی بیس اکیس سال کی عمر ہوگی۔ پانی اس کے بدن پر مارنے کے بعد مولوی صاحب نے وہی پانی لے کر ادھر ادھر چھڑکا۔ تمام لوگ ساکت ہو گئے تھے۔ اندر سے رونے کی آوازیں بھی بند کرا دی گئی تھیں۔ بس اب موقع تھا کہ میں منظر عام پر آجاؤں حالانکہ بڑا خطرہ مول لے رہا تھا میں' ہو سکتا ہے بعد میں یہی لوگ میرے اوپر ہی ٹوٹ پڑیں' لیکن اب جو ہو گا دیکھا جائے گا کیا فرق پڑتا ہے۔ جان سے تو مارنے سے رہے مجھے یہ اتنا میں اچھی طرح جانتا تھا۔

مولوی صاحب اپنے عمل سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ میں خاموشی سے بیل گاڑی سے نیچے اتر آیا اور اس کے بعد رینگتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اچانک ہی لوگوں کے منہ سے طرح طرح کی آوازیں نکلنے لگی تھیں۔ سارے کے سارے بھرا مار کر پیچھے ہٹ گئے تھے اور میرے لیے جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ میں نے مولوی قدرت علی کو دیکھا تھر تھر کانپ رہے تھے۔ آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں' ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا جو لرزنے کی وجہ سے چھلک رہا تھا

اور پانی خود ان کے اوپر ہی گر رہا تھا ٹھاکر راج موہن اور جو ان کے حواری تھے وہ بھی پیچھے ہٹ گئے تھے میں برج موہن کے پاس پہنچ گیا میں نے اس کی ران کے پاس وہ زخم دیکھا جو سانپ کے کاٹنے کا زخم تھا اور پھر میں نے اپنا منہ اس زخم پر رکھ دیا اس کے جسم میں زہر بھرا ہوا تھا میں نے وہ سارا زہر چوس لیا اور دیکھنے والوں نے یہی دیکھا کہ برج موہن کے جسم کی نیلاہٹیں سرخی میں بدلتی جا رہی ہیں یہاں تک کہ میرے منہ میں اس کے خون کے قطرات آنے لگے گویا سارا زہر اس کے جسم سے ختم ہو گیا تھا بس اتنا ہی کرنا تھا مجھے، میں پیچھے ہٹا اور ایک لمحے کے لیے وہاں رہا پھر برق رفتاری سے وہاں سے واپس پلٹ پڑا یہ سب سے مشکل مرحلہ تھا کیونکہ ہو سکتا ہے اس دوران کوئی میری جانب متوجہ ہو جائے اور میرا تعاقب کرنے کی کوشش کرے میں برج موہن کے پاس سے ہٹ کر دروازے کی جانب بڑھا شکر ہے کسی نے میرا پیچھا نہیں کیا تھا وہ سب سکتے کے سے عالم میں مجھے دیکھ رہے تھے میں باہر نکل آیا اپنے چھپنے کے لیے جگہ تلاش کرنے لگا باہر لوگ موجود نہیں تھے سناٹا پھیلا ہوا تھا ان حالات میں مجھے سفر کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی فی الحال مولوی قدرت علی کے گھر ہی آگیا تھا اور چھپتا چھپاتا برگد کے درخت پر چڑھ گیا تھا یہاں میرے لیے انتہائی بہترین جگہ موجود تھی ایسی جگہ کہ زیادہ وقت گزارنے کو دل چاہے تو وہیں مستقل قیام کر لیا جائے درخت میں ایسے سوراخ بھی تھے جہاں سے باہر دیکھا بھی جا سکتا تھا اور وہاں کی باتیں بھی سنی جا سکتی تھیں بہرحال جو خوشی مجھے یہ کام سرانجام دے کر محسوس ہوئی تھی وہ ان خوشیوں سے مختلف نہیں تھی جو تیجو مل اور لاکھو رام کی مشکلات دور کرنے سے حاصل ہوئی تھی مولوی قدرت علی بیچارے جن حالات کا شکار تھے ہو سکتا ہے ان میں کچھ تبدیلیاں ہو جائیں خاصا وقت انتظار کرنا پڑا تھا اور اس کے بعد باہر آہٹیں ہوئی تھیں اس دوران میں نے مولوی قدرت علی کی بیوی اور ان کے بچوں کو بہت پریشان دیکھا تھا باہر ہی سب کے سب قدرت علی کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے قدرت علی کی بیوی بار بار بلند آواز میں دعائیں مانگنے لگتی تھی

"الٰہی خیر کرنا میں پہلے ہی منع کرتی تھی کہ جانتے وانتے کچھ نہیں ہیں بلاوجہ کے پیر بن بیٹھے ہیں پکڑ لیا کسی جن بھوت نے تو گردن مروڑ کر پھینک دے گا جیسے بھی ہیں میرے بچوں کے سر کا سائبان ہیں خیر کرنا الٰہی" پھر وہ بچوں پر برسنے لگتی "ارے بیٹھے بیٹھے کھسر پھسر کیے جا رہے ہو، میں کہتی ہوں ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگو اللہ سے کہ ابا کو سلامت رکھے انہیں خیر سے واپس لائے"

بہرحال ابا خیر سے واپس آ گئے باچھیں کھلی ہوئی بیساکھی ٹیک کر چل رہے تھے بیوی نے جلدی سے آگے بڑھ کر انہیں سہارا دیا دیکھنا چاہتی تھیں کہ کہیں سے ٹوٹ پھوٹ تو نہیں ہوئی لیکن سب ٹھیک تھا مولوی قدرت علی نے آنے والے کا شکریہ ادا کیا اور کہا "جاؤ بھائی بہت بہت شکریہ تمہارا"

"مولوی صاحب آپ نے جو کیا ہے اس سے بستی کی تاریخ بدل جائے گی ہندو مسلمانوں میں ایسی دوستی ہو گی کہ مثال بن جائے"

"ہاں خدا کرے ایسا ہی ہو، میاں ہم نے تو جو کچھ کیا ہے نیک نیتی سے کیا ہے بس اللہ کا شکر ہے کہ راج موہن کے گھر کا چراغ روشن ہو گیا ارے اس سے زیادہ خوشی ہمیں اور کس بات کی ہو سکتی ہے اللہ ہمیشہ ان کے گھر کا چراغ روشن رکھے"

مولوی قدرت علی کی بیوی حیرت بھری نگاہوں سے مولوی صاحب کو دیکھ رہی تھی اس نے جلدی سے وہ چارپائی بچھا دی جو مولوی صاحب کی مخصوص چارپائی تھی اور وہ چارپائی پر بیٹھ گئے

"کیا ہوا، کیا ہو گیا؟"

"ارے ہونا کیا تھا تو سوچ بھی نہیں سکتی حمیدہ جو ہو گیا یوں سمجھ لے اللہ نے سن لی جب وہ دیتا ہے ایسے ہی دیتا ہے قربان جاؤں اپنے مولا کے ارے زندگی بن گئی ہماری سارے دلدر دور ہو گئے"

"خواب دیکھ کر آ رہے ہو کیا مولوی صاحب؟"

"بک بک کیے جا رہی ہے ارے سن تو سہی ہوا کیا؟"

"سناؤ سناؤ ہماری تو زبان سوکھ گئی تمہارے لیے دعائیں کرتے کرتے"

"کیوں نہیں کیوں نہیں، تیری اور تیرے بچوں کی دعائیں ہی تو کام آئی ہیں حمیدہ"

"ہوا کیا؟"

"کیا ہونا تھا۔ ٹھاکر راج موہن کے بیٹے برج موہن کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اب تم ان لوگوں کے ٹونے ٹوٹکے تو جانتی ہی ہو، میت رکھی ہوئی تھی، مر چکا تھا بیچارہ، نیلا پڑا ہوا تھا پورے بدن میں زہر بھرا ہوا تھا وہ جو ہوتے ہیں نا سپیرے بائیگی بائیگی جو کہلاتے ہیں بائیگی آئے ہوئے تھے تھالی بج رہی تھی بینیں بج رہی تھیں تین دن گزر چکے تھے مگر راج موہن کا من نہیں مانتا تھا کہ بیٹا مر چکا ہے۔ آس لگی ہوئی تھی، قربان جاؤں اپنے مولا کے میرے ہی لیے یہ سربلندی لکھی تھی اس نے راج موہن قدموں میں گر پڑا کہ مولوی صاحب ہمارے گھر کا چراغ بجھنے سے بچا لو۔ بس جی مولوی صاحب بیچارے تو خود ٹھہرے قلاش، ہاں اللہ سے لو ضرور لگائی اور تو سچ جان حمیدہ اس وقت دل میں کوئی لالچ نہیں تھا۔ یہ لالچ نہیں تھا کہ راج موہن کا بیٹا ہماری وجہ سے ٹھیک ہو جائے تو کچھ انعام اکرام ملے یہ

لالچ بالکل نہیں تھا بلکہ سچی بات تھی اس وقت ایک دکھی دل کا آدمی دیکھا۔ خود بھی بال بچوں والے ہیں سچے دل سے دعا نکلی تھی ہمارے منہ سے کہ الٰہی ہم کیا اور ہماری اوقات کیا لاج رکھنے والا تو ہے۔ بس پانی لیا۔ پڑھا چار چھینٹے مارے۔ لوگوں کو دکھانے کے لیے ادھر ادھر چھینٹے مار دیے۔ بس پھر خدا کا کرنا کیا ہوا کہ یہ لمبا' کئی ہاتھ لمبا اور یہ چوڑا ناگ' کالا ناگ دیکھنے والوں کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں اور یقین کرو حمیدہ خود ہمارا دل دھڑکنا بند ہو گیا تھا۔ ہم نے سوچا کہ بھیا ایک پھنکار بھی مار دی اس نے تو ہم تو پانی ہو جائیں گے مگر بات وہی تھی حمیدہ' دل سے نکلی تھی پوری ہو گئی۔ سانپ نے برج موہن کے زخم سے منہ لگا کر جو زہر چوسا تو یوں لگا جیسے رنگ ہی بدلتا جا رہا ہے سر سے نیلاہٹیں اتریں تو پاؤں سے باہر تک اتر گئیں سارا زہر چوس لیا اس نے اور جیسے ہی وہ زہر چوس کر باہر نکلا برج موہن بھیا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پانی مانگا۔ بس پھر کیا تھا اسے پانی پلایا گیا اور وہ جو سپیرے آئے تھے ایسے جل بھن کر کباب ہو گئے کہ ان کا منہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ راج موہن نے بیٹے کو کلیجے سے لگا لیا۔ سارے کے سارے دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور حمیدہ تو ہوتی تو بھی رو پڑتی اس وقت یہ دیکھ کر کہ جسے دیکھو تیرے اس غریب لاچار شوہر پر دیوانہ وار نثار ہو رہا ہے۔ نجانے کیا کیا باتیں کر ڈالیں لوگوں نے۔ پر دیکھ ہم نے تو ان سے یہی کہا کہ مارنے والے سے بچانے والا بہت بڑا ہوتا ہے ہم نے کچھ نہیں کیا بس دعا کی تھی کہ راج موہن کے گھر کا چراغ روشن رہے۔ بس بھیا ہم نے کہا کہ راج موہن اب یہ بھیڑ بھیڑ ہٹاؤ اور بچے کو اندر لے جاؤ ہمیں جانے دو۔ راج موہن کہنے لگا کہ مولوی قدرت علی صاحب۔ آپ نے میرے گھر کا چراغ روشن کیا ہے۔ میں آپ کے گھر میں دیوالی کر دوں گا آپ جائیں آرام سے جائیں اور پھر بڑی عزت احترام کے ساتھ ہمیں واپس کر دیا گیا۔"

"کچھ دیا لیا نہیں؟" حمیدہ بیگم نے پوچھا۔

"ارے چھوڑ حمیدہ ہمیں اس سے بڑی دولت اور کیا مل سکتی ہے کہ اتنی عزت ہوئی۔ اتنا احترام کیا گیا ہمارا اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ راج موہن کا بیٹا ٹھیک ہو گیا۔ بس بھیا۔ دیکھ دو روٹی اور دو کپڑے چاہیے ہوتے ہیں۔ یہ تو اللہ دے ہی دیتا ہے مگر ایسی سچی خوشی اگر مل جائے تو سمجھ لے کہ اللہ نے سب کچھ دے دیا۔ دعا پوری ہو گئی ہماری۔ اس سے بڑی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔"

حمیدہ ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گئی اور اس کے بعد وہ سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ مجھے تھوڑا سا افسوس ہوا تھا راج موہن نے اچھا نہیں کیا۔ بیچارے مولوی قدرت علی کو کچھ دینا چاہیے تھا اسے۔ خیر کوئی بات نہیں کم از کم مولوی قدرت علی کے اندر انسانیت تھی۔

رات ہو گئی اور پھر رات گزر بھی گئی۔ دوسرا دن نکل آیا۔ ایک دو آدمی مولوی صاحب کے پاس دعا تعویز کرانے آئے تھے۔ ایک صاحب ایک برتن میں کھانے پینے کی کچھ چیزیں بھی لے کر آئے تھے جس پر رومال ڈھکا ہوا تھا۔ بس یہی مولوی صاحب کا ذریعہ معاش تھا لیکن سورج چڑھا ہی تھا کہ اچانک باہر سے آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ زور سے دروازہ بجا۔ دروازہ کھولا گیا اور میں نے دیکھا کہ ٹھاکر راج موہن اپنے بیٹے برج موہن دھرم پتی اور کئی دوسرے آدمیوں کے ساتھ دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ مولوی قدرت علی چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جلدی سے بیساکھی سنبھالی تو راج موہن دوڑتا ہوا آیا اور مولوی صاحب کے شانوں کو سہارا دے کر بولا۔

"بیٹھے رہیں مولوی صاحب بیٹھے رہیں۔"

"وہ آپ' آپ نے کیوں تکلیف کی' ک ک ... کوئی بات ہو گئی مم ... مجھے بلا لیا ہوتا۔ مم ... میرے گھر میں تو ب ... بیٹھنے کے لیے کک ... کچھ نہیں ہے ارے حمیدہ ارے بچی قدسیہ' چادر ہی لے آؤ چادر ہی بچھا دوں یہاں پر۔"

چادر لائی گئی اور ٹھاکر راج موہن بڑے احترام کے ساتھ چادر پر بیٹھ گیا۔ باقی لوگ بھی بیٹھ گئے۔ مولوی قدرت اللہ نے برج موہن کو دیکھا بولے۔

"بیٹا ذرا ادھر آ میں تیری پیشانی چوم لوں۔ خدا قسم کھا کر کہتا ہوں راج موہن ایسا لگ رہا ہے جیسے میرا بیمار بیٹا ٹھیک ہو گیا ہو۔"

"ہمیں تو صرف اس بات کا افسوس ہے مولوی قدرت علی صاحب کہ ہمارے اپنے گھر میں' ہماری اپنی بستی میں اتنی بڑی شخصیت موجود ہے اور ہم اس کی کوئی قدر کوئی عزت نہ کر سکے۔ آپ اس عالم میں زندگی گزار رہے ہیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں مولوی صاحب کہ میں ایک بے حد خود غرض اور مطلبی آدمی ہوں۔ جب اپنے اوپر پڑی تو دوسرے کے بارے میں سوچا' آپ نے مولوی صاحب میرے اوپر جو احسان کیا ہے بس میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس احسان کو کیسے اتاروں گا۔"

"ارے چھوڑو راج موہن' اولاد سب کی اولاد ہوتی ہے اور ہر صاحب اولاد کو دوسرے کی اولاد کے لیے اچھے ہی جذبات رکھنے چاہئیں۔"

"اللہ والے ہیں نا آپ۔ بھگوان نے آپ کو اتنا کچھ دیا ہے کہ آپ کو دوسری چیزوں کی چنتا نہیں ہے' مگر ہمارا بھی کچھ فرض ہے مولوی صاحب۔ ایک چھوٹی سی بھینٹ دینے آئے ہیں آپ کو بہت چھوٹی سی بھینٹ ہے۔ سویکار کریں ہمارے اوپر احسان ہو گا۔"

"نہیں نہیں راج موہن اس کے بدلے میں' میں کچھ نہیں لوں گا۔ بس میں نے کہہ دیا تم سے۔ ارے کیا ہے دو روٹی کی

بات ہے نا کہیں نہ کہیں سے بندوبست ہو ہی جاتا ہے۔ اپاہج ہوگیا ہوں لاچار ہوگیا ہوں ورنہ محنت مزدوری کرکے تو ساری زندگی گزار دی۔ اب ذرا حالات خراب ہوگئے ہیں مگر کوئی بات نہیں ہے اللہ مالک ہے سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"یہ تو آپ کہہ رہے ہیں نا مولوی صاحب میرا مسئلہ کچھ اور ہے۔ مجھ پر بھی تو کچھ فرض بنتا ہے نا۔ سنیں مولوی صاحب آپ کو برج موہن جی کی قسم ہے جو کچھ میں بھینٹ کر رہا ہوں اس سے انکار نہ کریں۔"

"ارے راج موہن کیا قسم دلا دی بھئی۔ کیا دے رہے ہو بھئی مجھے بتاؤ ذرا۔" مولوی صاحب نے بے پروائی سے کہا۔

"مولوی صاحب۔ وہ میرا نگلے والا باغ ہے۔ آٹھ بیگھے میں پھیلا ہوا ہے۔ شاید آپ کو پتا ہو کہ سونا اگلتا ہے سونا' اور میں نے اپنے برج موہن پر سے سونا ہی وار دیا ہے۔ وہ باغ میں آپ کے نام لکھ رہا ہوں۔ اس کے علاوہ مولوی صاحب۔ آپ کے رہنے کے لیے باغ کے کنارے پر ہی ایک گھر بنا ہوا ہے وہ بھی میں نے آپ کے نام کر دیا ہے۔ یہ میری دھرم پتنی آپ کے بیوی بچوں کے لیے کچھ گہنے لائی ہے بچیاں ہیں آپ کی ان کے کام آئیں گے یہ سویکار کیجیے۔"

راج موہن کی دھرم پتنی نے ایک پوٹلی مولوی صاحب کے سامنے رکھ دی۔ مولوی صاحب کو تو سکتہ ہوگیا تھا۔ راج موہن نے ایک رومال مولوی صاحب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اور اس میں تھوڑی سی نقد رقم ہے بس یہ لائے ہیں ہم آپ کے لیے۔ وہ باغ آپ کے لیے جیون بھر کام دے گا۔ آپ کے بچوں اور ان کے بچوں کے کام آئے گا آپ کو پتا ہی ہے نگلے والے باغ کی کیا کیفیت ہے بڑا پھل اترتا ہے اس سے اور بہت بڑی آمدنی ہے اس کی اب آپ زمیندار ہوگئے مولوی قدرت علی صاحب۔"

مولوی قدرت علی اس طرح منہ کھولے بیٹھے ہوئے تھے کہ محسوس ہوتا تھا کہ بدن کی جان ہی نکل گئی ہے۔ بری طرح سٹپٹائے ہوئے تھے۔ منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکل رہا تھا۔ راج موہن نے کہا۔

"اور آپ کو بالکل چنتا نہیں کرنی چاہیے سب دیکھ بھال ہم کریں گے۔ بھاگ دوڑ بھی نہیں کرنی پڑے گی آپ کو۔ چار آدمی کام کرتے ہیں اس باغ میں۔ بڑے آرام سے ان کی پگار نکل جاتی ہے یوں سمجھ لیں یہ سارے کام ہمارے منشی جی ہی کرلیا کریں گے آپ بس اس کی آمدنی سنبھالا کریں مولوی قدرت علی صاحب' اچھا اب ہمیں آگیا دیں۔"

مولوی قدرت علی صاحب کچھ نہ بولے تو راج موہن نے اٹھ کر ان کا شانہ ہلاتے ہوئے کہا۔

"مولوی صاحب چپ کیوں ہوگئے؟"

"ایں... ایں کچھ بھی نہیں۔ بس ایسے ہی یہ' یہ' یہ سب' یہ سب؟"

"ہاں یہ سب آپ کا ہوا۔ آپ نے ہمارا چراغ روشن کیا ہے ہم نے کل ہی آپ سے کہا تھا کہ آپ کے گھر میں دیوالی کر دیں گے مولوی صاحب۔ بھگوان کا شکر ہے کہ ہم نے اپنا قول نبھا دیا۔ اچھا آگیا دیں۔"

بمشکل تمام مولوی صاحب نے راج موہن سے ہاتھ ملایا اور اس کے بعد وہ سب ایک ایک کرکے باہر نکل گئے۔ حمیدہ بیگم۔ بچے سارے کے سارے یوں کھڑے ہوئے تھے۔ مولوی قدرت علی پر ایسا جوش طاری ہوا کہ اپنی جگہ سے اٹھ بھاگنے کی کوشش کی اور دھڑام سے زمین پر گر پڑے۔

"ارے ارے کیا کر رہے ہیں۔ کیا کر رہے ہیں۔ اللہ کی نیکی۔ یہ آپ کیا دوڑ پڑے تھے؟" حمیدہ بیگم نے انہیں سہارا دے کر اٹھایا اور مولوی صاحب عجیب سے انداز میں ہنسنے لگے۔

"ارے حمیدہ بیگم' ایک پاؤں گیا تھا۔ ہزار پاؤں لگ گئے لے دیکھا کہا تھا نا تجھ سے کہ ایک دن گھورے کی بھی پھرے گی۔ ارے پھر گئی ہماری حمیدہ' پھر گئی ارے میرے بچو آؤ۔ میرے کلیجے سے لگ جاؤ۔ ارے سب کے وارے نیارے ہوگئے۔"

مولوی صاحب کی خوشیاں بام عروج کو پہنچی ہوئی تھیں۔ سارا گھر یہ سب کچھ پا کر دیوانہ ہوگیا تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ کہیں انہیں شادی مرگ نہ ہو جائے۔ خوشی سے ناچ رہے تھے۔ بیچارے مولوی قدرت علی کی ایک ٹانگ نہیں تھی ورنہ وہ بھی رقص کرتے اور درخت کے اس چوڑے تنے کے اس سوراخ میں بیٹھ کر میرا دل بھی رقص کر رہا تھا۔ کسی انسان کو اتنی خوشیاں میرے ذریعے مل جائیں۔ میری زندگی کا اس سے بہتر مصرف اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا لعنت ہے چندر بھان پر' لعنت ہے اس پر کہ اس نے مجھے خوشیوں سے اتنی دور کر دیا ہے' لیکن بہرطور کوئی نتیجہ نکلے گا۔ جس طرح ان لوگوں کی زندگی ٹھکانے لگ رہی ہے۔ میرے دن بھی پھر جائیں گے۔ دیکھوں گا چندر بھان دیکھوں گا اشیش بھگونت' بلکہ اب میں تجھے اشیش بھگونت کیوں کہوں یہ تو احترام کا نام ہے چندر بھان ایک دن ایسا ہوگا کہ میرے ہی ہاتھوں تیرا انت ہوگا۔ یہ سب میرے دل کی آرزو ہے۔ دیکھو گا' دیکھوں گا تجھے۔" مختلف کیفیات کا شکار تھا۔ مولوی قدرت علی کے گھر میں خوشیاں اتر آئی تھیں۔ اندر چلے گئے تھے وہ اور اندر کا حال میں نہیں جان سکتا تھا۔ یہ حال جاننے کے لیے اندر جانا مناسب بھی نہیں تھا کیونکہ ان بے چاروں کو معلوم بھی نہیں تھا کہ ان کے ساتھ ساتھ ایک اور ہستی بھی ان کی خوشیوں میں شریک ہے۔

بہرحال میرا کام پورا ہوگیا تھا۔ میرے لیے اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس طویل ترین زندگی

کو گزارنے کے لیے کچھ تو چاہیے تھا اور چندر بھان جیسے شیطان سے جو کچھ حاصل ہوا تھا اسے اس کے دشمنوں کے خلاف استعمال کرنے کے بجائے اگر ایسے لوگوں کے لیے کچھ کیا جائے تو زندگی کا اس سے بہترین مصرف اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ بات دل میں ٹھان لی اور اس سے دل کو جو سکون ملا وہ ناقابل بیان تھا۔ اصولی طور پر تو اب مجھے یہاں سے نکل جانا چاہیے تھا لیکن انسانی خوشیوں سے بہت دور نہیں ہوا تھا اس گھر کی خوشیاں دیکھنا چاہتا تھا پھر میری وجہ سے ان کو تکلیف بھی نہیں تھی اس لیے کچھ وقت یہاں گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔ بڑے اچھے مناظر دیکھنے کو مل رہے تھے۔ قدرت علی نے بچوں کے لیے خریداری کی تھی۔ بچے اچھے اچھے کپڑے پہننے لگے تھے۔ اچھا کھانا پکتا تھا۔ لوگ اب بھی مولوی صاحب سے جھاڑ پھونک کرانے آتے تھے۔ ایک دن ایسے ہی کچھ لوگ آئے تو مولوی صاحب نے کہا۔

"دیکھو بھائیو۔ مجھے گنہگار مت کرو۔ نہ میں پیر ہوں نہ فقیر نہ درویش۔ مجھے کچھ نہیں آتا جاتا۔ بس تم لوگ آتے ہو تو اللہ کا نام پڑھ کر پھونک دیتا ہوں اور اس سے دعا کرتا ہوں کہ معبود کریم بیمار کو شفا دے۔"

"تمہاری دعا ہی میں تو اثر ہے قدرت علی۔"

"ارے نہیں شفقت حسین بھائی۔ اللہ سب کی دعائیں سنتا ہے۔ میں تو بس یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے بھی انسان ہی رہنے دو۔ جس طرح تم لوگ مجھے پیر، درویش اور فقیر بنائے دے رہے ہو اس سے میرے ہی گناہوں میں اضافہ ہوگا، جو کچھ میں نہیں ہوں اگر وہ ظاہر کرنے کی کوشش کروں تو اس سے اللہ بھی ناراض ہوگا۔ بلاوجہ میرے گناہوں میں اضافہ نہ کرو تمہاری مہربانی ہوگی۔"

مولوی صاحب نے بہرطور ان لوگوں کی خواہش پوری کر دی تھی۔ جھاڑ پھونک کے بعد وہ لوگ واپس چلے گئے لیکن مولوی صاحب کی بیوی حمیدہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"قدرت علی اچانک ہی تمہاری زبان بدل گئی۔"

"کیا مطلب حمیدہ۔ میں سمجھا نہیں؟"

"اس سے پہلے تو تم بڑے الٹے سیدھے چکر چلاتے تھے۔ اپنے آپ کو پکا فقیر اور درویش ظاہر کرنے کی کوشش کرتے تھے اب اچانک ہی تم نے لوگوں سے کہنا شروع کر دیا کہ تم پیر فقیر نہیں ہو؟"

قدرت علی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے چند لمحات وہ اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا پھر بھرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"حمیدہ کیسی باتیں کر رہی ہے تو۔ دل کی آگ کو نہیں جانتی۔ ارے معذور ہو گیا تھا میں۔ بتا اس سے پہلے کہیں ہیر پھیر کر کے ایک پیسہ بھی گناہ کا تجھے کھلایا۔ بول حمیدہ زندگی تیرے ساتھ گزری ہے۔ جواب دے مجھے۔ کہیں کوئی ایسا موقع آیا جب میں نے محنت کی کمائی کے علاوہ کوئی اور کمائی تجھے کھلائی ہو۔"

"چلو معاف کر دو غلطی ہو گئی۔ میں تو ایسے ہی مذاق میں کہہ رہی تھی۔"

"نہیں حمیدہ یہ مذاق بھی اچھا نہیں ہے مجھے کیا خود احساس نہیں تھا۔ میں تو ہمیشہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہتا تھا اپنے مولا کریم سے۔"

بہرحال اچھا آدمی تھا اور مجھے بڑی مسرت تھی کہ میں اس عالم میں بھی اس کے کسی کام آسکا اور میری وجہ سے اسے یہ سب کچھ حاصل ہو گیا بہرحال اب اس کے بعد یہاں رکنا مناسب نہیں تھا میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ آج رات یہاں سے نکل جاؤں گا۔ دنیا بہت وسیع ہے۔ دیکھوں گا کہ میری دوسری منزل کون سی ہوتی ہے لیکن میری دوسری منزل میرے اپنے بس میں نہ تھی۔ ایک نئے کھیل کا آغاز ہو گیا اور یہ نیا کھیل اس وقت شروع ہوا جب ٹھیک ٹھیک دوپہر ہو رہی تھی۔ سورج آسمان کے عین درمیان تھا اور چلچلاتی دھوپ پڑ رہی تھی۔ مولوی صاحب کے دروازے پر دستک ہوئی حالانکہ سب لوگ اندر تھے اور دھوپ سے بچاؤ کا بندوبست کیے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود مولوی صاحب نے کسی کو نظرانداز نہیں کیا۔ مولوی صاحب کی بیگم نے دروازہ کھولا میں بھی اپنی کمین گاہ سے باہر دیکھ رہا تھا لیکن آنیوالے جو اندر آئے تھے انہیں دیکھ کر میں بھی چونک پڑا اور ان کے آنے کا انداز ایسا تھا کہ مجھے بھی سنبھلنا پڑا ان میں سب سے آگے وہ کالا ناگ تھا جس کا نام مونگا رام لیا گیا تھا اور جو اس دن راج موہن کی حویلی کے احاطے میں موجود تھا۔ جب برج موہن سانپ کے کاٹے کا شکار پڑا ہوا تھا اور یہ شخص تھالی بجا رہا تھا۔ اس کی آمد۔ خیر کوئی ایسی بات نہیں تھی لیکن جس انداز میں مولوی صاحب کی بیوی کو اندر دھکیل کر وہ آیا تھا اس سے ذرا چونکا تھا۔ مولوی صاحب بھی بیساکھی ٹیکتے ہوئے باہر آ گئے۔

"کون ہے حمیدہ، کون ہے، کیا بات ہے؟"

حمیدہ کا منہ جو خوف و حیرت سے کھلا ہوا تھا اسی طرح کھلا رہا۔ اس کے منہ سے آواز نہیں نکلی۔ وہ مونگا رام سپیرے کو دیکھ کر ہی دہشت زدہ ہو گئی تھی۔ مونگا رام کے پیچھے چار اور خطرناک صورت سپیرے اندر داخل ہو گئے لیکن یہ بالکل اجنبی چہرے تھے یعنی ان باقی دو سپیروں میں سے بھی نہیں تھے جو اس دن تھالی بجا رہے تھے۔ کوئی دلچسپ ہی معاملہ شروع ہو گیا تھا۔

سپیرے نے دروازہ بند کر دیا اور ان میں سے دو نے لمبے لمبے چھرے نکال لیے۔ یہ چھرے دیکھ کر تو مولوی صاحب کی بھی گھگھی بندھ گئی اور ان کی بیوی تو بالکل ہی ساکت ہو گئی تھی۔ کوئی جرم ہونے جا رہا تھا اب اس میں میرا کیا کردار ہونا چاہیے۔

اس وقت بڑی بے بسی محسوس کر رہا تھا میں۔ مولوی صاحب نے خود کو سنبھالا اور بھرائے ہوئے لہجے میں بولے۔

"ارے بھائی کیا بات ہے کون ہو تم لوگ شکل و صورت سے تو سپیرے معلوم ہوتے ہو لیکن یہ چھرے کوئی غلطی ہو گئی ہم سے بھیا۔ ہم تو بڑے بے ضرر لوگ ہیں۔ نہ کسی کو نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ۔۔۔۔نہ۔۔۔۔" مونگا رام آگے بڑھ آیا اور اس نے مولوی قدرت علی کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بڑے مہاتما ہو مہاراج بڑے مہان آتما ہو تم پانی پڑھ کر چھینٹے مارتے ہو شیش ناگ بلا لیتے ہو۔ بہت مہاتما ہو تم۔ چلو ہم نے بھی تمہیں مہاتما مان لیا مگر مہاتما جی ہمارا بھی ایک کام کر دو اور اگر یہ کام کر دو گے تو اسی میں تمہارا جیون ہے۔ ورنہ تمہیں مرنا پڑے گا۔ اپنی تمام آرزوؤں کے ساتھ جو تمہارے من میں چھپی ہوئی ہیں۔"

"کام بتاؤ بھائی۔ کام بتاؤ۔ ہم نے کب منع کیا ہے اگر ہمارے بس کا ہو گا تو ضرور کر دیں گے۔"

"پانی پڑھو اور چھینٹیں مار کر شیش ناگ کو دوبارہ بلا دو۔"

"کک کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"میں سپیرا ہوں' مونگا نام ہے میرا اور مجھے شیش ناگ کی ضرورت ہے۔"

"مگر شیش ناگ ہمارا غلام تو نہیں ہے بھائی۔ وہ۔ وہ تمہیں شاید یقین نہ آئے۔ ہم تو بالکل نہیں جانتے تھے کہ وہ آجائے گا بس ہم نے تو دعا مانگی تھی کہ ہماری لاج رکھ لے ہمارا مولا اور ہمارے مولا نے ہماری لاج رکھ لی۔ ارے اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم شیش ناگ کیا سانپوں کا پورا قبیلہ تمہارے حوالے کر دیتے۔"

اچانک ہی ایک سپیرے نے کچھ کہا اور مونگا رام چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ میں ان کی گفتگو پر دھیان لگائے ہوئے تھا۔ مونگا رام نے کہا۔

"تجھے یقین ہے دھرمو؟"

"ہاں مہاراج کیا آپ دھرمو کو اتنا ہی کچا سمجھتے ہیں آپ کا چیلا ہوں آپ خود سونگھ لیجیے۔ بو آ رہی ہے مجھے 'باس آ رہی ہے مجھے شیش ناگ مہاراج کی۔"

"مم مگر یہاں۔ کیا وہ یہاں رہتا ہے؟"

"مہاراج آپ خود غور کیجیے۔ اسے میں سنبھالے لیتا ہوں سپیرے نے کہا اور مونگا رام ناک اٹھا اٹھا کر ادھر ادھر سونگھنے لگا۔" پھر اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے اس نے کہا۔

"تو ٹھیک کہتا ہے دھرمو' شیش ناگ مہاراج آس پاس ہی کہیں موجود ہیں۔" ہے شیش ناگ مہاراج جیون بھر تمہاری آرزو کرتا رہا ہوں۔ جیون بھر تمہیں حاصل کرنے کے خواب دیکھتا رہا ہوں۔ آج میرا یہ خواب پورا کر دو۔ آجاؤ میرے سامنے آجاؤ۔"

سس۔۔ سنو بھائی بات کیا ہے ہمارا کیا قصور ہے ہمیں تو بتا دو۔" مولوی قدرت علی نے کہا۔

"دیکھ بڈھے چپ چاپ بیٹھ اندر اور کون کون ہے؟"

"میاں کوئی نہیں ہے۔ یہ ہماری اہلیہ ہے دو چار بچے ہیں بس۔ ہم تمہارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ میں تو ویسے بھی معذور آدمی ہوں۔ تم نے دیکھ لیا۔"

"جینا چاہتا ہے تو ادھر بیٹھ جا خاموشی سے اس کونے میں۔ ورنہ سب سے پہلے چھرے مار کر تجھے ختم کر دوں گا اس کے بعد تیری بیوی اور بچوں کو۔"

"نہیں بھائی ہاتھ جوڑتے ہیں۔ یہاں ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے تم لے جاؤ۔ بس ہمارے بیوی بچوں کو کوئی نقصان مت پہنچانا۔ ہم وہی کریں گے جو تم کہو گے۔"

"بس تو ادھر بیٹھ جا اور سن اندر سے ان لوگوں کو بھی بلا لے اے عورت تو سن رہی ہے جا اپنے بچوں کو بلا کر یہاں ہمارے سامنے بٹھا لے۔ خبردار کوئی کسی طرف سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرے۔ یہاں اگر سو آدمی بھی آگئے تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ دیکھ ہمارے پاس یہ جو پٹارے ہیں نا ان میں سانپ ہی سانپ بھرے ہوئے ہیں اگر ہم نے یہ سانپ چھوڑ دیے تو پوری بستی خالی ہو جائے گی۔ کیا سمجھے۔" مونگا رام غراتے ہوئے لہجے میں بولا۔

میں یہ تمام تماشہ گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور کچھ کچھ اندازہ مجھے ہوتا جا رہا تھا۔ مونگا رام سپیرا غالباً" میرے ہی چکر میں یہاں آیا تھا اس نے مجھے شیش ناگ کا نام دیا تھا یہ بات میرے ذہن میں بھی تھی اور سنتا کی بستی میں مجھے یہ علم ہوا تھا کہ شیش ناگ سپیروں کے لیے بڑی دلکشی کا حامل ہوتا ہے بہرحال میں دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا خیر بے چارے مولوی صاحب کو جو تکلیف ہو رہی تھی وہ اپنی جگہ تھی' لیکن مونگا رام اپنی شامت خود بلا رہا تھا۔

اس کے ساتھ آئے ہوئے سپیرے ادھر ادھر پھیل گئے۔ دروازے پر کھڑے ہو گئے تاکہ جب باہر سے کوئی آئے تو اسے بھگایا جا سکے۔ مونگا رام نے ادھر ادھر دیکھا اور اس کے بعد اپنے کندھوں سے وہ جھولیاں اتار کر نیچے رکھ دیں جن میں نجانے کیا کیا الا بلا بھری ہوئی تھی اور اس کے بعد اس نے ایک بین نکالی اور بین بجانے لگا۔ اس کے ساتھ باقی تین سپیروں نے بھی بین نکال کر بجانا شروع کر دی تھی اور بین کی مدھر آواز فضا میں گونجنے لگی۔ مونگا رام شاید بہت اچھی بین بجاتا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ بین بجانے سے وہ کیا حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن اچانک ہی جب میرے ذہن پر کچھ عجیب سا دباؤ پڑنے

لگا تو میں چونک گیا۔ میں نے حیرت سے سوچا کہ یہ بین مجھ پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ ہاں ایسا ہی لگ رہا تھا لیکن لیکن یہ تو نہیں ہونا چاہیے اگر یہ بین میرے ہوش و حواس چھین لے گی تو مونگا رام مجھے آسانی سے گرفتار کر لے گا۔ نہیں یہ خطرناک بات ہو گی میرے لیے ایک انتہائی مشکل کا باعث۔ میں بھلا۔ میں بھلا کر سکوں گا اس سلسلے میں' لیکن بین کی آواز میرے حواس چھینے لے رہی تھی۔ بین مدھر انداز میں بج رہی تھی اور تمام سپیرے جھوم جھوم کر بین بجا رہے تھے۔ اس آواز سے میرے حواس پر ایک نیند سی طاری ہوتی جا رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ فطری طور پر بہر طور میں سانپ جیسی سرشت ہی رکھتا ہوں اور بین کی آواز میرے حواس کو متاثر کر رہی ہے۔ میرا دل چاہا کہ میں یہاں سے نکل کر بھاگ جاؤں۔ ہاں ایسا ہی ہونا چاہیے اس وقت مجھے خطرہ پیش آگیا تھا۔ مونگا رام میری تلاش میں آیا تھا اور یقینی طور پر وہ سانپ کی حیثیت سے مجھے گرفتار کرے گا۔ میں نے جلدی سے اپنی جگہ چھوڑی اور درخت کے اس تنے سے اوپر نکل آیا۔ میں آہستہ آہستہ درخت کی ان شاخوں تک پہنچنا چاہتا تھا جہاں سے دوسری شاخوں تک پہنچا جا سکے اور اس کے بعد یہاں سے فرار کی کوشش میرے لیے مشکل نہیں ہو گی لیکن بین کی آواز جیسے میرے حواس پر مسلط ہوتی جا رہی تھی۔ میں آہستہ آہستہ اس کے سحر میں گرفتار ہوتا جا رہا تھا اور اس کے بعد میرے ہوش و حواس بالکل ہی معطل ہونے لگے۔ میں درخت کی شاخوں میں دوسری جانب جانے کی بجائے' آہستہ آہستہ درخت کے تنے سے نیچے اتر آیا اور اس کے بعد مونگا رام کے سامنے جا کھڑا ہوا میرے انگ انگ میں نشہ دوڑ رہا تھا ایک ایسی عجیب سی کیفیت مجھ پر طاری ہو رہی تھی۔ اس سے پہلے میں نے کبھی محسوس نہیں تھا۔ میری آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں سر بے اختیار جھوم رہا تھا اور جسم ایسا ہو گیا تھا جیسے بے جان ہو گیا ہو اور اس میں زندگی کی رمق ہی باقی نہ رہی ہو مونگا رام اور اس کے ساتھی بڑی خوف و حیرت کی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ مونگا رام بڑا مست ہو کر بین بجا رہا تھا رفتہ رفتہ میری تمام ذہنی قوتیں سو گئیں۔ میں نجانے کس عالم میں پہنچ گیا تھا۔

پھر بین بند ہو گئی اور اچانک ہی جب میرے ہوش و حواس جاگے تو میں نے اپنے آپ کو ایک بڑی سی مضبوط پٹاری میں بند دیکھا۔ آہ میں گرفتار ہو گیا تھا۔ مونگا رام سپیرے نے مجھ پر قابو پا لیا میں نے دل ہی دل میں سوچا۔

پٹاری اتنی تنگ تھی کہ میرے لیے جنبش کرنا بھی محال تھا۔ بس میں اس میں بری طرح بھرا ہوا تھا لیکن مجھے اپنا جسم ہلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس کا مقصد ہے کہ مونگا رام مجھے ساتھ لیے ہوئے سفر کر رہا ہے۔ میں کافی پریشان ہو گیا۔ ایک بار پھر میرے دل میں چندر بھان کا خیال آیا۔ میں ان لوگوں کو نیست و نابود کر کے پھینک دیتا لیکن چندر بھان نے میری تمام قوتیں سلب کر لی تھیں اور میں اس تباہ حالی میں تھا اس کی تمام تر ذمہ داری چندر بھان پر ہی عائد ہوتی تھی کیا کروں اب' کیا کروں' لیکن کچھ نہیں کر سکتا تھا سوائے وقت کا انتظار کرنے کے چنانچہ بحالت مجبوری مونگا رام کے شانوں پر سفر کرتا رہا۔ نجانے کم بخت مجھے کہاں لے جا رہا ہے پھر شاید ان لوگوں نے کہیں قیام کیا۔ بہت سے قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔ یہ ایک دلچسپ بات تھی کہ میری سماعت حد سے زیادہ تیز تھی حالانکہ سانپ کے بارے میں روایت ہے کہ اس کے کان نہیں ہوتے' لیکن میں سانپ تھا کب' میں تو انسان تھا اور انسان بھی وہ جسے عجیب و غریب قوتیں حاصل تھیں۔ خیر اب ان قوتوں کو تو میں مذاق سمجھ رہا تھا۔ میری اپنی کوشش اس پٹاری کا ڈھکن تک نہیں کھول سکتی تھی اس طرح میرے اندر طاقت نہیں رہی۔ کچھ بھی تو نہیں کر سکتا تھا سوائے کیا کیڑے مکوڑوں کی طرح زمین پر رینگنے کے۔ ان حالات میں بھلا اپنے طور پر خود اپنے ہی تحفظ کے لیے کیا کچھ کیا جا سکتا تھا میں دور دور تک کی آوازیں سن رہا تھا۔ پرندوں کے بولنے کی آوازیں۔ جانوروں کے دہاڑنے کی آوازیں غالباً" مونگا رام کسی جنگل سے گزر رہا تھا۔"

پھر قیام کا احساس ہوا یہ احساس صرف اس طرح ہوا تھا کہ مجھے نیچے رکھ دیا گیا اور میرا جسم ساکت ہو گیا۔ یعنی وہ جنبش جو ہلنے جلنے سے ہو رہی تھی بند ہو گئی میں خاموشی سے دم سادھے پڑا رہا۔ کسی کی آواز سنائی دی۔

"مہاراج مونگا رام کی جے۔ اب ہمارے مونگا رام مہاراج قبیلے کے سردار ہوں گے۔"

"ہاں پاپی بھوما رام مجھے دو کوڑی کا سمجھتا تھا؟"

"بالکل مہاراج بالکل' حالانکہ آپ نے ایسے ایسے خطرناک سانپ پکڑے تھے جنہیں بھوما رام بھی نہیں پکڑ سکتا تھا۔"

"میرے مقابلے پر وہ ہے کیا۔ اور کیا نہیں ہے میرے پاس۔ اس سنسار میں سوائے شیش ناگ کے۔ میرا شریر' میری عقل' میرا مان' میرا گیان سب کو نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ بھوما رام اپنی موت کے بعد سرداری اس پاپی کو دینا چاہتا تھا۔"

"کس کو مہاراج؟"

"اس سنگالی کو؟ سنگالی اپنے آپ کو ابھی سے مہاراج کہنے لگا تھا ارے بڑے زخم ہیں میرے سینے میں۔ بڑے گھاؤ ہیں میرے من کے اندر۔ اب ایک ایک سے بدلہ لوں گا۔ ایک ایک سے۔"

"مگر مہاراج آپ کو پورا پورا وشواس ہے کہ یہ شیش ناگ ہی ہے؟"

"باؤلے کے بچے میرے گیان کو للکار رہا ہے تو؟"

"ارے نہیں مہاراج نہیں۔ بھگوان کی سوگند میرا یہ مقصد نہیں تھا میں تو بس اسی لیے یہ بات پوچھ رہا تھا کہ آپ کو قبیلے کا سردار بننا ہے شیش ناگ ہی ہے نا یہ؟"

"سو فیصد شیش ناگ ہے۔ تجھے اتنی سی بات نہیں معلوم کہ اگر اصلی سانپ مر جائے اور زہر کسی منش کے شریر میں اتر جائے، تو دوسرا کوئی سانپ اس زہر کو نہیں چوس سکتا۔"

"ہاں مہاراج یہ بات تو مجھے معلوم ہے۔"

"لیکن شیش ناگ۔ شیش ناگ ہر سانپ کا زہر چوس سکتا ہے کیونکہ وہ ناگوں کا راجہ ہوتا ہے ناگ راجہ کو ہر طرح کی آسانی حاصل ہوتی ہے۔"

"سو تو ہے۔"

"میں اس سے سمجھ گیا تھا کہ یہ شیش ناگ ہے جو کسی طرح اس مولوی کے چکر میں آکر یہاں آگیا ہے اور اس نے آسانی سے اس کا زہر چوس لیا۔ ہماری کیسی کرکری ہوئی تھی۔"

"سو تو ہے مہاراج۔"

"بس میں اس سے اس چکر میں پڑ گیا کہ شیش ناگ کو میرے قبضے میں آنا چاہیے۔ شیش ناگ نظر کب آتا ہے پوری بستی میں تلاش کرتا پھرا تھا میں اسے اور اگر میرے ناگ میری مدد نہ کرتے اور میرا منتر کام نہ آتا تو میں کبھی اس مولوی کے گھر نہ پہنچ پاتا۔"

"ہاں مہاراج آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔"

"بڑی محنت سے پکڑا ہے میں نے اسے۔" سو تو ہے مہاراج۔

"سو تو ہے کا بچہ۔ ابھی یہ پوچھ رہا تھا کہ یہ شیش ناگ ہے یا نہیں؟"

"نہیں مہاراج اس کی وجہ کچھ اور ہے؟"

"کیا وجہ تھی بول کیا وجہ تھی؟"

"مہاراج آپ جب قبیلے کے سردار بن جائیں گے تو کیا ہماری بات نہ بڑھ جائے گی۔ ہم تو آپ کے خاص دوستوں میں سے ہیں پھر ہم بڑے فخر سے کہہ سکیں گے کہ ہم قبیلے کے سردار کے دوست ہیں۔"

"تو پھر؟"

"اس لیے میں ذرا پریشانی سے پوچھ رہا تھا کہ بھگوان کرے یہ شیش ناگ ہی ہو۔"

"سن یہ شیش ناگ ہی ہے۔ سو فیصد شیش ناگ اب میں اتنا کچا نہیں ہوں کہ اس کے بارے میں نہ جان سکوں۔"

"مہاراج مزے آگئے اب تو جتنی جلدی ہو سکے قبیلے میں پہنچ جایا جائے۔"

"پھر کیا کریں گے، کیا مہاراج؟"

"ہاں یہ بات کی نا تو نے کام کی۔"

"تو پھر بتایئے نا مہاراج، ہمیں ہمارا کام بھی تو سمجھا دیجئے۔"

"ہاں ہاں سمجھاتا ہوں۔ سن شیش ناگ کو سب سے پہلے سنگارود میں بند کریں گے اور اس کے بعد میں اعلان کروں گا کہ میں نے شیش ناگ پکڑ لیا ہے اور اب قبیلے کی سرداری میرے حوالے کر دی جائے اگر کوئی ایسا نہ کر پائے تو پھر اسے شیش ناگ پکڑ کر دکھانا ہوگا۔ بھوا رام سارا جیون قبیلے کا سردار رہا ہے جانتے ہو کس لیے؟"

"کس لیے مہاراج؟"

"اس لیے کہ اس کا پتا سردار تھا۔ وہ سرداری اسے تحفے میں دے گیا حالانکہ سرداری تحفے میں ملنے والی چیز نہیں ہے۔"

"سو تو ہے۔"

"پھر وہی سو تو ہے کا بچہ!"

"ارے ارے مہاراج۔ ہم تو آپ کی خوشی میں خوش ہیں۔"

"تو پھر سن۔ پہلے اسے سنگارود میں بند کریں گے اس کے بعد اسے بڑے چبوترے پر لے جا کر رکھ دیں گے جہاں شیش ناگ کا بت بنا ہوا ہے پھر ہم پکاریں گے بھوا رام مہاراج کو۔ بھوا رام آئیں گے۔ اول تو شیش ناگ دیکھ کر پہلے ہی ان کے مان مر جائیں گے اور اس کے بعد اس کے بعد ان کی جو حالت ہوگی وہ دیکھنے کے قابل ہوگی۔ تجھے پتا نہیں ہے پاپی، میرے من میں کیا کیا آگ سلگ رہی ہے۔"

"اب آپ اپنی آگ اپنے من کے اندر ہی رہنے دیتے ہیں مہاراج تو ہم کیا کریں۔"

"ہم کیا کریں۔ اوہنہ۔ تم لوگوں نے میرے لیے کیا ہی کیا ہے، بولو کبھی کچھ کیا ہے؟"

"ارے آپ نے ہم سے کبھی کوئی کام ہی نہیں لیا۔"

"ہاں کام تو لیا تھا کہا تھا جاؤ شیش ناگ کو تلاش کرو جیسے دن تک مارے مارے پھرتے رہے اور آکر ہاتھ پھیلا دیے۔"

"مہاراج یہ اتنا آسان کام تو نہیں تھا۔ شیش ناگ کو تو اشیش ناگ ہی تلاش کر سکتا ہے۔ مونگا رام کے دوست نے مونگا رام کو مکھن لگایا اور مونگا رام کو یہ بات پسند آئی۔" وہ ہنس پڑا۔

"یہ بڑی بڑھیا بات کہی تو نے۔ ہاں شیش ناگ کو اشیش ناگ ہی تلاش کر سکتا ہے میں اشیش ناگ ہوں۔ میں اشیش بھگونت ہوں کیا سمجھا۔ میں سب سے بڑا ناگ ہوں اور ناگوں کو میرے ہی قابو میں آنا چاہیے۔ ابھی تو میں نے شیش ناگ پکڑا ہے لیکن سردار بننے کے بعد میں سب سے پہلا کام یہ کروں گا کہ ناگ رانی کو پکڑوں اور اگر شیش ناگ اور ناگ رانی میرے قبضے میں آجائیں تو پھر سنسار میں کون ہے جو میرا مقابلہ کر سکے گا۔ اشیش بھگونت ایک لقب ہوتا ہے جو بہت بڑے آدمی کے لیے ہوتا ہے۔ یعنی وہ جو سادھوؤں کا سادھو اور سنتوں کا سنت ہو۔

اسی حساب سے مونگا رام کو اس کے ساتھی نے اشیش بھگونت کہا تھا لیکن یہ نام سن کہ میرے من میں ایک بار پھر آگ سلگ اٹھی تھی کیونکہ چندر بھان کو بھی اشیش بھگونت ہی کہہ کر پکارا جاتا تھا اور میں نے ہمیشہ اسے اشیش بھگونت ہی کہا تھا اگر مونگا رام نے اپنے آپ کو اشیش بھگونت کہا ہے تو چندر بھان کے نام پر مونگا رام کی موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہے۔ ہاں جیتا نہیں چھوڑوں گا اس سسرے کو۔ موقع تو خیر ملے گا یہ مجھے جان سے مار تو نہیں دے گا۔ ظاہر ہے جتنی محنت سے اس نے شیش ناگ کو پکڑا ہے اسے وہ اس طرح ضائع کرنے کی کوشش نہیں کرے گا لیکن اس سنگارو کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا بہرطور اب خاموشی کے سوا اور کیا کیا جا سکتا تھا۔

میں وہیں بیٹھا رہا شاید رات کا وقت تھا کیونکہ تاحد نگاہ سناٹا چھا گیا تھا۔ اب پرندوں کی آوازیں بھی نہیں آرہی تھیں۔ ہاں کبھی کبھی شیر کی دہاڑ سنائی دے جاتی تھی اس کا مطلب کہ جس علاقے میں مونگا رام نے قیام کیا ہے وہاں جنگلوں میں شیر بھی موجود ہے لیکن ان لوگوں نے اپنے تحفظ کا بندوبست ضرور کر لیا ہو گا۔

پھر صبح کی روشنی ہو گئی۔ ایسی ہی آوازیں آرہی تھیں اور مدھم مدھم اجالا بھی اس پٹاری تک پہنچ رہا تھا جس میں مجھے بند کر دیا گیا تھا۔ غالباً" وہ لوگ اپنی ضروریات زندگی سے فارغ ہو رہے تھے اور اس کے بعد انہوں نے وہاں سے سفر شروع کر دیا ایک بار پھر مجھے سفر کرنا پڑا پورا دن یہ سفر ہوتا رہا تھا۔ دن میں کافی گرمی بھی لگی تھی مجھے اس پٹاری میں' لیکن اب ان تمام چیزوں سے بے نیاز ہو کر وقت گزارنا تھا اور دیکھنا تھا کہ تقدیر نے میرے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے۔

سفر میں گزرے' اور پھر شاید مونگا رام اپنے قبیلے میں پہنچ گیا۔ بے شمار لوگوں کے بات چیت کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ جس وقت وہ قبیلے میں داخل ہوا رات کا وقت تھا پھر مجھے مونگا رام کے ساتھیوں کی آوازیں سنائی دیں۔

"تو پھر مہاراج ہمارے لیے کیا حکم ہے؟"

"ابھی کسی کو مت بتانا کہ لوگ آگئے ہو۔"

"ٹھیک ہے مہاراج لیکن آپ کہہ رہے تھے؟"

"ہاں ہاں تم چنتا مت کرو۔ اسے سنگارو میں بند کر لوں گا۔"

"تو پھر سنگارو کو ناگ راج کے چبوترے پر کب پہنچائیں گے۔"

"صبح کو جب روشنی پھوٹے گی تو سنگارو راج ناگ کے چبوترے پر ہو گا۔"

یہ سنگارو ایک عجیب و غریب چوکور بکس تھا جو شیشے کا بنا ہوا تھا اور اس میں ایسے باریک باریک سوراخ کیے گئے تھے جس سے ہوا اور روشنی اندر آسکے۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ مونگا رام اپنے کام میں ماہر تھا اور اس نے مجھے اس چالاکی سے سنگارو میں منتقل کیا کہ میں خود بھی حیران رہ گیا۔ ایک چھوٹا سا خانہ کھلا تھا اور اس کے ساتھ ہی ٹوکری کا ڈھکن ہلکا سا ہٹا تھا۔ بس میرے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ میں نے پوری قوت سے پھن اٹھا کر دوڑنے کی کوشش کی اور مجھے راستہ بھی مل گیا لیکن یہ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ راستہ میرے لیے بنایا گیا ہے تاکہ میں اس ڈبے میں داخل ہو جاؤں جو میرے لیے ترتیب دیا گیا ہے اور جیسے ہی میں اس ڈبے میں داخل ہوا اس کا اگلا سرا پھر سے بند ہو گیا۔ میں نے بری طرح سے پھنکاریں ماریں لیکن ان کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ مونگا رام نے نہایت آسانی سے ڈبے کا مضبوط دروازہ اس طرح بند کر دیا کہ میری ساری کوششیں اسے کھولنے میں ناکام رہیں تب مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ وہ سنگارو ہے۔ اب مونگا رام میرے سامنے کھڑا ہوا مسکرا رہا تھا۔ اس کے بھیانک چہرے پر مسکراہٹیں دوڑ رہی تھیں اور میں اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا وہ ہنس کر بولا۔

"جے ہو مہاراج اشیش ناگ کی' بڑی مشکل سے پکڑا ہے آپ کو لیکن مہاراج چنتا نہ کریں۔ ناگ رانی کو حاصل کرنا میرا کام ہے آپ کی جوڑی بناؤں گا۔ یہ مونگا رام کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ بس مہاراج مجھے اپنی پناہ میں رکھیں اور ہمیشہ میری سہائتا کریں۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ بے ایمان تیری سہائتا تو میں ایسی کروں گا کہ دیکھنے والے دیکھیں گے بس ذرا موقع مل جائے۔ ویسے سنگارو نامی ایک چیز کا کچھ اور ہی معاملہ تھا کیونکہ یہ انتہائی عجیب و غریب تھی اور میں اس کی نوعیت کو نہیں جان سکا تھا۔ اس کے اندر میں بالکل مطمئن اور کسی قسم کی تکلیف کا شکار نہیں تھا بلکہ جو تکلیف میں نے اس پٹاری میں اٹھائی تھی اس میں میرا انگ انگ دکھ گیا تھا اس میں آکر ذرا سی کشادگی ملی تو میں نے اپنے بدن کو بہت سی انگڑائیاں دیں اور لہریں لینے لگا۔

رات کا وقت تھا اور میں نے اپنے آپ کو ایک جھونپڑی جیسی جگہ میں دیکھا تھا۔ گول قسم کی کشادہ جھونپڑی تھی جو یقینی طور پر' مونگا رام کا گھر ہی ہو گا بہرحال اس نے اپنا کام مکمل کر لیا تھا اور اس کے بعد مونگا رام اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ وہ بھی ساری رات سویا نہیں تھا۔ مجھے بھی نیند نہیں آئی تھی۔ اس قید میں بڑی بے چینی ہو رہی تھی لیکن بالکل مجبور ہو گیا تھا پھر مونگا رام نے تیاریاں شروع کر دیں۔ سفید لباس پہنا اور پوری طرح تیار ہو گیا۔ صبح ہونے والی تھی۔ بالآخر اس نے سنگارو اٹھایا اور اپنے جھونپڑے سے باہر نکل آیا۔ باہر مدھم مدھم اجالا پھیلا ہوا تھا۔ جھونپڑوں میں خاموشی طاری تھی۔

چراغ بجھ چکے تھے۔ بستی نیم تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ مونگا رام مناسب رفتار سے چلتا ہوا کسی خاص سمت جا رہا تھا اور میرا بدن سنگارو میں بل رہا تھا۔ بالآخر وہ ایک وسیع و عریض میدان میں پہنچ گیا۔ یہ میدان بستی سے ملحق تھا اور شاید خاص طور پر بنایا گیا تھا۔ چاروں سمت درخت لگے ہوئے تھے۔ درختوں کے درمیان یہ سپاٹ اور صاف ستھرا میدان تھا۔ جس کو آدھا عبور کرنے کے بعد ایک عظیم الشان سنگی چبوترہ نظر آ رہا تھا۔ اس چبوترے پر اوپر تک جانے کے لیے تقریباً" چوبیس سیڑھیاں تھیں۔ سیڑھیوں کے شروع ہوتے ہی دونوں سمت اونچے اونچے ستون استادہ تھے جو پتھر کی چٹانوں ہی سے تراشے گئے تھے۔ سیڑھیوں کی تراش بھی اس بات کا اظہار کرتی تھی کہ پہلے یہاں کوئی عظیم الشان پہاڑی سلسلہ ہو گا اور اس میں یہ سیڑھیاں تراش دی گئی ہیں۔ اس کے بعد وسیع چبوترے کا آغاز ہوتا تھا اور اس چبوترے کا اختتام ایک بہت بڑے چٹانی سلسلے پر جا کر ہوتا تھا۔ سیاہ رنگ کے اس چٹانی سلسلے کے عین سامنے سانپ کا ایک بہت بڑا مجسمہ تراشا گیا تھا جو بے پناہ بلند و بالا تھا۔ سانپ کا چوڑا پھن ایک چٹان کی شکل میں سائبان کی طرح پھیلا ہوا تھا اور اس کا سڈول جسم نیچے آ کر کنڈلی کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ اس کنڈلی کا دائرہ بھی بے حد وسیع تھا۔ چبوترے کے اس حصے پر جہاں سانپ موجود تھا چھ آدمی گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے اونگھ رہے تھے۔ غالباً" بیٹھے بیٹھے نیند میں ڈوب گئے تھے۔ مونگا رام کے قدموں کی چاپ پر بھی انہوں نے گردنیں نہیں اٹھائی تھیں۔ مونگا رام آہستہ آہستہ چلتا ہوا سانپ کے مجسمے کے قریب پہنچا۔ سنگارو کو اس کنڈلی کے درمیان رکھا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دونوں ہاتھ جوڑ کر گردن جھکا دی۔ چند لمحات وہ اسی طرح بیٹھا رہا اور اس کے بعد رخ بدل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ سنگارو پر رکھا ہوا تھا۔ وہ کسی پتھر کے بت کے مانند ہی ساکت ہو گیا تھا اور اجالا تیزی سے پھیل رہا تھا۔ تب وہ چھ افراد جاگ گئے۔ انہوں نے انگڑائیاں لیں۔ چہروں پر ہاتھ پھیرے ابھی تک ان کی نگاہیں مونگا رام کی جانب نہیں اٹھی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ستونوں کے عقب میں غائب ہو گئے۔ پھر کچھ دیر کے بعد دوبارہ نمودار ہوئے اور اب انہوں نے مونگا رام کی صورت دیکھی تھی سارے کے سارے اچھل پڑے اور تیزی سے چلتے ہوئے مونگا رام کے پاس آ گئے۔

"ارے مونگا رام مہاراج آپ واپس آ گئے اور یہ یہ.... یہ کیا ہے؟"

"سپیروں کی اولاد ہو آنکھیں نہیں ہیں تمہاری۔ دیکھ نہیں سکتے کہ یہ کیا ہے؟"

"کک.... کیا ہے مہاراج؟" انہوں نے جھک کر سنگارو میں جھانکا اور دوسرے لمحے وہ کئی کئی قدم پیچھے ہٹ گئے۔ ان کے منہ سے حیرت ناک آوازیں نکلی تھیں۔ "شش.... شش.... شیش.... شیش ناگ۔ یہ شیش ناگ ہے۔ ناگ دیوتا کی سوگند یہ شیش ناگ ہی ہے۔" وہ سب جھک جھک کر مجھے دیکھنے لگے اور پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر انہوں نے بھی اسی طرح ہاتھ جوڑ دیے جس طرح مونگا رام نے پتھر کے مجسمے کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے پھر وہ سب کھڑے ہو گئے انہوں نے مونگا رام کو دیکھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے بستی کی طرف سے بے شمار افراد آتے ہوئے نظر آئے تھے۔ ان کا رخ اسی چبوترے کی جانب تھا۔ سارے کے سارے انہی مخصوص لباسوں میں تھے۔ ان میں عورتیں ' بچے ' بوڑھے سبھی تھے۔ وہ بڑی عقیدت اور احترام کے ساتھ سنگی چبوترے پر پہنچ گئے اور وہ چھ آدمی جو درحقیقت ناگ دیوتا کے پجاری تھے۔ ان کے سامنے قطار باندھ کر آ کھڑے ہوئے انہوں نے چند لمحات کی خاموشی اختیار کی تھی اور پھر ان کے منہ سے آوازیں نکلنے لگیں۔ وہ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے کوئی بھجن گا رہے تھے اور ان کے ساتھ آنے والے بے شمار افراد بھی اس بھجن کی گائیکی میں شریک ہو گئے۔ غالباً" وہ عبادت کر رہے تھے لیکن مونگا رام ان کے درمیان نہیں پہنچا تھا۔ وہ بدستور سنگارو کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ کافی مغرور آدمی معلوم ہوتا تھا وہ اور اس عبادت میں اس نے حصہ نہیں لیا تھا پھر یہ بھجن ختم ہو گیا اور اس کے بعد پجاریوں نے جو اب تک اپنے آپ کو بمشکل تمام روکے ہوئے تھے بیک وقت کہا۔

"مونگا رام مہاراج آ گئے ہیں اور شیش ناگ ان کے ساتھ ہے۔ مہاراج مونگا رام ہمارے مونگا رام مہاراج آ گئے ہیں۔" تب ایک شخص جو خاصا عمر رسیدہ تھا آگے بڑھا اور اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھا پھر تیزی سے دوڑتا ہوا سنگارو کے قریب آیا۔ پھٹی پھٹی آنکھوں سے شیش ناگ یعنی مجھے دیکھتا رہا اور اس کے بعد اس کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ بھی اسی طرح گھٹنوں کے بل جھکا اور اس نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔

"جے اشیش بھگونت ' جے شیش ناگ مہاراج۔" اس کی نگاہیں کافی دیر تک میرا جائزہ لیتی رہیں پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے مونگا رام کو دیکھا۔ وہ بدستور مسکرا رہا تھا جبکہ مونگا رام کے چہرے پر عجیب سے آثار نظر آ رہے تھے۔ وہ مونگا رام سے بولا۔

"ہاں مونگا رام یہ شیش ناگ ہی ہے۔ بالآخر تیری تپسیا سپھل ہوئی تو نے شیش ناگ حاصل کر ہی لیا۔"

"اور جو شخص شیش ناگ حاصل کرتا ہے بھوا رام جانتے ہو وہ کون ہوتا ہے؟"

"قبیلے کا سردار مگر باؤلے ایسے کیوں کہہ رہا ہے ارے یہ تو ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ شیش ناگ بھگونت ہمارے بیچ

آئے۔ اب بھلا ہمیں کون نیچا دکھا سکتا ہے۔ تو انہیں لے کر آیا ہے۔ مونگا رام سرداری تیرا حق ہے۔ کس نے کہا کہ میں تیرا حق مارنا چاہتا ہوں مگر میں نے جو کچھ تجھ سے کہا تھا وہ بھی تو سچ ہی تھا۔ سرداری صرف اسے ملتی ہے جو شیش ناگ حاصل کر لے ارے باؤلے میرا تو کوئی بیٹا بھی نہیں تھا جس کے لیے میں یہ سوچتا کہ قبیلے کا سردار اسے بناؤں گا۔" چند افراد آگے آگئے اور اس کے بعد انہوں نے مجھے دیکھا یہ سب کے سب بوڑھے تھے۔

"ہاں مہاراج شیش ناگ ہمارے بیچ آگئے ہیں۔ یہ تو جشن منانے والی بات ہے۔ یہ تو۔۔۔ یہ تو۔۔۔۔"

"جشن ہو گا اوش ہو گا۔ شیش ناگ مہاراج کی آمد کی خوشی میں جشن ہو گا۔ بھائیو سنو خوشی کی خبر سنو۔ مونگا رام شیر دل مونگا رام شیش ناگ لے آیا ہے۔ وہ سوگند کھا کر گیا تھا کہ واپس آئے گا تو شیش ناگ لے کر ہی آئے گا۔ ایسے جوان قابل فخر ہوتے ہیں جو اپنا قول نبھا دیں۔ ہاں مونگا رام شیش ناگ لے آیا ہے۔ اب سرداری اس کا حق بن چکی ہے اور کوئی بھی اس حق کو نہیں مار سکتا۔ میں آپ لوگوں کے بیچ یہ اعلان کرتا ہوں کہ مونگا رام کو اپنا سردار مان لیں۔ وہ اب آپ کا سردار ہے۔ میں بڑی خوشی سے یہ حق اس کے حوالے کرتا ہوں۔"

"یہ سب کچھ اسی طرح ہو گا جس طرح قبیلوں کی ریت ہے۔ مونگا رام اس میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہو گی۔" ایک بوڑھے آدمی نے کہا۔

"تو میں کب کہتا ہوں کہ تبدیلیاں کرو۔ کچھ غلط فہمیاں ہو گئی تھیں۔ بیچ میں شاید مونگا رام یہ سمجھا کہ میں سرداری اپنے کسی من پسند آدمی کو دینا چاہتا ہوں مگر ایسی بات نہیں تھی جو اصول ہوتے ہیں وہ تو ہوتے ہی ہیں۔"

"اب کیا کیا جائے بھوما رام مہاراج' ابھی تو آپ سردار ہیں نا۔"

"آج کا دن جشن کا دن ہے۔ پوری بستی میں کوئی کام نہیں ہو گا۔ ہر شخص جشن منانے کی تیاریں کرے گا۔ شیش ناگ بھگونت کو یہیں ناگ دیوتا کے چرنوں میں رکھا جائے گا۔ مونگا رام اس کا مالک ہے۔ ناگ دیوتا کے پجاری شیش ناگ بھگونت کی سیوا کریں گے۔ ہم انہیں ان کے استھان پر پہنچا دیں گے اور رات کو بستی میں جشن منایا جائے گا۔ جب سورج ڈوبے گا تو مونگا رام کو سرداری کا تاج پہنا دیا جائے گا اور اس کے بعد ہمارا نیا سردار اپنے احکامات سنائے گا۔ سب سے پہلے میں آواز لگاتا ہوں مونگا رام کی جے۔" اور اس کے بعد بہت سی آوازیں ابھریں مونگا رام کے منحوس چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ میں ان تمام چیزوں کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ سن رہا تھا پھر سورج پوری طرح چڑھ گیا تو وہ لوگ واپس پلٹے تھے۔ سنگاسن ابھی یہیں رکھا ہوا تھا اور میں بھی آرام سے اس میں جیٹھا ہوا تھا

اور کچھ نہیں تو کم از کم یہ عجیب و غریب رسمیں ہی دیکھنے کو مل رہی تھیں چنانچہ وقت بدلتا رہا۔ سورج نے ماحول میں تبدیلیاں پیدا کیں۔ یہاں سے کوئی خاص چیز نظر نہیں آرہی تھی لیکن وہ سارے ہنگامے محسوس ہو رہے تھے مونگا رام میرے پاس سے نہیں ہٹا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اس کے وہ ساتھی بھی آگئے۔ جو اس کے ساتھ شیش ناگ کو حاصل کرنے کی مہم میں شریک تھے اور مونگا رام ان کے قریب بیٹھ کر ان سے باتیں کرنے لگا۔ تھے پجاری میرے آس پاس موجود تھے۔ جبکہ مونگا رام وہاں سے کچھ فاصلے پر ہٹ گیا تھا اور اپنے ساتھیوں سے محو گفتگو تھا۔ وہ ان سے کیا باتیں کر رہا تھا یہ میں یہاں سے نہیں سن سکتا تھا لیکن اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی مسرت بتاتی تھی کہ وہ اپنے سردار بن جانے سے بے پناہ خوش ہے۔ اس کے ساتھی بھی مکارانہ انداز میں مسکرا رہے تھے۔ غرضیکہ وقت گزرتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد جب سورج چڑھا تو بے شمار افراد مجھے اس علاقے کی طرف آتے ہوئے نظر آئے۔ سب نے صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ عورتیں بچے مرد تمام ہی تھے جو صبح کو میں نے دیکھے تھے۔ غالباً" یہاں کے تمام لوگ باقاعدہ صبح کی عبادت کے لیے آئے تھے۔ ان کا کیا دین دھرم تھا یہ مجھے معلوم نہیں تھا لیکن بہرحال اتنا اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ سانپوں کے پجاری ہیں پھر انہوں نے لمبی لمبی قطاریں بنا لیں۔ پجاریوں نے مجھے دکھانے کا بندوبست کر رکھا تھا اور اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ سب میرا دیدار کرنے آئے ہیں۔ وہ لوگ ایک سمت سے آرہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہاتھ جوڑتے اور اس کے بعد وہاں سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ یہ گویا شیش ناگ کے درشن ہو رہے تھے۔ واہ بیاس' کشم' چراغ علی موجا کیا لطف آرہا ہے دیکھنے کی چیز بن گئے ہو تم بھی۔ خیر ابھی تو بہت سے مراحل ہیں زندگی میں۔ دیکھو تجانے کیا کیا ہوتا ہے۔ بہرحال یہ سلسلہ بھی جاری رہا اور یہ سلسلہ اتنا طویل تھا کہ میں بھی اس سے عاجز ہو گیا تھا۔ بھوک پیاس میرے لیے کوئی مسئلہ نہیں تھی۔ مہینہ مہینہ بھر کھائے بغیر جی سکتا تھا چنانچہ اس قسم کی کوئی پریشانی مجھے لاحق نہیں تھی۔ اس کے باوجود سنگاسن میں سجے ہوئے برتن میں اوپر کے حصے سے خاص طور سے دودھ ڈالا گیا جس پر میں نے ہزار بار لعنت بھیجی اور اسے منہ تک نہ لگایا لیکن اس بات کی پروا نہیں کی گئی تھی کہ شیش ناگ مہاراج نے دودھ پیا یا نہیں۔ بس ان لوگوں نے اپنا فرض پورا کر دیا تھا۔

پھر شام ہو گئی اور اس کے بعد وہ تمام لوگ جو اس بستی کے باسی تھے ایک بار پھر یہاں آگئے۔ ستونوں کے اوپری حصے پر خاص قسم کی مشعلیں بنی ہوئی تھیں جو نجانے کس چیز سے جلائی جاتی تھیں۔ بہرحال شام ہی انہیں روشن کر دیا گیا اور ان کی یہ پوری عبادت گاہ جگمگانے لگی۔ مشعلوں کی روشنی بہت تیز تھی۔

میں خاموشی اور دلچسپی سے یہ تمام مناظر دیکھ رہا تھا۔ بھوما رام آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ بہت سے بوڑھے اس کے ساتھ تھے۔ تب اس نے اپنے بازو پر لپٹے ہوئے چند سانپ اور قیمتی قسم کے زیور اتارے۔ ایک خاص قسم کا تاج جو قیمتی موتیوں اور ہیرے جواہرات سے بنا ہوا تھا۔ سامنے لایا گیا۔ مونگا رام نگاہوں سے کچھ فاصلے پر زمین پر پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ بوڑھوں نے وہ تاج اس کے سر پر رکھا۔ وہ بازو بند اس کے بازوؤں پر باندھے گلے میں بے شمار مالائیں ڈالی گئیں اور اس کے بعد چاروں طرف مونگا رام مہاراج کی جے۔ مونگا رام مہاراج کی جے گونج اٹھی۔ ڈھول تاشے آئے اور بے ہنگم رقص و موسیقی کا آغاز ہو گیا۔ مونگا رام سرداری کی حیثیت اختیار کر چکا تھا اور اب اسے ایک مکان پر بٹھا دیا گیا تھا۔ سورج ڈھلنے لگا تو پوری بستی سردار کے جھونپڑے کے سامنے امڈ آئی۔ کچھ دیر کے بعد چند بوڑھے وہاں آ گئے۔ وہ ڈھیلے ڈھالے سیاہ رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے اور ان کے گلوں میں مالائیں پڑی ہوئی تھیں۔ مونگا رام کے لیے ایک تخت رکھ دیا گیا جس پر وہ بڑی شان سے بیٹھ گیا۔ بوڑھوں نے کہا۔

"ہمارے نئے سردار تو نے دیکھا کہ پرانے سردار بھوما رام نے قبیلے کے رسم و رواج کی پوری پابندیاں کرتے ہوئے سرداری تیرے حوالے کر دی۔ ہم تجھے نئے سردار کی حیثیت سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ اپنا پہلا حکم ہمیں سنا اور ساری بستی کو اس کے بارے میں بتا دے۔ تیرا پہلا حکم کیا ہے؟ ہم سب تیرے اطاعت گزار ہیں۔"

"نگر باسیو! میرے من میں کب سے سرداری کی اچھا تھی۔ چھپایا نہیں میں نے کسی سے۔ سب کو بتا دیا مگر سردار بھوما رام نے کہا کہ ضروری ہوتا ہے کہ شیش ناگ حاصل کیا جائے۔ آج میں تم لوگوں سے سوال کرتا ہوں کہ کیا خود بھوما رام نے شیش ناگ حاصل کر کے سرداری حاصل کی تھی۔ بولو جواب دو۔"

"نہیں.... شیش ناگ تو صدیوں سے ہمارے بیچ نہیں آئے۔ اشیش بھگونت تو پہلی بار ہمارے بیچ پدھارے ہیں۔" بوڑھوں نے جواب دیا۔

"بھوما رام صرف اس لیے سردار بنا کہ اس کا باپ سردار تھا وہ تو ناگ دیو نے بھوما رام کو کوئی بیٹا نہیں دیا ورنہ کیا بات ہے۔ بھوما رام یہ سرداری اسے ہی دینا چاہے تھا شیش ناگ ہی کیوں لے آتا؟"

"حالانکہ میں اس قبیلے کا سب سے طاقتور جوان ہوں۔ میں اس قبیلے کا سب سے تجربہ کار سپیرا ہوں۔ ہزاروں ناگ پکڑے ہیں میں نے۔ ہزاروں ناگوں کو قیدی بنایا ہے۔ بہت سے منتر جانتا ہوں مگر مجھے میرا حق نہیں دیا گیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے بھوما رام اب میں اسی سمے اپنے قبیلے میں داخل ہوں گا جب شیش ناگ لے آؤں گا اور تم لوگ جانتے ہو کہ شیش ناگ کو حاصل کرنا کتنا مشکل کام ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں [illegible] نے کہا کہ میں شیش ناگ کی جوڑی بناؤں گا۔ یہاں اس ناگ استھان پر تم لوگ ناگ رانی کو بھی دیکھو گے اور جب ناگ رانی اور شیش ناگ ہمارے بیچ آجائیں گے تو قبیلے والوں کو جو فائدے حاصل ہوں گے وہ تم جانتے ہو۔ سنو نگر باسیو میں تم سے کہے دیتا ہوں اگر کسی ایک نے بھی میرے کسی حکم سے منہ موڑا تو اس کے لیے صرف موت کی سزا ہوگی۔ اسے ناگوں کے بیچ ڈال دیا جائے گا اور ناگ اس کے لیے سزا کا فیصلہ کر دیں گے۔ میرا پہلا حکم ہے کہ بھوما رام کو قید کر کے پنجرے میں بند کر دیا جائے۔ یہ سامنے جو پنجرہ ہے۔ میں نے بھوما رام ہی کے لیے منتخب کیا ہے۔"

ایک لمحے کے لیے سناٹا چھا گیا۔ تمام لوگ سکتے میں رہ گئے۔ مونگا رام کے چہرے پر آہستہ آہستہ غصے کے نقوش بیدار ہونے لگے۔ "کیا میرے پہلے حکم کی تعمیل ہو گئی؟" اس نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

تب بھوما رام بولا۔ "بابو! سردار کی آگیا کا پالن نہیں کر رہے تم لوگ۔ جو وہ کہتا ہے وہ کرو۔"

چند افراد آگے بڑھے اور بھوما رام نے گردن جھکا کر خود کو ان کے حوالے کر دیا۔ تب بھوما رام کو اس پنجرے میں ڈال دیا گیا جو بانسوں سے بنایا گیا تھا اور بہت مضبوط تھا۔ اس کے برابر ہی ایک اور پنجرہ بھی تھا۔ غالباً یہ قیدیوں کے لیے پہلے سے بنائے گئے پنجرے تھے۔ مونگا رام نے بھوما رام کو پنجرے میں قید دیکھ کر مسرت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور جب میں نے تجھ سے تقاضا کیا تھا بھوما رام کہ سرداری کے لیے آئندہ میرے نام کا اعلان کر دو تو نے مجھے اس پنجرے میں بند کیا تھا۔ بھوما رام تجھے یاد ہوگا میں نے تجھ سے کہا تھا کہ بھوما مہاراج آج تمہارا وقت ہے تم مجھے قیدی بنا دو لیکن ایک بات سن لو۔ ایک دن میں تمہیں اسی پنجرے میں قید کروں گا۔ تمہیں یاد ہے نا بھوما رام مہاراج؟"

"ہاں سردار مونگا رام مجھے یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے مجھے کہ جب تو نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ سرداری تیرے حوالے کر دی جائے وہ قبیلے کے قانون کے مطابق نہیں تھا۔ قبیلے کا قانون تو دو ہی باتیں کہتا ہے کہ اگر سردار کا بیٹا ہو تو سرداری اسے دی جائے اور اگر سردار کا بیٹا ہو بھی اور کوئی جوان شیش ناگ پکڑ کر لے آئے تو پھر سرداری اس کا ادھیکار ہو جاتی ہے۔ مجھے جو سرداری ملی تھی وہ اس لیے ملی تھی کہ میں سردار کا بیٹا تھا اور اس سمے کسی جیالے نے شیش ناگ لا کر سرداری پانے کی بات نہیں کی تھی اور بعد میں بھی کوئی ایسا جوان قبیلے میں نہیں پیدا ہوا جو شیش ناگ پکڑ کر لے آتا۔ میں نے تجھ سے یہ ضرور کہا تھا کہ

تجھے سرداری مل سکتی ہے لیکن شیش ناگ پکڑنے کے بعد اور پھر میں نے تجھے آزاد کر دیا تھا۔"

"ہاں تو نے اپنا قول پورا کیا تھا بھوا رام اور آج میں اپنا قول پورا کر رہا ہوں۔ مگر بابو یہ میری پہلی بھاونا تھی جو میں نے پوری کی اور اپنے آپ کو اس قابل کر دکھایا کہ آج میں تمہارے قبیلے کا سردار ہوں۔" یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا اور اس کی توجہ دوسری طرف ہو گئی۔

"تو پھر یہ بھی سن لے کہ طاقت حاصل کر کے ظلم کرنا اچھا نہیں ہوتا تجھے نقصان ہو گا۔"

"نہیں یہ نقصان اٹھا لوں گا۔"

"تیری مرضی ہے مگر قبیلے میں یہ نئی بات ہو گی اور ہم اسے پسند نہیں کریں گے۔"

"جو میرے کیے ہوئے کاموں کو پسند نہیں کرے گا وہ میرا دشمن ہو گا اور میں اپنے دشمنوں سے لڑنا جانتا ہوں۔"

بوڑھا بھوا تو خاموش ہو گیا لیکن اس کے خاموش ہوتے ہی کئی بوڑھے سپیرے آگے بڑھ آئے۔

"تو نے سردار بنتے ہی ظلم شروع کر دیا مونگا رام۔ بستی والے آگے تجھ سے کیا امید رکھیں۔ تو اکیلا سپیرا نہیں ہے اس بستی میں ہم بھی یہاں رہتے ہیں۔"

"تم لوگ کچھ نہیں بگاڑ سکتے میرا۔"

"ٹھیک ہے لیکن ہم ایک کام کر سکتے ہیں۔"

"کیا؟"

"تو یہاں سرداری کر۔ ہم کہیں کوچ کر جائیں گے۔ یہ بستی خالی ہو جائے گی تو تو خالی زمین پر سرداری کرنا۔" ایک بوڑھے نے کہا اور مونگا رام غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"مگر میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ میں راگنی کو چاہتا ہوں۔"

"بستی کی بہو بیٹیاں کسی کی ملکیت نہیں ہوتیں۔ آج تو راگنی کو چاہتا ہے کل کسی بیاہتا کو اس کے گھر سے اٹھا لینا۔"

"نہیں ایسا نہیں ہوں تم جانتے ہو۔"

"سردار بن کر جو باتیں تو کر رہا ہے اب ہمیں تجھ پر بھروسا نہیں رہا۔"

"یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہمیں اپنے من پر ادھیکار ہوتا ہے۔"

"اپنے من پر دوسرے کے من پر نہیں۔" بوڑھے نے کہا اور مونگا رام کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔

"اور اگر راگنی مجھ سے بیاہ کرنے پر تیار ہو جائے؟"

"ہاں یہ الگ بات ہے لیکن اس کے لیے بھی اس کے پتا کو جرمانہ ادا کرنا ہو گا۔"

"وہ جرمانہ میں ادا کروں گا۔"

"ٹھیک ہے اگر ایسا ہو تو الگ بات ہے۔"

"سنگالی کو اس قید خانے میں بند کر دیا جائے۔" مونگا رام نے حکم دیا اور بوڑھے پھر بے چین ہو گئے۔

"اسے کس جرم میں گرفتار کرے گا تو؟"

"یہ میرا اور اس کا جھگڑا ہے ابھی میں تم لوگوں کو بتا چکا ہوں کہ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں اپنے جیون میں راگنی کو کبھی حاصل نہیں کر سکوں گا۔"

"تو اچھا آدمی نہیں ہے مونگا رام۔ بے شک تو نے شیش ناگ پکڑ لیا اور سردار بن گیا مگر ہم تیری سرداری سے خوش نہیں ہیں۔"

"دیکھو بزرگو! میں جوان آدمی ہوں۔ راگنی مجھ سے بیاہ کے لیے تیار ہو جائے اس کے پتا کی طرف سے میں یہ جرمانہ ادا کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ مان لو بزرگو اگر راگنی اس سے بیاہ کرنے پر راضی ہو جاتی ہے تو میں خوشی سے اس کے حق میں دستبردار ہو جاؤں گا۔" سنگالی نے کہا۔

"تو پھر یہ فیصلہ راگنی پر رہا۔" بوڑھے اس بات پر متفق ہو گئے اور معاملہ راگنی پر چھوڑ دیا گیا لیکن سنگالی کو اس قید خانے میں بند کر دیا گیا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ لوگ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ میں دلچسپی سے اس تمام صورت حال کو دیکھ رہا تھا۔ شاید مونگا رام کے خاص آدمیوں میں وہی چار سپیرے تھے جو اس کے ساتھ مصروف رہا کرتے تھے جب تمام لوگ چلے گئے تو مونگا رام نے انہیں بلا کر کہا۔

"تم لوگوں نے سنا یہ سارا کیا ہو رہا ہے؟"

"ہاں سردار مونگا رام بستی خالی کرتے ہیں یہ لوگ خالی کر دیں ہم تیرے پاس ہیں۔ راگنی تیری محبت ہے وہ تیرے ساتھ رہے گی۔"

"ارے نہیں پگلو ایسا نہیں ہو سکتا۔"

"تو پھر؟"

"کچھ سوچنا پڑے گا۔"

"تو سوچ سردار۔"

"سوچ رہا ہوں۔" مونگا رام نے کہا اور گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا۔

"راگنی کو یہاں بلا کر لاؤ میں اس سے بات کروں گا۔"

"بھگوان کرے ایسا ہی ہو۔" بھوا رام نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ مونگا رام کے ساتھی واپس آ گئے لیکن وہ تنہا نہیں تھے۔ راگنی ان کے ساتھ تھی۔ اس کے علاوہ چھ بوڑھے آدمی اور راگنی کا باپ بھی ساتھ آیا تھا۔ مونگا رام اندر سے نکل آیا۔

ان سب کو دیکھ کر وہ چڑ گیا۔

"یہ لوگ کیوں آئے ہیں؟"

"تو نے راگنی کو بلایا تھا۔ بات کرنے کے لیے لیکن وہ تمہارے پاس آنا نہیں چاہتی تھی۔"

"میں سردار ہوں۔" اس نے غصے بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ایک کنواری کنیا ہے۔ اس سے جو کچھ کہنا چاہتے ہو سب کے سامنے کہہ سکتے ہو۔"

"تم لوگ میرے غصے کو جگا رہے ہو۔" سردار نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا کرے گا کوئی ہمارا؟ جان سے مار دے گا۔ یہ اچھا ہو گا فیصلہ جلدی ہو جائے گا۔ بستی والے سردار سے پوری طرح واقف ہو جائیں گے" بوڑھے پیتو نے کہا اور مونگا رام پیچ و تاب کھانے لگا پھر اس نے کہا۔

"مجھے راگنی سے بات کر لینے دو میں اسے پریم سے سمجھاؤں گا۔ راگنی اب میں بستی کا سردار بن گیا ہوں۔ تجھے پتا چل گیا ہو گا۔ میں بھی تجھے بچپن سے چاہتا ہوں اگر تو مجھ سے بیاہ کر لے گی تو تجھے رانی بنا کر رکھوں گا۔ سارے سنسار کی خوشیاں تیرے چرنوں میں ڈال دوں گا۔ سنگالی تجھے کیا دے گا۔"

حسین لڑکی حسن و جمال میں بے مثال تھی اور ایسی تھی کہ اس کے لیے جنگ ہو سکے لیکن حسن کے ساتھ ذہانت کی آمیزش میں نے پہلی بار دیکھی تھی۔ وہ ذرا بھی نہ گھبرائی اس نے صاف لہجے میں کہا۔

"تو ٹھیک کہتا ہے مونگا رام۔ سچ سچ اگر میں نے سنگالی سے بیاہ کر لیا تو مجھے سکھ کا ایک پل بھی نہیں ملے گا۔ تو مجھ سے پریم کرتا ہے تو ایک بات بتا مونگا رام؟"

"تجھے مجھ سے زیادہ پریم ہے یا اپنی سرداری سے؟" راگنی نے کہا اور مونگا رام کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ بوڑھے بھی چونک پڑے تھے۔ کچھ دیر بعد مونگا رام نے کہا۔

"تو کہنا کیا چاہتی ہے؟" سردار مونگا رام نے حیرت سے راگنی کی طرف دیکھا۔

"اگر میں تجھ سے کہوں میرے لیے سرداری چھوڑ دے اور اپنی جگہ سنگالی کو سرداری سونپ دے تو کیا تو مان جائے گا؟"

"مجھ سے چالاکی کر رہی ہے راگنی؟" مونگا رام غصے سے بولا۔

"یہی سمجھ لے۔ میں سنگالی سے بھی یہی سوال کرتی ہوں۔ سنگالی تجھے اگر سرداری مل جائے تو کیا تو خوشی سے مجھ سے سگائی توڑ دے گا؟"

"ہرگز نہیں۔" سنگالی بولا۔

"اب کیا کہتا ہے مونگا رام؟" راگنی نے پوچھا۔

"میں سمجھ گیا ہوں یہ بوڑھے تجھے سکھا کر لائے ہیں۔" مونگا رام نے غصے سے کہا۔

"ارے مجھے کوئی کیا سکھائے گا۔ میں خود عقل رکھتی ہوں۔ میں جانتی ہوں ان میں سے کوئی تیرا سامنا نہیں کر سکے گا۔ تو ان سب کو مار دے گا مگر میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ سچ ہے۔ اگر تو سرداری چھوڑ دے تو میں تیرا پریم سوئیکار کر لوں گی۔ میرا بھی کچھ مان ہے۔ کچھ چاہتی ہوں میں اگر تو نے میری شرط نہ مانی تو کیا میں زبردستی تیری ہو جاؤں گی؟ ہرگز نہیں۔ کوئی میرا سامنا نہیں کر سکے گا مگر......"

"موت تو میرے بس میں ہے میں آتی ہے نہ ملوں گی۔ کیا مونگا رام"

مونگا رام بے بس نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر خاموش رہ کر اس نے کہا۔

"اگر تو یہی ہے راگنی تو سن۔ اس شرط کے سوا اگر تو کوئی اور شرط رکھے گی تو میں مان لوں گا۔ یہ لوگ جو تجھے جو کچھ سکھا کر لائے ہوں میں اسے ناکام بنانا چاہتا ہوں۔ شیش ناگ کی سوگند اس کے علاوہ تیری ہر شرط پوری کروں گا اگر نہ کر سکا تو پھر تو میری نہ ہو گی اور میں تجھ سے دستبردار ہو جاؤں گا۔"

"سوچ لے مونگا رام!" راگنی مسکرا کر بولی۔

"اچھی طرح سوچ لیا ہے اور سوگند بھی کھائی ہے۔"

"تو پھر میں بھی شیش ناگ دیوتا کی سوگند کھا کر کہتی ہوں کہ اگر تو نے میری دوسری شرط پوری کر دی تو میں صرف تجھ سے بیاہ کروں گی۔"

"تو مجھے دوسری شرط بتا؟" سردار مونگا رام نے طیش میں آکر کہا۔

"تو نے شیش ناگ پکڑ لیا ہے تو پھر ناگ رانی بھی پکڑ لے تو میں تیرا ہاتھ پکڑ لوں گی۔ ایک جوڑی شیش ناگ اور ناگ رانی کی ہو گی اور دوسری ہماری ہو گی۔"

مونگا رام کے چہرے پر پسینہ آگیا۔ بوڑھے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر دونوں کو دیکھنے لگے۔ اس کل کی چھوکری نے تو ان کے سارے تجربے کی ناک کٹوا دی۔ مونگا رام کچھ دیر کشمکش کا شکار رہا پھر بولا۔

"مجھے تیری یہ شرط بھی منظور ہے۔" سردار مونگا رام نے طیش میں آکر راگنی کی شرط کو قبول کر لیا۔

"تو پھر مجھے بھی منظور ہے اور میں نے سوگند کھائی ہے اور میں جانتی ہوں کہ سوگند توڑنے والوں کو تیر مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔"

"ایسا تو مجھے کرنا تھا راگنی۔ میں تو خود یہ چاہتا تھا کہ میں ناگ رانی کو پکڑ لوں مگر اس بیچ میں سنگالی یا بھوما رام کو آزاد نہیں کروں گا۔"

"یہ تیرا معاملہ ہے میں اس میں دخل نہیں دوں گی۔"

"بزرگو! فیصلہ ہو گیا ہے۔ اب تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟"

"ہمیں اعتراض کا کیا حق ہے؟" تمام بوڑھوں نے بیک وقت کہا اور پھر وہ راگنی کو لے کر وہاں سے چلے گئے۔ مونگا رام نے میری طرف دیکھ کر کہا۔

"جے اشیش بھگونت میری سہائتا تم ہی کرو گے۔ ایک طرف تمہاری جوڑی بنے گی تو دوسری طرف میری......" میں دل ہی دل میں مسکرا پڑا۔ میں نے سوچا کہ ضرور مونگا رام تیری جوڑی تو میں ایسی بناؤں گا کہ تو یاد رکھے گا۔

□□

بھوما رام اور سنگالی بدستور قید میں تھے۔ مونگا رام نے اپنے چاروں ساتھیوں کو طلب کیا اور ان سے بولا۔

"اصل میں ناگ رانی کی تلاش کی اچھا تو میرے من میں بہت پہلے سے تھی اور میں شیش ناگ اور ناگ رانی کی جوڑی مکمل کرنا چاہتا تھا' لیکن راگنی نے یہ شرط لگا کر اس کام میں ذرا جلدی پیدا کر دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ راگنی نے یہ بھی اچھا ہی کیا ہے اور سچ ہے کہ راگنی کا خیال میرے من میں ہمیشہ سے تھا۔ یہ اس کے قابل کہاں اسے آتا ہی کیا ہے۔ سپیروں کی بستی کا سب سے نکما لڑکا۔ یہ راگنی جیسی سندر ناری کو کیا دے سکے گا۔ یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ راگنی نے یہ شرط لگا دی اور مجھے دیوتاؤں پر پورا یقین ہے کہ ناگ رانی کی تلاش میں وہ میری پوری سہائتا کریں گے۔ سو ہمیں ناگ تلا جانے کی تیاریاں کرنی چاہئیں اگر ناگ رانی بھی ہمارے قبضے میں آجائے تو جانتے ہو بستی ہی کے بلکہ دور دور تک سپیروں کے جتنے قبیلے ہیں وہ سب ہمارے غلام بن جائیں گے اور پھر تمہارا مونگا رام آس پاس کے سارے قبیلوں کا اکیلا سردار ہوگا۔ ہمارے پاس ناگ رانی اور شیش ناگ کی جوڑی ہوگی۔ تو پھر ہم سے کون آگے ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر راگنی ایسے ہی تیار ہو جاتی اور میرا اس سے بیاہ ہو جاتا تو ہو سکتا ہے اس کے پریم کے پھیر میں پڑ کر میں ناگ رانی کی تلاش چھوڑ دیتا۔ اب تم لوگ بولو کیا کہتے ہو؟"

"مونگا رام پہلے تو ہمارا یار تھا اب تو ہمارا سردار بھی بن چکا ہے۔ تیرا من اگر کچھ چاہے تو کیا ہم اس سے انکار کر دیں گے؟"

"ارے تمہاری یاری پر تو مجھے فخر ہے اور یہ نہ سوچنا کہ صرف تم سے ہی میں فائدہ اٹھاتا رہوں گا اور تمہارے لیے کچھ نہیں کروں گا۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا' اگر مونگا رام سردار ہے تو اس کے یہ چاروں ساتھی بھی سردار ہی ہیں کس کی مجال کہ یہ کچھ چاہیں اور وہ پورا نہ ہو بلکہ جب آس پاس کے قبیلے بھی ہمارے غلام بن جائیں تو ان قبیلوں کے سردار کون ہوں گے۔ تم ہی لوگ نا۔"

"یہ سب تو بعد کی باتیں ہیں۔ تجھ سے ہم اپنی یاری کا کوئی صلہ نہیں چاہتے۔ بس یار کی یاری ہی ہمارے لیے کافی ہے۔" چاروں نے بیک وقت کہا۔

"مجھے تم پر فخر ہے تو پھر اب ناگ تلا چلنے کی تیاریاں کرو تم جانتے ہو کہ سفید ناگن کی تلاش میں ہمیں کیا کیا تیاریاں کرنا ہوں گی۔ سارے جنتر منتر اکٹھے کر لینا۔ اس کے بعد ہی ہم سفر کریں گے۔"

"ہم ابھی سے تیاریاں کیے دیتے ہیں۔"

"آؤ میرے ساتھ۔ میں بھی اب زیادہ سے نہیں بیتانا چاہتا۔"

"ٹھیک ہے مہاراج' مگر ایک بات پر غور کر لو۔"

"کیا؟"

"اگر ہم لوگ سب کے سب یہاں سے چلے گئے تو کیا ہمارے پیچھے بستی والے کوئی گڑبڑ نہیں کریں گے؟"

"نہیں' اب میں اتنا باؤلا بھی نہیں ہوں۔ ناگ دیوتا کے بت کے سامنے سوگند کھائی جائے گی کہ جب تک میں ناگ رانی کی تلاش میں ناکام ہو کر نہ آجاؤں اور یہاں آکر یہ بات نہ کردوں کوئی ایسا کام نہیں ہوگا۔ یا پھر ناگ رانی مجھے ڈس لے اور میری موت کی خبر یہاں پہنچ جائے۔ تب پھر میری جگہ قبیلے کا سردار کسی کو بنایا جا سکتا ہے اور یہ تو ویسے بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ قبیلے کے ریت رواج سب کے لیے ہوتے ہیں اور یہ دیوتاؤں کا کام ہے۔ عام منش اگر اس سے منہ چرائے گا تو دیوتاؤں کا عذاب اس پر نازل ہوگا۔"

وہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ بھوما رام اور سنگالی پنجروں میں بند تھے۔ دونوں کے دونوں ہی سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ بھوما رام نے سنگالی سے کہا۔

"ارے سنگالی' یہ راگنی کیا کہہ گئی؟"

"کیوں مہاراج' آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں؟"

"بات تو پریشانی کی ہے نا رے' اگر وہ سسرا سچ مچ ناگ رانی کو پکڑ لیتا ہے تو کیا راگنی اپنی شرط پوری کر دے گی۔"

سنگالی کسی سوچ میں ڈوب گیا' پھر دیر تک خاموش رہنے کے بعد اس نے گہری سانس لے کر کہا۔ "ایک بات میں آپ سے کہوں مہاراج۔ سچی بات یہ ہے کہ میں تو سیدھا سادہ آدمی ہوں' لیکن راگنی ہمیشہ کی سمجھدار ہے آپ کو پتا ہے کہ ناگ رانی کو پکڑنا آسان کام نہیں ہے۔ یہ بات تو آپ بھی جانتے ہیں۔"

"سو تو ہے' مگر اس پاپی نے شیش ناگ پکڑ لیا ہے' اگر شیش ناگ اس کے قبضے میں آگیا تو ہو سکتا ہے ناگ رانی بھی اس کے پھیر میں آجائے۔"

"اب یہ سب بعد کی باتیں ہیں مہاراج۔ ہمیں تقدیر پر

بھروسا تو کرنا ہی ہوگا، اگر رانی میرے بھاگ میں لکھی ہے تو مجھے مل جائے گی۔ ویسے آپ مجھے خود بتایئے اس سے جو کچھ ہو رہا تھا آپ کو اس کا اندازہ ہے۔ رانی اگر وہی بچوں والی بات کرتی کہ بتا یہ نہیں کروں گی وہ نہیں کروں گی تو آپ کو خود اندازہ ہو گیا کہ مونگا رام کس قسم کا آدمی ہے۔ سرداری کے قابل تو وہ ہے ہی نہیں۔ وہ تو ایک لچا لفنگا اور چور ہے جو اپنے من کی بات پوری کرنے کے لیے سب کچھ کر سکتا ہے۔ کیا سمجھے آپ مہاراج؟"

"ہاں سو تو ہے مجھے اس کا اندازہ ہے۔"

"بس دیوتا ہم سب پر رحم ہی کریں۔ ویسے بھی وہ برا آدمی ہے دیوتاؤں کی سوگند میرے لیے سرداری کسی کے حوالے کرنا کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی اگر کوئی ایسا آدمی ہوتا جو ایک اچھا سردار بن سکتا، مگر سپیروں کی اس بستی کو ایک برا سردار ملا ہے اور مجھے کرنا چھنا رہنا تھا اس سرداری سے۔ ذمے داری کا کام نہیں ہوتا ہے بشرطیکہ منش اس ذمے داری کو سمجھے۔"

بھوا رام کے بعد کے سردار بنا میں، لیکن ایک ایسے برے آدمی کو جو دوسروں کو اپنی طاقت کے ذریعے زیر کرنا چاہتا ہے۔ ان لوگوں کے سروں سے ہٹانا میرا خیال میں ایک اچھا کام تھا میرے لیے اور یہ بھی خوشی کی بات تھی کہ ناگ رانی کو پکڑنے کے لیے مونگا رام کو میرا سہارا درکار تھا۔ سانپوں کا کھیل کیا ہوتا ہے۔ مجھے اس کے بارے میں تفصیلات معلوم تھیں، لیکن بہرحال ایک اندازہ مجھے بے شک تھا کہ یہ لوگ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ قید کر لیا ہے وہ بھی اس وقت تک جب تک کہ مجھے باہر نکلنے کا کوئی بہتر موقع نہیں مل جاتا اور پھر کہانی یہ بھی کافی دلچسپ تھی اور میں اس کے آگے بڑھنے کا منتظر تھا اور اس کے لیے مجھے تین دن انتظار کرنا پڑا۔

چوتھے دن میں نے دیکھا کہ چاروں جوان سفید کپڑوں میں ملبوس خاص قسم کے صافے سروں پر باندھے ہوئے یہاں پہنچ گئے۔ مونگا رام نے بھی ایسا ہی لباس پہنا تھا۔ یہ لباس کسی خاص مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا تھا انہوں نے کاندھے پر وہ خاص قسم کی بانسوں میں ڈلی ہوئی ٹوکریاں سنبھالیں اور اس کے بعد اپنے گھر سے باہر نکل آئے۔ مونگا رام کی ٹوکری میں میرا سنگارو رکھا ہوا تھا اور میں اس میں موجود تھا۔ دوسری جانب اس نے ایک اور خالی سنگارو رکھا ہوا تھا جو ناگ رانی کے لیے تھا۔ شاید بستی کے باہر دوسرے لوگوں کو علم ہو گیا تھا کہ بستی کا نیا سردار مونگا ناگ رانی کی تلاش میں جا رہا ہے۔ رسومات ادا کی جاتی تھیں۔ مونگا رام باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ بستی کے تمام سپیرے اپنے گھروں سے باہر نکلے ہوئے ہیں اور سب کے سب خاموش مونگا رام کے منتظر کھڑے ہوئے ہیں۔ مونگا رام آگے بڑھا تو وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ تب میں نے دیکھا کہ وہ لوگ ناگ کے اس پتھریلے مجسمے کے پاس آئے جو عظیم الشان تھا اور اپنی ہیئت سے بہت خوفناک نظر آتا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہاں کیا سلسلہ ہونے والا ہے۔ مونگا رام ناگ کے مجسمے کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے کاندھوں پر سے بہنگی اتاری اور نیچے رکھ دی اس کے چاروں ساتھی اس کے دونوں سمت دو دو کی تعداد میں کھڑے ہو گئے تھے۔ پیچھے تمام سپیرے موجود تھے ہیتو کو ہی آگے بلایا گیا اور مونگا رام نے کہا۔

"ہیتو مہاراج تم بستی کے بڑے ہو مجھ پر جو شرط لگائی گئی ہے میں اسے پوری کرنے جا رہا ہوں۔ بستی کے لوگوں کی جانب سے تم ناگ دیوتا کے چرنوں میں ہاتھ رکھ کر سوگند کھاؤ کہ میرے پیچھے میرے خلاف کوئی سازش نہیں ہوگی اور کوئی ایسا کام نہیں ہوگا جس سے میری سرداری خطرے میں پڑے۔ بولو کیا تم اس کے لیے تیار ہو؟"

"جو کچھ تو کہتا ہے مونگا رام وہ سپیروں کے قبیلے کے ریت رواج ہیں۔ ہم اس سے کیسے الگ ہو سکتے ہیں۔ ارے بستی والو! بتاؤ مونگا رام مہاراج جو کچھ کہہ رہے ہیں کیا تم مجھے سوگند کھانے کا حق دیتے ہو؟"

"ہم تمہیں سوگند کھانے کا حق دیتے ہیں۔" بستی والوں نے یک آواز میں کہا۔ مونگا رام نے پھر وہی الفاظ دہرائے اور اس کے نتیجے میں ہیتو نے پھر بستی والوں سے پوچھا اور بستی والوں نے جواب دیا۔ غالباً تین دفعہ یہ سوال کیا جاتا تھا۔ آخری بار جب بستی والوں نے ہیتو کو سوگند کھانے کے اختیارات دیئے تو ہیتو نے کہا۔

"اب سب خاموش ہو جاؤ اور میری دوسری بات سنو۔ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو مجھے اس سوگند کھانے سے روکنا چاہتا ہے تاکہ اس کا فیصلہ ابھی ہو جائے اور بعد میں تم یہ نہ کہو کہ ہم نے زبان بند رکھی تھی۔" ہیتو رام کے اس سوال کے جواب میں ہر سمت خاموشی چھائی رہی۔ ہیتو رام نے یہ سوال بھی تین بار کیا اور تینوں بار اسے اس بات کا کوئی جواب نہیں ملا تب اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے مونگا رام میں سوگند کھاتا ہوں کہ تیرے پیچھے ہم تیرے خلاف کوئی سازش نہیں کریں گے اور جب تک تو واپس نہیں آجائے گا ہم تیری سرداری کی دیکھ بھال کریں گے۔"

"تو پھر میں بھی سوگند کھاتا ہوں کہ اگر ناگ رانی کو نہ پکڑ سکا تو رانی سے شادی کا خیال دل سے نکال دوں گا اور وہ جس کے ساتھ چاہے شادی کر سکتی ہے۔ یہ سوگند کھا کر میں پابند ہو گیا ہوں اس بات کا کہ ناگ رانی کو پکڑ کر لاؤں یا ناکامی کا اعلان کر دوں۔"

"ٹھیک ہے۔ ہمیں تجھ پر وشواس ہے مونگا رام، اب تو

آرام سے اپنے کام پر جاؤ۔"

مونگا رام نے اپنی بینگی اٹھا کر کاندھوں پر رکھی۔ اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا ناگ دیوتا کے مجسمے کی حد سے باہر نکل آیا اور اس کے بعد اس نے ایک خاص سمت کا رخ کیا۔ گویا اس کے منصوبے کا آغاز ہو چکا تھا اور وہ اپنی اس مہم پر چل پڑا تھا مجھے آرام سے سفر کرنے کا موقع مل رہا تھا۔ سنگا رو میں مجھے ویسے بھی کوئی دقت نہیں ہوتی تھی اور اب اس سفر کے دوران مجھے نئے نئے راستے دیکھنے کو مل رہے تھے۔

وہ لوگ یہ سفر پیدل ہی کرتے رہے۔ غالباً انہوں نے ناگ تلا نامی کسی جگہ کا نام لیا گویا وہاں ناگ رانی کے مل جانے کے امکانات ہو سکتے تھے اور ناگ تلا تک کا یہ سفر نہایت ہی کٹھن اور دشوار گزار تھا۔ سنگلاخ پہاڑوں، وادیوں، دروں اور چٹانوں سے انہیں گزرنا پڑا۔ بے شک رانی چالاک تھی اس نے اسے ایک ایسے کام کے لیے بھیج دیا تھا جس میں جگہ جگہ زندگی کے خطرات موجود تھے، لیکن ایک خاص بات یہ تھی کہ اول تو وہ پیدل تھے دوسری بات یہ کہ وہ انہی جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے تھے اور یہاں کے سفر سے بخوبی واقفیت رکھتے تھے۔ اس کے لیے بارہا ایسے خطرناک مراحل سامنے آئے جو مجھے بھی دشوار گزار نظر آئے وہ لوگ انسان کی حیثیت سے ان کٹھن راستوں کو عبور کرنے میں ناکام بھی ہو سکتے تھے، لیکن میں نے دیکھا وہ نہایت چابکدستی سے اپنا سفر طے کرتے ہوئے چلے جا رہے ہیں اور غالباً طویل عرصے کے بعد ان لوگوں کو اپنی منزل پر پہنچنے کا موقع مل سکا۔ میں ان کی گفتگو سنتا رہتا تھا۔ ناگ تلا کو تلاش کر رہے تھے وہ اور اس کے راستے دریافت کر رہے تھے۔ اس کے کچھ نشانات بھی تھے اور میں نے بھی ان نشانات کو دیکھا پیلی زمین تھی اور اس پر کالے پہاڑ، ہاں بڑا حیرت انگیز امتزاج تھا یہ، کالی کالی چٹانیں جنہیں ہم سنگ موسیٰ کی چٹانیں کہہ سکتے ہیں۔ بڑے بڑے پہاڑ جو انتہائی سیاہ رنگ کے تھے اور پہاڑوں کی دنیا میں ایک عجیب و غریب رنگ و دلچسپ کے حامل۔ میں نے اس سے پہلے سنگ موسیٰ کے پہاڑ نہیں دیکھے تھے۔ سنگ مرمر کی نسبت وہ اتنے ہی کالے سیاہ تھے کہ دونوں کے مزاج میں مختلف کیفیتوں کا صاف اظہار ہو سکے۔ وہ سنگ موسیٰ کی چٹانوں کے درمیان سے گزرتے رہے۔ کالے رنگ کی وجہ سے یہاں کا ماحول بھی بڑا سوگوار اور خطرناک سا تھا پھر اپنے سفر کا آخری حصہ طے کرنے کے بعد وہ ناگ تلا پہنچ گئے۔ یہاں بینگیاں رکھ دی گئیں اور وہ لوگ زمین پر لمبے لمبے لیٹ گئے۔ غالباً وہ اپنی تھکن دور کر رہے تھے۔ پورا دن ابھی اسی طرح گزر گیا۔ یہاں زیادہ تپش اور گرمی بھی نہیں تھی، بلکہ ماحول پر ایک بوجھل سی کیفیت طاری رہتی تھی۔ کالے پہاڑوں کی وجہ سے یہاں اتنا تاریک ماحول پیدا ہو گیا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے اور بلاشبہ یہ ایک حیرت انگیز وادی تھی لیکن میرے لیے نہیں کیونکہ میں رات کی تاریکیوں میں بھی اسی طرح دیکھ سکتا تھا جس طرح دن کی روشنی میں، وہ کافی دیر تک یہاں لمبے لمبے لیٹے ستاتے رہے اور اس کے بعد مونگا رام نے کہا۔

"ناگ تلا کا علاقہ شروع ہو گیا ہے ہم لوگوں کو اپنی حفاظت کا بندوبست بھی کرنا چاہیے۔"

"ہاں مہاراج میں یہی سوچ رہا تھا منتر پڑھ کر لکیر کھینچ دینا زیادہ اچھا ہوگا۔"

"تم لوگ منتر پڑھنے بیٹھ جاؤ۔ میں ہوشیار رہتا ہوں۔" مونگا رام نے کہا۔

وہ چاروں چار کونوں پر بیٹھ گئے وہ نجانے کیا کیا بدبداتے رہے تھے۔ بہت دیر تک یہ کیفیت رہی اور اس کے بعد انہوں نے ایک لکڑی سے اپنے گرد ایک حصار بنایا اور اس کے بیچ بیٹھ گئے۔ بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن جب آدھی رات کو چاند نکلا اور اس کی ہلکی روشنی ان پہاڑوں پر پڑی اور انہیں مکمل طور سے روشن کرنے میں ناکام رہی تو میں نے دیکھا کہ اس علاقے کے مختلف گوشوں میں سانپ کنڈلاتے پھر رہے ہیں۔ کالے سیاہ ناگ، چھوٹے بڑے پیلے، کوڑیالے ہر قسم کے ناگ پہاڑوں اور پتھروں سے چمٹے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ بڑی حیرت ناک بات تھی۔ رات کی تاریکی میں یہ سانپ نجانے کہاں سے باہر نکل آئے تھے آہستہ آہستہ کچھ سانپ اس جانب بھی بڑھ رہے تھے۔ میں نے ان سب کو سنبھل کر بیٹھتے ہوئے دیکھا، لیکن میں نے یہ بھی دیکھا کہ آنے والے سانپ اس حصار سے اندر نہیں آ رہے تھے جو انہوں نے قائم کیا تھا۔ بہرطور انسان نے بچنے کے لیے تھوڑا بہت انتظام تو کیا ہی ہے۔ میں ان لوگوں کا کیا ہوا انتظام دیکھ رہا تھا جو مجھے خاصا دلچسپ لگا تھا۔ چاند آہستہ آہستہ اپنا سفر طے کرتا رہا اور اس کے بعد غروب ہو گیا۔ ایک بار پھر فضا میں، تاریکی ہی تاریکی پھیل گئی تھی۔

دوسری صبح میں نے ان لوگوں کو وہاں سے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ کالے پہاڑوں کی ایک گھاٹی میں اتر رہے تھے۔ گھاٹی میں لاتعداد سانپوں کے سوراخ نظر آ رہے تھے جگہ جگہ بل بنے ہوئے تھے اور بعض جگہ سانپ باہر گھومتے پھرتے بھی نظر آ رہے تھے۔ اب مجھے اندازہ ہوا کہ رات کی تاریکی میں اتنے سارے سانپ کہاں سے نکل آئے تھے۔ زمین پر سانپوں کی لکیریں ہی لکیریں پھیلی ہوئی تھیں۔ بلاشبہ یہ ناگ تلا تھا۔ ناگوں کی وادی جو ایک روایتی حیثیت رکھتی تھی ان لوگوں کے خیال کے مطابق ناگ رانی کو یہیں ہونا چاہیے تھا۔ وہ اپنے جنتر منتر پڑھتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ بین بھی ان کے پاس موجود تھی لیکن یہاں انہوں نے بین بجانے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ اگر یہاں وہ بین بجاتے تو ہزاروں کی تعداد میں سانپ آ کر ان کے جسموں سے چمٹ جاتے اور یہ ایک خطرناک قدم ہوتا۔

دوپہر سر سے گزر گئی۔ شام کے سائے اترنے لگے اور مونگا رام مارا مارا پھرتا رہا پھر رات ہوگئی اور ان لوگوں نے آرام کے لیے ایک جگہ منتخب کرلی ویسا ہی حصار بنایا گیا اور وہ لوگ اس میں وقت گزارنے لگے۔ اس کے بعد تقریباً" چھ یا سات دن تک وہ اسی طرح دن اور رات گزارتے رہے۔ ناگ رانی کی تلاش میں وہ زمین پر نشانیاں دیکھتے پھر رہے تھے پھر میں نے مونگا رام کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

"دیوتاؤں کی سوگند ناگ رانی یہیں اسی علاقے میں موجود ہے۔ یہ زمین کا دوسرا پرت ہے۔ یہیں ناگ رانی کا نشیمن ہے اور میرے بھائیو ناگ رانی ہمیں یہیں ملے گی۔"

"لیکن سردار۔ یہ بات تم کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"اپنے جیون بھر کے تجربے کی بناء پر۔"

"اگر اتنا آسان ہوتا ناگ رانی کا مل جانا تو کیا دوسرے کوشش نہ کرتے؟"

"پاگل ہو تم لوگ' کیا تمہیں اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ ہم اب تک ناگوں سے کیوں بچے رہے ہیں؟"

"کیا مطلب...؟"

"شیش ناگ ہمارے ساتھ ہے ورنہ اس علاقے میں کسی کا اتنی دور تک اندر آجانا ناممکن ہے۔"

"مونگا رام کی جے' یہ بات تو ہمارے من سے نکل ہی گئی تھی۔"

"تو پھر اب ہم اپنے دوسرے کام کا آغاز کرتے ہیں۔"

"کیا کرو گے مہاراج؟"

"میں منتر پڑھتا ہوں اور اس کے بعد شیش ناگ مہاراج سے بات چیت کرتا ہوں۔"

وہ طرح طرح کے سوانگ رچا رہے تھے ایک خاص قسم کی گھاس کے پتے نکال کر چاروں طرف پھیلائے گئے۔ بیچ میں جگہ رکھی گئی پھر ایک طرف لوبان سلگایا گیا اور تھوڑی سی آگ جلائی گئی۔ مونگا رام پالتی مار کر آنکھیں بند کرکے بیٹھ گیا اور ہونٹوں ہی ہونٹوں میں اپنا منتر پڑھتا رہا۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ اس بدبخت کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اصل میں اس کے سامنے شیش ناگ ہے ہی نہیں۔ یہ تو ایک ایسا عمل تھا جو مجھ پر ہوگیا تھا اور میں سانپ کی صورت نظر آنے لگا تھا اب میری شکل و صورت کو دیکھ کر مجھے شیش ناگ سمجھ لیتے یا اور کچھ اس کے لیے میں کیا کر سکتا تھا۔ مونگا رام نے بہت دیر تک اپنا یہ منتر جاری رکھا۔ اس دوران وہ خوشبودار پاؤڈر نما چیز اٹھا اٹھا کر اس جلتی ہوئی آگ میں ڈالتا جارہا تھا اور اس سے ایک خوشبودار دھواں بلند ہوتا جارہا تھا اس ہولناک وادی میں یہ عمل انسانی نگاہوں کے سامنے آتا تو یقیناً اسے دیکھنے والے خوفزدہ ہوجاتے اور یہ سب کچھ ان کی سمجھ میں نہیں آتا بہرحال یہ عمل نجانے کب تک جاری رہا

اس کے بعد مونگا رام اپنی جگہ سے اٹھا اور سنگارو کے سامنے آبیٹھا اس نے کہا۔

"ہے شیش ناگ مہاراج' میرا اور آپ کا تن من کا سنگم ہو چکا ہے اور اب نہ آپ مجھے دھوکا دیں گے اور نہ میں آپ کو۔ ناگ رانی مل جائے تو آپ کی بھی جوڑی بن جائے اور اس کے نتیجے میں مجھے بھی گردن اٹھا کر جینے کا موقع ملے' شیش ناگ مہاراج مجھ سے دور نہ ہوتا میں تمہیں ناگ رانی کی تلاش کے لیے کشٹ دینا چاہتا ہوں۔"

میں خاموشی سے پھن پھیلائے اسے دیکھتا رہا اس کے بعد اس نے ایک بوتل سے دودھ نکالا اور اسے ایک پیالے میں بھر کر کوئی چیز اس میں ڈالی اور میرے سامنے رکھ دیا۔ میں خاموشی سے اس دودھ کو دیکھتا رہا حالانکہ اگر میں چاہتا تو سنگارو سے گردن نکال کر یہ دودھ پی سکتا تھا لیکن میں نے دودھ نہ پیا۔ وہ بہت دیر تک انتظار کرتا رہا پھر اس نے کہا۔

"ناگ راج نے ابھی میری آرزو پوری نہیں کی دوستو ابھی ناگ راج کے لیے اور منتر پڑھنا پڑیں گے۔"

غالباً" اس کا خیال تھا کہ دودھ پی لینے کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کی بات سے متفق ہوچکا ہوں۔ اسے بیوقوف بنانے کے لیے میں یہ دودھ پی بھی سکتا تھا لیکن نجانے کیوں میرا دل اسے قبول نہیں کر رہا تھا اس سے پہلے جو کچھ میں نے کیا تھا اس کا نتیجہ بھگت رہا تھا اب نجانے اس گندی شے میں کیا کچھ شامل ہو کمبخت چندر بھان اب میں اسے برا کہنے میں اپنی زبان کو لڑکھڑاتے نہیں محسوس کرتا تھا کیونکہ اسکی وجہ سے مجھے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا اس لیے اب وہ میرا گرو نہیں رہ گیا تھا تو میں سوچ رہا تھا کہ اگر کمبخت چندر بھان مجھے اپنے گیان میں سے کچھ حصہ دے دیتا تو شاید میرے اندر یہ شکتی بھی پیدا ہوجاتی کہ میں اس قسم کے معاملات کو سمجھتا اب کیا کرنا چاہیے۔

اس نے اپنا منتر جاری رکھا۔ چاروں ساتھیوں کے چہروں پر بھی تشویش کے آثار نظر آرہے تھے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس سے عہد و پیماں کرنے کے بعد جب میں باہر نکلا تو اسے دغا دے کر کہیں گم نہ ہو جاؤں بلکہ اس کے پیروکار کی حیثیت سے اس کے لیے ناگ رانی کو تلاش کروں بہرحال یہ کام کیا جا سکتا تھا لیکن دودھ پینا میرے لیے ایک مشکل مرحلہ تھا۔ پتا نہیں اس کے کیا اثرات مرتب ہوں ہو سکتا ہے میں واقعی اس کی غلامی میں آہی جاؤں اور یہ میں نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ مجھے اس کا علم نہیں تھا۔ غرضیکہ۔ وقت گزرتا رہا اور وہ اپنا منتر جاری کیے رہا۔

آج چاند کچھ زیادہ ہی چمکدار تھا اور اول رات میں ہی نکل آیا تھا روشنی پھیل گئی تھی۔

پھر میں نے بھی وہ منظر دیکھا جو ان لوگوں نے دیکھا۔ سانپوں کا ایک بہت بڑا غول برآمد ہوا تھا جو برابر برابر چل رہا تھا اور اس

کی رفتار کافی تیز تھی اور پھر ان سانپوں کی پشت پر میں نے ایک سفید سانپ کو سوار دیکھا وہ اتنی تیزی سے ہمارے سامنے سے گزرے تھے کہ ہماری آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی تھی۔ مونگا رام کے حلق سے سحر زدہ آواز نکلی۔

"ناگ رانی، ناگ رانی۔"

درحقیقت وہ ناگ رانی ہی تھی۔ سانپوں کی پشت پر اس طرح سوار جیسے کوئی بہت بڑی شخصیت لوگوں کے ساتھ جا رہی ہو پھر ان کی رفتار ہی اتنی تیز تھی کہ ہم لوگ انہیں دیکھتے ہی رہ گئے۔ وہ تیزی سے ہمارے سامنے سے گزر گئے تھے اور مونگا رام سحر زدہ رہ گیا تھا۔ اس نے خوشی بھری آواز میں کہا۔

"ہے بھگوان وہ ناگ رانی ہی ہے، یہ ناگ رانی ہی کا علاقہ ہے۔ ہماری منوکامنا پوری ہو گئی ہے۔ شیش ناگ مہاراج اپنی پریمیکا کو بھی دیکھ کر تمہارے من میں کوئی بات نہیں جاگتی۔ مجھ سے باتیں کرو میری آنکھوں میں دیکھو مجھے وشواس دلاؤ کہ تم میرے ساتھ اچھا سلوک کرو گے۔"

اس وقت نجانے کیوں میرے دل میں خیال آیا کہ میں ذہنی طور پر اس سے ہم کلام ہو جاؤں میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ وہ دونوں گھٹنے موڑے ہوئے میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔

"میں تمہیں سنگارو سے نکال دوں گا شیش ناگ مہاراج اور اس کے بعد تم ناگ رانی کے پاس پہنچ جانا تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو کہ یہاں ناگ رانی موجود ہے۔ مہاراج پریمی کو پریمیکا مل جائے اس سے بڑا کام اور کیا ہو سکتا ہے۔ میرا کام گرودیو بھگوان میں جیون بھر تمہاری سیوا کرتا رہوں گا۔"

تب میں نے ذہنی طور پر اس سے کہا۔ "اگر تو میری آواز سن رہا ہے مونگا رام تو ٹھیک ہے مجھے کھول دے۔ میں سنگارو سے باہر نکلنا چاہتا ہوں۔"

مونگا رام نے جیسے میرے یہ الفاظ سن لیے وہ خوشی سے اچھل پڑا اور مسرت بھرے لہجے میں اپنے دوستوں سے بولا۔

"شاید ہماری منوکامنا پوری ہو گئی ہے۔ ناگ مہاراج باہر نکلنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کی آواز اپنے من میں سنی ہے۔ میرا خیال ہے شیش ناگ مہاراج کو کھول دیا جائے تم نے ابھی دیکھا کہ سفید ناگن بجلی کی طرح تڑپ کر یہاں سے نکلی ہے وہ کہیں بھی ہوگی شیش ناگ مہاراج کی خوشبو سونگھ کر ان کے پاس پہنچ جائے گی ہم ان کا پیچھا کریں گے۔"

"ٹھ... ٹھیک ہے مہاراج۔ آپ دیکھ لیجیے جس طرح آپ کا من شانت ہو۔"

"میں یہ خطرہ مول لینے کے لیے تیار ہوں۔" اس نے کہا وہ چاروں اس کے ساتھ اتنی ہمت نہیں کر سکے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"آپ جو کچھ بھی مناسب سمجھیں یہاں کریں ہم ذرا سا ہٹ جاتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے جاؤ، لیکن میں نے ناگ مہاراج کی آواز صاف طور سے سنی ہے۔" وہ چاروں ہٹ کر دور چلے گئے۔

مونگا رام میرے سامنے موجود تھا میں سنگارو سے باہر نکلنے کے لیے بے چین مونگا رام نے سنگارو کھول دیا۔ میں آہستہ آہستہ باہر نکلا اور پھر کنڈلی مار کر مونگا رام کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ مونگا رام خاموشی سے مجھے دیکھ رہا تھا اس نے کہا۔

"مہاراج، ناگ رانی آپ کی پریمیکا موجود ہے وہ کہیں نہ کہیں ہوگی آپ اسے تلاش کر لیجیے گا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اچانک ہی میری نگاہیں آسمان کی جانب اٹھ گئی تھیں۔ آسمان کے بیچوں بیچ پورا چاند نکلا ہوا تھا اور یہ روشنی اس کی ہی پھیلی ہوئی تھی جو زمین کو منور کر رہی تھی۔ چاندنی رات پورا چاند، آہ پورا چاند یہ پورن ماشی کی رات تھی اور میرے اندر سرسراہٹیں بیدار ہوتی جا رہی تھیں۔ یہ سرسراہٹیں مجھ پر ایک نشہ آور کیفیت طاری کر رہی تھیں۔ سنگارو سے نکلنے کے بعد میں نے زمین اور آسمان کے درمیان پھیلی ہوئی ہواؤں کا لطف لیا تھا اور میرے ذہن میں جو سرسراہٹ ہو رہی تھی وہ میری اپنی طلب تھی۔ وہ طلب جو کمبخت چندر بھان نے میرے اندر پیدا کر دی تھی اور اس کے لیے بھلا مونگا رام سے اچھا اور کون ہو سکتا تھا۔ میں نے پھن نیچے ڈالا اور مونگا رام کے گرد ایک چکر لگانے کے بعد ایک طرف اس طرح رخ کیا جیسے مونگا رام یہ سوچ رہا ہو کہ میں ناگ رانی کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ وہ خوشی سے مسکرایا اور بولا۔

"مہاراج ناگ رانی کو لے کر یہیں آ جائیے۔ یہ دوسرا سنگارو اس کے لیے ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں آپ سے کہ آپ دونوں کے لیے ایک ہی سنگارو بناؤں گا تاکہ آپ کی جوڑی اس میں سلامت رہے۔"

دفعتہً میں پلٹا اور پلٹنے کے بعد مونگا رام پر حملہ آور ہو گیا میں نے اپنے لمبے لچکیلے مضبوط بدن سے سب سے پہلے اس کے پاؤں جکڑے اور مونگا رام کے حلق سے ایک وحشت ناک چیخ نکل گئی۔ وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"ہے بھگوان۔ ہے شیش بھگونت یہ کیا ہے...؟"

لیکن یہ جو کچھ بھی تھا اس کی سمجھ میں نہ آنے والی بات تھی۔ میں نے اپنے پورے بدن کو اس کے گرد لپیٹنا شروع کر دیا۔ میرا جسم اتنا لمبا اور لچکدار تھا کہ میں نے اسے باآسانی اپنے آپ میں جکڑ لیا مونگا رام کے حلق سے وحشت ناک چیخیں نکل رہی تھیں اور اس کی گردن کی رگیں پھول گئی تھیں۔ بھلا میرے لیے اس سے زیادہ دلکش منظر اور کونسا ہو سکتا تھا چنانچہ میں نے اس کی شہ رگ پر اپنے دانت گاڑھ دیے اور اس کا

بہرحال آدھی رات سے شروع ہونے والے اس سفر کا اختتام ایک ایسی جگہ ہوا جہاں پھول کھلے ہوئے تھے ہوائیں بھینی بھینی مہک رچی ہوئی تھی۔ صبح کے آغاز کے ساتھ ہی ٹھنڈی ہواؤں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا ماحول پر ایک فرحت بخش کیفیت طاری تھی۔ سورج بھی نکل رہا تھا اور اس کی نرم نرم دھوپ آہستہ آہستہ پھیلتی جا رہی تھی۔

میں بہت دیر تک اپنی جگہ پڑا رہا اور اس کے بعد دوبارہ میں نے سفر کا آغاز کر دیا۔ یہ سفر سورج کے چڑھاؤ کے ساتھ ساتھ جاری رہا اور پھر سورج کا اتار بھی شروع ہو گیا۔ اس وقت شام جھکنے لگی تھی جب میں ایک بہت ہی خوبصورت جھیل کے کنارے پہنچ گیا۔ درختوں میں گھری ہوئی اس جھیل کا منظر بے حد حسین تھا۔ میں اس کے کنارے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا یہاں بھی انسان نہیں تھے لیکن میرا یہ خیال ایک لمحے میں ہی غلط ثابت ہو گیا۔ مجھے ہلکی ہلکی گنگناہٹ کی آواز سنائی دی تھی۔ نسوانی آواز میں کوئی گنگنا رہا تھا۔ میرا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ اس کا مقصد ہے کہ آبادی زیادہ فاصلے پر نہیں ہے۔ انسانوں کے بارے میں مجھے اندازہ تھا کہ وہ اپنی آبادیوں کو چھوڑ کر جھیلوں وغیرہ پر نہانے کے لیے آتے ہیں ممکن ہے کوئی لڑکی جھیل کی جانب آ گئی ہو اور میرا یہ اندازہ درست ہی نکلا۔

ایک معمولی سی ساڑھی میں ملبوس وہ لڑکی حسن و جمال کا پیکر تھی۔ سرخ و سفید رنگت گھنے سیاہ بال بھرا بھرا جسم میرا ذہن نسوانی دلکشی سے دور نہیں تھا اور میرے اپنے دل میں بھی حسن و جمال کے لیے جو ارمان ابھرے تھے لیکن اس وقت میں جس شکل میں تھا اسے دیکھ کر چیخیں تو ماری جا سکتی تھیں اس کی جانب محبت بھری نگاہوں سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ اس کے بعد کے مناظر جو میں نے دیکھے وہ بھی میرے لیے خاصی مشکل کا باعث تھے۔ لڑکی غالباً جھیل میں نہانے کے لیے آئی تھی اور یہاں آس پاس اسے کسی کی موجودگی کا کوئی خطرہ نہیں تھا چنانچہ وہ لباس سے بے نیاز ہو کر جھیل میں اتر گئی اور میری آنکھیں اس کا طواف کرتی رہیں۔ وہ جل کی مچھلی کی طرح اٹکھیلیاں کرتی رہی۔ غالباً اس جھیل سے اسے پوری طرح واقفیت حاصل تھی لیکن یہ بھی تعجب کی بات تھی کہ اس کے علاوہ جھیل کی جانب اور کوئی نہیں آیا تھا حالانکہ آبادی اگر یہاں آس پاس موجود ہے تو دوسرے لوگوں کو بھی یہاں پہنچنا چاہیے تھا لیکن ایسی بات نظر نہیں آ رہی تھی۔

کافی دیر تک وہ اسی طرح جھیل میں نہاتی رہی پھر گنگناتی ہوئی جھیل سے باہر نکلی اور اپنا لباس پہننے لگی بہرحال مجھے ان ساری باتوں سے کوئی غرض نہیں تھی۔ میں اس کا تعاقب کر کے آبادی تک پہنچنا چاہتا تھا اور یہ بھی چاہتا تھا کہ وہ مجھے دیکھ نہ لے چنانچہ میں گھاس میں چھپتا چھپاتا اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا وہ پھولوں کی ایک چھڑی ہاتھ میں لیے اسے گھماتی گنگناتی جا رہی تھی۔ میں سفر کرتا رہا اور پھر لڑکی نے مجھے دیکھ لیا اسے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کے پیچھے مسلسل ایک سرسراہٹ سی ابھرتی رہی ہے۔ مجھے دیکھنے کے بعد اس پر جو کیفیت طاری ہونی چاہیے تھی وہی ہوا۔ اس نے چیخ ماری اور دوڑنا شروع کر دیا۔ مجھے بھی رفتار بڑھانی پڑی لیکن میں اس سے اتنا فاصلہ رکھنا چاہتا تھا کہ کہیں اسے یہ خوف نہ محسوس ہو کہ میں اسے ڈس ہی لوں گا۔ اب اس بے چاری کو کیا معلوم تھا کہ میں سانپ نہیں ہوں۔

یہ بھاگ دوڑ جاری رہی اور اس کے بعد ایک چڑھائی آ گئی۔ چڑھائی پر میں نے چھوٹے چھوٹے پتھروں سے بنی ہوئی ایک کٹیا دیکھی تھی اور اس کٹیا میں اس کے اہل خاندان بھی ہوں گے۔ میں نے ایک درخت کو تاکا جو "املی" کا درخت تھا۔ میں اس کی آڑ میں جا کر بیٹھ گیا لڑکی اندر چلی گئی تھی۔ بھاگتے بھاگتے اس کی حالت کافی خراب ہو گئی تھی۔ بہرحال اب یہاں سے انسانی آبادی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ پتا نہیں اس کٹیا میں اس کے علاوہ اور کون ہے اور اگر کوئی ہے اور لڑکی نے مجھے دیکھ لیا ہے اور میرے بارے میں اس کو بتا دیا ہے تو یقینی طور پر میری تلاش شروع ہو جائے گی اور میرا یہ اندازہ درست نکلا۔

ایک دبلے پتلے بدن کا سادھو سفید داڑھی سفید بال اور سفید دھوتی میں ملبوس اس پہاڑی سے نیچے اترتا نظر آیا تھا اس کے ہاتھ میں ایک لمبا سا سونٹا تھا۔ جو کالے رنگ کی کسی لکڑی کا بنا ہوا تھا اور سانپ ہی کی طرح بل کھایا ہوا محسوس ہوتا تھا وہ بہت بوڑھا اور کمزور آدمی تھا آہستہ آہستہ نیچے اترتا رہا اور اس کے بعد وہاں جا کر کھڑا ہو گیا۔ لڑکی اوپر ہی موجود تھی اس نے وہیں سے کہا۔

"ہاں یہیں تک وہ میرے ساتھ آیا تھا۔ بھگوان کی سوگند مہاراج میں بالکل جھوٹ نہیں بول رہی وہ ایک کالا ناگ تھا بڑا لمبا بڑا چوڑا۔ میں نے اسے اچھی طرح اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

"اری تو نیچے تو آ!"

"نہیں مہاراج مجھے ناگ سے بہت ڈر لگتا ہے۔"

"ارے بٹیا تو وہ کاٹے گا نہیں تجھے تو نیچے تو آ۔"

"مہاراج! میں نہیں آؤں گی۔"

"ارے باؤلی بٹیا میری بات بھی نہیں مانے گی۔ میں ناگ دیوتا سے کہوں گا کہ اگر کاٹنا ہے تو مجھے کاٹ لو میری بٹیا کو نہ کاٹنا اور وہ میری بات مان لیں گے۔" بوڑھے نے پیار سے کہا اور لڑکی آہستہ آہستہ آدھی بلندی طے کر کے آ گئی اور پھر ایک جگہ کھڑی ہو گئی۔

"تم دیکھو تو سہی بابا وہ یہاں ہے یا نہیں۔" اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا بابا دیکھتا ہوں۔"

وہ ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگا۔ املی کے درخت کے نزدیک بھی آیا لیکن میں اس کے عقب میں تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ بوڑھا مجھے تلاش کرتا رہا پھر لڑکی سے بولا۔

"ارے روپا بٹیا تو بڑی ڈرپوک ہو گئی ہے آ تلاش تو کر' مجھے تو کچھ نظر نہیں آ رہا۔"

"بابا مجھے نیچے آتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔"

"ارے میں جو ہوں۔ وہ میری بات مان لے گا میں کہوں گا۔ بھیا اگر کاٹنا ہی ہے تو مجھ بوڑھے کو کاٹ لے میری بٹیا کو نہ کاٹ۔ تو آ تو جا نیچے۔ تلاش کرتے ہیں مل کر اسے۔"

وہ ڈرے ڈرے انداز میں نیچے اتر آئی۔ میں چند لمحات تو کچھ سوچتا رہا اور اس کے بعد بالآخر میں نے ان کے سامنے آنے کا فیصلہ کر لیا۔

املی کے درخت کے پیچھے سے میں آہستہ آہستہ نکلا اور میں نے لڑکی کی چیخ سنی۔

"وہ مہاراج وہ۔"

لیکن بوڑھا مجھ سے زیادہ قریب تھا اس نے مجھے دیکھا اور دیکھتا رہ گیا۔ میں کنڈلی مار کر بیٹھ گیا تھا اور میں نے اپنا چوڑا پھن پھیلا لیا تھا۔ بوڑھے نے ایک ہاتھ سے پیچھے اشارہ کیا۔ شاید وہ لڑکی کو وہیں رک جانے کے لیے کہہ رہا تھا۔ لڑکی پھٹی پھٹی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی اور بوڑھا عجیب سی نظروں سے۔

بہت دیر تک مجھے دیکھتا رہا اور پھر وہ میرے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر تک بالکل خاموشی طاری رہی تھی پھر بوڑھے نے نرم لہجے میں کہا۔

"ہم بہت معمولی سے آدمی ہیں مہاراج' کچھ نہیں جانتے اس سنسار کے بارے میں پر بھگوان نے تھوڑا سا گیان دیا ہے ہمیں اور ہمارا گیان یہ بتاتا ہے کہ تم وہ نہیں ہو جو نظر آ رہے ہو' کیا ہمیں یہ بتاؤ گے بھگوان کے تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟"

اس نے کچھ دیر انتظار کیا' لیکن وہ مجھ سے نگاہیں نہیں ملا رہا تھا اگر وہ ایسا کرتا تو میں اسے بتانے کی کوشش کرتا کہ میں کس مشکل کا شکار ہوں اس نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور مجھ سے بے نیاز ہو کر زمین پر تنکے سے لکیریں کھینچنے لگا۔ کچھ دیر تک وہ لکیریں بناتا رہا اور اس کے بعد اس نے چونک کر مجھے دیکھا' پھر لڑکی کی طرف اور پھر آہستہ سے بولا۔

"روپ لیکھا قریب آ جا۔"

"نہیں نہیں آؤں گی بابا جی۔"

"آ جا بٹیا جب میں کہہ رہا ہوں تو آ جا۔ تجھے میرے اوپر وشواس نہیں ہے؟"

"وشواس تو ہے۔"

"تو پھر آتی کیوں نہیں۔"

"ہم مجھے ڈر لگتا ہے کہیں ناگ مہاراج مجھے نقصان نہ پہنچائیں۔"

"بٹیا سنسار کے بھید بھگوان ہی جانتا ہے لیکن تھوڑا بہت گیان اس نے اپنے بندوں کو بھی دیا ہے اگر میرا گیان مجھے دھوکا نہیں دے رہا تو یہ ناگ نہیں ہے۔ روپ لیکھا یہ منش ہے۔"

"کک۔ کیا اچھا دھاری؟" اس نے سوال کیا۔

"ناری نا وہ تو ناگ ہی ہوتا ہے اور اچھا دھاری ناگ۔ ہزار سال کے بعد منش کا روپ دھارن کر لیتا ہے پر یہ ناگ نہیں ہے یہ منش ہے' جادو کا مارا اگر میرا گیان مجھے دھوکا نہیں دے رہا تو یہ جادو کا مارا کوئی منش ہی ہے۔ دیکھ نہیں رہی کہ اس نے ہمیں نقصان نہیں پہنچایا تو آ جا۔"

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور بوڑھے کے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔ بوڑھا مجھ سے مخاطب ہو کر بولا۔

"دیکھو مہاراج یہاں دور دور تک ہم دو کے سوا کوئی نہیں ہے۔ میرا نام چترنس ہے اور یہ روپ لیکھا ہے۔ ہم دونوں تمہاری سیوا کرنا چاہتے ہیں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے ہمارے اندر یہ شکتی بھی نہیں ہے کہ ہم تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیں اگر ہماری کچھ سہائتا چاہتے ہو تو یوں کرو اپنی جگہ سے ہٹ کر اس پیڑ کے پیچھے جا بیٹھو۔ ہم سمجھ جائیں گے کہ تم ہماری سہائتا چاہتے ہو پھر میں کوشش کروں گا کہ تمہارے لیے کچھ کر سکوں۔"

میں نے اس کے یہ الفاظ سنے اس بات سے ہی متاثر ہوا تھا کہ اس نے میرے بارے میں یہ جان لیا تھا کہ میں سانپ نہیں انسان ہوں یہ بھی کہا تھا اس نے کہ میں جادو کا مارا ہوں۔ اپنی مدد کی پیشکش بھی کی تھی اس کا مطلب ہے کہ بوڑھا کچھ علم رکھتا ہے اس نے جس درخت کی جانب اشارہ کیا تھا وہ بس یہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ میں نے آہستہ آہستہ اپنا پھن نیچے ڈالا اور رینگتا ہوا اس درخت کے نیچے جا پہنچا۔ وہاں میں دوبارہ کنڈلی مار کر بیٹھ گیا تھا بوڑھے کے ہونٹوں پر ایک نرم مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے فخریہ نگاہوں سے لڑکی کی جانب دیکھا اور بولا۔

"تو نے میرے شبد سنے تھے روپا؟"

"ہاں بابا۔"

"اور تو نے دیکھا کہ وہ اس جگہ جا کر بیٹھ گیا؟"

"بابا تم مہان ہو مگر۔۔۔ مگر یہ کیسی انوکھی بات ہے۔ میں نے

یہ تو سنا تھا پرکھوں سے کہ اچھا دھاری سانپ اپنی جون بدل لیتا ہے لیکن یہ نہیں سنا تھا کہ کوئی منش سانپ کے روپ میں آسکتا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟"

"میں نے یہ بھی تو کہا تھا کہ یہ جادو کا مارا ہے تو میری بات ٹھیک ہی نکلی نا؟"

"مگر بابا جی کیا جادو سے منش کو سانپ بنایا جا سکتا ہے؟"

"ارے بھگوان نے سنسار میں شیطان کو بڑی شکتی دے دی ہے۔ وہ بہت سے ایسے کام جانتا ہے جو عام لوگ نہیں کر سکتے اور اس سے بچنا ہی تو منش کا کام ہے۔ جو اچھے ہیں وہ اس سے بچ جاتے ہیں اور جو برے ہیں وہ یہ شکتی حاصل کر کے دوسروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ اس بے چارے کو کسی نے کوئی تکلیف پہنچائی ہے۔ اب زیادہ گیان تو ہے نہیں میرے پاس کہ میں ساری حقیقتیں معلوم کر لوں لیکن اتنا میرا گیان ضرور بتاتا ہے کہ اسے کسی نے جادو کر کے سانپ بنا دیا ہے۔"

"تو پھر کیا یہ منش بن سکتا ہے؟"

"ہاں بھگوان نے چاہا تو میں کوئی اپائے نکال لوں گا اس کے لیے۔"

"یہ تو بڑا اچھا ہوگا بابا جی اگر یہ کوئی ایسا منش ہے جسے کسی جادوگر نے تکلیف پہنچائی ہے تو پھر ہو سکتا ہے یہ ہمارے ساتھ ہی رہنے لگے ہمارے کام آئے ہم دو سے تین ہو جائیں گے بابا جی۔"

بوڑھے نے بڑی محبت سے لڑکی کو دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"تیرے من میں یہ بہت دنوں سے ہے کہ یہاں ہم دو کے علاوہ تیسرا بھی کوئی ہو؟"

"ہاں بابا جی۔"

"جانتا ہوں رکی۔ ظاہر ہے انسان کی بچی ہے انسانوں کے بیچ رہنا چاہتی ہے پر میں کیا کروں تیری بھاگ ریکھا ہی ایسی ہے۔"

لڑکی کچھ اداس سی ہو گئی۔ میں ان کی گفتگو سن رہا تھا پھر وہ بولی۔

"کیا میں اس کے لیے دودھ لے آؤں مہاراج؟"

"تھاری دودھ شدھ ابھی رہنے دے۔ پہلے میں یہ معلوم کر لوں کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے؟"

"کیسے معلوم کرو گے بابا؟"

"بس تو کٹیا بند کر کے اندر بیٹھ جا۔ اپنا کام کاج کر اور جھروکوں میں سے جھانکنا نہیں اگر تو نے جھانکا تو میرا منتر ٹوٹ جائے گا۔"

"ٹھیک ہے بابا اگر یہ منش ہے اور منش بن جائے تو بھگوان کی سوگند اس سے اچھی بات اور کوئی نہیں ہوگی مگر میں نہیں جھانکوں گی تمہیں وچن دے رہی ہوں۔"

"اچھا تو اب جا۔" بوڑھے نے کہا۔ لڑکی آہستہ آہستہ واپس پلٹی اور بلندیاں طے کر کے اس کٹیا میں چلی گئی جس میں شاید یہ دونوں رہتے تھے۔

میں ان تمام باتوں کو بڑی دلچسپی سے سن رہا تھا اور اس بات سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے اگر بوڑھا یہ کام کرے تو بڑا ہی اچھا ہو پھر میں نے دیکھا کہ بوڑھا آہستہ آہستہ چلتا ہوا میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور اس کے بعد زمین پر ایک لکیر بنائی اور اس کے پیچھے بیٹھ کر دونوں ہاتھ سیدھے کر لیے۔ دونوں ہاتھ سیدھے کرنے کے بعد اس نے اپنی گردن آسمان کی جانب اٹھا دی تھی میری جانب سے وہ بالکل بے نیاز ہو گیا تھا۔ بہت دیر گزر گئی۔ کوئی عام آدمی اتنی دیر تک ہاتھ سیدھے کیے نہیں بیٹھ سکتا تھا اور نا ہی اتنی اونچی گردن اٹھا سکتا تھا۔ وقت تیزی سے گزرتا رہا شام کے جھٹپٹے فضا میں اتر آئے تو اس نے ایک گہری سانس لی اور اس کے بعد دونوں ہاتھ سیدھے کر لیے۔ اب اس نے آنکھیں بند کر کے گردن جھکالی تھی پھر وہ میری جانب دیکھ کر بولا۔

"تو بھی تھک گیا ہوگا بیاس؟" میں نے یہ الفاظ سنے تو سکتے میں رہ گیا اس نے مجھے بیاس کے نام سے پکارا تھا۔ وہ بولا۔

"میں نے تیرا نام جھوٹ تو نہیں لیا۔ رے اور جہاں تک میرا گیان کام کرتا ہے تیرے شریر میں ایک ایسا خون اتار دیا گیا ہے جو ناگن کا خون تھا اور اس پر منتر پڑھا گیا ہے۔ دیکھ بیاس اگر میں تیرا نام نہیں لے رہا تو مجھے بتا اس طرح کہ اپنا پھن زمین پر ڈال دے۔"

میں نے فوراً ہی اپنا پھن زمین پر ڈال دیا تھا بوڑھا خوش ہو کر بولا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں اچھا اب اپنا پھن اوپر اٹھا لے۔" میں نے بوڑھے کی اس ہدایت پر بھی عمل کیا۔ کم از کم اپنے انداز سے ہی میں اسے اپنے بارے میں بتانا چاہتا تھا کیونکہ امید پیدا ہو گئی تھی اس بات کی کہ شاید میں دوبارہ سانپ سے انسان بن جاؤں۔ ویسے بوڑھا گیانی معلوم ہوتا تھا اور میرے دل میں یہ بات بہت پہلے سے تھی کہ کسی ایسے گیانی سے ملاقات ہو جس سے میں کچھ سیکھ سکوں اور اس وقت یہ بوڑھا جس نے اپنا نام چترجس بتایا تھا۔ مجھے بہت غنیمت محسوس ہوا تھا۔ میں اس کی ہر ہدایت پر عمل کر رہا تھا چترجس نے مجھ سے کہا۔

"تیرے بدن سے یہ گندا خون نکالنے کے لیے مجھے تیرے بدن پر چیرا لگانا پڑے گا۔ تھوڑی سی تکلیف تو بھگتنا ہو گی تجھے لیکن بھگوان کی سوگند میرا گیان کہتا ہے کہ میں تجھے پھر سے تیری اصلی شکل دینے میں کامیاب ہو جاؤں گا اگر تو میری بات پر تیار ہے تو

ایک بار پھر مجھے اسی اشارے سے بتا۔"

میں نے ایک بار پھر اپنا پھن زمین پر ڈال دیا تھا۔ بوڑھے نے کہا۔

"ٹھیک ہے تو آج جب چندرما نکل آئے گا تو میں تیرے لیے کام کروں گا۔ دیکھ تو میری کسی بات سے پریشان نہ ہونا۔ میں تجھے وچن دیتا ہوں کہ جو کشٹ تجھے پہنچے گی وہ تو پہنچے گی ہی لیکن میں تجھے تیرا اصلی شریر دینے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔"

اس کے یہ الفاظ میرے لیے بڑے دلکش تھے۔ خاص طور سے مجھے اس کے بیان پر یقین اس لیے آ گیا تھا کہ اس نے مجھے میرے اصلی نام سے مخاطب کیا تھا۔ اس کے بعد وہ بولا۔

"تجھے کچھ سمے یہاں بتانا پڑے گا۔ رات ہوتے ہی میں اپنا کام شروع کروں گا۔ تو یہاں آرام سے بیٹھ میں اوپر جا رہا ہوں۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس جانب چل پڑا جہاں اس کی کٹیا تھی۔ میرے دل میں امنگوں اور آرزوؤں کا ایک دریا موجزن ہو گیا تھا اگر مجھے واقعی میرا جسم واپس مل جائے تو میں ایک طویل عرصے پیش آنے والی مشکلات سے نمٹ سکتا تھا۔ بہرحال میں اس کا انتظار کرتا رہا۔ سورج چھپ گیا رات ہو گئی۔ اس دوران ادھر سے نہ تو وہ لڑکی روپ لیکھا نیچے اتری تھی اور نہ ہی بوڑھا نظر آیا تھا پھر خاصی رات ہو گئی اور آہستہ آہستہ آسمان پر چاند ابھرنے لگا۔ بوڑھے نے لازمی طور پر لڑکی کو کچھ تفصیلات بتا دی تھیں کیونکہ اس بار جب وہ اپنی کٹیا سے برآمد ہوا تو لڑکی بھی اس کے ساتھ تھی۔ انہوں نے ہاتھوں میں کچھ چیزیں اٹھائی ہوئی تھیں بھان متی کا یہ پٹارہ ایک جگہ رکھ دیا گیا۔ میں وہیں درخت کے نیچے موجود تھا پھر بوڑھے نے درخت کی ایک شاخ سے ایک رسی باندھی اور اس میں کئی پھندے لگائے۔ یہ پھندے لگانے کے بعد وہ لڑکی کی مدد سے درخت کے نیچے چھوٹے چھوٹے لکڑیوں کے ٹکڑے جمع کرنے لگا۔ اس نے چھوٹے چھوٹے پتھروں کا ایک دائرہ بھی بنا دیا تھا اور لکڑی کے ٹکڑے اسی دائرے میں رکھ رہا تھا بعد میں اس نے لکڑیوں پر کوئی سفوف چھڑک کر آگ لگا دی اور لکڑیوں سے شعلے اٹھنے لگے۔ میں خاموشی سے بوڑھے کی یہ کارروائی دیکھ رہا تھا۔ لڑکی بھی اس کارروائی میں برابر کی شریک تھی اس نے کئی بار سہمی نگاہوں سے میری جانب دیکھا تھا اس کی ان حسین آنکھوں میں حیرت اور خوف کی چمک صاف دیکھی جا سکتی تھی۔ لڑکی بلا شبہ لاکھوں میں ایک تھی اور اس جیسا حسن کم ہی دیکھنے کو آتا تھا، لیکن یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ میری نگاہوں میں ایک سے ایک حسین چہرہ آ چکا تھا۔ سفیتا جو ناگن تھی اپنی مثال آپ تھی اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے کردار جو حسن و جمال میں یکتا تھے لیکن ان ساری باتوں پر غور کرتے ہوئے میرے دل میں ایسا کوئی تصور نہیں جاگا تھا جسے اپنے طور پر شرمناک کہا جا سکتا۔ لڑکی کی طرف بھی میری نگاہیں پاکیزہ انداز میں ہی اٹھی تھیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ میں فطری طور پر برا نہیں تھا۔ یہ الاؤ جلتا رہا اور فضا میں کافی تپش پیدا ہو گئی تب بوڑھے نے کہا۔

"بس روپ لیکھا تیرا کام ختم، اب تو جا۔"

"بار بار بچوں کی طرح ضد کرنے لگتی ہے۔ یہ تو بچی نہیں ہے پر بٹیا یہ تیرے دیکھنے کی چیزیں نہیں ہیں۔ جادو منتر کے پھیر نرالے ہوتے ہیں ان میں نجانے کیسی کیسی شکتیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ تیرا یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ تو کنواری کنیا ہے۔ جا جا اچھی کنیا بن جا اور دیکھ میں نے جو کچھ کہا ہے اگر اس کے خلاف کیا تو سن تو بھگوان کی سوگند برا ہو جائے گا۔ میں بھی مارا جاؤں گا اور تجھے بھی نقصان پہنچ جائے گا۔ سمجھ گئی نا؟"

"ہاں بابا، پہلے بھی جو وچن میں تمہیں دیتی ہوں کبھی اس کے خلاف کیا ہے میں نے آج تک؟"

"ارے تیرے بارے میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں مگر کر تو وچن کی پکی ہے مگر بٹیا یہ مسئلہ ایسا ہے کہ میں تجھے روک نہیں سکتا اگر روک سکتا تو ضرور روک لیتا۔ بھلا میرا کیا جاتا اگر تو یہاں بیٹھ جاتی تو۔"

"اچھا بابا میں جا رہی ہوں۔" لڑکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے تو جا۔" بوڑھے نے کہا پھر میری طرف دیکھ کر بولا۔ "میں بہت کمزور اور ناتواں آدمی ہوں بیاس، جو کچھ میں کر رہا ہوں مجھے کرنے دینا اور جس طرح بھی میں چاہوں میری سہائتا کرنا۔ دیکھو میں تمہیں ان رسیوں میں اس آگ کے اوپر لٹکا دوں گا۔ تھوڑی سی جلن ضرور محسوس ہوگی تمہیں مگر برداشت کر لینا۔"

میں دل ہی دل میں ہنسا۔ بھلا آگ سے مجھے کیا جلن ہو سکتی ہے اگر بوڑھا اس آگ میں مجھے جلا بھی دے تو میرا کیا بگڑے گا۔

بوڑھے نے آگے بڑھ کر مجھے اپنے ہاتھوں میں اٹھایا میرا وزن اچھا خاصا تھا کیونکہ بوڑھا بڑی مشکل سے مجھے اٹھا پایا تھا پھر اس نے مجھے دم کی جانب سے ان رسیوں میں باندھ دیا اور بولا۔

"اپنے شریر کو رسیوں میں سنبھالے رکھنا۔ کہیں لچک میں آ کر آگ میں نہ گر پڑنا۔ میں نے اپنی دم کو رسیوں میں لپیٹ لیا۔ بوڑھے نے میری یہ حرکت دیکھی اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر وہ مطمئن انداز میں گردن ہلا کر بولا۔

"جب تم میرے ساتھ اتنا تعاون کر رہے ہو بیاس مہاراج۔ تو بھگوان کی سوگند مجھے پورا پورا یقین ہے کہ میں اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاؤں گا۔"

میں آگ کے اوپر لٹک گیا تھا بوڑھے نے آگ میں پھر کچھ چیزیں پڑھ پڑھ کر ڈالیں یہ غالباً ''رال'' کے دانے تھے اور بھی

کچھ چیزیں تھیں جو سرخ سرخ سی تھیں۔ آگ کے شعلے آہستہ آہستہ اوپر اٹھ رہے تھے اور آگ خوب دہک چکی تھی۔

بوڑھے نے کچھ منتر پڑھنا شروع کر دیا اور اس کے بعد اس نے اپنے لباس سے ایک چھری نکالی یہ چھری ہاتھ میں لے کر وہ آنکھیں بند کیے ہوئے میری جانب بڑھا اور اس کے بعد اس نے چھری کی نوک میرے جسم میں داخل کر دی۔ وہ میرے پورے بدن کو نیچے تک چیرتا چلا گیا۔ بے شک مجھے اس کے اس عمل سے تکلیف ہوئی تھی لیکن اب ایسی بھی نہیں کہ میں اسے برداشت نہ کر سکوں البتہ میں نے اپنے بدن سے خون کی بوندیں ٹپکتی ہوئے دیکھی تھیں میری آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور میں بوڑھے کا یہ عمل دیکھ رہا تھا۔ خون کی بوندیں آگ میں گرنے لگیں اور آگ سے نیلی نیلی شعاعیں بلند ہوتی رہیں۔ بوڑھے کے بدن میں تشنج کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ میرے جسم پر زخم لگانے کے بعد اس نے اپنی دونوں مٹھیاں بھینچ لی تھیں اور عجیب سی ہیجانی کیفیت میں نظر آ رہا تھا پھر میں نے اس کے بدن کو کانپتے ہوئے دیکھا۔ مجھے یوں لگا جیسے وہ کسی نادیدہ قوت سے لڑ رہا ہو۔ کئی بار اس کا بدن ادھر ادھر مڑتا ہوا نظر آیا اور اس کے بعد وہ پالتی مار کر بیٹھ گیا اس نے اپنے دونوں ہاتھ سیدھے کر کے اپنی ہتھیلیاں زمین سے نکالی تھیں اور زمین کو اس طرح مٹھی سے پکڑ لیا تھا جیسے گرنے سے بچنا چاہتا ہو۔ میرے بدن سے خون کی جو بوندیں نیچے گر رہی تھیں۔ ان کا عجیب عجیب رنگ ہو رہا تھا

اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے اندر کا بوجھ ہلکا ہوتا جا رہا ہو۔ یہ عجیب و غریب عمل تھا جو کافی دیر تک جاری رہا اور اس کے بعد مجھے اپنے پیروں میں چبھن محسوس ہونے لگی۔ میں نے تھوڑی سی گردن پلٹ کر اوپر دیکھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس میں جہاں میں نے اپنی دم کا پھندا لگایا ہوا تھا۔ میرے دونوں پاؤں پھنسے ہوئے ہیں گویا میں انسانی شکل میں آ گیا۔ میں نے حیران نگاہوں سے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے انہیں جنبش دی اپنے بدن کو چھوا بے شک اب بھی میرے بدن سے خون رس رہا تھا لیکن لیکن میرا جسم واپس مل گیا تھا۔ کیف و سرور کی ایک کیفیت میرے جسم میں اٹھی یہ تکلیف تو کچھ بھی نہیں ہے جو مجھے ہو رہی ہے نا ہی مجھے اس زخم کی پروا تھی۔ بوڑھا خاموشی سے پالتی مارے اور آنکھیں بند کیے بیٹھا ہوا اپنا منتر پڑھ رہا تھا پھر چاند آدھے سے زیادہ سفر طے کر چکا تو میرے بدن سے خون کی بوندیں گرنا بند ہو گئیں آگ اب بھی اسی طرح دہک رہی تھی۔ غالباً بوڑھے نے کسی خاص وقت کا تعین کر لیا تھا کیونکہ اس کے بعد اس نے آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اس کے بعد وہ دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر سجدے میں گر گیا۔ اس کے منہ سے خوشی بھری آوازیں خارج ہو رہی تھیں۔ کچھ دیر کے بعد اس نے جلدی جلدی ادھر ادھر دیکھا اور پھر ایک جگہ سے پانی کی بھری ہوئی بالٹی اٹھا لایا۔ یہ بالٹی اس نے آگ پر انڈیلی اور مجھ سے بولا۔

"یاں مہاراج میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ لیجئے میں آپ کی ٹانگوں کو کھولے جا رہا ہوں۔"

"اگر تم چاہو تو میں اپنی یہ رسیاں توڑ سکتا ہوں؟"

"نہیں اس طرح آپ سر کے بل نیچے گریں گے۔" اس نے کہا۔

"نہیں تم تکلیف نہ کرو۔" میں نے کہا اور اپنے جسم کو موڑ کر اوپر اٹھایا درخت کی شاخ پر اپنے آپ کو سنبھالا اور اس کے بعد اپنے ایک پاؤں کی رسی کھولی پھر ایک ہاتھ سے درخت کی شاخ کو سنبھال کر دوسرا پاؤں بھی کھولا اور درخت میں لٹک گیا اس کے بعد میں نے اپنے دونوں پاؤں زمین پر ٹکا دیے۔ بوڑھا چترہنس مجھے محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اس کے چہرے سے انتہائی خوشی پھوٹ رہی تھی اس نے آہستہ سے کہا۔

"بھگوان کا شکر ہے کہ میں اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گیا۔ تمہیں اپنے زخم میں تکلیف ہو رہی ہوگی آؤ میرے ساتھ اب کٹیا میں چلو اوپر چلو میں تمہارے جسم پر مرہم لگا دوں۔ یہ مرہم گھاس پھوس کا بنا ہوا ہے۔ تمہیں ٹھیک کر دے گا یہ۔" میں آہستہ آہستہ اس کے ساتھ چلتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ کٹیا کا دروازہ اندر سے بند تھا اور عجیب و غریب آوازیں سنائی دے رہی تھیں جو روپ لیکھا کے علاوہ اور کسی کی نہیں تھیں۔ بوڑھے نے دروازہ بجایا تو روپ لیکھا نے دروازہ کھول دیا اور پھر اس کے پیچھے مجھے دیکھ کر اس کے منہ سے عجیب سی آواز نکل گئی۔

"ہے بھگون، ہے بھگون، ہے بھگون۔"

"دیکھ روپ لیکھا یہ بیاس ہے ہم نے اسے ٹھیک کر لیا مگر اس کے بدن پر زخم ہے تو جلدی سے ذرا مرہم نکال لا۔"

"ابھی لائی بابا۔" روپ لیکھا نے کہا اور اندر سے ایک چمڑے کا برتن نکال لائی جس میں سبز رنگ کا ایک مرہم رکھا ہوا تھا۔ یقیناً یہ بوڑھے کی ایجاد تھی۔ بوڑھے نے مجھے زمین پر لٹانے کے بعد وہ مرہم میرے زخم پر لگایا اور بولا۔

"اب صبح تک اسی طرح لیٹے رہو۔ صبح کو دیکھو گے بھگوان نے چاہا تو تمہارا زخم بھر چکا ہوگا۔ کیا تمہیں نیند آ رہی ہے؟"

"نہیں چترہنس مہاراج میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔"

"نہ نہ، نہ شکریہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بھگوان نے اگر کسی کو کچھ دیا ہے تو اسی لیے دیا ہے تاکہ وہ دوسروں کے کام آئے میرے پاس جو کچھ تھا وہ میں نے استعمال کیا اور بھگوان کا شکر ہے کہ تم ٹھیک ہو گئے۔"

پر تم ہو کون؟" روپ لیکھا نے پوچھا۔

"نہ روپ لیکھا نہ' آج کی رات اسے آرام کرنے دے جا بیٹا سو جا چل کر۔ اسے تنگ نہ کرنا۔ صبح تک یہ ٹھیک ہو جائے گا اس کے بعد تیرا جتنا من چاہے اس سے باتیں کر لینا۔" لڑکی کے انداز سے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ بحالت مجبوری بوڑھے کی یہ بات مان کر واپس گئی ہے ورنہ اس کا دل مجھ سے باتیں کرنے کو چاہ رہا تھا۔ میرا دل بھی یہی چاہ رہا تھا کہ میں آنکھیں بند کر کے آرام سے لیٹ جاؤں۔ بہت عرصے کے بعد اس ذہنی کرب سے نجات ملی تھی۔ بوڑھا خود بھی وہاں سے چلا گیا اور میں لیٹے لیٹے یہ سوچنے لگا کہ اگر اس بوڑھے کو میں کسی طرح آمادہ کر لوں کہ وہ کسی طرح یہ علم مجھے سکھا دے تو مستقبل میں میرے لیے بڑی آسانیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اشیش بھگونت سے بھی تو میں نے یہی چاہا تھا کہ جب اس نے مجھے اتنی بڑی شکتی دے دی ہے آگ' پانی' مٹی وغیرہ کا کھیل مجھ پر ختم کر دیا ہے تو مجھے اتنا گیان بھی دے دے کہ جو کام اس نے میرے سپرد کیا ہے اسے میں بہتر طریقے سے سرانجام دے دوں' لیکن کیا کہا جائے اب جو عالم ہوش میں تجربات ہو رہے تھے اس سے یہی اندازہ ہو رہا تھا کہ دنیا میں رہنے والے جو انسان کی شکل و صورت رکھتے ہیں بڑے خود غرض اور صرف اپنے لیے سوچنے والوں میں سے ہوتے ہیں۔ چاہے ان کے پاس کیسی ہی شکتی کیوں نہ ہو حالانکہ اس نے مجھے اپنے مقصد کے لیے تیار کیا تھا اور میں نے کبھی کبھی اس سے منہ نہیں موڑا تھا لیکن جب میں نے اپنے لیے اس سے کچھ مانگا تو اس کی خود غرضی اس کے سامنے آ گئی۔ اس نے سوچا کہ آگ' پانی' مٹی' ہوا اور روشنی ہر چیز سے مجھے بے ضرر کرنے کے بعد اگر اس نے مجھے گیان شکتی بھی دے دی تو پھر اس کے پاس کیا رہے گا۔ یہ سوچ اس کی غلط تھی۔ گیان شکتی حاصل کرنے کے بعد بھی میں اسی کا غلام رہتا کیونکہ میرے ذہن میں اس کے لیے سب کچھ تھا' لیکن انسان تو میں بھی تھا جہاں مجھے مشکل پیش آئی تھی میں نے وہیں تو اس سے کچھ مانگا تھا۔ پتا نہیں چترنس کون ہے اور یہ بھی مجھے کچھ دینا پسند کرے گا یا نہیں۔ اب یہ سب بعد کی باتیں تھیں' لیکن اتنا تو میں ضرور سوچ سکتا تھا اپنی عقل سے کہ چترنس بھی بہت کچھ جانتا ہے اگر وہ چندر کھنڈ کے جادو کا توڑ رکھتا ہے اور اس کے بنائے ہوئے طلسم کو توڑ سکتا ہے تو اس کی اپنی بھی کوئی حیثیت ہو گی بہرحال شاید اس سے مجھے کچھ مل جائے' حالانکہ اس نے میرے اوپر احسان کیا تھا اور بظاہر میرے پاس اس احسان کا کوئی صلہ نہیں تھا لیکن سودے بازی تو ہو سکتی تھی۔ میں نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ اس کی اتنی اطاعت کروں گا کہ وہ مجھے کچھ دینے کے لیے مجبور ہو جائے۔ یہ زخم اب میرے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا اور میں جانتا تھا کہ چترنس نے اپنے طور پر میرا یہ گھاؤ بھرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ گھاؤ تو ایسے ہی بھر جائے گا کیونکہ میرے اصل جسم پر ایسے گھاؤ اثر انداز نہیں ہوتے اور یہی ہوا اب چونکہ میری اصل شخصیت واپس آ چکی تھی اس لیے صبح ہونے تک میرے زخم پر مرہم کے علاوہ اور کچھ نہ رہ گیا پھر بھی میں نے چترنس سے اس کا تذکرہ کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ صبح ہوئی اور سب سے پہلے مجھے روپ لیکھا کی صورت ہی نظر آئی اس نے اندر جھانکا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا۔

"آؤ روپ لیکھا۔ میں تمہیں ریتا نہیں کہوں گا اس لیے کہ چترنس تمہیں روپا کہتا ہے۔ یہ اسی کا حق ہے۔" وہ جھجکی اور پھر اندر آ گئی۔ میں نے اسے جھیل میں نہاتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کے وجود کا ایک ایک نقش میری نگاہوں میں تھا اور میں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ دنیا کی حسین ترین لڑکی ہے' لیکن بہرحال چونکہ وہ چترنس کے پاس تھی۔ مجھے اس کا اور چترنس کا رشتہ بھی نہیں معلوم تھا اس لیے میں اس کی جانب کھلی نگاہ بھی نہیں اٹھا سکتا تھا۔ وہ جھجکتی ہوئی اندر آ گئی۔

"کیسے ہو تم بیاس؟"

"ٹھیک ہوں روپ لیکھا۔ کیا کر رہی تھیں تم؟"

"کچھ نہیں بس تمہیں دیکھنے آئی تھی۔ دودھ گرم کیا ہے میں نے تمہارے لیے' لے آؤں؟"

"یہ دودھ تم لوگ کہاں سے حاصل کرتے ہو یہاں اس ویران علاقے میں؟"

"نہیں ہم نے چار بھیڑیں پال رکھی ہیں۔ بڑی خوبصورت بھیڑیں ہیں وہ۔ ہماری ساری ضرورتیں انہی سے پوری ہو جاتی ہیں اور پھر بھگوان نے یہاں کافی پھل پیدا کیے ہیں۔ بس یہ پھل اور دودھ ہی تو ہمارا کھانا ہے۔"

"بہت خوبصورت زندگی ہے تمہاری۔"

"میں دودھ لے آؤں؟"

"میں باہر چلوں' مہاراج کیا کر رہے ہیں؟"

"وہ تو بس گیان دھیان میں لگے رہتے ہیں۔ اس وقت بھی گیتا کا پاٹھ کر رہے ہیں۔"

"اچھا۔" میں نے کہا۔ "یہ ایک سچی بات ہے کہ ابتداء سے لے کر آج تک اول تو کسی خاص مذہب سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا کیونکہ چندر بھان یا چندر کھنڈ کا تعلق بھی کسی مذہب سے نہیں تھا۔ برائی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ وہ تو ایک الگ ہی چیز ہوتی ہے لیکن جہاں کہیں بھی کبھی کچھ مذہبی معاملات میرے سامنے آئے ہیں میں نے ان میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ یہ بات بھی مجھے اچھی طرح یاد تھی آج تک کہ میرا نام چراغ علی موہیا ہے اور میں ایک مسلمان کا بیٹا ہوں۔ ایسا کوئی عمل آج تک نہیں کیا تھا میں نے جو میرے مذہب کے منافی ہو' لیکن یہ بھی اچھی طرح جانتا تھا میں کہ جن حالات میں زندگی گزاری ہے ان میں اپنے مذہب سے بھی میرا کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔ کبھی سوچنے کا موقع

ہی نہیں ملا تھا۔ ان تمام امور پر۔ اس نے اس طرح میرے ذہن پر قبضہ جمایا ہوا تھا چنانچہ اب جو میں نے سنا کہ چترنس گیتا کا پاٹھ کر رہا ہے تو میرے دل میں کوئی رغبت نہیں پیدا ہوئی تھی۔ میں نے کہا۔

"اگر تمہیں برا نہ لگے تو میں باہر چلوں؟"

"نہیں اس میں برا لگنے کی کیا بات ہے۔ آؤ باہر کا ماحول بہت خوبصورت ہو رہا ہے۔ آج آسمان پر بادل بھی چھائے ہوئے ہیں۔ دھوپ بالکل نہیں نکلی ہوئی ہے۔ صبح کو جب میں جاگی تھی تو ننھی ننھی بوندیں بھی آ رہی تھیں۔ مجھے بارش بہت اچھی لگتی ہے۔"

میں خاموشی سے باہر نکل آیا۔ بلاشبہ آسمان سے شراب برس رہی تھی۔ ایسا مست موسم تھا کہ دل میں خواہ مخواہ امنگیں پیدا ہو جائیں۔ اس نے کہا۔

"تمہارا گھاؤ تو درد نہیں کر رہا؟"

"نہیں۔"

"ایک بار مجھ سے پھر مرہم لگوا لینا۔ دو تین بار مرہم لگے گا تو دیکھنا گھاؤ ایسا بھر جائے گا کہ اس کا نشان بھی نہیں رہے گا۔ یہ مرہم جنسی مہاراج نے خود بنایا ہے۔"

"تم انہیں جنسی مہاراج کہتی ہو؟"

"ہاں۔" اس نے جواب دیا۔

"میں بھی انہیں جنسی مہاراج کہہ سکتا ہوں نا؟"

"ہاں ہاں کیوں نہیں، جنسی مہاراج مجھے روپا کہتے ہیں۔ تم چاہو تو مجھے روپا کہہ سکتے ہو۔" وہ سادگی سے بولی۔

میں ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور وہ دودھ لینے چلی گئی۔ دودھ کا گرم گرم گلاس اس نے مجھے پیش کر دیا اور میں نے آگ کی طرح کھولتا ہوا گلاس اپنے معدے میں انڈیل لیا تو وہ چونک کر بولی۔

"ہائے رام، اتنا گرم دودھ پی لیا تم نے، جل گئے ہوگے اندر سے سارے۔" میں نے مسکرا کر اسے گلاس واپس کر دیا۔ اس نے گلاس اب بھی اپنی اوڑھنی سے پکڑا تھا کہنے لگی۔

"اتنا گرم دودھ نہ پیا کرو۔ نقصان دیتا ہے۔"

"اچھا۔"

"بیٹھ جاؤں؟"

"بیٹھو روپا۔"

"تمہیں بارش اچھی لگتی ہے؟"

"ہاں۔"

"مجھے بھی بہت اچھی لگتی ہے۔ مجھ سے میرے بارے میں نہیں پوچھو گے؟" وہ بولی۔

"نہیں روپا۔"

"کیوں؟"

"ہو سکتا ہے جنسی مہاراج مجھے تمہارے بارے میں نہ بتانا چاہتے ہیں۔ میں ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا چاہتا۔"

اس نے مجھے متاثر نگاہوں سے دیکھا اور بولی۔

"اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تم بہت اچھے آدمی ہو۔"

"اگر نہیں بھی ہوں تو جنسی مہاراج کے لیے اچھا بننا چاہتا ہوں۔"

"وہ کیوں؟"

"اس لیے کہ انہوں نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔"

"ویسے میں صحیح بتاؤں میرے لیے یہ بڑی عجیب بات ہے۔"

"ہاں یقیناً ہوگی۔"

"تم نے پوچھا نہیں کہ کونسی بات کے بارے میں کہہ رہی ہوں؟"

"میں جانتا ہوں۔"

"تو بتاؤ۔"

"یہی کہ میں سانپ سے انسان بن گیا، یا پھر انسان سے سانپ کیسے بن گیا تھا؟"

"ہاں بھگوان کی سوگند مجھے نہیں پتا تھا، مگر جنسی مہاراج بڑے گیانی دھیانی ہیں انہیں تو بہت کچھ آتا ہے۔ سب سمجھ لیتے ہیں وہ۔"

"وہ مہان ہیں۔" میں نے جواب دیا۔ عقب سے چترنس کی آواز سنائی دی۔

"ہوں، تو میری تعریفیں ہو رہی ہیں۔"

ہم دونوں چونک کر پلٹے۔ روپا مسکرانے لگی۔ میں نے گردن جھکالی چترنس نے کہا۔

"ساری باتیں سن لی ہیں میں نے۔ انسان کی ایک بات اس کے پورے جیون کے بارے میں بتا دیتی ہے۔ تم اچھے انسان ہو بیاس تم نے کہا تھا کہ تم میری مرضی کے بناء روپا سے اس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھو گے۔"

"چترنس مہاراج، پتا نہیں اس سنسار میں رہنے والے کس طرح جیون بتانا پسند کرتے ہیں۔ ہر آدمی کی اپنی سوچ ہوتی ہے، لیکن میں ایک بات جانتا ہوں کہ اگر کوئی کسی پر احسان کرے تو پھر جس پر احسان کیا جائے اسے اپنے احسان کرنے والے کو کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔"

"اچھے انسان ہو، اچھی باتیں سوچتے ہو۔ ورنہ اس سنسار میں احسان نام کی کوئی چیز نہیں ہے کوئی کسی کا احسان نہیں مانتا۔ چلو چھوڑو ان باتوں کو، طبیعت کیسی ہے تمہاری؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں مہاراج۔"

"زخم میں تکلیف تو نہیں ہوئی؟"

"بالکل نہیں۔"

"روپا ابھی تمہارے بدن پہ دوبارہ مرہم لگا دے گی مجھے خوشی ہے۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ تم سے تمہارے بارے میں باتیں

کروں۔"

"میں آپ کو سب کچھ بتانے کے لیے تیار ہوں مہاراج۔"

"مگر میرے سامنے۔" روپا بولی اور چتربنس ہنسنے لگا پھر بولا۔

"ٹھیک ہے بابا ہم تجھے اپنے آپ سے دور کہاں رکھ سکتے ہیں۔ پر ایک کام تو کر؟"

"جی مہاراج۔" وہ جلدی سے بولی۔

"اس کا پرانا مرہم صاف کر دے اور نیا مرہم لگا دے۔" میں نے اس بات پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ اس وقت چتربنس بھی میرے قریب موجود تھا جب روپا نے ہلکے ہلکے میرا پچھلا مرہم صاف کیا' چتربنس میرے زخم کو دیکھنا چاہتا تھا' لیکن زخم ہوتا تو دیکھتا۔ مرہم کے نیچے صاف شفاف جلد نکلی تھی۔ وہ حیرت سے اچھل پڑا۔

"ارے یہ کیا ہو گیا۔ ایسا کام تو اس مرہم نے اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔"

"مرہم بہت اچھا ہے چتربنس مہاراج۔"

"ایں۔" چتربنس عجیب سے لہجے میں بولا۔ اس نے جھک کر میرے زخم کو دیکھا تھا۔ نشان تک موجود نہیں تھا۔ وہ گردن کھجانے لگا پھر بولا۔ "نہیں مرہم ہی اچھا نہیں ہے اور بھی بہت کچھ ہے۔ خیر چھوڑ' آجا میرے پاس بیٹھ جا۔" ہم لوگ ایک جگہ بیٹھ گئے۔ آسمان سے ایک بار پھر ننھی ننھی بوندیں گرنے لگی تھیں جو بے حد خوشگوار محسوس ہو رہی تھیں۔ چتربنس نے کہا۔

"بیاس اپنے بارے میں کچھ بتائے گا؟"

"ہاں مہاراج' آپ کو میرا نام تو معلوم ہو ہی گیا ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو میرے بارے میں سب کچھ معلوم ہو گیا ہے۔"

"سچ بتاؤں بیاس جھوٹ بولنے سے کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ بھگوان نے تھوڑا بہت وردان مجھے دیا ہے لیکن اتنا نہیں کہ سنسار کے بارے میں سب کچھ جان لوں۔ بس اس تھوڑے سے وردان نے مجھے یہ تو بتا دیا کہ تیرا نام بیاس ہے۔ یہ بھی پتا چل گیا کہ تو کشٹ میں ہے اور ناگ نہیں بلکہ انسان ہے۔ اس سے زیادہ تیرے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم۔"

"میں آپ کو اپنے بارے میں سب کچھ بتانا چاہتا ہوں مہاراج۔"

"تیری مہربانی ہوگی۔ دیکھ اس سے میرا کوئی لالچ نہیں ہے لیکن منش کا یہ ہمیشہ کا کام ہے جب کوئی کسی سے ملتا ہے اور ایک دوسرے کے بارے میں جانتا نہیں ہے تو اس کی سب سے پہلی آرزو یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے بارے میں جان لیں۔"

"ہاں مہاراج ہوتی تو ہے۔"

"بس یہی جذبہ ہے لیکن پھر بھی اگر تو اپنے بارے میں نہ بتانا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ البتہ اس بات پر مجھے حیرت ہے کہ تجھے انسان سے ناگ کس نے بنا دیا؟"

"بہت پرانی بات ہے مہاراج۔ اتنی پرانی کہ شاید اگر تم اپنے گیان سے نہ پتا لگا چکے ہو تو یقین بھی نہ کر سکو۔ میں اس وقت کا کوئی تعین نہیں کر سکتا جب میری ملاقات چندر کھنڈ سے ہوئی تھی۔"

"کس سے؟"

"چندر کھنڈ سے۔ غاروں میں دفن تھا۔ رستم اس کی دیکھ بھال کر رہا تھا پھر میں نے رستم کو مار دیا۔ چندر کھنڈ اٹھ گیا اور میں نے اس کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اس نے مجھے سنسار کے پانچ جوہر سے روشناس کرایا۔ آگ' پانی' ہوا' روشنی وغیرہ وغیرہ۔ تو مہاراج اس کے من میں ایک کرودھ تھا اس نے مجھے صدیوں پرانی کہانی سنائی۔ یہ کہانی نجانے کتنی پرانی تھی۔ میں اس کے بارے میں تو کوئی اندازہ نہیں لگا سکا کیونکہ میرے من میں کوئی پرانی بات نہیں تھی۔ میں تو اس دور ہی کا ایک انسان تھا اور وہیں پہ میں نے آنکھ کھولی تھی۔ چندر کھنڈ یا چندر بھان نے مجھے بتایا کہ وہ کونڈوا ڑہ کا رہنے والا ہے۔ جیرا کھنڈ جادوگر اس کا باپ تھا اور اس نے اسے اپنی شکتی دے دی تھی۔ چندر کھنڈ امر شکتی حاصل کرنا چاہتا تھا اور یہ امر شکتی حاصل کرنے کے لیے اس نے پانچ جوہر پر قابو پایا تھا۔ مٹی' آگ' پانی' روشنی اور اندھیرا یہ ساری چیزیں اس نے اپنے لیے حاصل کر لی تھیں اور ان کے پھیر سے نکل گیا تھا۔ مہاراج اس کے مقابلے پر دو آدمی آئے تھے جن میں سے ایک کا نام کرپان سنگھ ملودھا اور دوسرے کا ہری چند وردھانی تھا۔ یہ دونوں بھی امر شکتی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ تینوں کے بیچ لڑائی ہوئی اور وہ سب الگ الگ ہو گئے۔ چندر کھنڈ یا چندر بھان نے اپنے لیے سنسار تیاگ لیا اور یہ فیصلہ کیا کہ مناسب وقت پر وہ جاگے گا اور اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرے گا اس کے دو ساتھی تھے بھشم اور بیاس۔ ان دو ساتھیوں کے اندر اس نے اپنی شکتی سمو دی تھی پھر جب میں اسے ملا تو اس نے مجھے بھشم کی طاقت اور بیاس کی عقل دینا چاہی۔ مہاراج میں اسی دور کا انسان تھا میں اس کے ساتھ ہر طرح کا تعاون تو کر رہا تھا اس لیے کہ وہ میرا گرو تھا لیکن میری سوچ میں اور ہی بہت سی باتیں تھیں اس نے مجھے تمام مراحل سے گزار لیا۔ مجھے بھشم شکتی دے دی گئی اور بیاس کی عقل دی جانے لگی پھر مہاراج بعد میں جب وہ مجھے اس سنسار میں انسانوں سے ملانے کے لیے لے کر آیا تو میں نے بھی انسانوں ہی کی مانند سوچا۔ ہری چند وردھانی اور کرپان سنگھ ملودھا اب ہمارے مقابلے پر آ گئے تھے وہ مجھ سے دور رہتا تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے گیان شکتی بھی دے تاکہ میں ان کا مقابلہ کر سکوں۔ اس نے مجھ سے منہ موڑا اور مجھے گیان شکتی

دینے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر مجھے گیان شکتی بھی مل گئی تو پھر میں اس سے منہ موڑ لوں گا۔ مہاراج آپ نے مجھ پر احسان کیا ہے جھوٹ نہیں بولوں گا آپ سے۔ ایسا کوئی خیال میرے من میں نہیں تھا۔ میں تو اسے اپنا گرو مانتا تھا۔ گرو کی بات سے بھلا کون انکار کر سکتا ہے لیکن جب اس نے اس خود غرضی کا مظاہرہ کیا اور مجھے جگہ جگہ اس کی وجہ سے پریشانی ہونے لگی۔ تو میں نے اس سے کہا کہ ہر قیمت پر مجھے گیان شکتی بھی دی جائے، لیکن وہاں اس نے خود غرضی کا مظاہرہ کیا اور مجھے گیان شکتی دینے سے انکار کر دیا۔ یہی نہیں مہاراج بلکہ اس نے مجھے انسان سے سانپ بھی بنا دیا اور اس کے بعد سے میں اسی کیفیت میں پھر رہا ہوں۔"

میں نے چتربنس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار دیکھے روپ لیکھا تو بالکل ہی گنگ رہ گئی تھی۔ چتربنس کافی دیر تک مجھے دیکھتا رہا پھر پھیکی سی ہنسی ہنس کر بولا۔

"اور میں نے اپنے آپ کو تمہارے سامنے بڑا گیانی سمجھا تھا۔ تمہاری سہائتا کر کے میں نے یہ سوچا تھا کہ میں نے ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ مجھے خواب میں بھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں ایک ایسے منش کے لیے کر رہا ہوں جو خود بھی بڑا مہان ہے۔"

"نہیں چتربنس مہاراج۔ تم اسے مہان نہیں کہہ سکتے جو کسی دوسرے کا دست نگر ہو آپ نے جو کچھ کیا ہے یہ وہ تھا جو میں نہیں کر سکتا تھا۔"

"ہاں تم چاہو تو کہہ سکتے ہو لیکن سچ سچ تم مہان ہو تمہارے جیون کی اور بھی کتھائیں ہوں گی، لیکن، بس جو کچھ تم نے بتایا اتنا ہی کافی ہے۔ جو نام تم نے لیے یقیناً ان کلنشان بڑی بڑی کتابوں میں ملتا ہوگا۔ میرا گیان تو بہت چھوٹا سا ہے۔ کرپان سنگھ ملودھا' ہری چند وردھانی' چندر رکھنڈ اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے نام ہیں۔ رانی کندیرتا بھی تو ہے۔ گندے علم کی ماہر جس نے اپنے آپ کو گوار کے پھول میں تبدیل کر لیا تھا اور اس کے بعد سنسار میں اس کی بہت سی کہانیاں سننے کو ملیں۔ گیان دھیان کی لیلا ہی الگ ہے۔"

"مہاراج آپ مجھے یہ بتائیے کہ کیا اس تمام شکتی کے ساتھ گیان شکتی میرے لیے ضروری نہیں ہے؟"

میرے اس سوال پر چتربنس سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔

"منش کا من کبھی گیان سے بھرتا نہیں ہے تم جو حیثیت رکھتے ہو وہ بہت بڑی حیثیت ہے، لیکن تمہارے من میں بھی کمی رہ گئی ہے بہر حال تم اچھے ہو جاؤ یہی بہت کچھ ہے۔"

"بس مہاراج، اب میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں آپ سے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ دیکھیے میرا زخم ٹھیک ہو گیا ہے آپ نے میری وہ کٹھنا دور کر دی ہے جس نے مجھے بے بس کر رکھا تھا۔ اب اس کے بعد مجھے یہاں سے فوراً چلا جانا چاہیے، لیکن میرے من میں ایک آرزو ہے۔"

"کیا؟"

"مہاراج مجھے گیان دیجئے میرے گرو بن جائیے۔ مجھے گیان چاہیے۔"

"ارے۔ تم کیا سمجھ رہے ہو چتربنس کو کوئی گیانی دھیانی نہیں ہوں بھائی بس بھوج لیکھا کے کچھ پنے پڑھ لیے ہیں جو میرے ہاتھ لگ گئے تھے۔ ان میں سے جو کچھ ملا ان پر محنت کر ڈالی۔ بھوج لیکھا تو بڑی وسیع کتاب ہے۔ چار پنے ملے تھے مجھے اس کے جواب بھی میرے پاس محفوظ ہیں۔ تم اس کتاب کے بارے میں کیا کہو گے جو پوری کی پوری چندریکا کے پاس ہے؟"

"کس کے پاس؟"

"چندریکا' مہارانی چندریکا۔ اس کا مطلب ہے کہ سنسار کے بارے میں تم نے بہت کم معلوم کیا ہے۔"

"میں نے اپنی جو کہانی آپ کو سنائی ہے بنسی مہاراج وہ بس اتنی ہی ہے۔ آگے پیچھے کچھ نہیں ہے اس کے، لیکن میں گیان سیکھنا چاہتا ہوں۔ چندریکا کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا۔"

"یہ باتیں تو آپ نے مجھے بھی کبھی نہیں بتائیں بنسی مہاراج۔" روپ لیکھا نے کہا اور چتربنس ہنسنے لگا پھر بولا۔

"اری باوری تیرا ان باتوں سے کیا سمبندھ۔ تیرے لیے تو یہ ساری کی ساری بیکار باتیں ہیں۔ یہ انوکھا ہے۔ پتا ہے یہ ہم سب سے بڑا ہے۔ بڑی عمر ہے اس کی۔"

"لگتے تو نہیں ہیں۔" روپ لیکھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں لگتا نہیں ہے، خیر ابھی تو تو جانے کی بات ہی نہ کر بیاس ابھی تو تیرا ہمارا ساتھ کافی دن تک رہے گا، تجھے یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ میں تجھے اور بھی بہت سی کہانیاں سناؤں گا۔"

"جی مہاراج اگر آپ کی یہ آگیا ہے تو مجھے آپ کے چرنوں میں بڑا سکون مل رہا ہے۔ بڑا آنند ہے آپ کے چرنوں میں۔"

بات ختم ہو گئی۔ بارش کے بڑے بڑے قطرے ٹپکنے لگے تھے اس لیے ہم سب کٹیا میں گئے۔ چتربنس نے کہا۔

"بہت سا سامان رکھا ہے ابھی تو بارش بھی زیادہ دیر نہیں ہوگی۔ بادلوں کے کچھ ٹکڑے ہیں جو جڑ گئے ہیں۔ مہمان کو کھانے پینے کے لیے کچھ دینا روپ لیکھا۔"

"آپ چنتا نہ کریں مہاراج۔" روپ لیکھا نے کہا۔

"تو پھر میں جا رہا ہوں۔" چتربنس چلا گیا۔ روپ لیکھا مجھے لے کر اندر آ گئی تھی اس نے کہا۔

"پھل کھاؤ گے؟"

"نہیں روپ لیکھا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اچھا ایک بات بتاؤ یہ سچ کہا ہے تم نے کہ تمہاری عمر اتنی

بڑی ہے۔"

"چتربنس مہاراج کے سامنے میں کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔"

"بڑے تعجب کی بات ہے۔"

"چتربنس مہاراج تمہارے کون ہیں؟"

"سب کچھ ہیں میرے' میرے ماتا پتا نے مجھے ان کے حوالے کر دیا ہے اور اب وہی میری دیکھ بھال کرتے ہیں۔"

"ماتا پتا کہاں ہیں تمہارے؟"

"گھنیری میں۔"

"کہاں؟"

"گھنیری' گھنیری بستی' ہماری بستی کا یہی نام ہے لیکن مجھے شما کرنا بیاس' اس سے زیادہ میں بھی تمہیں کچھ نہیں بتا سکوں گی اگر بنسی مہاراج کو تم پر وشواس ہوا تو وہ تمہیں میرے بارے میں بتا دیں گے۔"

"ٹھیک ہے روپ لیکھا میں تم سے اب ایک لفظ بھی نہیں پوچھوں گا۔" ایسا کوئی کام میں ایک لمحے کے لیے بھی نہیں کرنا چاہتا جو چتربنس مہاراج کی مرضی کے خلاف ہو پھر ہم دوسری باتیں کرنے لگے۔ اس علاقے کے بارے میں بات ہوتی رہی۔ میں نے گھنیری کے بارے میں اس سے کچھ سوالات کیے۔ مجھے اس بستی کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم تھا۔ روپ لیکھا مجھے ایسی باتیں بتاتی رہی جنہیں بتانے میں اسے کوئی دقت نہ ہو پھر جب رات جھک آئی اور چتربنس مہاراج آ گئے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ کھایا پیا۔ بھیڑوں کا دودھ وہ خود ہی نکالتے تھے۔ یہ بات بھی مجھے روپ لیکھا نے ہی بتائی تھی کہ چتربنس مہاراج اس سے کوئی خاص کام نہیں لیتے۔ اپنے سارے کام اپنے ہاتھوں ہی سے کرتے ہیں۔ چتربنس نے مجھ سے کہا۔

"اب تو میرے ساتھ آئے گا۔ روپا بٹیا تو اپنے کام سے کام رکھ' رات کو یہ میرے پاس ہی رہے گا بہت سی باتیں کرنی ہیں مجھے اس سے۔"

روپ لیکھا نے گردن ہلا دی اور خاموشی سے اندرونی حصے میں چلی گئی۔ میں چتربنس کے ساتھ چل پڑا تھا۔ ایک پہاڑ میں بنے ہوئے ایک غار میں چتربنس نے اپنا ٹھکانہ بنا رکھا تھا اور یہ غار یہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ بس تھوڑا سا اس جگہ سے نیچے اترنا ہوتا تھا۔ اسی پہاڑی ٹیلے کے اندر یہ غار بھی بنا ہوا تھا جو زیادہ وسیع نہیں تھا۔ یہاں مرگ چھالہ بچھی ہوئی تھی۔ پانی کے کچھ برتن رکھے ہوئے تھے اور بس۔ یہ تھی اس غار کی کل کائنات۔

چتربنس نے مجھے مرگ چھالہ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو میں تردد سے بولا۔

"نہیں مہاراج اس پر آپ بیٹھیں۔ میں آپ کے سامنے دھرتی پر بیٹھوں گا۔"

"کیسی باتیں کرتا ہے بیاس اب تو یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تو مجھ سے بہت بڑا ہے۔ تیرے پاس جو شکتی ہے وہ امر شکتی ہے۔ میں آج ہوں کل نہیں ہوں گا مگر تو' تو نا جانے کہاں تک پہنچے گا۔"

"آپ اس مرگ چھالہ پر بیٹھیے مہاراج اگر ایسا نہ ہوا تو میرا مقصد پورا نہ ہو سکے گا۔"

"مقصد؟"

"ہاں۔"

"کیا مقصد ہے تیرا؟"

"آپ سے کچھ سیکھنا۔" میں نے کہا۔

"اچھا تو پھر یوں کرتے ہیں کہ ہم دونوں ہی دھرتی پر بیٹھے ہیں۔ میں تیرے سامنے اس مرگ چھالہ پر نہیں بیٹھ سکتا۔ تو میرا احترام کرتا ہے۔ وہ بھی زمین پر ہی بیٹھ گیا۔" میں نے اس سے کہا۔

"آپ دھرتی پر بیٹھیں یا آکاش پر۔ میں آپ کو گرو بنائے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔"

"مگر بیاس میرے پاس ہے کیا؟"

"آپ کے پاس وہ ہے مہاراج' جس سے آپ نے یہ پہچان لیا کہ میں ناگ نہیں منش ہوں۔ میں یہ نہیں پہچانتا۔ آپ کو یہ پتا تھا کہ میرے شریر میں ناگ کا خون اتار کر اشیش بھگونت نے مجھے ناگ بنا دیا اور اگر ناگ کا یہ خون میرے بدن سے نچوڑ لیا جائے تو میں اپنے اصل روپ میں آ جاؤں۔ اس گیانی نے جو عمل کیا تھا اس کا خیال ہو گا کہ جب میں اس کی غلامی قبول کرنے پر تیار ہو جاؤں گا تو وہ مجھے ٹھیک کر دے گا۔ اس کے من میں یہ بات نہیں ہو گی کہ کوئی اور بھی ہے ایسا جو اس کے کیے ہوئے کو ملیا میٹ کر دے مہاراج میں آپ سے وہ علم سیکھنا چاہتا ہوں جس سے میں کم از کم اپنا بچاؤ ہی کر سکوں۔ ہاں اگر آپ مجھے اس کے لیے منع کریں گے تو میرا آپ پر کوئی زور نہیں ہے۔"

چتربنس سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر بولا۔ "بھگوان کی سوگند' میں نے تم سے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ بس مجھے دلچسپی ہے ایسے کاموں سے گیان دھیان سیکھنا چاہتا تھا بڑی عمر گنوائی اس میں۔ طرح طرح کے لوگوں سے ملا۔ سادھو سنتوں کی سیوا کی اور اس کے بعد تھوڑا بہت اس سنسار کے بارے میں جان گیا پھر مجھے بھوج لیکھا کے چار پنے مل گئے اور میں نے ان کا پاٹ کیا۔ منتر جاپ کیے اور یہ تھوڑا بہت علم حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد دنیا مجھے اتنی اچھی نہ لگی اور یہاں آ بیٹھا۔ بس اگر تم بھوج لیکھا کے چار پنے پڑھنا چاہو تو میں تمہیں ان کا گیان دے سکتا ہوں' لیکن یہ بتا دیا ہے میں نے تمہیں کہ ساری بھوج لیکھا چندر ریکا کے پاس ہے اور اگر کوئی مہان چندر ریکا کو پالے تو

سمجھ لو اس کا جیون بن جائے چندریکا کے بارے میں شاید تمہیں نہ تو چندر کھنڈ نے بتایا ہوگا اور نا ہی تمہیں کہیں اور سے معلومات حاصل ہوئی ہوں گی۔ رانی چندریکا بیں صدیوں پرانی ہے اور اس کی کہانی الگ سے ہے بھوج لیکھا ہمیشہ اس کے پاس رہی اور وہ امر ہوگئی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ چندر ریکھا نے سنسار تیاگ دیا۔ بس جب کبھی اس کا من سنسار دیکھنے کو چاہتا ہے یا وہ ضرورت محسوس کرتی ہے کہ سنسار باسیوں کو اس کی ضرورت ہے تو وہ ان کے بیچ پہنچ جاتی ہے۔ ایسے سے اگر کوئی اسے پانے اور وہ اسے کچھ بتانے پر آمادہ ہوجائے تو بات الگ ہے۔"

"چندریکا کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔" میں نے دلچسپی سے پوچھا؟"

"نہیں بالک اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ ہاں وہ کبھی کبھی نظر آجاتی ہے اپنے من کے ساتھ۔"

"اس کی پہچان کیا ہے مہاراج؟"

"صرف ایک۔" چترنبس نے کہا۔

"کیا؟"

"وہ جس جگہ سے گزرتی ہے وہاں دھرتی پر اس کے قدموں کے نشان بن جاتے ہیں اور یہ نشان چاند کی طرح چمکتے ہیں اگر کہیں یہ نشان نظر آجائیں تو تم ان کا پیچھا کرتے ہوئے اس تک جاسکتے ہو۔"

میں نے پوری دلچسپی سے یہ بات سنی اور اسے اپنے ذہن میں محفوظ کرلیا پھر میں نے کہا۔

"تو مجھے ان چار پنوں کا پاٹ ہی دے دیجئے مہاراج۔"

"پہلے بھگوان کی [illegible] کسی عام آدمی کو یہ پنے نہیں دکھائے جاسکتے تھے۔ پر [illegible] بات کچھ اور ہی ہے۔ میں تجھے ان چار پنوں کا گیان دینے [illegible] کے تیار ہوں۔ اب یہ جتنا بھی تیرے کام آجائیں تیرے بھاگ۔"

"جی مہاراج۔ میں بھی بس یہی چاہتا ہوں۔"

"تو ٹھیک ہے میں جلد ہی تجھے ان پنوں کا جاپ کرانا شروع کروں گا۔"

"اصل میں مہاراج میرے ساتھ جو برائی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ سنسار باسی اپنا جیون جیتے ہیں اپنے جیون مرجاتے ہیں آپ کو یہ بات معلوم ہے جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا اور جھوٹ نہیں بولا آپ سے کہ میں نے یہ سب کچھ اپنے آپ نہیں کیا بس حالات کا شکار ہوگیا اور اس کے بعد ابھی تک اپنے حالات کا شکار ہوں۔ پر اس سے یہ برائی ہوئی کہ اس سنسار میں نا چاہنے کے باوجود مجھے جینا پڑے گا بہرحال کسی پہاڑی کی چٹان پر بیٹھ کر ایک ایسا لمبا جیون تو نہیں گزرا جاسکتا۔ جس کا کوئی انت نہیں اس سنسار میں رہ کر سنسار باسیوں کے لیے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہوگا تاکہ اپنی بھی ایک پہچان ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس لمبے جیون کو کیسے ختم کروں۔"

چترنبس سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا۔ "ایک بات کہوں تجھ سے۔ گرہ میں باندھ لیجیو۔ جینے میں مزہ اسی سے آتا ہے جب صرف اپنے لیے نہ جیا جائے بلکہ تمہارا جینا دوسروں کے لیے ہو۔ سنسار میں اتنے دکھی بڑے ہوئے ہیں سب کے تن روگی ہیں سب کے من روگی ہیں۔ روگیوں کا روگ دور کردے۔ سنسار سے جانے کو جی نہ چاہے گا اس سے اچھا کام اور کوئی نہیں ہوسکتا جو منش کرے، ساری کتابیں، ساری بھاگ شالائیں، ساری وید یہی کہتی ہیں کہ سنسار باسیوں کے کام آؤ اس جینے کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ اپنے لیے کچھ بھی کرو، کون دیکھے گا سنسار کے لیے کچھ کرو۔ دعائیں بھی ملیں گی اور جینے کا سارا بھی۔

میں بڑے غور سے چترنبس کی بات سن رہا تھا بلاشبہ اس نے ایک ایسی بات کہہ دی تھی جو کئی بار میرے ذہن میں تو آئی تھی لیکن اس کی تشریح کبھی نہیں ہوسکی تھی یہ سچ ہے کہ اپنی زندگی تو جتنی بھی ہوگی گزار ہی لی جاتی ہے مگر دوسروں کے لیے جینے کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ اب تک تو میں نے چند کام ایسے کرلیے تھے اور مجھے ان کا لطف بھی ملا تھا لیکن اب یہ ایک نیا سبق مجھے ملا تھا اور میں اس پر عمل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے چترنبس کے پیروں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"مہاراج میں اس جیون کا انت چاہتا ہوں لیکن اگر انت نہ ملے اور جینا ہی پڑے تو آپ کو وچن دیتا ہوں کہ ہمیشہ دوسروں کے کام آؤں گا۔ یہ نہ انتظار کروں گا کہ سنسار میں کون دکھی ہے اور کون خوش۔ جس کے لیے جو کر سکتا ہوں ضرور کروں گا۔ تلاش کروں گا ان لوگوں کو اور اس کے ساتھ ساتھ ہی مہاراج چندریکا رانی کو بھی تلاش کروں گا۔"

"ہاں یہ میں تجھے بتائے دیتا ہوں کہ سنسار میں قدم قدم پر چندر کھنڈ ہیں۔ وردھانی اور ملودا ہیں سارے کے سارے اپنے لیے کچھ نہ کچھ کرنے پر آمادہ۔ یہ بھی ملیں گے تجھے۔ رانی کندرتا بھی ملے گی، سارے کے سارے ملیں گے تیرے راستے روکیں گے۔ پر یہ سمجھ لینا کہ تیرے اور ان کے راستے الگ الگ ہوگئے ہیں۔ چندر کھنڈ نے جو گندگی تیرے شریر میں اتار دی ہے وہ بھی کسی نہ کسی سے ختم ہو جائے گی اگر تو نے اچھے کاموں کو جاری رکھا۔ منش کا من اندر سے صاف ہوتا ہے تو اوپر کی گندگی خود بخود صاف ہونے لگتی ہے۔ میری یہ باتیں یاد رکھنا۔"

"سچ گرودیو۔" میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا اور وہ ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔ "تو نے مجھے جال میں پھانس لیا رے۔ خیر کوئی بات نہیں ہے۔ یہیں سے لیا تھا اگر تجھے دوں گا تو مجھے برا نہیں لگے گا کم از کم ایک ایسے کے پاس تو جائے گا جس کا اپنا بھی کوئی مان ہے۔"

میں نے شکر گزار نگاہوں سے چترنبس کو دیکھا کم از کم اس

شخص سے آغاز تو ہو۔ جو باتیں اس کے اور میرے درمیان ہوئی تھیں وہ بڑی اہمیت کی حامل تھیں میں نے اپنے دل کی باتیں اس سے کہہ دی تھیں اس نے اپنا نقطہ نگاہ مجھے بتا دیا تھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے متفق تھے اس کے بعد تین دن گزر گئے۔

معمولات جوں کے توں تھے اب یہ جگہ مجھے اجنبی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ روپ لیکھا زیادہ تر میرے ساتھ رہتی تھی اور چتربنس اپنے کاموں میں مصروف رہتا تھا۔ میں انتظار کر رہا تھا کہ وہ اپنے وعدے کی پابندی کرے' لیکن اس کے لیے اس سے بار بار کہنا مناسب نہیں تھا۔ تھوڑا سا وقت گزر جائے تو پھر اس سے دوبارہ بات کروں گا۔ ویسے بھی میں کونسی مشکل میں پڑا ہوا تھا۔ بہترین جگہ تھی روپ لیکھا مجھ سے اب خاصی بے تکلف ہو چکی تھی۔ خوب ہنستی بولتی تھی مجھ سے' لیکن ابھی تک میرے ذہن میں اس کے لیے کوئی برائی نہیں آئی تھی۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی تھی کہ وہ خود بھی پاکیزہ فطرت کی مالک تھی اپنے آپ کو اس انداز میں میرے سامنے پیش ہی نہیں کرتی تھی کہ میرے ذہن میں برائیاں جنم لیں۔

یہ چوتھے دن کی صبح تھی۔ تمام کاموں سے فارغ ہونے کے بعد چتربنس میرے پاس پہنچا تھا اس نے کہا۔

"آؤ بیاس کچھ باتیں کریں تم سنے تو آرام سے بیٹھ کر کئی دن سے باتیں ہی نہیں ہوئیں۔"

"جی گرو مہاراج۔" میں نے کہا اور وہ ہنسنے لگا پھر بولا۔

"من تو چاہتا ہے کہ تمہیں گرو کہوں لیکن تم الٹا مجھے ہی گرو کہہ رہے ہو۔"

"بھلا میرے پاس کسی کو سکھانے کے لیے کیا ہے۔"

"نہیں ایسا نہ کہو۔ گرو تو تم میرے بن چکے ہو۔"

"وہ کیسے؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"تم نے ہزاروں سال پہلے کی بات مجھے بتائی ہے۔ میں ان دنوں اپنے گیان میں چندر کھنڈ' کرپان سنگھ ملودھا اور ہری چندورودھائی کا پاٹھ کرتا رہا ہوں۔ رانی کدیرتا بھی میرے من میں آئی ہے اور ان سے متعلق بہت سی باتیں معلوم کرتا رہا ہوں میں۔ ارے بڑے ہی پاپی ہیں یہ تو سرے سارے سنسار میں آفت مچائے ہوئے ہیں۔ سرے امر شکتی حاصل کرلی ہے انہوں نے' اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ امر شکتی نہیں ہے ان کے پاس تو جھوٹے ہیں سرے ارے یہ تو شیطان کے پیروکار ہیں۔ یہی تینوں کے تینوں بلکہ چاروں تو سارے سنسار میں گندگی پھیلائے ہوئے ہیں۔ کوئی کہیں مصروف ہے تو کوئی کہیں تم ذرا سنسار کی کہانی اٹھا کر دیکھو۔ جتنی برائیاں اس سنسار میں آئی ہیں۔ ان میں کہیں نہ کہیں ان کا پاؤں ضرور پھنسا ہوا نظر آئے گا' اگر تم یہ سوچتے ہو کہ یہ براہ راست کسی معاملے میں کام کرتے ہیں تو یہ غلط ہے ان کے چیلے چانٹے مصروف عمل ہیں جن کے اوپر ان کا قبضہ ہو جائے۔ بس پھر اس کی کیا پوچھو سنسار کا سب سے بڑا دشمن بن جاتا ہے وہ اور سوچتا ہے کہ میں سنسار کا بہت بڑا ہوں بس منش کے من میں جو ایک بھاؤنا ہے نا۔ وہ یہ کہ وہ شکتی حاصل کرے دوسرے اسے اپنے آپ سے بڑا سمجھیں۔ یہی بھاؤنا منش کو ڈبوئے ہوئے ہے اگر وہ اس کی مخالفت میں سوچنا شروع کر دے تو بھگوان کی سوگند یہ سنسار ایک بار پھر سے سورگ بن جائے اور یہاں پھول ہی پھول کھل جائیں۔"

"مخالف سوچنا شروع کر دے سے آپ کی کیا مراد ہے مہاراج؟"

"مطلب یہ کہ وہ یہ سوچے کہ وہ سنسار کا سب سے نیچا آدمی ہے۔ دوسرے بڑے ہیں۔ ان کی عزت کرے ان سے پیار کرے ان کی سیوا کرے تو تم خود سوچو کہ اسے کتنی بڑی شکتی حاصل ہو جائے۔ صحیح معنوں میں شکتی مان تو وہی ہے جو دوسروں کے لیے اپنے آپ کو بچھا دے۔"

میں نے بڑی عقیدت سے چتربنس کی یہ بات سنی۔ بات سمجھ میں آنے والی تھی اور دل کو لگ رہی تھی۔ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں مہاراج۔"

"تو پھر بتاؤ گرو تم ہوئے یا میں۔"

"نہیں مہاراج۔ میں اس انداز میں سوچ بھی نہیں سکتا ان باتوں کو جس انداز میں آپ نے انہیں میرے سامنے بیان کیا۔"

وہ ہنسنے لگا پھر بولا۔

"اچھا چھوڑو آؤ۔ میں نے تم سے جو وعدہ کرلیا ہے آج میں اسے پورا کرنا چاہتا ہوں اصل میں مجھے شما کرنا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ تمہارے قول اور عمل میں کتنی سچائی ہے تم جو چاہتے ہو من سے چاہتے ہو یا پھر یونہی منہ ہی منہ سے کہہ دیا ہے مجھ سے۔"

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں مہاراج؟"

"روپ لیکھا اتنی سندر ہے کہ کسی بھی منش کا من اس پر ڈول سکتا ہے میں نے اسے زیادہ سے زیادہ تمہارے قریب رکھا لیکن جن کے من میں نیکیاں ہوں' اچھائیاں ہوں وہ فوراً ہی بدی کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ روپ لیکھا نے کبھی تم سے اپنے آپ کو عورت ہونے کے بارے میں نہیں ظاہر کیا اور تم نے بھی اسے ایک دوست ہی سمجھا حالانکہ آگ اور پانی کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ کبھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتے اور اس کا نتیجہ کچھ نہ کچھ ہو کر رہتا ہے' لیکن آگ اور پانی بھی ایک ساتھ رہ سکتے ہیں اگر من میں سچائی ہو۔ میں تمہارا امتحان لے رہا تھا اور تم اس امتحان میں پورے اترے ہو۔ اب میرے پاس جو کچھ ہے میں تمہیں دینے سے پریشان نہیں ہوں آؤ میرے ساتھ۔"

وہ مجھے اس جگہ لے گیا جہاں پہلے بھی میں اس کے ساتھ جا

چکا تھا۔ یعنی وہی غار جو اس پہاڑی کے نچلے حصے میں تھا اور جہاں اس نے اپنا مسکن بنا رکھا تھا۔ غار میں اس وقت مدھم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی اس نے ایک دیوار میں ہاتھ ڈال کر کچھ نکالا اور ایک بوسیدہ کتاب کے چار اوراق میری سامنے کر دیئے کتاب کسی ایسے کاغذ پر لکھی گئی تھی جسے کاغذ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ کہ وہ درخت کا کوئی پتا ہے اور نہ یہ کہا جا سکتا تھا کہ وہ کسی جانور کی کھال کی جھلی ہے بس یوں لگتا تھا جیسے کسی پرندے کے بڑے بڑے پر ہوں۔ یہ پر چار کی تعداد میں تھے اور اس نے انہیں میرے ہاتھ میں تھما دیا۔"

"یہ بھوج لیکھا کے چار پتے ہیں۔ جن کے بارے میں میں نے تمہیں بتایا تھا اور یہ بھی کہا تھا میں نے تم سے کہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔"

میں نے عقیدت سے ان کاغذوں کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ بھوج لیکھا کے بارے میں وہ جو کچھ بتا چکا تھا۔ وہ بہت بڑی چیز تھی۔ رانی چندریکا جس کا حوالہ اس نے دیا تھا وہ بھی میری نگاہوں میں ایک پراسرار شخصیت تھی کیا کبھی میں اس کا کھوج پانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس دوران میں نے بارہا سوچا تھا۔ بہرطور میں نے وہ چاروں کاغذ اپنے ہاتھوں میں لے لیے تو اس نے کہا۔

"اور اب تمہیں انہی کے مطابق اپنے جاپ شروع کرنے ہیں۔"

"جی مہاراج۔"

"دیکھو انہیں غور سے دیکھو۔" اس نے کہا اور میں نے ان کاغذوں میں سے ایک کاغذ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں سنبھال کر بغور دیکھا، لیکن وہ ایک سادہ کاغذ تھا اس پر کوئی تحریر نہیں تھی۔ میں نے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر چاروں کاغذ اس انداز میں دیکھے، پھر حیرت بھری نگاہوں سے چترنس کو دیکھنے لگا۔ میں نے کہا۔

"مہاراج ان پر تو کچھ نہیں لکھا ہوا۔"

"لکھا ہوا ہے، لکھا ہوا ہے ان میں سے ایک پتا لے لو کوئی ایک پتا اپنی پسند سے اٹھالو۔"

میں نے اوپر والا کاغذ اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اس نے باقی تین کاغذ واپس اسی جگہ رکھ دیئے۔"

"جب اس پتے کا پاٹھ کر لو گے تو تم دوسرا لے لینا۔"

"ہم... مگر مہاراج..."

"جلد بازی نہیں کرتے یہاں جلد بازی نہیں کرتے آؤ میرے ساتھ۔" وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر چل پڑا۔ اس بار مجھے وہ اس جھیل تک لے گیا تھا جس پر پہلی بار میں نے روپ لیکھا کو دیکھا تھا۔ جھیل بہت زیادہ وسیع نہیں تھی اس کا ایک گوشہ کچھ عجیب سا تھا۔ درخت برابر برابر سر جوڑے کھڑے ہوئے تھے اور اوپر سے ان کے درمیان اتنی چھاؤں ہو گئی تھی کہ آسمان نظر نہیں آتا تھا۔ اس نے کہا۔

"یہ سب سے اچھی جگہ ہے اب تم یہاں جاؤ۔ تمہارے لیے سارے انتظامات ہو جائیں گے۔" بیٹھ کر اس پتے کو اپنے سامنے رکھنا اور اپنی آنکھوں کو اس پر جمائے رکھنا اور یہ سوچنا کہ اس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔" جب تمہیں اس کا لکھا نظر آجائے تو اسے پڑھ لینا۔"

"جی مہاراج۔"

"اور اس کام میں کتنا سمے لگتا ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا بات تمہاری آنکھوں کی روشنی کی ہے تم تو بہت دور تک دیکھ سکتے ہو نا یہاں۔ رات کی تاریکیوں میں بھی گھور سکتے ہو تم۔ دیکھنا ان پتوں پر کیا تحریر ہے اور کتنی دیر میں یہ تمہاری سمجھ میں آتی ہے۔" میں نے ٹھنڈی سانس لے کر گردن ہلا دی۔ بہرطور میں جانتا تھا کہ ان کے حصول کے لیے مشکلات سے گزرنا ہوتا ہے اور ان مشکلات کا آغاز ہو گیا تھا۔ میں اتنی دلچسپی لے رہا تھا اس سارے کام میں کہ میں نے اسی وقت سے وہاں بیٹھنے کا فیصلہ کر لیا اور چترنس نے بھی مجھے اس کے لیے منع نہیں کیا چنانچہ میں وہیں بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد چترنس چلا گیا۔ میں نے بھوج لیکھا کے اس پتے کو بڑے احترام کے ساتھ ایک درخت کے تنے سے اس طرح لگا دیا کہ وہ اس میں چپک جائے اور پھر اس کے سامنے دو زانو بیٹھ کر اسے گھورنے لگا۔ جیسا کہ میں آپ لوگوں کو بتا چکا ہوں کہ میری نگاہیں رات کی تاریکیوں میں بھی دور تک دیکھنے کی عادی تھیں کیونکہ پاپی چندر کھنڈ نے روشنی میرے لیے بے اثر کر دی تھی۔ اندھیرا، پانی، ہوا، آگ یہ ساری چیزیں اب میرے لیے بے معنی ہو چکی تھیں اور میں ان کی چیرہ دستیوں سے گزر گیا تھا چنانچہ میری بینائی بھوج لیکھا کے اس پتر کو تلاش کرنے لگی، لیکن سفید کاغذ کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ سارا دن میں اس پر تحریریں تلاش کرتا رہا پھر رات ہو گئی۔

رات کو بھی میں نے اس پر نگاہیں جمائے رکھی تھیں اور پوری رات اسی طرح میں اسے دیکھتا رہا تھا۔ دوسری صبح مجھے قدموں کی آہٹ سنائی دی تھی۔ خوشبو کا ایک جھونکا میری ناک کے پاس سے گزرا تھا، لیکن دماغ میں کچھ دھندلاہٹ سی پیدا ہو گئی تھی۔ میں نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا کہ کون ہے حالانکہ مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ روپ لیکھا ہے۔ میں اب اس کے سانسوں کی آواز تک محسوس کرنے لگا تھا۔ وہ کچھ دیر وہاں رکی اور پھر میں نے اس کے قدم واپس جاتے ہوئے سنے، لیکن اس پر توجہ نہیں دی نجانے وہ کیوں آئی تھی لیکن میری قوت شامہ نے اس کی آمد کا پتا لگا لیا میرے عقب میں شاید کچھ پھل رکھے ہوئے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ یہ پھل میرے کھانے کے لیے چھوڑ گئی

ہے لیکن بھوک کی مجھے پہلے بھی کوئی پروا نہیں ہوتی تھی۔ میں اس شام بھی مصروف رہا پھر شام کو دوبارہ مجھے قدموں کی آہٹ سنائی دی اور یوں لگا جیسے روپ لیکھا وہاں کھڑی رہ گئی ہو' لیکن میں نے اس کی جانب رخ نہیں کیا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک رکی پھر واپس چلی گئی۔ دوسرا دن بھی گزر گیا۔ تیسرا اور چوتھا دن بھی گزر گیا روپ لیکھا ہر صبح اور ہر شام آتی تھی۔ نئے پھلوں کی خوشبو مجھے محسوس ہوتی تھی اور وہ واپس چلی جاتی تھی۔ ان چار دنوں میں' میں نے کچھ بھی نہیں کھایا پیا تھا۔

یہ پانچویں صبح کی بات ہے کہ اچانک ہی مجھے سفید کاغذ میں کچھ دھندلی' دھندلی لکیریں نظر آنے لگیں۔ میری تمام تر توجہ اس کی جانب مرکوز تھی اور میں اس پر تحریریں تلاش کر رہا تھا یہ لکیریں آہستہ آہستہ واضح ہوتی چلی گئیں اور ان پر کچھ شبد لکھے نظر آئے میرے دل میں خوشی کا ایک احساس جاگا۔ گرو چتر بنس نے جو کچھ کہا تھا اب نمایاں ہو رہا تھا۔ میں ان تحریروں کو دیکھنے لگا لفظ جڑتے گئے اور کچھ جملے میرے ذہن میں اترنے لگے۔ یہ نیکیوں اور سچائیوں کی جانب راغب کرنے والے جملے تھے جن کی ترتیب غیر مناسب تھی لیکن اگر دماغ کی قوتوں سے ان کی ترتیب کرلی جائے تو یہ جملے الفاظ بن جاتے تھے۔ یقینی طور پر یہ کوئی منتر تھا جو اس پر درج تھا۔ میں نے اسے پڑھنا شروع کر دیا اور یہ منتر میرے ذہن میں آنے لگا۔ ہاں کچھ ایسی عجیب سی باتیں تھیں جن کا صحیح مفہوم سمجھنا بہت مشکل تھا' لیکن کبھی کبھی ان کا مفہوم ایک لمحے کے لیے بن بھی جاتا تھا بالکل ایسی طرح جیسے اتفاقیہ طور پر ایک بگڑی ہوئی تحریر کسی شکل میں مرتب ہو جائے اور اس کے بعد پھر سے بگڑ جائے۔ میں مصروف رہا اور پوری توجہ سے اس کاغذ کا جائزہ لیتا رہا پھر میں نے محسوس کیا کہ وہ کاغذ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ اب وہاں وہ کاغذ موجود نہیں تھا' لیکن میری نظریں اسے دیکھ سکتی تھیں۔ وہ بہت دور جا چکا تھا۔ میں نے درخت کی جڑ کے پار اسے دیکھا تھا وہ مجھ سے دور سے دور تر ہوتا جا رہا تھا۔ درخت کی جڑ بہت گہرائیوں تک نظر آرہی تھی اور ان گہرائیوں میں' میں نے بہت سے کیڑے مکوڑوں کو دیکھا جو ادھر سے ادھر آجا رہے تھے۔ ایک ننھا سا کیڑا درخت کی اوپری جڑ سے نیچے گرا اور میری جانب دیکھنے لگا۔ میں اس کی آنکھوں کو اپنی جانب متوجہ دیکھ سکتا تھا پھر مجھے اس ننھے سے کیڑے کی آواز سنائی دی۔

"دیکھ نہیں رہے میں گر پڑا ہوں وہ اوپر جو چھوٹا سا سوراخ نظر آرہا ہے وہ میرا گھر ہے مجھے اٹھا کر میرے گھر میں پہنچا دو۔" میں نے ہاتھ بڑھایا۔ ننھے سے کیڑے کو بڑے احتیاط سے اپنے ہاتھ پر لیا اور اس کے بعد اسے اس کے سوراخ میں رکھ دیا۔ ایسی بہت سی چیزیں ہو رہی تھیں جو ناقابل فہم تھیں' لیکن میں انہیں سرانجام دے رہا تھا۔

پھر نجانے کونسا دن تھا کہ گرو چتر بنس نے عقب سے آکر اپنا ہاتھ میرے شانے پر رکھ دیا اور میں چونک پڑا۔

"ادھر دیکھو' ادھر دیکھو بیالک' میں چتر بنس تم سے مخاطب ہوں۔" میں نے گردن گھما کر اسے دیکھا چتر بنس کے چہرے پر عقیدت کے آثار نظر آرہے تھے۔ "جو کچھ تم نے کیا ہے وہ تو میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔"

"گرو دیو۔"

"ہاں آجاؤ' میں کوئی دھوکا نہیں ہوں۔ آجاؤ میرے ساتھ تم اب دھوکا کھانے والوں کی حد سے نکل گئے ہو۔" اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں آسانی سے اس کے ساتھ چل پڑا۔

"جے بھگوان جے بھگوان' بڑی بات ہے بہت بڑی بات ہے۔ تم نے کچھ کھایا پیا نہیں۔ دیکھو سنسار میں سب سے بڑی بات یہی ہوتی ہے کہ جب علم مل جاتا ہے تو سنسار کی باقی چیزوں سے من ہٹ جاتا ہے لیکن من کو ان چیزوں سے ہٹانا مناسب نہیں ہوتا۔ جنہیں بھگوان نے تقدیر میں لکھ دیا ہے جیسے ان' کھانا پینا بہت ضروری ہے۔ روپ لیکھا تو پریشانی سے بیمار ہو گئی ہے یہ سوچ کر کہ آٹھ دن سے تم نے کچھ نہیں کھایا پیا۔ وہ تمہارے لیے پھل اور دودھ لے کر آتی ہے اور رات کو ویسے کے ویسے لے کر واپس چلی جاتی ہے۔ تمہارے شریر میں ان نہیں پہنچی کیا محسوس کر رہے ہو؟"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں نے کہا۔ "ٹھیک ہوں بالکل۔"

"وہ پتا کہاں گیا؟"

"وہ میری نگاہوں سے روپوش ہو گیا۔"

"جانتے ہو کیوں۔"

"نہیں۔"

"اس لیے کہ اب وہ تم نے پڑھ لیا ہے۔"

"پڑھ لیا ہے۔" میں نے حیرت سے کہا۔

"ہاں۔ بس اب اس کے بارے میں اور زیادہ کچھ نہ پوچھنا۔ آؤ آج میرے ساتھ کھاؤ پیو پورا دن بتاؤ کل میں تمہیں دوسرا پتا دے دوں گا۔"

میں نے خاموشی سے آنکھیں بند کر کے گردن ہلا دی۔ چتر بنس جانتا ہو گا کہ مجھے کیا مل چکا ہے یا کیا نہیں مل چکا۔ بہر طور روپ لیکھا بھی سامنے آئی۔ وہ واقعی بہت پریشان تھی۔ چتر بنس نے اس سے کہا۔

"نہیں روپ لیکھا اب یہ کھایا پیا کرے گا اصل میں بات بتانے کی ہوتی ہے۔ میں نے یہ بات اسے بتائی نہیں تھی۔" چتر بنس کے انداز سے پتا چلتا تھا کہ اس نے یہ الفاظ یونہی کہے ہیں بعد میں اس نے مجھ سے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے جان بوجھ کر تمہیں یہ نہیں بتایا تھا اس میں

بھی منش کا امتحان مقصود ہوتا ہے اور یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ اسے اپنے کام سے کتنی لگن ہے۔ ویسے سچ کہوں بیاس اب تو میں خود تمہارا متوالا ہو چکا ہوں۔ تم جو کام بھی کرتے ہو اس سے مجھے شانتی ہی ملتی ہے۔ کتنی آسانی سے تم نے اس پنے کا پاٹھ کر لیا حالانکہ تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو سالوں لگ جاتے اسے اور وہ یہ سب کچھ نہ جان پاتا۔" میں نے خاموشی سے اسے دیکھا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ جلد ہی دوسرا کاغذ میرے سپرد کر دیا جائے اور چتر بنس نے بھی اس میں دیر نہ لگائی۔ اس نے دوسرا کاغذ مجھے دیا تو میں نے بڑے احترام سے اسے لے لیا اور پھر اس سے پوچھا۔

"اب جاؤں مہاراج۔"

"ہاں جاؤ' لیکن کھانے پینے پر دھیان ضرور رکھنا۔"

"جی مہاراج۔" میں نے جواب دیا۔

بالکل اسی انداز میں' میں نے اس دوسرے کاغذ کی گہرائی میں بھی اترنا شروع کر دیا۔ روپ لیکھا کی خوشبو مجھے محسوس ہوئی تھی لیکن معمول کے مطابق میں نے اس کی جانب گردن نہیں گھمائی اور اپنے کام میں مصروف رہا۔ وہ بھی کچھ بولی نہیں تھی۔ یہ دوسرا کاغذ پہلے کاغذ کی نسبت بہت جلد مجھ پر واضح ہو گیا اور مجھے اس کی تحریریں نظر آنے لگیں۔ میرے ہونٹ ان تحریروں کو بدبدانے لگے۔ میں ان کی گہرائیوں پر غور کر رہا تھا ان الفاظ کو میں اپنے اندر اتار رہا تھا پھر میں نے دیکھا کہ میرے سامنے کچھ سائے گردش کرنے لگے ہیں۔ یہ انسانی سائے تھے عجیب و غریب پرچھائیاں درخت میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے اور میں درختوں کے عقب میں دور دور تک دیکھ سکتا تھا یہ سائے اسی سمت آ جا رہے تھے لیکن ان کے چہرے واضح نہیں تھے۔ میں نے ان سے پوچھا۔

"کون ہو تم؟" جواب میں انہوں نے گردن خم کر دیں۔ لیکن منہ سے کچھ نہ بولے۔

"مجھے بتاؤ تم کون ہو؟" لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ گروہ کے گروہ آتے تھے اور میرے سامنے سے گزر جاتے تھے۔ کیڑے مکوڑے بھی اب مجھ سے باقاعدہ باتیں کرنے لگے تھے اور عجیب و غریب آواز میں اپنے افکار مجھے سناتے تھے۔ صبح کی دھندلاہٹوں میں پرندوں کی چہچہاہٹوں کو میں صرف ان کی آوازیں نہیں سمجھتا تھا بلکہ میں ان کے مسائل سے آگاہ ہو رہا تھا۔ وہ ایک دوسرے کو اطلاع دیتے تھے کہ وہاں ان کے لیے رزق موجود ہے چلو ادھر چلو اور پرندوں کے غول کے غول ادھر چلے جایا کرتے تھے ان کی ساری باتیں میری سمجھ میں آنے لگی تھیں۔ زمین کے کیڑے مکوڑے بولتے تو میں ان کے مسائل بھی سنتا اور مجھے ایک انوکھا احساس ہو رہا تھا۔ یہ تو ایک الگ ہی سنسار ہے پنکھ پکھیرو۔ ساری چیزیں سمجھ میں آ رہی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے کبھی کبھی ہوا کے دوش پر چتر بنس کی آواز تیرتی ہوئی سنائی دیتی تھیں۔ وہ کہتا تھا۔

"وشواس امر ہے۔ سب سے پہلی چیز یقین ہے اگر من میں یقین نہ ہو تو پھر یوں سمجھ لو کہ منش کے پاس اس سنسار میں کچھ بھی نہیں ہے۔"

روپ لیکھا پھل اور دودھ لے کر آتی تھی اور میں نے ایک عجیب بات محسوس کی تھی۔ میرا رخ درخت پر لگے ہوئے کاغذ کی جانب ہوتا تھا لیکن میں اسے لحہ لحہ دیکھ سکتا تھا۔ وہ کس طرح چل رہی ہے کس طرح آ رہی ہے کب اس نے پھلوں کا تھال نیچے رکھا۔ کب دودھ کا گلاس پیچھے رکھا۔ مجھے دیکھا مسکرائی دیر تک دیکھتی رہی اور پھر واپسی کے لیے چل پڑی۔ وہ پرچھائیاں جو میرے سامنے گردش کرتی رہتی تھیں اب مجھ سے کچھ بولنے بھی لگی تھیں۔ ان کی مدھم مدھم آوازیں میرے کانوں میں گونجتیں' لیکن الفاظ سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ بہت سی تبدیلیاں ہوتی جا رہی تھیں اور میں ان تبدیلیوں کو بخوبی محسوس کر رہا تھا۔ یہ وہ گیان تھا جو مجھے حاصل ہو رہا تھا۔ اب تو چتر بنس کی آمد بھی ضروری نہیں ہوا کرتی تھی۔ کوئی بات مجھے پوچھنی ہوتی تھی۔ میں اپنے دل میں سوال دہراتا تھا اور چتر بنس کا جواب مجھے مل جاتا تھا اور یہ جواب مکمل طور پر تسلی بخش ہوتا تھا پھر ایک دن روپ لیکھا مجھے اسی انداز میں نظر آئی' لیکن آج میں نے اس میں کچھ اور تبدیلیاں دیکھی تھیں۔ حالانکہ میں نے گردن نہیں گھمائی تھی لیکن وہ مجھے نظر آ رہی تھی۔ میں نے اسے بغور دیکھا اور وہ ٹھٹک سی گئی پھر اس کے جسم کا لباس غائب ہوتا چلا گیا۔ میں اسے بے لباس دیکھ رہا تھا۔ وہی منظر میری نگاہوں کے سامنے دوسری بار آ گیا جو پہلی بار میں نے سانپ کی شکل میں جھیل کنارے دیکھا تھا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ روپ لیکھا نسوانی حسن کا شاہکار تھی کہ انسان ایک بار اسے دیکھے تو ہوش و حواس بھول جائے۔ میرا دل بھی اس کے لیے تڑپنے لگا۔ زندگی میں کئی ایسے مراحل آئے تھے جن میں مجھے زندگی کی اس دلکشی کی جانب متوجہ ہونا پڑا تھا۔ ان میں سب سے پہلی شخصیت سنتا کی تھی۔ جو بعد میں ایک ناگن ثابت ہوئی اور اس کے بعد کئی ایسے مواقع آئے جہاں میری طلب کی گئی' لیکن میرے دل میں روپ لیکھا کی طلب ابھری اور میں اس کے بارے میں سوچتا رہا۔ تب مجھے چتر بنس کی آواز سنائی دی۔

"یہ کالی ہوائیں ہیں اور ان کا گزر من سے ضروری ہے لیکن ان سے بچنا بھی ایک کام ہے اور تو جانتا ہے کہ تجھے کیسے ان کالی ہواؤں سے بچنا ہے۔ تو نے ہوش کے عالم میں روپ لیکھا کو ہمیشہ پوتر نگاہوں سے دیکھا لیکن یہ کالی ہوائیں تیرے من کو خراب کر رہی ہیں ان سے بچ۔" اور میں فوراً ہی سنبھل گیا۔ اس طرح وقت گزرتا رہا۔ دوسرا پنا' پھر تیسرا اور پھر چوتھا بھی چار اوراق تھے جو چتر بنس کے پاس موجود تھے اور ان چاروں

اوراق کی تحریروں سے واقف ہونے کے بعد مجھ میں اتنی تبدیلی رونما ہوئی کہ میں چرند و پرند سے گفتگو کرنے لگا ان کے مسائل سمجھنے لگا۔ درختوں کے پار با آسانی دیکھ سکتا تھا۔ دور دور تک نگاہیں دوڑا سکتا تھا۔ وہ پرچھائیاں اب بھی میری نگاہوں میں واضح نہیں ہوئی تھیں، لیکن وہ میرے آس پاس بھٹکتی رہتی تھیں۔ نجانے یہ کیسی پرچھائیاں تھیں۔ ان کے بارے میں مجھے ابھی تک کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔ مجھے ان کی آوازیں سنائی دیتی تھیں لیکن وہ آوازیں نامانوس تھیں میرے لیے۔ چوتھے سپنے کا پاٹھ ختم ہونے کے بعد چترنس خود ہی میرے پاس پہنچا تھا اس نے مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہو اب کیسا لگ رہا ہے؟"

"میں اب کیا کروں گرو مہاراج؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں۔ میں اب بھی تمہارا گرو نہیں ہوں۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ بھوج لیکھا کے یہ چار سپنے ہی تو میری ملکیت تھے اور اب یہ تمہاری ملکیت بھی بن چکے ہیں۔ پوری کتاب تو چندریکا کے پاس ہے اس سے آگے کا گیان وہی دے سکتی ہے تمہیں۔"

"مہاراج، یہ پرچھائیاں کیسی ہیں۔ یہ سامنے کیسے ہیں۔ جو مجھ سے کچھ کہتے ہیں مگر میری سمجھ میں نہیں آتے۔" وہ افسردگی سے مسکرا دیا اور پھر بولا۔

"بھگوان کی سوگند" ان کی آوازیں تو میں بھی نہیں سمجھ سکا، لیکن اتنا میں تمہیں بتا دوں کہ یہ سب تمہارے اپنے ہیں سب تمہارے قریب آنا چاہتے ہیں، لیکن راستے کی رکاوٹیں ہیں۔ جانتے ہو راستے کی رکاوٹیں کیا کیا ہیں۔"

"نہیں مہاراج۔"

"وہ سپنے جو بھوج لیکھا میں ہیں اور جن کا گیان تمہیں نہیں مل سکا ہے۔ یہ سارے کے سارے بھوج لیکھا کے ان پتروں کے ساتھی ہیں لیکن تمہارے پاس اسی سمے آسکتے ہیں جب تم پوری کتاب سے گزر جاؤ۔"

"آہ اور وہ کتاب چندریکا کے پاس ہے۔"

"ہاں وہ تو بہت موٹی کتاب ہے۔ بس جو کچھ میرے پاس تھا یہی تھا اور تمہارے سامنے سوگند کھانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تم جانتے ہو کہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔"

"جی مہاراج میں جانتا ہوں۔"

"لیکن بیاس جو کچھ تمہیں مل چکا ہے یہ وہی ہے جو میرے پاس ہے۔ اب تمہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہی کہ مجھے کیسے پتا چلا کہ تم عام منش نہیں ہو اور باقی یہ ساری باتیں ان کے لیے بھی اب تمہارے من میں کوئی الجھن نہیں ہوگی۔ سب کچھ جانتے ہوگے تم۔ پنچھی پکھیرو بڑے اچھے ساتھی ہوتے ہیں سنسار کی کہاں کہاں کی کہانیاں سنا دیا کرتے ہیں۔ یہ سب اب تم سے دور نہیں رہیں گے۔ دھرتی کی گود میں چھپے ہوئے کیڑے مکوڑے۔ ان کا اپنا ایک الگ سنسار ہے لیکن کیسی انوکھی بات ہے یہ کہ سب اب تمہارا ساتھ دیں گے کیا سمجھے؟"

"ہاں مہاراج، اور میں اس کے لیے آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔" میں نے کہا۔ دل ہی دل میں میں نے سوچا کہ ٹھیک تو ہے میرے پاس جو کچھ نہیں تھا وہ مجھے ملا ہے۔ اب جتنا بھی ملا ہے وہ ایک الگ بات ہے، لیکن اگر زندگی میں کوئی مقصد ہو کوئی بات ہو۔ کوئی تلاش ہو تب جینے کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے اور میری زندگی میں اب ایک مقصد پیدا ہو گیا تھا۔ یعنی چندریکا کی تلاش۔ رانی چندریکا مجھے مل جائے جس طرح بھی بن پڑے اسے شیشے میں اتاروں اور بھوج لیکھا اس سے حاصل کروں۔ اس طرح ایک لمبی زندگی گزارنے کا ایک بہترین ذریعہ ہاتھ آجائے گا اور میرا کام آسان ہو جائے گا۔ اب میں بہت سے ایسے مشکل مراحل کو ٹال سکتا تھا جو گیان نہ ہونے کی وجہ سے مجھ تک پہنچ سکتے تھے بہرحال اب اس کے بعد بچی بات یہ ہے کہ اس سے زیادہ یہاں وقت گزارنا میرے لیے ممکن نہیں تھا اور شاید یہ بات چترنس بھی جانتا تھا جس کا میں بے پناہ احترام کرتا تھا۔ چترنس نے کہا۔

"بیاس۔ کیا تم اب یہاں سے جانا نہیں چاہو گے؟"

"جی مہاراج۔ آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں کہ میرے من میں کیا ہے؟"

"ہاں اب تم بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ میرے اپنے من میں کیا ہے؟"

"میں نے کبھی آپ کا من پڑھنے کی کوشش نہیں کی مہاراج۔ یہ گرو کا احترام ہے۔"

"بھگوان تمہیں سنسار کی ہر وہ بڑائی دے جو وہ کسی منش کو دے سکتا ہے۔ تم نے مجھے عزت دی ہے۔ بھگوان تمہیں عزت دے گا۔ میں تمہیں روپ لیکھا کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔"

"جی مہاراج۔" میں نے کہا اور پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔ چترنس گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ وہ غالباً ماضی کی کچھ داستانیں تلاش کر رہا تھا۔ بہت دیر تک وہ گہری سوچوں میں گم رہا پھر اس نے کہا۔

"ایک بستی ہے گھنیری ہے اس کا نام۔ روپ لیکھا گھنیری کے ایک سنار سدرشن کی بیٹی ہے۔ سدرشن ناتھ ایک غریب سا سنار ہے۔ چار بیٹے ہیں اس کے اور ان سب سے چھوٹی روپ لیکھا ہے۔ ایک غریب آدمی کے بچے شکل و صورت کے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ بھگوان کا کام ہے وہی جانتا ہے لیکن روپ لیکھا پیدا ہوئی تو لوگ اسے دیکھ کر حیران رہ گئے غریب کے جھونپڑے میں چندرما اتر آیا تھا۔ بہت خوبصورت بچی تھی۔ ویسے تو بھگوان نے حسن کسے کسے دیا ہے وہی جانتا ہے لیکن روپ

لیکھا کی خوبصورتی کے چرچے سنسار کے چاروں اور میں پھیل گئے۔ لوگ طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔ وقت گزرتا چلا گیا۔ روپ لیکھا بڑی ہوگئی اور اس کی خوبصورتی نکھرتی رہی۔ من کی بھی بہت اچھی تھی جب جوانی کی سرحدوں میں داخل ہوئی تو رشتے ناتے داروں نے اپنے اپنے لڑکوں کے لیے کوششیں کرنا شروع کر دیں۔ سدرشن ناتھ اور اس کی دھرم پتنی تو بیچارے سیدھے سادے لوگ تھے۔ رشتے ناتے داروں سے انہوں نے یہی کہا کہ بھائی کسی ایک سے کرنی ہے مجھے اپنی بٹیا کی سگائی۔ سارے کے ساروں کا تو من نہیں رکھ سکتا۔ ہر شخص زور دینے لگا۔ بات بس اس کی خوبصورتی کی تھی پھر سدرشن نے گھبرا کر فیصلہ کیا کہ اب روپ لیکھا کا نام خاندان کے کسی لڑکے کے نام کے ساتھ شامل کر دیا جائے۔ تاکہ دوسروں کی زبانیں بند ہو جائیں۔ اس نے اپنی دھرم پتنی سے مشورہ کیا کہ پریوار میں جتنے لڑکے ہیں روپ لیکھا کے لیے ان میں سے کونسا لڑکا بہتر رہے گا۔ سیدھی سادھی دھرم پتنی کوئی فیصلہ نہیں کر سکی لیکن روپ لیکھا کو اپنے بارے میں اندازہ تھا۔ بچپن ہی سے اس نے سپنوں کے شہزادے کے خواب دیکھے تھے۔ اسے اپنے روپ کا بھی سوبھاؤ تھا اور وہ جانتی تھی کہ وہ محلوں کی رانی بنے گی۔ قاعدہ ہے پھر کسی کٹیا میں کیوں جائے۔ منش اپنا بھوش اپنے من میں طے کر لیتا ہے سو اس نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور یہ گناہ نہیں ہے کہ اپنے لیے اچھائیاں تلاش کی جا سکیں۔ سو اس نے ہمت سے کام لے کر اپنے ماتا پتا سے صاف صاف کہہ دیا کہ پریوار میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو اس کی تقدیر کا مالک بن سکے۔ وہ بیچارے ہکا بکا رہ گئے۔ سدرشن ناتھ نے کہنا بھی چاہا کہ اگر وہ ایسا نہیں کرے گی تو پھر کیا کرے گی لیکن بیٹی کا لہجہ ایسا تھا کہ اسے یہ اندازہ ہو گیا کہ سارا کہا بیکار جائے گا اور روپ لیکھا کسی طور خاندان کے کسی لڑکے سے شادی نہیں کرے گی بہرحال وہ خاموش ہو بیٹھے۔ سمے گزرتا رہا کھمبیری کا علاقہ ریاست گوتا پور کا ایک حصہ تھا اور گوتا پور کے مہاراج جگ مان نے کھمبیری کے اس خوبصورت علاقے میں اپنا محل بھی بنا رکھا تھا۔ راجہ رانی اور ریاست کے دوسرے لوگ اکثر کھمبیری آ کر اس محل میں ٹھہرا کرتے تھے دور دور تک کھیتوں کی ہریالی تھی۔ باغوں کی بہار تھی اور کبھی کبھی روپ لیکھا بھی اس طرف نکل جایا کرتی تھی۔ وہ بھی ساون کے دن تھے۔ درختوں پر آموں کی بہار' کوئلوں کی کوک' روپ لیکھا ایک کوئل کی نقل کر رہی تھی۔ کوئل بولتی سو وہ بھی کوئل سے ٹھٹھول کرتے ہوئے اسی کی آواز میں بولنے لگتی۔ جگ مان کے بیٹے راجکمار بمل راج نے اسے دیکھا اور دھرتی کی اس اپسرا کو دیکھ کر اس کا من ڈول گیا وہ اس کی آنکھوں میں رچ بس گئی اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتا رہا۔ روپ لیکھا اس کی آنکھوں سے بے پروا کوئل کی نقل اتارتی رہی اور بمل راج پاگلوں کی طرح چلتا ہوا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ تب وہ بمل راج کو دیکھ کر چونک پڑی اور پھر اپنے گھر بھاگ گئی۔ بمل راج کا گہرا دوست سیت رام بھی زیادہ دور نہیں تھا اور اپنے دوست راجکمار کو اس طرح بدمست دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ بمل راج پتھر کے بت کی طرح کھڑا ان راستوں کو دیکھتا رہا جدھر سے روپ لیکھا گزر گئی تھی تب سیت اس کے پاس پہنچ گیا اور اس نے بمل راج سے کہا۔

"کیا ہو گیا راجکمار جی؟"

"سیتو یہ کون تھی؟"

"دیکھا نہیں کوئل تھی۔ درخت سے اتر کر کوک رہی تھی۔"

"نہیں کوئل تو کالی ہوتی ہے۔" بمل راج نے کہا۔

"یہ گوری کوئل تھی۔"

"سیتو مذاق نہ کر۔ میں تو اسے دیکھ کر باؤلا ہو گیا ہوں۔"

"ہرے رام ہرے رام اب کیا ہو گا مہاراج؟"

"سیتو اگر یہ مجھے نہ ملی تو میں آتما ہتھیا کر لوں گا۔"

"لیے۔ تو تم راجکماروں کے اندر یہ بڑی خراب بات ہوتی ہے۔ ہر تیسری لڑکی کو دیکھ کر تم آتما ہتھیا کر لیتے ہو۔" سیت رام نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"بھگوان کی سوگند کھاتا ہوں سیتو میں اس کے بناء نہیں جیتا رہوں گا۔"

"ارے مہاراج اتنا آگے نہ بڑھو کہ واپس لوٹنا مشکل ہو جائے۔ کون ہے' کیا ہے' کہاں رہتی ہے' کس کی بیٹی ہے۔ نہ پتا نہ نشان اور تم نے اتنی دور کی ٹھان لی۔"

"تو آخر کس لیے ہے؟"

"میں۔"

"تو اور کیا؟"

"میں کیا کر سکوں گا۔"

"دیکھ سیت رام اگر تو میری باتوں کو مذاق سمجھ رہا ہے تو تجھے بھگوان کا واسطہ انہیں مذاق نہ سمجھ میں واقعی اس سے من ہار گیا ہوں۔"

"نام بتایا تھا اس نے اپنا؟"

"ارے اس سے تو ایک بات بھی نہیں ہوئی بس مجھے دیکھائی گئی۔"

"تو پھر کیا کیا جائے۔ نہ پتا نہ نشان' نہ نام نہ ٹھکانہ' میں کیسے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر سکوں گا۔"

"کھمبیری بہت بڑی بستی نہیں ہے تو ابھی یہاں سے گزرے گا کوئی نہ کوئی ایسا مل جائے گا جس نے اسے دیکھا ہو گا اس سے تو اس کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ یہ کام میں بھی کر لیتا مگر کیا کہوں۔ لوگ مجھے پہچانتے ہیں اور بات پتا جی تک

فوراً ہی پہنچ جائے گی دیکھ سیتو دیر نہ کر اب اگر تو نے دیر کی تو بات خراب ہو جائے گی پھر کسی نے اگر دیکھا بھی ہو گا اسے تو بھول جائے گا وہ۔"

سیت رام گردن ہلا کر آگے بڑھ گیا۔ لوگ کھیتوں پر کام کر رہے تھے۔ سیت رام نے مختلف لوگوں سے ابھی ابھی ادھر سے گزرنے والی لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر ایک اور لڑکی ایسی مل گئی جس نے سیت رام کو بتایا وہ تو روپ لیکھا ہے۔ سدرشن ناتھ سنار کی بیٹی۔ سیت رام نے کچا کام نہیں کیا۔ وہ چیتا رہا اور سدرشن ناتھ کے بارے میں ساری معلومات کر آیا کہ وہ کہاں رہتا ہے کیا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے روپ لیکھا کو بھی دیکھ لیا جو وہاں سے سیدھی گھر واپس آگئی تھی اور پھر وہ پکی جانکاری لے کر اپنے دوست کے پاس پہنچ گیا۔ بمل راج بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ سیت رام کو دیکھ کر اس نے پریشانی سے پوچھا۔

"کچھ پتا چلا؟"

"ہاں ہم نے سچ ہی کہا تھا وہ کوئی ہی تھی جو اپسرا بن کر دھرتی پر اتر آئی تھی اور پھر ساون کی ہواؤں کے ساتھ آسمان پر اڑ گئی۔"

"اگر تو مذاق کر رہا ہے سیت رام تو تیرا یہ مذاق اچھا نہیں ہے اور میں اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہوں بجائے اس کے کہ جو کام تجھے کرنے بھیجا ہے اس کے بارے میں ہاں یا نہ کی خبر دے تو مذاق کر رہا ہے مجھ سے۔"

سیت رام جلدی سے بولا۔ "ارے ارے مہاراج من میں جب پریم جاگتا ہے تو منش بہت ٹھنڈا ہو جاتا ہے آپ تو گرما گرم ہو رہے ہیں۔ ابے آپ کا یار سیت رام کسی کام کا پتا لگانے جائے اور اسے خبر نہ ہو سکے۔" سیت رام نے کہا اور بمل راج اسے گھورنے لگا۔

"معلوم کر آیا؟"

"نہ صرف معلوم کر آیا بلکہ اس کا پتا ٹھکانہ بھی دیکھ آیا ہوں اور خود اسے بھی دیکھ آیا ہوں جب من چاہے جا کر اسے دیکھ لو۔"

"سیت رام کون ہے وہ۔ کہاں رہتی ہے' ماتا پتا کون ہیں اس کے؟"

"اس کے پتا کا نام سدرشن ناتھ ہے۔ گھنیری کے رہنے والے ہیں سدرشن ناتھ سنار کا کام کرتا ہے بس اتنی سی کہانی ہے ان لوگوں کی۔ سدرشن ناتھ کی اکیلی بیٹی ہے وہ۔ نام ہے اس کا روپ لیکھا۔ چار بھائیوں کی بہن ہے۔"

"روپ لیکھا۔" بمل راج کے چہرے پر زندگی ابھر آئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ "ہاں بھگوان کی سوگند وہ روپ لیکھا ہی ہے۔"

سیت رام مسکراتی نگاہوں سے بمل راج کو دیکھ رہا تھا اس نے کہا۔

"لیکن مہاراج اب کیا کریں گے؟"

"یہی سوچ رہے ہیں سیت رام کہ اب کیا کریں؟"

"وہ سنار کی بیٹی ہے اور آپ راجکمار۔ یہ بیل کیسے منڈھے چڑھ سکے گی۔"

"اسے منڈھے چڑھانا ہے سیت رام تو ہمارا دوست ہے کوئی ترکیب بتا۔"

"ویسے تو یہ قصے کہانیاں راجکماروں کے نام کے ساتھ بہت بار سنی ہیں لیکن یہ پتا نہیں تھا کہ کبھی یہ کہانیاں اس طرح ہمارے سامنے آجائیں گی۔ مہاراج ایک سیدھا سیدھا راستہ ہے۔"

"وہ کیا؟"

"رانی جی کے سامنے من کھول دیں وہ اگر آپ سے متفق ہو گئیں تو سمجھ لیں کہ کام بن گیا۔"

"بڑی گڑ بڑ ہے سیت رام' بہت سی باتیں من میں آتی ہیں۔"

"کیا کیا؟"

"پہلی بات تو یہ کہ روپ لیکھا بھی ہمیں سویکار کرلے گی یا نہیں۔ دوسری بات یہ کہ کہیں مہارانی جی یہ نہ کہیں کہ وہ ایک سنار کی بیٹی ہے اور ہم کسی سنار کی بیٹی کو راج محل میں نہیں لا سکتے۔ بہت سی باتیں ہیں جن کے بارے میں سوچتا ہوں۔"

"روپ لیکھا سے ملاقات کا کوئی بندوبست کیا جائے؟"

"کیسے؟"

"کوشش کرتا ہوں۔" سیت رام نے کہا اور پھر وہ ان کوششوں میں مصروف ہو گیا لیکن یہ ایک سچ ہے بیاس کہ روپ لیکھا بہت سیدھی سادھی لڑکی تھی۔ اپنے جیون کے لیے اس نے ایک راستہ ضرور چنا تھا' لیکن سیدھے سیدھے راستوں پر چلنے کی عادی تھی چنانچہ سیت رام کی کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکی وہ دوبارہ بمل راج سے ملنے نہیں گئی اور اب جبکہ اس نے اپنے من کی کہانی مجھ پر کھولی ہے تو وہ یہی کہتی ہے کہ اس نے بمل راج کو دیکھا ضرور تھا لیکن اس کے بعد اس کے سپنے کبھی نہیں دیکھے وہ تو جیون میں اپنا ایک مقام چاہتی تھی اس سے آگے اس نے کبھی کچھ نہیں سوچا تھا لیکن بمل راج سیت رام کی ناکامی کے بعد سیدھا اپنی ماں کے پاس پہنچا اور اس نے رانی پرشوتما سے کہا۔

"ماتا جی ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہوں میں آپ سے جسے کہنے کی شاید کبھی ہمت نہ کرتا لیکن کیا کروں من مجبور کر رہا ہے کہ آپ سے من کی بات کہہ دوں۔"

"کیا بات ہے بمل' کہو کیا بات ہے بیٹا؟" اور بمل نے

پوری کہانی اپنی ماں پرشوتما کو سمجھا دی۔ پرشوتما کے من میں ہمیشہ یہ خیال تھا کہ اپنے بیٹے کا گھر بسائے اور وہ اس کے لیے چاروں طرف نظریں دوڑا رہی تھی اب جو بمل راج نے اپنے من کی پسند کا اظہار کیا تو ماں کے دل میں سوئی ہوئی آرزوئیں جاگ اٹھیں۔ اس نے بمل راج سے روپ لیکھا کے بارے میں ساری تفصیلات معلوم کیں اور کہا۔

"تو چنتا نہ کر بمل راج۔ میں فوراً ہی کوئی نہ کوئی بندوبست کرتی ہوں۔" بمل راج نے خوشی سے بے قابو ہو کر کہا۔

"ماتا جی بس اتنا سا کرودھ ہے من میں کہ کہیں آپ یہ نہ سوچیں کہ وہ ایک سنار کی بیٹی ہے اور ہم راجا' آپ تو خیر بہت اچھی ہیں مگر مجھے پتا جی سے خطرہ ہے۔"

"تو نے بہت اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا اب میں دیکھتی ہوں کہ میں اس سلسلے میں کیا کر سکتی ہوں؟"

ماں کا آشیرباد پا کر بمل راج کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ گیا تھا۔ اس نے سیت رام کو خوشی خوشی بتایا کہ ماتا جی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔ سیت رام بھی خوش ہو گیا پھر یوں ہوا کہ رانی پرشوتما نے سنار کے پاس کچھ گہنے بنانے کو بھیجے۔ بہت سے گہنے تھے۔ سنار تو خوشی سے پاگل ہی ہو گیا۔ مہارانی جی کا کام اسے ملا تھا اب تو وارے نیارے ہو سکتے تھے بہت عرصے سے اس کے من میں یہ آرزو تھی کہ کسی طرح اس کے بنائے ہوئے گہنے رانی پرشوتما کی نگاہوں سے گزر جائیں۔ اگر اسے وہاں کا کام مل جائے تو اس کا جیون بن جائے اس نے بہت ہی سندر زیورات بنائے اور رانی کو پیش کئے۔ رانی نے ان زیورات کو دیکھ کر بے حد پسندیدگی کا اظہار کیا اور سنار سدرشن سے کہا۔

"سدرشن ناتھ سنا ہے تیری بیٹی بہت سندر ہے میں اسے یہ گہنے پہنا کر دیکھنا چاہتی ہوں کہ یہ گہنے کیسے لگیں گے اصل میں یہ گہنے میں نے اپنے بیٹے بمل راج کی بہو کے لیے بنوائے ہیں ذرا دیکھنا چاہتی ہوں کہ جب میرے بیٹے کی بہو یہ گہنے پہنے گی تو کیسی لگے گی۔ تو ایک تکلیف تو کر اپنی بیٹی روپ لیکھا کو راج محل میں بھیج دے۔ میں اسے یہ گہنے پہنا کر دیکھنا چاہتی ہوں۔ اسے عزت آبرو کے ساتھ واپس تیرے گھر بھیج دیا جائے گا۔"

سدرشن کو یہ بات ذرا بھی بری نہ محسوس ہوئی اور وہ خود ہی روپ لیکھا کو لے کر محل آ گیا۔ رانی پرشوتما۔ روپ لیکھا کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئی اس نے اندازہ لگا لیا کہ بمل راج کا بے قابو ہو جانا کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ روپ لیکھا ہے ہی اتنی سندر۔ سدرشن کو اس نے واپس کر دیا اور کہا کہ روپ لیکھا میرے ذمے ہے میں اسے کچھ دیر کے بعد واپس بھجوا دوں گی پھر اس نے روپ لیکھا کو سارے گہنے پہنا کر دیکھے۔ اس کے چہرے کا بناؤ سنگھار اس نے اپنی خاص خادماؤں سے کرایا اور خود بھی روپ لیکھا کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گئی۔ بیاس' روپ لیکھا کو یہ گہنے پہنا کر اور ایک خوبصورت سی ساڑھی میں ملبوس کر کے رانی پرشوتما اسے دیکھ ہی رہی تھی کہ مہاراج جگ مان اندر آ گئے انہوں نے روپ لیکھا کو دیکھا تو دنگ رہ گئے اور پتھر کے بت کی مانند کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ رانی پرشوتما نے ان سے کہا۔

"کیسی ہے یہ لڑکی جگ مان مہاراج؟" جگ مان چونک پڑے آہستہ سے بولے۔

"کون ہے یہ۔ کیا آکاش سے اتری ہے؟"

"یہی سمجھ لو' کیسی لگ رہی ہے۔"

"کاش یہ چندرما ہمارے گھر میں اتر آئے۔" جگ مان مہاراج نے کہا۔

"سوچ لیجئے کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"

"بھگوان کی سوگند ہم من سے یہ چاہتے ہیں۔" رانی پرشوتما خوش ہو گئی۔ گویا اب بمل راج کا کام بالکل ہی آسان ہو گیا تھا اس نے کہا۔

"یہ سدرشن سنار کی بیٹی ہے اور ہم نے سنار سے گہنے بنوائے تھے وہ گہنے پہنا کر اسے دیکھ رہے تھے۔"

جگ مان خاموش ہو گئے اور روپ لیکھا کو واپس اس کے گھر پہنچا دیا گیا۔ سدرشن سنار کو اتنا کچھ دیا گیا کہ وہ نہال ہو گیا اور اس نے خوشی خوشی اپنی دھرم پتنی سے کہا کہ اب تو کسی نہ کسی طرح روپ لیکھا کا بیاہ کہیں کر ہی دیا جائے۔ اچھی طرح رخصت کر دیا جائے گا اسے۔ بعد میں بیٹے رہ جاتے ہیں تو بیٹوں کی مجھے کوئی چنتا نہیں ہے۔"

رانی پرشوتما نے بمل راج سے کہا کہ مہاراج جگ مان نے بھی اسے پسند کر لیا ہے اور اب اسے اپنی بہو بنا کر لانے میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔ میں بہت جلد اس سلسلے میں قدم اٹھاؤں گی پھر وہ واپس ریاست چلے گئے' لیکن جگ مان مہاراج کسی اور ہی چکر میں تھے۔ انہوں نے جو الفاظ کہے تھے ان کا مطلب وہ نہیں تھا جو رانی پرشوتما سمجھی تھی۔ جگ مان مہاراج نے ریاست کے دیوان کرن سنگھ سے اپنے من کی بات کی اور بولے۔

"بھگوان کی سوگند کرن سنگھ وہ لڑکی ہماری ہونی چاہیے۔ تم ایسا کرو بہت سا مال و دولت لے کر سدرشن سنار کے پاس چلے جاؤ۔ گھنیری میں جا کر اس سے کہو کہ اس کی بیٹی تو راج محلوں میں جانے کے قابل ہے وہ کسی اور سے اس کا بیاہ نہ کرے۔ جاؤ اس سے کہنا کہ ہمارے دوسرے سندیس کا انتظار کرے۔ سو ریاست کا دیوان کرن سنگھ مہاراج جگ مان کی ہدایت کے مطابق وہاں پہنچ گیا اور پہنچنے کے بعد اس نے وہی سب کچھ کیا جو جگ مان مہاراج نے کہا تھا۔ سدرشن تو حیرت سے پاگل ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"مہاراج۔ کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگو تیلی' مہاراج اگر روپ لیکھا کو اپنے محل میں جگہ دینا چاہتے ہیں تو میرے اور

روپ لیکھا کے بھاگ ہیں۔ ان سے کہنا سدرشن آپ کا داس ہے اور آپ کی مرضی کے بناء کچھ نہیں کر سکتا۔" چنانچہ کرن سنگھ واپس چلا گیا۔ ادھر رانی پرشوتما سوچ رہی تھی کہ بھل راج کے لیے سدرشن کے کانوں میں بات تو ڈال دی جائے سو ایسا ہوا کہ وہ خود ہی دوبارہ گھنیری پہنچ گئی اور اس نے سدرشن کو خفیہ طریقے سے راج محل میں بلوالیا۔ اس نے کہا۔

"سدرشن' بات اصل میں یہ ہے کہ تمہاری بیٹی روپ لیکھا ہمیں پسند آگئی ہے اور ہم اسے اپنی بہو بنانا چاہتے ہیں۔ ہمارے بیٹے بھل راج کو تم نے دیکھ لیا ہوگا اور ویسے بھی راجکماروں کا کیا دیکھنا' لیکن بھل راج عام قسم کا راجکمار نہیں ہے وہ بہت اچھا لڑکا ہے پھر تمہاری بیٹی ہماری نگاہوں میں رہے گی تم کسی قسم کی چنتا مت کرنا۔" سدرشن نے کہا۔

"مہارانی جی میں تو پہلے ہی ہاں کر چکا ہوں۔ کرن سنگھ مہاراج۔ مہاراج جگ مان کا سندیس لے کر آئے تھے۔"

"اچھا کب؟"

"ابھی زیادہ سمے کہاں گزرا ہے۔"

"چلو یہ بہت اچھا ہوا اس کا مطلب ہے کہ مہاراج جگ مان کے من میں بھی وہی ہے جو ہمارے من میں۔" چنانچہ رانی پرشوتما مطمئن ہو کر چلی گئی۔

"ادھر اپنے جگ مان مہاراج اپنے دیوان کرن سنگھ کی معرفت ساری تیاریاں کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ یہ شادی خفیہ طریقے سے ہوگی ضروری نہیں ہے کہ بہت سے لوگ جمع ہوں۔ باجے گاجے اور ڈھول تاشے ہوں تم گھنیری جاکر سدرشن سے کہہ دو کہ ہم بارات لے کر آرہے ہیں اور اس کے لیے کوئی دن مقرر کر دو۔"

دن تاریخ وغیرہ طے ہوئی اور کرن سنگھ سازو سامان سے لدا ہوا سدرشن کے ہاں پہنچ گیا۔ گھنیری میں راج محل کی بارات کا انتظام کیا جانے لگا۔ سدرشن نے بساط بھر جو اسے کرنا تھا وہی کیا اور اس کے بعد بارات گھنیری پہنچ گئی۔

"لیکن جب بھل راج کے بجائے مہاراج جگ مان دولہا بنے ہوئے نیچے اترے تو سدرشن ساکت رہ گیا۔ اس کے دیوتا کوچ کر گئے تھے۔ وہ بری طرح پریشان ہوگیا۔ اس نے دیوان وکرم سنگھ کو الگ لے جاکر کہا۔

"یہ کیا ہے مہاراج؟"

"کیا؟"

"دولہا کون ہے؟"

"ہمارے مہاراج۔"

"مگر کیوں؟"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" وکرم سنگھ حیرانی سے بولا۔

"مجھے تو بتایا گیا تھا کہ یہ رشتہ بھل راج کے لیے مانگا گیا ہے۔"

"پاگل ہوئے ہو سدرشن۔ موت آرہی ہے کیا تمہاری۔ رشتہ مہاراج نے اپنے لیے مانگا تھا اور میں نے تم سے انہیں کے لیے بات کی تھی۔"

"مگر مہارانی پرشوتما نے راجکمار بھل راج کے بارے میں بات کی تھی۔"

"کب؟"

"وہ کئی بار آچکی ہیں اور ان سے بات پکی ہوگئی ہے۔ سدرشن نے بتایا اور وکرم سنگھ بھی پریشان ہوگیا۔ وہ دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

"دیکھو سدرشن۔ یہ راج محلوں کے کھیل ہیں۔ وہ مہاراج اور راج کمار۔ آگے کا کام مہاراج کے لیے چھوڑ دو۔ اپنا معاملہ وہ خود سنبھال لیں گے۔ بارات آچکی ہے تم پھیرے کرا دو۔ بعد میں اپنا معاملہ وہ خود نمٹا لیں گے۔"

سدرشن کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ اب اگر بیاہ سے انکار کرتا ہے تو اس کے پریوار کے ٹکڑے کر دیے جائیں گے۔ مہاراج بارات خالی لے جانے سے تو رہے مگر دوسری طرف بیٹی کا خیال بھی تھا۔ وہ اندر آگیا اور اس نے رو رو کر یہ بات پتنی اور بیٹی کو بتا دی۔ سب کا برا حال ہوگیا تھا۔ سدرشن نے بیٹی سے بنتی کی کہ ماتا' پتا اور بھائیوں کی جان بچانے کے لیے وہ اپنا بلیدان دے دے۔ میں باہر جاکر پھیروں کی تیاریاں کرتا ہوں۔ سدرشن کی ماں تو رونے پیٹنے میں لگ گئی مگر روپ لیکھا خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور چپ چاپ سے باہر نکل گئی۔

اس کے گھر کے پچھواڑے کچھ دور ایک اندھا کنواں تھا۔ وہ خاموشی سے اس کنویں میں کود گئی۔ اس نے گہنے اور کپڑے کنویں کے کنارے رکھ دیے تھے کہ دوسروں کو پتا چل جائے۔

مگر بھیا بیاس۔ ہم بھاگ بھرے اس کنویں میں بیٹھے جاپ کر رہے تھے۔ سب سے بڑھیا جگہ ہمیں وہی نظر آئی تھی یہاں کوئی نہ آتا تھا۔ ارے دیا رے دیا۔ گردن ہی ٹوٹ گئی تھی ہماری چوٹ تو ہمیں لگی تھی وہ تو ہمارے اوپر گری تھی۔ وہ تو بے ہوش ہوئی تھی ہم بھی ہو گئے پھر ہم دونوں کو ساتھ ساتھ ہوش آیا تھا۔ اس نے ہمیں اپنی کہانی سنائی اور ہم اسے لے کر نکل آئے۔ تب سے وہ ہمارے پاس ہے۔

میں حیرت و دلچسپی سے یہ کہانی سن رہا تھا۔ میں نے چونک کر پوچھا۔

"دولہا میاں کا کیا ہوا؟"

"ہمیں کیا معلوم۔" خیر میں نے کہا اور میں عجیب نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ عجیب کہانی تھی۔ بہت عجیب اور دلچسپ انسانوں کی ایک اور انوکھی کہانی جسے بہرحال آگے بڑھنا تھا لیکن کیسے.....؟ کیسے؟"

بہت دیر تک میں خاموشی سے چترنس کی صورت دیکھتا رہا پھر میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ "بہت عجیب کہانی ہے چترنس مہاراج۔"

"ہاں ہے تو مگر بیاس' سنسار میں ایسی بہت سی کہانیاں بکھری پڑی ہیں۔ یہ دو ٹانگوں والا جانور ایسی ہی کہانیوں کے بیچ جی رہا ہے اور یہی اس کے جیون کا کارن ہے۔"

"دو ٹانگوں والا جانور؟" میں نے سوالیہ نگاہوں سے چترنس کو دیکھا۔

"منش کی بات کر رہا ہوں۔ اصل میں بیاس تیرا واسطہ تو برسوں سے منش سے نہیں پڑا ہے تو اس کے جیون کی کہانیوں کو بہت تھوڑا سا جانتا ہے اپنے بارے میں جو کچھ تو نے مجھے بتایا میں جانتا ہوں سب سچ ہے۔ تجھے مجھ سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت پر تیرا بچپنا تھا جب تو نے سنسار تیاگ دیا اور اس کے بعد تجھ پر پوری طرح اشیش بھگونت کا تسلط رہا اور تو سنسار سے دور ہی دور رہا چنانچہ تجھے سنسار کی کہانیاں بہت تھوڑی ہی معلوم ہیں۔"

"یہ سچ ہے چترنس مہاراج' میں تو یوں سمجھو کہ اب ہوش کے عالم میں سنسار باسیوں کو دیکھ رہا ہوں کیسے ہیں یہ سارے کے سارے۔ سب کے سب لوبھی۔ سب کے سب ہتھیارے ایک دوسرے کے جیون کے بیراگی۔ یہ سب ایک دوسرے سے پریم کیوں نہیں کرتے مہاراج؟"

"بھگوان نے تو پریم ہی کو بنیاد بنا کر سنسار جنم دیا تھا مگر کیا کیا جائے ایک پریم روگی بیچ میں آگیا۔"

"کون؟"

"شیطان پھر ویسے بھی بھگوان کے کام نیارے ہی ہوتے ہیں۔ آخر اسے بھی تو کچھ نہ کچھ دیکھنا ہی تھا۔ اپنے بنائے ہوئے اس سنسار میں سو شیطان آگیا منش کے بیچ اور اس نے اپنا کھیل شروع کر دیا۔ میں تو سمجھتا ہوں اگر شیطان بیچ میں نہ آتا تو سنسار کے سارے کام ہی رک جاتے منش بس ایک دوسرے سے پریم کرتے اور جیتے۔ اس طرح سنسار کا رنگ الگ ہو جاتا اور پھر سورگ کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ سورگ بھی تو بنایا ہے بھگوان نے اور اس میں منش ہی رہیں گے بھلا کیا فرق محسوس ہوتا انہیں نرکھ اور سورگ میں۔ سو سنسار ایک طرح سے نرکھ ہی بن گیا اور سورگ سورگ ہے۔"

میں چترنس کی باتوں پر غور کرتا رہا اور پھر میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک کہتے ہیں مہاراج۔"

"سو یہ کہانی سن لی تو نے؟"

"ہاں مہاراج۔"

"اب تو جانتا ہے بیاس کہ بھوج لیکھا کے چار پنوں کا گیان کتنا مہنگا پڑا تجھے۔"

"میں سمجھا نہیں مہاراج۔"

"اس گیان کا دان تو دے دے نا۔"

"دان؟"

"تو اور کیا۔"

"میں کیا دان دے سکتا ہوں مہاراج۔"

"تو کیا سمجھتا ہے روپ لیکھا ایسے ہی پہاڑیوں میں جیون بتا دے گی۔"

"جی۔" میں نے حیرانی سے کہا۔

"ہاں بیاس تو جانتا ہے میں کتنا بوڑھا اور کمزور ہو چکا ہوں۔ میرے جیون کی کہانی تو بہت تھوڑی سی رہ گئی ہے۔ ارے باؤلے میں تو نہ جانے کہاں ہوتا اس سنسار میں مرنے کے لیے اگر کوئی ایسی جگہ مل جائے جہاں منش کا سایہ تک نہ ہو تو اس سے اچھی جگہ اور کوئی نہیں ہوتی۔ میں نے تو یہی سوچا تھا اپنے جیون کی کہانی ختم کرنے کے لیے کہ بس سنسان جھرنے ہوں۔ آس پاس پرندے ہوں جنگل درخت ہوں ہوائیں ہوں اور جب منش جیون کی بازی ہار جائے تو اس کے آس پاس اس کے لیے رونے والے یہ معصوم پرندے ہوں اور کوئی نہ ہو۔ سنسار باسی تو بڑے کالے دل والے ہو گئے ہیں۔ پاپی خلوص سے روتے بھی نہیں ہیں ہر ایک کے من میں اپنا اپنا خیال ہوتا ہے اور وہ نہ جانے کیا کیا سوچتے ہیں اگر کوئی کسی کے لیے آنسو بھی بہائے تو یا تو اس کا اتنا اپنا ہو کہ آنسو اس کی آنکھوں سے نہیں من سے نکلیں اور اگر ایسا نہیں تو پھر رونے والے رونے کے بہانے ہنستے ہیں۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں مہاراج سنسار میں واقعی ایسا ہی ہوتا ہو گا۔"

"ہو گا نہیں رے ہوتا ہے دیکھے گا اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھے گا اور پھر اپنے صدیوں کے گیان کو بھول جائے گا اور سوچے گا کہ چتر مہاراج ہی ٹھیک کہتے تھے۔"

"آپ کی کسی بات کو میں نے کبھی غلط نہیں سمجھا جنسی مہاراج۔"

"دھنیہ واد ہے تیرا اور کیا کہیں ہم۔"

"تو پھر میرے لیے کیا آگیا ہے؟"

"دیکھ رے بیاس، بھگوان نے تجھے امر شکتی دی ہے۔ تیرے شریر میں اتنی جان ہے کہ تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تو دیوتا سمان ہے پر انسان ہے۔ انسانوں کے دکھ کو دیوتاؤں کی آنکھ سے نہیں دیکھتا وہ تو مہان ہوتے ہیں۔ بڑائی سے سوچتے ہیں۔ زمین پر کھڑے ہو کر سوچنے والا تو منش ہی ہوتا ہے وہ جو کہتے ہیں نا کہ جس تن لاگے سو تن جانیں۔ تو منش کے جیون کے بارے میں جو کچھ جان سکتا ہے دیوتا اس انداز میں نہیں جانتے ان کے پاس تو دیا شکتی ہوتی ہے۔ بس ہاتھ اٹھایا سب کچھ کر ڈالا پر منش کو کچھ کرنے کے لیے جو کٹھنائیں بھوگنی ہوتی ہیں وہ الگ ہوتی ہیں اور ان کا درد تو ہی جان سکتا ہے سو بیاس بھگوان نے تجھے جو شکتی دی ہے وہ دیوتاؤں کی شکتی ہے۔ پر تو منش ہے۔ منش جیسے کام کرتا۔ اس بے چاری کو اپنے ساتھ لے جا اس کی بستی میں جا بھگوان کی سوگند مجھے نہیں معلوم کہ گھنیری میں اس کے پریوار کے ساتھ کیا ہوا پھر بے چارہ سدرشن سنار اپنی بیٹی کے غم میں اندھا ہی ہو رہا ہو گا۔ اس کی موت پر یقین کر چکے ہوں گے سارے کے سارے یا پھر ہو سکتا ہے کوئی اور بات ہو اگر کسی کے من کو تیری وجہ سے شانتی مل جائے تو یہ تو بڑی بات ہو گی۔"

"مجھے اس سے انکار نہیں ہے مہاراج لیکن بعد میں دوسرے چکر بھی تو آسکتے ہیں۔ کیا جگ مان دوبارہ کوشش نہیں کرے گا۔"

"تو پھر تیرا کام ہی کیا۔ اکیلے تو اس کے ماتا پتا کے پاس میں بھی پہنچا دیتا اور کچھ نہیں تو اتنا سے گزرنے کے بعد بستی کے کنارے ہی چھوڑ دیتا۔ یہ اپنے گھر چلی جاتی۔ اصل میں یہی تو سوچتا رہا ہوں میں کہ کیا کروں اس کے لیے میرے پاس شریر شکتی تو ہے نہیں کہ سنسار سے لڑ جھگڑ کر اپنا کام کرا لوں۔ جہاں تک گیان شکتی کا تعلق ہے تو وہ بھی بس اتنی ہے کہ کام چل جائے اب بھگوان نے تیرا سہارا دیا ہے تو کیا یہ بھی تجھے میں ہی بتاؤں کہ تجھے اسے جگ مان سے کیسے بچانا ہے؟"

میں گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں گرو مہاراج میں ایسا کام کر لوں گا مجھے اس کی چنتا نہیں ہے۔ بس مجھے تو آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ مجھے کرنا کیا ہے؟"

"اگر مجھ سے پوچھتا ہے تو میں تو بس اتنا ہی کہوں گا بیاس کہ روپ لیکھا کو اس کا صحیح جیون دے دے۔ بھگوان کی سوگند ویسے تو سنسار میں جو بھی مجھے ملا اور جس کے جتنا کام آسکا اتنا کام میں ضرور آیا لیکن روپ لیکھا کی بات اور ہے۔"

"کیا....؟"

"میں نے سنسار میں کبھی من کے سودے نہیں کیے۔ کسی کو اپنی پر میکا نہیں بنایا کوئی میرے جیون میں ایسے نہیں آیا کہ بس اس سے رشتے بن جائیں۔ پر روپ لیکھا سے میرا رشتہ بن گیا ہے۔ بیٹیوں جیسا مانا ہے میں نے اسے اور اس نے بھی میری ایسے ہی سیوا کی ہے پر بیاس، سنسار میں رہ کر منش اتنا لوبھی نہیں ہو سکتا کہ اپنے ہی بارے میں سوچے ارے یہ تو سارے سنسار کا کام ہے جو سنسار تیاگ دیتے ہیں وہ تو ایسے نہیں سوچتے۔ اس کا جیون پڑا ہوا ہے۔ میں یہ بھی سوچ سکتا تھا کہ چلو اچھا ہے جیون کے آخری سانس تک وہ میرا ساتھ دے گی لیکن پھر، پھر اس کا کیا ہو گا۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں مہاراج۔ میں روپ لیکھا کو گھنیری

لے جاؤں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"کمیری لے جانا۔ سدرشن سنسار کے بارے میں معلوم کرنے میں تجھے کوئی دقت نہیں ہو گی اور پھر روپ لیکھا بھی اپنا گھر پہچانتی ہے۔ بس تو یہ کرنا کہ اس سے تک ان لوگوں کا ساتھ دینا جب تک تجھے یہ وشواس نہ ہو جائے کہ اب ان کے جیون کا بیراگی کوئی نہیں ہے اور ہاں ایک بات تیرے کان میں ڈال دوں ۔ سنسار میں پریم کی بات ہم پہلے ہی کر چکے ہیں' پریم کے بنا تو یہ سنسار سر سبز ہی نہ ہوتا۔ پریم بھاؤنا ہر من میں موجود ہے اور بے چاری روپ لیکھا بھی اس سے خالی نہیں ہے۔ وہ بھی کسی سے پریم کرتی ہے۔"

"کس سے؟"

"بل راج سے۔ یہ بات میں نے اپنے گیان سے معلوم کی ہے اس کے ہونٹوں سے نہیں۔"

"او ہو اچھا' مگر تم تو کہہ رہے تھے مہاراج۔"

"جو کچھ کہہ رہا تھا اسے بھول جا' وہ بل راج سے پریم کرتی ہے۔ کیونکہ ناری جب اپنے من میں کسی کی مورت بٹھاتی ہے تو پھر یوں سمجھ لے کہ وہ مورت ہی اس کا سنسار ہوتی ہے۔ وہ مورت ہی اس کا جیون ہوتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کی زبان پر تالا پڑا ہوتا ہے۔ پر جھانکنے والی آنکھیں من کے اندر جھانک لیتی ہیں۔ ہو سکے اور بل راج مل جائے تجھے تو ان دونوں کو ایک کر دینا حالانکہ جگ مان بڑا خراب انسان ہے لیکن خرابیوں کو دور کرنے کے لیے ہی تو میں تجھے بھیج رہا ہوں۔"

"آپ چنتا نہ کریں مہاراج۔ اگر ایسی بات ہے تو میں آپ کا سارا حکم آپ کی مرضی کے مطابق ہی پورا کروں گا۔"

"اگر تو اسے حکم سمجھتا ہے تو سمجھ لے اور کچھ نہیں ہے تو کم از کم ایک کمزور بوڑھا تو ہوں میں' کمزوری سے بھی محبت کی جاتی ہے۔ طاقت کے پجاری تو سبھی ہوتے ہیں لیکن جو کمزوروں کو من میں بسائے اصل طاقت ور تو وہی ہوتا ہے۔"

"آپ کی باتیں بہت بڑی ہیں مہاراج۔"

"تارے سنسار میں منش کو جو کچھ سکھا کر بھیجا گیا ہے وہی ساری باتیں میں تجھ سے کہہ رہا ہوں اب یہ دوسری بات ہے کہ منش نے اپنی بھاشا الگ بنالی ہے اور اس کا کارن بھوگ رہا ہے وہ۔ جتنی پریشانیاں ہیں اس کی اپنی بھاشا کا کارن ہیں۔"

"آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ تو مجھے کب جانا ہے مہاراج۔"

"اب جب یہ ساری باتیں ہو ہی گئی ہیں تو وہ جو کہتے ہیں کہ کل کرے سو آج کر اور آج کرے سو اب دیر کرنا تو کسی کام میں اچھا ہی نہیں ہوتا۔"

"روپ لیکھا سے تو بات کر لیں۔"

"ہاں تیرے سامنے ہی بات کر لیتے ہیں۔"

اس کے بعد چتر بنس مہاراج نے روپ لیکھا کو تلاش کر لیا۔ موہنی' مسکاتی اپنے کاموں میں مصروف تھی کہ چتر بنس مہاراج نے کہا۔

"چھوڑ دے روپ لیکھا سارے کام تو نے تو میرے شریر کو اپاہج بنا کر رکھ دیا۔"

"ارے مہاراج تمہارے شریر کو کیا اپاہج بنا دیا میں نے۔ کیا یہ سارے میرے کام نہیں ہیں۔"

"نہیں روپ لیکھا بس تیرا فرض پورا ہو چکا اب تو ہماری جان چھوڑ بابا تیری وجہ سے بھگوان ہم سے دور ہو گئے۔" چتر بنس نے کہا اور روپ لیکھا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ اس کے ہونٹ کپکپانے لگے تھے پھر وہ آہستہ سے بولی۔

"مجھ سے کوئی بھول ہو گئی مہاراج۔"

"نا بھول تو ہم سے ہی ہوئی تھی۔ اچھے خاصے کنوئیں میں بیٹھے تپیا کر رہے تھے کہ تو آن پڑی ہمارے سر۔ کھوپڑی اور گردن الگ توڑ دی اور اس کے بعد سے پیٹھ پر مسلسل بوجھ بنی ہوئی ہے۔"

"میں بوجھ بنی ہوئی ہوں تمہاری پیٹھ پر۔" روپ لیکھا نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"ہاں ری بیٹیوں کا بوجھ کتنا بھاری ہوتا ہے تو کیا جانے باؤلی۔"

"دیکھو بیاس! یہ مہاراج کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا ہو گیا ہے انہیں آج۔ یہ تو مجھے بڑے من سے چاہتے تھے ہمیشہ مجھ سے پریم کرتے تھے۔ آج یہ نہ جانے مجھے کیا کیا کہہ رہے ہیں۔"

"برا نہ مانو روپ لیکھا مہاراج ٹھیک کہہ رہے ہیں۔"

"لو تم بھی انہی کی باتوں میں شامل ہو گئے۔"

"نہیں مہاراج نے مجھے جو کچھ بتایا ہے اس کے تحت مجھے ان کی ہاں میں ہاں ملانی ہی ہے۔"

"کیا بتایا ہے مہاراج نے؟"

"تمہاری کہانی۔"

"ہیں۔"

"ہاں تمہاری کہانی۔"

"کیوں بتا دی آپ نے میری کہانی بیاس کو مہاراج۔"

"اس لیے کہ اب اس کہانی کو آگے بڑھنا چاہیے۔"

"نہیں مہاراج' یہ کہانی تو اب میرے جیون کے ساتھ انہی خوبصورت پہاڑیوں میں ختم ہو جائے گی۔"

"یہ تو کہہ رہی ہے پگلی مگر تیرے بھاگ لیکھا میں یہ لکھا ہی نہیں ہے کہ تو جیون کی ساری خوشیاں پائے گی ایسا سنہرا جیون بتائے گی تو کہ دیکھنے والے تجھ پر رشک کریں۔ اس ناگ کو یہاں بلاوجہ نہیں بھیجا گیا ہے۔ یہاں اسے اس لیے بھیجا گیا ہے کہ تیرے بھاگ اچھے ہوں۔ تجھے بیاس کے ساتھ جانا ہے۔"

"مگر کہاں؟" روپ لیکھا چونک کر بولی۔

"گھمیری بستی۔"

"وہاں ..... وہاں تو مہاراج میرے سارے کے سارے دشمن ہی ہوں گے۔"

"باؤلی وہاں تیرے ماتا پتا بھی تو ہیں۔"

"سو تو ہیں لیکن..... لیکن....."

"بس اب تیاریاں کر لے زیادہ سمے نہیں ہے نہ میرے پاس نہ بیاس کے پاس۔"

میں نے روپ لیکھا کو دوہری کیفیت کا شکار پایا تھا کبھی اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نظر آتے اور کبھی وہ اداس ہو جاتی۔ بہرحال چتربنس نے جو کچھ کہا وہ تو کرنا ہی تھا جانے سے پہلے میں نے روپ لیکھا سے کہا۔

"چونکہ ہمیں ایک لمبا سفر کرنا ہے اور راستے پر خطر ہو سکتے ہیں تمہارے لیے۔ اس لیے بہتر ہے کہ تھوڑا سا بھیس بدل لو۔" چتربنس مسکراتے ہوئے بولا۔

"بیاس کی عقل تیرے ساتھ ہے اور چندر کھنڈ نے یہ عقل اپنے لیے تیار کی تھی لیکن بھگوان کے کھیل نیارے ہیں یہ اس کے کام نہ آ سکی مگر تیرے کام آ رہی ہے۔ وہ ٹھیک کہتا ہے بھیس بدل لینا زیادہ اچھا رہے گا۔"

پھر روپ لیکھا نے اپنے چہرے پر ہلکا ہلکا بھبوت مل لیا۔ ناک میں بڑی سی لونگ پہنی، سر پر کونڈلی اور اس کے بعد اوڑھ لی اوڑھنی اور گھیردار لہنگا جیسے بنجارنیں ہوتی ہیں اور یہ روپ ان خانہ بدوشوں کا سا تھا جنہیں میں نے دیکھا تھا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سپیروں کی سنتا اور اس کے بعد جتنی نظر آئیں وہ روپ لیکھا جیسی نہ تھیں۔ بے شک بھبوت نے روپ لیکھا کے چندن جیسے رنگ کو میلا کر دیا تھا لیکن اس کے حسین نقوش اس کے ہونٹوں کے گلاب اس کی آنکھوں کی دلکشی اس کی چال کا بانکپن بھلا یہ بدلا ہوا بھیس کیسے چھین سکتا تھا۔ ہم جانے کے لیے تیار ہوئے۔ چتربنس نے مسکراتے ہوئے ہمیں رخصت کیا لیکن روپ لیکھا زار و قطار رو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے بہتے ہوئے کاجل نے اس کے رخسار داغدار کر دیئے تھے۔ چتربنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں روپی روتے نہیں بیٹا۔ بیٹیوں کا تو کام ہی یہ ہوتا ہے پتا کے گھر سے رخصت ہوتی ہی ہیں وہ۔ بس اب تو جا اور سن بعد میں کبھی ادھر پلٹنے کی کوشش نہ کرنا۔ یہ کوشش تیرے ہی لیے نہیں میرے لیے بھی بڑی بری ثابت ہو گی۔ بیاس اب روپ لیکھا کی رکھشا تیرے ذمے ہے۔"

میں نے خاموشی سے گردن ہلا دی بہرحال یہ فرض پورا کرنا تھا۔ خصوصاً اس لیے کہ چتربنس نے مجھے بھوج لیکھا کے چار پنوں کا گیان دیا تھا اور یہ گیان مجھ پر فرض تھا۔ سو روپ لیکھا کو لے کر میں چل پڑا۔ ایک حسین اور نوجوان لڑکی کا ساتھ جس کے انگ انگ سے مستی پھوٹے جس کی چال قدم قدم پر لاکھوں فتنے جگائے بڑی تپسیا کی بات تھی کہ من میں کوئی میل نہ آئے۔ اگر میری عمر کا تجزیہ کیا جائے تو پہلی بات یہ ہے کہ نجانے کتنے بڑھاپے خود پر سے گزار چکا تھا یہ دوسری بات ہے کہ عمر ابھی ایسا لگتا تھا جیسے شروع ہی ہوئی ہے۔ لیکن پختگی بہرطور تھی۔ خاص طور سے کردار میں جہاں غلاظتوں کو قریب نہ پھٹکنے دیتا ہو وہاں اپنے آپ کو بچانے کی صلاحیت بھی رکھتا تھا اور روپ لیکھا کے بارے میں تو یہ معلوم ہی ہو چکا تھا کہ وہ عمل راج کو دل میں رکھتی ہے سو اس کی طرف سے بھی کوئی ایسی ویسی بات نہ تھی۔

ہم دو ایسے بنجاروں کی طرح سفر کرتے رہے جو اپنی راہ سے بھٹکے ہوئے ہوں۔ منزل پہ منزل آتی رہی۔ دن اور رات کا یہ سفر ہم نے آرام سے طے کیا تھا۔ چتربنس نے راستے بتا دیئے تھے اور ان راستوں سے گزرنا ہمارے لیے مشکل نہیں تھا۔ ہر وہ نشان مل رہا تھا جو یہ احساس دلائے کہ ہمارا رخ گھمیری ہی کی جانب ہے۔ سو پھر یوں ہوا کہ پانچ دن اور پانچ راتیں گزریں اور اس صبح جب سورج نے سر ابھارا تو ہمیں خانہ بدوشوں کی ایک چلتی پھرتی آبادی نظر آئی۔ چھوٹے چھوٹے ڈیروں کا شہر ڈال لیا گیا تھا اور اس کے درمیان خانہ بدوش چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس وقت جس درے سے ہم گزر رہے تھے یہ آبادی اسی درے کے آخری سرے پر تھی اور یہ ممکن نہیں ہو سکتا تھا کہ ہم اس سے کترا کر نکل جائیں۔

پھر ہم اس آبادی کے پاس سے گزرے اور ظاہر ہے ہمارا دیکھ لیے جانا کوئی ایسی بات نہیں تھی جو باعث تعجب ہو اور میں اس کے لیے تیار تھا کہ اگر کوئی مشکل پیش آئے تو اس سے نمٹ لیا جائے لیکن یہ خانہ بدوش پرامن تھے اور بستی بستی کوچے کوچے سفر کرتے تھے۔ یہ نٹوں کا ایک قبیلہ تھا جو آبادیوں میں جا کر کھیل تماشے دکھایا کرتا تھا۔ ڈگڈگیاں اور سارنگیاں بیچتا تھا۔ کاغذ کے پھول بنا کر بیچتا تھا اور اس طرح اپنے پیٹ بھرنے کا سامان کرتے تھے یہ، لیکن کام وہی کا وہی تھا۔ قبیلے کی تنظیم لازمی ہوتی ہے اور جہاں تنظیم نہ ہو وہاں برائیوں کا راج ہوتا ہے سو یہاں بھی ایک تنظیم تھی۔ قبیلے کا ایک سردار بھی تھا جس کا نام دھرم پال تھا۔ بوڑھا دھرم پال نہایت تندرست و توانا تھا اور قبیلے پر اس کی حکمرانی تھی۔ مجال ہے کہ کوئی اس کے حکم کے خلاف ایک پاؤں ادھر سے ادھر رکھ پائے۔ سو اس نے ہمیں دیکھا چار آدمی ہماری طرف دوڑا دیئے کہ ہمیں بلا کر لے آئیں اور ہم نے بھی اس پرخلوص دعوت کو رد نہ کیا اور بلانے والوں کے ساتھ چل پڑے۔ تب دھرم پال نے بڑے پیار سے ہمارا سواگت کیا اور کہنے لگا۔

"مہاراج ادھر سے گزر رہے تھے ہم نے سوچا کچھ جل پانی

پیش کر دیں۔ ہم غریب نٹ ہیں اور کھیل تماشے دکھا کر جیون بتاتے ہیں تمہاری زیادہ سیوا تو نہیں کر سکیں گے لیکن جو تھوڑا بہت بھوجن پانی ہمارے پاس موجود ہے وہ کرتے جاؤ گے تو ہمیں خوشی ہوگی۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ مہاراج آپ کا کیا نام ہے؟"

"دھرم پال ہے ہمارا نام۔ نٹ ہیں پشتوں کے۔"

"میرا نام بیاس ہے اور یہ میری بہن روپ لیکھا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"کہاں جا رہے ہو؟"

"ہم کھنیری بستی جا رہے تھے۔"

"ارے کیا سچ۔" دھرم پال نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں مہاراج، لیکن آپ کو تعجب کیوں ہوا؟"

"تعجب نہیں خوشی ہوئی ہم بھی تو کھنیری ہی جا رہے ہیں۔ بس تھوڑی دیر کے بعد یہاں سے ڈیرے اٹھانے ہی والے تھے۔ کھنیری میں ہم ڈیرے لگائیں گے اور وہاں کافی دن رکیں گے۔ بڑی اچھی جگہ ہے۔"

"واہ یہ تو اچھا ہوا۔" میں نے کہا۔

"اچھا نہیں بلکہ بہت اچھا ہوا۔ تمہیں بھی اکیلے سفر کرنے میں پریشانی نہیں ہوگی اور پھر بٹیا بھی ساتھ ہے۔ ہمارے پاس جو بیل گاڑیاں ہیں ان میں تمہیں اور بٹیا کو بیٹھنے کے لیے آرام سے جگہ مل جائے گی۔"

"آپ کو تکلیف ہوگی مہاراج۔"

"نا بیاس بھیا نا ایسی بات نہ کرو، منش کے کام آکر کسی کو کوئی تکلیف ہوئی ہے آج تک۔"

"بہت بہت شکریہ دھرم پال جی۔ میں آپ کے پاس آکر بہت خوش ہوا ہوں۔"

"اچھے لوگوں کے اچھے کام ہمیں کھلایا پلایا گیا۔ میرے بارے میں تو خیر آپ کو معلوم ہی ہے کہ کھانا پینا میری زندگی کی ایک اہم ضرورت نہیں ہے۔ لیکن روپ لیکھا کے لیے اچھا ہوا تھا کہ اسے آرام کرنے کا موقع مل گیا تھا اور باقی سفر کے لیے گاڑی بھی۔ سو یہی ہوا۔ بنجاروں نے ڈیرے اٹھائے تو میں نے بھی اپنا فرض پورا کیا۔ حالانکہ مجھے اس سے روکا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ مہمان کام نہیں کرتے لیکن میں نے کہا کہ دھرم پال مہاراج، مہمان جب تھا سو تھا۔ اب تو آپ کے قبیلے کا ایک ہمسفر ہوں اور اس کارواں کے سفر میں میرا بھی تھوڑا بہت حصہ ہونا چاہیے۔ دھرم پال نے مسکرا کر مجھے ڈیرے اکھاڑنے کی اجازت دے دی تھی۔ ابھی سارے خیمے پوری طرح اکھڑے بھی نہیں تھے کہ اچانک ایک شور مچا اور میں چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ دھرم پال کچھ چھوٹے بچوں کے ساتھ ایک جگہ کھڑا ہوا ڈیرے اکھاڑنے کا کام دیکھ رہا تھا کہ اچانک ہی مخالف سمت سے ایک سانڈ دوڑتا ہوا نظر آیا۔ وہ جنگلی سانڈ تھا اور اسے دیکھ کر شدید ہیبت طاری ہوتی تھی۔ یہ لمبے لمبے سینگ جو سیدھے کھڑے ہوئے تھے بدن اتنا تنومند اور طاقتور کہ مانو کوئی چٹان لڑھکتی چلی آرہی ہے۔ رخ اس سمت تھا جہاں دھرم پال تین چار بچوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ فاصلہ بھی بہت کم تھا۔ اس کے دوڑنے کی دہشت ناک آواز پہلے نہیں سنی جا سکتی تھی۔ سامنے کہیں جنگل سے آنکلا تھا اور بس چند ہی لمحے جا رہے تھے کہ وہ دھرم پال کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا۔ دھرم پال اور اس کے ساتھ موجود بچے تو خیر ایک لمحے میں اس کے نیچے آکر کچلے جاتے اور وہ انہیں ہلاک کر دیتا لیکن اس کے بعد اس کا رخ باقی لوگوں کی جانب ہی تھا اور اس وقت سوچنے سے کام نہیں چل سکتا تھا۔ جو کچھ کرنا تھا ایک لمحے میں ہی کرنا تھا۔

میرے قریب ہی روپ لیکھا بھی کھڑی ہوئی تھی اور یہ حیرت ناک منظر دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی۔ سانڈ کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور وہ بری طرح مستی میں تھا۔ بس پلک جھپکتے میں ایک لمبی چھلانگ نے مجھے دھرم پال سے آگے پہنچا دیا۔ دوسرے بنجاروں نے شور مچانا شروع کر دیا تھا جس کی نظر پڑی تھی وہی چیخنے لگا تھا۔ دھرم پال اس طرح سکتے میں رہ گیا تھا کہ اپنی جگہ سے ہٹ بھی نہیں سکا تھا لیکن پھر اچانک اس نے ان بچوں کو جو اس کے قریب موجود تھے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ وہ بچوں پر اپنی جان وار دینا چاہتا تھا لیکن اس کے پیچھے میں جا کر کھڑا ہوا تھا اور سانڈ کو قریب آتے دیکھ رہا تھا۔

میں نے سوچا کہ اس کے دوڑتے ہوئے بدن کی قوت کو سنبھالنا ایک مشکل کام ہوگا اور اس کے لیے مجھے سب سے زیادہ مہارت کا ثبوت دینا ہوگا۔ چنانچہ میں دونوں ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔ آن کی آن میں سانڈ میرے قریب پہنچا اور دھرم پال دہشت سے چیخ پڑا وہ سمجھ گیا تھا کہ مہمان کا کام تمام ہوا لیکن میرے ہاتھوں کی گرفت نے سانڈ کے دونوں سینگوں کو جکڑ لیا۔ سانڈ کے بدن کی قوت سے میں بہت معمولی سا پیچھے ہٹا تھا۔ اتنی تیزی سے دوڑتی ہوئی چٹان کو روک لینا آسان کام نہیں تھا لیکن میرے کام آسان کہاں ہوا کرتے تھے۔

میں نے اس کی طاقت سے اپنی طاقت کو ٹکرایا اور اسے روک لیا۔ دھرم پال نے حیرانی سے دیکھا کہ سانڈ رک گیا ہے۔ حالانکہ اتنی تیزی سے دوڑنے کے بعد خود اس کا رکنا بھی ناممکن ہو سکتا تھا۔ اگر وہ کوشش کرتا لیکن میں نے اسے نہ صرف روک لیا تھا بلکہ اب سانڈ پورے بدن کی طاقت سے مجھے جھنجوڑ رہا تھا اس کا سر ہل رہا تھا لیکن اس کے سینگ میری گرفت میں ہی تھے اور اس کے کھر زمین میں گھسے جا رہے تھے۔

میں اسے دھکیلتا ہوا پیچھے لے جا رہا تھا اور اس کے ہاتھ پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے اس کے سر کے ہلنے کی رفتار بھی

سست ہو گئی تھی کیونکہ اب اس کے سینگ پوری طرح میری گرفت میں تھے اور پھر میں نے دانت کچکچا کر زور لگایا اور سانڈ کے حلق سے ایک دہشتناک چیخ نکل گئی۔ اس کے دونوں سینگ میں نے مخالف سمت کرکے توڑ دیے تھے اور اس کے سر سے خون کا فوارہ بلند ہو رہا تھا۔ سینگ توڑتے ہی میں نے اس کے منہ پر ایک سینگ دے مارا اور سانڈ کا جبڑا بھی ٹوٹ گیا۔ اس کا رخ بدلا اور رخ بدلنے کے ساتھ ہی وہ پوری قوت کے ساتھ دھم سے زمین پر گرا۔

میں نے دونوں سینگ ایک جانب پھینک دیے اور بنجارے شدت خوف سے اب سانڈ کی بجائے مجھے دیکھنے لگے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ انسانی طاقت کا کون سا کرشمہ ہے لیکن جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا وہ ان کی نگاہوں کے سامنے تھا۔

"ایک تکلیف دوں گا مہاراج۔ تھوڑا سا پانی چاہیے تاکہ میں اپنے بدن سے ان خون کے چھینٹوں کو دھو دوں۔"

"ہاں۔ ارے سنو' جلدی جلدی۔ پانی پانی۔" دھرم پال عجیب بدحواسی سے چیخا۔

روپ لیکھا جلدی سے آگے بڑھی اور میرے نزدیک پہنچ گئی۔ "تم ٹھیک ہو نا بیاس؟"

"کیا میں تمہیں ٹھیک نظر نہیں آرہا؟"

"ہاں وہ تو تم ٹھیک ہو مگر......"

اس کا جملہ حیرانگی کی وجہ سے ادھورا رہ گیا۔

آہستہ آہستہ بنجاروں کے ہوش و حواس بھی درست ہونے لگے اور اس کے بعد تو وہ شور مچا کہ کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ سب نے مجھے گھیر لیا اور طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔ دھرم پال نے کہا۔

"تم نے سانڈ کو مار دیا ایسے اس کے سینگ اکھاڑ دیے ارے وہ تو دس بیس کو بھی لپیٹ میں لے لیتا تو نہیں روکا جا سکتا تھا اسے اور تم نے......"

"بس دیا ہے مہاراج۔ دعائیں ہیں بڑوں کی۔" میں نے کہا

"ہم نے ذرا سی کچھ چیزیں کھلائی تھیں انہوں نے ہماری پشتوں پر احسان کر ڈالا۔ خرید لیا سدا جیون کے لیے۔ ان بچوں کے ماتا پتا تمہارے احسان تلے دب گئے ہیں۔"

"آپ نے پھر دہی غیروں جیسی باتیں شروع کر دیں۔ جو کام مجھ سے ہو سکتا تھا وہ میں نے کر لیا اور اس میں میرا آپ پر کوئی احسان نہیں ہے۔ میری جگہ اگر آپ بھی ہوتے تو یہی سب کچھ کرتے جو میں نے کیا ہے۔"

"ارے ہم ہوتے تو اب تک ہمارا کچومر بکھرا ہوا ہوتا ان پتھروں پر۔ بس اب تو ایک ہی بات کہیں گے جے بیاس مہاراج جے ہو تمہاری۔ بھگوان نے کیا شکتی دی ہے تمہارے شریر میں۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔"

میری تعریف و توصیف کے قلابے ملائے جاتے رہے اور میری ہی وجہ سے سفر میں کچھ دیر بھی ہو گئی۔ وہ لوگ میرے گرد ناچ رہے تھے اتنا خوش تھے وہ کہ مجھے خود بھی ہنسی آرہی تھی۔ روپ لیکھا بھی اتنی ہی خوش تھی۔

نتوں کے قبیلے نے تو مجھے دیوتا کی طرح پوجنا شروع کر دیا تھا ذرا سی جنبش ہوتی تو وہ لوگ بیل گاڑیوں سے کود پڑتے اور پوچھتے کہ بیاس مہاراج کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دو۔

میں بار بار انہیں سے شرمندگی سے منع کرتا کہ نہیں بھائی مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ لوگ اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کر رہے تھے۔

ہم مزے مزے سے آگے بڑھ رہے تھے۔ ہماری خوب خاطر مدارت ہو رہی تھی۔ دھرم پال نے پوچھا۔

"گھنیری ہی کے رہنے والے ہو مہاراج؟"

"یہ میری بہن گھنیری میں رہتی ہے میں کہیں اور رہتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"اچھا اچھا۔ ویسے گھنیری بڑی اچھی جگہ ہے۔ میں تو مادھو پوری میں جا چکا ہوں۔ مادھو پوری میں مہاراج جگ مان کو ہم نے ایک بار اپنے کرتب دکھائے تھے۔"

"ٹھیک......" میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ روپ لیکھا بھی بالکل خاموش تھی۔ ہم کچھ وقت کے بعد آخر کار گھنیری بستی کی آبادی پہنچ گئے۔ روپ لیکھا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ بہت عرصے بعد وہ اپنے ماتا پتا سے ملنے والی تھی اور نہ جانے اس کے من میں کیا کیا تصورات تھے البتہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ کہ میرا کام صرف روپ لیکھا کو وہاں پہنچا کر ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ آگے دیکھنا ہو گا کہ کیا صورت حال ہے اور کس طرح میں روپ لیکھا کو بل راج تک پہنچا سکتا ہوں۔ نہ جانے ان لوگوں کے آنے کے بعد وہاں کیا کیفیت رہی ہو۔ خیر اب وقت ہی کتنا رہ گیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم وہاں جا پہنچیں گے۔

بنجاروں نے اپنے لیے جگہ منتخب کی اور وہاں ڈیرے ڈال دیے۔ میں نے دھرم پال سے اجازت طلب کی تھی تو وہ بڑی اطاعت سے مجھ سے بولا۔ "روکیں گے تو نہیں مہاراج' سب کو اپنے اپنے گھر پیارے ہوتے ہیں لیکن ایک بنتی ضرور کریں گے۔ مہاراج اگر سے مل جائے تو تھوڑی دیر کے لیے ہم سے ملنے ضرور آئیں یا پھر ہمیں اپنے گھر کا پتا بتا دیں ہم خود آجائیں گے۔"

"یہاں تم سدرشن ناتھ سنار کو پوچھ لینا روپ لیکھا اس سنار کی بیٹی ہے۔"

"اور آپ؟"

"میں اس کا بیٹا نہیں ہوں۔ روپ لیکھا کا منہ بولا بھائی ہوں۔"

"اچھا اچھا۔ ویسے میں خود بھی تمہارے پاس ضرور آؤں گا۔ تم بہت اچھے انسان ہو۔۔"

بہرحال ان لوگوں سے اجازت لینے کے بعد ہم چل پڑے۔ اب راستہ بتانا روپ لیکھا کا کام تھا۔ اس کے بدن پر کپکپی طاری تھی اور وہ شدت جذبات سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔

ہم اس بستی اس محلے میں پہنچ گئے جہاں سدرشن ناتھ سنار رہتا تھا۔ روپ لیکھا کپکپاتی ہوئی گلی میں داخل ہوئی اور آخرکار اپنے مکان کے سامنے پہنچ گئی لیکن مکان کے دروازے پر تالا پڑا ہوا تھا۔ روپ لیکھا تالے کو دیکھ کر حیران رہ گئی اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر سامنے کے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ زیادہ چوڑی گلیاں نہیں تھیں۔ پتلی پتلی گلیاں گھر ایک دوسرے کے آمنے سامنے۔ دروازے کی زنجیر بجانے پر ایک عورت باہر نکل آئی۔

"جے رام جی کی موسی۔"

"کون ہے بٹیا تو؟"

"موسی تم نے نہیں پہچانا مجھے۔"

"نہیں بٹیا۔"

"تم۔۔۔ تم موسری موسی ہو نا۔"

"تو۔۔۔ تو ہائے رام ہائے دیا۔" اچانک موسی کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں اور وہ دوڑتی ہوئی اندر بھاگی روپ لیکھا ششدر رہ گئی تھی۔

"یہ کیا ہوا۔" اس نے تعجب سے پوچھا اور میں مسکرانے لگا۔

"تم بھول گئیں روپ لیکھا کہ تم مرچکی ہو اور اس نے ایک مردہ لڑکی کو دیکھا ہے۔" روپ لیکھا چند لمحے کچھ نہ سمجھ سکی۔ اندر سے مسلسل ڈری ڈری آوازیں آرہی تھیں اور کوئی بھی شاید باہر آنے کو تیار نہیں تھا۔ ویسے بہت سے لوگ اندر موجود تھے جن کی آوازیں ابھر رہی تھیں پھر وہ لوگ زور زور سے چیخنے لگے۔ تب روپ لیکھا سمجھی۔

"ہے رام رام یہ لوگ مجھے آتما سمجھ رہے ہیں شاید۔"

"ان کا سمجھنا بالکل ٹھیک ہے' ظاہر ہے تم مرچکی تھیں۔ تمہاری موت کی دھوم مچی ہو گی اب تم سامنے نظر آئی ہو تو ان لوگوں کا ڈرنا تو لازمی بات ہے۔"

"واہ یہ بھی خوب رہی۔ مجھے تو یہ خیال ہی نہیں آیا تھا۔ موسری کا ڈرنا موسری ڈرنا تو بالکل درست ہے۔"

اندر کی چیخیں سن کر باہر والے لوگ بھی نظر آئے تھے۔ بہت سے لوگ باہر آکر جمع ہو گئے اور ایک دوسرے سے صورت حال معلوم کرنے لگے۔ روپ لیکھا ایک معمر شخص کی جانب بڑھی جو لاٹھی ہاتھ میں لیے کھڑا ہوا تھا۔

"دھرمو چاچا تم بھی مجھے نہیں پہچانے؟"

"کون ہے ری تو۔۔۔ تو کون ہے؟" دھرمو چاچا خوفزدہ لہجے میں بولے۔ شاید انہوں نے روپ لیکھا کو پہچان لیا تھا۔

"چاچا میں آتما نہیں ہوں۔ روپ لیکھا ہوں۔"

"تت۔۔۔ تت۔۔۔ تو زندہ کیسے ہو گئی۔ بھاگو۔۔۔ بھاگو۔۔۔"

دھرمو چاچا چیخے لیکن وہ اکیلے ہی بھاگ گئے تھے۔ باقی لوگ کھڑے کڑی نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہے تھے۔

پھر ایک باہمت شخص آگے آیا۔ لمبا چوڑا آدمی تھا بڑی بڑی مونچھیں' آنکھوں میں کرختگی' شاید نشے میں بھی تھا۔ وہ سینہ تان کر بولا۔

"کون ہے ری تو؟"

"بانسو رام کاکا میں روپ لیکھا ہوں۔"

"تو روپ لیکھا کہاں سے ہو گئی ری۔ تو تو کنوئیں میں ڈوب کر مرگئی تھی۔"

"کمال کرتے ہو کیا میری لاش مل گئی تھی کنوئیں سے؟"

"لاش تو نہیں ملی تھی۔ ہم نے تلاش بھی کیا؟"

"تو پھر میں کہاں سے مرگئی۔ مجھے چھو کر دیکھو ہاتھ لگا کر دیکھو۔ میں تمہاری روپ لیکھا ہوں۔"

"وہ جو تیرے کپڑے اور گہنے ملے تھے کنوئیں پر رکھے ہوئے۔"

"بس بانسو کاکا میں کنوئیں میں کودی ہی نہیں تھی۔"

"کپڑے رکھ کر بھاگ گئی تھی کیا؟"

"ہاں۔"

"تیرا ستیاناس سب کو ڈرا دیا تو نے بھائیو یہ تو زندہ ہے۔"

"ساری باتیں تو ٹھیک ہیں بانسو کاکا مگر میرے ماتا پتا کہاں گئے؟"

"اری آندر آ۔ یہ کون ہے تیرے ساتھ؟"

"یہ میرا منہ بولا بھائی بیاس ہے۔"

"آجاؤ بھیا اندر۔ روپ لیکھا تو نے تو سب کا ہی بیڑا غرق کر دیا۔ ارے کیوں چیخ رہے ہو۔ چپ ہو جاؤ۔ وہ زندہ ہے۔"

بہرحال خوب ہنگامہ ہوا تھا اور میں نے ہی نہیں بلکہ روپ لیکھا نے بھی اس سے کافی لطف لیا تھا۔ البتہ وہ اپنے ماں باپ کے وہاں نہ ملنے سے پریشان تھی۔ بانسو کاکا کے گھر پہنچی وہاں بھی عورتیں وغیرہ تھیں۔ ان پر بھی حیرت کے دورے پڑ رہے تھے سب کے سب روپ لیکھا سے الٹے سیدھے سوالات کر رہی تھیں۔ بانسو کاکا نے کہا۔

"تم لوگ ہی بکے جاؤ گی یا اسے بھی کچھ بولنے دو گی۔"

"بانسو کاکا میرے ماتا پتا کہاں ہیں۔ کہاں گئے ہیں وہ دونوں؟"

"روپ لیکھا بیٹھ جا اور تو بھی بیٹھ جا بھیا۔ کیا نام ہے تیرا۔"

"بیاس۔" میں نے جواب دیا۔

انہوں نے ہمیں ایک پلنگ پر بٹھایا۔ بانسو کاکا کہنے لگا۔
"مجھے تا ہی پتا روپ لیکھا کہ تیرے ماتا پتا کے ساتھ کیا ہوا؟"
"خیر تو ہے کاکا۔ کیا ہوا میرے ماتا پتا کے ساتھ۔ وہ جیتے تو ہیں؟"
"ہاں جیتے ہی ہوں گے۔" بانسو کاکا نے جواب دیا اور روپ لیکھا ہراساں نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی پھر لجاجت سے بولی۔
"کیسے آرام سے کہہ رہے ہو بانسو کاکا تمہیں بھگوان کا واسطہ، مجھے بتاؤ تو سہی میرے ماتا پتا کے بارے میں کیا ہوا انہیں؟"
"تو کہاں چلی گئی تھی پہلے یہ بتا؟"
"بس کاکا جو کچھ ہوا تھا وہ تو تمہیں پتا ہی ہے میں گھر چھوڑ کر نکل گئی تھی۔"
"دوسروں کو دھوکا دے کر۔"
"یہی سمجھ لو۔ مم مگر تمہیں بھگوان کا واسطہ بتا تو دو کیا ہوا کہاں گئے میرے ماتا پتا؟"
"مہاراج آئے تھے بارات لے کر۔ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ ارے رانی بن جاتی ہماری پوری بستی کی۔ مادھو پور کی رانی بن جانا کوئی معمولی بات تھی۔ پر تیرا تو من ہی نہ مانا نہ جانے کیا سوار ہوئی تھی تجھ پر مصیبت کہ سب کو مصیبت میں ڈال دیا۔"
"ہوا کیا تھا۔ بانسو کاکا کیا ہوا تھا بتا دو۔"
"ہونا کیا تھا مہاراج کی بھی عزت پر بن گئی تھی نا۔ ارے کوئی معمولی بات تھی۔ بارات لے کر آئے تھے اور جس لڑکی سے شادی ہونے والی تھی وہ گھر چھوڑ کر بھاگ گئی۔ اب تو خود سوچ مہاراج کوئی ایسے ویسے آدمی تو تھے نہیں۔ چپ چپاتے بارات لے گئے پر ساتھ میں تیرے ماتا پتا کو بھی لے گئے۔ انہیں کیسے چھوڑتے ان سے تو سب کو ساری حقیقت پتا چل جاتی۔ مہاراج کا خیال تھا کہ ..... کہ .... تو مری نہیں ہے بعد میں پتا بھی چل گیا تھا کیونکہ ان کی موجودگی میں ہی تیری لاش تلاش کرائی گئی تھی اور جب تو نہیں ملی تو مہاراج کو یقین ہو گیا کہ خود سدرشن ناتھ نے کچھ کیا ہے۔ پہلے تو وہ پوچھتے رہے کہ دیکھ سدرشن بتا دے کہ کہاں بھگا دیا ہے تو نے بیٹی کو۔ اس کی لاش تو ملی نہیں ہے۔ پر جب سدرشن نے کچھ نہیں بتایا تو مہاراج بولے۔ "کہ ٹھیک ہے اگر تو نے کوئی چال بھی چلی ہے تو میں تیری چال کو اس طرح بے کار کیے دیتا ہوں کہ تو ہی یہاں نہیں رہے گا۔ وہ کبھی تو تجھ سے ملنے آئے گی نا اور جب تو یہاں نہیں ملے گا تو تلاش کرے گی تجھے مادھو پوری میں اور مہاراج کے پاس پہنچ جائے گی۔ اری مہاراج کی عزت پر بنا دی تھی تو نے۔ کیسے چھوڑ دیتے وہ سدرشن ناتھ سنار کو۔" بانسو کاکا کے لہجے میں ایک عجیب سا طنز تھا۔

بانسو کاکا تو اس کا مطلب ہے کہ میرے ماتا پتا کو مہاراج جگ مان سنگھ لے گئے ہیں۔"
"ہاں وہی لے گئے ہیں انہیں۔ کیا، کبھی؟؟"
"تو وہ مادھو پور میں ہیں۔ بانسو کاکا کچھ نہیں پات چل سکے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں۔"
"کچھ نہیں پتا چل سکا۔" بانسو کاکا نے جواب دیا اور روپ لیکھا آنسو بہاتی رہی۔
بہت دیر تک یہی کیفیت رہی تھی۔ میں بھی خاموش بیٹھا ان حالات کا جائزہ لے رہا تھا مجھے جو کچھ بولنا تھا بعد میں ہی بولنا تھا۔ ابھی اس سلسلے میں کیا کہتا چنانچہ خاموشی سے ایک ایک کی صورت دیکھتا رہا۔
"چلو بیاس اب یہاں ہمارا کیا رکھا ہے گھر میں بھی تالا پڑا ہوا ہے۔"
میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور کہا۔ "گھر تو تیرا ہی ہے نے روپ لیکھا۔"
"ہاں گھر میرا ہی ہے۔"
"تو تالا کھول کر اپنے گھر میں جا سکتی ہے۔ تجھے تیرے گھر جانے سے کوئی روک سکتا ہے؟"
روپ لیکھا نے مجھے دیکھا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھالا ہوا تھا پھر اس نے کہا۔ "ہاں چلو۔ اپنے گھر میں چلتے ہیں۔"
ہم لوگ بانسو کاکا کے ہاں سے اٹھ گئے۔ کسی نے روپ لیکھا کو اس کے گھر جانے سے نہیں روکا تھا۔ دروازے کا تالا توڑ دینا میرے لیے مشکل نہ تھا۔ ہم گھر میں داخل ہو گئے۔ خالی گھر سائیں سائیں کر رہا تھا۔ روپ لیکھا پر رقت طاری ہو گئی جو فطری تھی۔ وہ خاموشی سے آنسو بہاتی رہی تھی پھر پاس پڑوس سے لوگ اس کی خبر پا کر آنے لگے۔
یہ سب سدرشن ناتھ سنار کے پرانے ملنے والے تھے اور روپ لیکھا کو نہیں جانتے تھے۔ سب نے اپنے اپنے تاثرات اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ کچھ ایسے تھے جو روپ لیکھا سے ہمدردی رکھتے تھے اور مہاراج جگ مان کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ روپ لیکھا آنسو بہاتی رہی۔ میں بھلا ایسے معاملات میں کیا بول سکتا تھا۔ البتہ بکواس کرنے والوں کی بکواس مجھے پسند نہیں آ رہی تھی۔ میں نے روپ لیکھا سے کہا۔
"روپ لیکھا لوگ آتے رہیں گے اور جو ان کے منہ میں آئے گا بکتے رہیں گے۔ میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے نکلنا چاہیے۔"
روپ لیکھا نے آنسو بھری آنکھوں سے مجھے دیکھا اور کہا۔
"سوچا تو یہ تھا مہاراج کہ گھیری آنے کے بعد ساری مشکلیں حل

ہو جائیں گی۔ ماتا پتا مل جائیں گے۔ ان سے پتا چلے گا کہ آگے کیا ہوا۔ بات تو ختم ہی چکی ہو گی لیکن ہمارے تو دکھوں میں اور اضافہ ہو گیا۔ اس سے تو اچھا تھا کہ وہیں پہاڑوں پر پڑی رہتی۔ چترنبس مہاراج کی سیوا کرتی رہتی اور جیون بیت جاتا۔"

"مشکل تھا روپ لیکھا۔"

"کیا مشکل تھا۔ اچھی بھلی تو رہ رہی تھی وہاں کوئی چنتا نہیں تھی مجھے۔"

"ان کا جیون کتنا تھا۔ وہ مر جاتے تو اس کے بعد تم اکیلی رہ جاتیں۔"

"تم جو آ گئے تھے۔"

"نہیں روپ میری منزل وہ نہیں ہے میں تو نہ جانے کہاں کہاں کا مسافر ہوں۔ مجھے تو نہ جانے کتنا طویل سفر طے کرنا ہے۔"

"تو اب بتاؤ میں کیا کروں؟"

"کیا مادھو پوری نہیں جاؤ گی؟"

"جاؤں گی کیوں نہیں، جاؤں گی۔ وہاں میرے ماتا پتا ہیں۔ پاپی جگ مان نے انہیں قید کر رکھا تھا۔"

"ہاں بل راج بھی تو ہے۔" میں نے کہا اور روپ لیکھا مجھے دیکھنے لگی۔

"اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ بھلا اپنے پتا کے خلاف وہ کیا کرے گا؟"

"وہ راج کمار ہے۔"

"چھوڑو بیاس۔ وہ کچھ کر سکتا تو نوبت یہاں تک پہنچتی ہی کیوں؟" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

اس کے بعد میں نے اس موضوع پر اس سے کوئی بات نہیں کی۔ چند لمحات خاموشی رہی۔ اس کے بعد میں نے کہا۔

"ہمیں مادھو پوری چلنا ہے نا۔"

"محلے والے کہتے ہیں کہ جگ مان میرے ماتا پتا کو اس لیے لے گیا ہے کہ میں مادھو پوری ضرور آؤں گی۔ ان کا خیال تھا کہ میں نے کنوئیں میں کودنے کا دھوکا دیا ہے لوگوں کو حالانکہ اصلیت تم اچھی طرح جانتے ہو۔"

"چھوڑو ان باتوں کو۔ ہمیں کسی کو جواب نہیں دینا۔ میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ ہمیں کس حیثیت سے مادھو پوری جانا چاہیے۔"

روپ لیکھا سادہ سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔

"مادھو پوری تو ہمیں جانا ہی ہے۔ وہیں جا کر صورت حال معلوم ہو گی لیکن ہم براہ راست جگ مان کے پاس نہیں جائیں گے بلکہ کسی طرح کوشش کر کے چوری چھپے مادھو پوری میں داخل ہوں گے اور جگ مان کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔"

"یہی تو میں کہہ رہی تھی کہ میرے لیے اکیلے یہ کام مشکل ہے۔ تمہیں میرا ساتھ دینا ہو گا۔"

"ہمیں مادھو پوری کے لیے روانہ ہو جانا چاہیے۔ یہاں گھنیری میں وقت گزارنا بالکل بے کار ہی ثابت ہو گا۔"

"میں تمہارے ہر حکم کی تعمیل کروں گی۔"

"تو پھر ہمیں سفر شروع کر دینا چاہیے۔"

"اگر اجازت دو تو ایک دو دن یہاں بتا لوں ماتا پتا کا گھر ہے۔ من چاہتا ہے کہ اسے پھر سے ویسے ہی سنوار دوں جیسا یہ پہلے تھا کیسا گندہ ہو رہا ہے۔"

"ہاں ہاں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" میں نے کہا اور اس کے بعد تین چار دن ہم نے یہاں خاموشی سے گزار دیے۔

پانچویں دن روپ لیکھا نے کہا۔ "بیاس مہاراج۔ اب ہم مادھو پوری چلیں گے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے دیر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ تمہیں مادھو پوری کا راستہ معلوم ہے؟"

"نہیں معلوم تو نہیں ہے۔ پر اس کے بارے میں سنا ہے کہ یہاں سے سیدھی سڑک جاتی ہے مادھو پوری بہت زیادہ دور بھی نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے راستے میں چھوٹے موٹے گاؤں تو پڑتے ہوں گے۔ پوچھتے ہوئے چلیں گے۔"

ایک پوٹلی بنا کر روپ لیکھا نے اپنی بغل میں دبا لی تھی اور اس کے بعد ہم دونوں مسافر مادھو پوری چل پڑے۔ گھنیری بستی سے نکل آئے اور اس سڑک کی جانب چل پڑے جدھر روپ لیکھا کے خیال کے مطابق مادھو پوری کا راستہ تھا۔ نجانے کیا خیال آیا مجھے، میں نے روپ لیکھا سے کہا۔

"روپ لیکھا کیوں نہ ہم دھرم پال سے ملتے ہوئے چلیں وعدہ بھی کیا تھا بے چارے سے مگر جا ہی نہیں سکے تھے۔"

"ہاں۔ یہیں بائیں طرف ترائیوں میں۔" میں نے روپ لیکھا کو بتایا۔

وہ بھی دھرم پال سے ملنے کے لیے تیار ہو گئی پھر ہمیں سڑک کا راستہ چھوڑ کر ان ڈیروں تک جانے کے لیے تھوڑا سا فاصلہ طے کرنا پڑا لیکن جب ہم نے ترائیوں میں پہنچ کر دیکھا تو وہاں دھرم پال کے ڈیرے نہیں تھے۔

ہم نے ایک بار پھر اپنا راستہ پکڑ لیا اور تیز رفتاری سے سفر کرتے رہے پھر ایک گاؤں نظر آیا شام ہو چکی تھی۔ گاؤں کے سرے پر پہنچنے کے بعد میں نے کہا۔

"کیا خیال ہے رات یہیں بسر کی جائے۔ صبح سفر کریں گے۔"

"ہم نے کسی مناسب جگہ کی تلاش کے لیے قدم آگے بڑھائے۔ ضروری نہیں تھا کہ یہاں پر رہنے والوں سے مدد لی

جاتی۔ رات گزارنے کے لیے مسافروں کو کسی درخت کا سایہ ہی کافی ہوتا ہے۔ ہم کسی اچھی جگہ کی تلاش میں ایک سرے سے دوسرے سرے پر نکل آئے۔ ویسے بھی چھوٹی سی جگہ تھی۔ سو ڈیڑھ سو مکانات پر مشتمل یہ بستی لیکن دوسرے سرے پر پہنچ کر ہماری آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں کیونکہ وہاں خانہ بدوشوں کا ڈیرہ دیکھا تھا۔ ان کے جانور کھلے ہوئے تھے اور انہوں نے جگہ جگہ آگ جلا رکھی تھی لیکن خیمے نہیں لگائے تھے۔ مجھ سے پہلے روپ لیکھا نے کہا۔

"ارے یہ تو وہی لوگ معلوم ہوتے ہیں۔"

"لگتا تو مجھے بھی ایسے ہی ہے۔"

"آؤ چلیں۔"

ہم لوگ آگے بڑھ گئے اور پھر ہمیں دھرم پال مل گیا۔ ہمیں دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑا تھا۔

"ارے مہاراج تم تو میرا پیچھا کرتے یہاں تک آگئے۔"

"کیا کرتے دھرم پال۔ تمہیں دیکھنے اس جگہ گئے تھے' جہاں تم نے ڈیرے لگائے ہوئے تھے۔ وہاں تمہیں نہ پایا تو تمہیں تلاش کرتے ہوئے چل پڑے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے لو آج ہی تو ہم نے ڈیرے اٹھائے ہیں وہاں سے اور آج ہی تم پہنچے تھے۔"

"ہاں دھرم پال بس اس دوران تم سے مل نہیں سکے مگر تم نے کہاں کا راستہ اختیار کر لیا۔ تم تو کہتے تھے کہ گھمیری میں کافی دن تک قیام کرو گے ہم نے بھی یہی سوچا تھا کہ اب تو تم یہاں موجود ہی ہو مل لیں گے تم سے جا کر۔"

"بس مہاراج' پتا یہ چلا کہ مادھو پوری میں ایک بڑا میلہ لگا ہوا ہے۔ یہ میلے ٹھیلے ہی ہمارے لیے کام کے ہوتے ہیں مہاراج۔ چار پیسے انہی میلوں سے مل جاتے ہیں جب ہمیں یہ پتا چلا تو ہم نے فوراً" ہی ڈیرے اٹھا دیے۔ اب مادھو پوری جا کر ڈیرے لگائیں گے۔ میلے میں کھیل کرتب دکھائیں گے اور بھگوان نے چاہا تو اچھے خاصے پیسے کما لیں گے۔ رات ہو گئی تھی اس لیے یہاں رکنا پڑا۔ صبح کو پھر سفر شروع کر دیں گے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے دھرم پال مہاراج۔ ہماری تمہاری تقدیر میں سفر ایک ساتھ ہی لکھا ہوا ہے۔"

"سمجھے نہیں ہم مہاراج بیاس۔"

"ہم بھی مادھو پوری ہی جا رہے ہیں۔"

"ارے واہ۔ بھگوان کی سوگند مزہ آگیا۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے پھر تو ساتھ ہی چلیں گے۔"

چنانچہ ہم نے بھی دھرم پال کے ساتھ ہی قیام کیا۔ بے چارہ بڑا عقیدت مند تھا۔ وہی نہیں بلکہ اس کے قبیلے کے تمام ہی لوگ اس واقعہ کو نظرانداز نہیں کر سکے تھے جس میں ان بچوں کے علاوہ دھرم پال کی جان بھی بچی تھی ورنہ نجانے کتنے اس کی لپیٹ میں آجاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ میری قوت کا مظاہرہ بھی دیکھ چکے تھے اور مجھے آج بھی اوتار سمجھتے تھے۔

دوسری صبح سفر کا آغاز ہو گیا۔ روپ لیکھا کی تقدیر اچھی تھی کہ اسے پیدل سفر نہیں کرنا پڑ رہا تھا۔ تھی بھی نرم و نازک لیکن بہرطور باہمت تھی اور سفر کے دوران کبھی کسی قسم کی کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرتی تھی۔ ایک بار پھر اسے بیل گاڑی مل گئی۔ میرا مسئلہ بالکل الگ تھا۔ میں تو زندگی بھر پیدل چل سکتا تھا۔ پھر ہم نے مادھو پوری دیکھی اور مادھو پوری کے اس حصے میں پہنچ گئے جہاں میلہ لگا ہوا تھا۔ خوشیوں کا ایک طوفان امڈا ہوا تھا کھیل کھلونے جھولے طرح طرح کے پکوان کپڑوں اور گہنوں کی دکانیں نہ جانے کیا کیا سجا رکھا تھا لوگوں نے وہاں پر۔ بس انسان اپنے خوش ہونے کے لیے انوکھے جتن کرتا ہے اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ کوئی خاص ہی قسم کا اہتمام ہو۔ دھرم پال نے بھی اپنے ڈیرے ایک طرف لگا دیے۔ عورتوں نے سارنگیاں نکالیں۔ ٹوکریاں سر پر رکھیں اور چل پڑیں۔ مرد طرح طرح کی چیزیں بنا بنا کر بیچنے نکل پڑے اور وہ جو کرتب جانتے تھے بانس کھڑے کر کے اور ڈھول بجا بجا کر لوگوں کو جمع کر کے پیسے کمانے لگے۔ دھرم پال سردار تھا۔ یہ ساری چیزیں اس کی نگرانی میں ہی ہو رہی تھیں۔ مجھے یہ سب کچھ بہت دلچسپ محسوس ہوا۔ دھرم پال نے کہا۔

"مادھو پوری میں آپ کو کسی سے ملنا تھا۔"

اس دوران میں فیصلہ کر چکا تھا کہ دھرم پال کو کسی نہ کسی طرح اپنا رازدار بنایا جائے۔ روپ لیکھا تو بے چاری سیدھی سادی تھی۔ اسے تو جو کچھ کہا جاتا تھا وہی کرتی تھی لیکن مجھے ذرا غور کرنا تھا اور اس سلسلے میں دھرم پال کو میں نے ایک مناسب آدمی پایا تھا۔ میں نے دھرم پال سے کہا۔

"دھرم پال میں تم سے کچھ خاص باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ دراصل میں نے تم سے کہا تھا کہ روپ لیکھا میری منہ بولی بہن ہے۔ وہ بے چاری بڑی پریشانی کا شکار ہے۔"

"کیا ہوا؟" دھرم پال نے پوچھا۔

'میں نے مختصراً" دھرم پال کو روپ لیکھا کی کہانی سنا دی۔ وہ دانتوں میں انگلیاں دبا کر رہ گیا تھا۔ بہت دیر تک وہ خاموش رہا پھر اس نے کہا۔

"تو روپ لیکھا کے ماتا پتا۔ جگ مان مہاراج کی قید میں ہیں۔"

"ہاں اور ہمیں جگ مان کے بارے میں پتا لگانا ہے۔"

"پتا تو میں لگا لوں گا مہاراج' یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔"

"تو پھر دھرم پال میری مدد کرو اور مجھے بتاؤ کہ ہمیں صورت حال کا علم کیسے ہو؟"

"یہاں مادھو پوری میں میرا ایک جاننے والا تھا اجیت لال۔

کپڑے کا کاروبار کرتا تھا۔ پہلے بھی کئی بار یہاں آچکا ہوں مہاراج۔ بڑی اچھی دوستی ہو گئی تھی اس سے۔ میں اسے تلاش کرتا ہوں۔ اس سے ہم ساری معلومات حاصل کرلیں گے۔"

دوسرے دن سے اس نے اپنا کام شروع کر دیا کوئی دو گھنٹے کے بعد ہی وہ میرے پاس ہنستا ہو آگیا۔

"لو مہاراج یہ تو کمال ہی ہو گیا۔ ارے اجیت لال نے تو میلے میں ہی اپنی دکان لگائی ہوئی ہے۔ یہیں پر ہے وہ' مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا کہنے لگا کہ رات کو آئے گا میرے پاس اور اب جب وہ آئے گا تو ہم اس سے ساری باتیں معلوم کرلیں گے۔"

"ٹھیک ہے یہ بڑا اچھا ہوا۔"

اجیت ایک عمر رسیدہ آدمی تھا۔ دھوتی اور کرتے میں ملبوس اچھی خاصی شخصیت کا مالک' مجھے بھی اس نے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا تھا میں نے بھی ان کے اصولوں کے مطابق دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔

اجیت لال سے خیر خیریت معلوم کرنے کے بعد دھرم پال اصل بات پر آگیا۔ "یار تم سے کچھ جگ مان مہاراج کے بارے میں معلوم کرنا تھا۔" اجیت لال نے کہا۔

"بھیا بڑھاپے میں آگ ہم نے مہاراج جگ مان کے من میں ہی سلگتی ہوئی دیکھی جو بات تم پوچھ رہے ہو وہ ایسی نہیں ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہو۔ پر وہی کہتے ہیں ناکہ طاقتور مارے اور رونے بھی نہ دے۔ بھلا کس کی مجال کہ مہاراج جگ مان کا مذاق اڑائے۔ اصل میں بھیا بات کچھ اور ہی ہو گئی۔ جگ مان مہاراج کے بارے میں تم تو خیر نہیں جانتے ہو گے۔ تم ٹھہرے بستی نگر نگر کے لوگ۔ پھر ہمیں معلوم ہے کہ مہاراج جگ مان اتنے برے آدمی نہیں تھے۔ کافی پہلے کی بات ہے کہ وہ پاپی راج تلک یہاں آکر آباد ہو گیا۔ بھگوان کی سوگند اگھوری ہے۔ کالے علم والا۔ میں نے بھی دیکھا ہے اسے۔ صورت ہی سے گھن آئے ہے دیکھ کر سسرے کو۔"

"کون راج تلک؟"

"ارے بنا ہوا تو سادھو ہے۔ مٹھ بنا رکھا ہے اپنا اور وہاں بیٹھے نجانے کیا کیا کھیل کھیلتا رہتا ہے۔ ہمارے جگ مان مہاراج اتنے برے نہیں تھے پر ان کا اور اس کا ساتھ ہو گیا اور جگ مان مہاراج راج تلک کے چیلے بن گئے۔ اب آدمی شیطان کا چیلا بن جائے تو پھر خود سوچو کہ وہ خود کیا رہے گا۔ سیدھا سیدھا شیطان ہو جائے گا۔ بھگوان کی سوگند ہم جگ مان جی کو برا نہیں کہہ رہے مگر اب وہ جو کچھ ہو چکے ہیں وہ بہت برا ہے۔ بھیا بہت برا ہے۔ جن کے گھروں میں جوان بیٹیاں ہیں وہ چپکے چپکے بستی چھوڑ رہے ہیں بہت سے لوگ اب مادھو پوری سے نکل گئے ہیں۔ اب تم تو جانتے نہیں کس کس کے نام لیں تمہارے سامنے۔"

دھرم پال حیرت سے اجیت لال کی بات سن رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"اجیت لال تمہاری باتیں کچھ سمجھ میں نہیں آئیں۔"

"سمجھاتے ہیں۔ اصل میں راج تلک ایک کالے علم والا ہے۔ یہاں آیا تھا بڑی مسکین سی صورت بنا کر۔ سادھو سنت بننے کے بعد مٹھ کے لیے جگہ مانگی۔ جگ مان مہاراج نے جگہ دے دی۔ مٹھ بنا لیا اس نے اپنا اور اس کے بعد جگ مان مہاراج سے اس کی دوستی بڑھتی چلی گئی۔ بھیا تھوڑے فاصلے پر ایک بستی ہے گھمیری۔ مہارانی پرشوتما نے گھمیری میں کمل راج کے لیے کوئی لڑکی دیکھی۔ سنا ہے بڑی سندر تھی مہاراج کو بتایا۔ مہاراج خود بارات لے کر پہنچ گئے۔ اس لڑکی کے لیے یہ سنا ہے لڑکی نے آتم ہتھیا کرلی یا نہیں کی بھاگ گئی گھر سے۔ اب مہاراج تو بڑے بگڑے کہ یہ کیا ہوا۔ لے کر گئے تھے بارات اور ڈنڈے بجا کر آگئے پر بھیا لڑکی بے چاری کے ماتا پتا کو پکڑ لائے وہ غصے میں اور یہاں لا کر قید خانے میں ڈال دیا اس کے بعد سے جو بگڑے ہیں تو ایسے بگڑے ہیں کہ رام رام رام۔"

"بگڑے ہیں سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"جگ مان مہاراج پاگل ہو گئے ہیں اس شیطان نے اپنا جو مٹھ بنایا ہے نا اس مٹھ میں نہ جانے کیا کیا ہوتا ہے۔ کہنے کو تو وہ مندر رہے پر سندریاں آتی ہیں راتوں کو۔ بستی کی خوب صورت لڑکیوں کو اٹھا کر لے جایا جاتا ہے اور لوگوں کی عزت بچانی مشکل ہو گئی ہے۔ کئی لڑکیاں جان دے چکی ہیں پر جگ مان مہاراج کے لیے کون اپنی زبان کھولے۔ وہ راج تلک کے ساتھ یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ یہ ہو رہا ہے آج کل یہاں۔ بس یوں سمجھ لو کہ راج تلک نے جو کافی گندگی پھیلائی ہے وہ سب کے سروں پر آگئی ہے جس کے گھر میں جوان بیٹی نہیں ہے وہ تو ذرا سکھ کی نیند سو رہا ہے اور جس بدنصیب کے ساتھ یہ سب کچھ لگا ہوا ہے وہ یہ سوچ رہا ہے کہ جائے تو کہاں جائے۔ جگ مان کے آدمی تو دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔"

"رانی پرشوتما کو یہ سب کچھ نہیں معلوم؟"

"کیوں نہ معلوم ہو گا مہاراج آپ خود سوچیں پر وہ کیا کریں گی بے چاری۔ جگ مان مہاراج کے سامنے بھلا وہ بول سکتی ہیں۔"

"راج کمار کمل راج۔"

"بات باہر تو نہیں آئی۔ پر سنا یہ ہے کہ اسے بھی قید کر دیا گیا ہے۔"

اجیت نے بتایا اور میں شدید حیرت کے عالم میں یہ کہانی سنتا رہا۔ چترنس کی آواز میرے کانوں میں گونجنے لگی کہ سنسار میں جیون بتانے کے لیے ایک بہترین ذریعہ یہ ہے کہ انسانوں سے ہمدردی کرو ان کے لیے کام کرو۔ فطری طور پر جب سے اشیش

بھگونت سے میرا واسطہ ٹوٹا تھا میرے دل میں بھی یہی جذبے جاگے تھے اور مقدور بھر میں نے اس کے لیے کوششیں بھی کی تھیں۔ بعد میں چترہنس نے مجھ پر احسان کیا اور جو مصیبت چندر کھنڈ نے مجھ پر ڈال دی تھی اس سے نجات دلا دی۔ اب اگر میرے سامنے یہ ایک اہم مسئلہ آیا ہے تو میرے خیال میں مجھے اپنا فرض پورا کرنا چاہیے۔

راج تلک کالی قوتوں کا مالک ہے اور بھوج لیکھا کے چار پتے میرے پاس موجود ہیں تو پھر کیوں نہ ان کا کھیل دیکھا جائے اور دل ہی دل میں۔ میں اس کے لیے تیار ہو گیا۔

اجیت تھوڑی دیر کے بعد چلا گیا اور دھرم پال نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو مہاراج جو کچھ معلوم کرنا چاہتے تھے وہ معلوم ہو گیا یا کچھ رہ گیا؟"

"نہیں دھرم پال میرا خیال ہے کافی کچھ معلوم ہو گیا۔"

"پھر بھی مہاراج ہمارے لیے اگر کوئی خیال من میں آئے تو ہمیں ضرور بتا دینا۔"

"دھرم پال تمہیں میری مدد کرنا ہو گی اب تو یہ سمجھ لو کہ یہ سب کچھ ضروری ہو گیا ہے۔"

"بھگوان کی سوگند وہ آپ کی مدد نہیں ہو گی۔ ہمارا کام ہو گا۔" دھرم پال نے کہا۔

میں اس کا شکریہ ادا کر کے اٹھ گیا۔ البتہ اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے اور رات بھر کی سوچ کے بعد میں نے ایک طریقہ کار منتخب کر لیا۔ اس کے لیے روپ لیکھا کو رازدار بنانا ضروری تھا اور میں مناسب وقت پر اس سے اس موضوع پر بات کرنے کا خواہش مند تھا۔ جو باتیں اجیت لال نے مجھے اور دھرم پال کو بتائی تھیں روپ لیکھا ان باتوں سے بے خبر تھی اور میں نے بھی اسے یہ سب کچھ نہ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس بے چاری کو بتا بھی دیتا تو وہ غمزدہ ہونے کے علاوہ کیا کر سکتی تھی۔

بیاس کی عقل سے جو منصوبہ میں نے بنایا تھا اسے کارآمد ہونا چاہیے تھا۔ البتہ اس کے لیے خاصے الٹ پھیر کرنے کی ضرورت تھی۔ سب سے پہلے میں نے روپ لیکھا ہی سے اس بارے میں بات کی۔ میں نے کہا۔

"روپ لیکھا یہاں آنے کے بعد ہم نے جو معلومات حاصل کی ہیں وہ بڑی عجیب ہیں۔ میں تمہیں ان کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔"

"بتائیے بیاس مہاراج۔" روپ لیکھا نے سادہ سی نگاہوں سے مجھے دیکھ کر کہا۔

"تھوڑی سی باتیں تو ہمیں گھمیری ہی میں معلوم ہو گئی تھیں۔ پتا نہیں جگ مان کیسا انسان ہے ایک ایسے جوان بیٹے کا باپ ہو کر جو اپنی پریمیکا کو اپنے جیون میں بسانا چاہتا تھا۔ اس نے اتنے برے انداز میں سوچا کہ خود بارات لے کر گھمیری پہنچ گئے۔

اس سے یہ اندازہ تو ہوتا ہے کہ وہ برا اور ہوس پرست آدمی ہے لیکن اب جو پتا چلا ہے یہاں اس کے بارے میں وہ یہ ہے کہ وہ شیطان بن چکا ہے اور ایک شیطان کی صحبت میں رہتا ہے۔ کالے علم کا ماہر ایک آدمی راج تلک کے نام سے یہاں کہیں منہ بنا کر رہتا ہے۔ جگ مان، راج تلک کا دوست ہے اور دونوں مل کر اپنی بستیوں اور دور دراز کی آبادیوں سے معصوم لڑکیوں کو اغوا کر کے لاتے ہیں اور انہیں بے عزت کرتے ہیں۔ یہ انہوں نے اپنا شعار بنا لیا ہے۔ مل راج کو جگ مان نے قیدی بنا لیا ہے کیونکہ وہ تمہارے واقعے کے بعد اپنے پتا کا باغی ہو گیا تھا۔ یہ کہانی میں نے سنی ہے۔"

روپ لیکھا کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی اور پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ میں جانتا تھا کہ وہ من ہی من میں سلگنے والی لڑکی ہے۔ زبان سے بہت کم بولتی ہے لیکن دل میں نجانے کیا کیا درد بسائے ہوئے ہے۔ میں نے اس سے کہا۔

"روپ لیکھا رونے سے سنسار میں کوئی کام کبھی نہیں بنا۔ ہر مشکل کے حل کو تلاش کرنے کے لیے جدوجہد کرنا ہوتی ہے۔ یہ ساری باتیں معلوم کرنے کے بعد میں نے کچھ منصوبے بنائے ہیں اور ان منصوبوں میں چالاکی کے ساتھ تمہارا کام کرنا بہت ضروری ہے۔ آنکھیں صاف کرو۔ دماغ ٹھنڈا کرو اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔ میری بات ماننا تمہارے لیے بے حد ضروری ہے کیونکہ جگ مان سے تمہارے ماتا پتا کو چھڑانا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی مل راج کو بھی بچانا ہماری ذمے داری ہے اور عقل ہی ہمیں اس کام میں کامیاب کر سکتی ہے لیکن اگر تم نے رونے دھونے کا چکر چلایا تو یوں سمجھ لو نہ میں کچھ کر پاؤں گا اور نہ تم۔" روپ لیکھا نے آنسو صاف کر لیے پھر بولی۔

"بتائیے بیاس مہاراج مجھے کیا کرنا ہے؟"

"روپ لیکھا پاپی کو پاپ سے ہی مارنا پڑتا ہے۔ میرے من میں ایک خیال یہ ہے کہ دھرم پال کو آلہ کار بنا کر ہم اپنا کام شروع کریں۔"

"وہ کیسے مہاراج؟"

"میں تمہیں محل میں پہنچانا چاہتا ہوں۔ یہ بتاؤ جیون میں کبھی ناچ گانے سے بھی دلچسپی رہی ہے۔"

"گانا تو نہیں جانتی مہاراج، بچپن کی ایک سکھی تھی۔ اس سے باقاعدہ ناچ سیکھا تھا اور کبھی کبھی مندر میں ناچتی بھی تھی۔ لوگ اس ناچ کی بڑی تعریف کرتے تھے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں ناچنا آتا ہے۔ کیا تم راج محل

میں جگ مان کے سامنے......"

"ہائے رام یہ تو بڑا مشکل ہو جائے گا۔"

"نہیں روپ لیکھا یہ ضروری ہے۔ بھگوان کے مندر میں تم بھگوان کو خوش کرنے کے لیے ناچی تھیں یہی بات ہے نا؟"

"ہاں۔"

"تو پھر یوں سمجھ لو کہ جگ مان کے سامنے تمہیں اپنے ماتا پتا کو بچانے کے لیے ناچنا ہوگا۔"

وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی پھر آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر الم کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے مہاراج تو میں ناچوں گی۔"

"روپ لیکھا آج سے تمہیں اپنا نام بھی بدلنا ہوگا۔"

"وہ کیوں مہاراج؟"

"تم روپ لیکھا کے نام سے جگ مان کے سامنے نہیں جاؤ گی۔"

"تو ہم بھیس بدل کر جائیں گے وہاں؟"

"ہاں۔ میں تم سے بات کرنے کے بعد دھرم پال سے بات کروں گا۔ وہ نٹ ہے۔ کھیل تماشے دکھاتا ہے۔ ہو سکتا ہے جگ مان سے اسے بھی کچھ انعام مل جائے۔ میں تمہیں اس کی بیٹی کی حیثیت سے راج محل بھیجنا چاہتا ہوں۔"

روپ لیکھا گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر اس نے کہا۔

"جیسا آپ کہیں گے ہم ویسا ہی کریں گے مہاراج۔ آپ اس کی بالکل چنتا نہ کریں۔ اب ہم نے اپنے آپ کو سنبھال لیا ہے۔"

"میں اطمینان رکھوں روپ لیکھا کہ تم ہمت سے کام لو گی؟"

"ہاں مہاراج ہم نے اپنا جیون آپ کے حوالے کر دیا ہے اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ جو کچھ کہیں گے اس سے منہ نہیں موڑیں گے۔"

روپ لیکھا کی جانب سے اطمینان کرنے کے بعد میں نے دھرم پال کی طرف رخ کیا تھا۔ نٹ دھرم پال بہت اچھا آدمی تھا۔ اس بات کا مجھے پوری طرح اندازہ ہو چکا تھا۔ مجھ سے دلی عقیدت رکھتا تھا۔ چنانچہ جب میں نے اس سے کہا کہ دھرم پال اب سے آگیا ہے کہ تمہیں میری مدد کرنا ہوگی تو اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا۔

"مہاراج، بھگوان کی سوگند ہمارے جیون کی ضرورت بھی پیش آئی آپ کو تو ہم جیون وار دیں گے آپ پر، بس اتنا پریم ہما کیا ہے آپ کے لیے ہمارے من میں۔"

"تمہارا شکریہ دھرم پال، اصل میں مہان لوگوں کی یہی پہچان ہوتی ہے ورنہ کون کسی کا کتنا مان رکھتا ہے۔ اچھا تو اب بات یہ ہے دھرم پال کہ میں تمہیں روپ لیکھا کی کہانی سنا ہی چکا ہوں کافی کچھ بتا چکا ہوں تمہیں اس بارے میں ہم نے ایک منصوبہ بنایا ہے اور وہ منصوبہ یہ ہے کہ تم روپ لیکھا کو لے کر راج محل جاؤ گے۔ اسے بنا سنوار کر بنجارن بنا کر لے جانا ہے وہاں یہ جگ مان کے سامنے رقص کرے گی۔ اس کے بارے میں اجیت نے جو کچھ بتایا ہے تمہارے علم میں بھی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ تمہیں انعام و اکرام سے بھی نوازے۔ بہرحال یہ الگ بات ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم مایا کے لالچی نہیں ہو لیکن یہ مجبوری ہے کہ روپ لیکھا کو کوئی بھی نام دے دو میرے خیال میں اگر اس کا نام سرسوتی رکھ دو تو زیادہ اچھا ہے۔ جب تم سے پوچھا جائے کہ سرسوتی کون ہے تو تم یہی بتاؤ گے ان لوگوں کو کہ وہ تمہاری بیٹی ہے اور اس کی ماں مر چکی ہے۔ ہمیں اس طرح روپ لیکھا کو جگ مان تک پہنچانا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی ہمیں دوسرا کام بھی کرنا ہے۔"

"وہ کیا مہاراج؟" دھرم پال نے دلچسپی سے پوچھا۔

"راج تلک کے بارے میں جو کچھ سنا ہے اس پر بھی نظر ڈالنی ہے۔ میں اسے راج تلک کے مٹھ میں لے جاؤں گا۔ وہاں اسے راج تلک کی نگاہوں کے سامنے بھی لاتا ہے۔"

"مہاراج خطرے بڑھ جائیں گے۔" دھرم پال نے پر تفکر لہجے میں کہا۔

"خطرے تو مول لینا پڑیں گے۔ ایسے کام آسانی سے نہیں ہوتے۔ ہمیں بڑی ہمت سے یہ کام کرنا ہے۔ باقی جہاں تک اور معاملات کا تعلق ہے تو تم انہیں مجھ پر چھوڑ دو۔"

اس کے بعد میں نے روپ لیکھا کو سمجھایا بجھایا اور اسے بتایا کہ ہمیں کس طرح اپنے کام کا آغاز کرنا ہے۔ سو پھر پہلا کام میں نے یہ کیا کہ اس مٹھ کے بارے میں معلومات حاصل کیں بستی کے جس شخص سے میں نے راج تلک کے بارے میں پوچھا۔ اس نے برا سا منہ بنا کر دیکھا۔ پھر بولا۔

"میں اس کے مٹھ کا راستہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"سیدھے چلے جاؤ۔ بہت سے باؤلے جاتے ہیں اس کے پاس۔ راستے میں کوئی نہ کوئی مل ہی جائے گا۔"

"کیا بات ہے مہاراج، راج تلک کے بارے میں تو ہم نے یہ سنا ہے کہ بڑے مہان سادھو ہیں۔"

"ارے بھائی معاف کر دو کوئی بات نہیں ہے۔ بس سیدھا راستہ ہے وہاں جائے گا۔"

اس شخص کی باتوں سے مجھے اندازہ ہوا تھا کہ راج تلک کی شیطنت سے لوگ کافی حد تک واقف ہو گئے ہیں اور شاید در پردہ اس سے نفرت بھی کرتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کی کالی شکتی سے ڈرتے بھی ہوں گے۔

بہرحال وہاں تک کا راستہ مجھے معلوم ہو گیا تھا۔ میں نے مزید کچھ معلومات حاصل کیں اور اس کے بعد روپ لیکھا کو تیار ہونے

کے لیے کہا۔ روپ لیکھا میری ہدایت کے مطابق تیار ہو گئی۔

ایک سادہ سی سفید ساری میں وہ جس قدر حسین اور پروقار نظر آرہی تھی اس نے مجھے بھی متاثر کیا تھا۔ بہرطور میں اسے لے کر راج تلک کے مٹھ کی جانب چل پڑا اور مٹھ پر پہنچ گیا۔

ایک منحوس سی عمارت تھی جس کی صورت ہی سے اندازہ ہوتا تھا کہ گناہوں کا گڑھ ہے۔ وہاں بہت سے چیلے چانٹے موجود تھے۔ اطراف کا ماحول کافی بھیانک تھا اور عمارت آبادی سے کافی دور ہٹ کر بنائی گئی تھی۔ لوگ آجا رہے تھے۔ عمارت کے احاطے میں بہت سے پنڈے پجاری موجود تھے۔ شکل تو مندر کی سی ہی بنا رکھی تھی انہوں نے لیکن یہ گناہوں کا مندر تھا۔ سب نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر روپ لیکھا کو دیکھا حالانکہ یہاں عورتیں بھی نظر آرہی تھیں لیکن ایسی عورتیں جنہیں دیکھ کر ان کے بارے میں اندازہ ہو جائے کہ وہ تلک مندر کی داسیاں ہیں لیکن صورت ہی سے فاحشائیں نظر آرہی تھیں۔ بہت سی مجھے بھی دیکھ کر مسکرائی تھیں۔ میں نے اپنے آپ پر قابو رکھا اور ایک پنڈت سے کہا۔

"یہ سرسوتی ہے۔ من کی مراد مانگنے آئی ہے۔ ہمیں دیوتاؤں کے بتوں کے سامنے پہنچا دو۔"

ہماری رہنمائی کر دی گئی۔ بھیانک مندر میں ایک نیا ہی بت نظر آرہا تھا۔ نہ یہ کالی دیوی کا بت تھا نہ کسی اور جانے پہچانے دیوتا کا بلکہ صحیح معنوں میں یہ شیطان کا مجسمہ تھا۔ اس کے آگے بہت سے مرد اور عورتیں سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی روپ لیکھا کے ساتھ وہیں جا بیٹھا۔ میرا اصل کام کچھ اور تھا۔ تھوڑی دیر تک ہم وہاں بیٹھے رہے۔

پھر راج تلک وہاں آیا۔ لمبے قد و قامت کا تنومند آدمی تھا۔ مونچھیں بہت بڑی بڑی۔ باقی چہرہ صاف شفاف۔ بال جٹاؤں کی طرح کمر تک لٹکے ہوئے تھے۔ اوپری بدن ننگا تھا۔ ہاتھ میں ترشول تھا۔ نچلے بدن پر سفید دھوتی باندھے ہوئے تھا۔ پیروں میں لکڑی کی کھڑاویں پہنے ہوئے۔ وہ سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ یہاں مجھے بڑی مشکل پیش آئی تھی لیکن ہمارا سجدہ ریز نہ ہونا ہی راج تلک کی توجہ کا باعث بنا اس نے ہمیں دیکھا پھر اس کی نگاہیں روپ لیکھا کی جانب اٹھیں اور وہ دیر تک اسے گھورتا رہا۔ اس نے کسی سے کچھ نہیں کہا تھا۔ بس درشن دینے آیا تھا۔ ہاتھ سیدھا کیا اور اس کے بعد اپنی کھڑاؤں سے کھٹ کھٹ کرتا ہوا واپس چلا گیا۔ گویا سب کو آشیرباد دے گیا تھا۔ میں دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ جب میں روپ لیکھا کے ساتھ واپس پلٹا تو میں نے دو پجاریوں کو اپنے پیچھے آتے ہوئے دیکھا اور میں سمجھ گیا کہ پجاری ہمارا پیچھا کر کے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہم کون ہیں۔ کہاں رہتے ہیں۔

پھر میں میلے میں دھرم پال کے ڈیرے پر پہنچ گیا۔ پہلا کام مکمل ہو گیا تھا اور آج دوسرا کام کرنا تھا۔ آج ہی شام کو یہ کام بھی کر ڈالنا تھا تاکہ کھیل کے آغاز میں دیر نہ ہو جائے۔ دھرم پال بھی تیار تھا۔

شام کو اس نے دو عورتوں اور چار مردوں کو ساتھ لیا۔ یہ سب کے سب ڈھول مجیرے لیے ہوئے تھے اور انہوں نے ناچنے گانے والوں کا روپ دھار رکھا تھا۔ میں بھی دھرم پال کے ساتھ ویسا ہی بھیس بنائے ہوئے چل پڑا تھا اور ہمارے ساتھ روپ لیکھا بھی تھی جس نے خوب بناؤ سنگھار کیا تھا اور جب میں نے اسے رنگوں میں رنگے ہوئے رنگین کپڑوں کے ساتھ سجے بنے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔

سچ مچ روپ لیکھا کا حسن ایسا ہی تھا کہ لوگوں کو پاگل کر دے بہرحال، راج محل پہنچ گئے۔ پہرے داروں نے ہم سے پوچھا کہ ہم کیوں آئے ہیں تو دھرم پال نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"ہم ناچنے گانے والے ہیں۔ مہاراج جگ مان کے سامنے ناچ رنگ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں آگیا دی جائے۔"

"مہاراج سے پوچھے بغیر آگیا نہیں مل سکتی۔"

"تو پوچھ لو بھائی۔" دھرم پال نے کہا۔

جگ مان خود بھی ناچ گانے کا رسیا تھا۔ ہم لوگوں کو ایک جگہ ٹھہرا دیا گیا تھا اور کہا گیا کہ مہاراج چاند نکلے ناچ رنگ سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ تم لوگ رکو کھاؤ پیو اور اس کے بعد تم جو من چاہے کرنا۔

سو یہی کیا گیا ہم یہاں تک پہنچ گئے تھے اور اس کام کو اپنی پہلی کامیابی تصور کرتے تھے۔ ہماری خوب خاطرمدارت ہوئی پھر رات کو محل کی بارہ دری میں روشنیاں کر دی گئیں اور کچھ دیر کے بعد ہمیں وہاں پہنچا دیا گیا۔ ہمارے ساتھ آنے والوں نے ڈھول مجیرے اور دوسرے ساز تیار کر لیے۔ روپ لیکھا اب بھی سفید چادر میں لپٹی ایک درخت کے پیچھے چھپی بیٹھی تھی۔ اسے جس طرح مہاراج کے سامنے آنا تھا وہ اسے بتا دیا گیا تھا پھر کچھ دیر کے بعد جگ مان آ گئے۔ اچھا خاصا آدمی تھا نہ جانے کیوں دیوانہ ہو گیا تھا۔ وہ سنگھاسن پر بیٹھ گئے اور حاری مواری آس پاس۔ دھرم پال نے کہا۔

"سرکار دھرم پال ہے میرا نام نٹ ہیں ہم لوگ کھیل تماشے دکھاتے ہیں۔ بڑی سرکار میں آئے تو سوچا کہ کچھ ناچ رنگ دکھائیں اور انعام پائیں۔"

"یہ ناچنے والیاں ہیں تمہارے ساتھ۔" جگ مان نے ان دو عورتوں کی جانب اشارہ کیا جو جوان تو تھیں لیکن بہت زیادہ حسین شکل و صورت کی مالک نہیں تھیں۔

"تیسری بھی ہے مہاراج، وہی ناچے گی یہ گائیں گی۔"

"ٹھیک ہے تم اتنی دور سے آئے ہو۔ ہم نے تمہیں بلا لیا چلو ناچ رنگ شروع کرو۔"

چنانچہ ساز بجانے شروع ہو گئے۔ وہ سب اپنے کام میں ماہر تھے۔ انہوں نے ایک سماں باندھ دیا تھا۔ آسمان پر چاند نکل آیا تھا پھر درخت کے پیچھے سے روپ لیکھا چھم چھم کرتی ہوئی بر آمد ہوئی اور جگ مان نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔ وہ اب بھی اپنے آپ کو سفید چادر میں چھپائے ہوئے تھی۔ چند لمحات وہ چادر ہی میں لپٹی لہریں لیتی رہی اور اس کے بعد اس نے آہستہ آہستہ چادر طور پر سے کھسکانا شروع کر دی۔ اس کے لیے اس کو سب کچھ بتا دیا گیا تھا۔

چادر اتری اور روپ لیکھا نے منی پوری رنگ پیش کیا تو جگ مان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ایک بار تعجب سے وہ اپنی جگہ سے اٹھے۔ منہ کھلے اور آنکھیں پھاڑے روپ لیکھا کو دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ سحر زدہ سے بیٹھ گئے۔ میں جانتا تھا کہ ان کے اندر کی کیا کیفیت ہو گی اور اس کیفیت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ روپ لیکھا نے ناچنا شروع کر دیا اور یہ مجھے پہلی ہی بار معلوم ہوا کہ دور ویرانے میں جنگلوں میں چیڑ بنس کی بنائی ہوئی جگہ پر رہنے والی یہ سادہ سی معصوم سی لڑکی رقص سے اتنی اچھی طرح واقف ہے کہ کسی کو بھی اپنے رقص سے دیوانہ بنا دے۔

روپ لیکھا ناچ رہی تھی۔ نجانے وہ بھی کس خیال میں کھو گئی تھی کہ جی توڑ کر ناچتی رہی اور ایک انوکھا سماں بندھ گیا پھر بہت دیر کے بعد اس کا ناچ ختم ہوا۔ وہ مہاراج بکھمان کے سامنے دو زانو بیٹھی اور اس نے دونوں ہاتھ سر سے اوپر کر کے جوڑے اور پھر نیچے جھکتی چلی گئی۔ بکھمان مہاراج اپنی جگہ سے اٹھتے چلے گئے تھے۔ انہوں نے اپنے بدن پر بے شمار زیورات پہنے ہوئے تھے۔ سونے اور ہیروں کے زیورات۔ ہار سارے کے سارے انہوں نے اپنے لباس سے توڑے اور روپ لیکھا کے سامنے ڈال دیے پھر وہ خود بھی اس کے سامنے دو زانو بیٹھ گئے۔

"روپ لیکھا کہاں چلی گئی تھی تو۔ تو نے تو ہمیں پاگل کر دیا۔ اپنا دیوانہ بنا لیا ہے۔" مہاراج کی آواز ابھری۔ باقی لوگوں کو انہوں نے نظرانداز کر دیا تھا۔

"جے ہو مہاراج کی۔ میرا نام روپ لیکھا نہیں سرسوتی ہے۔"

"کیا؟" مہاراج نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہمارا نام سرسوتی ہے مہاراج۔"

"روپ لیکھا مجھ سے کیوں جھوٹ بول رہی ہے۔ تیرے لیے میں پاگل ہو گیا ہوں۔ تو نہیں سمجھتی اگر عام آدمی ہوتا تو جنگل جنگل خاک چھانتا پھرتا۔ کہاں نہیں تلاش کیا میں نے تجھے۔ میرے آدمی کہاں کہاں نہیں گھومے تیری تلاش میں۔ کہاں چلی گئی تھی۔ روپ لیکھا بول کہاں چلی گئی تھی؟"

"مہاراج آپ سے ضرور غلطی ہو رہی ہے۔ ہمارا نام سرسوتی ہے۔ ہم روپ لیکھا نہیں ہیں۔"

"تو سچ کہہ رہی ہے تو؟"

"ہاں مہاراج یہ روپ لیکھا کون ہے؟"

"ہماری بھاگ لیکھا ہے مگر ہم یہ کیسے مان لیں۔ ارے دیکھ ہم سے سچ بول دے روپ لیکھا۔ کچھ نہیں بگاڑیں گے تیرا۔ تجھے دیکھ کر تو ہم اتنے خوش ہوئے ہیں کہ شاید اپنی خوشی کا اظہار بھی نہ کر سکیں۔ تو نے جو کچھ بھی کیا کر لیا۔ ہمیں اعتراض نہیں ہے پر ہم سے نہ چھپا اپنے آپ کو۔ کوئی دوسری روپ لیکھا ہو ہی نہیں سکتی اس سنسار میں۔ ہمیں بتا دے روپ لیکھا؟"

"مہاراج آپ اگر مجھے روپ لیکھا کہنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی مگر میں ہوں سرسوتی۔"

"اے ادھر آؤ۔" اس بار مہاراج نے دھرم پال کو بلایا تھا۔ دھرم پال ہاتھ جوڑے ہوئے مہاراج کے پاس پہنچ گیا اور سر جھکا کر بولا۔

"جے ہو مہاراج کی۔"

"اس لڑکی کا نام کیا ہے؟"

"یہ سرسوتی ہے مہاراج۔"

"کس کی بیٹی ہے؟"

"میری بیٹی ہے مہاراج اس کی ماں مر چکی ہے۔ ہم لوگ نٹ بنجارے ہیں۔ میلے میں آئے تھے۔ ہمیں پتا لگا کہ مہاراج ناچ گانے کے رسیا ہیں۔ ہم نے سوچا کہ اپنی بٹیا کو آپ کے سامنے نچا کر انعام پائیں مہاراج۔ سرسوتی ہے ہماری بٹیا۔ کیا آپ کو اس کا ناچ پسند نہیں آیا۔"

"یہ تمہاری بیٹی ہے۔"

"جی مہاراج۔"

"تعجب ہے۔ کیا اس کی ہم شکل کوئی اور بھی لڑکی ہے؟"

"نہیں مہاراج سرسوتی ہماری اکیلی ہی بیٹی ہے۔"

"اچھا کہاں ٹھہرے ہوئے ہو تم لوگ؟"

"ڈیرہ لگایا ہے مہاراج۔ میلے کے میدان کے اس پار۔"

"دھرم پال تمہاری بیٹی بہت اچھا ناچتی ہے۔ ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے۔ یہ انعام ہم نے اسے دیا ہے اسے سمیٹ لو اور تمہیں بھی انعام دیں گے۔"

مہاراج نے اشارہ کیا اور کچھ دیر کے بعد ایک آدمی تھالی میں سونے کی گنیاں بھرے آ گیا۔ مہاراج نے تھالی اپنے ہاتھ میں لی اور بولے۔

"جھولی پھیلاؤ، دھرم پال۔"

دھرم پال کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ اس نے جھولی پھیلا دی اور مہاراج نے ساری گنیاں اس جھولی میں ڈال دیں۔

"دھرم پال ہم اپنے آدمیوں کو تمہارے پاس بھیجیں گے۔ وہ

تم سے بات کریں گے۔ تم جیسا بھی مناسب سمجھو کرنا۔ سمجھے' ہمارے آدمیوں کا انتظار کرنا۔"

"جے ہو مہاراج کی بھگوان سکھی رکھے۔" دھرم پال نے سارے گہنے اور زیور بھی سمیٹ لیے اس کے ہاتھ پاؤں لرز رہے تھے جو کچھ اسے مل گیا تھا اس نے شاید کبھی اس کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ بہرحال یہ سب کچھ بلا تھا اسے۔ واپسی میں اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"مہاراج یہ جو کچھ ہمیں ملا ہے اس کا کیا کریں؟"

"یہ تمہارا ہے دھرم پال' ہمیں ہماری کمائی سے نمٹنے دو۔ جو منافع اس میں تمہیں ہو جائے وہ تمہارا۔"

"مم.... میں تو خوف سے مر جاؤں گا مہاراج۔ اتنا دھن دولت میں نے کبھی نہیں دیکھا۔"

"سنبھال کر رکھو دھرم پال بہرحال یہ تمہارے کام آئے گا۔" میں نے جواب دیا۔

کچھ دیر کے بعد ہم ڈیرے پر پہنچ گئے۔ دھرم پال کو چکر آ رہے تھے۔ وہ اتنی دولت کا بوجھ سنبھال نہیں پا رہا تھا۔ میں تو اپنے نظریے پر کام کر رہا تھا لیکن دھرم پال بے چارے کی حالت بلاوجہ ہی خراب ہو گئی تھی۔ ڈیرے پر پہنچنے کے بعد میں روپ لیکھا کے ساتھ اپنے تنبو میں آ گیا۔ روپ لیکھا تھک گئی تھی۔ آج دن بھر ہی دوڑ دھوپ رہی تھی اور پھر مہاراج کے سامنے وہ بہت اچھا ناچی تھی۔ تھکے تھکے انداز میں مجھ سے بولی۔

"بھگوان کی سوگند سوچ سوچ کر بھی شرم آتی ہے کہ میں ایک ناچن ہاری کی طرح راج محل میں ناچی پر آپ نے کہا تھا بیاس مہاراج آپ کا کہا ٹال تو نہیں سکتی تھی میں کیونکہ گروجی نے بھی مجھ سے یہی کہا تھا کہ دیکھ روپی بیاس بہت اچھا آدمی ہے وہ جو کچھ بھی کرے گا تیرے بھلے کے لیے کرے گا۔ میں اس بات کا پوری طرح اندازہ لگا چکا ہوں اس لیے جیسا وہ کہے ویسا ہی کرنا۔ وہ عقل کا دیوتا ہے اور اس کی عقل مہان ہے۔ اس لیے اس سے کبھی منہ نہ پھیرنا پر بیاس مہاراج آگے کیا ہو گا؟"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

"میرے سامنے ایک ہی مقصد ہے روپ لیکھا کہ تیرے ماتا پتا اور کمل راج کو آزاد کراؤں پھر تجھے کمل راج کی تحویل میں دے دوں۔ تیرا اور اس کا بیاہ کر دوں بس اس کے بعد ہی میرا کھیل ختم ہوتا ہے۔"

اس کے چہرے پر شرم کی سرخی پھیل گئی۔ بہت دیر تک وہ تصورات میں ڈوبی رہی پھر آہستہ سے بولی۔

"کیا ایسا ہو سکے گا مہاراج؟"

"اوش ہو گا۔ ضرور ہو گا۔"

"مم.... مگر کیسے؟"

"تو اس بات کی تو چنتا نہ کر جو کچھ میں کر رہا ہوں اس کا ایک مقصد ہے اور مجھے وشواس ہے کہ میرا کام پورا ہو گا۔ جیسے بھی ہو سکا میں کچھ نہ کچھ کر ہی لوں گا تو اس کی چنتا نہ کر۔"

"بیاس مہاراج اب مجھے کسی بات کی چنتا نہیں ہے۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں روپ لیکھا کہ جو کچھ بھی کر ہمت سے کر۔ ہمت کبھی نہ ہارنا چاہیے حالات کتنے ہی خراب ہو جائیں۔ میں تیرے ساتھ ہوں اور میں جیون کی بازی لگا کر بھی تجھے ہر مشکل سے بچانے کی کوشش کروں گا۔ ابھی تو صرف ایک چال چلی ہے میں نے۔ اس میں کامیابی چاہتا ہوں۔ ابھی تک تو مجھے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ میری کی ہوئی کوششوں میں مجھے کامیابیاں حاصل ہوں گی۔"

روپ لیکھا خاموش ہو گئی۔ حالانکہ کافی رات بیت چکی تھی لیکن اچانک ہی خیمے کے باہر سے مجھے دھرم پال کی آواز سنائی دی۔

"سو گئے بیاس مہاراج؟"

"نہیں دھرم پال آ رہا ہوں۔" میں نے کہا اور باہر نکل آیا۔ دھرم پال کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"مجھے تو بتاؤ مہاراج' میں کیا کروں۔ میرا تو جیون مشکل ہو گیا ہے۔"

"کیا ہو گیا دھرم پال خیر تو ہے؟"

"کیسی معصومیت سے پوچھ رہے ہو کہ کیا ہو گیا۔ خیر تو ہے؟"

"ارے مہاراج' اتنا دھن دولت ہو گیا ہے کہ اب تو ہمارے لیے اس کا سنبھالنا بھی مشکل ہے۔"

مجھے بے ساختہ ہنسی آ گئی اور وہ میری صورت دیکھنے لگا پھر بولا۔

"دیکھو دھرم پال بہت بڑا پورا قبیلہ ہے تمہارا۔ ہر شخص کی ضرورتیں ہوں گی۔ ہر شخص کے مسائل ہوں گے۔ تم اس دھن دولت کو اپنی ذات کے لیے بند رکھو۔ اسے ہر ایک کے کام میں لاؤ جسے مشکل ہو اس کی مدد کرو۔ دولت کا اس سے بڑا اور اس سے اچھا مصرف اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ وہ ایک آدمی کی ملکیت نہ رہے بلکہ بہت سوں کے پاس آئے۔"

دھرم پال میری صورت دیکھ رہا تھا پھر وہ آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے بولا۔ "بھگوان کی سوگند مشکل حل کر دی آپ نے ہماری مہاراج بھگوان آپ کو سکھی رکھے۔"

"دھرم پال ابھی تمہیں میرے ساتھ بہت کچھ کرنا ہے۔ تمہیں تھوڑا بہت علم ہو چکا ہے۔ باقی باتیں میں بھی تمہیں بتا دوں گا۔" پھر میں نے روپ لیکھا کی پوری داستان دھرم پال کو سنا ڈالی۔

دھرم پال پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا تھا اس نے

کہا۔ "مہاراج آپ بڑے گیانی ہیں۔ میں تو پہلے ہی یہ بات مانتا ہوں کہ بھگوان نے آپ کو شریر شکتی بھی دی ہے اور عقل شکتی بھی پر مہاراج۔ میں داس ہوں آپ کا اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی تھی کہ آپ نے میرا جیون بچایا اور اب یہ دھن دولت میری جھولی میں ڈال دیا ہے۔"

"دھرم پال میں نے جو منصوبہ بنایا ہے اس کی تفصیل میں تمہیں ابھی نہیں بتاؤں گا بس یوں سمجھ لو ایک کھیل کھیلا ہے میں نے حالات کی روشنی میں اور اگر وہ کھیل کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

"ہم پوچھنا بھی نہیں چاہتے مہاراج بس آپ ہمارا کام ہمارے حوالے ڈال دیں۔"

"ٹھیک ہے دھرم پال اب آرام کرو۔ تمہاری چنتا تو ختم ہو گئی نا؟"

"ہاں مہاراج ہمیں راستہ جو مل گیا۔"

"اپنے ساتھیوں کے لیے اچھے اچھے خیمے بنواؤ۔ کپڑے بناؤ اور ان کی جو بھی ضرورتیں ہوں وہ پوری کرو عیش و آرام سے رہو۔ اپنا کام جاری رکھو اور یہی منش کا جیون ہوتا ہے۔"

"ٹھیک کہتے ہیں مہاراج۔"

اس کے بعد دھرم پال واپس چلا گیا اور میں خیمے میں آ گیا۔ روپ لیکھا آرام سے لیٹی ہوئی تھی۔ میں نے اس وقت اسے مخاطب نہیں کیا کہ اس کی اپنی سوچیں ہیں۔ پتا نہیں بے چاری کیا سوچ رہی ہو گی۔ رات بیت گئی۔

دوسرے دن پھر وہی تمام زندگی کا آغاز ہو گیا۔ آج دھرم پال میلے میں نہیں گیا تھا لیکن خانہ بدوش مرد اور عورتیں اپنے کاموں میں مصروف رہی تھیں۔ کوئی سورج چڑھنے کے بعد کا وقت تھا کہ وہی دو آدمی جنہوں نے راج تلک کے مٹھ سے یہاں تک ہمارا پیچھا کیا تھا آ گئے۔ انہوں نے دھرم پال کو پوچھا تھا یہ کہہ کر کہ قبیلے کا سردار کون ہے اور دھرم پال ان کے سامنے آ گیا تھا۔ میں بھی قریب ہی موجود تھا اور میں نے ان دونوں کو پہچان لیا تھا۔ اس لیے میں بھی ان کے پاس آ گیا۔

دونوں ہی شکل سے شیطان لگ رہے تھے انہوں نے مجھے نظر انداز کر کے دھرم پال سے پوچھا۔

"تم اس قبیلے کے سردار ہو؟"

"ہاں مہاراج حکم کرو۔"

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"دھرم پال۔"

"اس آدمی کا کیا نام ہے؟"

"بیاس۔" دھرم پال نے جواب دیا۔ تب وہ دونوں میری جانب متوجہ ہوئے اور بولے۔

"سنو بیاس کل تم راج تلک مندر گئے تھے۔ مہاراج راج تلک کے مٹھ؟"

"ہاں مہاراج، میں اپنی بہن سرسوتی کو لے کر راج تلک مندر گیا تھا۔" میں نے جواب دیا اور دھرم پال مجھے چونک کر دیکھنے لگا۔

"کیوں گئے تھے تم وہاں؟" ان لوگوں میں سے ایک نے پوچھا۔

"کوئی بھول ہو گئی ہم سے مہاراج، اصل میں ہم نے سنا تھا کہ یہاں راج تلک مہاراج بڑے گیانی اور دھرماتما ہیں۔ بس عقیدت میں ڈوبے چلے گئے تھے وہاں۔ کوئی اور مقصد نہیں تھا۔ ہم اصل میں دونوں بہن بھائی گیانیوں اور دھیانیوں سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں اگر ہم سے کوئی بھول ہو گئی ہو مہاراج تو شما چاہتے ہیں آپ ہمیں بتا دیجئے ہم معافی مانگ لیں گے۔"

"ارے نہیں .... نہیں بیاس کوئی بھول نہیں ہوئی تم سے۔ اصل میں راج تلک مہاراج نے تم دونوں کو خود دیکھا تھا۔"

"ہاں راج تلک مہاراج اس سے وہاں آئے تھے۔"

"تم جانتے ہو سادھو سنت گیانی دھیانی آکاش کی باتیں جانتے ہیں۔ مہاراج نے کوئی ایسی چیز دیکھی تم دونوں میں جس کی بنا پر تم ان کے من میں رہ گئے۔ خاص طور سے تمہاری بہن سرسوتی مجھ سے بولے کہ جاؤ اس لڑکی سے کہو کہ اس کے بھاگ اسے آکاش کی بلندیوں پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ کچھ لینا ہے تو راج تلک مہاراج کے پاس آئے اور تلک مندر میں بھگوان کی مورتی کے سامنے ناچے۔ بھگوان اسے گیان دھیان دیں گے۔ سو میں یہ کہنے آیا ہوں کہ آج رات کو راج تلک مندر میں بھیج دو اور خبردار اس بات کا خیال رکھنا کہ راج تلک مہاراج جو کچھ کہتے ہیں اگر ان کی آگیا کا پالن نہ کیا جائے تو بہت برا ہوتا ہے۔ سرسوتی اگر رات کو راج تلک مندر نہ پہنچی تو ہو سکتا ہے صبح کو اسے کوئی سانپ ڈس لے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے صبح اس کا شریر سکڑ جائے۔ ہاتھ پاؤں مڑ جائیں اور زبان باہر نکل آئے۔ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ مہاراج تلک کو سب جانتے ہیں۔ ان کی آگیا کا پالن ہی جیون ہے ورنہ موت کے سوا اور کچھ نہیں باقی رہ جاتا۔"

ان لوگوں کا لہجہ اور انداز اتنا متاثر کن تھا کہ عام لوگ ہوتے تو فوراً متاثر ہو جاتے۔ دھرم پال کا چہرہ بھی ایسا ہی نظر آ رہا تھا۔ میں نے بھی بظاہر خود کو خوفزدہ ظاہر کیا اور کہا۔

"ایسا ہی ہو گا مہاراج۔ آپ چنتا نہ کریں۔ ہم سرسوتی کو لے کر راج تلک مندر آ جائیں گے۔"

"ہاں بالکل ایسا ہی ہونا چاہیے اور ایسا ہوا تو تم یوں سمجھ لو تمہارے سارے قبیلے کی تقدیر بدل جائے گی۔ راج تلک مہاراج کی نظر جس پر ہو جائے۔ سمجھ اسے سنسار میں سب کچھ مل گیا۔"

"کیوں نہیں مہاراج، راج تلک مہاراج کی آگیا کا پالن ہو گا۔ رات کو سرسوتی کو لے کر ہم راج تلک مندر پہنچ جائیں

گے۔"

"ٹھیک ہے۔" وہ دونوں واپسی کے لیے مڑ گئے۔

جب وہ دور چلے گئے تو دھرم پال نے سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھ کر کہا۔

"ہے بھگون، صورت سے ہی پاپی نظر آرہے تھے مگر کیا یہ سچ کہ کل تم لوگ راج تلک مندر گئے تھے؟"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں دھرم پال یہ بھی میرے منصوبے کا ایک حصہ ہے۔"

"اوہ۔" دھرم پال حیرت سے بولا اور میں نے مسکرا کر گردن ہلائی۔

"ہاں دھرم پال اب ایسا کرو کہ رات کو تم اسے لے کر راج تلک مندر جاؤ گے۔"

"مم..... میں مہاراج۔"

"ہاں کیوں، اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟"

"مہاراج مم..... میں، میں تو ان کی صورت ہی دیکھ کر ڈر گیا ہوں۔"

"چنتا مت کرو دھرم پال جو منصوبہ ہم بنا رہے ہیں۔ وہ بہت کامیاب ہے اور ہمیں اس میں کامیابی حاصل ہو گی۔"

دھرم پال بے چارہ گردن ہلا کر رہ گیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

"مگر مجھے تو راج تلک مندر کا راستہ بھی نہیں معلوم۔"

"وہ میں ابھی دن میں تمہیں دکھا دوں گا۔" میں نے کہا۔

دھرم پال تو میرا چیلہ ہی بن گیا تھا۔ میرے ہر حکم پر گردن جھکانا اس کا کام بن گیا تھا۔ میں اسے راج تلک مندر تک لے گیا اور میں نے اچھی طرح اسے وہاں کا راستہ دکھا دیا۔ دھرم پال کہنے لگا

"یہ مندر کہاں ہے یہ تو مٹھ ہے۔"

"تم مٹھ کے بارے میں جانتے ہو؟"

"کیوں نہیں مہاراج، دین دھرم سے اب ہمارا ایسا ناتا بھی نہیں ٹوٹا۔" دھرم پال مسکرا کر بولا اور میں خاموش ہو گیا۔

بہرحال میرا اپنا خیال تھا کہ اب اس کے بعد جگ مان کے آدمی بھی پہنچنے چاہئیں لیکن شام تک انتظار کے بعد بھی ایسا کچھ نہیں ہوا تو مجھے حیرانی ہوئی۔ اب ذرا سرسوتی کو ہوشیار کر دینا مناسب تھا۔ میں نے اسے سرسوتی ہی کہنا شروع کر دیا تھا تاکہ یہ نام اس کے ذہن میں بیٹھ جائے اور وہ کہیں دھوکا نہ کھا سکے۔ میں نے کہا۔

"دیکھو سرسوتی، آج رات کو تمہیں راج تلک مٹھ جانا ہے۔"

"وہ..... وہاں..... وہاں کیوں؟"

جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اسی سے ہمارا کام بنے گا۔"

"مگر مجھے وہاں جا کر کیا کرنا ہو گا؟"

"کل ہم جب راج تلک مٹھ گئے تھے تو تم نے راج تلک کو دیکھا ہو گا۔ اس کے بارے میں تھوڑی بہت تفصیل تمہیں بتا چکا ہوں۔ وہ برا آدمی ہے اور برائیاں کرتا ہے۔ تمہیں بھی اس نے اپنی ہوس سے مجبور ہو کر ہی بلایا ہے لیکن اب تم اتنی کچی بھی نہیں ہو کہ منش کے من کی بات بھی نہ سمجھ سکو۔ عقیدت سے وہاں جانا اور ہمت سے اس کا سامنا کرنا بس یہ کوشش کرنا کہ وہ تمہاری عزت سے نہ کھیلنے پائے۔ باقی سارا کام میں سنبھال لوں گا۔ تمہیں تھوڑی سی دقت تو ہو گی لیکن چنتا مت کرنا ہم تمہارے آس پاس ہی ہوں گے۔"

"مجھے تو بڑا ڈر لگ رہا ہے بیاس۔"

"ڈرنا ٹھیک نہیں ہے ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں ان میں ہمت ہی ہمارا ساتھ دے سکتی ہے کہیں بھی ہمت چھوڑی تو سمجھ لو مارے گئے۔ ہم ہمت ہی سے سارے کام کر سکیں گے۔"

"ٹھیک ہے بیاس۔ میں پوری ہمت سے کام لوں گی لیکن اگر میرے جیون پر بن ہی گئی تو ایک بات سن لو تم آتم ہتھیا کر لوں گی اپنی عزت نہ لٹنے دوں گی کسی کو۔"

"میں جانتا ہوں تم ایسی ہی لڑکی ہو لیکن ایسا نہیں ہو گا۔ تم اطمینان رکھنا۔ سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ منش کو یہ احساس دلا دو کہ تمہارے من میں اس کے لیے بہت قدر عزت اور احترام ہے اس سے منش نرم ہو جاتا ہے اگر ایسی نوبت آجائے تو اس راستے سے قدم نہ اٹھانا اور اسے بے وقوف بناتی رہنا اس وقت تک جب تک ہم نہ پہنچ جائیں۔ یہ بہت بڑا منصوبہ ہے اور آنے والے سے اس سے ہمیں بڑے فائدے حاصل ہوں گے۔ ہو سکتا ہے اس کھیل کا انت جلد سے جلد ہو جائے۔"

روپ لیکھا کو میں نے بہت اچھی طرح سمجھایا اور اس کے اندر کافی ہمت اور اعتماد پیدا ہو گیا۔ مجھے حیرت تھی کہ بھگمان نے ابھی تک ہم سے رابطہ کیوں نہیں قائم کیا۔ بہرحال میں انتظار کرتا رہا۔ شام ہو گئی اور پھر رات، روپ لیکھا کو تیار کرایا گیا اور میں نے دھرم پال کو ہدایات دے کر روپ لیکھا کے ساتھ روانہ کر دیا وہ چلی گئی تو میں تشویش سے سوچنے لگا کہ اب صورت حال کو ذرا زیادہ سنسنی خیز حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ دو ہی باتیں ہیں اگر جگ مان آج بھی رابطہ نہیں قائم کرتے تو پھر سب سے پہلے مجھے راج تلک مندر جا کر روپ لیکھا کی عزت بچانی ہے اور اگر مجبوری ہوئی تو پھر راج تلک سے بھی دو دو ہاتھ کرنے پڑیں گے۔ بعد میں مہاراج کو کسی دوسرے طریقے سے شیشے میں اتارنے کی کوشش کروں گا لیکن میری یہ فکر اس وقت دور ہو گئی جب دو آدمی اس طرح سے میرے پاس پہنچے کہ انہوں نے موٹے موٹے کمبل اوڑھ رکھے تھے اور عجیب سی شکلیں بنائے ہوئے تھے۔ قبیلے کے

ایک آدمی نے انہیں میرے پاس پہنچایا تھا۔ چونکہ دھرم پال
اس وقت موجود نہیں تھا اس لیے وہ اسے میرے پاس لے آئے
تھے اس میں سے ایک نے کہا۔
"دھرم پال کہاں ہے؟"
"مہاراج اس سمے موجود نہیں ہیں مگر تم کون ہو بھائی اور
کیا چاہتے ہو؟"
"اکیلے میں ادھر آجاؤ تم سے بہت ضروری بات کرنی
ہے۔" وہی شخص بولا۔
میں نے شانے ہلا دیے میرا ماتھا ٹھنکا تو تھا کہ کوئی گڑبڑ ہے
لیکن مجھے اس کی امید نہیں تھی جو ہوا۔ اکیلے میں جانے کے بعد
اس شخص نے کہا جو اب تک مجھ سے باتیں کرتا رہا تھا۔
"کل شب تمہارے قبیلے کی ایک لڑکی راج محل میں ناچنے
گئی تھی تو کیا تم بھی اس کے ساتھ تھے؟"
"ہاں مہاراج ہم تھے اور ہمارے مہاراج تکمان نے
ہمیں موتیوں اور گنیوں کا انعام دیا تھا۔"
"بالکل وہ لڑکی اب کہاں ہے اور وہ آدمی دھرم پال بھی۔"
"ہم نے بتایا نا مہاراج وہ تو گئے ہوئے ہیں۔ آپ ہمیں
بتائیے۔"
"وہ لڑکی بھی گئی ہوئی ہے۔" اس شخص نے پوچھا۔
"ہاں مہاراج۔" اسی وقت دوسرے آدمی نے بھی کمبل
اتار دیا اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ جگ مان مہاراج
تھے۔ میں نے انہیں پہچان کر بڑی حیرت کا اظہار کیا اور ہاتھ جوڑ
کر کھڑا ہو گیا۔ جگ مان نے کہا۔
"تمہارا کیا نام ہے؟"
"بیاس مہاراج آپ کے سیوک ہیں۔"
"بیاس اصل میں ہم تم سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ لڑکی
ہمارے من کو بہت بھائی ہے تم نہیں سمجھتے کہ اس کے لیے
ہمارے من میں کیا ہے۔ کیا تم ہمیں یہ بتاؤ گے کہ وہ لڑکی کون
ہے دیکھو سچ سچ بتانا جھوٹ مت بولنا بیٹھ جاؤ ہم اس طرح عام
آدمی کی حیثیت سے آئے ہیں تو اس لیے آئے ہیں کہ ہم ذرا
اس کے بارے میں ساری معلومات حاصل کریں۔ ہم اگر چاہتے
تو دن کی روشنی میں ہمارے سپاہی آکر اسے آسانی سے راج محل
لے آتے لیکن پہلے ہم ایک راز جاننا چاہتے ہیں اور یہ راز
جاننے کے بعد ہم اسے جس حیثیت سے اپنے پاس لے جانا
چاہتے ہیں اس کا تم یا تمہارا سردار تصور بھی نہیں کر سکتے۔"
"مہاراج مالک ہیں، ہماری مجال ہے کہ ہم آپ کے سامنے
کوئی جھوٹ بات کہیں۔"
"پہلی بات تو یہ بتاؤ کہ اس لڑکی کا نام کیا ہے؟"
"اس کا نام سرسوتی ہے مہاراج۔"
"یہ تو ناطہ ہے بیاس، اچھا یہ بتاؤ تم دھرم پال کے قبیلے میں
کب سے ہو؟"
"پیدا ہی اس قبیلے میں ہوئے مہاراج، بچپن سے ساتھ
ہیں۔" میں نے فوراً جواب دیا۔
"کیا سرسوتی تمہارے سامنے بچی تھی؟"
"جی مہاراج ہم اسے بہن سمان سمجھتے ہیں۔"
"اتنا تعجب ہے مجھے کہ میں بتا نہیں سکتا۔"
"ہم سمجھے نہیں مہاراج۔"
"خیر تمہیں سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے وہ لڑکی ایک ایسی
لڑکی کی ہم شکل ہے جسے ہم سنسار میں سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔
سنو بیاس ہم اس لڑکی کو راج محل لانا چاہتے ہیں۔ جانتے ہو کس
حیثیت سے؟"
"نہیں مہاراج۔"
"اپنی رانی بنا کر اور سنو جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں وہ ہو کر رہے
گا۔ دھرم پال آجائے تو اسے بتا دینا کہ مہاراج کا سندیسہ آیا تھا
اور وہ یہ چاہتے ہیں اور ایک بات اور کہہ دو دھرم پال سے کہ
آج سے اس لڑکی کا نام سرسوتی نہیں بلکہ روپ لیکھا ہے ہم اس
کے بدلے میں دھرم پال اور اس کے قبیلے کو اتنا کچھ دیں گے کہ پھر
وہ خانہ بدوش قبیلہ نہیں رہے گا بلکہ یہ سمجھ لو کہ اگر وہ چاہے تو
مادھو پوری میں سب سے بڑے جاگیردار کی حیثیت سے رہ سکتا
ہے۔ ہم اسے جاگیریں بھی دیں گے اور اتنا انعام دیں گے کہ وہ
سچ مچ کا جاگیردار بن جائے۔"
"مہاراج آپ کا سندیسہ میں دھرم پال کو ضرور دے دوں
گا۔"
"سندیسہ نہیں اگر تم اسے سمجھا سکتے ہو تو سمجھا دینا اور کہنا
کہ مہاراج خود چھپ کر آئے تھے اور کہہ کر گئے ہیں کہ یہ سب
کچھ ہونا ہے اس کا انتظار کرے۔ نہ یہاں سے بھاگنے کی کوشش
کرے اور نہ کوئی اور چال چلے۔ یہ سب کچھ کرنا ہے اسے۔
ویسے وہ اس وقت ہے کہاں۔ اگر وہ مل جاتا تو ہم انتظار کر لیتے
جس طرح ہم یہاں آئے ہیں ہمارے بارے میں کسی کو بھی نہیں
معلوم۔"
"مہاراج راج تلک مندر سے دو آدمی آئے تھے اور حکم
دے گئے تھے دھرم پال مہاراج کو کہ رات کو سرسوتی کو لے کر وہ
راج تلک مندر پہنچے اور اگر ایسا نہ ہوا تو ہو سکتا ہے کہ صبح کو
سرسوتی کی لاش اس کے خیمے سے ملے اسے کوئی ناگ ڈس لے یا
اس کا شریر سکڑ جائے۔ دھرم پال مہاراج ڈر گئے اور آگیا کا پالن
کرنے سرسوتی کو لے کر چل پڑے ہیں۔"
"کیا؟" جگ مان کے لہجے میں قہر و غضب کی بجلیاں تڑپ
رہی تھیں۔
"ہاں مہاراج، ہم تو بنجارے ہیں نہ لڑائی کے نہ بھڑائی کے
اور پھر گیانیوں دھیانیوں سے تو ویسے ہی من ڈرتا ہے۔ دھرم پال

مہاراج نے سوچا کہ کہیں سچ مچ ان کی بیٹی کے ساتھ کوئی ایسی ہی بات نہ ہو جائے۔"

"اوہ، نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ راج تلک ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ بہت خطرناک بات ہو گئی۔ جاؤ جلدی سے گھوڑے لے کر آؤ۔ ہمیں فوراً ہی راج تلک مندر چلنا ہو گا۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں محسوس کر رہا تھا کہ جگ مان کی حالت کیا ہو رہی ہے جگ مان نے کہا۔

"تمہیں بھی میرے ساتھ چلنا ہو گا بیاس۔ دیر شاید مجھ سے ہی ہو گئی مگر اس پاپی کو کیسے پتا چل گیا۔ میں نے تمہارے لیے بھی گھوڑا منگوا لیا ہے۔"

بہرحال سمجو کافی دیر میں واپس آیا تھا اور اس دوران اس کی کیفیت سے مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ بری طرح تلملا رہا ہے۔ میرا منصوبہ ابھی تک سو فیصد کامیاب رہا تھا۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ آگے کیا ہوتا ہے۔

گھوڑے آتے ہی جگ مان ایک گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ مجھے اور سمجو کو بھی دوسرے گھوڑوں پر ساتھ آنے کے لیے کہا گیا اور پھر تینوں گھوڑے راج تلک مٹھ کی جانب دوڑنے لگے۔ میں دل میں مسکرا رہا تھا۔ شیطان ایک دوسرے کا سامنا کریں گے اور یقیناً اس کا بہتر نتیجہ نکلے گا۔

رات گہری اور تاریک تھی۔ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھائے ہونے کی وجہ سے تارے بھی نہیں نکلے تھے، اور ماحول پر ایک گھنگھور کی سی کیفیت چھائی ہوئی تھی۔ تینوں گھوڑے برق رفتاری سے دوڑتے رہے۔ راستہ میں بھی جانتا تھا۔ راستے میں بہت سی سوچیں میرے ذہن میں آ رہی تھیں جگ مان واقعی روپ لیکھا کے لیے دیوانہ ہو گیا ہے، حالانکہ اب تک اس کے ذہن میں یہی بات بٹھائی گئی تھی کہ روپ لیکھا اصل میں اس کی ہم شکل ہے اور خود روپ لیکھا نہیں ہے بلکہ سرسوتی ہے لیکن نہ جانے کیوں وہ روپ لیکھا کی ہم شکل ہی کو رانی بنا کر محل میں لے جانے کے لیے تیار ہو گیا تھا حالانکہ وہ اگر چاہتا تو اپنی طاقت کے زعم میں یہ حکم دے سکتا تھا کہ روپ لیکھا کو اس کی خلوت میں پیش کر دیا جائے، لیکن شاید کوئی جذباتی لگاؤ تھا یا پھر کوئی ایسا مان جس کی وجہ سے وہ اس کے لیے مجبور ہو گیا تھا۔

بہرحال مجھے تو صرف اپنا فرض انجام دینا تھا تھوڑی دیر بعد ہمیں مٹھ نظر آنے لگا لیکن جگ مان نے مٹھ کے سامنے والے راستے کی جانب جانے کی بجائے گھوڑوں کا رخ عقبی جانب کر دیا۔ میں نے کہا۔

"ادھر کہاں مہاراج؟"

"نہیں ادھر سے ہی آؤ۔" جگ مان آہستہ سے بولے۔

مجھے یاد آ گیا کہ اجیت نے یہی بتایا تھا کہ دونوں شیطان مشترکہ طور پر ہی برائیاں کرتے ہیں۔ جگ مان اور راج تلک کے تعلقات ایسے ہی معلوم ہوتے تھے جیسے ان کی یہ شیطانیت مشترک ہو۔ عقبی حصے میں پہنچنے کے بعد جگ مان نے سمجو کو حکم دیا کہ گھوڑے سامنے والے درخت سے باندھ دیئے جائیں اور پھر اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ جب وہ گھوڑے باندھ کر واپس آ گیا تو جگ مان نے کہا۔

"ادھر آ جاؤ۔"

حالانکہ بظاہر مٹھ کے عقبی حصے میں کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آ رہی تھی جہاں سے اندر داخل ہونے کا راستہ ہو، لیکن راستہ تھا اور شاید راج تلک کے علاوہ صرف بکمان کو ہی معلوم تھا۔ ایک دیوار کے قریب پہنچ کر بکمان نے دیوار کے ایک مخصوص حصے پر تھوڑا سا زور لگایا اور پتھر کی سل اپنی جگہ سے گھوم گئی۔ اس کے درمیان سے اندر جانے کا راستہ بنا ہوا تھا۔ بکمان کے اشارے پر میں اور سمجو بھی اندر داخل ہو گئے اور بکمان نے سل کو واپس برابر کر دیا لیکن میں نے اندر پہنچنے کے بعد اس جگہ کو بغور دیکھا تھا اور اسے اپنے ذہن میں بسا لیا تھا، ممکن ہے مجھے دوبارہ اس کے استعمال کی ضرورت پیش آ جائے۔ یہ مندر کا پچھلا حصہ تھا اور جس جگہ سے ہم اندر داخل ہوئے تھے۔ وہ احاطے کی بلند و بالا دیوار تھی۔ یہاں سے اندر جانے کے راستے تلاش کرنا مشکل کام نہیں تھا، لیکن بکمان اس وقت بھی مٹھ کے اندرونی حصے میں جانے کی بجائے ایک ایسے دروازے پر جا رکا جو اندر سے بند نہیں تھا۔ اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"اس کے دوسری طرف نیچے جانے والی سیڑھیاں ہیں۔ ذرا احتیاط سے نیچے آؤ۔ قدموں کی آواز نہ آنے پائے۔"

میں محتاط ہو گیا، سمجو میرے پیچھے تھا آگے جگ مان تقریباً بیس سیڑھیاں اتر کر نیچے روشنی نظر آ رہی تھی اور چند ہی لمحوں کے بعد ہم لوگ ایک بہت بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں شمع دانوں میں شمعیں روشن تھیں اور اچھی خاصی روشنی ہو رہی تھی۔ سامنے ہی ایک چاندی کا چھپر کھٹ پڑا ہوا تھا اور چھپر کھٹ پر روپ لیکھا سہمی ہوئی بیٹھی تھی اور تھوڑے ہی فاصلے پر راج تلک ایک صراحی سے پیمانے میں شراب انڈیل رہا تھا۔ اس نے قدموں کی آوازیں سن لیں پلٹ کر دیکھا اور پیمانے سے شراب چھلک گئی۔ جگ مان کو دیکھ کر اس پر شدید حیرت طاری ہو گئی تھی۔ جگ مان آہستہ آہستہ آگے بڑھا وہ حیرانی سے کھڑا جگ مان کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے مجھے اور سمجو کو دیکھا پھر پیمانہ سامنے رکھتے ہوئے بولا۔

"جگ مان تم اس طرح؟"

"ہاں راج تلک تم ایک غلطی کرنے جا رہے تھے۔ میں تمہیں اس غلطی سے روکنے آیا ہوں۔"

"غلطی!" راج تلک نے حیران لہجے میں کہا اور پھر ایک دم سنبھل گیا پھر بولا۔ "جگ مان کیا تمہیں اس طرح چور دروازے

سے آنا چاہیے تھا۔ کیا یہ چور دروازہ میں نے تمہیں اس لیے بتایا تھا کہ تم مجھ سے پوچھے بناء ایسے سے میرے پاس آجاؤ' جس سے تمہیں نہیں آنا چاہیے۔"

"میں نے کہا نا راج تلک' تم ایک غلطی کرنے جا رہے تھے اور مجھے لگتا ہے بھگوان نے میری سہائتا کی اور میں ٹھیک سے پر یہاں پہنچ گیا۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو اور پھر تم کسی اور کو بھی یہاں لے آئے کیا تم نے ٹھیک کیا؟"

"راج تلک ان کا اس واقعے سے گہرا تعلق ہے۔ مجھے مجبوراً انہیں یہاں لانا پڑا۔"

راج تلک کا چہرہ بگڑ گیا تھا روپ لیکھا سکتے کے سے عالم میں بیٹھی ہوئی یہ سب دیکھ رہی تھی۔ اس کی کیفیت سے میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ بہت سہمی ہوئی ہے لیکن ابھی اس کے ذہن پر کوئی ایسا بار نہیں ہوا جو اس کے لیے غیر متوقع ہوتا۔ ہم لوگ واقعی صحیح وقت پر پہنچے تھے پتا نہیں بے چارہ دھرم پال کہاں ہے' مگر یہ اس وقت جاننے کی باتیں نہیں تھیں۔ راج تلک نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے بہت برا کیا ہے۔ تم یہ بات بھول گئے تھے شاید کہ ساری مادھو پوری تمہاری راج دھانی ہے لیکن راج تلک مٹھ راج تلک کی راج دھانی میں آتا ہے یہاں نہ تم راجہ ہو نا کسی اور کا حکم چل سکتا ہے تم نے کتنی ہی مجبوری کے عالم میں یہ قدم اٹھایا ہو' لیکن تمہیں یہ قدم نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔"

"سب سے پہلا کام تم یہ کرو کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ جو کچھ کہنا ہے تمہیں' کل صبح سامنے والے دروازے سے آکر کہنا۔ میں اس سے دوستی کا کوئی لحاظ نہیں رکھ سکتا۔"

"راج تلک اس کے باوجود جو کچھ میں کہہ رہا ہوں۔ یا تو تم سن لو' یا پھر تمہاری ان باتوں کے نتیجے میں جو عمل میں کروں گا۔ وہ تمہیں پسند نہیں آئے گا۔"

"کیا کرو گے تم؟"

"اگر تم میری بات سن لو تو سب کچھ تمہاری سمجھ میں آجائے' نہ جانے تم پر کیا بھوت سوار ہوا ہے' راج تلک میں نے اور تم نے جتنے عیش کیے ہیں تمہیں معلوم ہے اور یہ بھی جانتے ہو تم کہ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوتا رہا ہے۔ میں نے تمہیں اپنے دوستوں میں جگہ دی ہے۔ چھوٹی سی بات کے لیے یہ دوستی ختم نہ کرو۔"

"وہ چھوٹی سی بات کیا ہے؟" راج تلک نے پوچھا۔

"یہ لڑکی۔ جانتے ہو کون ہے؟"

راج تلک نے گھوم کر روپ لیکھا کو دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اتنی سندر لڑکی کے بارے میں یہ جاننا ضروری نہیں ہے کہ وہ کون ہے۔ بس اتنا ہی جاننا کافی ہے اس کے بارے میں کہ یہ بڑی سندر ہے۔ تلک مٹھ آئی تھی۔ ہم نے دیکھا اور من ہار بیٹھے اس سے اور اسے بلا لیا۔ بڑے اچھے لوگ ہیں یہ خانہ بدوش۔ انہوں نے ہماری بات مانی' ہم انہیں مالا مال کر دیں گے اور جہاں تک راج تلک ہماری تمہاری اکٹھی دوستی کا معاملہ رہا تو بعض کام ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں منش خود غرض ہوا جاتا ہے۔ اس لڑکی کے معاملے میں تم مجھے خود غرض ہی سمجھو۔"

"اپنی کہے جا رہے ہو۔ میں تمہیں بتاؤں یہ لڑکی وہی ہے جس کے بارے میں۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ یعنی روپ لیکھا۔"

"کیا!" راج تلک حیرت سے بولا۔

"ہاں راج تلک یہ روپ لیکھا ہے جس کے لیے میں نے اس سنسار میں بڑی مشکلیں اٹھائی ہیں۔"

"مگر یہ تو اپنا نام سرسوتی بتاتی ہے۔"

"نام کچھ بھی ہو اس کا لیکن یہ وہی ہے۔"

"سچ سچ بتاؤ' من آگیا ہے اس پر۔"

"آج کی بات تو نہیں ہے راج تلک۔"

"نہیں عورت کی تاریخ بڑی عجیب ہے یہی پھوٹ پڑواتی ہے اور وہ پھوٹ ایسی ہوتی ہے کہ نہ جانے کیا کچھ ہو جاتا ہے اگر یہ تمہیں پسند آگئی ہے تو الٹی سیدھی باتیں مت کرو' میں دیکھوں گا' سوچوں گا' تم سمجھتے ہو کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔"

"راج تلک بات نہ بگاڑو۔ میں نے کبھی تم سے کوئی ضد نہیں کی' لیکن اسے میرے ساتھ جانے دو۔ یہ میرے لیے بڑی حیثیت رکھتی ہے۔"

"نا جگ مان ایسا نہ پہلے کبھی ہوا نہ اب ہو گا' ایسا کر تو اس کا خیال چھوڑ دے' مجھے بھی یہ اتنی پسند آگئی ہے کہ میں اس کے لیے سب کچھ کر سکتا ہوں۔"

جواب میں جگ مان نے ایک زوردار تھپڑ راج تلک کے منہ پر رسید کر دیا اور راج تلک کا چہرہ انگارے کی طرح سرخ ہو گیا۔ اس نے جگ مان کو دیکھا اور کہا۔

"تھپڑ مارا ہے تو نے میرے منہ پر۔ مرنے کے بعد بھی اس بات پر فخر کرنا کہ تو نے راج تلک جیسے آدمی کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ مرنے کے بعد بھی اس بات پر فخر کرنا اور موت تو تیرا مقدر بن ہی گئی ہے۔"

"خاموش پاپی میرے سامنے میرے مہاراج سے موت کی بات کرتا ہے۔" مجھو وفادار تھا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے راج تلک پر حملہ کر دیا' لیکن راج تلک نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی سیدھی کر کے پوری قوت سے اس کے منہ پر ماری اور نہ جانے کیا کھیل تھا یہ کہ وہ سیدھے کا سیدھا چت آگرا اور اس طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگا جیسے جان نکل رہی ہو۔ اس وقت راج تلک نے نہ جانے کہاں سے ایک خنجر نکالا اور جگ مان کی جانب لپکا۔

دوسرے لمحے خنجر اس کے پہلو میں اتر گیا تھا اور اس کی دلخراش چیخ گونج اٹھی تھی۔ روپ لیکھا اچھل کر چھپر کٹ کے دوسرے حصے پر جا بیٹھی' خوف سے اس کا سانس بری طرح چلنے لگا تھا۔ ادھر سمبو زور سے چیخا۔

"مار دیا۔ میرے مہاراج کو مار دیا۔" اس نے اٹھنے کی کوشش کی' لیکن اسے کچھ ہو گیا تھا۔ سمبو پھر اسی طرح زمین پر گر پڑا' لیکن وہ ہوش میں تھا۔ ادھر جگ مان اپنے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے ادھر سے ادھر ڈول رہا تھا۔ بڑی کاری جگہ ضرب لگائی تھی راج تلک نے اور بگھمان کا بچنا مشکل ہی نظر آ رہا تھا۔ راج تلک اسے نفرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا' پھر وہ بولا۔

"دوش تیرا ہی تھا۔ دوستی سے اتنا فائدہ اٹھانا چاہیے' جتنا اٹھانا اچھا ہو' تو حد سے آگے بڑھ گیا تھا میں کیا کروں تیرے بھاگ میں یہی لکھا تھا۔"

جگ مان گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔ سمبو آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھ رہا تھا پھر وہ بھی تھوڑے فاصلے پر جا کر بے ہوش ہو گیا۔ راج تلک نے ان دونوں کو دیکھا پھر روپ لیکھا کی جانب پھر میری طرف منہ کر کے بولا۔

"تو نے ان دونوں کا حشر دیکھ لیا اب تیرے لیے یہ اچھا ہے کہ میری بات مان' جگ مان تو مر گیا یہ بھی مر جائے گا' لیکن اگر تو جیتا رہنا چاہتا ہے تو ان دونوں کی لاشیں اٹھا کر لے جا یہاں سے اور انہیں جنگل میں پھینک دے اور سب کچھ بھول جا۔ کبھی یاد مت کرنا کہ کس راستے سے تو یہاں آیا تھا اور یہاں کیا ہوا تھا۔ بول جیون چاہتا ہے یا موت؟"

میں اب ماحول سے پوری طرح مطمئن تھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔

"موت چاہتا ہوں مہاراج۔"

میرے الفاظ پر شاید اسے یقین نہیں آیا تھا اس نے حیرت سے کہا۔

"کیا مطلب ہے' کیا مطلب ہے تیری بات کا؟"

"مہاراج اب کیا بتائیں آپ کو۔ یہ جگ مان مہاراج جو اب پرلوک سدھار چکے ہیں سب سے بڑے راجہ تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ جو کچھ انہوں نے سوچا سنسار میں وہی ہو گا۔ مر گئے کتے کی موت بھلا روپ لیکھا ان کے باپ کی جاگیر تھی کیا جو وہ اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔ دوسرے کتے آپ ہیں مہاراج۔ بیٹھے مرنے کو ہیں مہاراج لیکن حرکتیں یہ ہیں آپ کی۔ ارے ہم خانہ بدوش ہیں یہ ہمارے قبیلے کی لڑکی ہے' بہن سمان ہے ہمارے لیے' آپ نے اس لیے بلایا تھا اسے کہ اس کی عزت لوٹیں۔ تم نے پوچھا تھا کہ جیون مانگتے ہوں یا موت۔ موت مانگی میں نے تم سے لیکن مجھے موت دینا تمہارے بس میں کہاں ہے اس لیے مجھے جانے کی آگیا دو۔ میں اسے لے جا رہا ہوں اپنے ساتھ۔"

جواب میں راج تلک نے جلدی سے آگے بڑھ کر جگ مان کے سینے سے وہ خنجر کھینچ لیا اور خونخوار نظروں سے مجھے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں نے تو ایک چال چلی تھی۔ جب تو ان دونوں لاشوں کو لے کر نکل جاتا اور انہیں ٹھکانے لگا دیتا تو میں تیرے پیچھے پیچھے ہوتا اور تجھے بھی ان کے ساتھ ہی موت کی نیند سلا دیتا۔ بھلا اتنا پاگل ہوں میں کیا کہ لوگوں کی سامنے زبان کھولنے کے لیے تجھے جیتا چھوڑ دیتا' لیکن اب لگتا ہے کہ یہ تین لاشیں مجھے ہی ٹھکانے لگانا پڑیں گی تو موت چاہتا ہے نا تو یہ لے موت۔" اس نے آگے بڑھ کر خنجر کا بھرپور وار میرے سینے پر کیا اور روپ لیکھا کے حلق سے ایک دہشت بھری چیخ نکل گئی۔ میں نے کوئی جنبش نہیں کی تھی لیکن راج تلک نے اپنے وار کا نتیجہ دیکھ لیا تھا۔ خنجر میرے سینے پر سے پھسل گیا تھا۔ اس نے حیرانی سے مجھے دیکھ کر کہا۔

"نیچے کیا پہنے ہوئے ہے؟"

میں نے اپنا سینہ کھول دیا اور بولا۔ "کچھ نہیں پہنا ہے مہاراج پر تمہارے شریر میں جان ہی نہیں ہے جو تم مجھے نقصان پہنچا سکو۔" اس نے پے در پے خنجر کے دو تین وار میرے جسم کے مختلف حصوں پر کیے اور ایک کڑکڑاہٹ کے علاوہ کوئی آواز نہیں سنائی دی۔

وہ حیران ہو گیا۔ اس نے خنجر کی مڑی ہوئی دھار دیکھی۔ میرے کھلے ہوئے بدن کو دیکھا اور پھر دونوں ہاتھ نیچے ڈال کر ساکت کھڑا ہو گیا۔ شاید وہ کوئی منتر پڑھ رہا تھا۔ میں بھی خاموشی سے بھوج لیکھا کے ایک پنے کا ایک منتر پڑھنے لگا۔ یہ منتر اپنی حفاظت کے لیے تھا۔ راج تلک نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر خنجر سنبھالا اس پر اپنا منتر پھونکا اور پھر وہ میری جانب بڑھ گیا لیکن خنجر کا یہ وار میرے بدن پر ناکام رہا تھا۔ بھوج لیکھا کا کوئی منتر مجھے محفوظ رکھ سکتا یا نہیں رکھ سکتا لیکن جو شکتی مجھے ملی تھی اس کے تحت اس طرح کوئی منتر مجھے ہلاک نہیں کر سکتا تھا۔ راج تلک کے چہرے پر اب عجیب سے تاثرات نظر آنے لگے۔ پھر وہ بولا۔

"اچھا تو یہ بات ہے تو کچھ جنتر منتر وغیرہ جانتا ہے۔ چل جنتر منتر کی لڑائی شروع ہو جائے۔"

"مزہ آئے گا راج تلک مہاراج۔"

میری خود اعتمادی اور مسکراہٹ نے راج تلک کو کسی قدر حواس باختہ کر دیا تھا۔ وہ پریشانی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن اب روپ لیکھا کے اندر اعتماد پیدا ہو گیا تھا۔ وہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔ تب راج تلک نے اچانک دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیے اور جب ہاتھوں کو نیچے گرایا تو ایک خوفناک اژدہا اس کے ہاتھوں میں نظر آیا جو اپنی زبان بار بار نکال رہا تھا اور پھنکاریں مار رہا تھا۔ اس نے اس اژدہے کو پوری قوت سے میرے اوپر پھینکا اور میں نے اسے اپنے بدن پر گرنے کی بجائے ہاتھوں پر روک لیا اور پھر اس

کے پھن کو پکڑ لیا۔ دوسرے لمحے میں نے اس کا پھن اپنے دانتوں سے کاٹا اور اسے ایک طرف پھینک دیا۔ اژدہے کے باقی بدن کے بھی میں نے اپنے دانتوں ہی سے ٹکڑے کر دیے تھے اور ہر ٹکڑے راج تلک پر اچھال دیا تھا۔ راج تلک اچانک چکر کھانے لگا۔ وہ پھرکنی کی طرح گھوم رہا تھا اور اس طرح گھوم رہا تھا کہ اب وہ ایک سیدھی لکیر کی شکل میں نظر آرہا تھا۔ پھر یہ لکیر کا ہیولہ جس سے مدھم مدھم شعلے نکل رہے تھے میری جانب لپکا اور اس نے مجھے اپنی لپیٹ میں لینا چاہا لیکن میں نے دونوں ہاتھوں سے اپنی گرفت میں لے لیا اور اس کے بعد اسے سر سے بلند کرکے زمین پر دے مارا۔ پھر میں اس پر چڑھ بیٹھا۔ راج تلک اپنی اصل شکل میں آگیا تھا۔ میں نے اس کی گردن دبوچ لی تھی اور اب اس کی گردن دبا رہا تھا۔ راج تلک کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن میرے ہاتھوں کی گرفت اس کی توقع سے کہیں دور کی چیز تھی۔ اس کی آنکھیں اور زبان باہر نکلی چلی آرہی تھیں اور وہ ہاتھ پاؤں پٹخ رہا تھا۔ میں اس وقت تک اس کی گردن دباتا رہا جب تک کہ اس کی زبان بالشت بھر باہر نہ نکل آئی اور آنکھیں اپنے حلقوں سے نہ ابل پڑیں۔ اس کی تمام تڑپ تمام جدوجہد میری بے پناہ قوت کے سامنے دم توڑ چکی تھی۔ لاشیں واقعی یہاں تین تھیں لیکن اب ان میں راج تلک کی لاش کا اضافہ ہو گیا تھا اور میں یہ دیکھ رہا تھا کہ اس کے اندر زندگی کی کوئی رمق باقی تو نہیں رہی ہے۔ جب مجھے اس بات کا اطمینان ہو گیا کہ راج تلک مہاراج بھی نرکھ سدھار چکے ہیں تو میں نے مسکراتی نگاہوں سے روپ لیکھا کو دیکھا اور کہا۔

"تو سمجھتی ہوگی روپ لیکھا کہ میں نے تجھے ایسے ہی یہاں بھیج دیا تھا۔"

روپ لیکھا اپنی جگہ سے اٹھی اور دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ اس کا بدن ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ اس نے کانپتی آواز میں کہا۔

"بیاس مر گئے' یہ سارے کے سارے مر گئے۔"

"یہ جیتا ہے شاید۔" میں نے سجو کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کے قریب بیٹھ کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔ میری تھوڑی سی کوشش سے سجو ہوش میں آگیا۔ اس نے متوحش نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا پھر بولا۔

"مر گئے۔ میرے مہاراج مر گئے۔ اس پاپی نے راج تلک کو مار ڈالا۔ ارے دیا رے دیا جان سے مار ڈالا۔ اے بھگوان ہے مہاراج۔" وہ دوڑ کر جگ مان سے لپٹ گیا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ میں نے خاموشی ہی اختیار کیے رکھی تھی۔ چند لمحات کے بعد اس نے پھر نگاہیں گھمائیں اور راج تلک کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر حیرت سے بولا۔

"یہ بھی۔ یہ بھی۔ یہ بھی مر گیا۔"

"ہاں سجو۔ میں مہاراج کے خون کو معاف تو نہ کر سکتا تھا۔ میں نے اس کو مار دیا۔ اس نے ہمارے مہاراج کو مارا تھا۔ میں نے اس کی ہتھیا کر دی۔"

"بھگوان تمہارا بھلا کرے۔ بہت اچھا کیا' پاپی کو مار دیا۔ بھگوان اس کا ناش کرے ہائے رام اب کیا ہوگا۔ بہت برا ہوا ہے ہمارے مہاراج اب اس سنسار میں نہیں رہے۔"

روپ لیکھا حیران نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ میری چالاکی اب تک اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن یہ بہتر تھا کہ اس نے اپنی زبان بند رکھی تھی اور خود کچھ نہیں بول رہی تھی۔ سجو روتا رہا پھر میں نے آگے بڑھ کر اسے تسلی دی اور کہا۔

"اب جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو ہی چکا ہے۔ جگ مان مہاراج کا خاص آدمی ہے۔ اب مجھے بتا کہ ہم کیا کریں؟"

"ہائے رام میں تو خود پاگل ہو گیا ہوں میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا ارے میں کیا کروں؟"

"ایسا کرتا ہوں میں باہر جا کر کسی کو تلاش کرتا ہوں۔ اسے راج محل بھیجو۔ لوگوں کو بتاؤ کہ یہاں کیا ہو گیا ہے پھر وہاں سے جو کچھ بھی ہوگا دیکھیں گے ہم۔" میں نے اپنے منصوبے کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم ہی جاؤ بھیا۔ میرے تو ہاتھ پاؤں جواب دے گئے ہیں۔ ارے میں تو کچھ بھی نہیں کر سکوں گا۔ اس سمے میرے مہاراج مر گئے۔" سجو پھر رونے لگا۔

میں وہاں سے آگے بڑھا لیکن اس بار میں نے وہ راستہ نہیں استعمال کیا تھا جو عقبی راستہ تھا۔ میں سامنے والے راستے سے باہر آیا تھا۔ یہاں سے بھی سیڑھیوں کے ذریعے اوپر چڑھنا پڑا۔ یہ سیڑھیاں اس بڑے سے ہال میں کھلتی تھیں جہاں وہ مجسمہ رکھا ہوا تھا جسے میں شیطان کا مجسمہ سمجھتا تھا۔ پنڈت پجاری اب بھی موجود تھے یہاں۔ میں نے زور سے آواز لگائی۔

"دھرم پال مہاراج۔ دھرم پال مہاراج کہاں ہو؟" میں جانتا تھا کہ دھرم پال یہیں کہیں موجود ہے۔ پجاری پنڈت چونک چونک کر مجھے دیکھنے لگے لیکن دھرم پال نے بھی میری آواز سن لی تھی۔ وہ وہیں ایک دالان میں بیٹھا ہوا تھا۔ دوڑتا ہوا میرے پاس آیا۔

"تم..... تم یہاں کیسے پہنچے؟"

"میرے ساتھ آؤ دھرم پال۔ کچھ کہنا ہے مجھے تم سے۔"

میں اسے تنہائی میں لے گیا۔ پنڈت پجاریوں نے کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔ غالباً" راج تلک نے ان لوگوں کو دھرم پال کی حیثیت بتا دی تھی اور وہ اس کے کسی معاملے میں نہیں بول رہے تھے۔ میں دھرم پال کو ایک گوشے میں لے گیا اور میں نے کہا۔

"ابھی ہمیں اور کوشش کرنی ہے دھرم پال۔"

"حکم دو بیاس مہاراج۔"

"تمہارے پاس گھوڑا تو موجود نہیں ہوگا۔ اس مندر کے پچھلے حصے میں تین گھوڑے بندھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک

گھوڑا لے کر راج محل چلے جاؤ۔ ظاہر ہے پہرے دار تمہیں اندر نہیں داخل ہونے دیں گے۔ دروازے ہی سے چیخ کر بتانا کہ راج تلک نے مہاراج جگ مان کو قتل کر دیا ہے۔ خون کر دیا ہے ان کا اور ان کی لاش راج تلک مٹھ میں پڑی ہوئی ہے۔ بس ظاہر ہے یہ اطلاع وہاں تک پہنچ جائے گی اور ادھر سے کوئی نہ کوئی کارروائی شروع ہو جائے گی۔ تم ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر آؤ۔ میں یہیں موجود ملوں گا تمہیں اور پھر اس جگہ لے جاؤں گا جہاں جگ مان کی لاش پڑی ہوئی ہے۔"

"ہم جاتے ہیں مہاراج۔" دھرم پال نے کہا اور مندر کے بڑے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

میں خاموشی سے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا تھا پھر میں واپس اس طرف نکل آیا کیونکہ پنڈت پجاریوں نے مجھے خود راج تلک کی خوابگاہ سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا تھا اس لیے انہوں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ میں راج تلک کے بلاوے پر ہی اندر پہنچا ہوں گا۔ مجھے دوبارہ وہاں جانے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی تھی اور میں نیچے پہنچ گیا۔ یہاں سجو بیٹھا ہوا مسلسل رو رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"میں نے اطلاع بھجوا دی ہے راج محل۔ اب راج محل سے جو لوگ آئیں ان سے تم خود بات کرنا۔ تم انہیں بتا دینا کہ ہم پر کیا بیتی ہے۔"

"ارے میرے مہاراج کو مار ڈالا اس پاپی نے۔ ارے وہ تو تھا ہی گندا اگھوری۔ نجانے مہاراج نے اس کی دوستی کیوں کر لی تھی۔ ہے بھگوان بہت برا ہوا یہ تو۔ یہ تو بہت ہی برا ہوا۔" وہ مسلسل روئے جا رہا تھا۔ بہرطور مجھے اس گدھے کی آہ و زاری بھی برداشت کرنی پڑی۔ اب تک مجھے اپنے منصوبے میں جتنی کامیابیاں حاصل ہوئی تھیں ان کے عوض یہ فضول لمحات بھی برداشت کرنے میں مجھے کوئی عار نہیں تھی۔

میں انتظار کرتا رہا۔ اس کا اندازہ لگا لیا تھا میں نے کہ دھرم پال کتنی دیر میں راج محل پہنچ سکتا ہے اور اس کے بعد راج محل سے لوگوں کے یہاں آنے میں کتنا وقت لگے گا پھر میں نے اس سے کہا کہ اب میں باہر جا رہا ہوں۔ لوگ آتے ہی ہوں گے۔ مجھے باہر آکر مزید کچھ دیر انتظار کرنا پڑا اور اس کے بعد میں نے شعلوں کا ایک سمندر راج تلک کے مٹھ کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا۔ بے شمار آدمی آ رہے تھے۔ آگے بھی کچھ لوگ ان کی رہنمائی کر رہے تھے۔ میں باہر نکل کر آ کھڑا ہوا۔ دھرم پال ساتھ تھا اس نے کہا۔

"اندر آئیے دیوان جی مہاراج اندر آئیے۔ دیکھیے کیا ہو گیا ہے مہاراج کے ساتھ۔"

دھرم پال میرے پاس آ گیا اور میں ان لوگوں کی رہنمائی کرنے لگا پھر میں ریاست کے دیوان وہاں کے سالار اور دوسرے چند لوگوں کو لے کر نیچے تہ خانے میں پہنچ گیا۔ جہاں سجو بدستور جگ مان کی لاش کے پاس بیٹھا رو رہا تھا۔ وہ لوگ جگ مان کو مردہ حالت میں دیکھ کر سکتے میں رہ گئے۔ پھر انہوں نے راج تلک کو دیکھا اور اس کے بعد دیوان نے سجو سے کہا۔

"یہ سب کیا ہے سجو تو یہاں کیسے۔ مہاراج یہاں کیسے؟"

"ارے بھیا مار ڈالا ہمارے مہاراج کو۔ مار ڈالا اس پاپی راج تلک نے ہمارے مہاراج کو مار ڈالا۔"

"خود کو سنبھال اور مجھے بتا کیا واقعہ ہوا تھا؟" اور وہ اس تہ خانے میں واقعہ کی پوری تفصیل بتانے لگا جو بالکل درست تھی۔ غالباً دیوان کو بھی اس پر کچھ اتنا ہی اعتماد تھا کہ اس نے سجو کی ایک بات پر بھی شبہ نہیں کیا۔ البتہ باہر نکل کر اس نے اپنے آدمیوں سے کہا۔

"سارے پنڈت پجاریوں کو گرفتار کر لو۔ راج تلک کی لاش کو بھی اٹھا لو مگر سجو راج تلک کو کس نے مارا؟"

"میں نے مہاراج۔ اس نے دھوکے سے سجو اور مہاراج پر حملہ کر دیا تھا۔ اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ دوست اس طرح ایک دوسرے کے دشمن بن سکتے ہیں تو مہاراج کی ہتیا اس طرح نہ ہوتی مگر اس پاپی نے فوراً ہی ان پر وار کر دیا تھا پھر میں اسے معاف نہیں کر سکا۔" میں نے کہا اور دیوان جی میری اس دلیری سے کافی متاثر ہوئے۔

بہرطور مہاراج کی لاش کو اٹھایا گیا اور اس کے بعد میں روپ لیکھا کے ساتھ باہر نکل آیا۔ مندر کے عقب میں دو گھوڑے اب بھی موجود تھے۔ میری جانب کسی نے کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ سارے کے سارے مہاراج کی لاش کے چکر میں پڑ گئے تھے۔ غالباً راج تلک کی لاش بھی ساتھ ہی لے جائی گئی تھی۔ میں روپ لیکھا اور دھرم پال کے ساتھ پچھلے حصے میں پہنچ گیا اور میں نے کہا۔

"دھرم پال کا کام ختم ہو گیا۔ آؤ اب ہم اپنے ڈیرے کی طرف چلیں۔ اب مادھو پوری میں ذرا دوسرے ہنگامے شروع ہو جانے دو۔ جب یہ ہنگامے ختم ہو جائیں گے اور پوری صورت حال کھل کر سامنے آ جائے گی تو پھر ہمارا کھیل دوبارہ شروع ہو جائے گا۔ ویسے میلہ تو اب جاری نہیں رہ سکے گا ظاہر ہے مہاراج کا سوگ بھی منایا جائے گا۔"

دھرم پال نے کھوپڑی گھماتے ہوئے کہا۔ "مگر بیاس بھیا یہ سارے کا سارا کیا ہوا ہے ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔"

جواب میں میں ہنس پڑا اور میں نے کہا۔ "اب یہاں سے چل کر آرام کی نیند سوتے ہیں دھرم پال اس کے بعد صبح سارے کا سارا تمہاری سمجھ میں آ جائے گا۔"

ہم سب دھرم پال کے ڈیرے پر پہنچ گئے۔ روپ لیکھا بہت خوش نظر آرہی تھی۔ اب اس قدر بیوقوف بھی نہیں تھی کہ اسے صورت حال کا احساس نہ ہوتا۔ اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ جگ مان مرچکا ہے اور اب بھل راج آزاد ہے۔ یہ اس کی معصوم سوچ تھی چونکہ ابھی بہت سے ایسے مشکل مسئلے پڑے ہوئے تھے جنہیں حل کرنا ضروری تھا کیونکہ جس شخص نے مجھے بھوگ لیکھا کے چار پتوں کا گیان دیا تھا مجھے اس کی گرو دکھشنا تو دینی ہی تھی اور میں اس مسئلے کو ادھورا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

دھرم پال بھی حیران تھا' لیکن ڈیرے پر پہنچنے کے بعد اس نے آرام کرنے کے لیے جانے کے بجائے مجھ سے کہا۔ "گرو مہاراج' ایک بات کرنا چاہتا ہوں آپ سے۔"

"ارے تم نے مجھے گرو مہاراج کہنا کیوں شروع کردیا؟"

"کان پکڑنے کو من چاہتا ہے مہاراج آپ کے سامنے۔ ارے ہماری عقل ہی کیا۔ آپ کو بھگوان نے شکتی اور بدھی دونوں چیزیں دی ہیں۔"

"یہ تمہاری مہربانی ہے دھرم پال کہ تم مجھے کچھ سمجھتے ہو' بہرحال میں تمہارا دوست ہوں۔"

"جے ہو مہاراج کی' دھرم پال آپ کے چرنوں کی دھول بھی نہیں ہے اور آج آپ نے میرے اوپر جو بوجھ لاد دیا ہے میں تو یہ سوچتا ہوں کہ اس کا کیا کروں گا۔"

"کس بوجھ کی بات کررہے ہو؟"

"وہ دولت جو جگ مان سے آپ نے ہمیں دلوائی تھی۔"

"چھوٹی چھوٹی باتوں پر اتنا غور نہیں کیا کرتے۔ تم سے اس بارے میں پہلے بھی بہت کچھ کہہ چکا اب اس کا تذکرہ مت کرنا۔"

ٹھیک ہے مہاراج ہم کو یہ تو بتا دو آخر یہ سب کیا ہوا ہے؟"

"دھرم پال باقی ساری باتیں تو میں تمہیں کافی حد تک بتا ہی چکا ہوں۔ سدوشن سنار کی بیٹی روپ لیکھا جتنی سندر ہے تمہیں اس کا اندازہ ہے۔ بھل راج نے اسے دیکھا اسے چاہا اور اسے اپنانے کی کوشش کی' مگر بیچ میں آمرے مہاراج جگ مان۔" میں نے دھرم پال کو روپ لیکھا کی پوری داستان سنا ڈالی اور اس سے کہا۔ "اب آگے دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے؟"

"جے بھگوان ویسے آپ تلک راج کے ساتھ ساتھ جگ مان مہاراج کو بھی مار سکتے تھے' مگر آپ نے جگ مان کو قتل کرایا تلک راج کے ہاتھوں؟"

"یہ ضروری تھا کیونکہ ابھی بات ختم نہیں ہوئی۔ دونوں کو مارنا ہی ہوتا تو مار پیٹ کر میں یہاں سے نکل جاتا' لیکن اس کے ساتھ ساتھ ابھی آگے بھی بہت سے اقدامات کرنے ہیں۔ روپ لیکھا کو اس کی منزل تک پہنچانا ہے۔"

"ایک سوال اور کریں مہاراج' برا تو نہیں مانیں گے۔ روپ لیکھا آخر آپ کی کون ہے؟"

"سنو دھرم پال رشتے ناتے سنسار میں بے شک ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ میں انہیں مانتا ہوں پر پریم کا رشتہ سنسار میں سب سے بڑا ہے۔ کوئی کسی کے اوپر احسان کرے تو احسان ماننا چاہیے اور اسے اتارنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے' چترنبس مہاراج ہمارے محسن تھے انہوں نے میرے اوپر احسان کیا ہے اور مجھے حکم دیا تھا انہوں نے کہ روپ لیکھا کو اس کے من کی شانتی دلاؤں' بس یہ سمجھو کہ چترنبس مہاراج کا احسان اتار رہا ہوں میں۔"

دھرم پال نے گردن جھکالی اور آہستہ سے بولا۔ "پرنتو مہاراج' ہم آپ کا یہ احسان کیسے اتاریں گے؟"

"مجھے اگر تم سے کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو میں تمہیں ضرور تکلیف دوں گا۔ باقی اپنے من سے ساری باتیں نکال دو۔ احسان بے شک احسان ہوتا ہے' لیکن دوستی بھی ایک چیز ہوتی ہے اور میں نے تمہیں اپنا دوست بنالیا ہے۔"

دھرم پال نے پھر سے میرا شکریہ ادا کیا اور بولا۔ "من میں ایک پھانس چبھی ہوئی تھی مہاراج' آپ سے پوچھ لیا پھانس نکل گئی' بس بات ختم ہوگئی۔"

"اب آرام کرو۔" میں نے کہا اور وہ وہاں سے چلا گیا' لیکن اب روپ لیکھا تھی جو میرا انتظار کررہی تھی۔ میں نے مسکرا کر اسے دیکھا تو وہ سہمی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مجھے دیکھتی رہی۔

"کیا بات ہے روپ لیکھا؟"

جواب میں وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے میرے پاؤں پکڑ لیے۔

"ارے ارے یہ کیا؟" روپ لیکھا رونے لگی تھی۔ میں نے اسے بڑی تسلیاں دیں اور اٹھایا۔

"آپ نے.... مہاراج آپ نے.... میری.... میری عزت بچالی' میں تو.... سمجھی تھی کہ کہ....." اس کی آواز لرز رہی تھی اور وہ خود بھی کانپ رہی تھی۔

"کیا چترنبس مہاراج کا میرے اوپر کوئی چھوٹا موٹا احسان تھا روپ لیکھا؟" میں نے اسے دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"بیاس مہاراج آپ۔ بہت مہان نہیں۔"

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو آرام کرو۔ تم کیا سمجھتی تھیں میں نے بلاوجہ ہی تمہیں اس پاپی راج کے مندر میں بھیج دیا تھا۔ نہیں روپ لیکھا تمہاری عزت مجھے چترنبس نے سونپی تھی اس کی حفاظت کے لیے تو میں نجانے کیا کچھ کرسکتا تھا۔ بس میں نے ایک کھیل کھیلا اور اس کھیل میں مجھے کامیابی حاصل ہوئی۔"

روپ لیکھا کے آنسو بہتے رہے۔ میں نے اس سے کہا۔

"نہیں روپ لیکھا اتنا زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں

ہے ابھی ہمیں بہت کام کرنے ہیں۔"
"میرے ماتا پتا ان کے قیدی ہیں بیاس مہاراج۔"
"ہاں، لیکن اب یہ سمجھ لو کہ وہ ان کے قیدی نہیں ہیں۔
جس نے انہیں قید کر رکھا تھا وہ تو مر گیا۔"
"ہاں۔" میرے جواب نے اسے تسلی دی۔
"اور بھل راج بھی۔ مجھے تو بڑی آسانیاں ہو گئی ہیں۔ اب
بہت سے مشکل مرحلے ختم ہو چکے ہیں چھوٹے موٹے سے کام رہ
گئے ہیں جو آسانی سے ہو جائیں گے۔"
"ٹھیک ہے مہاراج میں سمجھتی ہوں۔"
"اس لیے اب آرام سے سو جاؤ اور کوئی چنتا مت کرو۔"

دوسرے دن میں نے دھرم پال سے کہا۔ تمہارا کام پھر سے شروع
ہو گیا ہے۔ میلے کی حالت تو تم دیکھ ہی رہے ہو کتنی بے رونقی
ہے یہاں، لوگ جگ مان کے کریا کرم میں ہی لگے ہوئے ہوں
گے۔ میلے ویلے میں کون آئے گا، تم ایسا کرو ذرا بستی میں نکل جاؤ
صورت حال معلوم کرو۔"
"ٹھیک ہے مہاراج ہم معلوم کر کے آتے ہیں۔"
پھر باقی دن میرے لیے کوئی خاص اہمیت کا حامل نہیں تھا۔
میلے میں واقعی الو بول رہے تھے۔ سارے کے سارے لوگ جو
میلہ لگائے ہوئے تھے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے۔ ویسے بھی
یہاں کا راجا مر گیا تھا اس لیے بھلا میلا ویلا کیا ہوتا بلکہ یہ خطرہ
تھا کہ میلہ بالکل ہی ختم ہو جائے گا۔ مادھو پوری میں جگ مان کا
سوگ منایا جائے گا اور سوگ میں میلا ویلا کیا حیثیت رکھتا ہے۔
دھرم پال دوپہر کو واپس آ گیا تھا۔
"جگ مان مہاراج کا کریا کرم ہو رہا ہے۔ رات تک ان کی
ارتھی جلا دی جائے گی۔ ابھی ان کے بہت سے دوستوں کا انتظار
کیا جا رہا ہے۔ ویسے آس پاس کی راج نگریوں سے راجاؤں نے
آنا شروع کر دیا ہے، تلک راج کے مندر کو کھود کر پھینک دیا گیا
ہے یہ بات بستی کے لوگ ہمیں بتا رہے ہیں کہ اب اس مٹھ کی
جگہ اینٹوں کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں۔ دیوان وکرم سنگھ نے اپنے
آدمیوں کو بھیج کر مندر کو توڑ پھوڑ کرا دیا ہے۔ جگ مان مہاراج
کے قتل پر وہ بہت زیادہ غصے میں ہے۔"
جگ مان کا کریا کرم ہو گیا اس کی ارتھی جلا دی گئی اور پھر
ایک اور حیران کن واقعہ ہوا۔
تیسرا دن تھا صبح کا وقت کہ دیوان وکرم سنگھ اپنے چار
آدمیوں کے ہمراہ گھوڑے پر سوار ہو کر میلے میں داخل ہوا اور
دھرم پال کا خیمہ تلاش کر کے میرے پاس پہنچ گیا۔ اس نے شاید
باہر کسی سے میرے بارے میں معلوم کیا تھا اور بیاس کہہ کر ہی
مجھے پکارا تھا۔ دھرم پال، وکرم سنگھ کے ساتھ ہاتھ باندھے ہوئے
اندر آ گیا۔ وکرم سنگھ نے حیرت اور دلچسپی سے مجھے دیکھا۔
"بیاس مہاراج آپ ہی ہیں؟" اس نے کہا۔

"ہاں دیوان جی، میں ہی ہوں۔"
"اس رات کو تو میں آپ کو پہچان نہیں سکا تھا۔ مہاراج کی
ہتھیا ایسی ہی چیز تھی کہ میرے ہوش و حواس خراب ہو چکے تھے،
لیکن آج میں آپ کے پاس اپنے ایک کام سے آیا ہوں۔"
"کہیے دیوان وکرم سنگھ، میں کیا سیوا کر سکتا ہوں؟"
"آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔"
"چلو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" میں نے کہا۔
"ہم گھوڑے لائے ہیں آپ کے لیے۔"
"ارے میں تو پیدل بھی آ سکتا تھا راج محل، ہم تو غریب
لوگ ہیں۔ ہمیں آپ نے اتنی عزت دی، یہ آپ کی مہربانی
ہے۔"

میں ان کے ساتھ باہر نکل آیا۔ میں نے جاتے ہوئے روپ
لیکھا سے کہا کہ وہ آرام سے یہاں رہے اسے کوئی پریشانی نہیں،
ہے اور اس کے بعد میں گھوڑے پر سوار ہو کر وکرم سنگھ کے
ساتھ چل پڑا تھا۔

ضرورت سے زیادہ ہی ادب و احترام کر رہا تھا وہ میرا، میں
سمجھتا تھا کہ وکرم سنگھ کا اس طرح میرے پاس آنا بلاوجہ نہیں
ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں راج محل میں داخل ہو گیا، وکرم
سنگھ عزت سے مجھے اندر لے گیا تھا، پھر اس نے مجھے بڑے
احترام سے بٹھایا۔
"کیا سیوا کروں مہاراج کی، کچھ جل پانی؟"
"نہیں وکرم سنگھ، کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے بتاؤ
میں تمہاری کیا سیوا کر سکتا ہوں؟"
"آپ سے کچھ مشورہ کرنا ہے مہاراج؟"
"مجھ سے، میں اس قابل ہوں؟"
"ہاں مہاراج۔"
"کیسے کہہ سکتے ہو؟"
"بس مہاراج۔ یہ جانے دیجئے ہم نے آپ کو بڑا سمجھا اور
آپ سے مشورہ کرنے کے لیے آپ کو یہاں لے آئے۔"
"تو پھر کہو کس بات پر مشورہ کرنا چاہتے ہو تم مجھ سے؟"
"مہاراج، بڑی عجیب سی بات ہے کیونکہ آپ باہر کے آدمی
ہیں اور یہ باتیں راج محل کی ہیں پر کیا کریں ہم آپ سے یہ سب
کچھ بتانے پر مجبور ہیں بس تھوڑی سی کہانی سنانی پڑے گی آپ
کو۔ جگ مان مہاراج، برے آدمی نہیں تھے، لیکن بروں کی
صحبت انسان کو برا بنا دیتی ہے۔ تلک راج پہلے ہی میری آنکھوں
میں کھٹکتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ کالے جادو کا ماہر ہے اور اس
نے جادو کے ذریعے ہمارے مہاراج کو اپنے جال میں پھانس رکھا
ہے۔ پر مہاراج ہم عام لوگ بھلا کالے جادو کا توڑ کہاں تلاش کر
سکتے ہیں۔ ہم ہی کیا بلکہ بستی کے بے شمار لوگ، بہت سے ایسے
لوگ جو دھرماتما ہیں اور برائیوں سے بچتے ہیں۔ سادھو منش ہیں

لیکن کالے جادو کا توڑ نہیں کر سکتے۔ تلک راج کے سامنے بے بس تھے۔ پر من ہی من میں وہ تلک راج سے نفرت کرتے تھے۔ اس سے نفرت کرنے والوں میں' میں بھی تھا' لیکن میں ریاست کا دیوان ہوں راجہ نہیں' اس لیے راجا کے معاملے میں ٹانگ نہیں اڑا سکتا تھا۔ پھر مہاراج تلک راج کے پھیر میں پڑے عجیب سے عجیب ہوتے چلے گئے۔ انہوں نے ایسی ایسی حرکتیں کرنی شروع کر دیں کہ میں خود دانتوں میں انگلی دبا کر رہ گیا۔ بھگوان کی سوگند ہمارے مہاراج پہلے ایسے نہیں تھے۔ ہاں یہ ایک سچی بات ہے کہ انہوں نے گھنیری کی روپ لیکھا کو دیکھا جو سنار کی بیٹی ہے تو من میں اس کی پوجا کرنے لگے۔ منش کو اپنے من پر تو ادھیکار نہیں ہوتا۔ من پاپی تو بھٹک ہی جاتا ہے حالانکہ راج کمار بھل راج روپ لیکھا کو چاہتے تھے اور مہارانی پرشوتما بھی یہی چاہتی تھیں کہ روپ لیکھا کو راج کماری بنا کر محل میں لے آئیں۔ پر ہمارے بکمان مہاراج کے من میں کچھ ایسی بات آگئی تھی کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو بھی نظرانداز کر دیا اور روپ لیکھا سے شادی کے بارے میں سوچنے لگے پھر بہت سی باتیں ہوئیں مہاراج' اور ہمارے مہاراج نے بھل راج کو قید کر دیا۔ روپ لیکھا کہیں چلی گئی۔ اس کے پتا سدرشن اور اس کی ماتا کو بھی قید کر لیا گیا۔ مہاراج یہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے روپ لیکھا کو کہیں نکال دیا ہے۔ خیر ہم ان معاملوں میں ٹانگ نہیں اڑا سکتے تھے' لیکن اب جبکہ مہاراج مر چکے ہیں اور راج گدی خالی ہے تو راج پاٹ کے ایک وفادار دیوان کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم جلد از جلد اس راج گدی کا کوئی بندوبست کریں۔ اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہماری سہائتا کریں۔ روپ لیکھا آپ کے پاس ہے اس کے ماتا پتا قید ہیں۔ بھل راج مہاراج قید ہیں۔ ہم اگر انہیں نکالیں گے تو وہ ہماری تکا بوٹی کر ڈالیں گے' کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی قید میں ہمارا بھی ہاتھ ہے' حالانکہ ہمارا ہاتھ صرف اتنا تھا مہاراج کہ ہم مہاراج کے ہر حکم کی تعمیل کرتے تھے۔"

"میں سمجھتا ہوں دیوان وکرم سنگھ تمہاری کیا حیثیت ہے۔"

"مہاراج ہم آپ سے مشورہ چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ آپ روپ لیکھا کو ساتھ لے کر کوئی ایسا کام کریں جس سے بھل راج کے دل سے ہمارے بارے میں برائی نکل جائے۔"

مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ اصل مسئلہ روپ لیکھا کا ہے۔ دیوان وکرم سنگھ تو ایک ایک بات جانتا تھا۔ اب مجھے یہ تردد نہیں رہا تھا کہ وکرم سنگھ نے میرا انتخاب ہی کیوں کیا ہے۔ میں سوچ میں ڈوب گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے لائق جو خدمت ہے میں اسے انجام دینے کے لیے دل سے تیار ہوں۔"

"دھنواد مہاراج۔ تو اب آپ یہ بتایئے ہمیں کہاں سے شروع کرنا چاہیے۔ کیا آپ کماری روپ لیکھا کو یہاں لے آئیں گے۔ میں نے اس سے یہ بات نہیں کی کیونکہ میں آپ سے مشورہ کرنے آیا تھا' اگر میں آپ سے یہ کہتا کہ روپ لیکھا کو لے کر میرے ساتھ چلیں اور آپ اسے پسند نہ کرتے مہاراج تو بات بگڑ جاتی۔"

"ہاں میں سمجھتا ہوں۔ اچھا یہ بتاؤ رانی پرشوتما کہاں ہیں؟"

"وہ راج محل ہی میں ہیں۔"

"کیا قید خانے میں؟"

"نہیں مہاراج۔ وہ اپنے کمرے میں ہیں' لیکن ان پر پہرہ لگا ہوا ہے اور یہ پہرہ بھی مہاراج ہی کے حکم سے تھا۔"

"سدرشن اور اس کی دھرم پتنی کہاں ہیں؟"

"وہ البتہ قید خانے ہی میں ہیں' لیکن وہ بھی راج محل ہی کے قید خانے میں ہیں۔ انہیں عام قیدیوں کے ساتھ نہیں رکھا گیا اصل میں اس سلسلے میں مہاراج کا خیال تھا کہ کسی نہ کسی سے روپ لیکھا واپس آئے گی اور اپنے ماتا پتا کو تلاش کرے گی۔ اسی وقت مہاراج اس کے ماتا پتا کے بل پر اسے اپنے آپ سے شادی کرنے پر مجبور کرنا چاہتے تھے۔"

"بھل راج کہاں ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"وہ تو راجکمار ہیں ہی' وہ بھی راج محل ہی کے ایک قید خانے میں ہیں۔"

"رانی پرشوتما کا کیا حال ہے؟"

"بیٹے کے لیے پریشان ہیں۔ مہاراج سے بہت عرصے سے ان کی بول چال بند تھی۔"

"اب تو انہیں پتا چل گیا ہو گا کہ مہاراج کا قتل ہو چکا ہے؟ کیا کیفیت ہے ان کی؟"

"دھرم پتنی ہے اور وہ بھی ایک ہندو عورت جو ہر حال میں پتی پوجا کرتی ہے۔ چوڑیاں توڑ دی ہیں انہوں نے مانگ اجاڑ دی ہے حالت خراب کر لی ہے لیکن افسوس بھرے لہجے میں یہ کہتی ہیں کہ جگ مان نے اپنا یہ حشر خود اپنے ہاتھوں کیا ہے۔"

"میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے مہاراج۔ میں تو آپ کی ہر آگیا کا پالن کروں گا' مگر میں رانی جی سے کہوں گا کیا؟"

"یہی کہ ایک سنیاسی ان سے ملنا چاہتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" وکرم سنگھ نے کہا۔

"مجھے اپنے ساتھ لے چلو اگر تم اس سے پوچھو گے اور اس نے منع کر دیا تو پھر مجھ سے مشورہ کرنا بے کار ہو گا تمہارے لیے۔" وکرم سنگھ چند لمحات پر سوچتا رہا' اور اس کے بعد اس نے گردن ہلا دی۔

"ٹھیک ہے مہاراج آیئے۔" اور میں اٹھ کر اس کے ساتھ چل دیا۔ میں نے کچھ دور چلنے کے بعد ہی ان پہرے داروں کو

محسوس کر لیا تھا جو بے شک رانی پرشوتما کی رہائش گاہ سے دور تھے لیکن صاف اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس علاقے میں کسی کا داخلہ ممکن نہیں ہے۔ ہم پہرے داروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے رانی پرشوتما کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ دیوان وکرم سنگھ مجھے لے کر اندر داخل ہوا۔ ایک بڑے سے کمرے میں بہت خوبصورت چھپر کھٹ پر رانی پرشوتما گردن جھکائے بیٹھی ہوئی تھی اس نے ہمارے قدموں کی آہٹ پر نظریں اٹھا کر ہم دونوں کو دیکھا۔

"آیئے مہاراج وکرم سنگھ، کہئے آپ نے اپنے راج پاٹ کا اعلان کر دیا یا نہیں۔" وہ نفرت بھرے لہجے میں بولی۔

"م..... میں۔" وہ ایک دم گھبرا گیا۔

"بہت معصوم ہو، یا مجھے بے وقوف بنا رہے ہو اب تو مہاراج کو مرے ہوئے کئی دن گزر گئے آپ نے اپنے راج پاٹ کا اعلان نہیں کیا وکرم سنگھ جی؟"

"بھگوان کی سوگند میں نے کبھی سپنے میں بھی یہ بات نہیں سوچی کہ دیوان وکرم سنگھ مہاراج کی جگہ لے۔ نہیں مہارانی جی۔"

"تو پھر اب ہم کس کے قیدی ہیں۔ کیوں، جواب دو گے دیوان وکرم سنگھ، مہاراج جیتے تھے تو انہوں نے ہمیں قیدی بنا رکھا تھا اب جب وہ اس سنسار میں نہیں ہیں تو ہم کس کے قیدی ہیں۔ ذرا یہ بات ہمیں بتا دو؟"

"آپ قیدی نہیں ہیں مہارانی۔ میری نگاہوں میں تو آپ پہلے بھی قیدی نہیں تھیں، لیکن آپ مجھے یہ بتایئے کہ میں کیا کر سکتا تھا۔ یہ مہاراج بکمان سنگھ جی کا حکم تھا۔"

"ارے یہی تو اب سوال کر رہی ہوں میں تم سے کہ پہلے مہاراج جی کا حکم تھا اب کس کے حکم سے ہم پر پہرہ لگا ہوا ہے؟"

"نہیں مہارانی جی۔ اب آپ پہرے میں نہیں ہیں آپ سوگ میں تھیں اس لیے میں نے آپ سے کوئی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ آج اسی لیے آپ کے پاس آیا ہوں۔ آپ سے مشورہ کرنا ہے۔" وکرم سنگھ نے کہا۔

تب پہلی بار رانی پرشوتما نے میری جانب نظریں اٹھائیں اور بولیں۔ "یہ کون ہیں؟"

"بیاس مہاراج۔ انہوں نے ہی تلک راج کو مارا ہے اور انہی کی وجہ سے مہاراج کے قاتل کا پتا چلا ہے۔"

"انہوں نے ہی راج تلک کو مارا ہے!" اس نے حیرت سے کہا۔

"جی، تلک راج نے مہاراج کو مار دیا تو یہ برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے اس کو ختم کر دیا۔"

رانی کے چہرے سے ایک لمحے میں اندازہ ہو گیا کہ وہ مجھ سے متاثر ہوئی ہے۔

"شما کر دیں مہاراج ہم بڑی مصیبت میں گھرے ہوئے لوگ ہیں کوئی ایسی ویسی بات ہمارے منہ سے نکل جائے تو آپ ہمیں اس کے لیے شما کر دیں۔"

"نہیں رانی جی، کوئی بات نہیں ہے بس میں آپ سے کچھ باتیں کرنے آیا ہوں۔"

"وکرم سنگھ تم۔ کیا تم مجھے بیاس مہاراج سے باتیں کرنے کی آگیا دو گے؟"

"میں تو آپ کا داس ہوں مہارانی جی۔" وکرم سنگھ گردن جھکا کر چلا گیا تو رانی پرشوتما نے بھی وہی باتیں دہرائیں جن کے بارے میں مجھے پہلے سے ہی معلوم تھا۔ تمام باتیں کر کے رانی پرشوتما رونے لگی۔

میں بڑا مطمئن تھا یہ سب کچھ میری پسند کے مطابق ہی ہو رہا تھا۔ مجھے اس سلسلے میں کچھ کرنے کا وقت مل گیا تھا۔ رانی کے آنسو رک گئے۔

"پرشوتما جی یہ تو آپ جانتی ہیں کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ بھگوان کی مرضی ہی سے ہوتا ہے اور جو ہونا تھا وہ ہو گیا ہمارا مشورہ اگر آپ مانیں تو سیدھی سیدھی سی بات کہیں گے ہم اس میں کوئی پھیر نہ نکالیے۔ یہ بتایئے کہ دیوان وکرم سنگھ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

"ساری عمر اس نے مہاراج سے وفاداری کی ہے اس بات کو تو ہم من سے مانتے ہیں۔"

"تو پھر اب صرف ایک بہتر ذریعہ ہے کہ بھل راج کو قید سے نکال کر راج گدی اس کے حوالے کر دی جائے۔"

"ہم سے بھی نہیں ملنے دیا گیا اسے۔ پر اس کی عادت ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ بری طرح بپھرا ہوا ہوگا۔ کسی کی بات نہیں مانے گا۔ جو کچھ ہوا اس نے اسے دیوانہ کر رکھا ہوگا۔"

"اگر روپ لیکھا اسے مل جائے تو....؟"

"روپ لیکھا ہی کا تو جھگڑا ہے۔ وہ اسے مل جائے تو سارا جھگڑا ختم ہو جائے۔ ہم اسے راجہ بنا دیں روپ سے اس کی شادی کر دیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ پر روپ لیکھا.....؟"

"مہارانی جب آپ نے مجھے اتنا مان دیا ہے اور مجھ سے مشورے کی بات کی ہے تو پھر میں آپ کی یہ سہائتا بھی کروں گا۔ روپ لیکھا کو آپ تک پہنچانا میرا کام ہے اور وکرم سنگھ کا کہنا ہے کہ راج گدی خالی پڑی ہے اور وہ راج پریوار کا وفادار ہے آپ پہلے اسے حکم دیجئے کہ سدرشن سنار اس کی دھرم پتنی دونوں کو آزاد کر کے انہیں عزت و احترام کے ساتھ رہنے کے لیے جگہ دے اس کے بعد میں روپ لیکھا کو ان کے پاس پہنچائے دیتا ہوں پھر ہم بھل راج کو آزاد کریں گے۔ میں ہی یہ کام کروں گا اور جو کچھ میں اس سے کہوں آپ لوگ اس کے بیچ نہ بولیے گا ویسے بھی میں اس سے کوئی جھوٹ بات نہیں کہوں گا۔"

"پر سب سے بڑا مسئلہ تو روپ لیکھا کا ہے وہ آپ کو کہاں ملے گی مہاراج؟"

"سمجھ لیجئے وہ میری مٹھی میں ہے۔" میں نے کہا۔ میں وکرم سنگھ کو بلا کر لاتا ہوں آپ چنتا نہ کیجئے۔" اس کے بعد میں باہر نکل آیا۔ وکرم سنگھ کو تلاش کرنا مشکل کام نہیں ثابت ہوا۔ میں نے اس کو ڈھونڈ نکالا اور پھر اسے صورت حال بتائی۔

"رانی کو میں نے روپ لیکھا کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ بہتر یہ ہے کہ تم بھی اس سلسلے میں خاموشی ہی اختیار کرو۔ رانی کا خیال ہے کہ بھل راج کو راجا بنا دیا جائے روپ لیکھا سے اس کی شادی کر دی جائے تو سارے کام ٹھیک ہو جائیں گے۔"

"بالکل مہاراج۔ یہ سب کچھ بالکل درست رہے گا۔" میں وکرم سنگھ کو اندر لے کر پہنچا۔

رانی پرشوتما نے میری ہدایت کے مطابق اس سے کہا۔ "وکرم سنگھ مہاراج بیاس کا کہنا ہے کہ تم ہم سے مذاق نہیں کر رہے اور جو کچھ کہہ رہے ہو وہی سچ ہے' اگر یہ سچ ہے وکرم سنگھ تو ہم تمہارا احسان مانتے ہیں اور اس کے بعد تم سے اپنے من کی باتیں کرنا چاہتے ہیں ایسا کرو وکرم سنگھ سدرشن سنار اور اس کی دھرم پتنی کو کسی اچھی جگہ ٹھہرا دو اور مہاراج جس طرح کہیں اس طرح کرو۔"

"جو حکم مہارانی جی۔" وکرم سنگھ نے کہا اور اس کے بعد وہ میرے ساتھ باہر نکل آیا۔

"بیاس مہاراج کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ یہیں محل میں قیام کریں؟"

"نہیں روپ لیکھا وہاں اکیلی ہے۔ میں تو تمہارے ساتھ ہر لمحہ موجود ہوں۔ بس سدرشن کو کسی اچھی جگہ منتقل کرنے کے بعد فوراً ہی مجھے خبر دو۔"

"یہ کام تو میں تھوڑی ہی دیر میں کیے دیتا ہوں۔" وکرم سنگھ نے کہا۔

بہرحال میں گھوڑے پر بیٹھ کر واپس میلے میں پہنچ گیا تھا۔ دھرم پال سے تو خیر اس بارے میں کچھ کہنا بے کار ہی تھا۔ ظاہر ہے ان تمام معاملات سے اس کا کوئی گہرا تعلق نہیں تھا۔ وہ تو اسے جو دولت مل گئی تھی بس اس میں مست تھا اور بار بار اس سلسلے میں پریشان ہو جاتا تھا کہ اتنی بڑی دولت کا مالک بننے کے بعد کیا اسے خانہ بدوشوں کی زندگی گزارنی چاہیے' بہرحال یہ اس کا معاملہ تھا لیکن روپ لیکھا کو میں نے بڑی ذمہ داری کے ساتھ سمجھایا۔

"دیکھو روپ لیکھا' چتربنس مہاراج نے مجھے حکم دیا تھا کہ جس طرح بھی بن پڑے۔ تمہیں تمہارے ماتا پتا تک پہنچا دوں اور اس کے بعد تمہارے من کی مانگ تمہیں دے دوں۔ اب میں تمہیں تمہارے ماتا پتا کے پاس تھوڑی دیر میں لے جا رہا ہوں۔"

وکرم سنگھ کے آدمی تھوڑی ہی دیر کے بعد میرے پاس پہنچ گئے تھے۔

"مہاراج وکرم سنگھ جی نے ہمیں آپ کے لیے حکم دیا ہے کہ آپ کو ایک جگہ پہنچا دیا جائے اور یہ بھی کہا ہے انہوں نے کہ آپ نے جو آگیا انہیں دی تھی انہوں نے اس کا پالن کیا ہے۔ ہم رتھ لائے ہیں مہاراج آپ کے ساتھ جسے بھی جانا ہے اسے اس رتھ میں بٹھا دیجئے گا۔"

میں نے روپ لیکھا کو تیار کرایا اور دھرم پال سے کہا۔

"میں جا رہا ہوں۔ راج محل کے کچھ کام نمٹانے ہیں۔ جیسا کہ میں نے تمہیں تھوڑا بہت بتا رکھا ہے۔ تم جب تک دل چاہے یہاں رہو۔ میں اپنے کاموں سے نمٹنے کے بعد تم سے ملوں گا اور اگر تم یہاں سے جانا چاہو تو وہ بھی تمہاری مرضی ہے۔"

"جی مہاراج۔" اس نے کہا۔

روپ لیکھا کو رتھ میں بٹھا دیا گیا۔ میں رتھ بان کے ساتھ اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر چل پڑا۔ وکرم سنگھ کے آدمی رہنمائی کر رہے تھے۔ واقعی ایک بہت خوبصورت گھر بنا ہوا تھا جس کے دروازے پر رتھ روکا گیا اور روپ لیکھا کو اتار کر اندر پہنچا دیا گیا۔ وکرم سنگھ کے آدمی مجھ سے اجازت لے کر چلے گئے۔ میں کافی دیر دروازے پر کھڑا رہا اندر نجانے کیا کچھ ہو رہا تھا مجھے البتہ رونے دھونے کی آوازیں دروازے کے باہر ہی سنائی دے رہی تھیں۔ انسان میں بعض اوقات ایسے ہی جذبات بیدار ہو جاتے ہیں کہ وہ بڑی بڑی باتیں بھول جاتا ہے۔ غالباً ان لوگوں نے مجھے بھلا دیا تھا۔ خصوصاً روپ لیکھا نے۔ کافی دیر کے بعد اسے میرا خیال آیا اور وہ دوڑی دوڑی دروازے پر آگئی۔

"شما کر دیں بیاس۔ مہاراج۔" اس کے پیچھے ہی پیچھے سدرشن اور اس کی پتنی بھی باہر آگئے تھے۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھیں۔ چہرے سرخ ہو رہے تھے۔ روپ لیکھا کی کیفیت بھی ان سے مختلف نہیں تھی۔

"ابھی ابھی اس باؤلی نے ساری کہانی سنانے کے بعد چونک کر کہا کہ بیاس مہاراج تو دروازے کے باہر ہی کھڑے ہوئے ہیں۔ ہاں مہاراج ہم آپ کے گناہ گار ہیں۔ اس طرح آپ کا احسان ہوا ہے' اگر ہمیں شما کر دیں تو ہمارے بھاگ ہوں گے۔ اندر آیئے مہاراج۔"

"نہیں سدرشن میں خود ہی باہر کھڑا ہو گیا تھا تاکہ تم باپ بیٹی اپنے من کا بوجھ اتار لو۔"

بہرحال ان لوگوں کے ساتھ بہت سی باتیں ہوتی رہیں۔ سدرشن اور اس کی پتنی تو میرے پیروں میں پڑ گئے تھے' بہرحال بمشکل تمام میں نے انہیں سنبھالا۔

"سدرشن سارے معاملات ٹھیک ہو گئے ہیں۔ تمہیں پتا چل ہی گیا ہوگا کہ مہاراج اب اس سنسار میں نہیں رہے۔ اب اس کی ساری کہانی ختم کر دو۔ یہ بات کبھی زبان پر مت لانا۔ حالات ٹھیک ہو رہے ہیں۔ بھل راج راجا بن جائے گا اور جلد ہی

یہ ساری رسمیں پوری ہو جائیں گی اس کے بعد وہ روپ لیکھا سے شادی کرے گا۔ بس تمہیں اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔"

میں انہیں بہت سی باتیں بتاتا رہا۔ وکرم سنگھ سے میرا مسلسل رابطہ تھا' لیکن یہاں راج دھانی میں بمل راج کے راجا بننے کی رسم پوری ہونے میں ابھی وقت تھا' کیونکہ میری خدمات ابھی بمل راج کے لیے ضروری تھیں اور میں ہی قید خانے میں بمل راج سے جاکر ملا۔ نوجوان بہت خوب صورت تھا۔ جوش جوانی اور جوش جذبات میں ڈوبا ہوا اور میں نے اسے اپنے بارے میں بتایا۔

"میرا نام بیاس ہے اور میں ایک ضروری کام سے تیرے پاس آیا ہوں۔"

"جوگی سنت معلوم ہوتے ہو۔ کیا بات ہے۔ اتنا تو جانتا ہوں کہ مہاراج کے کہنے پر تم یہاں آئے ہوگے' کیونکہ یہ قید خانہ ایک خطرناک قیدی کے لیے ہے اور اس خطرناک قیدی سے کسی کا ملنا یا کسی کا بات کرنا منع ہے' کہو جوگی مہاراج' مجھ جیسے بیکار آدمی سے کیا کام پڑ گیا؟"

"بمل راج۔ جوگی کہا ہے تو نے مجھے تو گیان کی کچھ باتیں سن۔ سورج نکلتا ہے چھپ جاتا ہے' چاند نکلتا ہے روشنیوں میں ڈوب جاتا ہے' سمے کبھی ایک جیسا نہیں رہتا اور جو سمجھ لیتے ہیں کہ سمے کا ایک ہی پھیر ہے وہ خود پھیر میں پڑے رہتے ہیں اور اپنے جیون کے بارے میں صحیح فیصلہ نہیں کر پاتے۔"

میں نے آخر کار اسے تمام باتیں بتانے کا فیصلہ کرلیا' اور کچھ دیر سوچنے کے بعد بمل راج کو تمام احوال سے آگاہ کر دیا۔ ساری بات سننے کے بعد وہ ایک دم خاموش ہوگیا چہرے پر سوگواریت کی کیفیت طاری ہوگئی تھی۔

"کیا تم مجھے یہاں سے نکال کرلے جاسکتے ہو؟"

"ہاں۔ میں ایسا کر سکتا ہوں۔"

"تو میرے ساتھ چلو۔ میں تمہاری باتوں پر وشواس کرلوں تو میرا کلیجہ پھٹ جائے گا اتنی خوشی میں ایک ساتھ برداشت نہیں کر سکوں گا مہاراج۔ بھگوان کے لیے مجھے سہارا دو مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ جو کہہ رہے ہو اس کا سچ ثابت کردو۔"

بس اتنا کافی تھا۔ میں نے اس کا جوش ٹھنڈا کردیا تھا اور میں اسے ساتھ لے کر قید خانے سے باہر نکل آیا وہ حیرت سے ایک ایک سپاہی کو دیکھ رہا تھا جنہوں نے اس کا راستہ روکنے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ یہ سب پہلے سے طے تھا۔ میں اسے ساتھ لیے ہوئے رانی کے پاس پہنچا اور رانی اسے دیکھ کر بلک بلک کر رو پڑی۔ بمل راج نے ماتا کے چرن چھوئے اور دونوں ایک دوسرے سے گلے مل کر روتے رہے۔ میں نے ہی مداخلت کر کے انہیں ہوش دلایا تھا۔

"پہلے بھی کہہ چکا ہوں بمل راج کہ آنکھوں سے آنسو نکلنے سے بہت سے نقصانات ہو جاتے ہیں۔ رانی اسے سمجھاؤ۔ پرجا اسے روتی دیکھنا پسند نہیں کرے گی۔"

"مہاراج بیاس بچہ ہی تو ہے۔ من بھر آیا ہوگا۔ کیسے دکھ اٹھائے ہیں میرے لال نے۔"

"لیکن اب یہ بچہ نہیں۔ یہاں کا راجا ہے اسے راجاؤں کی طرح بات کرنی چاہیے۔ جاؤ بمل راج نہا دھو کر راجکماروں کے کپڑے پہنو' اور مہارانی جی آپ اپنے دیوان کو حکم دیجئے کہ وہ مہاراج بمل راج کے سامنے آکر اپنی وفاداری کا اعلان کرے۔"

میری باتیں خاصی کارآمد ثابت ہو رہی تھیں ان لوگوں کے لیے' سو یونہی ہوا۔ بمل راج نے اپنا حلیہ درست کیا اور اس کے بعد وکرم سنگھ نے اپنی تلوار اس کے چرنوں میں رکھ دی۔ بمل راج کو تو وہ مل گیا تھا جو اس کے لیے ناقابل یقین تھا' بہرحال یہ معاملات ہموار ہوتے چلے گئے اور بمل راج کے من کو شانتی مل گئی اس نے اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال لیا تھا' لیکن اب اس کا مجھ سے بڑا دوست اور کون ہو سکتا تھا سو اس نے من کی بات مجھ سے کہی۔

"مجھے روپ لیکھا سے تو ملا دیجئے ایک بار مہاراج؟"

"راج پاٹ سنبھالو گے یا پریم پھیر میں پڑ جاؤ گے؟"

"میرے من پر تو پریم ہی کا راج ہے مہاراج۔ بھگوان کی سوگند اگر آپ یہ کہیں کہ یہ راج گدی میں کسی کو دے دوں اور اس کے بدلے میں مجھے روپ لیکھا ملے گی تو میں سوچنے کو بھی پسند نہیں کروں گا۔"

"باؤلے روپ لیکھا تو تیرے جیون کا ایک حصہ بن ہی چکی ہے۔ پہلے اپنا راج پاٹ سنبھال۔"

بہرحال اس کے من کی شانتی کے لیے میں نے روپ لیکھا کو اس سے ملا دیا اب یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ دو پریمی اس طرح جب بچھڑنے کے بعد ملتے ہیں تو کیا باتیں کرتے ہیں نہ تو یہ باتیں میرے سامنے ہوتیں اور نہ ہی میرا وہاں رہنا بہتر تھا سو میں نے وہ جگہ چھوڑ دی' اور اس کے بعد جو نتیجہ ہوا میری کاوشوں کا وہ اچھا تھا۔ بمل راج کے من کو شانتی مل گئی اور پھر اس کی تاجپوشی کی رسمیں پوری ہونے لگیں۔

مادھو پوری میں جگ مان کی موت کا سوگ جیسے بھی منایا گیا ہو اس کا کوئی خاص احساس نہیں تھا لیکن بمل راج کی تاجپوشی کا جشن تین دن تک منایا گیا تھا اور تمام لوگ خوش نظر آتے تھے۔ مادھو پوری کی گلیاں' کوچے' بازار سج گئے تھے اور میں انسانوں کی یہ کہانی دیکھ رہا تھا جس میں تھوڑے تھوڑے وقت کے بعد کوئی نہ کوئی ایسی تبدیلی پیدا ہو جاتی تھی جو انسانوں کے لیے خوشی کا باعث ہی ہوتی تھی۔ نجانے کیوں کبھی کبھی مجھے یہ احساس ہوتا تھا کہ میں ان میں سے نہیں ہوں۔ بہت الگ ہوگیا

ہوں میں ان سے اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ رکھ کر سوچ ہی نہیں سکتا' بہرحال یہ سارے کام ہوئے۔

پھر ایک دن یوں ہوا کہ ادھر تو ساری تیاریاں ہو رہی تھیں ادھر میں اپنے اطمینان سے ایک جگہ موجود تھا۔ میں نے ایک بار میلے کا چکر لگایا۔ میلہ تو خیر ختم ہو ہی گیا تھا۔ جگ مان کی موت کے بعد لیکن کچھ لوگ وہاں موجود تھے۔ البتہ ان لوگوں میں دھرم پال موجود نہیں تھا اس نے جو مجھے کئی دن تک غائب پایا تو یہ سوچ کر چپ چاپ وہاں سے بھاگ گیا کہ کہیں حالات اور ماحول میں کوئی تبدیلی نہ رونما ہو جائے اور اسے جو کچھ ملا ہے اس سے چھن نہ جائے۔

مجھے دھرم پال کے اس طرح بھاگ جانے پر خوب ہنسی آئی تھی۔ اعتبار نہیں کیا تھا سسرے نے مجھ پر۔ ارے مجھے کیا لالچ تھوڑی بہت چیزوں کا۔ میں تو اگر چاہتا تو اپنے ارد گرد اتنا کچھ کر سکتا تھا کہ شاید میرے مقابلے پر کوئی ہوتا بھی نہیں۔

تو یوں ہوا کہ وکرم سنگھ میری رہائش گاہ پر آیا۔ سارے کام ہی ٹھیک ہو چکے تھے اور مادھو پوری کے حالات بہت بہتر ہو گئے تھے۔ وکرم سنگھ نے مجھ سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ کہ مہاراج آپ ہی کے چرنوں کی برکت سے مادھو پوری کی بگڑی بن گئی ورنہ اتنے برے حالات ہو چکے تھے ہمارے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آنے والے سمے میں کیا ہو گا۔ بھگوان کی سوگند میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ کسی دن خاموشی سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ جاؤں۔ ارے میں تو ان سب کا وفادار تھا۔ ان کی سیوا کرتا تھا ان کی پوجا کرتا تھا اور لگتا یوں تھا جیسے وہ لوگ مجھے غدار سمجھتے ہوں ایک طرف اگر مہاراج کو کسی بات سے روکتا تھا تو وہ مجھے شک کی نظروں سے دیکھنے لگتے تھے اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں مہاراج کہ رانی پرشوتما اور بھل راج تو مجھ پر کوئی وشواس ہی نہ کرتے تھے پر اب بھگوان کی دیا سے سب ٹھیک ہو گیا۔

"مگر ایک سوال میرے من میں بھی ہے وکرم سنگھ چلو آج اس کا جواب دے ہی دو۔ یہ سارے معاملات تو جیسے ہونا تھے ویسے ہوئے ہی لیکن تم آگے کے لیے مشورہ کرنے مجھ جیسے انسان کے پاس کیوں پہنچے؟"

"میں چندریکا کا داس ہوں۔" وکرم سنگھ نے بتایا۔

میں چونک گیا۔ چندریکا کا نام میرے لیے اجنبی نہیں تھا۔ چتر بنس نے مجھے چندریکا کے بارے میں بہت کچھ بتا دیا تھا۔

"چندریکا کا داس؟" میں نے چونک کر کہا۔

"ہاں مہاراج' مہاشتی چندریکا۔ یہ بھی ایک عجیب کہانی ہے مہاراج۔ مادھو پوری سے کوئی ڈھائی کوس دور ایک مندر ہے ویرانے میں بنا ہوا ٹوٹا پھوٹا مندر' لیکن اب میں نے اسے ٹھیک کرا دیا ہے چونکہ اس کے آس پاس کوئی آبادی نہیں ہے اس لیے اس مندر میں کوئی پوجا پاٹ نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ میں ادھر جا نکلا تھا اور نجانے میرے من میں کیا سمائی کہ میں اس ٹوٹے پھوٹے مندر میں پہنچ گیا۔ وہاں میں نے چندریکا کا بت دیکھا۔ کچھ ایسے حالات میں پہنچا تھا میں وہاں جن سے مجھے پریشانی تھی۔ میں رات بتانے کے لیے وہیں مندر میں ٹھہر گیا۔ تھوڑی سی جگہ صاف ستھری کی تو من میں یہ خیال آیا کہ چھوٹا سا مندر تو ہے ہی' سمے بتانے کے لیے کیوں نہ اس کی صفائی ہی کر ڈالوں۔ وہیں درختوں کے پتوں کی جھاڑو بنا کر میں نے مندر کو صاف ستھرا کرنا شروع کر دیا۔ میں نے وہ مجسمہ مندر کے اندرونی حصے میں دیکھا تھا اور بڑی ہی سندر مورت تھی وہ۔ من ہی من میں' میں نے اسے پسند کیا اسے بھی صاف کر دیا' پھر آدھی رات کا سمے تھا جب میں نے اس مجسمے سے روشنی پھوٹتی ہوئی دیکھی اور اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ آپ خود سوچیں ڈر کے مارے میری کیا حالت ہوئی ہو گی' پتھر کا ایک بت چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ بہت دیر تک تو میں خوف میں ڈوبا رہا پھر من میں یہ خیال جاگا کہ ذرا دیکھوں تو سہی کہاں گیا ہے یہ بت۔ میں نے اسے مندر کے باہر ٹہلتے ہوئے دیکھا۔

آسمان پر چندرما ساری روشنی لیے موجود تھا اور دھرتی اس کی روشنی سے جگمگا رہی تھی۔ میں حیرانی سے مجسمے کو دیکھتا رہا۔ تبھی اس کی نگاہیں میری جانب اٹھیں اور وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے قریب آ گئی اس نے مجھے بتایا کہ میں چندریکا ہوں تو نے مندر کی صفائی ستھرائی کی ہے میں تجھ سے خوش ہوں یہ میرا مندر ہے۔ بس مہاراج میں مہاشتی کے چرنوں میں جھک گیا اور انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ دیا اس دن سے میں مہاشتی کا پجاری ہوں۔ میں نے مندر کی مرمت کرائی اور اب بھی جب کبھی میں وہاں جاتا ہوں تو صفائی ستھرائی کا انتظام کر کے جاتا ہوں۔ وہاں دیئے جلاتا ہوں۔ پچھلے دنوں بھی میں اسی پریشانی میں ڈوبا ہوا وہاں پہنچ گیا تھا۔ جب بھی مجھے کوئی پریشانی ہوتی ہے۔ میں مہاشتی کے چرنوں میں پہنچ جاتا ہوں اور وہ مجھے میری پریشانی کا کوئی اپائے بتا دیتی ہیں۔ مہاراج بھگمان کے دیہانت کے بعد حالات کی پریشانی کا شکار ہو کر میں وہاں پہنچا تھا تو مہاشتی نے کہا کہ ایک آدمی ایسا ہے جو مادھو پوری کو شانتی دے سکتا ہے اور انہوں نے مجھے آپ کا نام بتایا اور کہا کہ میں آپ سے مشورہ لوں یہ ہے ساری کہانی مہاراج۔"

میں حیرت سے منہ کھولے وکرم سنگھ کی یہ داستان سن رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ "وکرم سنگھ' کیا میں چندریکا کے درشن کر سکتا ہوں؟"

"کیوں نہیں کل ہی چلتے ہیں۔" وکرم سنگھ نے کہا۔

میں نے بڑی مشکل سے دوسرے دن کا انتظار کیا تھا۔ بھوج لیکھا کے چاروں پنوں کا گیان میرے پاس موجود تھا۔ گو ابھی تک میں نے ان چاروں پنوں میں سے ایک پنے کا گیان بھی استعمال نہیں

کیا تھا۔ ضرورت ہی نہیں پیش آئی تھی، لیکن میرے من میں یہ آرزو ہمیشہ سے تھی کہ میں پوری بھوج لیکھا پڑھ لوں۔ چترنس نے چندریکا کے بارے میں بتایا تھا اسی وقت سے میں چندریکا کی طلب میں لگ گیا تھا، لیکن کوئی ایسی پیش رفت نہیں ہوئی تھی جس سے میں چندریکا کے قریب پہنچ سکتا اور اب حالات نے یہ بتایا تھا۔ چندریکا کا مجسمہ بول سکتا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ مندر اس کی ملکیت ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس کا گھر ہی ہو، بہرحال وکرم سنگھ نے دوسرے دن تیاریاں کیں اور ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر چل دیئے۔ ویرانے میں ایک سرسبز و شاداب مقام پر جو ہو سکتا ہے اس سے پہلے سرسبز و شاداب نہ ہو بلکہ صرف وکرم سنگھ کی عقیدت نے اسے یہ شکل بخشی ہو یہ مندر موجود تھا۔ چھوٹا سا صاف ستھرا مندر۔ ہم اس کی سیڑھیاں چڑھ کر چبوترے پر پہنچ گئے۔ چھوٹا سا دالان اور اس کے بعد وہ بڑا کمرا جس میں چندریکا کا مجسمہ موجود تھا۔ وکرم سنگھ کے دل میں بڑی عقیدت تھی۔ اس نے مجسمے کے پاس جانے سے پہلے درختوں وغیرہ سے گرے ہوئے پتوں کی صفائی کی۔ بڑی عقیدت سے وہ سارے کام کرتا رہا۔ مجھ سے بھی اس نے یہی کہا کہ مہاراج مندر صاف ستھرا کرنے کے بعد اندر چلیں گے۔ میں نے اس کی بات مان لی اور اس کے بعد میں اس کمرے میں داخل ہو گیا جہاں چاروں طرف روشندان بنے ہوئے تھے۔ ایک جانب عقبی دروازہ تھا جو اندر سے بند تھا۔ سامنے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس میں کوئی پٹ وغیرہ نہیں تھے۔ میں نے کمرے کے بیچوں بیچ چندریکا کا مجسمہ دیکھا۔ ایک گول سے پتھر کے چبوترے پر ایک حسین عورت کھڑی ہوئی تھی۔ نجانے یہ مجسمہ کون سے پتھر سے تراشا گیا تھا۔ عورت کے بدن کا لباس بالکل یوں لگتا تھا جیسے ابھی ہوا کے جھونکوں سے ہلنے لگے گا اور اس کا چہرہ اس کے لمبے لمبے بال چترائی ہوئی آنکھوں میں ایک انوکھی دلکشی چہرے کے نقوش میں ایک ایسا بانکپن کہ انسان دیکھے تو نگاہیں نہ ہٹنے پائیں۔ میں نے اسے دیکھا اور پہلی بار مجھے اپنے وجود میں زلزلہ سا محسوس ہوا مجھے یوں لگا جیسے میرے دل و دماغ میں گڑگڑاہٹ پیدا ہو رہی ہو اور بدن پر تھرتھری آتی جا رہی ہو۔ میں اسے دیکھتا رہا۔ مجھے یوں لگا جیسے وہ مجھے دیکھ کر مسکرائی ہو اور اس نے رخ بدل لیا ہو، حالانکہ پہلے میں نے اسے جس انداز میں دیکھا تھا وہ اور تھا، لیکن اب اس کا رخ تبدیل ہو گیا تھا۔ یہ میری غلط فہمی نہیں تھی بلکہ جو کچھ تھا نگاہوں کے سامنے تھا۔ میں دل و دماغ کی اس ہلچل کو بہت دیر تک خاموشی سے برداشت کرتا رہا۔ نجانے یہ سب کچھ کیا تھا۔ نجانے کیوں ایسا ہوا تھا، بہرحال وکرم سنگھ نے مجھے جھنجوڑ کر چونکایا۔

"درشن کر لیے مہاراج؟"

"ایک بات بتاؤ۔"

"جی، بیاس مہاراج۔"

"ابھی تھوڑی دیر پہلے جب ہم نے اس مجسمے کو دیکھا تھا تو اس کا سر جھکا ہوا تھا ہاتھ جوڑے ہوئے تھے اس نے اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اب دیکھو ذرا اب دیکھو۔"

"دیکھ چکا ہوں مہاراج۔" وکرم سنگھ نے پراسرار لہجے میں کہا۔

"کیا اس کا یہ انداز بدل نہیں گیا؟"

"بھگوان کے لیے ایسی باتیں نہ کریں مہاراج۔" وکرم سنگھ کے لہجے میں لرزش تھی۔

"کیوں؟"

"مہاراج میں تو آپ کو بتا چکا ہوں آپ نے تو صرف مہامتی کو رخ ہی بدلے ہوئے دیکھا ہے میں نے تو انہیں یہاں سے باہر جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ کو بھگوان کا واسطہ ایسی باتیں نہ کریں۔"

میں خاموش ہو گیا۔ وکرم سنگھ کا کہنا درست ہی تھا، لیکن یہ مجسمہ میرے لیے باعث حیرت تھا۔ میں نے اسے بہت قریب سے دیکھا۔ اسے چھو کر دیکھا۔ پورے کا پورا پتھر کوئی حصہ ایسا نہیں تھا جس میں پتھریلا پن نہ ہو، بہرحال میرا دل ڈانواں ڈول ہو گیا۔ بڑی مشکل سے میں وکرم سنگھ کے ساتھ وہاں سے واپسی کے لیے تیار ہوا۔

"دیکھا آپ نے مہاراج۔ مہامتی چندریکا کو؟"

"ہاں۔" میں نے آہستہ سے جواب دیا۔

"یہ مہان دیوی ہر ضرورت پر میری سہائتا کرتی ہے۔"

"ہوں۔" میں نے پھر آہستہ سے کہا۔

ہم محل واپس پہنچ گئے، لیکن میں دل میں ایک سوز لیے واپس آیا تھا۔ ایک ایسی بے کلی، ایک ایسی خلش جو اس سے پہلے آج تک میں نے اپنے دل میں محسوس نہیں کی تھی، مٹی، پانی، آگ، روشنی اور اندھیرا ان پانچوں چیزوں سے نجات حاصل کر کے زندگی کا ایک طویل سفر طے کرنے والے بیاس کے، یا پھر چراغ علی موجا کے وجود میں ایک ایسی ہلچل پیدا ہو گئی تھی جس کا کوئی نام نہیں تھا، اور یہ رات بھی مجھ پر بڑی عجیب سی گزری۔ دل میں لمحہ لمحہ ایک ہوک سی اٹھتی تھی۔ وہ مسکراہٹ، آنکھوں کا وہ انداز وہ بدلا بدلا سا وجود کیا تھا وہ، کیا ہے، چندریکا کیا ہے۔ نہیں میں میں کسی ایسی مصیبت کا شکار ہو گیا ہوں جس سے اب تک آشنا نہیں تھا۔ شاید اسے محبت کہا جا سکتا ہے۔ شاید اسے عشق کہا جا سکتا ہے اور ایک لمحے کے لیے مجھے اپنے آپ پر ہنسی آ گئی۔ پتھر کے مجسموں سے عشق کرنے والا میں پہلا ہی انسان ہوں گا، لیکن میرے اندر تو اور بھی بہت سی تبدیلیاں تھیں۔ اتنے طویل عرصے سے جینے والا بھی تو میں پہلا ہی انسان ہوں یا پھر وہ جو سنسار میں، اپنا وجود کھوئے ہوئے ہیں اور اپنے گیان دھیان کے چکر میں پڑے ہوئے اپنی رنگ رلیوں میں مست ہیں۔ میرا دل اس طرح مچل اٹھا کہ میں اپنی جگہ

سے اٹھ گیا۔ میں چندریکا کے مندر جانا چاہتا تھا۔ میں ایک بار پھر اس حسین وجود کو دیکھنا چاہتا تھا۔ میرے ہوش و حواس کی دنیا تہ و بالا ہوگئی تھی اور اپنی زندگی کے انوکھے پن پر مجھے خود ہی ایک شرمندگی کا احساس ہوتا تھا' لیکن بدقسمتی یہ تھی کہ میرا وجود پتھریلا نہیں تھا۔ گوشت پوست کا بنا ہوا تھا۔ دل و دماغ بھی تھے۔ ان میں انسانیت کے لیے محبت اور ہمدردی بھی تھی۔ میں نے لوگوں کے لیے جو کچھ کیا تھا وہ اپنے جذبوں سے مجبور ہو کر ہی کیا تھا۔ گویا انسانی سرشت انسانی فطرت مجھ سے ابھی تک نہیں چھنی تھی اور اسی فطرت میں تو عشق پلتا ہے' بہرحال نہ باہر نکلنا مشکل تھا نہ گھوڑے کا حصول' راستوں کا تعین حالانکہ اس وقت میں نے نہیں کیا تھا لیکن یوں لگتا تھا جیسے میرا جذبہ شوق مجھے صحیح سمت لے جا رہا ہو۔ ڈھائی کوس کا فاصلہ ہی کتنا۔ دور سے میں نے چاندنی میں چمکتا ہوا مندر دیکھ لیا اور مندر دیکھ کر میرے دل کی دھڑکنیں پھر سے تیز ہو گئیں۔ لرزتے قدموں سے اندر پہنچا اور پھر اس دروازے سے اندر داخل ہو گیا جس کے دوسری جانب چندریکا پھول کی طرح کھلی ہوئی تھی۔ میں اس کے سامنے پہنچ گیا اور مبہوت ہو کر اسے دیکھنے لگا آہ کتنی سندر ہے وہ' کیسی پیاری' کیسی انوکھی۔ میں اسے دیکھتا رہا اور اچانک ہی میں نے محسوس کیا کہ اس نے پہلو بدلا ہے۔ میں چونک پڑا وہ سیدھی کھڑی ہوگئی تھی اور اب کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ پتھر کا کوئی مجسمہ ہے۔ اس کی آنکھیں سنجیدگی سے مجھے دیکھ رہی تھیں۔

"تم نے برا کیا پیاس۔" اس کی آواز اتنی حسین تھی کہ مجھے اپنے کانوں میں گھنٹیاں سی بجتی ہوئی محسوس ہوئیں' لیکن اس کے الفاظ میری سمجھ میں نہیں آسکے تھے میں نے اس سے کہا۔

"میں نے کیا برا کیا دیوی؟"

"کل تم نے میرے شریر کو چھوا تھا۔ جانتے ہو میں نے تمہیں بھسم کیوں نہ کر دیا۔"

میں نے یاد کیا' کل پتھر کے اس مجسمے کو میں نے چھو کر دیکھا تھا' لیکن اس کے الفاظ پر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔ "جانتا ہوں کہ تم نے مجھے کیوں نہ بھسم کیا۔"

"کیا جانتے ہو؟"

"اس لیے کہ میں بھسم نہیں ہو سکتا۔" اس کے ہونٹ سکڑ گئے اس نے کہا۔

"پھر بھی تم نے برا کیا۔ یہ اچھا نہیں ہوتا۔ تمہیں میرا مان رکھنا چاہیے تھا۔"

"شما چاہتا ہوں دیوی چندریکا۔"

"جاؤ' یہاں سے واپس چلے جاؤ' میں اپنے من کی شانتی نہیں کھو سکتی۔"

"مگر میرے من کی شانتی کھو گئی ہے۔"

"کچھ بھی نہیں ہو سکتا' کچھ بھی نہیں کر سکتی میں تمہارے لیے۔"

"میں اپنے لیے خود ہی سب کچھ کر سکتا ہوں۔"

"میرا پیچھا مت کرو' خواہ مخواہ تم مجھ سے میرا استھان چھین رہے ہو۔"

"نہیں دیوی' اگر بھوج لیکھا کا گیان تمہارے پاس ہے تو تمہیں جاننا چاہیے کہ میں کون ہوں اور میرا تم تک پہنچنے کا مقصد کیا ہے؟"

"نہ میں کچھ جاننا چاہتی ہوں نہ تمہارے سامنے رکنا' جاؤ اپنا کام کرو۔ تم نہیں جاتے تو میں ہی چلی جاتی ہوں۔" وہ ایک دم واپس مڑی اور اس دروازے کی جانب چل پڑی جو عقب میں تھا۔

"سنو تو دیوی چندریکا۔" میں نے کہا لیکن وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

میں ایک دم چونک پڑا۔ وہ میرے یہاں آنے سے ناراض ہوگئی تھی۔ دل نے کہا کہ اس کا ناراض ہونا ٹھیک نہیں ہے اسے منا لینا چاہیے۔ میں تیزی سے دروازے کی جانب لپکا' لیکن دوسری طرف سنسان ویرانہ پڑا ہوا تھا۔ تاحد نگاہ کسی کا نام و نشان نہیں تھا۔ میں نے حیرانی سے دور دور تک دیکھا۔ میری آنکھیں تو بہت دور تک کا جائزہ لے سکتی تھیں لیکن کوئی نہ تھا۔ البتہ زمین پر چاندی چمک رہی تھی۔ یہ قدموں کے نشانات تھے جو چاندی ہی کی طرح چمک رہے تھے۔ چتربنس مہاراج کی وہ بات مجھے یاد آگئی۔ چندریکا جہاں سے گزرتی ہے وہاں زمین پر اس کے قدموں کے نشانات چاندی کی طرح چمکتے ہیں یہ نشانات میرے رہبر تھے۔ میں ان کے سہارے آگے بڑھنے لگا' میں چندریکا کو پالینا چاہتا تھا۔ میرے من کو پہلا روگ لگا تھا اور اگر میرے من کو روگ لگ جائے تو بھلا مجال ہے کسی کی کہ وہ مجھے نہ مل سکے قدموں کے یہ نشانات میرے رہنما تھے۔ میں ان کی سیدھ میں چلتا رہا اور میری لگن مجھے آگے بڑھاتی رہی۔ آہستہ آہستہ رات گزر گئی۔

صبح کی روشنی نمودار ہوئی لیکن قدموں کے یہ نشانات صبح کی روشنی میں بھی جگمگا رہے تھے۔ سورج کی کرنیں یا چاند کی چاندنی ان سے ان کی حیثیت نہیں چھین سکی تھی۔ چندریکا اتنی دور تک آئی تھی کہ مجھے حیرانی ہو رہی تھی۔ صبح کی روشنی' دھوپ کی تپش میں بدل گئی۔ سورج آسمان پر بلند ہوگیا لیکن میں قدموں کے نشانات پر آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

مادھو پوری کتنی دور رہ گئی مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ انسانی آبادیوں سے کتنا فاصلہ ہوگیا ہے میرا۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی میں تو بس اپنی دھن میں مست چلا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا اور اس کے بعد اچانک ہی میرا دل دھڑکتے دھڑکتے رک گیا۔ آگے ایک ندی تھی۔ تیز رفتار چوڑے پاٹ والی ندی اور چاندی کے قدموں کے یہ نشانات ندی کنارے آکر

ختم ہو گئے تھے۔ میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا' لیکن نشانات کی سیدھ بتاتی تھی کہ چندریکا سیدھی ندی کے پانی میں چلی گئی ہے۔ آہ پانی پر اس کے چرنوں کے کوئی نشانات نہیں تھے۔ میں دیوانوں کی طرح ندی میں اتر گیا۔ ادھر ادھر تیر کر دیکھنے لگا۔ دوسرے کنارے پر پہنچا یہ سوچ کر کہ ممکن ہے چندریکا اس سمت آئی ہو' لیکن دوسرے کنارے پر اس کے قدموں کا کوئی نشان نہیں تھا۔ میں آہستہ آہستہ آس پاس کے علاقوں میں دیکھتا رہا' لیکن یوں لگتا تھا جیسے اسے میرے پیچھا کرنے کے بارے میں معلوم ہو گیا ہو اور وہ مجھ سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے پانی میں اتر گئی ہو۔ ندی میں اسے تلاش کرنا آسان کام نہیں تھا۔ میں اس کی تلاش سے مایوس ہو گیا۔

عجیب سی کیفیت دل پر طاری ہو گئی تھی اپنے آپ پر ہنسنے کو جی چاہتا تھا۔ تاریخ کا ایک خاص کردار' بیاس' بھشم' یا پھر چندریکا کھنڈ کا ہونہار شاگرد آج مکمل انسانی فطرت میں آگیا تھا اور اس کے دل کو عشق کا روگ لگ گیا تھا۔ چندریکا' حالانکہ اس کے بارے میں چترنس نے جو کچھ بتایا تھا اسی سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ بہت بڑی گیانی ہے جس نے پوری بھوج لیکھا ہردے میں اتار رکھی ہو۔ بھلا اسے کسی ایسے شخص سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے اس نے میری وجہ سے مندر چھوڑ دیا تھا لیکن کیا کہا جا سکتا تھا کہ وہی اس کا استھان ہو۔ وکرم سنگھ تو اس کا عقیدت مند تھا اور وہاں صرف اس کا مجسمہ بنا ہوا تھا لیکن وہ صرف مجسمہ ہی تو نہیں تھا اسی کا پیچھا کرتا ہوا تو میں یہاں تک آیا تھا' بہرحال یہ روگ میرے من کو لگ چکا تھا۔

اچانک ہی مجھے بھوج لیکھا کا خیال آیا اس کے چاروں پنے میں نے پڑھ لیے تھے اور وہ میرے من میں اترے ہوئے تھے کیا وہ چندریکا کی تلاش میں میرے مددگار ہو سکتے ہیں۔ میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ اب چندریکا کے تعاقب میں اس ندی میں اترنا تو بیکار ہے۔ ایسی مہان گیانی پتا نہیں کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہو جب تک وہ میرے سامنے نہ آنا چاہے بھلا میری مجال کہ میں اسے اپنے سامنے لا سکوں ہاں پاپی چندر کھنڈ اگر مجھے اپنا گیان دے دیتا تو نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ چندریکا سے آگے کی بات ہوتی یہ اس کے برابر کی یا اس سے تھوڑی بہت کم۔

میں نے ایک جگہ منتخب کی' وہاں بیٹھ گیا اور اپنے کام کے لیے تیار ہو گیا تمام باتوں کو ذہن سے جھٹکنے کے بعد میں نے بھوج لیکھا کے پنوں کا پاٹھ شروع کر دیا۔ آنکھیں بند کر لیں۔ ندی کے کنارے ہی ایک گوشہ منتخب کر لیا تھا اور وہاں بیٹھ کر میں نے چترنس کے بتائے ہوئے تمام قاعدوں کے مطابق بھوج لیکھا کے پنوں کا پاٹھ شروع کر دیا۔ میرے من میں خیالات اترنے لگے۔ ایک ایک لفظ میری آنکھوں سے گزرنے لگا اور میں نے چترنس کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق بھوج لیکھا کے پنوں میں اپنی مشکل کا حل تلاش کر لیا۔ تب میری نگاہیں ایک جگہ رک گئیں۔ لکھا تھا۔

"منو کامنائیں سنسار میں انسان کی سب سے بڑی دشمن ہوتی ہیں۔ ان کے پھیر میں پڑے تو سنسار سے کبھی چھٹکارا نہیں ملے گا' پھر بھی اگر ایسی ہی مشکل پیش آئے تو رنتھنا سے گیان لیا جائے۔ رنتھنا بوڑھا سادھو ہے۔ دریا پار کرو گے تو جنگل ملے گا' جنگل میں اندر گھستے چلے جاؤ جہاں بہت سے درخت ایک دوسرے سے سر جوڑے باتیں کر رہے ہوں وہاں رک جانا۔ ان کے نیچے ہی رنتھنا کا استھان ہے۔ رنتھنا ہی تمہیں بتائے گا کہ تمہاری منوکامنا کیسے پوری ہو گی۔"

میں اچھل پڑا۔ بس اتنا کافی تھا۔ میری رہنمائی کر دی گئی تھی۔ میں نے آنکھیں کھولیں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے بعد بھلا یہ ندی عبور کرنا میرے لیے کیا مشکل تھا۔ جنگل میں آگے بڑھنے لگا۔ سورج پوری طرح آسمان پر چڑھا بھی نہیں تھا کہ مجھے سر جوڑ کر باتیں کرتے ہوئے درخت نظر آگئے اور میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ درختوں کے بیچ اندر جانے کا راستہ موجود تھا اور

جب میں اندر داخل ہوا تو میں نے رنتھنا کو دیکھا۔ سوکھے بدن کا بوڑھا آدمی تھا۔ آسن جمائے بیٹھا ہوا تھا۔ گلے میں بڑے بڑے موتیوں کی مالائیں پڑی ہوئی تھیں۔ مرگ چھالہ بچھا ہوا تھا۔ پاس میں کمنڈل رکھا تھا اور وہ آنکھیں بند کیے گیان دھیان میں مصروف تھا۔ میں عقیدت سے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ کافی دیر تک میں اسی طرح خاموش بیٹھا رہا' پھر رنتھنا ہی مجھ سے مخاطب ہوا

"جو تجھ سے کہا گیا کہ منو کامنائیں جیون کا روگ ہوتی ہیں سو ٹھیک ہی تھا۔ تو چندریکا کی تلاش میں ہے جس طرح بیاس' بھشم اور چندر کھنڈ ایک پہلے سنسار باسی تھے اور اب بس ان کے یگ ہی بھٹک رہے ہیں۔ اسی طرح چندریکا بھی ماضی کی ایک کہانی ہے لیکن اس کا گیان اسے جیتا رکھے ہوئے ہے اور وہ صدیوں سے ایک جیسی چلی آ رہی ہے۔ یہ نہ پوچھنا کہ اس نے ایسا کیسے کیا۔ یہ اس کا کام ہے اور یہ تو جانتا ہے کہ بھوج لیکھا جس کے ہردے میں اتری ہوئی ہو وہ بڑا گیانی ہوتا ہے۔ پر جو من کی آس ہوتی ہے وہ باتوں سے نہیں ختم ہوتی۔ تجھے سات یگوں کا سفر کرنا ہو گا۔ سمجھا سات یگ پیچھے جانا ہو گا تجھے اور بھوج لیکھا کے پنے تجھے بتائیں گے کہ سات یگ پیچھے کیسے جا سکتا ہے تو۔ سات راکھشش ختم کرنے ہوں گے۔ الٹے قدموں چلنا ہو گا تجھے' پھر جب تو درہت پہنچ جائے گا تو تجھے پتا چل جائے گا کہ تو کتنا پیچھے آ گیا ہے۔ درہت' درہت' درہت۔"

رنتھنا نے بغیر کسی تمہید کے کہا اور میں اسے دیکھتا رہا۔ اس

نے اپنی آنکھیں دوبارہ بند کر لی تھیں اور اس کے بعد میں وہاں نہ رکا۔ میں جانتا تھا کہ اس نے جو کچھ مجھے بتایا ہے وہی مجھے کرنا ہے۔ سات یگوں کا سفر سات یگ پیچھے کیا میں ایسا کر سکتا ہوں' مگر اس نے کہا تھا مجھے الٹے قدموں چلنا ہوگا۔ اس سے تک جب تک دربست نہ آجائے اور یہ بھی ایک دلچسپ تماشا تھا جو میں نے اسی وقت شروع کر دیا۔ میں اب سامنے کے رخ سفر نہیں کرتا تھا بلکہ الٹے قدموں ہی چلتا رہا تھا۔ نجانے کتنا وقت مجھے اسی طرح گزر گیا۔ جب من چاہتا تو رک جاتا۔ تھک جاتا' لیٹ جاتا' لیکن اس کے بعد میں نے کبھی سیدھے رخ کا سفر نہیں کیا۔ میرے قدم جب بھی اٹھتے پیچھے کی جانب اٹھتے یہ دیکھے بغیر کہ پیچھے کیا ہے۔ بس ایک لگن تھی ایک گیان تھا جو مجھے الٹا چلا رہا تھا۔

پھر ایک دن یوں ہوا کہ میری پیٹھ کے پیچھے ایک دیوار آگئی ایسی دیوار جس سے دوسری طرف جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ میں نے من میں سوچا کہ یہی دربست ہے۔ میں نے پلٹ کر دیوار کو دیکھا اب اس سے زیادہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ دیوار سپاٹ تھی۔ پہاڑی ٹیلہ سا بنا ہوا تھا لیکن اس کے بیچ بیچ دیوار دور تک چلی گئی تھی۔ میں نے سوچا کہ اب مجھے اس کی دوسری طرف جانا چاہیے سو میں نے اس سپاٹ دیوار پر چڑھنا شروع کر دیا اور جب میں سپاٹ دیوار کے دوسری جانب پہنچا تو ادھر میں نے ایک عجیب ہی دنیا آباد دیکھی۔

ایک پوری کی پوری بستی بسی ہوئی تھی جو بہت خوبصورت نظر آرہی تھی اس کے مکانات بڑے اچھے بنے ہوئے تھے حالانکہ ابھی سورج چھپا ہی تھا لیکن پوری بستی ویران نظر آرہی تھی۔ کسی انسان کا نام و نشان نہیں تھا گھروں کے چراغ بجھے ہوئے تھے۔ کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ میں حیرت سے اس بستی کو دیکھتا رہا۔ نجانے یہ ویران کیوں ہے۔ کیا یہاں لوگ نہیں رہتے یا بستی کے لوگ بستی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ کیا مصیبت ٹوٹی ہے اس بستی پر حیرت نے میرے اندر تجسس بیدار کر دیا۔ میں ان مکانوں کے بیچ سے گزرنے لگا۔ کوئی آواز نہیں تھی کوئی آہٹ نہیں تھی' بہرحال پھر میں ایک مکان کے دروازے پر رک گیا اور میں نے زور زور سے دروازے کو بجایا۔۔۔ کچھ لمحوں کے بعد ایک عجیب سی آواز سنائی دی۔ "کون ہے؟"

مجھے اطمینان ہوا کہ بستی بالکل ہی غیر آباد نہیں ہے' لیکن جو حالت نظر آرہی تھی میں اس کی وجہ جاننا چاہتا تھا۔

"باہر آؤ میں ایک مسافر ہوں۔" میں نے کہا۔

"اس سے کیوں آئے ہو؟"

"مسافروں سے الٹے سیدھے سوال نہیں کیے جاتے' اگر تم دروازے پر آنا چاہتے ہو تو آجاؤ ورنہ میں چلا جاتا ہوں۔"

"جاؤ' بھاگ جاؤ' کیوں ہماری جان کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔" اندر سے آواز آئی اور میں حیران رہ گیا جس کی آواز تھی اس نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔

عجیب بستی ہے' عجیب لوگ ہیں نہایت بداخلاق' اول تو پوری بستی ہی اس طرح خاموش ہے جیسے موت کے سوگ میں ڈوبی ہوئی ہو۔ یا اس پر کوئی آفت نازل ہوگئی ہو۔ کم از کم پتا تو چلنا چاہیے کہ ہوا کیا ہے۔

ذہن میں کچھ جھنجلاہٹ سی پیدا ہوگئی۔ میں نے ایک بار پھر زور زور سے دروازے پر دستک دی اور اس بار وہ آواز بالکل دروازے کے قریب سے سنائی دی۔

"ارے کیا ہے بھائی۔ سینا کے آدمی ہو تو بھگوان کی سوگند کھا کر کہتے ہیں کہ اب یہاں کوئی لڑکی نہیں ہے اس گھر میں تو دو بوڑھے پتی پتنی رہتے ہیں جس سے من چاہے معلوم کر لو۔"

"دروازہ کھولتے ہو یا میں دروازہ توڑ دوں۔" میں نے غرائی ہوئی آواز میں کہا اور چند لمحات کے بعد دروازہ کھل گیا۔ وہ دبلے پتلے بدن کا مالک بوڑھا آدمی تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر لرزتے ہوئے کہا۔

"ہم نے جھوٹ نہیں کہا بھگون' چاہو تو اندر آکر تلاشی لے لو۔ ہم بس ڈرے سہمے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں کوئی لڑکی نہیں ہے اگر ہو تو ہماری گردن کاٹ دینا۔"

"میں نے تم سے کہا تھا کہ میں مسافر ہوں۔ کیا مسافروں کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے۔"

"چھوڑو بھیا سلوک ولوک کی باتیں۔ سب ایک دوسرے کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ مسافر ہو تو اس سے کہاں سے آگئے یہاں جب کہ ساری بستی مصیبت میں پڑی ہوئی ہے۔"

"مجھے اندر آنے دو۔"

"آجاؤ' دروازہ تو تم نے کھلوا ہی لیا ہے دھمکی دے کر۔ اب اندر بھی آجاؤ۔" بوڑھے شخص کے انداز میں جھنجلاہٹ تھی۔

میں اندر داخل ہوا تو میں نے ایک بڑا سا صحن دیکھا جس میں چند درخت جھول رہے تھے۔ درختوں کے نیچے چارپائیاں پڑی ہوئی تھیں۔ سامنے کچا مکان تھا۔ دروازے پر بوڑھی عورت کھڑی ہوئی تھی جس کے بارے میں یہ اندازہ باآسانی لگایا جا سکتا تھا کہ یہ اس بوڑھے آدمی کی پتنی ہے۔ میں نے اندر داخل ہو کر پورے ماحول کو دیکھا اور بوڑھے آدمی سے کہا۔

"دروازہ بند کر دو۔"

"ارے بھائی اب کیا کرو گے؟"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔" میں نے کہا۔

بوڑھے آدمی نے ایک نظر مجھے دیکھا' پھر دروازہ بند کر دیا۔ میں درخت کے نیچے پڑی ہوئی ایک چارپائی کی جانب بڑھ گیا اور پھر اطمینان سے چارپائی پر بیٹھ گیا۔ بوڑھی عورت بھی قریب آکر

بوڑھے کے ساتھ کھڑی ہو گئی تھی۔ بوڑھے نے کہا۔
"بھگون کیوں ہماری رات کالی کر رہے ہو۔ جو کہنا ہے کہو اور اس کے بعد یہاں سے جاؤ۔"
"عجیب بد اخلاق لوگ ہو تم ایک مسافر کے ساتھ کیا یہ سلوک اچھا ہوتا ہے؟"
بوڑھے نے ٹھنڈی سانس لی اور عورت کی طرف دیکھنے لگا' پھر بولا۔ "اب اسے بتاؤ کہ کس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے ہم کوئی انسان ہیں جو انسانوں کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک کریں۔"
"کیا مطلب تم انسان نہیں ہو؟"
"ارے ہوں گے کبھی اب تو جانوروں سے بد تر ہیں۔"
"تم نے جو باتیں کہی ہیں میں ان کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"
"اب زبردستی گھس آئے ہو تو ہم کمزور بوڑھے تمہاری بات کو کیسے ٹال سکتے ہیں جانکی ذرا چارپائی گھسیٹ لا ادھر۔"
جانکی اس بوڑھی عورت کا نام تھا اس نے ایک چارپائی گھسیٹ کر میری چارپائی کے سامنے کر دی اور بوڑھا اس پر پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ جانکی چارپائی کے ایک کونے میں جا بیٹھی تھی۔
"ہاں بھیا بولو اب کیا سیوا کر سکتے ہیں ہم تمہاری؟"
"دیکھو بابا میں اس بستی میں اجنبی ہوں ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں داخل ہوا ہوں۔ پوری بستی خاموشی اور سناٹے میں ڈوبی ہوئی ہے۔ گھروں کے چراغ تک بجھے ہوئے ہیں۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ اس بستی میں کوئی انسان رہتا ہی نہیں ہے۔ مجھے بتاؤ گے کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟"
"سچ مچ مسافر ہی معلوم ہوتے ہو۔ مجھے بتاؤ گے کہ کہاں سے آئے ہو؟"
"بہت دور سے۔"
"ارے یہ دکھوں کی نگری ہے۔ کوئی بستی کوئی شہر کوئی آبادی دکھوں سے بچی ہوئی نہیں ہے۔ بھگوان نے عذاب نازل کیا ہے ہماری آبادیوں پر۔ اس لیے کہ اب ہمارا راجا ہریش چندر ہے۔ ہمارے منہ سے کہلواؤ گے تاکہ پتھروں سے کچل کچل کر مروا دو ہمیں۔"
"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ خیر تم یہ نہ کہو یہ بتاؤ کیا راجا ہریش چندر کے دور میں گھروں میں چراغ نہیں جلتے۔"
"یہ بات نہیں ہے۔ ہریش چندر کی سیناؤں کا ایک دستہ یہاں آیا ہوا ہے آج رات وہ یہیں ٹھہرے گا کل صبح وہ آگے جا رہا ہے۔ ہریش چندر کی فوجوں کے دستے جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو بستی والوں پر مصیبت ایسے ہی آ جاتی ہے۔ سارے سپاہیوں کے لیے بھوجن تیار ہوتا ہے بستی والوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ اچھے سے اچھا بھوجن تیار کر کے وہاں پہنچایا جائے اور' اور بستی کی ساری جوان کنیاؤں کو ان کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔ جو ایسا نہ کرے اسے دوسرا دن دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔"
"اوہ۔" میں چونک پڑا۔
"اور ایسا ہی ہوا ہے۔ بھگون اگر تم کسی بھی گھر کے دروازے پر دستک دو گے تو تمہیں لوگ سوتے ہوئے نہیں ملیں گے۔"
"تو پھر؟"
"روتے ہوئے ملیں گے۔ خاص طور سے وہ جن کے گھر سے کوئی جوان لڑکی اٹھالی گئی ہو۔"
"یہ جوان لڑکیاں کہاں لے جائی جاتی ہیں؟"
"تھوڑے فاصلے پر ہی جنگل ہے۔ وہاں جنگل میں منگل ہو رہا ہے۔ کنواری کنیاؤں کو وہ لوگ وہیں لے گئے ہیں۔"
"اوہ تو لوگ اپنے گھروں میں موجود ہیں؟"
"ہاں اور آنسو بہا رہے ہیں۔"
"کیا ایسا جگ جگ ہوتا ہے؟"
"ہاں۔"
"کیا نام ہے تمہارا بابا؟"
"اوم پرکاش۔" اس نے جواب دیا۔
"اوم پرکاش جی مجھے اس بارے میں کچھ اور بتایئے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کا نام میری زبان پر کبھی نہیں آئے گا۔"
"سینائیں دیش کی رکھشا کرتی ہیں اور ان کی سہائتا کے لیے بستی کے ہر گھر میں آدمی موجود ہوتے ہیں۔ وہ اپنی مرضی سے جو من چاہے وہ کرتے ہیں۔ جتنے آدمیوں کو چاہیں جان سے مار دیں۔ کوئی روکنے والا نہیں ہوتا۔" میرے دل میں نفرت کا ایک طوفان سا اٹھا۔ جو کیفیت پچھلے دنوں سے مجھ پر طاری ہو گئی تھی اس کے تحت یہ ساری باتیں بہت عجیب سی لگی تھیں۔
"سینائیں کہاں ٹھہری ہوئی ہیں؟"
"کہا نا بستی کے دوسرے سرے پر جنگل میں' انہوں نے اپنے تنبو لگائے ہوئے ہیں۔"
"ہوں ٹھیک ہے بابا' بس اتنا ہی معلوم کرنا تھا مجھے آپ سے' اب آگیا دیجئے۔"
"ہیں؟"
"ہاں میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں آپ کو پریشان نہیں کروں گا۔ بس تھوڑی سی معلومات چاہتا تھا آپ سے۔"
"ارے بھیا' مگر' مگر سنو تو سہی تمہارا کیا نام ہے؟"
"بیاس۔"
"بیاس بھیا ایسا کرو تم یہیں اسی چارپائی پر سو جاؤ ہو سکتا ہے سینائیں صبح ہی چلی جائیں اور ہماری کٹھنا دور ہو جائے۔ اب اتنے برے بھی آدمی نہیں ہیں ہم کچھ نہ کچھ کریں گے تمہارے لیے اس سے بھی کھانے پینے کے لیے تھوڑا بہت رکھا

ہوا ہے۔ دودھ ہے' روٹی ہے' دودھ میں ڈال کر کھالو۔"

"نہیں بابا' آپ کا بہت بہت شکریہ بس اب اجازت دیجئے۔"

میں نے کہا اور وہاں سے نکل آیا۔ بستی کے مختلف علاقوں سے گزرتا ہوا میں آخر کار بستی کے آخری سرے پر پہنچ گیا۔ دل میں بہت سے خیالات تھے اور میں نہ جانے کیا کیا سوچ رہا تھا۔ رنتھنا نے سات چیزوں کی بات کی تھی اور میں الٹے قدموں چلتا ہوا اس جگہ تک آنکلا تھا مجھے یقین تھا کہ جس دیوار نے میرا راستہ روکا تھا اس کے دوسری جانب قدیم دنیا آباد تھی۔ نہ جانے کون سی دنیا۔ نہ جانے کون سا انداز لیکن میں ان تمام باتوں کے بارے میں سوچنے کے موڈ میں نہیں تھا میرے دل پر تو چندریکا کا راج تھا اور میں چندریکا کی تلاش کے لیے ہر وہ کام کرنا چاہتا تھا جو میرے لیے ممکن نہ ہو سکے اور جس سے مجھے چندریکا کا حصول ہو۔ جنگل کے سرے پر پہنچتے ہی میں نے کافی فاصلے پر مشعلوں کا ایک شہر آباد دیکھا۔ ان کی روشنیوں میں سفید سفید خیمے لگے ہوئے نظر آرہے تھے اور وہاں سے موسیقی کی ایک مدھم آواز ابھر رہی تھی۔ میرے قدم اسی جانب اٹھ گئے اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں ہریش چندر کی فوجوں نے اپنا رنگ جما رکھا تھا۔

فوجی جوان چاروں طرف جمع تھے۔ ان کے درمیان کچھ لڑکیاں بھونڈے قسم کا رقص پیش کر رہی تھیں۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں اور ان کے بدن تھرک رہے تھے۔ ہریش چندر کے سپاہی بے ہودہ حرکات کر رہے تھے۔ میرے وجود میں بجلیاں دوڑنے لگیں۔ یہ سب کچھ نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے اپنے آپ کو بھلا رکھا ہے' حالانکہ میرے جسم میں جو قوت ہے میرے وجود میں جو تسخیری ہے میں اسے کام میں لا سکتا ہوں اور ان لوگوں کو روک سکتا ہوں۔" میں شعلہ جوالا بنا ہوا ان لوگوں کے بیچ پہنچا اور میں نے گرجتی آواز میں کہا۔ "بند کرو یہ سب کچھ کیا ہے یہ۔ چلو لڑکیو تم ایک جگہ جمع ہو جاؤ' بند کرو یہ گانا بجانا۔"

میری آواز کی غراہٹ ان لوگوں پر اثر انداز ہوئی۔ جو لوگ بے تکے ساز بجا رہے تھے ان کے ہاتھ رک گئے۔ جو نشہ آور شے سے بدمست ہو رہے تھے انہوں نے حیران نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ کچھ افراد سامنے بھی تھے۔ ایک لمحے کے لیے ماحول پر میری ہیبت چھا گئی تھی۔ میں نے پھر غرا کر کہا۔

"لڑکیو تم نے سنا نہیں۔ جاؤ بھاگ کر یہاں سے نکل جاؤ۔ جتنی تیزی سے بھاگ سکتی ہو اپنی بستیوں کی طرف بھاگ جاؤ۔"

لڑکیوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ وہ وہاں سے نکل کر بھاگنے لگیں' لیکن اس کے ساتھ ہی کچھ جوان ہوش میں آگئے۔ جو آخری سرے پر کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے لڑکیوں کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن میں لپک کر ان کے نزدیک پہنچ گیا۔ دو جوان میری گرفت میں آئے تو میں نے اپنے ہاتھ ان کی گردنوں میں ڈال دیئے اور پھر انہیں پوری قوت سے ایک دوسرے سے ٹکرا دیا۔ اتنی قوت سے کہ ان کے بھیجے باہر نکل آئے تھے۔ چیخیں تک بلند نہ ہو سکی تھیں ان کی اور وہ خون میں ڈوب گئے تھے۔ اسی طرح میرے ہاتھوں پچیس فوجی مارے گئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر ان میں بھی بھگدڑ مچ گئی' لیکن وہ وہاں سے بھاگے نہیں تھے بلکہ کافی دور جا کر کھڑے ہو گئے اور سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگے۔

وہ شخص غالباً" ان کا سالار ہی تھا جس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "مہاراج شما کر دیں۔ جنگ بند کر دیجئے مہاراج میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ شخص جو ان کا سالار تھا مجھے ہاتھ روکتے دیکھ کر ہاتھ جوڑے ہوئے آگے آگیا اور اس نے میرے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔ "جے بھگونت آپ کون ہیں۔ ہم آپ کو سمجھے ہی نہ تھے۔ یہ تو نشے میں ڈوبے ہوئے ہیں سسرے۔ آپ سے اڑ بیٹھے۔ پر بھگونت شما کر دیں انہیں شما کر دیں۔"

میری تلوار سے خون کی دھاریں بہہ رہی تھیں اور یہ خون ان کشتگان کا تھا جن کی لاشیں ٹکڑوں کی شکل میں بکھری ہوئی تھیں میری آنکھوں سے قہر و غضب کی بجلیاں برس رہی تھیں۔

"کیا نام ہے تیرا؟"

"ہری سنگھ' مہاراج۔ آپ کا داس آپ کا سیوک۔" اس نے جواب دیا۔

"ہری سنگھ میں نے کہا تھا یہ رنگ رلیاں ختم کر دی جائیں۔ یہ ناچ گانا بند کر دیا جائے' پر نہ مانا تم لوگوں نے اور اس کی سزا بھگتی۔"

"پگلے ہیں یہ' آپ کو سمجھ نہ پائے مہاراج پرنتو آپ۔ آپ کون ہیں؟"

"میں جو کوئی بھی ہوں۔ تم اسی وقت یہاں سے اپنے خیمے اکھاڑو اور فوراً" چلے جاؤ اور پھر کسی بستی میں ایسا نہ ہونے پائے۔ کہہ دینا اپنے راجا ہریش چندر سے۔"

"سو تو ہم کہہ دیں گے مہاراج۔ پرنتو آپ کا نام کیا بتائیں انہیں؟"

"بیاس۔" میں نے جواب دیا۔

"جے بھگونت جے مہا شکتی شالی۔" اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔ "تیاریاں کرو فوراً" مہاراج بیاس کی بات مانو۔ ہم یہاں نہیں رکیں گے۔"

ہری سنگھ پر میری دہشت کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سوار ہو گئی تھی انہوں نے اپنے خیمے بھی وہیں چھوڑ دیئے اور سپاہیوں کی لاشیں بھی اور اس کے بعد اپنے گھوڑوں پر بیٹھ کر ایسے سر پٹ ہوئے کہ پلٹ کر نہ دیکھا ابھی جہاں رنگ رلیاں منا رہی تھیں وہاں اب کچھ لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور خیمے جوں کے توں

پڑے ہوئے تھے چاروں طرف سناٹا چھا گیا تھا سپاہی اپنے سالار کے ساتھ بھاگ گئے تھے وہ لڑکیاں بھی یہاں سے رفو چکر ہو گئی تھیں جنہیں بستی سے پکڑ کر لایا گیا تھا میں وہیں تاریکی میں کھڑا یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ رنتھنا نے مجھے سات یگوں کے سفر کے لیے کہا تھا اور اب ان آبادیوں اور اس انداز کو دیکھ کر مجھے پتا چلتا تھا کہ میں پہلے یگ کا سفر کر رہا ہوں اور ان سات یگوں میں مجھے سات راکشش ہلاک کرنا ہیں ممکن ہے راجہ ہریش چندر ہی پہلا راکشش ہو' بہرحال یہ ساری باتیں ہوئی تھیں اور اب میں بستی میں واپس جا کر لوگوں سے اس بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا چنانچہ میں نے آہستہ روی سے واپسی کا سفر شروع کر دیا بستی میں بھاگی ہوئی لڑکیاں شاید اپنے اپنے گھروں کو پہنچ چکی تھیں لیکن وہاں اب بھی سناٹا پھیلا ہوا تھا میں کچھ دیر سوچتا رہا اس کے بعد میں نے بستی کے ایک چوک میں بڑے سے پیپل کے درخت کے نیچے چبوترے پر دھونی رمالی۔ یہاں آرام کر لوں دن کی روشنی میں بستی والے بہرحال جاگیں گے اور میں دیکھوں گا کہ میں ان کے بیچ کیا کر سکتا ہوں۔ سو میں آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا اور میرے دل میں عجیب و غریب خیالات آتے رہے پھر صبح کا اجالا نمودار ہوا اور سورج نے مشرق سے سر ابھار کر اپنا راج قائم کر لیا بستی جاگ اٹھی تھی وہ لڑکیاں جو وہاں سے سپاہیوں کے چنگل سے نکل کر بھاگی تھیں لازمی بات ہے کہ انہوں نے اپنے گھروں میں کسی ایسے آدمی کا تذکرہ کر دیا ہوگا جس نے ہریش چندر کی سیناؤں کے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا انہوں نے پوری کہانی سنائی ہوگی اور بستی میں سنسنی پھیلی ہوئی ہوگی بہرطور دن کی روشنی پھوٹ چکی تھی اور لوگ گھروں سے نکل نکل کر ایک دوسرے سے صورتحال بتا رہے تھے تب کسی کی نگاہ مجھ پر پڑ گئی اور وہ ٹھٹک کر مجھے دیکھنے لگے پھر چند افراد کا ایک غول میرے قریب پہنچ گیا اور اس نے بڑے ادب سے مجھے مخاطب کیا ان میں سے ایک نے کہا۔

"مہاراج آپ کون ہیں اور یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"میں رات تمہاری اس بستی میں آیا تھا میرا نام بیاس ہے اور میں مسافر ہوں۔"

"مہاراج کیا آپ وہی ہیں جنہوں نے ہریش چندر کی سیناؤں کے جوانوں کو مار کر بھگا دیا؟"

"وہ لوگ بستی کی بیٹیوں کے ساتھ جو بدسلوکی کر رہے تھے۔ اس کے جواب میں مجھے یہی کرنا چاہیے تھا۔" یہ معلوم کرکے کہ میں ہی وہ شخص ہوں ان لوگوں میں ایک غلغلہ سا مچ گیا اور اس کے بعد وہ ادھر ادھر بھاگ گئے تھوڑی دیر کے بعد میں نے بستی کے بے شمار افراد کو غول در غول اس طرف آتے ہوئے دیکھا پیپل کے درخت کے نیچے بنے ہوئے چبوترے کے اردگرد ان کے جم غفیر لگ گئے تھے ان لڑکیوں کو بھی لایا گیا تھا جو رات کو ان درندوں کی بھینٹ چڑھنے والی تھیں لیکن میری بروقت مداخلت سے ان کی عزت بھی بچ گئی تھی اور زندگی بھی' ان میں سے بہت سی لڑکیوں نے مجھے شناخت کر لیا بس اس کے بعد وہاں میری پوجا کا آغاز ہو گیا لوگ اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے تھے طرح طرح کی چیزیں میرے سامنے لا کر ڈھیر کر رہے تھے اور میں مسکراتی ہوئی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا ہر دور میں انسان طاقت کا پجاری رہا ہے پھر وہی بوڑھا شخص آ گیا جس سے میں نے رات کو یہاں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے بات چیت کی تھی۔ میں نے ان کے سوال جواب سے بچنے کے لیے خود پوچھا۔

"پہلے مجھے یہاں کی تمام صورتحال بتاؤ اور اس کے بعد فیصلہ مجھے خود کرنے دو۔"

"مہاراج آپ نے ہماری عزت بچا کر ہمارا جیون خرید لیا ہے پر کیا کریں یہاں تو ہر بستی میں یہی ہاہاکار مچی ہوئی ہے ہریش چندر مہاراج کو نہ کسی کی عزت کا پاس ہے نہ کسی کی آبرو کا وہ راج کر رہے ہیں اور ان کی سینائیں اپنے ہی آدمیوں میں اندھیر مچاتے پھر رہے ہیں۔"

"میں کوشش کروں گا کہ تم لوگوں کو ہریش چندر کے ظلم سے نجات دلاؤں۔"

"جے مہا آتما۔ جے مہاپرونت۔" ان لوگوں نے نعرے لگانے شروع کر دیے' پھر بستی کے کچھ بوڑھے میرے پاس آ گئے۔

"مہاراج آپ کچھ بھوجن تو لے لیں۔ باقی باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔"

"ٹھیک ہے میں کچھ کھائے لیتا ہوں لیکن تم مجھے ہریش چندر کے بارے میں بتاؤ۔" اسی چبوترے پر سبھا جم گئی اور بوڑھوں نے مجھے ہریش چندر کے بارے میں بتانا شروع کر دیا پھر ایک بوڑھے نے بڑی دور کی کوڑی لاتے ہوئے کہا۔

"ہردیوا مہاراج نے جو بات بتائی تھی کہیں وہی تو پوری نہیں ہو رہی۔"

"ارے ہاں یہ بیاس دیوتا ہی ہیں پر ہردیوا نے تو کہا تھا کہ .. ناگ دیوتا ہوگا۔"

"دیوتاؤں کے نام الگ الگ ہوتے ہیں پر جو کچھ ہوا ہے اس سے تو یہی پتا چلتا ہے۔"

"کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ ہردیوا کون ہے [illegible] ناگ دیوتا کون ہے؟"

"مہاراج ہردیو سنگھ سب سے بڑے [illegible] ہیں اور ہماری آبادیوں کے سارے مندروں کے پجاری ان [illegible] ہردیو سنگھ مہاراج نے بہت پہلے سے آکاش [illegible] ناگ دیوتا کا بت بنا رکھا ہے ان کا کہنا ہے کہ [illegible] دیوتا [illegible] اپنی مرضی سے پر

گھٹ ہوگا اور جب وہ پر گھٹ ہوگا تو بہت سے ایسے کام ہوں گے جو سنسار والوں کے من میں بھی نہیں آسکتے۔ دبے لفظوں میں مہاراج ہردیوا سنگھ جنہیں ہردیوا کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ کہہ دیا ہے کہ ظالم کی حکومت ناگ دیوتا کے ہاتھوں ہی ختم ہوگی اور اب جس طرح ہریش چندر کی سینا کے سپاہیوں کو ملیا میٹ کیا گیا ہے اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے مہاراج کہ آپ آکاش سے اترنے والے ناگ دیوتا ہی ہیں۔"

میں نے دلچسپی سے یہ ساری کہانی سنی اور سوچ میں ڈوب گیا۔ ہریش چندر کی فوجوں کے یہ مظالم' اگر ہریش چندر کے کانوں تک نہیں پہنچے تو اسے راجہ بننے کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر کسی مہنت نے یہ چکر چلا رکھا ہے تو پھر میرا خیال ہے اس مہنت سے ملنا ہی مناسب ہوگا۔

"مہنت ہردیو سنگھ کہاں رہتے ہیں؟"

"ایک بستی ہے جس کا نام ہردیوا ہے وہ بستی مہنتوں کی بستی ہی ہے۔"

"کیا تم لوگ مجھے وہاں لے جا سکتے ہو؟"

"ہاں مہاراج کیوں نہیں۔ آپ نے ہماری عزت بچائی ہے تو ہم آپ کی ہر سیوا کے لیے حاضر ہیں۔"

میں نے ان سے جس خواہش کا اظہار کیا تھا اس کی تکمیل کے لیے بے شمار لوگ تیار ہوگئے' لیکن میں نے صرف دو افراد کا انتخاب کیا ان سے گھوڑے مانگے اور اس کے بعد میں ایک گھوڑے پر بیٹھ کر ہردیوا کی جانب چل پڑا۔ مہنت ہردیوا سنگھ کے بارے میں یہ اندازہ مجھے ہوگیا تھا کہ وہ بھی ان آبادیوں کی کوئی بڑی طاقت ہے کیونکہ اس کے نام پر ایک پوری بستی آباد تھی۔ دلچسپ معاملات شروع ہوگئے تھے۔

فاصلہ بہت زیادہ طویل تھا وہی لوگ تھک گئے لیکن میں نہ تھکا۔ البتہ جب سورج غروب ہو چکا تھا تو میں نے دور سے روشنیاں دیکھیں اور یہ روشنیاں مندروں کی تھیں۔ گویا مندروں کا پورا شہر ہی آباد تھا۔ گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ پوجا پاٹ ہو رہی تھی اور عبادت کرنے والے عبادت میں مصروف تھے یہی وہ جگہ تھی جہاں سے میں ہریش چندر کی مملکت میں اپنے کام کا آغاز کر سکتا تھا۔

"اب تم نے مجھے ہردیوا پہنچا دیا۔ تم واپس چلے جاؤ۔"

"کیا ہم مہاراج ہردیو سنگھ کو آپ کے بارے میں نہ بتائیں۔ بیاس دیوتا؟"

"نہیں یہاں میں اپنی جگہ خود تلاش کرلوں گا۔"

"تو ٹھیک ہے ہم واپس چلے جاتے ہیں۔"

وہ چلے گئے میں نے اپنا گھوڑا بھی ان کے حوالے کر دیا تھا کیونکہ اب یہاں آنے کے بعد مجھے اس کی ضرورت نہیں رہ گئی تھی' پھر میں مندروں کی اس بستی میں داخل ہوگیا۔ بڑے چھوٹے مندر تاحد نگاہ پھیلے ہوئے تھے۔ انہی کے بیچوں بیچ رہنے کے لیے جگہ بھی بنی ہوئی تھی۔ یاتریوں۔ کے غول کے غول موجود تھے جنہوں نے درختوں اور دھرم شالاؤں میں اپنے لیے قیام گاہیں بنائی ہوئی تھیں یہ لوگ یہاں برکتیں حاصل کرنے آتے تھے۔ عجیب سی بستی تھی' بہرحال میں نے بھی اپنے لیے ایک جگہ منتخب کرلی۔ ذہن میں کوئی خاص خیال تو تھا نہیں بس آیا تھا یہاں انہوں نے مجھے ناگ دیوتا کہا تھا۔ میں نے اپنا نام انہیں بیاس بتایا تھا۔ مجھے یہ دیکھنا تھا کہ ہردیوا مہاراج کیا چیز ہیں۔ غرض یہ کہ اپنے لیے جو جگہ میں نے منتخب کی وہ بھی یاتریوں ہی کی مانند تھی اور کوئی ایسی خاص بات یہاں نہیں ہوئی تھی۔

دوسرے دن صبح میں نے ان مندروں کی دیکھ بھال شروع کر دی۔ لوگ پوجا پاٹ ہی میں مصروف نظر آتے تھے۔ نہ یہاں کوئی کاروبار تھا نہ ضروریات زندگی کا کوئی ایسا بندوبست جس سے یہ اندازہ ہو کہ اس آبادی کے رہنے والے کس طرح بسر کرتے ہیں۔ مجھ پر کسی نے کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی۔ اس لیے کہ یاتری یہاں پوجا پاٹ کے لیے آتے رہتے تھے اور ہردیوا غالباً اس لحاظ سے ان کے لیے ایک متبرک جگہ تھی' پھر ایک بوڑھے یاتری ہی سے میری ملاقات ہوگئی۔ مجھ سے تھوڑے فاصلے پر ہی وہ اپنے خاندان کے ساتھ فروکش تھا۔ ہردیوا کے عقیدت مندوں میں سے تھا۔ میرا اس کا سامنا ہوا تو میں نے اسی کے انداز میں ہاتھ جوڑ کر اسے پرنام کیا۔ جواب میں اس نے بھی اسی طرح مجھ سے سلام دعا کی تھی۔

"آپ یاتری ہیں مہاراج؟"

"ہاں بھگون۔ ہردیوا میں من کی شانتی حاصل کرنے آیا ہوں۔"

"کیا نام ہے آپ کا؟"

"جیون داس۔"

"میرا نام بیاس ہے۔ ویسے مہاراج کیا آپ مجھے ہردیوا کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟"

"کہاں سے آئے ہو؟"

"بہت دور سے آیا ہوں یاتری ہوں۔"

"ہردیوا۔ من کی شانتی کے لیے سب سے مقدس یاترا ہے اور ہردیوا مہاراج تو بس یوں سمجھو اوتار ہیں۔ ان کی زبان سے کسی کے لیے ایک شبد نکل جائے تو سمجھ لو اس کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔"

"ہاں مجھے یہی معلوم ہوا تھا لیکن یہ جگہ بہت عجیب نہیں ہے کیا؟"

"کس طرح؟" اس نے سوال کیا۔

"جیون داس مہاراج' نہ یہاں کوئی کاروبار ہے نہ کھیتی باڑی مندروں میں رہنے والے پجاریوں کے لیے کھانے پینے کا

منددولت کہاں سے ہوتا ہے؟"

"ارے بھیا تم تو لگے ہے کسی ایسی ہی دنیا سے آگئے ہو جو سنسار کا کچھ پتا ہی نہیں ہے۔ ہردیوا ایک مقدس مقام ہے۔ جتنے یاتری یہاں آتے ہیں وہ مندروں کے لیے اتنا کچھ لے کر آتے ہیں کہ بچ رہتا ہے اور غریب یاتریوں ہی میں بٹ جاتا ہے خود ہریش چندر مہاراج یہاں چھکڑے کے چھکڑے لاد کر بھیجتے ہیں ہر چیز کے‘ ہردیوا سے زیادہ دولت مند تو پوری ریاست میں اور کوئی نہیں ہے۔"

"اچھا تو یوں ان پنڈت پجاریوں کا کام چلتا ہے۔"

"ہاں مہاراج‘ یہاں سے پوری ریاست کو شانتی بھی تو بٹتی ہے ہر مشکل کا حل یہاں موجود ہوتا ہے جے ہردیوا جے ہردیوا۔"

مجھے یہ تمام صورت حال معلوم ہوگئی۔ اس کے بعد ہردیوا کا مندر تلاش کر لینا بھی کوئی مشکل کام نہیں ہوا۔ سب سے بڑا وسیع و عریض مندر تھا اور دن بھر ہی یہاں پوجا پاٹ ہوتا رہتا تھا۔ بڑے بڑے تالاب بھی بنے ہوئے تھے جن کے کنارے یاتریوں نے اپنے ڈیرے لگائے ہوئے تھے‘ بہرحال میں خاموشی سے یہاں کے ماحول کا جائزہ لیتا رہا ہردیوا کے مندر میں تو سارا دن ہی اتنی بھیڑ رہتی تھی کہ نئے آدمی کے لیے داخلہ بھی مشکل ہوتا تھا۔

اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ اس معصوم بستی کے لوگوں نے تو مجھے یہاں تک پہنچا دیا تھا‘ لیکن ہردیوا سے میری ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

لیکن یہاں آئے ہوئے مجھے تیسرا دن تھا کہ ایک صبح اچانک ہاہاکار مچ گئی۔ یاتری ادھر سے ادھر دوڑنے لگے۔ لوگ سہمے سہمے نظر آنے لگے۔ میں نے بھی ہردیوا آنے والے راستے پر دیکھا۔ بہت سے فوجی جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ دس پندرہ افراد کو مارتے کوٹتے لا رہے تھے اور وہ افراد رو پیٹ رہے تھے۔ نجانے کیا ہوا تھا‘ لیکن ہردیوا میں داخلے کا جو راستہ بنا ہوا تھا آنے والے سپاہی اس سے باہر ہی وسیع و عریض میدانوں میں رک گئے۔ سارے کے سارے یاتری صورت حال معلوم کرنے کے لیے وہاں جمع ہوگئے تھے۔ تب گھوڑوں سے اترنے والوں میں سے ایک نے کہا۔

"ہردیو مہاراج کی جے‘ ہم یاتریوں کو کچھ نہیں کہیں گے۔ ہمیں اس آدمی کی تلاش ہے جس کا نام بیاس ہے اور جس نے مہاراج ہریش چندر کے آدمی قتل کیے ہیں ہم اسے لے جانے کے لیے آئے ہیں۔ پجاری مہاراج سے ملنا چاہتے ہیں تاکہ اس آدمی کو تلاش کر کے ہمارے حوالے کر دیا جائے یا پھر اگر وہ آپ لوگوں میں سے کوئی ہو تو خود سامنے آئے اور بتائے کہ وہ کون ہے۔ وہ ہریش چندر مہاراج کا مجرم ہے اور مہاراج پریتم سنگھ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اسے پکڑ کے لایا جائے۔"

پریتم سنگھ کے بارے میں البتہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ کون

بہرحال مجھے تلاش کرنے کے لیے [illegible] لوگ یہاں آئے تھے اور [illegible] تھے یہ اسی بستی کے لوگ تھے جس میں [illegible] سرانجام دیا تھا۔ اب میرے لیے [illegible] نہیں تھا۔ میں چاہتا تھا کہ میری وجہ سے ان لوگوں پر ظلم ہو گا‘ چنانچہ میں خود ہی آگے بڑھ آیا۔

"میرا نام بیاس ہے اور میں وہ ہوں جو اس بستی میں اس سے موجود تھا جب ہریش چندر کے سپاہیوں نے بستی کی لڑکیوں کو نکال کر انہیں بے عزت کرنے کی کوشش کی تھی۔"

سپاہیوں نے مجھے دیکھا۔ یاتری بھی خوفزدہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگے۔ میں آگے بڑھا اور سامنے آگیا۔ سپاہی مجھے خونی نگاہوں سے گھورنے لگے‘ پھر ان میں سے ایک نے جو ان کا سالار معلوم ہوتا تھا ان بستی والوں سے بھاگ جانے کے لیے کہا جنہیں وہ پکڑ کر لائے تھے اور بستی والے سر پر پاؤں رکھ کر الٹے قدموں واپس بھاگے۔ دو سپاہی آگے بڑھے اور میرے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا "چلو تمہیں مہاراج پریتم سنگھ کے سامنے پیش ہونا ہے۔"

"یہ پریتم سنگھ کون ہے؟"

"مہاراج پریتم سنگھ کا نام ادب سے لو وہ ہمارے سیناپتی ہیں۔"

"تو کیا انہیں تمہارا جیون بھاری تھا جو انہوں نے تمہیں مجھے گرفتار کرنے کے لیے بھیج دیا۔ کیسے گرفتار کر کے لے جاؤ گے تم مجھے؟"

"اگر سیدھی طرح نہیں چلو گے تو زبردستی کر کے۔ سیدھی طرح چلنا چاہتے ہو تو اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور ہمارے ساتھ چلو۔"

"اور اگر سیدھی طرح نہ چلنا چاہوں تو۔"

"تو بھی ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے کیونکہ مہاراج پریتم سنگھ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں زندہ یہاں لایا جائے۔"

"ٹھیک ہے تم مجھے زندہ لے چلو۔ میں خود کسی گھوڑے پر سوار ہو کر نہیں جاؤں گا۔" میں نے کہا۔

"چلو اسے لے جانے کی تیاریاں کرو۔"

دو گھوڑے سامنے لائے گئے میرے اوپر کمندیں پھینکی گئیں اور ان کے سرے گھوڑوں کی پشت سے باندھ دیے گئے۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ سچی بات یہ ہے کہ اب تک تو اپنی طاقت کے مظاہرے کا کوئی خاص موقع نہیں ملا تھا‘ لیکن میں دیکھنا چاہتا تھا کہ چندر کھنڈ نے جو [illegible] مجھے دی ہے وہ میری کس حد تک معاون ہو سکتی ہے ان بستیوں میں آنے کے بعد صحیح طور پر اپنی آزمائش کا موقع ملا تھا ورنہ [illegible] میں نے آنکھ کھولی ہوئی تھی وہ تو بڑے معصوم اور کمزور لوگوں کا دور تھا۔

گھوڑوں کی پشت سے باندھنے کے بعد ان پر گھڑسوار بیٹھ گئے

اور انہوں نے گھوڑوں کو چابک مارنے شروع کر دیے۔ میں نے اپنے بدن کی طاقت کو استعمال کیا۔ گھوڑے زور لگانے لگے لیکن ان کے سم زمین پر گھسٹ رہے تھے اور میں اپنی جگہ کسی مضبوط درخت کی مانند کھڑا ہوا تھا۔ موٹے موٹے رسوں سے گھوڑے مجھے کھینچ نہیں پا رہے تھے۔ یاتری یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ گھوڑے سواروں نے مار مار کر گھوڑوں کو ادھ موا کر دیا۔ ان کی زبانیں باہر نکلی ہوئی تھیں، لیکن وہ اپنے گھوڑوں کو آگے نہیں بڑھا پا رہے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں گھوڑے اوندھے منہ زمین پر گر پڑے اور سوار ان کے اوپر سے نیچے آ رہے۔ ادھر سارے کے سارے یاتری مجھے دیکھ رہے تھے۔ میں نے گھوڑوں کے گرنے کے بعد اچانک رسیوں کے سرے زور سے کھینچے اور میری طاقت سے گھوڑے کافی دور تک کھنچتے چلے آئے، پھر میں نے اپنے بدن پر بندھی ہوئی رسیاں توڑ دیں اور ان سے کہا۔

"اب بتاؤ، اب اس بات میں ناکام ہونے کے بعد تم مجھے کس طرح لے جانا چاہتے ہو۔"

سپاہی ہکا بکا تھے۔ یاتریوں میں شور ہنگامہ مچا ہوا تھا، پھر اچانک ہی یہ ہنگامہ ایک دم ختم ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد میں نے ایک رتھ دیکھا جس پر ایک توپ ہیکل سادھو سوار تھا۔ اس کے بدن پر سفید دھوتی بندھی ہوئی تھی۔ سر گھٹا ہوا تھا۔ درمیان میں لمبی سی چوٹی نظر آ رہی تھی جو گردن سے آگے پڑی ہوئی تھی۔ پورا بدن مالاؤں سے ڈھکا ہوا تھا۔ دوسرے پنڈے پجاری اس کے ساتھ ساتھ چلے آ رہے تھے۔ لوگوں میں شور مچ گیا۔

"ہردیوا مہاراج، ہردیوا مہاراج۔" اور میں نے پہلی بار ان ہردیوا مہاراج کی زیارت بھی کر لی۔ ان کا رتھ آگے آ گیا تھا۔ سپاہی گھوڑوں سے نیچے اتر گئے۔ ہردیو سنگھ نے پوچھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہ، کیا شور شرابہ برپا ہے یہاں پر؟" اس کی آواز بڑی گونجدار تھی اور اس کا چہرہ بے حد خطرناک نظر آ رہا تھا۔ میں نے نگاہیں بھر کر اسے دیکھا۔

"میں نے تم سے پوچھا کہ یہ سب کیا ہے؟" ایک سپاہی آگے آیا۔ دونوں ہاتھ جوڑے، گھٹنوں کے بل بیٹھا اور پھر سر کو زمین پر ٹکا دیا۔ اس نے ہردیوا کو سجدہ کیا تھا اس کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا نام امر سنگھ ہے مہاراج۔ تھوڑے دن پہلے یہ آدمی ایک بستی میں پہنچا تھا۔ اس بستی سے ہریش چندر مہاراج کے سپاہی گزر رہے تھے۔ اس نے ان سپاہیوں کو روک کر ان میں سے پندرہ بیس سپاہی قتل کر دیے اور اس کے بعد یہ یہاں چلا آیا۔ قتل کی خبر جب پریتم سنگھ مہاراج کو ملی تو انہوں نے حکم دیا کہ یہ جہاں بھی ہو اسے پکڑ کر لے آیا جائے۔ ہم پہلے بستی پہنچے بستی والوں نے بتایا کہ یہ ہردیوا پہنچ گیا ہے۔ تب ہم اسے پکڑنے کے لیے یہاں چلے آئے۔"

"تم اسے پکڑ کر لے جانا چاہتے تھے۔ مجھ سے پوچھے بغیر۔" ہردیوا نے کہا۔

"مہاراج، ہم نے بستی سے باہر آ کر لوگوں سے کہا تھا کہ بیاس نامی جو بھی ہو اسے ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ یہ خود ہی آگے بڑھ کر یہاں آ گیا تھا، مگر مہاراج...."

"ہاں آگے کہو۔" ہردیوا نے کہا اور اسی سپاہی نے سارا ماجرا ہردیوا کو کہہ سنایا۔

تب ہردیوا نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر سپاہیوں سے بولا۔

"اب تم اسے کیسے لے جاؤ گے؟"

"ہم .... مہاراج نے کہا ہے کہ اسے زندہ پکڑ کر لایا جائے۔"

"تو پکڑ لو اسے زندہ۔"

"لیکن مہاراج یہ بہت طاقت ور ہے دو گھوڑے مار دیے اس نے ہمارے اور دو آدمی زخمی کر دیے۔"

"اس نے نہیں مارے۔ تمہارے گھوڑے اسے کھینچنے میں ناکام رہ کر مر گئے۔"

"جی مہاراج۔"

"اب کیا تم اس پر تلواروں سے حملہ کرو گے؟"

"ہم .... مہاراج کی آگیا ہو تو ہم ایسا ہی کریں اسے زخمی کر کے لے جائیں۔"

"ہردیوا میں خون بہاؤ گے تم۔"

"نہیں مہاراج بالکل نہیں ہم اس لیے ہردیوا میں آپ کی آگیا کے بغیر داخل نہیں ہوئے۔"

"جاؤ، پریتم سنگھ سے کہنا کہ ہم اس سے بات چیت کریں گے۔ اس نے ہردیوا میں پناہ لی ہے یہ کون ہے۔ کیا ہے یہ معلوم کرنے کے بعد ہی ہم اسے پریتم سنگھ کے حوالے کریں گے۔"

"مہاراج، یہ کہتا ہے کہ یہ ناگ دیوتا ہے۔"

"کیا؟" ہردیوا چونک پڑا۔

"ہاں مہاراج، اس نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے اپنے آپ کو ناگ دیوتا کہا ہے اور ناگ دیوتا کے بارے میں آپ کا حکم ہے کہ وہ جب آئے گا تو ریاست میں بڑی تبدیلیاں ہوں گی؟"

"یہ خود کو ناگ دیوتا کہتا ہے۔"

"جی مہاراج۔"

"ہو سکتا ہے یہ ناگ دیوتا ہو کیونکہ ناگ دیوتا شکتی شالی ہے اور اس کی شکتی کا مظاہرہ تم نے دیکھ لیا ہے۔"

"آپ ہمیں آگیا دیں۔"

"پریتم سنگھ سے کہنا کہ مہاراج نے تمہیں پرنام کہا ہے اور کہا ہے کہ تمہارا قیدی ان کے پاس موجود ہے۔ وہ ذرا اس کے

بارے میں معلومات حاصل کرلیں پھر اسے تمہارے حوالے کر دیں گے۔"

"جو آگیا مہاراج۔"

"جاؤ' اپنے ان دونوں گھوڑوں کی لاشیں بھی یہاں سے لے جاؤ اور ان زخمیوں کو بھی۔ خبردار یہاں خون کا ایک قطرہ نہیں بہنا چاہیے اگر ہردیوا میں خون کا کوئی قطرہ بہہ گیا تو سمجھ لو کہ ساری ریاست میں خون ہی خون بہے گا۔"

بوڑھے ہردیوا نے کہا اور تمام سپاہی گھوڑوں پر سوار ہوگئے۔ گھوڑوں کی لاشوں کو انہی رسیوں سے باندھ کر گھسیٹا جانے لگا جن سے مجھے باندھا گیا تھا۔ میں خاموش کھڑا ہوا تھا۔ ہردیوا نے ایک بار پھر مجھے دیکھا اور پھر اپنے رتھ کو واپس مڑنے کا اشارہ کیا' لیکن چار پجاری میرے پاس آگئے تھے۔

"مہاراج۔ آپ ہردیوا مہاراج کے مہمان ہیں ہمارے ساتھ چلیں۔"

"چلو۔" میں نے کہا اور ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا بڑا اچھا تعارف ہوا تھا ہردیوا سے میرا۔ مجھے اس کے الفاظ بھی یاد تھے جن میں اس نے سالار سے کہا تھا کہ ان کا قیدی اس کی تحویل میں ہے اور وہ اسے ان کے حوالے کردے گا۔ یہ الفاظ میرے لیے توہین آمیز تھے' لیکن میں نے انہیں عارضی طور پر برداشت کرلیا اور دل میں کہا کہ بیٹے میں تجھے بتاؤں گا کہ تو کون کون سی قوتوں کا مالک ہے اور کس طرح مجھے ان کے حوالے کرسکتا ہے۔ فی الحال تو اس سے تعاون ضروری تھا۔

وہ پجاری مجھے لیے ہوئے چل پڑے ہردیوا کے بارے میں' میں نے اندازہ لگالیا تھا کہ یہاں زیادہ تر مندر ہی بنے ہوئے ہیں اور ہردیوا نے دین دھرم کا کاروبار خوب چمکائے رکھا ہے' پھر مجھے جس عظیم الشان مندر میں لے جایا گیا وہ بہت بڑا تھا۔ عظیم الشان چوبی دروازے کے دوسری جانب پتھروں کے بتوں کا پورا شہر آباد تھا اور ان کے ارد گرد پجاریوں کے غول کے غول جمع تھے۔ وہ لوگ مجھے لیے ہوئے مندر کے ایک حجرے میں پہنچ گئے۔

"مہاراج' یہ آپ کا استھان ہے۔ ہردیوا مہاراج نے آپ کو اپنا مہمان بنایا ہے اور وہ بہت جلد آپ سے ملیں گے۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

زمین پر نرم گھاس پھوس کے بنے ہوئے بستر لگے ہوئے تھے اور وہ لوگ مجھے یہاں چھوڑ کر چلے گئے یہاں میں اپنے آئندہ عمل کا فیصلہ کرنے لگا اس مندر کے در و دیوار بڑے پراسرار تھے۔ حجرے کی چھت بھی بہت بلند تھی۔ دیواروں پر دیوؤں' دیوتاؤں کے نقوش بنے ہوئے تھے۔ میں نے یہاں بہت دیر انتظار کیا' پھر وہ لوگ پیتل کے ایک برتن میں دودھ اور ایک دوسرے برتن میں پھل لے کر میرے پاس پہنچے اور انہوں نے یہ چیزیں میری ضیافت کے لیے میرے سامنے رکھ دیں۔ خیر ان کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں تھی۔ میں انہیں استعمال کرتا رہا۔ وہ لوگ چلے گئے تھے' پھر جب سورج چھپ گیا اور مندروں کے گھنٹے بجنے لگے تو میرے لیے بھی بلاوا آیا۔ دو پجاری میرے پاس پہنچے اور انہوں نے کہا۔

"بیاس مہاراج۔ پوجا پاٹ میں حصہ لینا چاہو تو باہر آجاؤ۔"

"مہنت ہردیوا کہاں ہے؟" میں نے سوال کیا اور پجاری خوفزدہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگے پھر ان میں سے ایک بولا۔

"مہاراج ہردیوا۔ کرشن مہاراج کے بت کے سامنے پوجا کررہے ہیں رات کو آپ سے ملیں گے۔"

"تو پھر جاؤ بھاگ جاؤ۔ میں پوجا میں حصہ نہیں لوں گا۔" میں نے کہا اور دونوں پجاری سر جھکا کر چلے گئے۔ میں اپنے حجرے ہی میں رہا تھا۔

میں انتظار کرتا رہا اور بہت رات ہوگئی تو ہردیوا میرے حجرے میں پہنچ گیا۔ اب میں نے پہلی بار اسے قریب سے دیکھا۔ ہردیوا کی صحت قابل رشک تھی' حالانکہ اچھی خاصی عمر کا آدمی معلوم ہوتا تھا' لیکن بڑا جاندار لگ رہا تھا۔ اس کی بڑی بڑی سرخ آنکھوں میں مکاری اور چالاکی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ چند لمحات وہ مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا۔

"انوکھا ہے' اور وہ تو اندازہ ہی ہوگیا تھا۔ گھوڑوں سے زیادہ طاقتور' طاقتور ہی نہیں' جنگجو اور چالاک بھی یہ جاننے والا کہ سنسار باسی طاقت کے پجاری ہوتے ہیں۔ کسی کے شریر میں شکتی ہو تو سب اس کے سامنے جھکیں۔ میں تجھے ہردیوا میں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"نجانے تیری کہانی کیا ہے۔ ہم جاننا بھی نہیں چاہتے پر یہ جانتے ہیں کہ ریاست میں تیری آمد بہت سے کھیل کھیلے گی۔ سندر بھی ہے' چالاک بھی ہے اور طاقتور بھی۔"

"اور میں یہ محسوس کررہا ہوں ہردیوا کہ تم بوڑھے ہو لیکن جوانوں سے بہتر' چالاک ہو اور لوگوں کو اپنے سامنے جھکانے کا گر جانتے ہو' لیکن ہردیوا تو نے جو ایک بات کہی مجھے اس سے اختلاف ہے۔"

"کیا مہاراج؟" اس نے میری بات کا برا مانے بغیر کہا۔

"سپاہیوں سے تو نے کہا تھا کہ پریتم سنگھ سے کہہ دینا کہ ان کا قیدی تمہارے پاس ہے اور مجھ سے معلومات حاصل کرنے کے بعد تو مجھے ان کے حوالے کردے گا۔ میں تجھ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں ہردیوا کہ وہ کون سی شکتی ہے تیرے پاس جس کے تحت تو مجھے میری مرضی کے خلاف ان لوگوں کے حوالے کردے گا؟"

اس نے ایک بار پھر گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر ہنس

پڑا پھر بولا۔ "میرے پاس تجربے کی قوت ہے۔ یہ فرق ہے تجھ میں اور مجھ میں' میرے شبد تجھے برے لگے اس لیے کہ تو جوان ہے لیکن ان شبدوں کی گہرائیوں میں نہ پہنچ پایا تو' کہنے کی ایک بات ہوتی ہے۔ بجائے اس کے کہ پریتم سنگھ فوراً" ہی مہاراج ہریش چندر کے پاس پہنچ کر ان سے یہ کہے کہ اس کا ایک ایسا دشمن ہردیوا میں موجود ہے جس نے اس کے سپاہیوں کو قتل کر دیا ہے تو فوراً" ہی کارروائی شروع ہو جائے اور مجھے تجھ سے باتیں کرنے کا موقع بھی نہ مل سکے۔ یہ تو شبد تھے باؤلے جو میں نے کہے اور تو نے سنے۔"

"وہ کون سا بت ہے جس کا تو نے یہاں بول بالا کیا ہوا ہے؟"

"ایسا نہ کہہ یہ ہمارا دین دھرم ہے' مہاراج ہریش چندر جانتے ہیں کہ میری کہی ہوئی باتیں غلط نہیں ہوتیں اور میں نے کہا ہے کہ آکاش سے ایک دیوتا اترے گا جو شکتی مان ہو گا اور جب وہ دھرتی پر آئے گا تو بڑی تبدیلیاں ہوں گی اور تو نہیں جانتا کہ میری ان باتوں کا کیا اثر ہوا ہے۔ لوگ اس دیوتا سے ڈرتے ہیں جو شکتی مان ہیں وہ دوسروں پر ظلم کرنے سے باز رہتے ہیں کیونکہ بڑا شکتی مان ان کی طاقت کو ریزہ ریزہ کر دے گا۔ یہ سب بہت سوں کی بھلائی کے لیے ہے جو میں نے کہا یہاں تک کہ راجہ ہریش چندر کے منہ زور سپاہی بھی اس بات سے خوفزدہ رہتے ہیں کہ جب شکتی مان دھرتی پر آئے گا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مظلوموں کی فریاد سن کر ان سے بدلہ لینے پر تل جائے تو سمجھ رہا ہے نا۔ یہ دین دھرم والوں کا کام ہے کہ سنسار باسیوں کو کمزوروں پر ظلم کرنے سے باز رکھ سکیں۔"

میں نے ایک گہری سانس لی۔ یہ اندازہ تو میں لگا چکا تھا کہ بوڑھا بہت شاطر آدمی ہے لیکن یہ اندازہ بھی مجھے ہو چکا تھا کہ وہ صرف کھیل تماشہ ہی ہے اور اس کے پاس گیان دھیان بالکل نہیں ہے۔ ہوتا تو کم از کم یہ الفاظ نہ کہتا کہ میری عمر کیا ہے۔ اسے پتا چل جاتا کہ سنسار میں جتنا سمے اس نے گزارا ہے وہ میری عمر کے آگے تو ایک تماشا ہے' لیکن اپنے آپ کو حد سے آگے بڑھا کر پیش کرنا بھی میری فطرت کے خلاف بات تھی اور میں اس پر یقین نہیں رکھتا تھا۔

"دیکھے گا اس شکتی مان کے بت کو تو حیران رہ جائے گا۔ آمیں تجھے بتاؤں تجھے دکھاؤں کہ وہ بالکل تیرے جیسا ہی ہے' حالانکہ وہ میری تخلیق ہے' لیکن کبھی کبھی منش کے من میں صرف وہ بات آتی ہے جو اس کے تصور سے بھی باہر ہوتی ہے اور وہ پوری ہو جاتی ہے۔ پر ایک بات تجھ سے پوچھنا ضروری ہے۔"

"پوچھو۔"

"کون ہے تو' کہاں سے آیا ہے۔ یہ شکتی تو نے کہاں سے حاصل کی؟" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مجھ سے بڑے شکتی مان تو تم ہو ہردیوا کہ تم نے ایک پوری بستی اپنے نام پر بسا ڈالی ہے اور جو کچھ میں نے اس بستی کے بارے میں سنا وہ بھی عام آدمیوں کا کھیل نہیں ہو سکتا۔ تم نے مہاراجہ ہریش چندر کو بھی بیوقوف بنا ڈالا ہے اور اپنا سکہ جمائے ہوئے ہو۔" وہ ہنسا اور اس نے کہا۔

"شکتی مختلف طرح کی ہوتی ہے۔ شریر شکتی اپنا مقام رکھتی ہے' لیکن عقل کی شکتی بھی بہت بڑی ہوتی ہے اس سے کام لیا جائے تو بہت سے کام آسان ہو جاتے ہیں۔ اپنا اپنا کھیل ہے کوئی کسی طرح کھیلتا ہے کوئی کسی طرح کھیلتا ہے۔"

"ہاں یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو' لیکن یہ بتاؤ ہردیوا کہ مہاراجہ ہریش چندر کس قسم کا آدمی ہے؟"

"تو اپنے آپ کو بہت مہان سمجھ رہا ہے۔ چار گھوڑے اور چار آدمیوں کو اپنی شریر شکتی سے ہلاک کر کے سوچتا ہے کہ تو ناقابل تسخیر ہے۔ یہ خیال من سے نکال دے یہاں ایک سنسار میری گیان شکتی کا قائل ہے۔ لوگ مجھ سے بات کرتے ہوئے کانپتے ہیں پر تو ریاست میں اجنبی ہے اس لیے میں تجھے شما کیے دیتا ہوں۔"

"ہردیوا' یہ تو آنے والا سمے بتائے گا کہ شکتی مان کون ہے مجھ سے برابری کی بنیاد پر بات کرنا چاہے تو بات کر ورنہ خاموش ہو جا۔ میں اپنے کھیل کا آغاز کر دوں گا۔"

بوڑھا شاطر گہری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا' پھر ایک دم ہنس پڑا۔ "یہی کہنا چاہتا تھا میں تجھ سے بیاس۔ میں نے ایک کچی بات کہی اور تجھے غصہ آگیا۔ اصل شکتی دماغ کی ہوتی ہے۔ دماغ ٹھنڈا رہے تو بہت سے بگڑے کام بن جاتے ہیں۔ ورنہ بنے کام بگڑ جاتے ہیں۔ اچھا خیر سن بیاس۔ تو ہریش چندر کے بارے میں پوچھ رہا تھا میں تجھے بتاؤں گا۔ میں نے تجھے بتایا ہے کہ میں نے ایک کھیل کھیلا ہے کمزوروں کی سہائتا کے لیے۔"

"ہاں بتایا ہے۔"

"میں چاہتا ہوں تو اس کھیل میں شامل ہو جا۔"

"کیسے؟"

"آمیں تجھے تفصیل بتاتا ہوں۔" اس نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا میں اس چالاک بوڑھے پر غور کر رہا تھا لیکن مجھے اعتماد تھا۔ اس کی چالاکی مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ چنانچہ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ ہم حجرے کے دروازے سے باہر نکل آئے بوڑھا مہنت مجھ سے دو قدم آگے چل رہا تھا۔ یہاں سے آگے بڑھنے کے بعد ہم ایک اور دروازے سے اندر داخل ہو گئے۔ مندر کے بارے میں مجھے پہلے ہی یہ احساس ہو گیا تھا کہ اسے بہت پراسرار اور عجیب بنایا گیا ہے لیکن مجھے کوئی فکر نہیں تھی۔ بوڑھا مہنت مجھے بتا چکا تھا کہ اس نے جو جال پھیلایا ہوا ہے وہ کمزوروں کی حفاظت کے لیے ہے لیکن اس کی چالاک فطرت کو دیکھتے ہوئے

میں نے اس کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا تھا وہ تو اپنا ہی کوئی کھیل کھیل رہا تھا۔

ہم زمین کی گہرائیوں میں جانے والی سیڑھیاں طے کرنے لگے اور غیر محسوس طریقے سے بوڑھا مجھ سے آگے جانے کی بجائے' دو قدم پیچھے چلا گیا۔ سخت گھٹن اور سیلن کی بو محسوس ہو رہی تھی یہاں' لیکن یہ سب کچھ میرے لیے پریشان کن نہیں تھا۔ یہاں تک کہ اختتامیہ دروازہ آگیا۔

"کیا ہمیں اس دروازے کے دوسری طرف جانا ہے؟"

"ہاں آگے بڑھ۔" اس نے کہا اور میں دروازے سے اندر داخل ہوگیا۔

پتھر کی تراش بڑی عجیب سی تھی اور دروازے کے دوسری جانب ایک عظیم الشان غار نظر آرہا تھا۔

"یہ جگہ واقعی بہت انوکھی اور بڑی حیران کن ہے۔" جواب میں بوڑھے کی آواز نہیں سنائی دی تھی۔

میں نے پلٹ کر دیکھا۔ ہردیوا میرے پیچھے موجود نہیں تھا' اور وہ دروازہ ایک لمحے میں غائب ہوگیا تھا جس سے اتر کر ہم یہاں پہنچے تھے۔ میں نے پلٹ کر اس سنگی دیوار کو دیکھا جس نے دروازے کی جگہ لی تھی اور میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ چالاک ہردیوا نے شاید مجھے یہاں قید کر دیا تھا' لیکن کیوں یہ میری سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ عظیم الشان غار میں ایک عجیب سی بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ چھت کی انتہائی بلندی سے روشنی اندر آرہی تھی۔ یہ روشنی عظیم الشان مشعل کی تھی یا پھر غار کو روشن کرنے کے لیے کوئی اور بندوبست کیا گیا تھا' لیکن جب غور سے دیکھا تو مجھے ہنسی آگئی۔ غار کے اس سوراخ کے عین اوپر آسمانی چاند چمک رہا تھا اور یہ روشنی چاند ہی کی تھی جسے میں نے کوئی عظیم الشان مشعل سمجھا تھا۔ تب ہی ہردیوا کی آواز اوپر سے گونجی۔

"ہاں اب تو مجھے وہ سب کچھ سچ سچ بتائے گا جو تیرے دل میں چھپا ہوا ہے اور اسی میں تیری نجات ہے۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تو نے مجھ سے چالاکی کی ہے ہردیوا۔"

"سن' جو باتیں میں نے تجھے بتائیں ان میں بہت سی باتیں سچ ہیں۔ میں اپنی شکتی چاہتا ہوں' جبکہ ہریش چندر مہاراج صرف اپنے نام کا ڈنکا بجوانا چاہتے ہیں اور یہ جھگڑا تو صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ مہنت' سادھو سنت جوگی پنکھ پجاری اپنا اقتدار چاہتے ہیں' برہمن' برہمن ہی ہوتا ہے اور چھتری' چھتری۔ چھتریوں کو اگر برہمنوں پر فوقیت حاصل کرنے کا بھوت سوار ہو جائے تو ان کا یہ بھوت اترنا ہی چاہیے' کیونکہ سنسار میں برہمن راج ہی سنسار کی بقاء کا ضامن ہے۔ اپنے بارے میں سب کچھ بتا دے ہو سکتا ہے میں تجھے اپنے ساتھ ہی شامل کرلوں۔"

"اصل میں بات یہ ہے ہردیوا یہ تیرا اپنا کھیل ہے۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے ہریش چندر اگر برہمنوں سے بغاوت کر رہا ہے تو' تو اس سے مقابلہ کر' لیکن میرے ساتھ تو نے جس چالاکی کا مظاہرہ کیا ہے اس کے بعد تو میری دوستی کے قابل نہیں ہے۔ میں یہاں سے باہر ہی جاؤں گا اور اس میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوگی' لیکن اس کے بعد تیرا کیا ہوگا یہ تو جان اور تیرا کام۔"

وہ سوراخ کے پاس سے ہٹ گیا اور میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جو دیوار اس سوراخ کے سامنے آگئی تھی وہ پتھر کی کوئی سل ہی ہو سکتی تھی اور اس پر قوت آزمائی بھی کی جا سکتی تھی بشرطیکہ دیوار میں کوئی ضرب لگانے والا پتھر مل جائے' لیکن ابھی میں یہی سوچ رہا تھا کہ مجھے اپنے عقب میں سرسراہٹیں محسوس ہوئیں اور میں چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔

یہاں بھی ایک بڑا سا سوراخ نمودار ہوگیا' اور اس سوراخ سے اچانک ہی مجھے آگ کی لپٹیں سی نکلتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ میں چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ آگ' پانی' مٹی' اندھیرا' اجالا' یہ سب کچھ مجھ پر بے اثر ہو چکا تھا۔ چندر کھنڈ نے جو عنایت کی تھی وہ میرے کام تو آرہی تھی لیکن خود چندر کھنڈ اب اس کھیل سے نکل گیا تھا تب ہی میں نے ایک خوفناک اژدہے کا سر دیکھا جو اپنی لمبی زبان باہر نکالے ہوئے سرخ آنکھوں سے مجھے دیکھتا ہوا اس سوراخ سے باہر نکل رہا تھا۔ میں نے دلچسپی سے یہ منظر دیکھا ہردیوا اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک خطرناک آدمی ہے اور اس نے اپنا جال گہرا پھیلا رکھا ہے۔ لازی بات ہے کہ مندروں کے اس شہر میں اس نے نجانے ایسے کتنے کھیل کھیل ڈالے ہوں گے۔ اژدہا بلاشبہ عظیم الشان تھا اور بظاہر میرا اور اس کا کوئی مقابلے کا جوڑ نہیں تھا' لیکن میرے اندر خوف نام کی کوئی چیز کبھی نہیں پلتی تھی۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا' اور تیار ہوگیا۔ اژدہا آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا اور اس کے بعد وہ میرے قریب پہنچ گیا۔ اس نے اپنا عظیم الشان منہ کھولا اور مجھ پر لپکا' لیکن میں نے اپنے ہاتھ کی کہنی اس کے منہ کے درمیان رکھ دی اور اس کے بعد اس پر قوت آزمائی کرنے لگا۔ کسی عام سی چیز کا اس پر قابو پانا ممکن نہیں ہے' چنانچہ اژدہے کو میں رگیدتا ہوا دیوار تک لے گیا اور اس کے بعد میں نے اس کے سر کو زور زور سے دیوار پر مارنا شروع کر دیا۔ اژدہے نے فوراً ہی منہ بند کر لیا تھا۔ میں نے اسے پتھر سے ٹکرا ٹکرا کر اتنا شدید زخمی کر دیا کہ اس میں زندگی کے آثار مفقود ہونے لگے' پھر ایک بڑی سی چٹان اٹھا کر میں نے اس کے سر پر دے ماری اور وہ زندگی کھو بیٹھا۔ ہردیوا کا یہ وار تو بالکل ہی ناکام رہا تھا بلکہ اب مجھے ایک راستہ بھی مل گیا تھا۔ میں نے اسی سوراخ کی جانب رخ کیا جہاں سے اژدہا نکل کر آیا تھا۔ اندازہ ہو چکا تھا کہ بہت بڑا سوراخ ہے۔ میں اس

سے گزر کر ایک ایسے ڈھلان پر پہنچ گیا جو نیچے جا کر ایک آرام کی جگہ بن جاتا تھا اور مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ اژدہا یہیں آرام کرتا ہوگا' لیکن وہیں ایک ایسا راستہ بھی نظر آیا تھا مجھے جس کے ذریعے میں اوپر جانے کی کوشش کر سکتا تھا۔ یہ بے شک ناقابل عبور ڈھلان تھے' لیکن میرے لیے نہیں۔ میں انتہائی کوششیں کر کے اوپر پہنچ گیا اور میں نے دیکھا کہ یہ مندر کا عقبی حصہ ہے جو ایک بڑے سے درخت کی جڑ میں سوراخ کی شکل میں موجود ہے۔ میں باہر نکل آیا اور اس کے بعد مسکراتا ہوا مندر کے دروازے کی جانب چل پڑا۔

عقبی دروازے سے اندر داخل ہو کر میں نے اس حجرے کا رخ کیا جس میں میرا قیام رکھا گیا تھا۔ میں ہردیوا کو خوف و دہشت میں مبتلا کر دینا چاہتا تھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ میں اس کے جال سے نکل کر یہاں پہنچ گیا ہوں۔ اس کے بعد میں آرام سے وہیں لیٹا رہا۔

دوسری صبح دو پجاری کسی کام سے حجرے میں آئے دروازہ کھولا۔ مجھے دیکھا اور اس طرح پلٹ کر بھاگے کہ مجھے ان کی بدحواسی پر ہنسی آ گئی۔ شاید انہیں ہردیوا کے اس عمل کا علم تھا اور وہ اس بات پر شدید حیران تھے میں تو پھر یہاں موجود ہوں۔ میں اطمینان سے انتظار کرتا رہا۔ بہت دیر تک کسی نے اس طرف رخ نہیں کیا تھا۔ یہ تو خیر ممکن نہیں تھا کہ ہردیوا کو میری واپسی کا علم نہ ہوا ہو لیکن وہ میرے پاس آنے کی ہمت نہیں کر رہا تھا۔ دوپہر کے بعد وہ میرے پاس آیا۔ خوب سوچ سمجھ کر اور سنبھل کر آیا تھا۔ اپنے آپ کو پوری طرح سنبھالے ہوئے۔

"جے مہاراج بیاس۔" اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"کیا حال ہے ہردیوا مہاراج۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"خوش ہوں بھگون۔ بہت خوش ہوں۔"

"مجھے زندہ دیکھ کر بھی خوش ہو۔"

"یہی تو خوشی کی بات ہے۔" اس نے اطمینان سے میرے سامنے بیٹھ کر کہا۔

"خوب۔ اب کوئی نئی کہانی سناؤ گے۔"

"نئی کہانی یہی سمجھ لو مہاراج۔" اس نے بدستور مطمئن لہجے میں کہا۔

"سناؤ مجھے بھی کہانیاں سننے کا بہت شوق ہے۔" میں ہنس کر بولا۔

"میں گپھا میں جا کر مرے ہوئے اژدہے کو دیکھ کر آیا ہوں مہاراج یقین نہیں آیا تھا کہ آپ اسے اتنی آسانی سے مار دیں گے۔ وہ تو سیکڑوں سال سے زندہ تھا اور ہماری چار نسلیں اسے دیکھتی چلی آئی تھیں۔ دیوتا مانتے تھے سب کے سب اسے اور اس کا عذاب سنسار کا سب سے بڑا عذاب تھا۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس مہان شکتی کو اس طرح شکست دی جا سکتی ہے۔ تو یہ نہ سمجھنا بیاس کہ میں نے تجھے موت کے منہ میں جھونک دیا تھا بلکہ سچ بات یہ ہے کہ میں تیری شکتی کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ میں نے خود ہی اپنی زبان سے کہا تھا کہ چار گھوڑے اور چار سوار مار کر تو اپنے آپ کو شکتی شالی سمجھ رہا ہے' لیکن تیرے اعتماد تیرے الفاظ نے مجھے یہ بتایا تھا کہ ہو سکتا ہے تیرے اندر وہ سب کچھ موجود ہو جس کے بارے میں' میں تجھے بتا چکا ہوں۔ برسوں سے یہ معاملہ میرے لیے مشکل بنا ہوا ہے۔ بار بار تو تجھ سے اس کا ذکر کرنا ہی بیکار ہے میں بھی کسی ایسے ہی شکتی شالی کے انتظار میں تھا جو میری پھیلائی ہوئی اس کہانی کو سچا ثابت کر دکھائے اور اب تو یوں لگتا ہے جیسے بھگوان میری اس مشکل کو حل کرنا ہی چاہتا ہے تیرے اندر مجھے وہ ساری باتیں نظر آ رہی ہیں جن سے میں اپنے کام کا آغاز کر سکتا ہوں۔"

میں نے مسکراتی نگاہوں سے بوڑھے شاطر کو دیکھا۔ اپنی شطرنجی چالوں سے باز نہیں آ رہا تھا جو کچھ اس نے کیا تھا اس کی وجہ میں جانتا تھا اور اب اپنی ناکامی کو چھپانے کے لیے وہ یہ نئی کہانی گھڑ رہا تھا۔ مجھے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ میرے کام کو آگے بڑھانے کے لیے یہ میرا بہترین معاون ثابت ہو سکتا ہے' چنانچہ جو کوشش اس نے کی تھی اس جیسی اور بھی بہت سی کوششوں کے لیے میں پوری طرح تیار تھا۔

بہرحال اس کے بعد اس نے اپنی گفتگو کا یہ سلسلہ ختم کر دیا۔

"اب تو چاہے تو اشنان کر لے۔ میں تیرے لیے بھوجن کا بندوبست کروں اور آ میں تجھے وہاں لے چلوں جہاں تیرا صحیح استھان ہے۔" میں ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"نہیں بیاس! میری نیت پر شک نہ کر۔ میں کہہ چکا ہوں کہ میں تجھے آزمانا چاہتا تھا۔"

میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ شیطان بوڑھے اس آزمائش میں میری جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو پرلوک سدھار گیا ہوتا' لیکن تو اب بھی اطمینان سے کہہ رہا ہے کہ مجھے آزمانا چاہتا تھا۔ چل کتنی آزمائشوں سے گزارے گا۔

میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ ایک بار پھر وہ مجھے ایک نئی جگہ لے کے آیا تھا یہاں بھی ہمیں کافی سیڑھیاں طے کرنا پڑی تھیں اور ان کا اختتام ایک بڑے سے وسیع کمرے میں ہوا تھا۔ یہ زیر زمین تھا۔ اس کی فضا بہت عجیب سی تھی ویسے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ بوڑھے شیطان نے بڑے گہرے جال بچھائے ہوئے تھے۔ کمرے کے اندر ایک بڑا سا حوض نظر آ رہا تھا۔

"تو اشنان کر لے میں تیرے لیے لباس کا بندوبست کرتا ہوں۔" میں نے اس حوض کی جانب اشارہ کرکے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا اس میں زہریلے سانپ ہیں یا پھر بوڑھے مگرمچھ۔" اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔

"نہیں، اب میں ایسا کوئی کام تجھے بتائے بنا نہیں کروں گا۔ مجھے اپنا دشمن نہ سمجھ۔"

میں نے ہنستے ہوئے حوض کی جانب قدم بڑھا دیے اور کافی دیر تک میں غسل کرتا رہا۔ بوڑھے نے میرے لیے لباس مہیا کیا تھا، پھر وہ مجھے لیے ہوئے ایک اور خوبصورت کمرے میں آ گیا۔ یہاں میری ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔ بہت سے پھل وغیرہ چنے ہوئے تھے۔ بوڑھا میرے سامنے بیٹھ گیا۔

"اب تو یہ بتا بیاس کہ تیرا من میری طرف سے صاف ہے یا نہیں۔"

"ہردیوا۔ اب تک جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ میرا من لمحوں میں صاف ہو جائے۔ غور کروں گا تجھ پر اور پھر یہ سوچوں گا کہ تیرے من میں اصل بات کیا ہے، اگر تو میرے جیون سے اپنے لیے خطرہ محسوس کرتا ہے تو بس ایک بات میں تجھ سے کہوں گا۔ من چاہے سچ سمجھنا۔ من چاہے جھوٹ۔ نہ مجھے تیری جگہ لینی ہے نہ میں یہاں کوئی مہان دیوتا بننے کے لیے آیا ہوں۔ میرا گزر تو بس یونہی ادھر سے ہو گیا ہے اور میرے من میں اپنے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔"

"مانتا ہوں۔ تیری ہر بات کو میں سچ مانتا ہوں۔ میں تجھے جو کچھ بتا چکا ہوں تو وشواس کر لے کہ اس میں کوئی کھوٹ نہیں ہے بس میرے من میں جو کچھ ہے وہ میں نے تجھے بتا دیا۔ ہریش چندر نے مہنتوں سے ان کی حیثیت چھین لی ہے اور ایسے کسی راجا کو راجا رہنے کا ادھیکار نہیں ہے جو برہمنوں کے زیر اثر نہ رہے۔ اس نے اپنا سنسار الگ بنایا ہے۔ ہم اس کے اس سورگ کو نرکھ بنا کر اس سے اس کا اقتدار چھیننا چاہتے ہیں اور کسی ایسے شخص کو راجا بنانا چاہتے ہیں جو برہمنوں کی برتری مان لے۔ بس یہی کھیل ہے۔"

"مگر اس کھیل میں میرا کیا حصہ ہو سکتا ہے؟"

"وہی جو میں نے کہا۔ میں اعلان کروں گا کہ آکاش سے اترنے والا دیوتا یہ فیصلہ کرے گا کہ راجا کو راجا رہنا چاہیے یا نہیں اور اس کے لیے میں تجھ سے یہ کہے بناء نہیں رہ سکوں گا کہ میں نے ایک لمبا جال پھیلایا ہوا ہے اور بہت سے اس جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔"

میں نے مسکراتے ہوئے اپنے سامنے رکھا سرخ رنگ کا ایک سیب اٹھا لیا اور اسے دانتوں سے کاٹنے لگا۔

"یہ جگہ، تو یہ نہ سمجھنا کہ بس ایک مندر ہی ہے۔ سمے بیتنے دے۔ تیرے من کی شانتی کے لیے بھی یہاں پورا پورا بندوبست ہے۔ اب تو یہاں آرام سے بیٹھ۔ مجھے تھوڑی دیر کے لیے جانے دے۔ یہ جگہ تجھے بری نہ لگے گی۔"

مجھے کون سی جگہ بری لگ سکتی تھی۔ وہ چلا گیا اور میں پھلوں سے شغل کرتے ہوئے یہ سوچنے لگا کہ خاصا سمے بیت گیا ہے مگر میرے من میں خون کی پیاس ابھی تک نہیں جاگی۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آسمان پر پورا چاند دیکھ کر میرے اندر جو حیوانی جذبات پیدا ہوتے ہوں۔ ان دنوں آسمان پر چاند نظر ہی نہیں آیا تھا۔ اپنے اس مکروہ فعل سے میں خود بھی خوش نہیں تھا، مگر کیا کرتا سر پر چودھویں رات کا چاند جگمگاتا تو میرے اندر وہی حیوانی کیفیت پیدا ہو جاتی۔

کافی دیر گزر گئی۔ تب میں نے دو خوبصورت لڑکیوں کو اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا وہ دونوں بے حد حسین تھیں اور بڑے رنگ برنگے لباس میں ملبوس۔ دونوں میرے نزدیک آ کر بیٹھ گئیں

"آکاش باسی، ہمیں تیری سیوا کے لیے بھیجا گیا ہے۔"

"کس نے بھیجا ہے تمہیں؟"

"مہاراج ہردیوا نے۔"

"ہوں۔ ہردیوا سچ مچ بڑا چالاک لگتا ہے لیکن خیر کوئی بات نہیں بولو تم میری کیا سیوا کرو گی؟"

"جو تو کہے۔"

میں ان سے کیا کہتا۔ وہ میرے سامنے اٹکھیلیاں کرتی رہیں اور میں ان کی حماقتوں سے لطف اندوز ہوتا رہا، بہرحال بہت دیر تک ان سے اچھی خاصی باتیں رہیں۔ میں نے باتوں ہی باتوں میں ہردیوا کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر لیا۔

رات کا انتظام ہردیوا نے ایک بہت ہی خوبصورت تعیش گاہ میں کیا تھا جو اس مندر کے ایک تہ خانے میں نجانے کیسی جگہ بنی ہوئی تھی کہ سر پر کھلا آسمان بھی تھا، سرور ہوائیں بھی، درخت بھی، گھاس بھی اور وہ سب کچھ جو دلبستگی کے لیے کافی ہو۔ یہاں چاروں طرف رنگین مشعلیں جلا دی گئی تھیں شمع دان روشن تھے اور ایک حسین ماحول پیدا ہو گیا تھا۔ زریں تخت پڑے ہوئے تھے اور ان تختوں میں سے ایک پر مجھے بٹھایا گیا۔ خود ہردیوا میرے قریب ہی ایک تخت پر موجود تھا۔ درخت چاروں طرف استادہ تھے۔ ماحول میں بڑی خوبصورتی تھی۔ ہمارے سامنے لذیز کھانے چن دیے گئے اور پھر جب کھانوں سے فراغت ہوئی تو دوسرے دور چلے، پھر اچانک ہی درختوں کے عقب سے اپسرائیں باہر نکل آئیں ان کے رنگین آنچل فضا میں لہرا رہے تھے اور مدھم مدھم موسیقی دھنیں بکھیرنے لگی تھیں ان اپسراؤں نے رقص و سرود کی محفل جما دی۔ وہ اپنے ہاتھوں میں جام اور صراحیاں بھی لیے ہوئے تھیں۔ ایک اپسرا میرے نزدیک آ کر بیٹھ گئی۔ اس کے لمبے سیاہ بال میرے وجود پر لہرانے لگے۔ قریب ہی ایک اور لڑکی صراحی اور جام لیے موجود تھی۔ یہ ہے ہردیوا کا مقدس مندر اور یہ ہے یہاں کا ماحول جہاں پورے ملک کے یاتری عبادت کرنے آتے ہیں۔ یہ عبادت ہو رہی ہے

یہاں۔ حسین لڑکی نے میری آنکھوں میں دیکھا اور پھر اس نے خوش رنگ شراب کا ایک جام مجھے پیش کیا۔ میں نے اسے قبول کرنے سے انکار نہیں کیا تھا۔ وہ جام پر جام لنڈھانے لگی اور رقص و موسیقی کی یہ محفل بلندی پر پہنچنے لگی، پھر نجانے مجھے کیا سوجھی کہ میں نے اسی حسین اپسرا کا پیش کیا ہوا ایک جام اس کے ہونٹوں سے لگا دیا۔ شراب کے چند ہی قطرے اس کے حلق سے اترے ہوں گے کہ اس کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگی۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن پکڑی ہوئی تھی اور لمحوں کے اندر اندر وہ زمین سے کئی بار اوپر اچھلی اور اس کے بعد ساکت ہو گئی اس کے چہرے پر نیلاہٹیں پھیلتی جا رہی تھیں

اچانک ہی ساز زور زور سے بجنے لگے اور پھر کئی دیو قامت انسان لمبی لمبی چھلانگیں لگاتے ہوئے میرے نزدیک آگئے۔ ان کے ہاتھوں میں چوڑے کھانڈے تھمے ہوئے تھے۔ وہ عجیب سے انداز میں رقص کرنے لگے۔ میری توجہ ایک لمحے کے لیے ہردیوا کی جانب ہوئی اور دوسرے لمحے ان لوگوں کی طرف اور پھر اچانک ہی انہوں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ چوڑے کھانڈے میرے بدن سے ٹکرائے اور اچٹ گئے۔ اس بدن پر ان چیزوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ ان کی تمام قوت میرے بدن پر ناکارہ ہو گئی تھی۔ رقاصائیں اچھل اچھل کر درختوں کے پیچھے جا چھپیں اور مہنت ہردیوا اپنے تخت پر سمٹ گیا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری جانب دیکھ رہا تھا۔ میں نے ان لوگوں کی ان شرارتوں کو کچھ لمحے برداشت کیا اور اس کے بعد میں اٹھ کھڑا ہوا، پھر میں نے کھانڈے ان کے ہاتھوں سے چھینے اور اس کے بعد بھلا ان میں زندگی کہاں باقی رہتی ان کی گردنیں اچھل اچھل کر دور جا پڑی تھیں اور ہردیوا پتھر کے بت کی طرح اپنی جگہ ساکت بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے دیکھا۔ ایک لمحے کے لیے غصہ بھی آیا، لیکن پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔

"میں نے تجھ سے پہلے بھی کہا تھا ہردیوا کہ تیرے من میں جو کچھ ہے بتا دے۔ یہ ساری کوششیں تیرے لیے بیکار رہیں گی۔ میں ان میں سے نہیں ہوں جو انسانوں کی دی ہوئی موت کا شکار ہو جائیں۔"

ہردیوا کے بدن میں ہلکی ہلکی لرزشیں تھیں اور وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اب کون سا بہانہ کرے اب کون سی کہانی سنائے؟

شاطر بوڑھے کے چہرے پر پھیلی ہوئی بے بسی میرے دل میں اس کے لیے وہم کے خیالات جگا رہی تھی۔

"میں تجھے معاف کرنے کے لیے تیار ہوں، لیکن بس آخری بار، تو اگر سو بار بھی میری ہلاکت کے لیے کوشش کرے تو تجھے کامیابی نہ حاصل ہو گی۔ میں نے تجھے پہلے بھی بتایا تھا۔"

"کوئی سوگند نہیں کھاؤں گا۔ کوئی وشواس نہیں دلاؤں گا۔ اب آپ کو ادھیکار ہے کہ اگر اب میں کوئی قدم اٹھاؤں تو آپ مجھے ہلاک کر دیں۔"

"ٹھیک ہے ہردیوا۔ اب تو مجھے اصل بات بتا۔ تیرا مقصد کیا ہے؟"

ہردیوا کچھ پرسکون ہوا۔ پھر اس نے کہا۔ "میں ان لاشوں کو اٹھوا دوں ان لوگوں کو یہاں سے چلتا کر دوں۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔"

"پہلے میں یہ کام کرا لوں۔ اس کے بعد ہی باتیں ہوں گی۔"

"تیری مرضی ہے۔" میں نے اطمینان سے کہا اور ہردیوا لاشیں اٹھوانے کے کام میں مصروف ہو گیا۔

میں اطمینان سے وہیں دراز ہو گیا تھا۔ دنیا میں کیا کیا کھیل ہوتے رہے ہیں۔ ہردیوا اپنے کاموں میں مصروف رہا اور میں نے اس کے کسی کام میں کوئی مداخلت نہیں کی، پھر ہردیوا ان کاموں سے فارغ ہو گیا۔

"مہاراج، یہ سچ ہے کہ میں نے یہ محسوس کر کے کہ آپ اگر چاہیں تو یہاں میرا بت توڑ سکتے ہیں اور مجھے نقصان پہنچا سکتے ہیں، لیکن جب مجھے اس کا اندازہ ہو گیا کہ میں آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو میں نے آپ کی شکتی کو مان لیا۔ مہاراج جس کھیل کی میں بات کر رہا تھا۔ وہ اقتدار کا کھیل ہے۔ منش کے من میں ہمیشہ ہی ایک بھاؤنا رہی ہے کہ وہ دوسروں سے بڑا مانا جائے۔ برہمن، چھتری، کھتری اور شودر کوئی ذات پات نہیں ہے لیکن جب ذات پات بنائی گئیں تو سب سے زیادہ عقل والوں نے دوسروں پر سبقت حاصل کرنے کے لیے اپنی ذات کو سب سے اونچا رکھا۔ برہمنوں نے دین دھرم سنبھال لیا کہ سنسار میں بسنے والے طاقت کا لوہا مانتے ہیں۔ انہوں نے چھتریوں کو حکومت دے دی لیکن انہیں اپنے لیے مفلوج کر لیا کہ جب تک برہمن کسی راجا کے راجا ہونے کی تصدیق نہ کر دے راجا نہیں ہوتا، کھتریوں کو ندامت دے دی گئی اور ان سب کی خدمت کے لیے شودر وجود میں لائے گئے۔ کھتری اور شودر بیچارے تو بہرحال پیچھے ہی رہے، لیکن تاریخ میں چھتریوں نے کئی بار برہمنوں کے راستے میں آنے کی کوشش کی۔ اب یہاں عقل کا کھیل شروع ہوا اور برہمنوں نے ہمیشہ عقل سے چھتریوں کو نیچا کر دکھایا۔ مہاراج سارا کھیل جوں کا توں چل رہا ہے اور اب میں آتا ہوں اس بات پر اصل میں آپ سے کہنا چاہتا تھا۔ اس راجدھانی میں برسوں سے ہماری نسلیں رہتی ہیں۔ میں بہت سی نسلوں کی بات نہیں کروں گا۔ تھوڑا سا پیچھے جاتا ہوں جب میرے پتا سیوا رام اس راجدھانی کے بڑے پجاری تھے۔ کھری ذات کے برہمن ہونے کی وجہ سے ان کا بڑا احترام کیا جاتا تھا۔

"مہاراج راکیشو نندن بہت مغرور تھے۔ پرنتو میرے پتا کے سامنے کبھی سر نہ اٹھاتے تھے لیکن ان کے من میں ہمیشہ یہی خیال رہتا تھا کہ راج پاٹ چلانے کے کاموں میں برہمنوں کا اتنا دخل اچھا نہیں۔ کبھی منہ سے تو کچھ نہ بولے پر بہت دفعہ ایسی باتیں ہوئیں جن سے میرے پتا کو یہ احساس ہوا کہ راکیشو نندن ایک سرکش راجا ہیں، پھر بھی کوئی اتنا بڑا سمے نہ آیا کہ دونوں کے بیچ کوئی خاص بات ہوتی، پھر یوں ہوا کہ ایک بار مہاراج راکیشو نندن کی سگی بہن دیوالی کے موقع پر ہاتھی پر بیٹھ کر سیر کو نکلی چاروں طرف دیوالی کا شور برپا تھا۔ سب اپنے اپنے طور پر دیوالی منا رہے تھے۔ کماری راگنی، ہاتھی کی سیر کرتی ہوئی دور نکل گئی تھی، لیکن راج راجاؤں کے کسی بھی آدمی کو یہ اجازت نہیں تھی کہ اس کا رخ اچھوتوں کی بستی کی طرف ہو۔ تو ہوا یوں کہ جلتی ہوئی آتشبازی کہیں سے ہاتھی کی پیٹھ پر آگری اور ہاتھی بگڑ گیا۔ مہاوت ہاتھی کو نہ سنبھال سکا اور ہاتھی نے اسے سونڈ میں لپیٹ کر زمین پر دے پٹا اور منہ زوری سے بھاگتا چلا گیا۔

"کماری راگنی کی زندگی خطرے میں پڑ گئی تھی۔ ہاتھی مستی میں آکر اتنی دور بھاگ گیا کہ کسی کو کچھ پتا ہی نہ چلا۔ تب ایک اچھوت کیشنا نے راج کماری راگنی کو درخت پر چڑھ کر ہاتھی کی پشت سے اٹھا لیا۔ بدبخت ہاتھی کو خود پتا نہ چلا اور کماری راگنی اپنا جیون بچانے والے کے بازوؤں میں ننھی سی چڑیا کی طرح دبی رہی۔ کیشنا ہزاروں جوانوں کا ایک جوان تھا۔ بھگوان نے اسے جیون تو اچھوتوں کی بستی میں دیا تھا پر شکل و صورت راج کماروں جیسی دے دی تھی۔ راگنی نے جب اسے دیکھا تو وہ اس پر فدا ہو گئی دونوں پہلی نظر میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے مگر ان دونوں کے درمیان مذہب کی دیوار تھی۔ راگنی نے کیشنا سے اگلے دن اسی جگہ ملنے کا وعدہ کیا ادھر راگنی کے محافظ آگئے راگنی جلدی سے درخت سے نیچے اتر گئی اور ان کے ساتھ چلی گئی یہ سلسلہ چلتا رہا پھر ایک دن راکیشو نندن نے راگنی کو رات کے وقت محل سے نکلتے دیکھا تو وہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ اس کا پیچھا کرتا ان دونوں تک پہنچ گیا۔

"جب یہ لمبا راستہ طے کر کے راگنی اپنے کیشنا کے پاس پہنچی اور اس کی آغوش میں دراز ہو کر آسمان کو دیکھتی رہی تو مہاراج اپنے آدمیوں کو پیچھے چھوڑ کر اس کے سامنے پہنچ گئے۔ کیشنا نے راگنی کو چھوڑ دیا اور راگنی کا دم نکل گیا۔ راکیشو نندن نے کیشنا سے پوچھا۔

"کون ہے رے تو اور کہاں رہتا ہے؟"

"میرا نام کیشنا ہے میں اچھوت ہوں۔"

"تم دونوں کا سمبندھ کہاں تک پہنچ گیا ہے؟"

"جہاں منش سے منش کی پہنچ ہوتی ہے۔" کیشنا نے بے خوفی سے جواب دیا۔

راکیشو نندن کی آنکھیں جھک گئیں ان کے من میں آگ سلگ رہی تھی، لیکن سمجھداری سے کام لینا چاہتے تھے۔

"تو چل میرے ساتھ۔" بس اس سے زیادہ بھلا کیا کر سکتی تھی۔ کانپتی ہوئی اس کے پاس چلی آئی۔

"تو جانتا ہے راگنی کون ہے؟"

"ہاں مہاراج۔"

"نیچ ذات کا ہونے کے باوجود تو نے راگنی سے پریم کیا؟"

"پرانی بات ہے مہاراج پریم اونچ نیچ نہیں دیکھتا۔"

"یہ بات ابھی کسی سے نہ کہنا ہم سوچیں گے کہ ہمیں آگے کیا کرنا چاہیے؟"

"پریم کہانی سبھا میں بیٹھ کر نہیں سنائی جاتی مہاراج آپ بالکل چنتا نہ کریں۔"

"ٹھیک ہے۔" راکیشو نندن نے کہا ان کے سارے وجود میں آبلے پڑ گئے تھے لیکن وہ خود کو سنبھالے ہوئے تھے۔ گھر پہنچ کر بھی انہوں نے نہ راگنی سے کچھ کہا نہ کسی اور سے ہاں اتنا ضرور کہا انہوں نے راگنی سے کہ اپنی پریم کہانی ابھی کسی کو نہ بتانا۔ راگنی بیچاری بھلا کسی کو کیا بتاتی، بہرحال سمے بیتتا رہا۔

انہوں نے بہت غور کرنے کے بعد اور اپنے خاص خاص آدمیوں سے پوچھنے کے بعد میرے پتا مہاراج سیوا رام سے مشورہ کرنے کا فیصلہ کیا جب وہ سیوا رام کے پاس پہنچے تو کیشنا سیوا رام جی کے پاس موجود تھا۔ مہاراج سیوا رام نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جو کچھ بھی ہو کیشنا کی مدد کی جائے گی اور جب راکیشو نندن نے کیشنا کو ان کے پاس دیکھا تو آگ بگولہ ہو گیا۔

بات مختصر یہ ہے مہاراج کہ راگنی، کیشنا کے بچے کی ماں بننے والی تھی اور ایک برہمن کبھی نہیں چاہے گا کہ اس کی بہن کسی اچھوت سے بیاہی جائے۔ اس نے کیشنا کو قتل کرا دیا مگر بچہ پلتا رہا۔ اور آج وہی بچہ ہریش چندر راج گدی سنبھالے ہوئے ہے۔ ایک اچھوت راج گدی پر بیٹھے یہ برہمن کی آن کے خلاف ہے کیونکہ اصل حقدار دھرم راج ہے۔

بہرحال یہ سارا چکر راج گدی کے لیے چل رہا تھا آپ کو میں نے بلاوجہ الجھا دیا ہے۔" "اور ویسے آپ ہماری سمجھ میں نہیں آئے مہاراج؟ اور یہ تو آپ ہی بتا سکتے ہیں کہ آپ کون ہیں؟"

"میں کون ہوں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

"فرق پڑتا ہے مہاراج۔"

"تمہارا جاننا ضروری نہیں ہے۔ جو کچھ تم نے دیکھ لیا بس اسے ہی سمجھو، لیکن تم پرکھوں سے دھرم سیوک چلے آرہے ہو۔ سنسار کی بہت سی باتیں تمہیں معلوم ہوں گی۔ میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اگر جانتے ہو اس کے بارے میں تو مجھے بتاؤ اور نہیں جانتے تو کوئی بات نہیں۔"

"ہمیں جو کچھ معلوم ہوگا ہم آپ کو ضرور بتا دیں گے مہاراج۔"

"کیا تم چندریکا کو جانتے ہو؟ وہ جس نے بھوج لیکھا پڑھی ہوئی ہے۔ جو چلتی ہے تو اس کے پیروں کے نشانات میں چاندی چمکتی ہے۔ جو بہت مہان ہے اور جو سنسار میں بہت کم لوگوں کو نظر آتی ہے۔"

"چندریکا ... چندریکا۔" ہردیوا ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑانے لگا۔ "نہیں مہاراج۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے پر ایک بار ایک عجیب واقعہ ہوا تھا جو آج تک ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ ہم کوئی دس سال کے تھے۔ ہمارے پتا سیوا رام ہمیں لے کر اودے نگر گئے۔ وہاں ایک پرانا مندر تھا۔ جسے مہاراج راکیش نندن نے تڑوا کر نیا مندر بنانے کی بات کی تھی لیکن مندر تو ٹوٹ گیا وہاں مندر کی جو بھی عمارت دوبارہ کھڑی کی جاتی وہ دھڑام کر کے گر پڑتی تھی۔ بہت دن تک یہ کوشش جاری رہی بہت سے مزدور اس کوشش میں ہلاک ہو گئے۔ تب مہاراج راکیش نندن نے وہاں مندر بنانے کا خیال چھوڑ دیا اور اس رات ہم اپنے پتا کے ساتھ وہیں موجود تھے اور ہمارے پتا جی ایک پاٹھ کر رہے تھے۔ ہم ٹہلتے ہوئے دور نکل گئے رات کا سمے تھا۔ تب ہمیں کچھ عجیب سے نشانات نظر آئے یہ نشانات ایک اندھے کنوئیں کی طرف چلے گئے تھے اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ یہ نشانات چاندی کی طرح چمک رہے تھے اور بالکل انسانی پیروں کے نشانات معلوم ہوتے تھے۔ مہاراج آپ کے کہنے سے یہ بات ہمیں یاد آ گئی ورنہ ہم چندریکا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔"

"تم نے ان نشانات کا تذکرہ اپنے پتا جی سے نہیں کیا؟"

"کیا تھا۔ پر جب ہم اپنے پتا جی کے ساتھ وہاں پہنچے تو نشانات مٹ چکے تھے۔ پتا جی نے ہماری بات کو بچے کی بات قرار دیا اور ہنستے ہوئے وہاں سے واپس آ گئے۔ وہ بھی چندریکا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ یہ بات سمجھ لیں آپ کتنی پرانی ہے پر چاندی کے پیروں کے نشانات کی وجہ سے ہمیں یاد رہ گئی۔"

"اودے پور یہاں سے کتنی دور ہے؟"

"خاصی دور ہے، مگر اب وہ کنواں وہاں نہیں ہے۔ وہ جگہ پہلے سنسان تھی اب تو وہاں آبادی ہو چکی ہے۔"

میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

"یہی ایک چھوٹا سا کام تھا میرا جو ظاہر ہے اب نہیں ہو سکتا۔" ہردیوا کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

"پرنتو مہاراج اس کی کھوج کی جا سکتی ہے اگر آپ کہیں تو۔" اس نے کہا۔

"کیسے؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"یہ میں ابھی نہیں بتاؤں گا۔" اس نے کہا۔

"کیوں؟"

"نہیں مہاراج اس میں کوئی بری بات نہیں ہے۔ بھگوان کی سوگند آپ کے کسی کام کے لیے منع کرنا نہیں ہے، بلکہ میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ ایسا کون سا طریقہ ہو جس سے میں مہاراج کا یہ چھوٹا موٹا کام کر سکوں۔"

"جانے دو ہردیوا۔ میں کچھ سمے یہاں گزاروں گا اور اس کے بعد یہاں سے چلا جاؤں گا۔ نہ مجھے تمہارا مقام چھیننے کا شوق ہے اور نہ میں ایسی باتوں سے کوئی دلچسپی رکھتا ہوں۔"

"آپ ہم پر پورا پورا بھروسا رکھیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

"مہاراج آپ کی سیوا کے لیے یہاں دیوداسیاں بھی موجود ہیں اور پنڈت پجاری بھی۔ ان لوگوں کو بھی سیوا کا موقع دیں اور میں تو ہوں ہی آپ کا داس۔"

میں خاموش ہو گیا اور اس کے بعد ہردیوا نے درحقیقت اپنا قول نبھایا۔ ویسے میں گہری سوچوں کا عادی بھی نہیں ہوں اور وقت کو وقت کے ساتھ گزارنے کا قائل ہوں۔ بس چندریکا کی تلاش میں یہاں تک پہنچا تھا اور اب اس کے بعد میں ہی جانتا تھا کہ آگے مجھے کیا کرنا ہے، چنانچہ یہاں کی رنگ رلیوں میں مست ہو گیا۔

میں ان کی رنگ رلیوں میں دلچسپی لیتا تھا، لیکن جب بھی کسی نے اپنی حد سے آگے بڑھنے کی کوشش کی میری تیز و تند نگاہیں اسے اس کی جگہ روک دیا کرتی تھیں۔

چالاک ہردیوا ان ساری باتوں کے باوجود اپنے کاموں میں مصروف تھا یہ تو بہت بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ رانی یشودھرا کو ہردیوا میں دعوت دینے والا ہردیوا ہی تھا اور وہ خود نہیں آئی تھی ہوا یوں کہ ایک صبح جب میں اپنی آرام گاہ میں ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد سوچ میں ڈوبا بیٹھا ہوا تھا تو چند داسیوں نے آ کر مجھے اطلاع دی۔

"مہاراج، مہاراج یشودھرا آپ سے ملنے کے لیے آئی ہیں اور آج شام کی پوجا میں وہ آپ کے درشن کرنے کی بات کرتی ہیں۔ ہردیوا مہاراج نے آپ سے یہ پوچھا ہے کیا آپ مہارانی جی سے ملنا پسند کریں گے؟"

"ٹھیک ہے ہردیوا اگر یہ چاہتا ہے کہ ہم اس سے ملیں تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

میں نے جواب دیا اور داسیاں چلی گئیں۔

میں یشودھرا کے بارے میں سوچنے لگا ہردیوا کی سنائی ہوئی پوری کہانی مجھے یاد آ گئی تھی، بہرحال دوپہر کے بعد جبکہ پوجا پاٹھ کی تیاریاں شروع ہو جاتی تھیں چند دیو داسیاں میرے پاس آ گئیں۔

"ہردیو سنگھ مہاراج نے یہ کپڑے بھیجے ہیں آپ کے لیے اور ہم لوگوں سے کہا ہے کہ آپ کو بنا سنوار کر تیار کر دیں۔"

"ٹھیک ہے اگر ہردیوا چاہتا ہے کہ ہم تیار ہو کر مہارانی یشو دھرا کے پاس چلیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

پھر لڑکیوں نے ہر طرح سے بنانے سنوارنے کے بعد مجھے تیار کر دیا اور وہ وقت آ گیا جب مجھے مہارانی یشو دھرا کے سامنے آنا تھا۔ تمام فاصلے طے کرنے کے بعد مندر کے اس عقبی حصے میں پہنچ گیا جہاں ایک بہت وسیع و عریض جگہ تھی۔ یہیں پر ہردیوا' مہارانی یشو دھرا کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

بلند و بالا قد و قامت کی مالک یہ عورت حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔ اس کا پیکر ایک ایسا شاہکار تھا جو کسی مصور کی سنگتراشی کا اعلیٰ ترین نمونہ کہا جا سکتا ہے۔ یہ عورت بلاشبہ اس قابل تھی کہ اسے ایک نگاہ دیکھنے کے بعد مسلسل دیکھتے رہا جائے۔ میں آگے بڑھ کر اس کے سامنے پہنچ گیا اور اس نے اپنا سر عقیدت سے جھکا دیا۔ مجھے اصولی طور پر اپنا ہاتھ بلند کرنا تھا۔ سو میں نے ایسا ہی کیا' لیکن یشو دھرا کی نگاہوں میں عقیدت نہیں تھی۔

میں اس کی بڑی بڑی خوبصورت بوجھل آنکھوں میں گلابی ڈورے تیرتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور اس کی نگاہوں کی پرشوق چمک میرے ذہن کو ایک عجیب سا احساس بخش رہی تھی۔

"جیسے سنا تھا ویسا ہی پایا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"یہ بھی سنا تھا ہم نے کہ تم طاقت کے دیوتا ہو۔ تمہارے درشن کرنے کا بڑا شوق تھا وہ بھی پورا ہوا۔ اب یہ بتاؤ پیاس مہاراج کہ ہمارے گھر کو کب اپنے چرنوں سے عزت بخشو گے؟"

میں نے ہردیوا کی طرف دیکھا۔

"مہارانی چاہتی ہیں کہ آپ کسی دن ہریش چندر مہاراج سے بھی ملیں اور یشو دھرا مہارانی کے گھر پدھاریں۔ یہ بہت بڑا اعزاز ہے مہاراج اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مہارانی یشو دھرا کی یہ خواہش پوری کر دیں۔"

"کسی بھی وقت چلے جائیں گے۔ اس میں ایسی کوئی ناس بات نہیں ہے۔"

"ہردیوا مہاراج' اب ہمیں آگیا دیں۔ جو کام تھا ہمارا وہ ہم نے پورا کر لیا ہے۔ مہاراج آپ بھی ہمیں آگیا دیں۔" اس نے کہا اور اس کے بعد بغیر کسی اجازت کے واپسی کے لیے پلٹ گئی۔ ہردیوا اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا تھا' لیکن رانی یشو دھرا نے اس کی جانب توجہ نہیں دی۔ البتہ دروازے پر پہنچنے کے بعد اس نے رک کر مجھے دیکھا۔ دیکھتی رہی اور اس کے بعد دروازے سے باہر نکل گئی۔ میں اس کی پرشوق نگاہوں کو اچھی طرح محسوس کر رہا تھا بہرطور ہردیوا اس کے ساتھ باہر نکل گیا اور میں داسیوں کے ساتھ اپنی قیام گاہ میں آ گیا جہاں میں رہتا تھا۔

وقت گزارنا تھا اور وقت جس طرح بھی گزرے انسان کو اس پر کبھی قدرت نہیں حاصل ہوتی۔ یشو دھرا کے بارے میں سوچتا رہا۔ بلاشبہ بے حد حسین عورت تھی لیکن بھوج لیکھا کی مالک نہیں تھی۔ میں زندگی گزارنے کے لیے کون سا رخ اختیار کروں' کیا کرنا چاہیے مجھے۔ اپنے بارے میں ابھی بہت غور کرنا تھا۔ وقت آگے بڑھ گیا۔ دوسری رات تھی۔ میں ہردیوا کے فراہم کردہ کمرے میں آرام کر رہا تھا کہ ہردیوا میرے کمرے میں داخل ہوا۔ بڑے احترام سے پیش آیا۔

"مہاراج کوئی آپ سے ملنے آیا ہے۔"

"کون ہے؟"

"قریب آ گیا ہے اس لیے میں بلائے لیتا ہوں۔"

ہردیوا نے کہا میں کچھ نہ سمجھ پایا تھا' لیکن پھر میں نے یشو دھرا کو دیکھا جو ایک سادہ سے لباس میں ملبوس میرے سامنے آئی تھی۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر وہ کافی نیچے جھکی۔

"ہرچند کہ میں نے آپ سے آگیا نہیں لی تھی مہاراج' لیکن مہارانی یشو دھرا چھپ کر آئی ہیں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس طرح یہاں آئیں گی۔ اس لیے میں مجبور ہو گیا اب میں چلتا ہوں۔" وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

یشو دھرا میرے سامنے کھڑی ہوئی تھی اس وقت مہارانی کی حیثیت سے نہیں آئی تھی بلکہ بالکل عام عورت لگ رہی تھی' لیکن اس سادگی میں اس کا حسن پہلے سے بھی بڑھ گیا تھا۔

"بیٹھو کیا بات ہے؟"

"مہاراج ہم ہر طرح ناکام ہو گئے ہیں۔ ہریش چندر جو کچھ بھی ہے' لیکن اس نے اپنے پاؤں مضبوطی سے گاڑے ہوئے ہے۔ کوئی ایسا اپائے بتائیے جس سے اس کے یہ پاؤں ہلکے پڑ جائیں۔ میں یہ چاہتی ہوں مہاراج کہ آپ راج محل آئیں۔ ہم نے یہ کام شروع کر دیا ہے آپ کی شہرت تو پہلے ہی راجدھانی پہنچ گئی ہے اور راجدھانی کے لوگ آپ سے ملنے کے لیے بے کل ہیں آپ وہاں آئیں گے تو مجھے وشواس ہے کہ بہت سے من لوٹ لیں گے اور اس کے بعد آپ اگر یہ اعلان کر دیں کہ ہریش چند راج پاٹ کے قابل نہیں ہے تو بہت سے کام بن جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے یشو دھرا اگر تم یہ سمجھتی ہو کہ میرے اتنا کہنے سے کچھ کام بن سکتا ہے تو ٹھیک ہے مجھے اعتراض نہیں ہو گا۔"

یشو دھرا نے غمگین نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

"حالانکہ میرے من میں یہ تھا مہاراج کہ سب کچھ چھوڑ کر آپ کے چرنوں کی داسی بن جاؤں۔"

"نہیں یشو دھرا یہ ممکن نہیں ہے اور اس کی وجہ تم سمجھتی ہو۔"

"یہی تو بات ہے مہاراج تو پھر میں کب آپ کا سواگت

کروں؟"

"میں ہر دیوا سے بات کرنے کے بعد تمہیں خبر کرا دوں گا۔" اس نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ کچھ دیر بیٹھی اور اس کے بعد واپس چلی گئی۔

میں خود بھی عجیب سی کیفیت محسوس کر رہا تھا لیکن میں نے دل ہی دل میں کہا کہ چندریکا دیکھ میں تیرے راستے پر ثابت قدمی سے چل رہا ہوں اب تو مجھ سے اجتناب نہ کر۔ مجھے مل جا۔ سات یگوں کے سفر کی مار نہ دے مجھے تو اگر چاہے تو میرے نزدیک آسکتی ہے۔

ہردیوا آگیا مسکرا رہا تھا بولا۔ "عورت میں یہی کمی ہوتی ہے مہاراج' اور دیکھیں کیسی عجیب ہوتی ہے یہ ہستی۔ وہ دھرم راج سے کب سے پریم کرتی ہے' لیکن من بدل گیا اس کا۔ میں تو خود حیران رہ گیا تھا اسے دیکھ کر۔"

"اب یہ بتاؤ ہردیوا کہ مجھے آگے کیا کرنا چاہیے؟"

"مہاراج کو مشورہ دینا سورج کو چراغ دکھانا ہے لیکن میرا خیال ہے آپ یہ کام کردیں بتوں کا بھلا ہوگا اس سے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے میں راجدھانی چلا جاتا ہوں۔"

اس کے بعد دو دن تک مجھے انتظار کرنا پڑا۔ تیسرے دن سفید گھوڑوں کا ایک رتھ بہت سے سواروں کے ساتھ مجھے لینے کے لیے پہنچ گیا۔ راجہ ہریش چندر کو بھی میرے بارے میں بتا دیا گیا تھا۔ فوج کا سیناپتی پریتم سنگھ تو میرے سخت دشمنوں میں تھا لیکن بہرحال راجہ کا حکم ٹالنا اس کے بس کی بات بھی نہیں تھی۔

یہ سفر ختم ہوا اور میں راجدھانی میں داخل ہوگیا۔ یہ شاید یشودھرا ہی کا کمال تھا کہ پوری راجدھانی میرے سواگت کو امڈ آئی تھی اور ویسے بھی ہردیوا نے مجھے روانہ کرنے کے لیے پھر اسی طرح سجا بنا دیا تھا۔ مجھے رتھ پر کھڑے ہو کر راجدھانی کی جنتا کا جواب دینا پڑا۔ لوگوں کو میرے بارے میں کافی معلومات فراہم کردی گئی تھیں۔

راج محل میں راجہ ہریش چندر نے میرا استقبال کیا۔ اس شخص کی جو کہانی میں نے سنی تھی وہ بھی بڑی عجیب تھی۔ یہ ایک اچھوت کا بیٹا تھا لیکن راجہ بن گیا تھا اور یہ بات کسی کو معلوم نہیں تھی۔ البتہ راج محل میں' میں نے ہریش چندر کے جو رنگ ڈھنگ دیکھے ان سے مجھے اندازہ ہوگیا کہ اچھوت کا بیٹا اچھوت پن کی حرکتیں ہی کر رہا ہے۔ باندیوں اور داسیوں کے گروہ کے گروہ تھے جو اس کا دل بہلانے کے لیے موجود تھے اور یہاں بھی اس نے میری موجودگی کی کوئی خاص پروا نہیں کی تھی۔ میرا استقبال ضرور کیا تھا اس نے' لیکن اس وقت بھی وہ نشے میں ڈوبا ہوا تھا اور اس کے بعد رات کو وہ دسترخوان پر بھی میرے ساتھ نہ تھا' جبکہ دھرم راج۔ اس کا باپ مہامنتری رام راج اور دوسرے بہت سے لوگ میرے اعزاز میں ہونے والی دعوت میں موجود تھے۔ یہ سارا کام ہوتا رہا اور اس کے بعد رات ہوگئی۔

رات کو مجھے ایک خوبصورت کمرے میں ٹھہرایا گیا جو آرائش میں اپنی مثال آپ تھا۔

رانی ایک خوبصورت لباس میں ملبوس میرے سامنے آگئی تھی اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر مجھے پرنام کیا۔

"مہاراج جو کچھ مجھے سمجھا چکے ہیں وہ میرے من میں ہے اپنے من کی بے کلی کو دبا دیا ہے میں نے' لیکن پھر بھی مہاراج آپ کے ساتھ کچھ سمے تو بتا سکتی ہوں میں۔"

"رانی تو میرے قدموں کو ڈگمگا رہی ہے اگر میری کوئی منزل نہ ہوتی اور میرے ذہن میں کوئی خاص تصور نہ ہوتا تو میں تیری پذیرائی سے گریز نہ کرتا۔ تم روگی ہو۔"

"ہاں مہاراج' میرے من کا روگ آپ کو معلوم ہے بس میں ہریش چندر کے پاس مطمئن نہیں ہوں آپ نے دیکھا وہ کیسا آدمی ہے۔ میں چاہتی ہوں مہاراج کہ دھرم راج راجا بن جائے اور میرا من شانت ہو جائے۔"

"مجھے بتاؤ میں اس بارے میں کیا کر سکتا ہوں؟"

"چند روز گزر جائیں مہاراج' اس کے بعد آپ راجا ہریش چندر کے بارے میں یہ اعلان کریں گے کہ ہریش چندر کا راجا رہنا اس راجدھانی کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔ مہاراج رام راج اور دھرم راج خود بھی مل کر کوشش کر رہے ہیں۔ بس خطرہ ہے تو سیناپتی پریتم سنگھ سے۔ وہ ہریش چندر کا سب سے بڑا وفادار ہے اور اس سے مجھے خطرہ ہے کہ وہ ہمارا راستہ روکے گا۔"

"تو پھر سب سے پہلے پریتم سنگھ ہی کا انتظام کیوں نہ کیا جائے۔"

"میں تو یہی چاہتی ہوں مہاراج کہ آپ ہماری سہائتا کریں۔ اصل میں یہ کام دوسرے طریقوں سے بھی ہو سکتا ہے' لیکن ہر دیوا مہاراج یہ چاہتے ہیں کہ ان پر کوئی حرف نہ آئے کیونکہ ہریش چندر نے ہردیوا مہاراج کے بارے میں بہت سی ایسی باتیں کہلا رکھی ہیں جن سے یہ خطرہ ہے کہ اگر ہریش چندر کو کوئی نقصان پہنچا تو لوگوں کی توجہ ہردیوا مہاراج کی جانب ہی جائے گی۔"

"ہوں' کچھ سوچنا پڑے گا۔" وہ خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی' پھر ایک ٹھنڈی آہ بھر کر وہیں گھاس پر دراز ہوگئی۔ وہ کروٹیں بدل رہی تھی اور میرے وجود میں ایک عجیب سی بے چینی پیدا ہوتی جا رہی تھی۔

میں نے ایک گہری سانس لے کر آسمان کی جانب دیکھا اوپر چاند کھلا ہوا تھا۔ آہ چودھویں کا چاند اور اچانک ہی چاند نے میری توجہ اپنی جانب مبذول کرالی۔ مجھے یوں لگا جیسے چاند پھیکا پڑتا جارہا ہو۔ میرے بدن میں ایک تھرتھری سی پیدا ہوگئی ایک عجیب سی تشنگی۔ ایک عجیب سی پیاس میرے وجود میں جاگ

اٹھی۔ وہ پیاس جسے میں نے طویل عرصے سے دبائے رکھا تھا اور
اسے دبائے رکھنے کا طریقہ یہ تھا کہ پورے چاند کی رات کبھی کھلی
جگہ نہ گزارو' اگر جگہ بند ہو اور چاند براہ راست نگاہوں کی
سامنے نہ ہو تو پھر احساسات خود بخود سو جاتے تھے۔ لیکن اس
وقت 'اس وقت' یہ وقت بہت برا تھا' بہت برا تھا یہ وقت' میں
شدید اندرونی کشمکش کا شکار ہو گیا تھا اور میرے حواس میرا ساتھ
چھوڑتے جا رہے تھے۔ ادھر یشودھرا پر بھی دیوانگی طاری تھی کہ
میں جانتا تھا کہ اس کے اندر کی عورت جاگ گئی ہے۔ میری
نگاہیں اس کی گردن کی رگ پر جا پڑیں۔ صندلی گردن' موم جیسی
رنگت سے بنی ہوئی اور اس پر ابھری ہوئی رگیں صاف نظر آ رہی
تھیں۔ میں آہستہ آہستہ بہکنے لگا اور یشودھرا میرے بہکنے کے
انداز کو کچھ اور سمجھ کر ایک دم آمادگی کی جانب مائل ہو گئی۔
اس نے اپنے جسم کو تھوڑا سا سرکایا اور اپنا سر میرے زانو پر
رکھ دیا۔ میں نے اس کے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے سہلانا شروع
کر دیا اور پھر اچانک ہی میں نے اس کے بال دونوں ہاتھوں کی
مٹھیوں میں جکڑ لیے اور اسے اپنے چہرے کے قریب کر لیا۔
میرے ہونٹ اس کی گردن پر جا کر ٹکے اور میرے نوکیلے دانت
اس کی گردن میں چبھنے لگے تو وہ آہستہ سے کسمسائی لیکن دیر ہو
چکی تھی۔ اچانک ہی میرے دانت شدید وحشت کے عالم میں
اس کی گردن میں پیوست ہو گئے اور رانی کے حلق سے ایک چیخ
بلند ہو گئی۔ کان پھاڑ دینے والی چیخ' لیکن اب بھلا وہ میرے
بازوؤں کی گرفت سے کیسے نکل سکتی تھی۔

میں وحشی بن چکا تھا۔ میں نے دانت پوری طرح اس کی
گردن میں سمو دیئے اور اس کے نرخرے میں میرے دانت
پیوست ہو گئے۔ میں اپنی ازلی پیاس بجھانے لگا اور یشودھرا کا
کمزور جسم میرے بازوؤں میں پھڑکتا رہا پھر اچانک ہی نجانے کیا
ہوا۔ قدموں کی بہت سی آہٹیں سنائی دی تھیں۔ میرے اوپر
کمندیں پھینکی گئی تھیں اور مجھے رسیوں میں جکڑ لیا گیا تھا لیکن
جن لوگوں نے مجھے رسیوں میں جکڑا تھا مجھے یشودھرا کے بدن
سے الگ نہ کر پائے وہ مجھے کھینچنے کی کوشش کر رہے تھے۔

میرے اوپر کیف و سرور کی ایسی کیفیت طاری تھی کہ میں
اپنے حواس ہی میں نہیں تھا۔ بس گہری نیند سو جانے کو جی چاہ رہا
تھا۔ بدمستی' اور سرور کے ایک ایسے سمندر میں غوطہ زن تھا کہ
ساری عمر نکلنے کو جی نہ چاہے۔ اور پھر میری آنکھیں بند ہو گئیں اور
میں ہمیشہ کی مانند دنیا سے بے خبر ہو گیا۔ نجانے کب ہوش آیا
تھا۔ جاگا تو اپنے آپ کو عجیب سی کیفیت میں پایا۔ دونوں ہاتھ
رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ نگاہیں اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا یہ
ستون ایک وسیع و عریض میدان میں تھے اور پہاڑی پتھروں کو چن
کر بنائے گئے تھے۔ سامنے ہی بہت بڑی خلقت موجود تھی۔
عورتیں' مرد بچے گھوڑے سوار' سپاہی جو مجھ سے کوئی سو گز کے
فاصلے پر تھے۔ سارے کے سارے سپاہی میری جانب نگراں بہت
سے ایسے تھے جو ہاتھوں میں پتھر اٹھائے ہوئے تھے۔ میں اپنے
بدن کی کیفیت محسوس کرنے لگا۔ میرے اندر بے پناہ قوت تھی
اور میرے جسم میں ایسی کوئی خاص بات نہیں تھی جو مجھے کسی قسم
کی کمزوری محسوس کرنے دے۔ البتہ پتھروں سے اور گرد سے پورا
بدن اٹا ہوا تھا۔ صورت حال کا جائزہ لینے میں چند لمحات لگ گئے

یہ پتھر جو اتنے سارے میرے گرد جمع ہو گئے ہیں انہی لوگوں
کے مارے ہوئے ہیں لیکن انہیں بھی یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ یہ
پتھر میرے جسم کو مضروب نہیں کر سکے ہیں میں تو ان تمام چیزوں
سے آزاد تھا لیکن جو کچھ ہوا برا ہوا۔ خود میرے دل میں یہ بات
نہیں تھی بلکہ پچھلے کچھ عرصے سے کھلے چاند میں نہ جانے کے
باعث خون کی طلب بھی نہیں ہوئی تھی۔ مجھے اور یہ ایک دلچسپ
تجربہ کبھی نہ تھا۔ میرے لیے ہاں چودھویں رات کا کھلا چاند میرے
لیے مشکلات کا آغاز کرتا تھا اس تجربے کو میں نے اپنے ذہن میں
محفوظ کر لیا۔ لوگ میرے چاروں طرف موجود تھے اور یقینی طور پر
یہ سب میری موت چاہتے تھے۔ وہ کچھ چیخ بھی رہے تھے۔ میں نے
اپنی سماعت ان کی جانب منتقل کر دی۔

"وہ جاگ گیا۔ وہ ہوش میں ہے۔ پتھروں نے اسے کوئی
خاص نقصان نہیں پہنچایا۔ وہ انسان نہیں ہے۔ وہ راکشش ہے۔
مارو اور مار دو اسے۔ کہیں یہ کسی اور کو نقصان نہ پہنچا دے۔"

ایک بار پھر میری جانب پتھروں کی بارش ہونے لگی۔ میں
اپنے آپ کو فطری طور پر ان پتھروں سے بچانے کی کوشش کر رہا
تھا لیکن پتھر میرے جسم پر آ آ کر لگ رہے تھے۔ البتہ یہ دوسری
بات ہے کہ ان کی ضربیں میرے لیے بے معنی تھیں۔ ہاں مجھے
ان پر غصہ ضرور آنے لگا۔ میں نے تیکھی نگاہوں سے انہیں دیکھا
پھر اپنے ہاتھوں میں بندھے ہوئے رسوں کو اور اس کے بعد میں
نے ہاتھوں کو تھوڑا سا سروڑ کر ان رسوں کو اپنے پنجوں کی گرفت
میں لے لیا اور پھر ان پر طاقت صرف کرنے لگا۔ ستون مٹی
چھوڑنے لگے اور تھوڑی دیر کے بعد لوہے کے وہ کڑے ان
ستونوں سے باہر نکل آئے اور وہ حصہ زمین پر آ رہا جو لوہے کے
ان کڑوں کو باندھے ہوئے تھا لوگوں کے ہاتھ رک گئے ایک
عجیب سا سناٹا چھا گیا۔ میں نے رسوں کو اپنے ہاتھوں میں بندھا
رہنے دیا وہ کنڈوں سمیت لٹک گئے تھے اور اس کے بعد میں نے
اپنے بدن کو جنبش دی۔ پتھروں کے انبار جو کسی سہارے کے بغیر
میرے جسم سے ٹکے ہوئے تھے نیچے ڈھلکنے لگے اور اس کے ساتھ
ہی میں نے آگے قدم بڑھائے تو پتھر میرے راستے سے ہٹنے لگے
پھر میں نے دیکھا کہ ایک دم بھگدڑ مچ گئی ہے لوگ بری طرح سر
پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ انہیں اندازہ ہو گیا تھا
کہ راکشش آزاد ہو گیا ہے۔ میں پتھروں کے انبار پر چلتا ہوا ان
کی جانب بڑھ رہا تھا اب تو گھڑ سوار بھی بدحواس نظر آ رہے تھے۔

ایک گھوڑے کو میں نے اپنے قابو میں کیا۔ وہ مجھے اپنی پشت پر لادے ادھر سے ادھر کود رہا تھا۔ اب اس وقت یہاں رک کر اپنے ہاتھوں سے رسیوں کے ان پھندوں کو نکالنا تو میرے لیے ممکن نہیں تھا لیکن میں نے دونوں ہاتھ دونوں سمت پھیلا لیے۔ لگام کو دانتوں سے پکڑا اور اس کے بعد گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ گھوڑا دوڑنے لگا اب اس بستی میں میرا رکنا بالکل ہی بے مقصد ہو گیا تھا۔ جہنم میں جائے ہریش چندر جہنم میں جائے دھرم راج سارے کے سارے اس وقت میرے دشمن ہیں اور سب ہی مجھے نفرت کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔

آبادی سے باہر آنے کے بعد میں نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اپنے ہاتھوں کو رسیوں کی گرفت سے آزاد کرا لیا اور اس کے بعد گھوڑے کی لگام اپنے ہاتھوں میں سنبھال کر میں نے ایک سمت اختیار کی اور گھوڑے کو تیز رفتاری سے اسی سمت چھوڑ دیا۔ اس دن مسلسل سفر کرتا رہا۔ آبادیاں بہت پیچھے رہ گئیں اور میں نے جان بوجھ کر کسی آبادی کا رخ کرنے سے اجتناب کیا تھا۔ اب مجھے ہر دیوا کی بھی پروا نہیں تھی۔ سارا کھیل ہی اچانک بدل گیا تھا۔

جب شام کے سناٹے فضا میں اتر آئے تو میں نے گھوڑے پر رحم کھا کر اس کی رفتار کم کر دی۔ اس جانور کی وفاداری تو مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ پورا دن میرے ساتھ ساتھ سفر کرتا رہا تھا اور نجانے کتنا طویل سفر کر ڈالا تھا اس نے۔ بہرطور یہاں تک پہنچنے کے بعد میں نے آخر کار اسے روکا اور اس کی پشت سے اتر گیا۔ اس کی پشت پر ہاتھ مارا۔ قرب وجوار میں ہریالی بھی تھی۔ پانی بھی تھا۔ گھوڑے کے لیے اس سے اچھی جگہ بھلا اور کیا ہو سکتی تھی۔ اس نے میرا اشارہ پایا تو پانی کی جانب دوڑ پڑا۔ پہلے اس نے پیٹ بھر کر پانی پیا اور اس کے بعد گھاس پر منہ مارنے لگا۔ میں بھی گھوڑے سے اتر کر ایک جگہ جا بیٹھا تھا۔ اپنے حلیے پر غور کیا تو ہنسی آنے لگی پھر میں نے اس سمت کا رخ کیا جہاں گھوڑا پانی پینے چلا گیا تھا۔ ایک چھوٹا سا قدرتی تالاب تھا جس میں شفاف پانی بھرا ہوا تھا۔ اچھی خاصی وسعت میں پھیلا ہوا تھا۔ یہ غالباً" کوئی ایسا گڑھا تھا جو بارش سے بھر گیا تھا۔ کیونکہ اس میں اور کچھ آثار نظر نہیں آ رہے تھے لیکن نیچے شفاف پتھریلی زمین ہونے کی وجہ سے کوئی گدلا پن پیدا نہیں ہو سکا تھا۔ کیونکہ اس میں گھوڑے نے پانی پیا تھا اس لیے پانی پینے میں ذرا مجھے کراہیت محسوس ہوئی لیکن اپنا حلیہ درست کرنا کوئی ایسی بری بات نہیں تھی۔ چنانچہ میں لباس اتار کر اس ٹھنڈے پانی کے گڑھے میں اتر گیا اور پھر اس وقت تک اس میں کلیلیں کرتا رہا جب تک کہ آسمان پر ایک بار پھر سے چاند نہ ابھر آیا۔ یہ چاند غالباً" پندرھویں رات کا چاند تھا۔ اس نے میرے ذہن پر کوئی برا اثر نہیں ڈالا اور ویسے بھی ایک رات اپنا گوہر مقصود حاصل کرنے کے بعد مجھے ایک ماہ تک کوئی ضرورت نہیں محسوس ہوتی تھی۔ البتہ پانی میں غسل کرنے سے ہوائیں کچھ اور فرحت بخش محسوس ہونے لگی تھیں۔ پھر ایک جگہ آرام کی ٹھانی اور پتھر کی ایک چوڑی سل پر نیم دراز ہو گیا۔ گھوڑے کو میں نے آزاد ہی رکھا تھا اگر وہ بھاگ بھی جاتا ہے تو ایسا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ مجھ پر چاندنی رات میں پتھریلی چٹان پر لیٹ کر سوچوں کے دائرے پھیلنے لگے اور میرا ذہن نجانے کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔

بہت دیر تک سوچوں میں ڈوبا رہا اور اس کے بعد آنکھیں بند کر لیں۔ جب سورج کی کرنوں نے آنکھوں میں گدگدی پیدا کی تو جاگ گیا۔ گھوڑا زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ وہ شکم سیر تھا اور صبح کے ناشتے سے بھی فارغ ہو چکا تھا۔ میں نے اس کی جانب بڑھ کر اسے پکڑا۔ اس پر زین کسی اور لگام سنبھالنے کے بعد پھر اس کی پشت پر سوار ہو گیا۔ اس دن جب سورج نے کوئی ایک تہائی سفر طے کر لیا تو مجھے ایک بستی کے آثار نظر آئے۔ چھوٹے بڑے مکانات بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے کچھ سوچ کر بستی کی جانب رخ کیا۔

دیکھوں یہ، کون سی بستی ہے کون لوگ ہیں یہ کچھ دیر کے بعد میں بستی میں داخل ہو گیا۔ بستی عام انسانوں کے جیسی ہی بستی تھی۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ اکا دکا کسان آتے جاتے نظر آ رہے تھے۔ پھر ایک کسان بیلوں کی جوڑی لیے، ادھر سے گزرا تو اس نے مجھے دیکھ لیا۔

کوئی ہمدرد قسم کا آدمی تھا۔ بیلوں سمیت میرے پاس پہنچ گیا اور معصومیت سے مجھے دیکھنے لگا۔ خاصا عمر رسیدہ آدمی تھا۔ میں نے مسکرا کر اس کی پذیرائی کی۔

"مسافر ہو؟"

"ہاں بابا۔"

"اودے پور میں آئے ہو اور بستی سے باہر پڑے ہوئے ہو۔ کیا سارے اودے پور میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو تمہیں مہمان بنا لے۔"

"اودے پور" میرے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔

"ہاں ہماری بستی میں میرے ساتھ چلو۔ غریب ہوں بھیا پر دو وقت کی روٹی بھگوان کی دیا سے کھلا سکتا ہوں تمہیں۔"

"تمہارا بہت شکریہ بابا جی۔ ویسے اودے پور والے اتنے برے لوگ نہیں ہیں۔ میں خود ہی یہاں ٹھہر گیا ہوں۔ تم یہاں کے پرانے باشندے ہو گے؟"

"لو بھیا کی باتیں، ارے پرکھے بھی یہیں پیدا ہوئے اور یہیں مر گئے۔ ناتی پوتے والے ہیں ہم بھی سارا جیون یہیں بتایا ہے۔"

"ہوں تو پھر چندر ریکا کو جانتے ہو گے؟" مجھے ہردیوا کی بات یاد آ گئی تھی۔

"چندر ریکا، کون وہ اپنے سندر لعل بزاز کی بیٹی؟"

"نہیں بابا جی یہاں کوئی اندھا کنواں تھا جس میں چندر ریکا رہتی تھی۔"

"ایں۔" بوڑھے کسان نے سر کھجاتے ہوئے مجھے دیکھا۔

"نام سنا ہے تم نے کبھی چندر ریکا کا؟"

"ارے بھیا، باؤلے لگتے ہو۔ چندر ریکا اندھے کنویں میں رہتی تھی۔ ارے کون سا اندھا کنواں اور کون چندر ریکا۔ ہم تو ایک چندر ریکا کو جانتے ہیں۔"

"چلو کوئی بات نہیں۔"

"ہرے رام ہرے رام! اچھی خاصی شکل و صورت کے مالک ہو پر بھگوان نے کھوپڑی میں بھوسہ بھر دیا ہے شاید چلو بے راموشاموں۔"

اس نے دونوں بیلوں کے ہلکے ہلکے ہنٹر لگائے اور آگے بڑھ گیا۔ مجھے ہنسی آ گئی تھی۔ سیدھا سادا آدمی تھا لیکن بہرحال کچھ دے کر ہی گیا تھا۔ یہ اودے پور ہے حالانکہ ہردیوا نے بتایا تھا کہ اب اودے پور کی آبادیوں کے وہ پرانے نشان بھی باقی نہیں رہے ہیں جو پرانی روایات کے حامل تھے لیکن دل کو ایک کھوج سی لگ گئی۔ تلاش کرنے میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر چندر ریکا کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں تو کیا یہ بہتر نہیں رہے گا اپنی جگہ سے اٹھا اور چل پڑا۔ گھوڑے کا مسئلہ نہیں تھا۔ ویسے بھی جب تک میرا ساتھ دے اس کی مہربانی ہے نہیں تو وہ میری ملکیت تو نہیں ہے اچھا وفادار جانور تھا۔ بعد میں مل گیا تو دیکھ لوں گا۔ میں نے ایک سیدھ اختیار کی اور چلتا رہا۔ بستی بہت پیچھے رہ گئی تھی۔ کچھ فاصلے تک تو اس کے چراغ جلتے نظر آئے اور اس کے بعد وہ تاریکی میں گم ہو گئی۔ آگے چٹیل پہاڑی راستے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بوڑھے کسان کا کہا ہی درست تھا۔ باؤلا ہو گیا تھا میں جو صرف اودے پور کا نام سن کر اس اندھے کنویں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا تھا۔ تاحد نگاہ گھور تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ آسمان ابر آلود ہونے کی وجہ سے ستارے بھی بادلوں کا لحاف اوڑھے آرام کی نیند سو رہے تھے۔ بہت دیر تک چلتا رہا۔ پھر ایک جگہ جا بیٹھا۔ بلند و بالا چٹان تھی جس کے چاروں طرف چٹانی راستے بکھرے ہوئے تھے لیکن یہ نظر کا واہمہ تھا یا عقل کی خرابی کہ ایک چیز مجھے چمکتی ہوئی نظر آئی تھی۔ فاصلہ کافی تھا لیکن چونکہ رات کی تاریکیاں بکھری ہوئی تھیں اس لیے اس کی چمک ابھرتی نظر آ رہی تھی۔ یقینی طور پر یہ صحرا کے سراب ہیں۔ میں نے ایک ہی نہیں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بہت سے ایسے ہی نشان چمکتے ہوئے دیکھے تھے۔ دل کو ایک عجیب سا احساس ہوا۔ انہی کی تلاش میں تو آیا ہوں ایک یگ کا سفر کیا ہے میں نے۔ دنیا کے واپسی کے راستے پر چلا ہوں کیا مجھے اس میں کامیابی نہیں حاصل ہو گی۔ ایک دیوانگی سی دل میں جاگی۔ چٹان سے چھلانگ لگائی اور برق رفتاری سے دوڑنے لگا۔ ابھی تک یہ دھوکا برقرار تھا۔ اتنے ہی فاصلے پر نشانات نظر آ رہے تھے۔ جتنا فاصلہ ایک قدم کا دوسرے قدم سے ہوتا ہے۔ میں ان نشانوں کو دیکھتا ہوا آخرکار ان کے قریب پہنچ گیا اور پھر جھک کر انہیں دیکھنے لگا۔ پیروں کے نشانات ہی تھے اور چاندی کی طرح چمک رہے تھے۔ چندر ریکا آہ چندر ریکا، ہی ہے یقیناً وہ ادھر سے گزری ہے بس اس کے بعد بھلا کیا رکتا سفر کرتا رہا۔ کافی دور تک یہ سفر کیا تھا میں نے اور اس کے بعد ایک وسیع و عریض چٹانی دیوار نے میرا راستہ روک لیا۔ دامن میں ایک غار نظر آ رہا تھا اور قدموں کے نشانات اسی غار کے پاس آ کر ختم ہوئے تھے۔

میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں لیکن بات ذرا کچھ عجیب سی تھی۔ چندر ریکا کیا اس یگ میں موجود ہے۔ مجھے تو ست یگوں کے سفر کے لیے کہا گیا تھا۔ کیا گوہر مقصود یہاں حاصل ہو جائے گا۔ غار کے دہانے پر میں نے ایک لمحے کے لیے کھڑے ہو کر سوچا اگر وہ اندر موجود ہے تو کیا وہ میری موجودگی قبول کر لے گی۔ اس کے انداز میں تو بے نیازی تھی اور وہ میرے چھونے سے

ناراض ہو کر چل پڑی تھی اور اس معمولی سی بات کے نتیجے میں
مجھے ایک یگ کا سفر کرنا پڑا تھا۔ دیکھوں تو سہی وہ موجود ہے تو اس
سے دل کی بات کہوں۔ اس وقت تو اس نے کچھ سنا ہی نہیں تھا۔
سن لے چاہے اس کے بعد آگے کے سفر کی تیاریاں ہی کیوں نہ
کرنی پڑیں۔ غار میں داخل ہو گیا۔ ایک گپھا سی تھی جو گہرائیوں
میں چلی گئی تھی لیکن اس گپھا میں بھی مجھے جگہ جگہ چاندی کے وہ
نشان چمکتے ہوئے نظر آ رہے تھے جو چندریکا کی موجودگی کا پتا دیتے
تھے اور پھر اس گپھا کا اختتام ایک اور سوراخ پر ہوا جس کے
دوسری جانب نجانے کیا تھا پر مجھے کس بات کی پرواہ ہو سکتی تھی
ایک دروازے کی دوسری جانب سے مدھم مدھم روشنی چھلک
رہی تھی۔ یہ روشنی وہاں کسی کے وجود کا پتا دیتی تھی اور میں بے
جھجک اس دوسرے سوراخ سے اندر داخل ہو گیا۔ ایک وسیع و
عریض غار تھا جس میں جگہ جگہ دیواروں میں مشعلیں نصب تھیں
اور روشنی انہی مشعلوں سے پھیل رہی تھی۔

لیکن روشنیوں کے انعطاف میں گپھا کے بیچوں بیچ جو کچھ نظر
آ رہا تھا اسے دیکھ کر میرے قدم ساکت رہ گئے تھے۔ بھلا چندر کھنڈ
کو میں نہ پہچانتا۔ بیچوں بیچ ایک مرگ چھالہ بچھائے آسن مارے
بیٹھا ہوا تھا۔ چندر کھنڈ اور یہاں میری حیرت کی انتہا نہ رہی میں
نے آنکھیں گھما کر گپھا کا چاروں طرف سے جائزہ لیا۔ وسیع و
عریض گپھا میں چندر کھنڈ کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اس کے
سامنے کنڈل رکھا ہوا تھا۔ قریب ہی ایک سانپ جیسی شکل کی
سونٹی جو میرے لیے اجنبی تھی اور چندر کھنڈ پھر اس نے آنکھیں
کھولیں اور اس کے منہ سے غراتی ہوئی آواز نکلی۔

"کتھا استھو۔"

"گرو مہاراج تم؟" میں نے آہستہ سے کہا اور اس نے بڑی
بڑی آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا۔

"ہاں بیاس میں ہی ہوں۔"

"کیا یہاں چندریکا بھی ہے گرو مہاراج؟" میں نے کہا اور
چندر کھنڈ نے آسن بدل لیا۔

"آ گیا، بڑے دن کے بعد تجھے دیکھ رہا ہوں آ گیا بھسم، آ گیا
بیاس اور تو تیرا کوئی نام ہی نہیں ہے۔" میں چند قدم آگے بڑھا۔

"کیا چندریکا بھی یہاں ہے؟"

"بیٹھ جا چندریکا یہاں نہیں ہے۔"

"کہاں ہے وہ؟"

"بھاڑ چولہے میں۔" چندر کھنڈ نے جواب دیا۔

"گرو مہاراج اس کے قدموں کے نشانات میں نے اس
گپھا تک آتے ہوئے دیکھے ہیں۔"

"بڑی باتیں سمجھائی ہیں تجھے۔ بہت کچھ بتایا ہے اس سنسار
کے بارے میں۔ بڑی محنت کی ہے تجھ پر ایک اور بات بتا دوں تو
کوئی حرج نہیں ہے۔ بیوقوف پریم عقل چھین لیتا ہے سمجھا اس
بات کو گرہ میں باندھ لینا۔ جتنے پریمی اس سنسار میں گزرے ہیں
وہ عقل کھو بیٹھے تھے اور عقل کھو بیٹھنے کے نتیجے میں برائیوں اور
مصیبتوں سے دوچار ہوئے۔"

"میں اب کوئی سکھشا نہیں چاہتا تمہاری چندر کھنڈ
مہاراج، مجھے یہ بتاؤ چندریکا کے قدموں کے نشانات یہاں تک
آئے ہیں لیکن وہ یہاں کیوں موجود نہیں ہے؟"

"اس لیے کہ وہ نشانات میں نے بنائے ہیں۔" چندر کھنڈ
نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو اشیش بھگونت؟" میں حیرت زدہ لہجے میں بولا

"ہاں تجھے یہاں تک بلانے کے لیے دیکھ لے۔ کیسی بے
عقلی کی بات ہے۔ بھسم شکتی رکھنے والا۔ بیاس کی عقل رکھنے
والا پریم جال میں پھنسا تو کس طرح باؤلا ہو گیا۔ ارے پاگل اگر
چرنوں کے ان نشانات پر ذرا بھی غور کر لیتا تو تجھے صاف اندازہ
ہو جاتا کہ وہ اصلی نہیں ہیں۔ سارے کے سارے نشانات
چھوٹے بڑے ہیں اگر پریم کیا تھا چندریکا سے تو کم از کم اس کے
چرنوں کے نشانات تو ناپ لیتا۔ پر پریم ایسے ہی عقل چھین لیتا
ہے بیٹھ جا ابھی تجھ سے بہت سی باتیں کرنی ہیں مجھے۔"

"تم نے مجھے دھوکے سے یہاں بلایا ہے اشیش بھگونت۔ تم
نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ میرا جیون ایک معصوم بچے کا
جیون تھا۔ جس طرح سنسار میں آنے والے سنسار میں آئے اور
گزر گئے۔ اسی طرح میں بھی اپنا تھوڑا سا جیون سنسار باسیوں کی
طرح گزار کر سنسار سے چلا جاتا۔ پرنتو تم نے مجھ سے یہ سب کچھ
چھین لیا۔"

"ہاں غلطی میری ہی ہے۔ میں نے یہ اندازہ نہیں لگایا تھا کہ
تو من کا اتنا چھوٹا ہے باؤلے سنسار میں رہنے والے کسی بھی
منش سے یہ بات پوچھ لینا کہ کیا وہ شکتی حاصل کرنا چاہتا ہے۔
کوئی بھی اس سے انکار نہیں کرے گا۔ منش کی پہلی خواہش یہی
رہی ہے کہ وہ سنسار میں دوسروں سے بڑا ہو۔ یہ خواہش اس کے
لیے اس سمے سے چلی آئی ہے جب اس نے اپنے آپ کو منش کی
حیثیت سے محسوس کیا ہے اور اس کے حصول کے لیے ہمیشہ
کوششیں کرتا رہا ہے پر تجھے سب کچھ رکھا رکھایا مل گیا۔ پاپی
کہاں سے آ مرا تھا میری اس گپھا میں جہاں میں ویتھم کی حفاظت
میں آرام سے سو رہا تھا۔ ارے تو وہ نہیں ہے جو میرے کام
آئے۔ غلطی مجھ سے ہی ہوئی مجھے چاہیے تھا کہ سنسار میں پیدا
ہونے والے ایک دن کے بچے کو کہیں سے حاصل کرتا اور پھر
اسے سکھشا دیتا۔ غلطی ہو گئی مجھ سے۔ میں نے تجھے جو سکھشا دی
تجھے جو شکتی دی اور جس طرح تجھے ناقابل تسخیر بنا دیا تو نے سب
کچھ کھو دیا۔ نہ صرف کھو دیا بلکہ تو نے میرے لیے ایسی مشکلات
پیدا کر دی ہیں جن سے نمٹنا اب میرے لیے بڑا ہی مشکل ہو رہا
ہے۔"

نجانے کیوں چندر کھنڈ کی یہ بات سن کر مجھے ایک لمحے کے لیے سکون محسوس ہوا اس نے میرے ساتھ تو خیر جو کچھ کیا تھا وہ کر ہی ڈالا تھا لیکن اگر وہ خود بھی کسی ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہے تو میرے لیے خوشی کی بات تھی۔ میں تھوڑے فاصلے پر آگے بڑھ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"اصل میں مہاراج جیسا کہ تم نے کہا کہ سنسار باسی صرف اپنے لیے جیتے ہیں۔ وہ اپنے لیے شکتی حاصل کرتے ہیں تاکہ دوسروں سے بڑے رہیں اور میں نے بچپن کی عمر سے نکلنے کے بعد اب جب سنسار میں رہنے والوں کا تجربہ کیا ہے تو تمہاری یہ بات بالکل سچ نکلی ہے لیکن اشیش بھگونت یہ بات کیوں بھول جاتے ہو تم کہ تم بھی آکاش سے اترے ہوئے دیوتا نہیں ہو تم بھی اس سنسار کے رہنے والے ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ تم نے اموشکتی حاصل کر لی ہے جس حد تک بھی ہے تم دوسروں سے بڑے ہو۔ کیوں؟ آخر کیوں؟ اور تم اپنے دشمنوں پر قابو پانا چاہتے ہو صرف اس لیے کہ تم سب سے بڑے کہلاؤ کرپان سنگھ ملودھا اور ہری چندوردھائی پر قبضہ کرنا تمہاری ذاتی خواہش ہے اور مہاراج اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم نے مجھے ششم شکتی دی اور میرے شریر کو ناقابل تسخیر بنا دیا۔ تم نے مجھے بیاس شکتی دی کہ میں عقل سے سوچ سکوں لیکن پریم شکتی تو کسی اور ہی کی دی ہوئی ہے اگر میرا من انسانوں کی مانند کسی سے پریم کرنے لگا ہے تو یہ کوئی بری بات تو نہیں ہے۔"

"تو نہیں جانتا' تو نہیں جانتا تیری وجہ سے کرپان سنگھ ملودھا اور ہری چندوردھائی کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ میں نے سنسار میں ایک ایسی ہستی کو تشکیل کیا ہے جسے میں نے ششم شکتی اور بیاس کی عقل دے دی ہے اور وہ ان کی تلاش میں ہے لیکن انہیں اس سے زیادہ خوشی اس بات کی ہوئی کہ میرا تیرا گٹھ جوڑ ختم ہو گیا۔ تو اب وہ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ جس طرح بھی بن پڑے تجھے میرے بنائے ہوئے بت کو میرے ہی خلاف کھڑا کر دیا جائے ارے باؤلے تو یہ نہیں جانتا کہ چندریکا ملودھا کی بیٹی ہے"

"کرپان سنگھ ملودھا کی؟"

"ہاں انہیں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے اور اب طرح طرح سے تجھے رجھانے کے چکر میں ہیں۔ ساری محنت پر پانی پھیر دیا تو نے میری۔"

"مطلب چندریکا کوئی دھوکا نہیں ہے۔ وہ ایک ٹھوس حقیقت ہے اس کا اظہار تم نے کر دیا ہے مہاراج اور میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے۔"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور چندر کھنڈ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ وہ عجیب سی نظروں سے مجھے دیکھتا رہا اور پھر اس کے چہرے سے یہ احساس ظاہر ہونے لگا کہ اسے اپنے الفاظ کا افسوس ہے چندریکا کے وجود کو حقیقت ثابت کر کے اس نے میرے آتش شوق کو اور بھڑکا دیا ہے۔ گویا چندریکا کے حصول کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ وہ چند لمحات کچھ بھی نہیں بول سکا۔ بس خالی خالی نظروں سے مجھے دیکھتا رہا۔

"بھوج لیکھا ملودھا کی کتاب ہے اور اس میں اس نے اپنے منتر لکھے ہیں۔"

"تمہیں معلوم ہو گا اشیش بھگونت کے بھوج لیکھا کے چار پنے مجھے مل گئے تھے۔"

"وہ بھی تجھے رجھانے کے لیے تھے۔" اس نے برا منہ بنا کر کہا۔

"کیا مطلب؟"

"اتنا بتا دینا کافی نہیں ہے کہ کرپان سنگھ ملودھا اور ہری چندوردھائی کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے اور تو خود بھی جانتا ہے کیونکہ جو واقعات پیش آئے تھے۔ اس میں وردھائی کا وردھان ہوا تھا اور تجھے اس سے پورا پورا واسطہ پڑ چکا ہے تو جب انہیں یہ پتا چلا کہ میں اپنی طویل نیند ختم کر کے دوبارہ ان کی تلاش میں آنکلا ہوں تو انہوں نے پوری جانکاری شروع کر دی اور یہ جانکاری شروع کرنے کے بعد انہوں نے اپنے بچاؤ کا انتظام بھی کرنا شروع کر دیا کیونکہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ سنسار میں سب کچھ حاصل کرنے کے بعد ان کے پاس وہ گیان نہیں جو چندر کھنڈ کے پاس ہے کیونکہ چندر کھنڈ کا جادو اس کے پرکھوں کا جادو ہے اور چندر کھنڈ کا مقابلہ ان کے بس کی بات نہیں اس لیے تو وہ سسرے بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں لیکن ان کی یہ کوشش ہے کہ مجھے میری ہی چالوں سے ماریں اور سچائی تو یہ ہے کہ تو پوری طرح ان کے پھیر میں آ گیا چندریکا کا پریم تیرے من میں بلاوجہ ہی تو نہیں جاگا ہے۔ ارے تجھے گھیر گھار کر چندریکا کے سامنے لایا گیا ہے تاکہ تو میرے کام نہ رہے۔"

"اگر یہ بات بھی ہے چندر کھنڈ مہاراج تو مجھے تم صرف ایک بات کا جواب دے دو وہ یہ کہ جب تم نے مجھے اپنے کام کے لیے یہ ساری شکتی دی ہے تو مجھے اپنی گیان شکتی کیوں نہیں دے دیتے۔ میں اس کے بعد تمہارے لیے ہر کام کرنے کو تیار رہوں گا۔"

"گیان تجھے دے دوں تو میرے پاس کیا رہ جائے گا؟"

"ٹھیک ہے ویسے بھی اس سنسار میں مجھے کیا چاہیے۔ سفر آگے کا ہو یا پیچھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کوئی چیز میری طلب تو نہیں ہے جہاں تک چندریکا کی تلاش ہے تو چلو زندگی کا ایک مقصد تو حاصل ہوا۔ میں اپنے پریم میں پاگل ہو کر اس کے پیچھے چکراتا رہوں گا۔ بھوج لیکھا کے چار پنے میرا کافی کام کر دیں گے۔"

"بھوج لیکھا کے چار پنے سے کچھ نہیں ملے گا تجھے ان سے' بس سنسار میں پیچھے کی طرف جاتا رہے گا۔ جہاں تیرا اپنا کوئی وجود

نہیں ہو گا۔"

"نہ سہی میرے اوپر کیا فرق پڑتا ہے۔"

"تو پھر آخری بات مجھ سے بھی سن لے۔ ہری چند وردھانی اور کرپان سنگھ ملودھا تیرے لیے جو کچھ بھی کرتے رہیں لیکن اب تیرا تیسرا دشمن میں ہوں جو تیرے راستے روکوں گا۔"

"تم میرے دشمن بے شک بن سکتے ہو اشیش بھگونت لیکن بگاڑ کچھ نہیں سکتے۔"

"دیکھوں گا، پر یہ سمجھ لے کہ تو بھی سنسار میں کسی کام میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ وہ دونوں سسرے تو پیچھے رہیں گے لیکن میں اپنا کیا خود ہی بھگتوں گا۔"

"تمہاری مرضی ہے۔ سنسار کی بہت سی باتیں ہوش میں آنے کے بعد میں نے سیکھی ہیں۔ سبھی ہیں اور ان میں یہ بات سب سے بڑی بات ہے کہ کوئی بھی ہو اپنے لیے جیتا ہے، اپنے لیے سوچتا ہے تم اپنا گیان مجھے اس لیے نہیں دے سکتے کہ میں تمہارے برابر کا نہ ہو جاؤں۔ میں تمہارا کام اس لیے نہیں کر سکتا کہ تم نے میری مرضی کی چیز مجھے نہیں دی۔"

"بھاڑ میں جھونکوں گا میں تجھے۔ میں نے تجھے بھی کرپان سنگھ ملودھا اور ہری چند وردھانی جیسے دشمنوں میں شامل کر لیا ہے۔ افسوس صرف اس بات کا ہے کہ تو میرا لگایا ہوا پودا ہے۔"

"پر تو اب میں ایک درخت بن چکا ہوں۔"

"ارے جا جا درخت بننے میں بڑا سمے لگتا ہے بالک، ابھی بچہ ہے، کوئی تجربہ نہیں ہے تجھے اس سنسار کا۔"

"تو پھر اب میرے لیے کیا آگیا ہے مہاراج؟"

"جا تیرے لیے کیا آگیا ہوتی بھٹکتا رہ اس سنسار میں۔ دیکھیں گے تجھے من کی شانتی کہاں سے ملتی ہے۔"

اس نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اب کہنے کے لیے کچھ نہیں رہ گیا تھا اس کے پاس اور میں بھی اس کا سامنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ فضا میں بلند کیے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ اس کا وجود دھندلاتا چلا گیا پھر وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

میرے دل میں غم و غصہ جاگ اٹھا تھا۔ جس طرح وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا ہے اسی طرح میں دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہونا چاہتا تھا اور اس کے لیے مجھے اس گیان کی تلاش تھی جو اس کے پاس موجود تھا۔

بعد میں، میں نے واپسی کا راستہ اختیار کیا۔ کسی منزل کا تصور نہیں تھا۔ چندریکا کی تلاش تھی بس مجھے دیکھوں وہ ملتی ہے یا نہیں اور یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہی ہے کیا واقعی چندریکا ملودھا کی پہنچ میں ہے۔ کچھ کرنا پڑے گا اب کچھ کرنا پڑے گا، سوچنا پڑے گا کچھ اور اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ کن قدم اٹھایا جا سکتا ہے۔ میں اپنی جگہ سے نکل کر آگے چل دیا۔ کسی نئی داستان کی تلاش میں۔

ایک تالاب میں جھانک کر میں نے خود کو گھورا۔ ایک بھی جوان میرے جیسا نہ تھا۔ چٹان جیسا سینہ۔ عام لوگوں سے نکلتا ہوا قد، مضبوط پہاڑ جیسے بازو۔ بھرا ہوا چہرہ۔ میں نے پہلی بار خود سے اپنے بارے میں سوچا۔ اب تک تو دوسرے ہی کہتے رہے تھے اور جو میں نے خود کو پایا دوسرے نہ تھے۔ تالاب میں اتر کر میں نے شرافت کی گرد اتار دی باہر نکلا تو کندن بن کر نکلا تھا اور پھر ایک کالے ریچھ نے کپڑوں کی مشکل حل کر دی۔ خود کو بلوان سمجھ کر حملہ آور ہوا تھا مگر میں نے خالی ہاتھوں پھاڑ کر رکھ دیا۔ پھر ٹانگیں درخت سے باندھ کر کھال کھینچ لی۔ اسے تالاب میں دھو کر سکھایا اور پھر اپنے بدن کو ڈھک لیا۔ گھوڑا موجود نہیں تھا لیکن ایک زیبرا ہاتھ لگ گیا۔

مجھے سنگی ساتھی نظر آگئے لیکن ذرا مختلف انداز میں۔

زیبرے کی پیٹھ پر ایک ایسے درے سے گزر رہا تھا جس کے دونوں طرف اونچے نیچے پہاڑی ٹیلے تھے۔ درہ خوب وسعتوں میں پھیلا ہوا تھا اور روئیدگی سے خالی تھا۔ اس لیے یہاں سے گزر جانا ضروری تھا۔ تاکہ ساتھی کی پیٹ پوجا کے لیے کچھ نظر آجائے۔ کون سی جگہ تھی آگے کون سی بستی تھی کچھ معلوم نہ تھا۔ ہاں میرا ساتھی چونک کر رک گیا اور وجہ معلوم ہو گئی۔ چٹانوں کے پیچھے سے کچھ پتھر لڑھک کر نیچے آرہے تھے اور ایسا ایک جگہ ہی نہیں ہو رہا تھا بلکہ درے کے وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے بہت سے پہاڑی ٹیلوں کے پیچھے سے یہ چھوٹے چھوٹے پتھر لڑھک رہے تھے لیکن جو کوئی ان پتھروں کے پیچھے تھا اس نے چھپنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ یہ بے شمار جنگجو گھڑسوار تھے جو ایک سوار کی معیت میں آہستہ آہستہ پہاڑی ٹیلوں کے پیچھے سے نکل رہے تھے اور ان کے پاس چمکتے ہوئے تیز دھار والی انی کی نیزے تھے جنہیں وہ سیدھا کیے ہوئے تھے اور ان کی نگاہیں میری ہی جانب تھیں۔ آگئے میں نے دل ہی دل میں سوچا لیکن پھر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جو ہستی ان کی قیادت کر رہی تھی وہ کوئی مرد نہیں تھا بلکہ ایک انتہائی حسین عورت تھی جس کے کالے بال دھوپ اور گرمی سے بکھر کر اس کے چہرے سے جگہ جگہ چپکے ہوئے تھے۔ عمر بھی نوجوانی کی تھی مجھے ہنسی آنے لگی یہ تو عجیب بات ہے۔

یہ سارے کے سارے تومند جوان تھے اور ان کی نگاہیں میری ہی جانب اٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے اپنے زیبرے کو روک لیا ظاہر بات ہے وہ لوگ بھی مجھے دیکھ کر حیران ہوئے ہوں گے کیونکہ ان میں سے ایک بھی میرے جیسا نہیں تھا۔ میرے طاقت ور توانا جسم پر کالے ریچھ کی بڑے بڑے بالوں والی کھال منڈھی ہوئی تھی اور میں کسی ہتھیار سے بے نیاز تھا۔ میں رک کر انہیں دیکھنے لگا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے اور نیزے انہوں نے جس انداز میں سیدھے کیے ہوئے تھے اس سے یہ احساس

ہوتا تھا کہ آتے ہی مجھ پر حملہ کر دیں گے لیکن بیوقوفوں کو یہ پتا نہیں تھا کہ زیادہ سے زیادہ اگر وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں تو میرے زیبرے کو۔ عورت بھی ان کے ساتھ ساتھ آگے آ رہی تھی۔ اتنی خوبصورت اور سڈول جسم کی مالک تھی کہ دیکھتے رہنے کو جی چاہے۔ البتہ اس کے چہرے پر وحشت چھائی ہوئی تھی۔ چمکدار دانت بھیڑیوں کے دانت کی مانند تھے اور بھویں کمان جیسی تھیں اور ہونٹ اتنے سرخ کہ جیسے کسی کا خون پی کر آئی ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی شانے بھرے ہوئے اور گداز تھے اور نسوانیت کا ہر نقش اتنا خوبصورت کہ نگاہیں ہٹانے کو جی نہ چاہے۔ پتلی کمر ایسی حسین پیچ و خم تھے کہ انسان ان میں الجھ کر رہ جائے اب کون چندریکا کے چکر میں پڑا ہے۔ عورت تو وہ بھی ہے صرف سوچنے کا انداز ہے بے شک پریم کرنے والے پریم کرتے رہے ہیں سنسار میں اور انہوں نے اپنے نام پیدا کر لیے ہیں۔

وہ میرے بہت قریب آ گئے تھے پھر ان میں سے ایک طاقت ور جوان آگے بڑھا۔ اس نے اپنا کالے رنگ کا لمبے بانس والا نیزہ سیدھا کیا ہوا تھا۔ مجھے کچھ اس طرح خاموش کھڑے دیکھ کر جیسے میں اپنا بچاؤ بھی نہیں کروں گا۔ اس کی ہمت بندھی اور اس نے اپنے نیزے کی نوک میری گردن پر رکھی۔ حالانکہ یہ بدتمیزی مجھے پسند نہیں آئی تھی لیکن میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے کیا کہنا چاہتا ہے۔ نیزے والا آدمی چند لمحات مجھے گھورتا رہا۔

"یہاں تیرے ساتھ اور کون کون ہے کتنے آدمی ہیں تیرے اور کہاں چھپے ہوئے ہیں۔" میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"بات کرنے کا طریقہ یہ نہیں ہوتا۔ نیزہ میری گردن سے ہٹا اور شریف لوگوں کی طرح مجھ سے بات کر۔"

"تجھ سے جو جواب مانگا ہے وہ جواب دے ورنہ نیزے کی یہ انی تیری گردن کے پار ہو جائے گی۔"

"میں اس طرح جواب دینا پسند نہیں کرتا۔" میں نے ہاتھ اٹھا کر اس کے نیزے کی انی پکڑ لی اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی مقصد یہ تھا کہ اسے آگے بڑھا کر نیزہ میری گردن سے پار کر دے لیکن جب نیزے کی انی میری مٹھی میں جکڑی ہوئی ہو تو بھلا گھوڑے کی کیا مجال کہ وہ چند قدم آگے بڑھ سکے۔ میں نے اسے زور سے پیچھے دھکیلا اور نیزہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور اس کے بعد میں نے وہی نیزہ سیدھا کر کے اس کی جانب پھینکا اور نیزہ اس کے سینے سے پار ہو کر پیٹھ سے باہر نکل گیا۔ اس کے حلق سے ایک دلدوز چیخ نکلی اور وہ گھوڑے سے گر گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی جو لوگ آگے بڑھ رہے تھے وہ رک گئے اور چند قدم پیچھے ہٹ گئے لیکن پھر میں نے عورت کی نسوانی آواز سنی۔

"جاؤ پھیل کر اندازہ لگاؤ کہ اس کے ساتھ کتنے افراد موجود ہیں۔"

"وہ نہیں بھومیکا ہم جتنی وسعتوں میں پھیل کر یہاں پہنچے ہیں ان سے ہمیں یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ کم از کم اس درے میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔"

"تب یہ اپنے غول سے بھٹکا ہوا ہرن ہے۔ اسے مار دو۔"

اس کے جانباز اپنے اپنے نیزے سیدھے کرنے لگے۔

"تو ان کی سردار ہے میں تجھے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اپنے ان ساتھیوں میں سے چند لوگوں کو میرے ہاتھوں سے مروانے کی کوشش نہ کر میں غول سے بھٹکا ہوا ہرن نہیں بلکہ بدمست ہاتھی ہوں۔ جو جس طرف رخ کرے گا ادھر تباہی کے علاوہ اور کچھ نہ ملے گا۔ اپنے ان کتوں کو مرنے سے بچا ورنہ ایک ایک کر کے ان سب کو ختم کر دوں گا۔"

"تو ایک آدمی کو مار کر اپنے آپ کو بڑا سورما سمجھتا ہے لیکن میرے پاس ایسے ایسے سورما ہیں جو تجھے تیرے اس گدھے سمیت دھرتی میں اتار دیں گے۔"

"تب پھر ایسا کر اپنے ان سورماؤں سے ہاتھ دھو لے۔ ذرا بلا انہیں آکہ تجھے اپنی زبان درازی کا تھوڑا سا افسوس تو ہو۔"

"دھیرج، مکھنٹ آگے آؤ مار دو اسے اس کی لاش میرے سامنے پیش کرو۔"

سیاہ رنگ کے گھوڑوں پر سوار دو جوان آگے بڑھے۔ انہوں نے اپنے نیزے سنبھالے ہوئے تھے۔ اب میرے لیے مجبوری تھی جو نیا فیصلہ میں نے کیا تھا اس میں یہی بات سب سے پہلی تھی کہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے پہلے لوگوں کے حوصلے پست کر دو۔ میرے جسم کی طاقت کا مظاہرہ دیکھ کر ان کی سٹی گم ہو گئی تھی اور وہ حیرت سے منہ پھاڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ وہ دونوں جو اس کے بڑے سورما تھے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ تب حیرت زدہ عورت گھوڑے سے نیچے اتری اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میری جانب دیکھنے لگی پھر اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا تو کوئی دیوتا ہے کوئی اوتار ہے کوئی راکشش ہے کون ہے تو کون سے پریوار سے تعلق رکھتا ہے تو؟"

"میرا کوئی پریوار نہیں ہے میں خود اپنا پریوار ہوں۔"

"بہت اونچی باتیں کرتا ہے لیکن وہ کر دکھاتا ہے جو کہتا ہے میں نہیں مان سکتی تو تو انسان ہے ہی نہیں۔"

"نہیں عورت ایسی کوئی بات نہیں ہے لوگ مجھے دیوتا بنا کر مجھ سے میری اصلیت چھین لیتے ہیں۔ میں آکاش کا نہیں اس دھرتی کا رہنے والا ہوں لیکن ہوں انسان۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔ میں تجھ سے ایک بار ملنا چاہتی ہوں کیونکہ تجھ جیسا طاقت ور دلیر جوان اگر کسی طرح میری مدد کو آمادہ ہو جائے تو...... تو میرا بڑا کام بن سکتا ہے۔"

"تو کون ہے؟" میں نے اب کسی قدر نرم لہجے میں پوچھا۔

"نفرت کی دیوی ہوں میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوں دیکھ لے۔ میرے چہرے پر راج کھمبا کیا کی تحریر لکھی ہوئی ہے۔"

اس نے وحشت بھری آواز میں کہا اور میں اس کے ان الفاظ پر غور کرنے لگا۔ وہ نجانے کیوں نفرت کی دیوی بنی ہوئی تھی۔

"راج کھباکیا کون ہے؟"

"کنری کا کتا' وہ بزدل بھگوان جو مضبوط دیواروں میں بیٹھ کر بھگوان ہونے کے جھوٹے دعوے کرتا ہے اور میدان جنگ میں آتے ہوئے یوں کانپتا ہے جیسے اسے جاڑا چڑھ آیا ہو۔ اس نے خونخوار کتوں کے غول پالے ہوئے ہیں اور بس ان ہی کے سہارے جیون بتا رہا ہے۔"

میں اس کی لرزتی ہوئی آواز کو سن رہا تھا۔ اس آواز میں ایک ایسی کشش تھی جو میرے دل کو بھا رہی تھی بڑا حسین انداز تھا اس کے بولنے کا نفرت کی یہ حسین دیوی مجھے بڑی پیاری لگی۔

"اب میں اگر تجھ سے پوچھوں کہ کنری کا کتا راج کھباکیا کون ہے تو تو پریشان ہو جائے گی؟"

"میں تجھے اس بارے میں بہت کچھ بتا دوں گی لیکن تجھے بھگوان کا واسطہ مجھے اپنے بارے میں بتا دے تو کون ہے۔ کہاں جا رہا ہے اور تیرے اندر شکتی کہاں سے آئی؟"

"اب جو چیز جہاں سے آتی ہے اس کے بارے میں تو سب کچھ بتانا ممکن نہیں ہے لیکن میری کوئی منزل بھی نہیں ہے۔ آوارہ گرد ہوں اور ان پہاڑوں میں بھٹک رہا تھا کہ بلاوجہ تیرے تین آدمیوں کی موت آئی تو مجھے گزر جانے دیتی تو میں یہاں سے آگے بڑھ جاتا تو نے ہی میرا راستہ روکا ہے۔"

"شاید اس میں بھگوان کی کوئی بہتری ہو مجھے۔ مجھے تو اس سے ساتھیوں کی تلاش ہے۔"

"لیکن میری وجہ سے تیرے تین ساتھی مارے گئے مجھے خود ان کا افسوس ہے۔"

"جو گزر گئے ان کا دکھ کرنے سے کیا فائدہ۔ میں نے یہ سوچ کر انہیں تیرے سامنے تھوڑی بھیجا تھا کہ وہ تیرے ہاتھوں موت کا شکار ہو جائیں گے ہاں اگر ان کے بدلے میں تو ہماری سہائتا کرنے پر تیار ہو جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ میرے دل کو بڑی ڈھارس ہو جائے گی۔ کیا تو ہمارے ساتھ چلے گا؟"

"کہاں؟"

"ہم انہی پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ تھوڑا سا آگے۔ میں وہاں تجھ سے باتیں کروں گی۔ تجھے اپنے بارے میں بتاؤں گی۔ ہم لوگ بہت ہی دکھوں کے مارے ہوئے ہیں۔"

"ہوں۔ اگر تو چاہتی ہے اور مجھ پر اعتبار کرتی ہے تو مجھے تیرے ساتھ چلنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے دیکھوں گا کیا ہے اور وہ کنری کا کتا کون ہے جس سے تو نفرت کرتی ہے۔"

"بھگوان کی یہی اچھا تھی چل ہمارے ساتھ۔" اس نے کہا اور دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئی پھر اس نے کچھ لوگوں کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ مر گئے ہیں ان کی لاشیں یہیں کہیں راستے سے ہٹا کر ڈال دو ان کے ہتھیار اپنے ہاتھوں میں لے لو اور ان کے گھوڑے بھی اپنے قبضے میں کر لو ہمیں ان کی ضرورت ہے۔"

دوسرے لوگ اس کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گئے اور میں اپنے زیبرے پر سوار ہو گیا اور پھر ہم آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔ اس کا رخ درے میں سامنے جانے والے راستوں کی طرف تھا جدھر خود میں بھی جا رہا تھا لیکن یہ سارا علاقہ پہاڑوں کا ایک طویل اور وسیع سلسلہ تھا لیکن ان کی چڑھائی بڑی مشکل ثابت ہوئی گھوڑوں کی تو بات ہی اور ہوتی ہے لیکن زیبرا اس چڑھائی پر بار بار پھسل رہا تھا جبکہ اس لڑکی کے گھوڑے بڑی آسانی سے یہ چٹانی فاصلے عبور کر رہے تھے۔ اس نے میرے زیبرے کی سست رفتاری کو دیکھا اور اس کے خدوخال کے تیکھے پن میں کچھ نرمی آگئی۔

"زیبرے سواری کے لیے نہیں ہوتے حالانکہ تو اس پر بہت جچ رہا ہے اس کی کالی دھاریاں تیرے بدن کے کالے ریچھ کی کھال سے مل رہی ہیں اور اس کی سفیدی' لیکن پھر بھی اگر تو چاہے تو ان گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا لے لے جو خالی ہو چکے ہیں۔"

"اور اس کا کیا کروں؟" میں نے سوال کیا۔

"اسے چھوڑ دے۔"

"نہیں میں انہیں کبھی نہیں چھوڑتا جو میرا تھوڑا سا بھی ساتھ دیتے ہیں یہاں چٹیل پہاڑیاں ہیں بھلا ان میں یہ کیسے جی سکے گا مر جائے گا۔"

"تو پھر یوں کر کہ اس کی گردن میں رسی باندھ کر اس کو ساتھ لے لے ان پہاڑیوں کی دوسری طرف بڑی سرسبز و شاداب گھاس پھیلی ہوئی ہے۔ درخت بھی ہیں اور تیرا یہ زیبرا وہاں آسانی سے جی سکے گا۔"

"یہ زیادہ بہتر ہے۔" میں نے کہا اور زیبرے کی گردن میں گھوڑے سے نکالی ہوئی لگام ڈال دی پھر اسے ایک گھوڑے کی پشت سے باندھ لیا اور میں تنومند توانا کالے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ وہ خاصی نرم ہو گئی تھی اور اس وقت تحسین آمیز نگاہوں سے مجھے گھوڑے کی سواری کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

ہم آگے بڑھتے رہے کالے پہاڑوں کا فاصلہ طے ہوتا رہا اور اس کے بعد ایک پتلا سا تنگ درہ آیا۔ جس سے اندر داخل ہونے کے بعد ہم بلند ترین پہاڑوں کے دامن میں ان غاروں کے دہانے پر پہنچ گئے جو بہت بڑے بڑے تھے لیکن ایسی جگہ کہ اگر ان کی جانب کوئی آنا چاہے تو اسے آسانی نہ ہو تنگ درہ آنے والوں کو بہ آسانی اپنی لپیٹ میں لے سکے اور اس سے گزر کر دوسری جانب نکلنا مشکل ہو جائے۔ دوسرا کوئی راستہ بظاہر ایسا نظر نہیں آتا تھا کہ کسی دشمن کی ان غاروں تک رسائی ہو سکے۔ چنانچہ اس

درے سے داخل ہونے والے آسانی سے ہلاک کیے جا سکتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر وہ سب اپنے اپنے گھوڑوں سے اتر گئے۔

"یہ تیرا استھان ہے۔"

"ہاں اب یہی ہمارا استھان ہے۔"

"اچھا ہے۔"

"آ... اندر آجا' یہ پہاڑی غار ہیں۔ اس میں ہم اپنی دنیا بسائے ہوئے ہیں۔ یہ زیادہ آرام دہ تو نہیں ہیں۔ سپاہیوں کا مسکن ہے۔ یہ یہاں عیش و عشرت کا گزر نہیں ہے لیکن پھر بھی میں کوشش کروں گی کہ تیری دوستی حاصل کرنے کے لیے تجھے یہاں ہر آسائش فراہم کروں۔"

وہ میرے ساتھ سامنے نظر آنے والے وسیع و عریض غار کے دہانے سے اندر داخل ہو گئی۔ دہانہ بہت وسیع تھا اور اس کی مطابقت سے اندر کا غار بھی بے حد کشادہ تھا۔ ٹھنڈا اور آرام دہ۔ یہاں ضروریات زندگی کا بہت سا سامان پڑا ہوا تھا۔ تلواریں کھانڈے ایک جانب بارے تھے ایک طرف کچھ بستر بچھا دیے گئے۔

"یہاں تو آرام کرے گا یہاں میں رہتی تھی لیکن میرے لیے ایسے اور بھی بہت سے غار موجود ہیں۔"

"نہیں... یہ جگہ تیری ہے یہ تیرے ہی لیے ہونی چاہیے۔ مجھے اتنے بڑے غار کی ضرورت نہیں ہے۔ آرام کے لیے میں کسی کھلی چٹان پر بھی وقت گزار سکتا ہوں۔"

"نہیں مہمان ہم اتنے برے لوگ نہیں ہیں۔ مجھے تھوڑی دیر کے لیے آگیا دے۔ بعد میں واپس آکر میں تجھے اپنے بارے میں بتاؤں گی۔ اب جبکہ یہاں دوستوں کی حیثیت سے آگیا ہے تو ہم تیری دوستی پر پورا پورا بھروسا کر رہے ہیں حالانکہ مجھے بابا نے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے تو کھمباکیوں کا ہمدرد ہو لیکن جو کچھ بھی ہے میں نے اسے اپنے بھاگ پر چھوڑ دیا ہے۔"

"جا پھر آرام کر لباس تبدیل کر اور اس کے بعد میرے پاس آ بعد میں تجھ سے بات کروں گا۔" میں نے شان بے نیازی سے کہا اور وہ ایک نگاہ مجھ پر ڈال کر غار سے باہر نکل گئی۔

میں یہاں بھی آرام سے پھیل گیا۔ کچھ دیر کے بعد دو افراد تھالوں میں پھل لیے ہوئے آگئے اور خاموشی سے میرے سامنے رکھ کر چلے گئے۔ میں نے ان پر توجہ نہیں دی اور خاموشی سے اس کا انتظار کرتا رہا۔

پھر وہ آگئی۔ لیکن بدلے ہوئے لباس میں عورت کا اصل روپ دھار کر۔ وہ پہلے سے زیادہ حسین نظر آرہی تھی۔ میں نے اسے پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا۔

"مجھے اپنے بارے میں کچھ بتاؤ تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے؟"

"بیاس نام ہے میرا اور منش ہوں۔"

"اسے کھا۔" اس نے اپنے خوبصورت ہاتھوں سے ایک نارنگی اٹھائی اور اسے چھیل کر میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے نارنگی کی چند پھانکیں اٹھا کر منہ میں ڈال لیں اور اس کے چہرے پر خوشی کے آثار ابھر آئے۔ وہ مسکرانے لگی تھی۔

"تیرا نام کیا ہے؟" میں نے اسے پوچھا۔

"مت بھومیکا کے نام سے یہ لوگ مجھے پکارتے ہیں مگر یہ میرا نام نہیں ہے۔ میرا پرانا نام شبھائی ہے۔ مت بھومیکا میرا عرف ہے۔ وہ مجھے انتقام کی دیوی کہتے ہیں۔"

"تو کس سے انتقام لینا چاہتی ہے؟"

اس کے خدوخال پھر بدل گئے لیکن مجھے اس کے چہرے کے یہی نقوش پسند تھے۔ ان میں اس کا سارا وجود تمتماتا محسوس ہو رہا تھا۔ میں اسے پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس کے آگے بولنے کا انتظار کرتا رہا۔

"ہماری ریاست کا نام کرچندی تھا۔ چھوٹی سی ریاست تھی مگر خوشحال۔ خوشیوں کا جھولا جھولتی ہوئی۔ میرا بھائی شیوا راج کرتا تھا۔ ہنستا بولتا خود بھی خوش رہنے والوں میں' اور دوسروں کو بھی خوش رکھنے والوں میں مگر راج کھمباکیا۔ بھگوان اس کا ناش کرے۔ وہ پاپی سارے سنسار سے جلنے والوں میں سے تھا۔ اس کے من میں سارے سنسار کی آگ سمائی ہوئی تھی۔ جانتے ہو اس نے کیا کیا تھا اپنی راج دھانی میں۔"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"ساری راج دھانی سے اناج اٹھا لیا اس نے۔ پوری کھیتی باڑیاں اپنے قبضے میں کر لیں۔"

"کیوں؟"

"راکشش جو ہے۔ اس کے سپاہیوں نے ساری ریاست سے اناج اٹھا لیا اور پھر راج کھمباکیا نے اعلان کیا کہ جو جوان سینا میں شامل ہو جائیں گے ان کے پریوار کو اناج ملے گا۔ ورنہ نہیں اور بیاس اس طرح اس نے بہت بڑی سینا بنا لی۔ بوڑھے اور عورتیں کھیتی باڑی کرتیں اور جوان جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ پاپی نے تین ریاستوں کو تباہ کر دیا۔ پھر اس نے کرچندی کی طرف دیکھا۔ مان چرن میرے بھائی کا گہرا دوست تھا۔ ناکی ریاست کا راجہ۔ وہ بہت بہادر ہے اور اس کی سینا بھی بڑی ہے۔ شیوا نے حالات کا اندازہ لگا کر کچھ لوگوں کو مان چرن کی طرف بھیج دیا اور ان سے کہا کہ مان چرن کو بتائیں کہ کرچندی خطرے میں ہے۔ ادھر وہ لوگ چلے ادھر راج کھمبا نے کرچندی کو گھیر لیا۔ شیوا نے صلح کا پیغام بھیجا اور کہا کہ وہ لڑنا نہیں جانتا۔ تب راج کھمباکیا نے جواب دیا کہ وہ آکر اس کے چرن چھوئے اور کرچندی کے خزانوں کی چابی اس کے چرنوں میں رکھ دے۔ سیانوں نے منع کیا تو اپنے آدمیوں کی جان بچانے کے لیے اس نے سیانوں کی نہ مانی۔ اور پاپی کھمباکیا کے پاس چلا گیا۔ کچھ جوان اس کے ساتھ تھے۔ مگر راج کھمباکیا شیطان تھا اس نے سب کو مار ڈالا۔ میرے بھائی کو

بھی۔ اس کے بعد ان کی لاشیں گھوڑوں پر ڈال کر گرچندی پہنچا دیں۔ گرچندی کے سورما بھی کٹ مرنے چل پڑے مگر وہ بہت کم تھے انہیں شکست ہوئی اور راج کھمباکیا نے گرچندی لوٹ لی۔ میں ان تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ نکل آئی اور یہاں چھپ گئی۔ اب مجھے مان چرن کا انتظار ہے وہ ضرور آئے گا اور ہم راج کھمباکیا سے بدلہ لیں گے۔"

"کیا ریاست مالسی بہت دور ہے؟"

"ہاں۔"

"مگر مان چرن کو کیسے پتا چلے گا کہ تم یہاں ہو؟"

"یہی وہ راستے ہیں جہاں سے وہ گزرے گا۔"

"ہوں۔" میں نے گردن ہلائی پھر کہا۔ "ایک بات اور پوچھوں؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ ضرور آئے گا؟"

"بڑا وشواس ہے مجھے۔" اس نے جواب دیا۔ اس کے بعد میں نے اس سے اور کچھ نہیں پوچھا تھا۔

میں ان سب کے ساتھ وقت گزارنے لگا۔ وہ مجھ سے میرے بارے میں سوالات کرتی رہتی تھی اور میں اسے بہلاتا رہتا تھا البتہ وہ ایک باکردار لڑکی تھی۔ میں نے اس کے اندر عورت کی لچک کبھی نہیں پائی البتہ کبھی کبھی مجھے یہ احساس ہوا تھا کہ وہ میرے لیے الجھی ہوئی ہے۔

ایک دن میں نے اس سے سوال کیا۔ "اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لینے کے بعد تم کیا کرو گی؟"

"بھگوان جانے۔" اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیوں کیا تمہیں یہ احساس نہیں ہے کہ تم ایک نوجوان اور نوخیز لڑکی ہو؟" میرے اس سوال پر اس کے چہرے پر اداسی پھیل گئی۔

"اپنے بھائی کی موت کے بعد میں نے خود کو عورت سمجھنا چھوڑ دیا ہے میں تو اب صرف نفرت اور انتقام کی دیوی ہوں اور اسی لیے میرے ساتھی مجھے بھومیکا کہتے ہیں۔ ہاں اگر میں راج کھمباکیا سے انتقام لینے میں کامیاب ہو گئی تو شاید کبھی میرے اندر کی عورت جاگ اٹھے اور اگر ماری گئی تو مجھے افسوس نہیں ہوگا۔"

"میں تم سے پیش گوئی کرتا ہوں کہ راج کھمباکیا تمہارے ہی ہاتھوں مارا جائے گا۔" میرے ان الفاظ پر اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے خوشی کے آثار پیدا ہو گئے۔

"اگر ایسا ہو سکا تو اس کے بعد میرے من میں کوئی اور منو کامنا نہیں رہے گی لیکن تمہیں میرے اوپر کوئی بھروسا نہیں ہے؟"

"ارے کیوں؟ یہ بات تم نے کیسے کہی؟"

"اگر تم سمجھتے ہو کہ اپنے بارے میں جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے مجھے اس سے اطمینان ہو گیا ہے تو یہ تمہاری بھول ہے۔ میں جانتی ہوں کہ تم بہت انوکھے ہو دوسروں سے بالکل الگ۔ مگر تم کون ہو یہ تم نے آج تک نہیں بتایا۔ ٹھیک اب تمہیں مجبور بھی نہیں کرنا چاہتی کیونکہ یہ میری منزل نہیں ہے۔"

پھر ہم ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ عموماً باہر نکل جایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی سرسبز و شاداب گھاس پر ہم شکار بھی کیا کرتے تھے۔ اس دن بھی ایسے ہی نکل آئے تھے اور ہمیں اپنی قیام گاہ سے دور پہاڑیوں میں رات ہو گئی تھی۔ ہم نے اپنے لیے ایک جگہ منتخب کر لی اور رات وہاں گزاری لیکن ایک صاف ستھری رات۔ دوسری صبح ہم وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ اب ہم ایسے ڈھلوانوں سے اتر رہے تھے جو انتہائی پرخطر تھے لیکن اطراف کے علاقے اتنے خوبصورت کہ وہاں سیر و سیاحت کو جی چاہے ہم ایک حسین وادی میں پہنچ گئے جہاں آبشار سے گرنے والا پانی ایک ننھی سی بل کھاتی ہوئی ندی کی شکل میں آگے بڑھ رہا تھا اور یہاں پہنچ کر ہم تھوڑی دیر رکے۔ شبھانی نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گئی۔

"کیوں کیا بات ہے؟"

"میرا اس ندی میں نہانے کو جی چاہ رہا ہے۔"

"تو نہا لو۔"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

"من کی آشا پوری ہو جائے گی۔"

"کیا مطلب؟"

"میں نے اپنی آشاؤں کو گہری نیند سلا دیا ہے کوئی آشا میرے من میں پھوٹے تو میں اس سے جنگ کرتی ہوں۔"

"کیوں آخر؟"

"تمہیں بتا چکی ہوں بار بار بتانے سے کوئی فائدہ نہیں اپنے بھائی کی موت کے انتقام سے پہلے خود کو انسان سمجھنا ہی نہیں چاہتی۔"

میں خاموش ہو گیا اور ہم سست رفتاری سے وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ اطراف میں غاروں کے چھوٹے چھوٹے دہانے نظر آ رہے تھے بہرحال کافی سفر طے کرنے کے بعد ہم وہاں سے واپس پلٹ پڑے اور اس کے بعد کئی دن خاموشی سے گزر گئے۔ اس دن بھی شام کا وقت تھا۔ ہم ایک پتھر پر خاموش بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے کہ اچانک ہی دور سے چیخیں سنائی دینے لگیں۔ میں اور شبھانی چونک پڑے۔ ہم نے حیران نگاہوں سے چیخنے والے کو دیکھا۔ ایک بلند چٹان کی چوٹی پر موجود کچھ لوگ ہاتھ ہلا ہلا کر چیخ رہے تھے۔ شبھانی ایک لمحے کے لیے عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گئی۔

"دو ہی باتیں ہیں۔ یا تو مان چرن کا لشکر آ گیا ہے یا پھر کھمباکیا کے کتے کو ہماری خبر مل گئی ہے۔"

"فکر مت کرو اگر ایسا ہو بھی گیا ہے تو اسے کامیابی حاصل نہیں ہو گی۔ میں موجود ہوں شبھانی۔"

پہاڑ کی بلند چوٹی پر پہنچ کر ہم نے اسی عظیم الشان لشکر کو دیکھا۔

وہ مان چرن کا لشکر ہی تھا۔ کافی بڑا لشکر تھا۔ ہتھیاروں سے لیس ادھر آ رہا تھا۔ شبھانی نے جلدی جلدی اپنے ساتھیوں کو منظم کیا۔ مجھے ساتھ لیا اور اس کے بعد اپنا گھوڑا دوڑاتی ہوئی لشکر کی جانب چل پڑی اور کچھ دیر کے بعد وہ اس تنومند شخص کے سامنے پہنچ گئی جو ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ شبھانی کو دیکھ کر وہ نیچے اتر آیا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو اور میرا دوست کہاں ہے؟"

شبھانی نے سر جھکا لیا اور مان چرن اس کے قریب پہنچ گیا۔

"شبھانی شیوا کہاں ہے۔ بتاؤ مجھے میرا استقبال کرنے والوں میں تم کیوں ہو۔ میرا دوست شیوا کہاں ہے؟"

"کنری کے کتے راج کھمبا کیا نے شیوا کو مار ڈالا۔ گرچندی لوٹ لی۔ ہم لوگ ان پہاڑوں میں تیرا استقبال کرنے کے لیے رہ رہے ہیں مان چرن۔" مان چرن کی آواز میں غراہٹیں پیدا ہو گئیں

"نہیں میرا دوست نہیں مر سکتا۔ شیوا نہیں مر سکتا۔ تو جھوٹ بول رہی ہے شبھانی۔ جھوٹ مت بول شیوا نہیں مر سکتا۔"

"یہ سچ ہے۔"

"آہ کیا تو سچ کہہ رہی ہے۔ مجھے بتا کیا میرا دوست اب اس سنسار میں نہیں ہے۔"

"ہاں میں سچ بول رہی ہوں مان چرن ہم تو اس کی چتا بھی نہیں جلا سکے۔"

"افسوس۔ افسوس میں وقت پر اس کے پاس نہ پہنچ سکا لیکن جیسے ہی اس کے قاصد میرے پاس پہنچے میں نے تیاریاں شروع کر دیں۔ آہ میرا دوست میرا شیوا۔"

"مان چرن ہم صرف تیرے انتظار میں جیتے تھے ورنہ گرچندی کی موت دیکھنے کے بعد من نہیں چاہتا تھا ہم صرف انتقام کے لیے جی رہے ہیں۔"

"تو جئے گی شبھانی تو اپنے دشمن کو اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتارے گی۔ مان چرن تجھے تیرے دشمن کی لاش کا تحفہ دے گا چنتا نہ کر۔"

میں ایک گوشے سے مان چرن کا جائزہ لے رہا تھا۔ خاصا عمر رسیدہ آدمی تھا لیکن تنومند۔ البتہ نجانے کیوں میری ایک حس نے مجھے یہ احساس دلایا کہ مان چرن کی آنکھوں میں کچھ عجیب سے تاثرات ہیں۔ اس نے شبھانی کو دوست کی بہن کی نگاہوں سے نہیں دیکھا ہے۔ بہرحال یہ بھی ایک دلچسپ منظر تھا اور میرے لیے کچھ نئے تجربات کا حامل۔ میرے دل و دماغ میں رقابت کا کوئی تصور تک نہیں ابھرا تھا کیونکہ شاید میں اس منزل سے بہت آگے نکل چکا تھا اور پھر صحیح معنوں میں اگر میرے دل میں کسی کے لیے رقابت پیدا ہونی چاہیے تھی تو وہ چندریکا کے کسی اور پریمی کے لیے ہو سکتی تھی کیونکہ اگر میں نے اپنے دل میں کوئی ایسا تصور پایا تھا تو وہ صرف چندریکا کا تھا۔ باقی سب آنے جانے والی شخصیتیں تھیں۔ حالانکہ اب میں چندریکا سے بھی بددل ہو چکا تھا۔ یہ معلوم ہونے کے بعد کہ وہ بھی ملودھا پہنچتی ہے اور اس کا بھی ایک نظریہ تھا۔ کیا اس کائنات میں سچائیوں کا وجود ہمیشہ کے لیے مٹ گیا ہے۔ ہر ذی روح کسی نہ کسی لالچ میں مبتلا ہے۔ یہ بھی ایک تجربہ ہے انسانوں کے لیے دلچسپ اور انوکھا تجربہ۔ مان چرن نے اپنے لشکر کے خیمے لگوا دیے اس نے اسی جگہ قیام کا فیصلہ کیا تھا۔

راج کماری شبھانی اس کی آمد سے بے پناہ خوش تھی۔ میں نے البتہ ان سے دور ہی دور رہنے کو مناسب سمجھا تھا۔ اپنے آپ کو کسی اہمیت کا حامل ظاہر کر کے میں بے مقصد ذمہ داریاں قبول نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کسی عورت کے حصول کے لیے اپنے اندر انتقام کے جذبے پروان چڑھانا اب میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ البتہ ایک دلچسپی کا احساس مجھے مجبور کر رہا تھا کہ میں صورت حال کا جائزہ لیتا رہوں۔ خیمے لگ گئے اور پوری بستی آباد ہو گئی۔ مان چرن کا لشکر واقعی بہت بڑا تھا۔ شبھانی اسے دیکھ دیکھ کر پھولی نہیں سما رہی تھی۔ مان چرن کو میں نے اپنے اندازے کے مطابق شبھانی کے پیچھے ہی پیچھے لگے ہوئے دیکھا اور میں دل ہی دل میں مسکراتا رہا پھر اسی رات میں نے اس خیمے کے قریب اپنے لیے جگہ حاصل کی جو مان چرن کا خیمہ تھا۔ سپاہی اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ شبھانی کے ساتھی بھی اب اس لشکر کی آمد کے ساتھ ان لوگوں میں گھل مل گئے تھے۔

مان چرن اپنے خیمے میں تھا اور شبھانی ابھی چند لمحات قبل اس کے خیمے میں پہنچی تھی۔ میں نے خیمے کے اندر دیکھنے کا مناسب بندوبست کر لیا تھا۔ جس جگہ میں موجود تھا وہاں تاریکی تھی جبکہ خیمے کے اندر مشعلیں روشن تھیں۔ شبھانی ایک حسین لباس میں ملبوس غمزدہ کیفیت میں مان چرن کے سامنے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

مان چرن کی آنکھوں میں ایک بھرپور مرد جھانک رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"اپنے دوست شیوا کو تو میں پرلوک سے واپس نہیں لا سکتا بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں تجھ سے شبھانی کہ اس کے دشمن اب بدترین حالات کا شکار ہو جائیں گے اور بہت جلد ان کا تیا پانچہ ہو جائے گا پر ایک سوال میرے من میں بار بار آتا ہے؟"

"کیا؟" شبھانی نے آنکھیں اٹھا کر پوچھا۔

"گرچندی پھر سے آباد کر دیں گے ہم مگر ہماری راج دھانی

بہت دور ہے۔ ہم وہاں رہ کر گرچندی کا جائزہ کیسے لے سکیں گے؟"

"مجھے نہ راج کرنے سے کوئی دلچسپی ہے مہاراج اور نہ ہی میں گرچندی کی مہارانی بننا چاہتی ہوں۔ میری تو بس یہ منوکامنا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے پاپی راج کھمباکیا کو موت کا مزہ چکھاؤں۔"

"ایسا ہی ہو گا مگر اس کے بعد تو کیا کرے گی شبھانی؟"

"یہ تو بھگوان ہی جانتا ہے۔"

"سچ ہے ایسے کام بھگوان ہی جانتا ہے پر منش کے من میں کوئی نہ کوئی خیال تو ضرور ہوتا ہے۔ شیوا نے کہیں تیرا لگن کیا ہے؟"

"نہیں۔"

"تب پھر یہ فرض ہمیں ہی پورا کرنا پڑے گا کیونکہ ہم شیوا کے دوست ہیں۔ بہت برس پہلے ہم نے تجھے دیکھا تھا شبھانی۔ چھوٹی سی بچی تھی پر بھگوان نے تجھے بعد میں ایسے حسن سے مالا مال کیا کہ اب تو کوئی بوڑھا بھی تجھے دیکھے تو تیرے لیے پاگل ہو جائے۔"

عورت کی حس بہت تیز ہوتی ہے۔ شبھانی کو مان چرن کے الفاظ میں کوئی خاص بات نظر آئی تھی۔ اس نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا مگر منہ سے کچھ نہ کہا۔

"اب شیوا تو اس سنسار میں نہیں رہا ورنہ من کی بات ہم اس سے کہتے اور ہمیں پورا پورا وشواس ہے کہ ہمارا دوست ہماری بات کو کبھی نہ ٹالتا پر بھگوان کی اچھا اور انسان کی مجبوری ہمیں وہ سب کچھ تجھ سے کہنا پڑ رہا ہے جو ہمارے من میں ہے۔ کہہ دیں تو برا تو نہیں مانے گی شبھانی؟"

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں مہاراج؟"

"گرچندی میں کسی کو بھی راجہ بنا دینا کھمباکیا کی شکست کے بعد تجھے ہم گرچندی میں نہیں چھوڑیں گے بلکہ اپنے ساتھ ہانسی لے جائیں گے۔"

"میں آپ سے کہہ چکی ہوں مہاراج کہ میرے من میں کوئی آرزو نہیں ہے۔ میں تو سوچوں گی کہ مجھے جینا چاہیے یا نہیں؟"

"تجھے جینا ہوگا شبھانی ہمارے لیے، ہمارے محل میں ہماری دھرم پتنی کی حیثیت سے۔" شبھانی کا چہرہ تاریک ہو گیا تھا اور میں دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ابھی تو میرے من میں وہ گھاؤ ہی بڑا گہرا ہے مہاراج جو میرے بھائی کی موت کا گھاؤ ہے کیا اس سے پہلے ایسی کوئی بات میرے منہ سے نکل سکتی ہے۔"

"نہیں۔ نکلنی بھی نہیں چاہیے مگر ہم نے اپنے من کی بات تیرے کانوں تک پہنچا دی ہے اور اب اس کے بعد ہم اس سے تجھ سے بات کریں گے جب اپنا وچن پورا کریں گے۔"

شبھانی نے کوئی جواب نہیں دیا کچھ دیر تک مزید باتیں ہوتی رہیں اور جب شبھانی وہاں سے اٹھی تو میں نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی۔ میں دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔ اب دیکھنا ہے کہ یہ دیوی جی کیا فیصلہ کرتی ہیں اس بارے میں۔

میں تھوڑے فاصلے سے اس کا پیچھا کرتا رہا۔ وہ ایک پتھریلی چٹان پر جا بیٹھی تھی جہاں آس پاس کوئی موجود نہیں تھا اور اس کے چہرے پر گہرے غور و فکر کی پرچھائیاں تھیں پھر اتفاق سے ایک پتھر میرے پاؤں کے نیچے آکر پھسل گیا اور شبھانی نے مجھے دیکھ لیا۔ مجبوراً مجھے اس کی طرف بڑھنا پڑا تھا ورنہ وہ شک و شبے کا شکار ہو جاتی۔ مجھے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں سکون کا سمندر نظر آنے لگا۔

"بھگوان کی سوگند اس سمے تمہیں ہی یاد کر رہی تھی۔ یہاں پاس آؤ بیٹھو بڑی ضروری باتیں کرنی ہیں تم سے۔" میں اس کے الفاظ پر غور کر کے مسکراتا ہوا بیٹھ گیا۔ دیکھیں اب وہ کیا انکشاف کرتی ہے؟ میں نے دل میں سوچا۔

شبھانی کے چہرے پر بے چینی کے آثار پھیلے ہوئے تھے۔ اس کی حسین آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی تھی۔ میں خاموشی سے اس کے چہرے کا جائزہ لیتا رہا۔ اس کا خیال تھا کہ میں اسے تسلی دوں گا اور اس سے پوچھوں گا کہ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی کیسی ہے۔

"سنسار کتنی دکھ کی جگہ ہے بیاس کبھی تم نے اس بارے میں کچھ سوچا ہے؟" میں نے خاموشی اختیار کی تو وہ بولی۔ "مگر ہمارے ہی جیسے بدنصیب نہیں ہوتے اس سنسار میں بہت سے ایسے بھی ہوں گے جنہیں جیون میں مشکلوں کا سامنا ہی نہ کرنا پڑا ہوگا۔ ہر ایک سے یہ سوال کر دینا تو بے کار ہی ہے۔"

"کیا بات ہے بہت پریشان معلوم ہوتی ہو؟"

"ہاں پریشان تو بہت سمے سے ہوں۔ اس سمے سے جب مجھے یہ احساس ہوا کہ اب میرے سر سے سرپرستی اٹھ گئی ہے۔ انسان کتنا پرسکون ہوتا ہے جب دوسرے اس کی زندگی کو سنبھالے ہوئے ہوتے ہیں، اور جب جیون میں وہ کٹھنائیں خود ہی آپڑیں جنہیں خود ہی بھوگنا پڑے تب آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوتا ہے۔ میرا بھائی..." شبھانی سسکی سی لے کر خاموش ہو گئی۔

"جانے والے جو اس سنسار سے چلے جاتے ہیں اپنی یادوں کے سوا کچھ نہیں چھوڑ جاتے، لیکن یادوں میں کھو کر جیون کے سنہرے دن کھو دینا عقل مندی کی نشانی نہیں ہے۔ جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔"

"جو ہو رہا ہے اس کا کیا کروں؟"

"اب کیا بات ہے۔ تم ان پہاڑوں میں چھپ کر مان چرن کی آمد کا انتظار کر رہی تھیں۔ مان چرن آگیا اور اسے سب کچھ پتا چل گیا۔ کیا وہ تمہاری مدد پر آمادہ نہیں ہے؟ کیا وہ کھمباکیہ سے

ڈرتا ہے؟"

"مان چرن بہت دلیر ہے۔ تم نے اس کی سیناؤں کو دیکھ لیا۔ وہ ان علاقوں میں بڑی مشہور ہیں اور راج کھمبا کیہ کو جب یہ بات معلوم ہوگی کہ مان چرن اس کے مقابلے کے لیے آرہا ہے تو اس کی جان نکل جائے گی' لیکن۔"

"لیکن کیا؟"

"جب میرا بھائی زندہ تھا تو راج کھمبا کیہ کئی بار ہمارے ہاں آیا۔ میں بہت چھوٹی تھی اس کے سامنے یوں سمجھ لو میں اس کی گود کی کھیلی ہوئی ہوں۔ اس نے مجھے اپنی گود میں بٹھا کر میرے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا ہے' لیکن' اب میرا بھائی اس سنسار میں موجود نہیں ہے۔ اب وہ کس کی دوستی کے سہارے میرے لیے کھمبا کیہ پر حملہ کرے۔ اس کے لیے میں اب دوست کی بہن نہیں صرف ایک سندر جوان ناری ہوں۔ وہ اپنی کوشش کے بدلے میں جیون بھر کے لیے میرا مالک بننا چاہتا ہے۔ ایک مرد بن کر مجھے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے۔"...

"مگر کوئی مرد ہو تو ایسا کرے۔" میں نے کہا۔ "وہ تو ایک بوڑھا آدمی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ زندگی کے بہت سے تجربات اس کے وجود میں شامل ہوں گے وہ اچھی تندرستی کا مالک ہے' لیکن جو کچھ تم کہہ رہی ہو اور جو میں سمجھ رہا ہوں وہ کیسے ممکن ہ؟"

"اس پاپی نے یہی کہا ہے کہ وہ میرے شریر کا مالک بننا چاہتا ہے۔"

"کیا کھمبا کیہ سے بدلہ لینے کے عوض؟"

"ہاں۔" اس نے کہا۔

"تم نے اسے کیا جواب دیا؟"

"جواب کیا دیتی' سوچ میں ڈوب گئی اور یہ سوچنے لگی کہ بے سہارا عورتیں زندگی کیسے گزارتی ہیں۔"

"مگر تمہارے ساتھ تو اچھا خاصا لشکر ہے۔ تم چاہو تو اسے منع کر سکتی ہو۔ وہ واپس چلا جائے گا یا اس کے ساتھ...."

"کچھ نہیں کہا جا سکتا بڑی پریشان ہوں۔ دماغ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا۔"

"کیا کہا ہے تم نے اس سے؟"

"میں نے اس سے کہا ہے مہاراج کہ بھلا یہ کیسے ایسا ہے کہ میں اس کی ایسی باتوں کو من سے سویکار کروں۔"

"اچھا کہا تم نے' پھر وہ کیا بولا۔"

"کچھ نہیں وہ انتظار کرے گا۔ بوڑھا ہوس کا مارا ہے' اگر میں اسے اس بات کے لیے منع بھی کر دیتی ہوں' اگر اپنا یہ خیال واپس لے لیتی ہوں کہ میرے بھائی کے لیے وہ پاپی کنیریوں سے جنگ کرے لیکن اس کے باوجود یہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ... وہ مجھے چھوڑ دے گا۔"

"ہوں۔ زبردستی کرے گا؟"

"میرے ساتھ میرے آدمی ہی کتنے ہیں اور پھر وہ جانتے ہیں کہ ان جنگلوں اور پہاڑوں میں رہ کر ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں گے وہ سارے کے سارے مان چرن کے انتظار میں تھے اور اگر مان چرن اپنا کام کیے بغیر واپس چلا جاتا ہے تو وہ سب بھی منتشر ہو جائیں گے بلکہ کون جانے ان میں سے بے شمار مان چرن کے لشکر کے ساتھ ہی واپس چلے جائیں۔ ہمارے پاس اب کیا رکھا ہے۔"

"یہ تو واقعی سوچنے کی بات ہے۔" میں نے پر خیال انداز میں کہا' اور پھر بولا۔ "مگر شبھانی گرچندی کے جیون کے لیے تمہیں عقل سے کام لینا ہوگا۔ اس پر یہی ظاہر کرتی رہو کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ تمہارے لیے پریشان کن نہیں ہے۔ عورت کے اندر بڑی طاقت ہے وہ اگر چاہے تو اپنی ناز و ادا کے ذریعے بڑے بڑے مردوں کو احمق بنا سکتی ہے۔ تم اس سے کہو کہ تم اپنے آپ کو اس کے چرنوں میں جھکا دو گی جو اس کے بھائی کے قاتل کو قتل کرے گا۔ فی الحال تم اتنا ہی کرو اور اس کے بعد صورت حال کا جائزہ لیتی رہو۔"

شبھانی گہری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی' پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "ٹھیک ہے بھاگ میں یہ بھی لکھا ہے تو یہ بھی سہی۔ بھگوان کی سوگند مجھے اپنے جیون کی بالکل چنتا نہیں ہے۔ میں آج مرجانے کے لیے تیار ہوں' لیکن اپنی بھائی شوا کی چتا پر کھڑے ہو کر میں نے جو سوگند کھائی تھی۔ میں اسے جیسے بھی ہو سکا پوری کروں گی اور اگر سمے نے مجھے اس بوڑھے کے سامنے پہنچانے ہی کی ٹھانی ہے تو موت تو میرے بس میں ہے۔ ہیرا چاٹ کر جیون کا انت کرلوں گی ٹھیک کہتے ہو۔"

اس کے بعد شاید شبھانی نے وہی کیا جو میں نے اس سے کہا تھا' کیونکہ مان چرن نے اپنا حلیہ بدلنا شروع کر دیا تھا۔ پہلے وہ ایک بہادر جنگجو سپہ سالار نظر آتا تھا' لیکن اب رنگ برنگے زرق برق کپڑوں میں اپنی عمر سے زیادہ جوان نظر آنے کی کوشش کرتا تھا۔ یہ بھی ایک بڑی سچائی تھی کہ اس کا لشکر عظیم الشان تھا۔ مالسی کا لشکر کسی سمندر کی مانند بہتا تھا اور یقینی طور پر کھمبا کیہ کو اس بات کا اندازہ نہیں ہوگا کہ مالسی والے اس طرح شوا کی موت کے بعد اس پر چڑھ دوڑیں گے۔ شبھانی کی اب مجھ سے ملاقاتیں کم سے کم ہونے لگی تھیں۔ اس نے شاید میرے مشورے کو گرہ میں باندھ کر اپنے طور پر وہ سارا کھیل شروع کر دیا تھا جس کے تحت اسے آگے چل کر آسانیاں حاصل ہونے والی

تھیں۔ میں نے بھی اس کا زیادہ پیچھا نہیں کیا۔ میں مان چرن کے لشکر میں آزادانہ گھوم پھر سکتا تھا۔ میں نے ان کے درمیان اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی ضرورت بھی نہیں محسوس کی تھی۔ میرا ان حماقتوں سے کیا واسطہ' میں تو اپنے یگ کا سفر کر رہا تھا اور میرے دل میں رہ رہ کر چندریکا کی یاد چٹکیاں لینے لگتی تھی۔

پھر سارے معاملات طے ہو گئے اور مان چرن نے اپنا لشکر وہاں سے آگے بڑھا دیا۔ مجھے بھی ایک برق رفتار گھوڑا مل گیا تھا۔ میں نے کئی بار محسوس کیا تھا کہ راج کماری شبھانی چور نگاہوں سے مجھے دیکھتی ہے اور رخ بدل لیتی ہے۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ اس کے دل میں میرے لیے جگہ پیدا ہوتی جا رہی ہے' لیکن مجھے اس جگہ کی ضرورت نہیں تھی۔ سفر جاری رہا' پھر راستے میں ہمیں چند گھوڑے سوار نظر آئے جو ہمیں دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ یہ شاید کنیری کے پہرے دار تھے اور انہوں نے کنیری جا کر مان چرن کے لشکر کی خبر دے دی تھی اور کنیری کا کھمباکیہ یقینی طور پر مان چرن کی قوت کا صحیح اندازہ نہیں رکھتا تھا' چنانچہ اس نے کنیری سے باہر نکل کر مقابلے کا فیصلہ کیا اور تیسری رات جب ہم وسیع و عریض دروں میں گھرے ہوئے ایک علاقے میں پہنچے تو ایک عظیم الشان میدان میں ہم نے کنیری کا لشکر پایا' لیکن کنیری والے مان چرن کے لشکر کو دیکھ کر اس طرح ساکت ہو گئے تھے۔ ان میں شاید بھاگنے کی سکت بھی نہیں رہی تھی' چنانچہ اس کی فوجیں آگے بڑھ گئیں اور آگے بڑھ کر انہوں نے کنیریوں کو گھیرے میں لے لیا۔ کنیری کچھ اس طرح دہشت زدہ تھے کہ انہوں نے خوف سے اپنے ہتھیار پھینک دیے اور گھوڑوں سے کود کود کر دو زانو بیٹھ کر دونوں ہاتھ جوڑ کر امان طلب کرنے لگے۔

یہاں مان چرن کی وحشیانہ فطرت نگاہوں کے سامنے آئی۔ اس نے ان کی جاں بخشی نہ کی اور شاید یہ اپنی نوجوان محبوبہ پر اپنی تلوار کی دھاک بٹھانے کا عمل تھا۔ اس کے اشارے پر اس کے فوجی ہتھیار پھینکنے والوں پر ٹوٹ پڑے اور یہ جنگ تو جنگ تھی ہی نہیں کیونکہ قتل اور غارت گری کرنے والے انہیں مار رہے تھے جن کے ہاتھ میں تلوار تک نہ تھی' لیکن مجھے یہ سب کچھ پسند نہیں آیا تھا۔ اصولی طور پر شکست تسلیم کر لینے والوں کو امان دینی چاہیے تھی۔ میں نے دیکھا کہ خون کی پیاسی شبھانی بھی قتل عام میں مصروف تھی اس کی تلوار نے اتنے جسموں کو گھائل کیا تھا کہ اس کا پورا بدن خون میں ڈوب رہا تھا اور وہ وحشت میں ڈوبی ہوئی اپنے بھائی کی موت کا انتقام لے رہی تھی۔ مان چرن کا گھوڑا بازاروں' گلیوں اور میدانوں سے گزر رہا تھا خونخوار فوجی اس کے اشارے کے منتظر تھے' پھر میں نے شبھانی کو بھی اس کے قریب ہی دیکھا ایک وسیع و عریض میدان میں پہنچ کر مان چرن نے اپنی تلوار بلند کی اور لشکر اس کے ارد گرد جمع ہونے لگا۔

"تباہ کر دو۔ شبھانی کے بھائی شوا کی موت کا بدلہ لو۔" اور اس کے بعد پھر وہی خونریزی' نہتے انسانوں کا قتل۔

لیکن مجھے اس قتل و غارت گری سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی۔ میری دلی کیفیت بہت خراب ہو گئی تھی۔ ہمارا رخ ایک بار پھر آگے کی سمت ہو گیا۔ کنیری کی فوجوں کو یہاں بدترین شکست ہوئی تھی اور بات آگے تک پہنچ گئی ہو گی' پھر ہم ایک مضبوط قلعے کے سامنے پہنچ گئے جس کے چاروں طرف وسیع خندقیں پانی سے بھری ہوئی موجود تھیں۔ قلعے کے چاروں طرف اس کا لشکر فروکش ہو گیا' لیکن وسیع و عریض خندقوں سے گزر کر قلعے کے دروازے تک پہنچنا بہت مشکل کام ہو رہا تھا اور مان چرن اسی پریشانی کا شکار تھا کہ کس طرح قلعے کو عبور کرے۔ اس کی فصیلوں پر بے شمار سپاہی نظر آ رہے تھے۔ تیل کے کڑھاؤ کھول رہے تھے۔ بڑی بڑی پتھر پھینکنے والی لکڑی کی منجنیقیں نظر آ رہی تھیں۔ یہ اندازہ صاف ہو رہا تھا کہ اگر مان چرن کا لشکر یہ خندقیں عبور کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور قلعے کی فصیلوں پر سے اس پر موت کی بارش شروع ہو جائے گی۔

اس رات قیام کے دوران مان چرن اپنی جیسی کارروائیاں کرتا رہا۔ اس نے جنگی چالیں بھی چلیں اور پھر ایک کامیاب حربہ آزمایا۔ سب سے پہلے اس نے وسیع و عریض منجنیقیں تیار کرائیں جن کی مار بہت دور تک تھی' پھر ایک فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے ان منجنیقوں سے قلعے کے دروازے پر بڑے بڑے پتھر برسانا شروع کر دیے اور ایک دن صبح اس کا آغاز کیا تو دوپہر تک اس نے قلعے کے دروازے کو چکنا چور کر دیا مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ اب کنیری کی مصیبت آ گئی ہے' پھر جب مان چرن کی فوجیں خندقوں کو عبور کر کے زندگیاں کھوتی ہوئی قلعے میں داخل ہوئیں تو میں ان کے ساتھ ساتھ اس قلعے میں نہیں گیا تھا جبکہ شبھانی اندر داخل ہو گئی تھی۔

قلعے کے باہر صرف چند ہی افراد تھے اور ان میں' میں بھی شامل تھا۔ ہم لوگ دوسروں کی کارروائیاں دیکھ رہے تھے۔ قلعے کے اندر کی آبادی سے جو بھیانک آوازیں ابھر رہی تھیں وہ صاف ظاہر کرتی تھیں کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ میں تو اب یہ سوچنے لگا تھا کہ مجھے یہاں سے کہیں دور نکل جانا چاہیے کیا فائدہ ان وحشی جانوروں کے درمیان رہ کر لیکن پھر بھی تھوڑا سا وقت یہاں گزار لینا مناسب تھا ذرا دیکھوں تو سہی مان چرن کے جیالے اس کے بعد کیا کارنامے سرانجام دیتے ہیں اور راجکماری شبھانی مان چرن سے اپنے حسن و جمال کا خراج کیسے وصول کرتی ہے نیز یہ کہ مان چرن اس فتح کی قیمت اس سے کس طرح وصول کرتا ہے شبھانی کے لیے میرے دل میں اب کوئی گنجائش نہیں تھی میں نے اپنا ٹھکانہ قلعے کے باہر کے حصے میں درختوں کے ایک جھنڈ کے

پاس بنا رکھا تھا میرے لیے کوئی شکل تو تھی نہیں زندگی گزارنے۔
قلعے کا دروازہ اب بالکل ختم ہوگیا تھا اس کی صفائی کر کے خندقیں بھر دی گئی تھیں اور اب قلعے تک آنے جانے کا راستہ بالکل صاف بنا دیا گیا تھا تاکہ کسی کو آنے جانے میں کوئی دقت نہ ہو ان چرن اپنی بستی مالسی سے اتنی دور آنے کے بعد یہاں اس طرح فروکش ہوگیا تھا جیسے زندگی بھر یہیں قیام رکھنے کا ارادہ ہو غالباً ان لمحات کا انتظار کر رہا تھا جب شمعانی کو اپنی ملکیت میں لے کر وہ یہاں سے آگے بڑھ جائے پھر اس شام شمعانی اپنے گھوڑے پر سوار قلعے سے باہر آئی تھی تنہا تھی اور اس کی نگاہیں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اس نے مجھے پالیا اور تیزی سے گھوڑا دوڑاتی ہوئی میرے پاس آگئی اس وقت وہ اپنے مخصوص لباس میں تھی اور مکمل عورت نظر آرہی تھی ایک حسین اور دلکش عورت میں نے کھڑے ہو کر مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا اور وہ مجھے شکایتی نگاہوں سے گھورنے لگی۔

"ایک بار بھی تمہارے من میں یہ خیال نہیں آیا مہاراج بیاس کہ مجھ سے ملنے ہی قلعے میں چلے آؤ تم تو یہاں بن باس لے کر بیٹھ گئے۔"

میرے ہونٹوں پر ایک تلخ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "تم اپنے مقصد کو پانے کے لیے محنت کر رہی تھیں شمعانی بھلا ان لمحات میں تمہیں مجھ سے ملنے کی کیا ضرورت پیش آتی بس اسی تصور کو سامنے رکھ کر میں نے تمہیں پریشان کرنے کی کوشش نہیں کی۔"

اس نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ دیکھتی رہی اور پھر اس کی آنکھوں میں محبت کی مٹھاس امڈ آئی وہ ایک دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "لگتا ہے ناراض ہو مجھ سے۔ روٹھے ہوئے ہو نا۔"

"شمعانی میں روٹھا ہوا نہیں ہوں بلکہ افسردہ ہوں ان لوگوں کے لیے جنہیں تم نے اپنے بھائی کی موت کے بدلے بے گناہ موت دی ہے بہت وحشت ناک سلوک کیا ہے تم نے ان کے ساتھ۔"

"میرے من میں جو آگ سلگ رہی تھی بیاس کاش تم اس کا اندازہ لگا سکتے تمہیں نہیں معلوم سنسار میں میرا اپنے بھائی کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔"

"تمہارے بھائی کا قاتل کنیری کا ایک شخص تھا۔ راج کھمباکیہ نے اسے قتل کیا تھا نا' باقی لوگوں کا کیا قصور تھا جو تم نے لاشوں کے انبار لگا دیے۔"

"یہ تو ہوتا ہے گرچندی میں بھی یہی ہوا تھا۔"

"مجھے وہ پسند نہیں آیا شمعانی۔"

"چلو شما کر دو مجھے۔"

"نہیں شمعانی میرا تو تم پر ایسا کوئی حق بھی نہیں ہے کہ تم سے معافی مانگو۔"

ایک دم وہ اٹھی اور میرے پاس سے چلی گئی۔

دل میں سوچ رکھا تھا میں نے کہ اب اس جنجال سے نکل جانا زیادہ بہتر ہوگا چنانچہ اس کے جانے کے بعد میں یہ فیصلہ کرتا رہا کہ رات کے کون سے حصے میں' میں اس علاقے سے اپنا گھوڑا آگے بڑھا دوں پھر آدھی رات سے زیادہ گزر چکی تھی۔

میں جاگ رہا تھا میرا گھوڑا بھی مستعد تھا میں نے ضروری چیزیں اس پر بار کیں اور پھر اس کی پشت پر سوار ہو کر چل پڑا۔ کنیری سے بائیں سمت کا راستہ منتخب کر کے میں نے اسی جانب جنگلوں میں گھوڑا دوڑا دیا تھا وسیع و عریض جنگلوں کا یہ سلسلہ صبح اس وقت ختم ہوا جب سورج نکل آیا تھا جنگلوں کی خاتمے کے بعد وسیع و عریض پہاڑی سلسلے بکھرے ہوئے تھے لیکن سرسبز و شاداب تھے۔ کہیں کہیں چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں نمی کی وجہ سے سبزہ زاروں نے پہاڑوں کی بلندیوں تک کو سبز بنا ڈالا تھا ایک چھوٹا سا جھرنا بلندی سے گر رہا تھا اور ایک خوبصورت سی جھاگ اڑاتی ندی کی شکل میں آگے سفر کر رہا تھا یہاں میں نے اپنا گھوڑا روک دیا۔ گھوڑے کو بھی شاید پیاس لگ رہی تھی میں خود بھی اس سفید جھاگ اڑاتے پانی کو دیکھ کر مچل گیا تھا اور میں نے دل میں سوچا تھا کہ چلو تھوڑا سا نہا ہی لیا جائے چنانچہ میں پانی میں اتر گیا اور بہت دیر تک جھرنے کے پانی سے لطف اندوز ہوتا رہا پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور اپنے گھوڑے کو دیکھ کر چونک پڑا' مجھے حیرت ہوئی تھی گھوڑا تنہا نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ ایک اور گھوڑا بھی کھڑا ہوا تھا۔ پر لطف بات یہ تھی کہ یہ کوئی جنگلی گھوڑا نہیں تھا بلکہ اس کی پشت پر زین کسی ہوئی تھی اور صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کسی نے اس پر یہاں تک کا سفر کیا ہے اور پھر سفر کرنے والا بھی میری نگاہوں میں آگیا۔ میں نے شمعانی کو دیکھا جو اپنے اسی مخصوص لباس میں موجود تھی جس لباس میں' میں نے اسے پہاڑوں میں پہلی بار دیکھا تھا اور اسے دیکھ کر میرے دل میں تعریف اور توصیف کے جذبات ابھر آئے تھے' کیونکہ جنگلی لباس میں بہرحال وہ ایک خوبصورت جنگجو عورت نظر آتی تھی۔ وہ خاموشی سے کھڑی ہوئی میری صورت دیکھ رہی تھی۔

میں نے اپنا لباس وغیرہ درست کیا اور اس کے بعد پانی سے باہر نکل آیا۔ شمعانی کے چہرے پر محض سنجیدگی کے آثار تھے اور وہ سرد نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اس کی اس کیفیت کا میں کوئی صحیح اندازہ نہیں لگا سکا' اور آہستہ آہستہ اس کی قریب پہنچ گیا۔ وہ اس وقت بھی خاموش کھڑی ہوئی تھی۔

"شمعانی تم یہاں کیسے آگئیں؟" میں نے اس سے سوال کیا لیکن اس کے چہرے پر کشیدگی کے آثار تھے۔ میرے ہونٹوں پر

مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں نے تم سے سوال کیا ہے؟"

"اور مجھے اس سوال ہی سے غصہ آ رہا ہے۔"

"کیوں؟"

"تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ میں یہاں کیسے آ گئی۔ تم نے یہ نہیں سوچا کہ میں نے یہ سارا وقت کس طرح گزارا ہے؟"

"سمجھا نہیں؟"

"سب کچھ سمجھ کر انجان بننے کی کوشش کر رہے ہو یا بس۔"

"نہیں، میں انجان نہیں بن رہا۔ مجھے بتاؤ۔ کیا مشکل پیش آئی ہے؟" میں نے کہا۔

اس نے ایک دم رخ تبدیل کر لیا نہ جانے چہرے کے کون سے جذبات چھپانا چاہتی تھی۔ چند لمحات وہ دوسری جانب رخ کیے کھڑی رہی۔ غالباً اس بات کی منتظر ہو گی کہ میں پھر اسے مخاطب کروں گا لیکن میں خود عجیب سی مشکل میں پھنس گیا تھا۔ میں تو اسے نظر انداز کر کے چلا آیا تھا۔ ماضی کے کچھ واقعات میرے ذہن میں گردش کرنے لگے۔ اس نے مجھے مان چرن کے بارے میں بتایا تھا جو اس کے بھائی شوا کی موت کے بدلے کے بعد اس کی تقدیر کا مالک بن جانا چاہتا تھا اور یہ مشورہ بھی دیا تھا میں نے اسے کہ اس وقت مان چرن سے اپنا کام نکال لے بعد میں جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا، لیکن اس سے میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ میں اس کی زندگی کا پورا نظام سنبھال لوں گا۔ میرے لیے یہ کیسے ممکن تھا۔ تبھی اس نے رخ بدلا۔

"تم مجھ سے اس طرح منہ پھیر لو گے مجھے اندازہ نہیں تھا۔"

"شمبھانی، اگر تمہیں کوئی جلدی نہیں واپس جانے کی تو بیٹھو مجھ سے بات کرو۔"

"آؤ۔" اس نے کہا۔

وہ چشمے کے کنارے پڑے ہوئے پتھروں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔ دوسرے پتھر پر میں اس کے نزدیک پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ پتھر پر بیٹھی ایک حسین مورتی نظر آ رہی تھی اور اس مورتی کو دیکھ کر دل میں جو بھی خیالات نہ ابھریں وہ کم ہیں۔ بہت حسین لگ رہی تھی وہ، لیکن میری سمجھ میں اب یہ بالکل نہیں آتا تھا کہ مجھے چندریکا کے عشق میں گرفتار ہو کر ماضی کے سفر جاری رکھنے چاہئیں یا واپس اپنی دنیا میں پہنچ جاؤں۔ چندریکا کے سلسلے میں جو بددلی پیدا ہو گئی تھی وہ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ بھوج لیکھا کی تلاش میں اپنا مستقبل کھو چکا تھا اور ماضی میں سفر کر رہا تھا، لیکن مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ چندریکا ایک الگ چیز ہے۔ معلومات کے مطابق کرپان سنگھ ملودھا کے افکار و خیالات کا ایک مجموعہ جس نے چندریکا کی صورت ڈھال لی ہے۔ اب اگر میں چندریکا ہی کے پیچھے لگا رہوں اور بھوج لیکھا مجھے حاصل ہو جائے تو ظاہر ہے پھر مجھے ملودھا کا پیرو کار بننا پڑے گا۔ یہ کن شیطانوں کے جال میں پھنس گیا ہوں میں، بھلا اگر یہی سب کچھ کرنا تھا تو پھر چندر بھان کیا برا تھا اسی کے زیر اثر کام کرتا رہتا۔ کیا فائدہ ہوا اس سے منحرف ہونے سے۔ وہ گیان دھیان تو اس نے بھی نہیں دیا اور جہاں تک کرپان سنگھ ملودھا کا تعلق ہے تو کیا کہا جا سکتا ہے کہ چندریکا کے پیچھے پیچھے زندگی کا کتنا سفر طے کرنا پڑے اور اس کے بعد کرپان سنگھ ملودھا مجھے اور اسے یکجا نہ ہونے دے کہ میں چندر بھان کا پروان چڑھا ہوں، لیکن یہ خیالات اس وقت بالکل غلط طریقے سے ذہن میں آ گئے تھے۔ شمبھانی میری طویل خاموشی سے اکتا کر مجھے دیکھنے لگی تھی۔

"اتنی بڑی مشکل نہیں ہوں میں جس کے لیے تم نے اتنی گہری سوچ اپنائی ہے۔" اس نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں شمبھانی۔ ایسی بات نہیں ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"تو پھر بتاؤ تم نے کنیری کیوں چھوڑ دی؟"

"وہاں میرا کوئی کام ہی نہیں تھا اور اصل میں، میں تمہاری طرف سے اس وقت سے بددل ہو گیا تھا جب میں نے تم سے کہا تھا کہ بے گناہ انسانوں کو زندگی سے محروم کرنا نہ دلیری ہے نہ دانشمندی۔ وہ دشمن ہیں ان سے اگر دشمنی نکال بھی لی جائے تو اسے انسانی فطرت کی کمزوری سمجھا جا سکتا ہے ورنہ تسخیر ہو جانے والوں کو معاف بھی کیا جا سکتا ہے، مگر تم لوگوں نے وحشت و بربریت کے ایسے مظاہرے کیے کہ مجھ جیسے آدمی کو تم سے کراہت ہونے لگی، پھر میں نے یہ سوچا کہ شاید میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو تم جیسے وحشی جنگجوؤں کے ساتھ بسر کر سکیں تو پھر میرے لیے کنیری چھوڑ دینا ہی زیادہ موزوں تھا۔ ورنہ اور کیا کرتا وہاں۔"

شمبھانی نے گردن جھکائی چند لمحات خاموش بیٹھی رہی پھر اس نے کہا۔ "شما نہیں کرو گے مجھے؟"

"یہ معافی تلافی جو ہے نا، یہ انسان کو بے وقوف بنانے کا ایک گر ہوتا ہے۔ جو کچھ تم کر رہے ہو، اگر وہ دوسرے کے لیے ناخوشگوار ہے اور دوسرا تمہیں اس سے روکنا چاہتا ہے اس کے باوجود تم اپنی ذات کی تسکین کے لیے اس کی تکمیل کر لیتے ہو، اور بعد میں اس کے پاس معافی کے لیے چلے آتے ہو تو میرے اپنے خیال میں یہ اس کو بیوقوف بنانے کی ایک ترکیب ہے۔ جو ہو چکا اسے واپس بھی نہیں لا سکتیں۔ معافی کے الفاظ سے کام چلانے سے کیا فائدہ؟"

"تو تم مجھے معاف نہیں کرو گے؟"

"نتیجے میں تم مجھے بھی قتل کر دو گی۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں، بھگوان کی سوگند میں دل سے شرمندہ ہوں، مگر کیا کروں سنسار میں شوا کے سوا میرا کوئی نہیں تھا۔ میں اس کی موت سے دیوانی ہو رہی تھی ورنہ تم خود سوچو کیا میں جنگیں کرنے کے قابل ہوں۔ میں نے تو ہمیشہ درپن کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے لیے بڑے بڑے سپنے دیکھے تھے۔ پر میرے ہاتھ میں آگئی تلوار، شما کر دو بیاس، مجھے شما کر دو، میں تمہارے بنا نہیں جی سکتی۔"

"کیا؟" میں نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں، تم سے پریم کرنے لگی ہوں کہہ دیا تھا تمہیں کہ اس سے تمہیں چاہنے لگی تھی جب پہلی بار تمہیں دیکھا تھا پر۔ اس وقت میرا من دو ٹکڑوں میں تقسیم تھا۔ ایک میں شوا کی آگ تھی دوسرے میں تمہارا پریم۔ اگر میں تمہارا پریم اپنا لیتی تو پھر مجھے اپنے بھائی کی آتما کے سامنے شرمندہ ہونا پڑتا۔ میں نے تمہیں اپنے ساتھ اس لیے رکھا ہے کہ اپنا یہ وچن پورا کرلوں۔ اس کے بعد تمہارے چرنوں میں جیون بتادوں گی۔"

"نہیں یہ ممکن نہیں ہوگا۔"

"اسے ممکن بناؤ۔"

"میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکوں گا۔ نہ میں بے تکی جنگوں کا قائل ہوں نہ کسی پر ظلم و ستم کرنے کا۔ میں صرف اس آدمی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہوں جو مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے جبکہ اس کے برعکس تم نے ایسے لوگوں کو۔"

"اب بھول جاؤ اسے۔ میں تمہارے چرن چھوتی ہوں۔" وہ میرے قدموں میں آبیٹھی اور میرے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوگیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ میں بڑی الجھن میں پھنس گیا تھا۔

"اور وہاں کنیری میں مقیم مان چرن سے تم کیا کہہ کر آئی ہو؟"

"میں اس کی غلام نہیں ہوں۔ وہ بوڑھا بدکار اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے۔ میں تو اس کا تصور بھی نہ کرتی۔ اس نے اپنے کیے کا بدلہ مجھ سے چاہا تم خود بتاؤ میں، کیا میں اس کے قابل ہوں۔ بولو بیاس؟"

میں نے بغور اسے دیکھا اور اچانک ہی مجھے ہنسی آگئی۔ اب کیا کہتا میں اس سے کہ میں کیسا بیوقوف آدمی ہوں جیون میں ایک ایسی چیز کی تلاش میں نکلا ہوں جس سے کچھ باتوں کے بعد میرا واسطہ ہی ختم ہوگیا ہے لیکن میں نے اس کے لیے یگ کا سفر کرلیا ہے، لیکن یہ ساری باتیں اس بتانے کی نہیں تھیں۔ اس کے لمبے گھنے بال میرے گھٹنوں پر پھیلے ہوئے تھے اور مجھے وہ لمحات یاد آرہے تھے جب سنتھا نے پہلی بار مجھے ناری سے روشناس کرایا تھا۔ بعد میں جو جو کہانیاں بیتیں، لیکن میں پوتر ہوگیا۔

مجھے اس پر دیا آگئی اور میں نے اس کے ریشمی بال مٹھیوں میں جکڑ لیے۔ اس کا چہرہ آنسوؤں میں ڈوبا ہوا تھا اور جب دیکھنے والی نظر ہو تو حسن کی تلاش میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ وہ تو ویسے ہی ایک دلکش عورت تھی اور میں نے اس کی دلکشی کو قبول کرلیا۔ اس کی آنکھوں میں مسرت کے پھول کھل اٹھے، اور پھر وہ ہرنی کی طرح ان جنگلوں میں کلیلیں بھرنے لگی۔ ماحول خوشگوار، آسمان بادلوں بھرا، زمین پر شراب برستی ہوئی، ایسے ماحول میں من چاہے جو کچھ بھی کرلیا جائے کم ہے اور خصوصاً اب جبکہ میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ چندریکا کا بخار مجھ پر سے اتر چکا ہے۔ باقی ساری باتیں سوچنا بے سود تھا۔ شبھانی کے ساتھ جنگلوں میں سیر و شکار، کھانے پینے کا انتظام، اور رات کی تنہائیوں میں اس کی قربت۔ نجانے کتنے دن اس طرح گزر گئے لیکن سمے کبھی نہیں ٹھہرتا۔ وقت اپنے اندر اگر تبدیلیاں نہ پیدا کرے تو وقت کی کہانی ہی رک جائے اور یہی ہوا۔ اس رات جب ہم سونے کے بعد صبح کو جاگے تو ہمارے اطراف میں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور سب سے پہلے مجھے جو شخص نظر آیا وہ مان چرن تھا۔ قہر و غضب میں ڈوبا ہوا اس کے ساتھ اس کے دس بارہ آدمی موجود تھے اور انہوں نے ہمارے گرد ایک دائرہ بنایا ہوا تھا۔ شبھانی بھی جاگ گئی تھی۔

"کیا بات ہے مان چرن، کیا تیری بوڑھی ہڈیوں میں ابال آیا ہے۔ کس لیے یہاں آیا ہے تو۔"

"گرچندی کے کتے، تجھے اندازہ نہیں ہے کہ تو کس کے سامنے ہے۔ تیری زبان کاٹ کر تیرے ہاتھ پر رکھ دی جائے گی۔" مان چرن کے ساتھ موجود ایک تنومند اور طاقتور آدمی نے کہا۔

"تو ٹھیک کہہ رہا ہے مان چرن کے کتے، لیکن میں تیرے بجائے اس بوڑھے آدمی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میرے علم میں آیا ہے مان چرن کہ تو راجکماری شبھانی کے بھائی شوا کا دوست تھا اور راج کماری اسی لیے تیرا انتظار کر رہی تھی کہ جب تو آئے گا تو اس کے بھائی کا بدلہ بھی لے گا اور ایک بڑے بھائی یا باپ کی حیثیت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھے گا، لیکن بوڑھے شیطان، شبھانی نے مجھے بتایا کہ تو اس پر نگاہ بد رکھتا ہے اور اپنی ان کاوشوں کی قیمت اس کے حسن و جوانی کی شکل میں وصول کرنا چاہتا ہے۔"

میرے ان الفاظ پر مان چرن کے آدمی تو غصے سے دیوانے ہو رہے تھے، لیکن مان چرن عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے ذرا صورت حال کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔

"اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں اس کے بھائی کا انتقام لے لوں تو وہ میرے چرنوں میں آجائے گی۔"

"تو جھوٹ بولتا ہے بیوقوف بوڑھے اس کا وعدہ میں نے بھی سنا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ جب تک وہ اپنے بھائی کی موت کا انتقام نہیں لے لے گی اپنے اوپر دنیا کا عیش و آرام حرام سمجھے گی' اور جب یہ مکمل ہو گیا تو اسے اپنی زندگی کے بارے میں سوچنے کا موقع ملا اور اس نے میری قربت اپنا لی۔"

"میں نے اس سے صاف صاف بات کی تھی۔"

"یقیناً کی ہو گی' لیکن اس نے یہ فیصلہ نہیں کیا تھا۔"

"وہ جانتی ہے کہ میں کون ہوں۔ تیرے بارے میں تو خیر مجھے فیصلہ کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ میرے یہ آدمی تیرا فیصلہ خود کر دیں گے' لیکن میں اسے اس کی بد عہدی کی سزا ضرور دوں گا۔"

"میں موجود ہوں مان چرن' بھلا کس کی ماں نے دودھ پلایا ہے اسے کہ شبھانی کے جسم کو چھو جائے۔"

"ناگ دیوتا کی قسم' تیرے اتنے ٹکڑے کرائے جائیں گے کہ کوئی تیرے ان ٹکڑوں کو دوبارہ یکجا نہیں کر سکے گا۔" مان چرن نے کہا اور پھر اپنے ساتھی کی طرف رخ کر کے بولا۔ "کرپان سنگھ' دیکھو اسے' یہ کیا کہتا ہے جو میں نے کہا ہے اس کی تکمیل ہونی چاہیے اور اگر ایسا نہ ہوا تو میرے قہر و غضب کی بجلیاں تجھے بھی جلا کر خاکستر کر دیں گی۔"

اس نے نیام سے تلوار کھینچی اسے بلند کیا۔ گھوڑی کو ایڑھ لگا کر ایک طرف چکر دیا اور اس کے بعد پوری قوت سے گھوڑا میری جانب دوڑا دیا۔ شبھانی دوڑ کر ایک سمت ہو گئی تھی۔ گھوڑے سوار نے چوڑی تلوار گھمائی اور میری گردن پر بھرپور وار کیا' لیکن میں نے اپنی گردن پیچھے کر کے اس کے بازو پر ہاتھ ڈالا کیونکہ وہ تلوار کا وار براہ راست میری گردن پر کرنے کے لیے نیچے جھک آیا تھا اور پھر میں نے اس کا بازو پکڑ کر اسے گھوڑے پر سے کھینچ لیا اور سر سے بلند کر کے اس قوت سے نیچے چٹانوں پر مارا کہ اس کی ساری ہڈیاں تڑخ گئیں۔ وہ خون میں ڈوبا زمین پر تڑپنے لگا اور باقی گھوڑ سوار کسی حد تک خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔ وہ لوگ میری طاقت سے خوف زدہ ہو گئے تھے۔

اور مان چرن کے بارے میں یہ کہنے میں مجھے کوئی عار نہیں کہ وہ آدمی بہادر تھا۔ اپنے آدمیوں کا حشر دیکھنے کے بعد بھی وہ اپنی تلوار کھینچ کر میرے مد مقابل آ گیا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت تھی۔ اتنے لوگوں کی ناکامی اور موت دیکھنے کے بعد اسے یہ احساس ہونا چاہیے تھا کہ اس کی یہ نازک سی تلوار میرے اوپر کیا اثر کر سکے گی' لیکن غصے کی زیادتی ہمیشہ دماغی توازن چھین لیتی ہے۔ میں نے اسے دیکھا اور پورا پورا موقع دیا کہ وہ اپنی آرزو پوری کرنے کی کوشش کرے۔ اس نے میرے جسم پر کئی وار کیے اور ان میں ناکام رہا' لیکن ہمت نہیں ہارا تھا۔ میں نے سوچا کہ ان بوڑھی ہڈیوں کو اور کہاں تک تکلیف دی جائے' چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تلوار سیدھی کی اور اس کے بعد ایک ایسا جچا تلا وار مان چرن پر کیا کہ بعد میں اسے اپنے زخمی ہو کر مرنے کا افسوس نہ ہو۔ ایک لمحے اس کی گردن اس کے شانوں کو چھوڑ کر دور جا گری اور راج کماری شبھانی جو اس وقت راجکماری کے بجائے صرف ایک عورت نظر آ رہی تھی شدت خوشی سے دانت بھینچ کر چیخ پڑی تھی۔ اتنے سارے لوگوں کو شکست دینا آسان کام نہیں تھا۔ وہ پہلے بھی میری قوت کا تھوڑا بہت اندازہ لگا چکی تھی' لیکن آج اس نے جو کچھ دیکھا تھا اس نے اسے بے انتہا مسرت سے دیوانہ کر دیا تھا' بہرحال مان چرن کا کھیل یہاں ختم ہو گیا۔ راجکماری شبھانی نے کہا۔

یہاں سے۔ یہاں سے نکل چلیں بیاس۔ یہ جگہ بڑی ہی خوفناک ہو گئی ہے۔" شبھانی نے کہا۔

میں نے تلوار وہیں پھینک دی۔ اپنے گھوڑوں کی جانب دیکھا شبھانی کو دیکھا' بہرطور اس عورت کی قربت نے تھوڑی سی ذہنی آسودگی بخشی تھی' اگر ابھی کچھ اور عرصے اس کا ساتھ رہے تو کوئی حرج نہیں ہے' چنانچہ میں نے اسے گھوڑے پر سوار کرایا۔ خود بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ہم نے وہاں سے آگے کی جانب قدم بڑھا دیے کسی خاص منزل کا تعین تو تھا نہیں۔ بس جدھر منہ اٹھ گیا تھا چل پڑے تھے۔ کوئی نئی کہانی' کوئی نیا کھیل وقت کا یہی شوق ہے اور وہ اپنے اس عمل کو دہراتا رہتا ہے۔ راجکماری شبھانی کے ساتھ زندگی کے شب و روز خاصے دلچسپ گزر رہے تھے اور شاید عورت کا وجود ہی رقابت کی نشانی ہے۔ وہ کسی رنگ کسی روپ میں ہو اپنی فطرت سے نہیں ہٹتی۔

ایک دن یوں ہوا کہ شبھانی سے کچھ فاصلے پر نکل آیا تھا۔ سامنے ہی ایک خوبصورت پہاڑی جھرنا بہہ رہا تھا۔ میں پہاڑی جھرنے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا۔ خوشنما ندی' حسین ماحول' ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور ابھی بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اچانک ہی گھنگھروؤں کی جھنکار ابھری۔ کسی نازک بدن حسینہ کے پیروں میں پڑی ہوئی پائل کی جھنکار تھی۔ چونک کر گردن گھمائی تو دماغ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ یہ شکل و صورت جانی پہچانی تھی اور اسی کے فراق میں ایک یگ کا سفر طے کر کے ماضی میں آ گیا تھا۔ چندریکا ہی تھی۔ میں ساکت نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ وہ عجیب سے انداز میں مجھے دیکھ رہی تھی' پھر اس نے بڑی ادا سے ایک جانب قدم بڑھا دیے۔ اس کے قدموں کے نشانات چاندی کی طرح چمک رہے تھے۔ کافی دور جا کر وہ رکی۔ پلٹ کر مجھے دیکھا اور حیران سی نظر آنے لگی۔ کچھ لمحے میرا انتظار کرتی رہی اور اس کے بعد انہی نشانوں پر چلتی ہوئی واپس میرے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"بیاس' کیا ہو گیا ہے؟"

میں مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تو اس کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ابھر آئے۔

"میرے پیچھے کیوں نہیں آ رہے؟" جواب میں' میں ہنس پڑا

"میں نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا ہے چندریکا۔"

"کیوں، کیا بھوج لیکھا سے من ہٹ گیا؟"

"ہاں یہی سمجھو۔"

"تو اس کے چاروں پنے بھی مجھے واپس کر دو۔"

"کیوں؟"

"کیا کرو گے ان کا؟"

"اصل میں تمہاری حقیقت مجھے معلوم ہو چکی ہے میں سایوں کے پیچھے نہیں دوڑ سکتا۔"

"میں سایہ نہیں ہوں۔" اس نے کہا۔

"تم جو کچھ بھی ہو، کیا اس بات سے انکار کرو گی کہ تم کرپان سنگھ مالو رمالی تخلیق ہو؟" اس کے مسکراتے چہرے پر سفیدی سی دوڑ گئی۔

"میں جانتی ہوں، وہ پاپن ہتھیاری تم پر قبضہ جما بیٹھی ہے اس نے تمہیں مجھ سے چھین لیا ہے۔ میں تمہیں اپنے یگ میں لے جانا چاہتی تھی۔ وہیں میرا تمہارا سمبندھ ہو سکتا ہے۔"

"مگر میں نے سنسار کی حقیقت پالی ہے۔"

"کچھ نہیں پایا تم بہت پچھتاؤ گے۔"

"جب پچھتاؤں گا تو سوچوں گا۔ کہاں تک تمہارا پیچھا کرتا رہوں؟"

اسی وقت شبھانی کی آواز سنائی دی۔ وہ مجھے پکارتی ہوئی آرہی تھی۔ چندریکا نے اسے دیکھا اور پھر تیزی سے ایک جانب دوڑتی چلی گئی۔

"یہاں کیوں بیٹھے ہو؟"

"ایسے ہی سوچ رہا تھا اب کہاں کا سفر کیا جائے؟"

"کسی بستی میں چلتے ہیں۔ اپنا چھوٹا سا گھروندا بنائیں گے وہیں رہیں گے۔"

میں کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اب پیچھے کی طرف سفر کرنے سے کوئی فائدہ نہیں اب تو چندریکا خود میرا پیچھا کر رہی ہے۔ یہ ایک دلچسپ تجربہ تھا میرے لیے، اور شاید مجھ جیسے کسی بیوقوف نے ایسا نہ کیا ہوگا کہ جس مقصد کو پانے کے لیے صدیوں پیچھے کا سفر کیا اسے پانے کے بعد کھو دے، لیکن کبھی کبھی کھونے کا لطف بھی عجیب ہی ہوتا ہے۔ اب مجھے نہ چندریکا سے کوئی دلچسپی تھی نہ شبھانی سے۔ بس وہ میرے ساتھ تھی اور اس لیے تھی کہ کوئی اور نہیں تھا۔

زمین کی وسعتیں لامحدود، پانی اور زمین، اس کے علاوہ اس کائنات میں کچھ اور نہیں۔ سو وہ ایک ساحلی آبادی تھی پہاڑوں میں گھری ہوئی اور وہاں کے لوگ بے حد عجیب، وحشی صفت جنگجو، ایک خاص انداز میں رہنے والے، سمندر سے ان کا گہرا تعلق معلوم ہوتا تھا کیونکہ ساحل کی ساتھ ساتھ لکڑی اور لوہے سے بنے ہوئے سمندر کے سینے پر سفر کرنے والے جہاز بڑی تعداد میں موجود تھے اور ان کی آبادیوں میں ہنگامہ خیزی، سو میں شبھانی کے ساتھ ان کی آبادی میں پہنچ گیا اور ان لوگوں میں شامل ہو گیا۔ وہ بے فکرے تھے اپنی سرمستیوں میں ڈوبے ہوئے۔ انہوں نے مجھ سے میرے بارے میں طرح طرح کے سوالات کیے اور جب رات ہوئی تو رقص کی محفل جم گئی اور عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے لوگ زندگی سے بھرپور قہقہے لگانے لگے۔ میں بھی ان میں شامل تھا اور ان کے درمیان لطف لے رہا تھا۔

پھر اچانک ایک رقاصہ ان کے درمیان رقص کے جوہر دکھانے لگی۔ جب میں نے اسے دیکھا تو حیران رہ گیا، کیونکہ یہ چندریکا کے علاوہ اور کوئی نہیں تھی۔ ان لوگوں کے انداز سے پتا چل رہا تھا کہ چندریکا ان لوگوں کے لیے اجنبی نہیں ہے اور حیرت کی بات بھی تھی میں نے یہ بھی سوچا تھا کہ ممکن ہے یہ صرف میری نگاہ کا دھوکا ہو اور وہ مجھے چندریکا جیسی لگ رہی ہو، لیکن دوران رقص وہ لہریں لیتی ہوئی مجھ تک آئی اور میرے رخسار سے اپنا رخسار چھو کر آگے بڑھ گئی۔ البتہ اس کی اس حرکت کو شبھانی نے بری نگاہ سے دیکھا اور اس کے چہرے پر شدت نظر آنے لگی۔

رقاصہ جب آخری بار میرے پاس آئی تو میرے بالکل ہی قریب پہنچ گئی۔ اس نے میرے بازو کو پکڑتے ہوئے کہا۔ "یہ لوگ سرمستیوں میں ڈوب گئے ہیں اور میں تیری قربت چاہتی ہوں۔ مجھے تجھ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

شبھانی اس کے اس التفات کو برداشت نہ کر پائی۔ اس نے رقاصہ کو زور سے دھکا دیا اور چندریکا زمین پر گر پڑی۔ بدمست لوگ قہقہے لگانے لگے، لیکن چندریکا نے شبھانی کو بالوں سے پکڑ کر درمیان میں گھسیٹ لیا اور یہ بھی ایک دلچسپ نظارہ تھا اور دیکھنے والے اس سے خوب لطف لے رہے تھے۔ دو خونخوار بلیاں وحشت ناک انداز میں لڑ رہی تھیں اور عورت جب اپنے حق کے لیے لڑتی ہے تو اس سے زیادہ وحشت ناک جنگ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ تو پھر یہی ہوا کہ فیصلہ تو ہونا ہی تھا اور چندریکا کوئی عام عورت نہیں تھی وہ میرا تعاقب کر رہی تھی اور اب کھیل الٹا ہو گیا تھا، چنانچہ اس نے شبھانی کو ادھیڑ کر رکھ دیا اور اس کی گردن پر اپنے پنجوں کا دباؤ ڈال کر اسے زندگی سے محروم کر دیا۔ شبھانی کئی بار چیخی، اس نے مدد طلب نگاہوں سے مجھے دیکھا لیکن درحقیقت مجھے وہ لمحات یاد تھے جب اس نے کنیری کے بے گناہوں کا خون بہایا تھا اور میری درخواست پر بھی یہ خونریزی نہ روکی تھی۔ چندریکا نے مجھے دیکھا اور پھر ایک جانب چلی گئی۔ بدمست لوگ لاش کے گرد جمع ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص نے جوان میں نمایاں شخصیت کا مالک نظر آتا تھا افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"تیری ساتھی موت کا شکار ہو گئی جوان۔ ہمیں افسوس

ہے۔"

"لیکن جو ہوا وہ ایک سانحہ ہے' اور مجھے اس سے کوئی غرض نہیں جسے جانا تھا وہ چلا گیا اور اس کی لاش اپنے درمیان سے ہٹا دو۔"

اس شخص نے دلچسپ نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "لاش کو یہاں سے ہٹا دیا جائے۔ اجنبی ہمارا دوست ہے۔"

چنانچہ لاش وہاں سے ہٹا دی گئی اور قہقہے پھر سے جاری ہو گئے اس کے بعد وہ لوگ شور و غوغا مچانے لگے۔

"میرے ساتھ آؤ تم مجھے انوکھے انسان معلوم ہوتے ہو۔"

ہم وہاں پہنچ گئے جہاں نشست گاہیں لگی ہوئی تھیں۔ اس نے مجھے ایک گدے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چاروں طرف شمعدان روشن تھے۔

"کیا وہ تمہاری زندگی کی ساتھی تھی؟"

"نہیں' وہ بس ایک عورت تھی۔"

"مجھے تمہاری تنہائی کا افسوس ہے' لیکن اگر تم چاہو تو یہاں تنہا نہ رہو گے۔"

"شکریہ۔ میں تمہیں کس نام سے پکار سکتا ہوں معزز سردار؟"

"میرا نام ویرنا ہے۔ ان سمندروں کا شہنشاہ اور تم اس شہنشاہ کی مملکت میں ہو۔" اس نے بڑی شان کے ساتھ کہا۔

"سمندروں کا شہنشاہ!" میں نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں' ان سمندروں پر ہماری حکمرانی ہے' اور ان میں جو چھوٹے ابھرے ہوئے ہیں وہاں ہماری رہائش گاہیں ہیں۔ ہم ان جہازوں میں بیٹھ کر سمندروں میں لوٹ مار کرتے ہیں۔ لوگ ہمیں بحری قزاق کہتے ہیں اور ہم میں سے ہر شخص اپنے اپنے علاقے کا حکمراں ہے اور یہ بستی میں میری حکمرانی میں ہے۔ تم یہاں ایک معزز مہمان ہو کیونکہ تم مجھے پسند آئے ہو۔"

غرض یہ کہ مجھے اس بستی میں جگہ مل گئی اور کئی چاند ایسے گزر گئے جن میں مجھے چھتوں کے نیچے رہنا پڑا تھا اور یہی صورت حال مسلسل جاری رہی تھی۔ ویرنا سے میری دوستی گہری ہو گئی' پھر ہم سمندری سفر پر نکلے ویرنا اپنے کام کے لیے نکلا تھا۔ غالباً" اسے کوئی طویل سمندری سفر اختیار کرنا تھا۔ لکڑی کا ایک عظیم الشان جہاز جس کے ہمراہ چھوٹے چھوٹے اور بھی کئی جہاز تھے ہمیں لے کر چل پڑا اور سمندر کی بیکراں لہروں کے ساتھ ساتھ یہ سفر جاری رہا' لیکن وہ طوفان بہت شدید تھا جس نے ان جہازوں کو آلیا' حالانکہ وہ دور دور تک بکھرے ہوئے تھے' لیکن طوفان اچانک ہی آیا تھا اور اس طرح آیا تھا کہ ویرنا کے ہمراہی جہاز ناکارہ ہو گئے۔ ان کے بادبان پھٹ گئے۔ ان پر سفر کرنے والے سمندر کی لہروں کی نذر ہو گئے اور بہت سے جہاز آپس میں ٹکرا کر تباہ۔ تو اس وقت تک مجھے کچھ پتا نہ چلا لیکن جب ویرنا کا جہاز تباہ ہوا تو لکڑی کا وہ بڑا شہتیر مجھے مل گیا جسے میں نے اپنے قبضے میں کر لیا اور لہریں مجھے لے کر ایک نئے سفر پر چل پڑیں۔ سفر اتنا برق رفتار کہ مجھے خود بھی حیرت ہوتی تھی۔ مجھے لگتا تھا جیسے میں ہواؤں کے دوش پر اڑ رہا ہوں' پھر یہ سفر اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ میں خشکی پر نہ جا پڑا۔ تیز لہروں نے نجانے کتنے دن تک مجھے اپنا مہمان رکھا تھا اور آخر کار اس جگہ خشکی پر لا پٹا تھا۔ مجھے بھلا کیا نقصان پہنچتا نہ میرے جسم پر کوئی ضرب آئی تھی نہ میری زندگی کی آب و تاب میں کوئی کمی پیدا ہوئی تھی۔ ہاں بس ماحول بدل سا گیا۔ جو خشک بھوری ریت مجھے نظر آرہی تھی وہ بڑی عجیب تھی اور اس سے کچھ فاصلے پر مجھے کچھ انسان بھی نظر آرہے تھے۔ گویا یہاں اس ساحل پر انسانوں کی کوئی آبادی موجود ہے۔

میں نے گردن جھٹکی اور سوچا کہ چلو دیکھا جائے انسانوں کی اس آبادی کو بھی۔ کون لوگ ہیں۔ کیا یہ بحری قزاقوں کا کوئی جزیرہ ہے یا پھر کوئی اور جگہ۔ دنیا کے بارے میں جاننا ایک بہترین مشغلہ ہے۔ وقت اور ماحول بدلتا رہے تو دل بھی لگتا ہے۔ یکسانیت سے کوفت بھی ہوتی ہے ساحل سے کافی دور چلنا پڑا اور پھر ایک سرسبز و شاداب باغ نظر آیا۔ بڑی خوبصورتی سے اس کی احاطہ بندی کی گئی تھی۔ باغ میں دور دور تک سیبوں کی مہک رچی ہوئی تھی۔ باغ کے احاطے سے اندر داخل ہو گیا اور اس کی ترتیب دیکھ کر بڑی خوشگوار کیفیت محسوس ہوئی۔ یہ تو کوئی بہت ہی خوب صورت جگہ معلوم ہوتی تھی۔ بہرحال سیبوں کے سرخ رنگ اور ان کی خوشبو نے جی للچا دیا۔ تھوڑا سا آگے بڑھا۔ ایک درخت سے دو پھل توڑے اور انہیں دونوں ہاتھوں سے صاف کرنے لگا۔ ابھی پہلے ہی پھل پر دانت مارے تھے کہ اچانک ہی عقب سے آواز آئی۔

"ارے تیرا ستیاناس ارے تیرا ناس ہووے پاپی پکڑا گیا نا آج۔ اب بچ کے دکھا بیٹا۔ تو ہے۔ پاپی ہماری نوکری کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ جیون بھر عزت سے گزارا ہے۔ اب بڑھاپے میں تو نے ہماری عزت کو داغ لگوایا ہے۔ ارے گالیاں پڑتی ہیں سو ہم پر اور سیب کھاتا ہے تو۔"

میں نے چونک کر پلٹ کر دیکھا۔ دبلی پتلی جسامت کا ایک سوکھا سڑا بوڑھا ہاتھ میں لکڑی لیے' آنکھیں نکالے مجھے گھورتا ہوا برا بھلا کہہ رہا تھا۔ میلی کچیلی' اونچی سی دھوتی اور کرتا پہنے ہوئے تھا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی مدقوق آنکھوں میں شدید غصہ لہرا رہا تھا۔

"بھگوان کی سوگند تجھے آج نا ہی چھوڑیں گے۔ خون کر دیں گے تیرا۔" یہ کہہ کر وہ مجھ پر حملہ آور ہو گیا۔ جو لکڑی اس نے

اپنے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تھی۔ پوری قوت سے میری ٹانگوں پر دے ماری اور اس کے بعد اچھل اچھل کر مجھ پر حملے کرنے لگا۔ مجھے لطف آ رہا تھا۔ اس نے آوازیں دے کر کچھ اور لوگوں کو بھی بلایا۔

دو سوکھے سڑے جوان رسیاں لے آئے۔

"مسرے کو باندھ دو۔ پہلے پیر باندھو۔ ارے دیکھو پنڈلیاں ٹوٹ تو نہیں گئیں پر نہیں ٹوٹی ہوں گی۔ دیکھو کیا کچر کچر سیب کھائے جا رہا ہے۔"

سیب واقعی مزے دار اور میٹھے تھے اس دوران دونوں جوانوں نے میرے پاؤں باندھ دیے۔ میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ واہ یہ نئی دنیا کافی دلچسپ ہے اور یہاں میرا استقبال لکڑیوں سے ہوا ہے۔ سیب چرانے کے الزام میں پکڑا گیا ہوں۔ دیکھیں کون لوگ ہیں اور اب میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ بوڑھا دھتوریہ رام اپنی کامیابی پر مسکرا رہا تھا اپنی دانست میں اس نے مار مار کر میرا بھرکس نکال دیا تھا اور اپنے کو لاٹھی کا بادشاہ سمجھ رہا تھا۔ بڑبڑاتا جا رہا تھا۔ دھتوریہ رام بڑا جذباتی ہو رہا تھا اور مجھے لطف آ رہا تھا ان مسٹنڈوں نے جو سب کے سب نوکر ہی معلوم ہوتے تھے مجھے اٹھایا اور کندھوں پر لادے ہوئے لے چلے۔ ایک چور کی درگت بن رہی تھی میری' بہرحال مجھے کیا فرق پڑتا تھا۔ یہ لطف بھی لے لیا جائے' چنانچہ ان کے کندھوں پر سفر کرتا ہوا باغ سے باہر آیا اور اس کے بعد مجھے ایک خوبصورت عمارت میں لے جایا گیا۔ میں بڑے اطمینان سے اس عمارت کو دیکھ رہا تھا۔ جن لوگوں نے بھی بنوائی تھی وہ بڑے اچھے ذوق کے مالک معلوم ہوتے تھے۔ ایک بڑی سی جگہ مجھے زمین پر ڈال دیا گیا اور پھر وہ ملازم کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک بھاری تن و توش کا آدمی اندر آیا اس کے ساتھ اور بھی چند افراد تھے جن میں ایک خوبصورت سی لڑکی بھی تھی' لیکن آج تک کی دیکھی ہوئی تمام لڑکیوں سے اجنبی۔ خوب صورت تو وہ بے شک تھی' لیکن اس کا حلیہ میرے لیے بالکل انوکھا تھا اور اس کی الفاظ میں سے بھی کچھ الفاظ ناقابل فہم سے تھے۔

"یہ دھتوریہ رام نے چور پکڑا ہے اور خود نہیں آیا؟"

"آپ کو پتا ہے کہ وہ باغ سے نہیں نکلتا۔"

"بلاوجہ ہی اس بے چارے بوڑھے پر الزام لگایا گیا ہے۔ میں نے تو منع کیا تھا کہ اگر تھوڑے سیب کوئی لے جاتا ہے تو کون سی ایسی مصیبت آ جاتی ہے۔"

لڑکی آگے بڑھ آئی اس نے مجھے غور سے دیکھا اور پھر اس کے منہ سے ایک لایعنی سا جملہ نکلا۔

"اوہ مائی گاڈ' نو۔ ڈیڈی یہ تو... دھرم ویر جی ہیں۔ میں ہنڈرڈ پرسنٹ انہیں پہچانتی ہوں۔"

"کون دھرم ویر؟"

"اوہ ڈیڈی مصیبت میں پھنس گئے ہم لوگ آپ دھرم ویر کو نہیں جانتے۔ بہت بڑے سرمایہ دار' مہاویر جی کے بیٹے جو لندن سے اغوا ہو گئے تھے۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟"

"ڈیڈی مجھ سے زیادہ کون جان سکتا ہے انہیں آپ کو پتا ہے کہ نینا میری فرینڈ ہے اور پورا گھر دھرم ویر جی کے لیے پریشان ہے انہیں لندن سے اغوا کیا گیا ہے ان کی تصاویر اخبارات میں بھی چھپی ہیں کاش میرے پاس اس وقت کوئی اخبار ہوتا۔"

"دھرم ویر.... مگر یہاں؟"

"ڈیڈی یقیناً کوئی مس انڈر اسٹینڈنگ ہوئی ہے ہو سکتا ہے کہ دھرم ویر ہمارے باغ میں آ گئے ہوں بھوکے ہوں اور سیب توڑ کر کھانے لگے ہوں۔ ڈیڈی یہ ہماری پوری جائداد خرید کر پھینک دیں۔ آپ کو پتا ہے ان کی تو بیس ملیں ہیں۔ فیکٹریاں ہیں۔ ٹرانسپورٹ کا بہت بڑا کاروبار ہے۔"

"ارے وہ مہاویر ٹرانسپورٹ؟"

"ہاں ڈیڈی ہاں۔ دھرم ویر ان کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ لندن میں تعلیم حاصل کر رہے تھے وہاں سے انہیں کچھ جرائم پیشہ افراد نے اغوا کر لیا۔ بڑی لے دے ہو رہی ہے اخباروں میں' برٹش گورنمنٹ تک ہل کر رہ گئی ہے اور ان کی تلاش میں اسکاٹ لینڈ یارڈ مارا مارا پھر رہا ہے۔"

"ارے گدھے کے بچو جلدی سے ہاتھ پاؤں کھولو۔"

نارائن داس نے اپنے ملازموں کو ڈانٹا اور بدحواس ملازم دوڑ پڑے۔ انہوں نے میرے ہاتھ پاؤں کھولے لڑکی پاربتی' جسے پارو کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا میرے قریب آئی۔

"سوری دھرم ویر جی۔ میرے باغ میں آپ کے ساتھ یہ سلوک ہوا۔ مجھے معاف کر دیجئے گا وہ بوڑھا مالی تھوڑا سا کھسک گیا ہے۔ مگر وفادار آدمی ہے۔ مالی کو شما کر دیجئے اور ہم آپ کی آمد سے بہت خوش ہیں۔ آپ کے پتا جی بڑے پریشان ہیں اور نینا وہ تو دن رات آپ کے لیے روتی رہتی ہے بڑا پریم کرتی ہے آپ سے۔"

میں ہاتھ کھلنے کے بعد سر کھجانے لگا تھا۔ اب کیا کروں۔ دھرم ویر بن جاؤں یا اپنی اصلیت بتا دوں انہیں۔ ان سے کہہ دوں کہ سیب تو میں نے چرائے تھے اور میں دھرم ویر نہیں ہوں' لیکن تھوڑی دیر خاموشی میں کیا حرج ہے۔ ذرا دیکھوں تو سہی یہ الٹی سیدھی بکواس کرنے والی اور یہ اجنبی دنیا کے اجنبی لوگ کون ہیں پارو نامی لڑکی میری بڑی آؤ بھگت کر رہی تھی۔

"دھرم جی آپ نہیں جانتے۔ نینا میری پکی دوست ہے۔ یونیورسٹی میں میرے ساتھ ہی پڑھتی ہے۔ آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ آپ کے گم ہونے کے بعد آپ کے ماتا پتا پر کیا بیت رہی

ہے۔ نینا تو آپ کے لیے رو رو کر پاگل ہو گئی ہے۔ یہ سب باتیں تو ہوتی رہیں گی پہلے نہا دھو لیجئے۔ پتا جی ان کے لیے کپڑوں کا بندوبست کر دیں۔"

وہ لوگ مجھے ایک ایسی جگہ لے گئے جو میں نے پہلی بار دیکھی تھی۔ چمکدار فرش، پانی، عجیب و غریب انداز میں مختلف چیزوں سے نکلتا ہوا میں اس کمرے میں بند کر دیا گیا تھا اور ساری چیزوں کو ٹٹولنے سے مجھے پانی دستیاب ہو گیا تھا۔ یہ ساری باتیں بڑی حیرتناک تھیں ایک داسی نے مجھے باریک ململ کی دھوتی اور کرتا پہننے کے لیے دیا جسے میں نے بڑی خوشی سے پہن لیا اور کافی بہتر صورت حال نظر آنے لگی البتہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ جس شخص کے دھوکے میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے وہ کہاں گیا، لیکن پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں تھی۔ یہ اجنبی دنیا اور لوگ مجھے اب تک کی گزاری ہوئی زندگی سے بالکل مختلف نظر آ رہے تھے اور عمارت میں جو کچھ تھا وہ بھی میرے لیے حیرتناک تھا۔ یہ لڑکی بولتے بولتے کوئی ایسی زبان بولنے لگتی تھی جو میری سمجھ میں نہ آتی۔

نہا دھو کر فارغ ہوا تو مجھے بڑی عزت کے ساتھ ایک ایسی جگہ لے جایا گیا جہاں بیٹھنے کے لیے کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ درمیان میں ایک اور چیز رکھی ہوئی تھی جس پر کھانے پینے کا سامان سجا ہوا تھا۔ بھاری بھرکم آدمی کے ساتھ اس وقت ایک عمر رسیدہ عورت بھی تھی۔ اس کے علاوہ وہ لڑکی پاربتی اور ایک دو لڑکیاں اور بھی تھیں۔ ساری کی ساری وہی حلیہ اختیار کیے ہوئے۔ پاربتی نے مجھے بیٹھنے کے لیے کرسی پیش کی۔

"آپ کچھ کھا لیجئے تھوڑی دیر کے مہمان ہیں ہمارے۔ میں ابھی تھوڑی دیر کے بعد ٹیلی فون کر کے نینا کو اطلاع دیتی ہوں۔ کیوں ڈیڈی کیا خیال ہے آپ کا۔ ہم دھرم جی کو لے کر شہر ہی کیوں نہ چلیں۔ آپ ان کے پتا سے مل لیں گے اور آپ کو یہ فخر بھی حاصل ہو جائے گا کہ آپ نے دھرم جی کو مہاویر مہاراج کے پاس پہنچایا۔"

"ٹیلی فون کر کے ان لوگوں کو ہی کیوں نہ بلا لوں؟"

"ارے ڈیڈی آپ سمجھتے نہیں ہیں۔ آپ مل تو لیں مہاویر مہاراج سے۔" لڑکی نے عمر رسیدہ آدمی کو ایک اشارہ سا کیا اور عمر رسیدہ آدمی بھونڈے انداز میں ہنسنے لگا۔ "ڈرائیور سے کہو تیاریاں کرے۔"

میں نے دل میں سوچا کہ اب کھیل کو زیادہ خراب نہیں کرنا چاہیے۔ ان لوگوں کو اپنی اصلیت بتا دوں، لیکن نجانے کیوں کچھ لطف آ رہا تھا، چنانچہ میں نے خاموشی ہی اختیار کر لی، پھر جب ساری تیاریوں کے بعد وہ لوگ مجھے لے کر باہر نکلے تو ایک عجیب و غریب چیز دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ یہ ایک چوکور سا ڈبہ تھا بہت بڑا۔ اندر بیٹھنے کے لیے کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ نجانے سفر کرنے کے لیے گھوڑوں کے بجائے وہ اس ڈبے میں کیوں بیٹھے

ہوئے تھے۔ نارائن داس اور پاربتی بھی اور ان کی پتنی بھی میرے ساتھ تھیں۔ میں ان کے برابر ہی بیٹھا ہوا تھا۔ آگے ایک آدمی اور بیٹھا ہوا تھا، پھر اچانک ہی ایک عجیب سی آواز سنائی دی اور وہ ڈبہ تیز رفتاری سے لڑھکنے لگا میں حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا تھا۔ یہ سفر میرے لیے اجنبی تھا۔ میں نے ڈبے میں پہیے لگے ہوئے بیشک دیکھے تھے، لیکن یہ گھوڑوں کی مدد کے بغیر یا کسی اور جانور کی مدد کے بغیر اس طرح چل پڑے گا۔ اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔ میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ سارا ماحول دیکھتا رہا، لیکن میں نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے۔ اس وقت نہ ہشم شکتی کام آ رہی تھی اور نہ ہی اس کی عقل۔ میں حیرانی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ غرض یہ کہ وہ ڈبہ لڑھکتا رہا۔ ایک بڑی سی عمارت کے دروازے پر یہ ڈبہ جا رکا اور مجھے نیچے اتارا گیا۔ پاربتی نینا کو پکارتی ہوئی اندر چل پڑیں۔ نارائن داس اور ان کی پتنی مجھے ساتھ لیے ہوئے آگے بڑھے اور صدر دروازے سے اندر داخل ہو گئے۔ یہ سارا کھیل میرے لیے انوکھا اور اجنبی تھا۔ یہاں مشعلوں کے بجائے عجیب سی روشنیاں جگمگا رہی تھیں پھر ایک بڑی خوبصورت جگہ۔ کچھ لوگ نظر آئے پاربتی ان کے ساتھ ہی پہنچی تھی۔

ایک خوبصورت لڑکی نے آگے بڑھ کر کہا۔ "ارے پارو! اتنی جلدی آ گئی۔"

"ہاں آ گئی اور دیکھ کسے ساتھ لائی ہوں۔" دروازے سے نارائن داس اپنی پتنی کے ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔ وہاں موجود افراد دلچسپ نگاہوں سے ہم تینوں کو دیکھ رہے تھے۔ پاربتی نے نینا کو دیکھا۔ میں نے نینا کو اس کے نام سے پہچانا تھا کیونکہ پاربتی اسے اس کے نام سے پکار رہی تھی پھر اس نے مجھے دیکھا پھر نینا کو، پھر مجھے اتنی دیر میں شاید مہاویر آگے بڑھے اور انہوں نے نارائن داس کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام مہاویر ہے۔"

"میں پارو کا پتا نارائن داس ہوں۔"

"میں سمجھ گیا تھا اور یہ شاید ہماری بھابی جی ہیں؟"

"ہاں، اور انہیں نہیں پہچانا آپ نے مہاراج۔" نارائن داس نے میری جانب اشارہ کیا اور مہاویر عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگے۔

"شما چاہتا ہوں پہچان نہیں سکا۔ آپ کے سپوتر ہیں؟"

"جی!" نارائن داس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے پاربتی کو دیکھا اور پاربتی نے حیران نگاہوں سے نینا کو، پھر وہ سرگوشی کے انداز میں بولی، لیکن سرگوشی ایسی تھی کہ میں سن سکتا تھا۔

"نینا، یہ یہ تیرے بھیا دھرم دیر نہیں ہیں؟"

"ہیں!" نینا نے متعجبانہ انداز میں کہا۔

"یہ 'دھرم ویر' نہیں۔"

"بھیا تو آگئے۔ میں تجھے بتانے ہی والی تھی۔"

"ہیں' مم' مگر یہ... کیا یہ تیرے بھیا کے ہم شکل نہیں ہیں۔" پاربتی نے حیرانی سے کہا اور نینا مجھے غور سے دیکھنے لگی۔

"تھوڑا تھوڑا کہہ سکتی ہے' مگر بڑا فرق ہے۔ یہ ہیں کون؟"

پاربتی نے پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر اپنے باپ کو اور اس کے بعد آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ان کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے شاید نارائن داس کو یہ صورت حال بتائی تھی اور نارائن داس بھی چونک پڑے تھے' پھر ان کے چہرے پر غصے کے آثار نظر آئے۔

"تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے پاربتی کیا؟"

"پپ... پتا جی' مم۔ میں تو یہی سمجھی تھی۔ آپ اگر چاہیں تو نینا کے بھیا کو دیکھ لیں۔ بہت زیادہ ملتے جلتے ہیں۔ نینا بھی یہی کہہ رہی تھی۔" پھر مہاویر نے پوچھا۔

"قصہ کیا ہے نارائن داس؟" اور نارائن داس نے ساری حقیقت ان لوگوں کو بتا دی۔ میں مٹی کے مادھو کی مانند خاموشی سے ان لوگوں کی باتیں سن رہا تھا اور لطف لے رہا تھا۔ مہاویر بھی حیران رہ گئے۔ نینا اور پاربتی بھی حیران تھے۔

"اصل میں میرا بیٹا ایڈونچر پسند ہے۔ غائب ہو گیا تھا لندن سے کچھ دن کے لیے۔ سوئٹزرلینڈ' ہوئیڈن' ڈنمارک ناروے اور نجانے کہاں کہاں کی سیر کرکے آخر کار واپس پہنچ گیا' لیکن یہ شخص کون ہے۔ کیا اس نے اپنے آپ کو دھرم ویر بتایا ہے؟"

"ہاں۔" نارائن داس جی نے مجھے غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔ "حالانکہ میرے مالی نے اسے سیب چراتے ہوئے پکڑا تھا۔"

"تب تو یہ چور ہوا۔"

"اور یہ چور ہمارے گھر میں عیش کرتا رہا ہے۔"

"پولیس کے حوالے کروا سے۔ یہ ہمیں بے وقوف بنانے آیا تھا۔" مہاویر نے کہا اور ایک دم پھر کایا پلٹ ہو گئی۔ وہ لوگ جو میری خدمت گزاری میں لگے ہوئے تھے ایک لمحے میں میرے دشمن بن گئے۔

"کون ہے تو اور کیا چکر چلا رکھا ہے تو نے؟"

"بیٹھیں تو بتاؤں۔" میں نے پر سکون لہجے میں کہا۔

"تیرا نام کیا ہے؟"

"بیاس۔" میں نے معصومیت سے جواب دیا۔

"مگر تو نے انہیں اپنا نام دھرم ویر بتایا تھا؟"

"کسے بتایا تھا۔ ذرا پوچھئے۔" میں نے جواب دیا۔

"پاربتی تو بتا؟"

"مم۔ میں کیا بتاؤں' میں تو یہی سمجھی تھی۔ انہوں نے تو کچھ نہیں کہا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"ہم ہی انہیں دھرم ویر سمجھتے رہے تھے۔ اس نے اپنا نام مجھے نہیں بتایا تھا۔"

"پھر بھی یہ اب تک دھرم ویر کیوں بنا رہا۔ ٹھہرو میں ابھی پولیس کو فون کرتا ہوں۔ ہم اسے پولیس کے حوالے کیے دیتے ہیں۔ اس نے تو بڑا لمبا چکر چلانے کی کوشش کی تھی۔ یہ میرے بیٹے کا بدل بننا چاہتا تھا۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔"

پولیس آگئی۔ میں اپنے تجربے کے مطابق یہ اندازہ لگانے میں کامیاب ہو گیا کہ یہ پولیس اس راجدھانی کی فوج ہے۔ وہی کھیل' وہی چکر' نارائن داس اور مہاویر نے مل جل کر سیناپتی کو میرے بارے میں بتایا اور سیناپتی غصیلے انداز میں مجھے دیکھنے لگے

"گرفتار کرلو اسے۔ یہ دو بڑے آدمیوں کو دھوکا دینا چاہتا تھا۔"

انہوں نے میرے ہاتھوں میں پھر سے رسیاں باندھ دیں۔ البتہ میں نے پاربتی کے چہرے پر تاسف کے آثار دیکھے تھے' پھر وہ لوگ مجھے گھسیٹتے ہوئے وہاں سے لے چلے۔ میں نے مسکرا کر یہاں کھڑے ہوئے تمام لوگوں کو دیکھا اور پھر خود کو گھسیٹنے والوں کو اپنی طاقت سے سنبھال لیا اور ان لوگوں سے بولا۔

"آپ نے مجھے ان سیناؤں کے حوالے کر دیا ہے۔ میرا دوش بس یہی تھا کہ میں نے پاربتی کے باغ سے دو سیب کھا لیے تھے۔ مالی نے اس کے بدلے مجھے بہت مارا اور پکڑ کر آپ کے پاس لے گیا۔ آپ لوگوں نے مجھ سے میرا نام تک نہیں پوچھا تھا۔ بس اپنے طور پر سب کچھ سمجھ لیا تھا۔ میں نے تو آپ سے نہیں کہا کہ میرا نام دھرم ویر ہے۔ نہ میں نے یہ کہا کہ مجھے اچھے کپڑے دیے جائیں۔ بس دو سیب لینے کا جرم کیا تھا میں نے اور اس کے بعد آپ نے مجھے اپنی سیناؤں کے حوالے کر دیا ہے۔ کیا اتنے سے دوش پر' خیر میں نئے نئے جہانوں کی تلاش میں پھرتا رہتا ہوں۔ آپ کی یہ دنیا بڑی اچھی ہے۔ پر ان سب سے کہہ دیجیے کہ میرے ساتھ برا سلوک نہ کریں۔ مجھ سے میرے بارے میں پوچھ تو لیں۔ میں خود ہی سب کچھ سچ سچ بتا دوں گا۔ آپ لوگوں کا دھنواد کہ دو سیب کے بدلے میں آپ اتنے بڑے لوگوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔ نئے سنسار کے نئے لوگ بڑے عجیب لگے مجھے۔"

"چلو۔" سیناپتی نے مجھے گھسیٹتے ہوئے کہا اور میں ہنستا ہوا اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

ویسا ہی دوڑنے والا ڈبہ ان کے پاس بھی موجود تھا۔ مجھے یہ سب کچھ بڑا اچھا لگ رہا تھا پھر وہ لوگ مجھے ایک قید خانے میں لے گئے۔ یہاں بڑی بڑی موٹی سلاخوں کا ایک پنجرہ بنا ہوا تھا جس

کے پیچھے مجھے ڈال دیا گیا اور شاید ان کا کام ختم ہوگیا۔ پتا نہیں یہاں کا راجا کون تھا۔ میں یہ ساری باتیں معلوم کرنا چاہتا تھا۔ ویسے یہ نئی دنیا ساری دنیاؤں سے زیادہ عجیب اور اجنبی تھی اور میں خاموشی سے وہاں کے بتا رہا تھا۔ سارے کے سارے کام انوکھے اور عجیب تھے۔ نجانے یہاں کیا کیا ہو رہا تھا۔ میں یہ سب سمجھنے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ سمجھتا رہا۔ زیادہ فرق نہیں تھا مگر اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ تھوڑا وقت یہاں گزار لوں۔ اس کے بعد دیکھوں گا۔ قید خانے میں اکیلا ہی تھا۔ سنتری دروازے کے سامنے بار بار چکر لگا رہا تھا۔ کھانا دیا گیا جو بہرطور کھالیا۔ دنیا میں رہنے والے اچھے لوگوں کے بارے میں سوچتا رہا۔ رات ہوگئی۔ رات کو دروازہ کھولا گیا اور سنتری مجھے باہر نکال کر ایک کمرے میں لے گئے۔ یہاں سیناپتی مہاراج بیٹھے ہوئے تھے۔ بس ذرا انداز بدلا بدلا سا لگتا۔ دو تین سپاہی بھی ان کے ساتھ تھے۔

کچھ دن بعد مجھے ایک بڑی عمارت میں لے گئے جہاں لاتعداد پنجرے بنے ہوئے تھے۔ مجھے ایک ایسے پنجرے میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں دو تین قیدی اور موجود تھے، لیکن یہاں ایک قیدی کو دیکھ کر میرے ہوش وحواس درست ہوگئے تھے۔ ایک بے حد بوڑھا آدمی تھا جو گھٹنوں میں سر دیے ہوئے بیٹھا تھا۔ پہلے تو میں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی دوسرے قیدیوں نے بھی مجھ پر ایک نظر ڈالی اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے، لیکن بہت دیر کے بعد جب اس قیدی نے سر اٹھایا تو میں اس کی صورت دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ میں اسے کیسے بھول سکتا تھا میرا اشیش بھگونت تھا۔

مہاراج چندر کھنڈ، وہ بھی یہاں موجود تھے اور میری طرح پنجرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے اور میں نے انہیں دیکھا اور میں دوڑ کر ان کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے ان کے چرن چھونا چاہے تو انہوں نے منہ بنا کر پاؤں پیچھے ہٹا لیے۔

"آگیا سسرے اوقات میں تیری ضد ہم سب کو لے ڈوبی۔" چندر کھنڈ مہاراج نے کہا۔

"ارے مہاراج آپ یہاں۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"جھک مار رہے ہیں۔ قید میں پڑے ہوئے ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔"

"آپ جیسا گیانی دھیانی اور قید میں، آپ تو ان سب کو بھسم کر سکتے ہیں مہاراج۔ آپ کا گیان کہاں گیا؟"

"زخموں پر نمک چھڑک رہا ہے۔"

"نن۔۔ نہیں مہاراج میرے ہاتھ خالی ہیں اور آپ کے شریر پر زخم بھی نظر نہیں آرہے۔"

"دیکھ بیاس ہوش میں آجا تو یہاں کیسے آمرا سسرے، کیا تو بھی سمندر پار کر گیا تھا؟"

"سمندر پار۔"

"تو اور کیا؟"

"سمندر تو پار کیا تھا میں نے۔"

"بس تو اب آجا اس نرکھ میں اور یہیں جیون بتا دے۔"

"مگر ہوا کیا ہے مہاراج؟"

"بھسم کی شکتی دی تھی میں نے تجھے۔ بیاس کی عقل دی تھی پر بھول ہوگئی مجھ سے تجھے بھسم ہی رہنے دینا چاہیے تھا۔ بیاس بنا کر تیری عقل چرنے چھوڑ دی میں نے اور تو نے اپنی اس عقل سے جو کچھ کیا میرے خلاف ہی کیا۔"

"چندر کھنڈ مہاراج زیادتی آپ نے بھی کی تھی۔ میں آپ کے اشاروں پر چلتا رہتا، کبھی گردن نہ اٹھاتا آپ کے سامنے پر بھلا یہ کوئی بات تھی کہ ہری چند وردھانی اور کرپان سنگھ ملودھا میرے سامنے آجائیں اور میری شکتی انہیں پہچان بھی نہ سکے، اگر آپ مجھے تھوڑی بہت گیان شکتی دے دیتے تو بات آگے ہی نہ بڑھتی۔ ضد آپ نے بھی کی اور ضد مجھے بھی آگئی۔ سب کچھ دینے کے بعد بھی آپ نے مجھے زنجیروں سے باندھ رکھا تھا۔"

"وہ زنجیریں تیرے کام ہی آتی رہتیں۔ میں ہمیشہ تیرے ساتھ رہتا۔"

"نہ مہاراج، نہ آپ صرف اپنے کام کے سمے میرے ساتھ ہوتے۔ باقی مجھے اکیلا ہی رہنا پڑتا۔"

"کیا رکھا ہے ان باتوں میں ختم ہوگیا سب کچھ۔"

"مگر کیسے مہاراج، مجھے تو گیان شکتی ملی ہی نہیں تھی اور میں ملودھا چنتی میں پھنسنے جا رہا تھا۔ وہ تو اچھا ہوا کہ میری آنکھیں کھل گئیں اور میں نے سوچا کہ جب بھوج لیکھا کرپان سنگھ ملودھا کی کتاب ہے اور مجھے ملودھا چنتی میں پھنسنا پڑے گا تو میں نے سوچا بھاڑ چولہے میں جائے سب کچھ۔ کیا فائدہ یہ گیان دھیان لینے سے اور پھر مجھے تو پریم کرنا ہی نہیں چاہیے میں کوئی انسان ہوں۔ بلاوجہ چندریکا کے چکر میں یگوں کا سفر کر رہا ہوں۔ بس مہاراج طبیعت وہیں سے اچاٹ ہوگئی پھر کچھ بحری قزاقوں کے ہاتھ لگ گیا۔ وہ مجھے کشتی میں بٹھا کر لے چلے اور اس کے بعد ان کی کشتی طوفان کی نذر ہوگئی اور میں بہتا ہوا یہاں آنکلا۔"

"جانتا ہے یہ کونسا یگ ہے؟"

"اب یہ سارے یگوں کی باتیں تو تم ہی جانتے ہوگے یہ بتاؤ یہ آگے کا یگ ہے یا پیچھے کا؟"

"یہ بہت آگے کا یگ ہے۔ تو بھی سمندر کا شکار ہو کر اسی میں پہنچ گیا۔ میں، کرپان سنگھ ملودھا اور ہری چند وردھانی بھی لڑتے ہوئے سمندر ہی کی نذر ہوگئے اور جونہی ہم نے سمندر پار کیے ساری شکتی سارا گیان سمندر ہی میں رہ گیا۔ سارے کے سارے سسرے بھنڈ ہوگئے۔ اب نہ ہری چند وردھانی کے پاس کوئی گیان ہے نہ کرپان سنگھ ملودھا کے پاس اور یہی کیفیت میری بھی ہے۔ تینوں کے تینوں برباد ہوگئے اور سارا گیان دھیان ہاتھ سے چلا گیا پر سب سے بری بات یہ ہے کہ ہم لوگوں نے امرت جل پی رکھا

ہے موت ہمارے پاس نہیں آئے گی جیتے بھی رہیں گے اور کلس کلس کر مریں گے۔ بے بھگون جو کیا برا کیا۔ تیری لیلا اپرم پار ہے۔ تیری لیلا کے ساتھ ہی منش کا جیون اور مرن ہے۔ ارے جیون کا انت ہو تو بھلا چنتا کس بات کی اور جس جیون کا کوئی انت ہی نہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اور کچھ بھی نہ ہو تو پھر اس سے برا جیون اور کون سا ہے اور دیکھ لے ہم مر نہیں سکتے جینا پڑے گا ہمیں، پر دیکھ لے کیسے جی رہے ہیں۔ ایک سمے کیا تھا اور ایک سمے کیا ہے۔" میں خاموشی سے چندر کھنڈ کی باتیں سنتا رہا۔ میں نے کہا۔

"لیکن مہاراج، آپ یہاں کیسے آ گئے اور کیا یہاں سینا پتی نہیں ہوتے۔"

"وہ سب پرانی باتیں ہیں اب نہ کوئی راجہ ہوتا ہے نہ کوئی سینا پتی۔ یہ انوکھی دنیا اور انوکھے لوگ ہیں۔ پر بہت برے ہیں، ایسی مار لگاتے ہیں کہ منش کے بدن کی کھال ہی اتر جائے۔"

"آپ یہاں کیسے آ پھنسے؟"

"بھوکا مر رہا تھا۔ روٹی کی تلاش میں تھا۔ جب بھوک سے جینا مشکل ہو گیا تو روٹی چرائی۔ دکان والے نے پکڑ لیا تو اسے مارا اور اس کے بعد جب وہ زخمی ہو گیا تو اس جنجال میں پھنس گیا۔ اب انہوں نے مجھے بند کیے رکھا ہے۔ دیکھو نجانے کب تک بند کیے رہتے ہیں۔"

میں حیرانی سے چندر کھنڈ کو دیکھنے لگا۔ اس کی باتوں پر غور کرتا رہا۔ اچانک ہی چندر کھنڈ اچھل پڑا۔

"بیاس ایک بات کہوں مان لے گا میری بات؟"

"نہیں مہاراج، وعدہ تو کوئی نہیں کر سکتا کھیل آپ نے بگاڑا ہے اور میں آپ کے احسانات سے آزاد ہو چکا ہوں۔"

"اب میں کوئی احسان نہ تجھ پر کر رہا ہوں نہ تجھ سے گرو دکھشا مانگتا ہوں۔ دونوں کو جان بچانی ہے۔ گرو چیلے کا چکر چھوڑو جان بچانے کی سوچ۔"

"تو پھر کہو۔"

"دیکھ میرے پاس اب کوئی شکتی نہیں ہے سوائے اس کے کہ جیتا رہوں پر تیرے پاس بھسم شکتی ہے۔ بیاس شکتی تو اس دور میں بیکار ہے۔ اصل چیز اس دور میں بھسم شکتی ہی ہے تو بڑا جاندار ہے۔ سلاخوں کا یہ دروازہ اکھاڑ کر پھینک سکتا ہے۔ اپنے راستے میں آنے والے ہر آدمی کو مار سکتا ہے چل یہاں سے نکل بھاگیں۔" میں غور کرتا رہا میں نے کہا۔

"بھاگ کر کہاں جائیں گے؟"

"ارے باؤلے، ان کے جنجال سے تو نکلیں گے بعد میں دیکھیں گے تیری جو یہ بھسم شکتی ہے نا تیرے بڑے کام آ سکتی ہے اور اس کے ذریعے ہم اپنا جیون بھی بچا سکتے ہیں۔ دیکھ بیاس یہاں بہت بری ہو گی۔ تیرے ساتھ بھی میرے ساتھ بھی پہلے یہاں سے نکل جائیں۔ بعد میں سوچیں گے کہ کیا کریں۔"

"پھر بھی مہاراج اصل میں آپ اس قابل نہیں ہیں کہ آپ پر بھروسا کیا جا سکے اس لیے میں سوچنا چاہتا ہوں۔"

چندر کھنڈ ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا، لیکن پھر فوراً ہی وہ ہو گیا جس نے چندر کھنڈ کی یہ تجویز بقول اس کے بھنڈ کر دی ہوا یہ کہ سنتری آئے اور چندر کھنڈ کو وہاں سے نکال لے گئے۔ وہ پوچھتا ہی رہ گیا کہ بھائی کہاں لے جا رہے ہو، مگر سنتریوں کا انداز بڑا جارحانہ تھا۔ انہوں نے چندر کھنڈ کو اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور اسے سختی کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے۔ مجھے ہنسی آ گئی تھی۔ یہ تھے مہاراج چندر کھنڈ جنہوں نے ایک طویل عرصہ اس لیے بن باس لیا اور جیون سے دور رہے کہ اپنے دشمنوں سے بدلہ لینا چاہتے تھے، لیکن سارے کا سارا کھیل ہی ختم ہو کر رہ گیا۔ اب بیچارے ان دو دو ٹکے کے سنتریوں کے چکر میں پڑے ہوئے تھے۔ سارے گیان دھیان کی مٹی پلید ہو گئی تھی، بہرحال مجھے کوئی فکر نہیں تھی، بلکہ اب مجھے ایک اور تجربہ بھی ہو گیا تھا اب تو شاید کتنا ہی سمے نکل گیا تھا۔ جیسا کہ چندر کھنڈ نے مجھے بتایا کہ یگ ہی بدل گیا ہے۔ میں نے پیچھے کی جانب جو سفر کیا تھا وہ خود بخود سمندر میں گر کر ختم ہو گیا اور میں ایک نئے یگ میں آ گیا۔

بہرحال یہ سب کچھ تھا بڑا عجیب، چندر کھنڈ کے جادو سے بھی زیادہ عجیب۔ یہاں اونچی اونچی سڑکیں۔ ہاتھ کے اشارے سے جل اٹھنے والی مشعلیں، دوڑتے ہوئے ڈبے جو گھوڑوں سے زیادہ تیز رفتاری سے دوڑتے تھے۔ یہ ساری چیزیں بڑی انوکھی تھیں لیکن مجھے جس پنجرے میں بند کر دیا گیا تھا اس میں بند رہ کر میں باہر کی دنیا کو نہیں دیکھ سکتا تھا جبکہ میرے دل میں آرزو تھی کہ میں اس دنیا کو دیکھوں، اتنا سمے بیت جانے کے باوجود مجھے خون کی طلب محسوس نہیں ہوئی تھی اور اس کی بنیادی وجہ شاید یہ تھی کہ میرے سر پر کھلا چاند اور کھلا آسمان نہیں آیا تھا۔ گویا یہ ایک شرط تھی میری اس فطرت کی جس میں مجھے خون آشام کرنا ہوتی تھی کہ چاند پورا ہو اور میرے سر پر کھلا آسمان ہو۔ بس اسی وقت مجھے خون کی طلب محسوس ہوتی تھی۔ یہ بھی چندر کھنڈ کی لگائی ہوئی ایک مصیبت تھی، لیکن ہو سکتا ہے اب مجھے اس کی ضرورت ہی پیش نہ آئے کیونکہ بقول چندر کھنڈ کے میں نے بھی سمندر کا سفر طے کر لیا ہے اور سمندر عبور کرنے کے بعد ہر قسم کا جادو فنا ہو جاتا ہے۔ یہ بات بھی میرے گرو مہاراج۔ میرے اشیش بھگونت نے مجھے بتائی تھی بہرحال نجانے وہ لوگ چندر کھنڈ کو کہاں لے گئے۔ اب مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت بھی نہیں تھی، کیونکہ مجھے کسی سے کوئی دلچسپی ہی نہیں باقی رہ گئی تھی۔

میرے ساتھ بھی کھیل شروع ہو گیا۔ ان لوگوں نے میرے ہاتھوں میں رسیاں باندھیں اور مجھے ایک جگہ لے گئے جہاں بہت

سے لوگ موجود تھے۔ ایک سامنے بیٹھا ہوا تھا اور نجانے وہ لوگ کیا کیا باتیں کرتے رہے تھے، پھر مجھے واپس اسی پنجرے میں پہنچا دیا گیا۔ کھانے پینے کو دیا جاتا تھا اور کوئی ایسی بات نہیں ہوتی تھی جو میری مرضی کے خلاف ہو۔ تین چار بار مجھے وہیں اس آدمی کے سامنے پیش کیا گیا اور وہ لوگ نجانے کیا کیا بکواس کرتے رہے۔ میری سمجھ میں بس یہ آرہا تھا کہ مجھ پر کسی سردار سنگھ کے قتل کا الزام لگایا گیا تھا۔

کچھ دن بعد یہ لوگ مجھے ایک عجیب جگہ لے گئے وہاں ایک کرسی وغیرہ رکھی ہوئی تھی جسے وہ لوگ الیکٹرک چیئر کہہ رہے تھے مجھے اس پر بٹھایا گیا مگر مجھے کچھ بھی نہ ہوا بس بدن میں گدگدی سی ہونے لگی بہت دیر گزر جانے کے بعد یہ لوگ ایک اور جگہ لے گئے جہاں مجھ پر بہت سے دھماکے کیے گئے مگر مجھے کچھ نہیں ہوا آخر وہ پریشان ہو گئے۔

آخر کار مجھے ایک بڑی سبھا میں لے جایا گیا۔ یہاں بے شمار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ بڑی خوبصورت جگہ تھی یہ۔ ایسی کہ بس دیکھنے دکھانے سے تعلق رکھتی تھی۔ دیواریں لگتا تھا شیشے کی بنی ہوئی ہیں۔ زمین بھی شیشے کی بنی ہوئی تھی اور نجانے کیسے کیسے کمزاگ وہاں پھیلائے گئے تھے۔ مجھے وہاں لے جا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ میں نے بیٹھنے کے بعد کہا۔

"دیکھو بھائیو! اب تک تم لوگ میرے ساتھ جو کھیل کھیلتے رہے ہو۔ میں نے خاموشی سے اس کھیل میں تمہارا ساتھ دیا ہے، لیکن اب بہت ہو گئی۔ اب مجھے آزادی دے دو۔ میں تمہارے اس سنسار کو دیکھنا چاہتا ہوں اور دیکھ لو۔ نہ تو میں نے اس دوران کسی کا خون کیا ہے نہ ایسا جرم کیا ہے جو تم لوگوں کے لیے برا ہو، لیکن اب مجبوری ہو گئی ہے۔ میں آج تک تم لوگوں سے ہر طرح کا تعاون کرتا رہا ہوں اور جیسا تم نے کہا ہے ویسا ہی کرتا رہا ہوں، لیکن اب بات حد سے آگے بڑھ گئی اب مجھے میری مرضی کے مطابق جیون بتانے دو۔"

ایک نہایت ہی سنجیدہ سا آدمی جو دیکھنے میں بہت اچھا لگتا تھا آگے بڑھا اور میرے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"ہم تم سے تمہارے بارے میں معلومات کرنا چاہتے ہیں؟"

"کیا معلومات کرنا چاہتے ہو۔ سبھی تو مجھ سے معلومات کر چکے ہیں اور جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ میں بتا چکا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ کل یگ ہے اور کل یگ کے رہنے والے تم لوگ نجانے کیسے لوگ ہو۔ ارے اتنے دن سے تم مجھے مارنے کی کوششیں کرتے رہے ہو تمہاری کھوپڑی میں یہ بات نہیں آئی کہ تم مجھے نہیں مار سکتے۔"

"ہم اسی کی وجہ جاننا چاہتے ہیں۔"

"کیا وجہ جاننا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ نہ تم پر گولی اثر انداز ہوتی ہے۔ نہ الیکٹرک چیئر تمہاری زندگی لے سکتی ہے۔ پھانسی کے پھندے پر تم بیس بائیس منٹ لٹکے رہے اور اس کے بعد وہاں سے واپس آ گئے۔"

"اور تم مجھے ہر قیمت پر مارنا چاہتے ہو، ارے اپنی جیسی کوششیں کر کے ناکام ہو چکے ہو اب اس کے بعد میں نے اپنی کوششیں شروع کر دیں تو تم میں سے ایک بھی یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکے گا۔"

"نہیں تم ایسی کوششیں نہ کرو ہم لوگ سائنس داں ہیں اور تمہارے بارے میں تحقیقات کرنا چاہتے ہیں۔"

"تم کوئی داں ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ اب میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔"

"تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں نوجوان دوست، ہماری ان باتوں کا جواب دے دو اس کے بعد تم جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ یقین کرو اب تمہیں ہم لوگ نہیں روکیں گے۔ حکومت نے بھی تمہاری رہائی کی اجازت دے دی ہے اور ہم نے خفیہ طور پر یہ انتظامات کر لیے ہیں لیکن اگر تم پسند کرو تو اپنے بارے میں ہمیں تفصیلات بتا دو تاکہ ہماری معلومات میں اضافہ ہو۔"

"ارے کیا تفصیلات بتادوں بلا وجہ ہی یہ ادھر ادھر کی حرکتیں کرتے پھر رہے ہو۔ کبھی لٹکا دیتے ہو کبھی کرسی پر باندھ دیتے ہو کبھی گولیاں مارتے ہو۔ میں کہتا ہوں تم کچھ بگاڑ سکے میرا۔ ارے میرا تو پوری پوری عیسائی فوجیں مل کر کچھ نہیں بگاڑ سکیں تم میرا کیا بگاڑ سکو گے؟"

"ہم یہی جاننا چاہتے ہیں کہ کوئی چیز تمہارے جسم پر اثر انداز کیوں نہیں ہوتی۔"

"میں بھسم ہوں سمجھتے ہو۔ بھسم سمجھتے ہو۔"

"بھسم" چاروں طرف سے آوازیں بلند ہونے لگیں۔

"ہاں بھسم، برا شکتی مان، امرت جل پیا ہوا ہے میں نے کیا سمجھے۔ نہ مجھ پر آگ اثر انداز ہو گی۔ نہ مٹی، نہ پانی، نہ زمین کی گہرائیاں، نہ اندھیرا، نہ اجالا کیا سمجھے، تم مجھے کسی طرح ہلاک نہیں کر سکتے۔"

...

وہ سب پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھتے رہے۔

"مگر یہ بھسم شکتی ہے کیا؟"

"چندر رکھنڈ سے پوچھو۔"

"چندر رکھنڈ، یہ کون ہے؟"

"مہان جادوگر، مگر اب سسرا تمہاری قید میں ہے۔ کرپان سنگھ ملودھا بھی گیا اور ہری چند وردھانی بھی۔" وہ لوگ ایک دوسرے کی شکلیں دیکھتے رہے۔ غالباً میری کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔

"تو پھر اب مجھے جانے کی اجازت ہے؟"

"مگر تم۔"

"اچھا بھیا ٹھیک ہے اب تمہاری مرضی۔" میں اپنی جگہ سے

اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور جیسے ہی میں کھڑا ہوا وہاں بھگدڑ مچ گئی۔

وہ لوگ ایک ایک کر کے دروازے سے نکل بھاگے تھے وہ سب کے سب مجھ سے خوفزدہ تھے چونکہ میرا ماضی ان کے سامنے تھا وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے تھے اور جب میں انہیں نقصان پہنچانے پر تل گیا تو پھر ان کے لیے فرار ہی مناسب تھا۔ باہر نکل کر دیکھا دور دور تک کوئی موجود نہیں تھا۔ ہاں اس عمارت کے بڑے دروازے پر چند لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ یہ غالباً "سینا کے لوگ تھے اور وہی ہتھیار لیے کھڑے ہوئے تھے جن سے گولیاں چلتی تھیں اور دھماکے ہوتے تھے۔ انہوں نے مجھ پر بہت سے دھماکے کیے اور اس کے بعد خود ان کی حالت بگڑ گئی۔ اپنا وار ناکام ہوتے دیکھ کر ان کے حوصلے بھی پست ہو گئے تھے، چنانچہ وہ بھی بھاگ لیے اور میں عمارت کے دروازے سے باہر نکل آیا، پھر انسانوں کی بھیڑ میں گم ہو جانا میرے لیے مشکل نہیں ہوا، میں عام لوگوں کے درمیان آ گیا جو چل پھر رہے تھے اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ بازار لگے ہوئے تھے۔ لوہے کے ڈبے دوڑ رہے تھے۔ نجانے کیا کیا ہو رہا تھا۔ میری تو عقل چکرا کر رہ گئی تھی، لیکن اب میں نے یہ سوچ لیا تھا کہ میں کسی کے چکر میں نہیں آؤں گا۔ خود ہی اس نئے سنسار کو دیکھوں گا اور کوشش کروں گا کہ کسی کو میرے ہاتھوں نقصان نہ پہنچے اور اس کے بعد یہ لوگ میرے پیچھے نہ پڑیں۔ پرامن رہوں گا۔ نئی زندگی دیکھوں گا اور میں نے دیکھا، میں نے سمندر دیکھا۔ اس میں اڑتے ہوئے عظیم الشان پہاڑ دیکھے، یہ نئی کائنات ہے۔ قدیم جادو کچھ نہیں ہے اس کے سامنے، کل جگ کے جادوگروں سے سب کچھ ختم کر دیا ہے یہ جادو سرچڑھ کر بول رہا ہے پھر میں نے فولادی پرندے دیکھے۔ اس کے پیٹ میں انسان چھپے ہوتے تھے۔ انسان ان پرندوں پر بیٹھ کر اڑتے تھے۔ جہاں دل چاہتا تھا رک جاتے تھے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا۔

"یہ کون سا پرندہ ہے؟"

"دیہاتی ہو کیا۔ پہلی بار شہر آئے ہو؟"

"ہاں۔"

"یہ جہاز ہے۔ ہوائی جہاز۔"

"پرندہ نہیں ہے۔"

"انسانوں کا بنایا ہوا پرندہ ہے۔"

بڑے گیانیوں کا دور ہے یہ۔ میں نے دل میں سوچا۔ سچ مچ ان گیانیوں سے مجھے ڈر لگنے لگا تھا، پھر مجھے ایک آدمی نظر آیا میں نے اسے پہچان لیا۔ چندر کھنڈ کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔

"آپ بھی نکل بھاگے چندر کھنڈ مہاراج؟"

"نکل نہیں بھاگا رہا کر دیا گیا۔ ان لوگوں کو دیا آ گئی تھی مجھ پر، کوئی تہوار منا رہے تھے یہ لوگ، اس تہوار کے موقع پر بوڑھے قیدیوں کو چھوڑا جاتا تھا۔ سو انہوں نے میری سزا بھی معاف کر دی اور مجھے چھوڑ دیا۔"

"اس دن وہ جو آپ کو لے گئے تھے۔"

"ہاں اسی دن چھوڑ دیا تھا۔"

"اور آپ مجھے چھوڑ آئے چندر کھنڈ مہاراج؟"

"بیاس ان لوگوں کے تمام ریت رواج نرالے ہیں۔ میں کچھ نہیں کر سکتا تھا تیرے لیے، مجھے تو انہوں نے واپس بھی نہیں جانے دیا۔ پر تو، تو کیسے چھوٹا؟"

"لمبی کہانی ہے چندر کھنڈ مہاراج۔"

"تیرا کوئی ٹھکانہ ہے؟"

"تم نے کوئی ٹھکانہ چھوڑا میرا۔ بس سنسار میں بھٹکتا ہی پھر رہا ہوں، کوئی ٹھکانہ نہیں ہے میرا۔"

"چلے گا میرے ساتھ؟"

"کہاں؟"

"جہاں میں رہ رہا ہوں۔"

میں نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا۔ کیا فرق پڑتا ہے، ٹھکانہ ضروری تو نہیں ہے۔ مجھ سے میرے بارے میں کسی نے کچھ پوچھا بھی نہیں ہے، چلو ٹھیک ہے ایک جاننے والا تو ملا۔

"ٹھیک ہے مہاراج، کیا اب مجھے کچھ اور سکھاؤ گے؟"

"میرے زخموں پر نمک مت چھڑک" میں نے تجھ سے پہلے بھی یہ بات کہی تھی۔ ارے ستیاناس ہو کر رہ گیا سارے گیان دھیان کا۔ نجانے کتنا جیون بتایا، تپسیا میں کیس پر کچھ نہ ملا۔ اس کل جگ نے سب کچھ چھین لیا۔ آ چل ہم سب ایک ساتھ ہی رہتے ہیں۔"

"کون ہم سب؟"

"چل ملا دوں گا تجھے۔" اشیش بھگونت نے کہا اور میں شانے ہلا کر رہ گیا۔

نجانے وہ کس سے ملانے کی بات کر رہے تھے اور نجانے کون سب ساتھ رہتے تھے، ہم لوگ ایک گندے سے علاقے میں پہنچ گئے چھوٹے چھوٹے گھر بنے ہوئے تھے، گلیوں میں کیچڑ اور گندگی اور کوڑا کرکٹ پڑا ہوا تھا پر اس سے کیا فرق پڑتا ہے، پھر ایک دروازے کے سامنے چندر کھنڈ رکا۔ دروازے پر لٹکی زنجیر بجائی اور کسی نے دروازہ کھول دیا۔ ایک اور بوڑھا آدمی تھا اس نے چندر کھنڈ کو دیکھا اور پھر مجھے اور پھر بری طرح اچھل پڑا۔ ہم دونوں اندر داخل ہو گئے۔ صحن میں دو بندر بندھے ہوئے تھے جو روٹی کھا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر اچھل کود مچانے لگے۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔ تب ہی ایک اور تیسرا بوڑھا

بھی اندر سے باہر نکل آیا اور اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا۔
"یہ بھشم ہے؟"
"بیاس ہے۔" دوسرے نے جواب دیا۔
"میں تو پہلے ہی پہچان گیا تھا۔"
"مگر میں ان لوگوں کو نہیں پہچانتا۔" میں نے کہا اور چندر رکھنڈ منہ بنا کر گردن جھٹکنے لگا۔
"یہ کرپان سنگھ ملودھا ہے۔" اشارہ اس آدمی کی جانب تھا جس نے دروازہ کھولا تھا۔
"اوہو ملودھا مہاراج۔ واہ۔ تین دشمن جنہوں نے زندگی بھر دشمنی نبھانے کا عہد کیا تھا اب ایک ساتھ ہی رہتے ہیں۔"
"بیٹھو بھشم، جب انسان پر بپتا پڑتی ہے تا تو دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ ارے ہم تو ایسی مصیبت کا شکار ہوئے ہیں اس کل جگ میں کہ بس بھگوان ہی یاد آتا ہے اب۔"
"کیا پہلے بھی بھگوان آپ کو یاد آتا تھا؟"
"بھگوان ہی سے تو بھاگے ہوئے تھے۔"
"خیر تو آپ تینوں یہاں اکٹھے ہو گئے ہیں؟"
"ہاں اور بڑے پریشان ہیں۔"
"ارے ہاں ملودھا مہاراج۔ وہ چندریکا کہاں گئی بڑی سندر تھی اور بھوج لیکھا کا کیا ہوا؟" میں نے پوچھا۔
"سب بے کار ہو گیا۔ وہ ایک ریاست کی راجکماری تھی گیان دھیان سیکھنے کے لیے میرے چکر میں پڑ گئی۔ یوں سمجھ لو بھوج لیکھا میں نے اس کے لیے ہی تیار کی تھی۔ سنسار میں نجانے کیا کیا کرتی پھری۔ راجاؤں مہاراجاؤں پر حکومت کرتی رہی۔ امرت جل پلوا لیا اور امر ہو گئی۔ پر ہماری تلاش میں بھٹکتی ہوئی وہ بھی سمندر پار کر گئی۔ ہماری بھوج لیکھا پانی میں گل گئی اور اس کے بعد کنارے پر آ گئی۔ ہم سے زیادہ بری حالت اس کی ہے کیونکہ اس نے امرت جل پینے کے ساتھ ساتھ ایک گیان بھی کر لیا تھا۔ اس کا سارا گیان ایسی تیسی میں مل گیا۔"
"کیا ہوا وہ کہاں ہے؟"
"دکھائیں گے۔"

دوسرے دن ہم چاروں چل پڑے۔ کہیں سے صاف ستھرے کپڑے مل گئے تھے۔ وہ پہن لیے۔ چندر رکھنڈ بھی ہمارے ساتھ تھا۔ ہم چاروں چلتے ہوئے انسانوں کی بھیڑ سے گزرتے ہوئے ایک ایسی جگہ آ گئے جہاں ڈھول تاشے بج رہے تھے گھروں سے ناچنے گانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ گھنگھرو چھنک رہے تھے۔ ہم لوگ ایک گھر کی سیڑھیاں طے کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اوپر پہنچ گئے۔ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس میں بڑا اچھا فرش بچھا ہوا تھا۔ ایک طرف باجے والے بیٹھے باجا بجا رہے تھے۔ آس پاس بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے آہ۔ واہ کر رہے تھے اور بیچ میں ایک بہت ہی سندر لباس پہنے چندریکا ناچ رہی تھی۔ وہ چندریکا ہی تھی اس نے اپنی جوانی کو بھی امر کر لیا تھا۔ یہ لوگ تو خیر بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کی شکلیں ہی بدل گئی تھیں مگر چندریکا کا وہی حسن وہی جوانی تھی۔ اس کے گھنگھروؤں کی جھنکار فضا میں گونج رہی تھی اور نیچے بچھے ہوئے فرش پر چاندی کا چھڑکاؤ ہو رہا تھا۔ تب ہی چندریکا نے مجھے دیکھا اور اس کے گھنگھرو تھم گئے۔ اس نے ناچنا بند کر دیا۔ مجھے دیکھتی رہی بہت دیر تک دیکھتی رہی اور اس کے بعد اسے چکر آ گیا۔ وہ نیچے بیٹھی اور پھر لیٹتی چلی گئی۔ چاروں طرف ہاہاکار مچ گئی یہ حالت دیکھ کر چندر رکھنڈ راج نے سب کو وہاں سے چلنے کا اشارہ کیا۔ وہاں سے نیچے آ گئے۔

"وہ خود بھی تمہارے پھیر میں پڑ گئی تھی۔ بعد میں تو سنا ہے کہ خود اس نے تمہارا پیچھا کرنا شروع کر دیا تھا۔"
میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چندریکا کی یہ درگت میرے لیے افسوسناک تھی۔ چاندی کے نشانات اب بھی فرش پر پڑتے تھے لیکن اس کی کوئی عزت کسی کی نگاہوں میں نظر نہیں آتی تھی۔
"میں تو ایک بات جانتا ہوں مہاراج۔" میں نے کہا۔
"وہ کیا؟"
"نئے یگ میں ہمارا گزر مشکل ہے۔ جینا ہی ہے تو جنگلوں میں نکل چلو۔ کوئی ویرانہ تلاش کرتے ہیں۔ وہیں کھانے پینے کا بندوبست کریں گے اور جیون بتائیں گے۔"
"وہاں کیسے رہیں گے؟"
"پتھروں میں، گپھاؤں میں۔"
"بات تو سوچنے کی ہے۔" چندر رکھنڈ نے کہا پھر بولا۔ "اور دوسروں سے کیا کہیں؟"
"ان سے کیا کہنا ہے؟ شام کو ان سب سے بات کریں گے اب تو وہ ہمارے دوست ہیں دشمنی تو سمندر میں بہنے کے بعد ختم ہی ہو گئی تھی۔"
شام کو وردھانی اور ملودھا سے بات ہوئی۔ دونوں سوچ میں ڈوب گئے۔
"بات تو سولہ آنے ہے۔" ملودھا نے کہا اور وردھانی کی طرف دیکھنے لگا۔
"چلیں گے۔" وردھانی نے کہا۔
"ایک بات کہوں؟" ملودھا بولا۔
"ہاں کہو۔"
"اس بے چاری چندریکا کو بھی لے لیں۔" ملودھا نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لے لو۔ روٹی ہانڈی پکا لیا کرے گی۔"

"بات کرلو اس سے۔"

"میں کر لوں گا۔" ملودھا بولا۔ چندریکا بھی فوراً ہی تیار ہو گئی تھی۔

ایک ایک پوٹلی بغل میں دبا کر سب چل پڑے۔ سفر کا کوئی تعین نہیں تھا۔ جنگل جنگل قریہ قریہ مارے مارے پھرتے رہے پھر ایک گھنے جنگل میں جا نکلے اور یہاں پہنچ کر چندر کھنڈ چونک پڑا۔ رات کو اس نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"بیاس۔ کیا اس جگہ کو پہچانتا ہے؟"

"نہیں۔ کون سی جگہ ہے؟"

"وہ دیکھ۔ سامنے وہ غار ہیں جہاں تو مجھے پہلی بار ملا تھا۔"

اس نے کہا اور میں ادھر دیکھنے لگا۔

"پہلی بار سے تمہاری کیا مراد؟"

"بھول گیا۔ تو نے ریتھم کو مار کر مجھے جگا دیا تھا۔" چندر کھنڈ نے کہا۔

میرے دماغ میں ہوائیں چلنے لگیں۔ یہ ہوائیں آندھیوں میں بدل گئیں۔ مجھے بہت کچھ یاد آنے لگا۔ گزرے ہوئے لمحات۔

"چندر کھنڈ مہاراج۔ میں ان غاروں میں جانا چاہتا ہوں۔"

"چل چلتے ہیں۔" ہم ان غاروں کی طرف چل دیے۔

مجھے اس وقت بہت کچھ یاد آرہا تھا۔ غار جوں کا توں تھا۔ سب کچھ ویسے ہی پڑا تھا۔ ریتھم کی مٹی ڈھیر اور اس کے پاس کچھ اور۔ ایک تعویز تھا۔ میرا تعویز۔ میں نے اسے پہچان لیا۔ آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا۔ عقیدت سے چوم لیا۔ یہ ایک بزرگ نے دیا تھا۔ میری ماں نے میرے گلے میں ڈالا تھا۔ جوں ہی میں نے تعویز گلے میں ڈالا چندر کھنڈ' وردھانی' ملودھا اور چندریکا بری طرح چیخ پڑے پھر اس طرح پلٹ کر بھاگے کہ ان کا نشان نہ ملا۔ میں نے دور تک ان کی چیخیں سنی تھیں۔ میں حیران سا کھڑا رہا۔ تبھی مجھے کچھ آہٹیں سنائی دیں اور میں نے ان بزرگ کو پہچان لیا جو صاحب تعویز تھے۔

"تمہیں اپنا نام تو یاد ہے نا؟"

"جی ہاں۔ چراغ علی موجا۔ نام ہے میرا۔"

"باپ کا نام بھی یاد ہوگا؟"

"سلطان علی موجا۔"

"شکر ہے۔ سن موت برحق ہے۔ شیطان کو اجازت ہے کہ بہکائے' ورغلائے۔ سب فانی ہے۔ فانی' فانی' فانی باقی سب جھوٹ امرت جل کچھ نہیں ہے سوائے ایک شیطانی دھوکے کے۔ زندہ جاوید وہ ہوتے ہیں جو اپنا فرض پورا کر کے دنیا سے چلے جائیں۔ خالق اپنے محبوب بندوں کو حیات جاوید بخش دیتا ہے۔ شیطان بھلا کیا ہے۔ جا۔ جو گزری سو گزری موت تلاش کر کہ موت کا مزا ہی کچھ اور ہے۔ جو لکھا ہے وہی برحق۔

ہوس کو ہے نشاط کار کیا کیا
نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

موت ہی منزل ہے۔ جو کھو گیا اسے تلاش کر۔"

بزرگ غائب ہو گئے اور پھر میں وہاں سے چل پڑا اور اب ایک ہی آرزو ہے۔

تیری خدائی میں ہوتی ہے ہر سحر کی شام
الٰہی میری سحر کی بھی شام ہو جائے

ختم شد